...AL LIBRARY

لا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام سعادت التیام کتاب مستطاب

مسمی بہ

تذکرہ بہادران اسلام

حصہ اول الملقب بہ

اصلاح امت

مصنفہ

حقیقت آگاہی صوفی کرم الٰہی صاحب ڈنگوی

مصنف حصہ اول [illegible] تذکرہ بہادران اسلام و سوانح عمری خالد بن ولید

حسب فرمائش

عبدالرحیم و عبدالرحمٰن پسران مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم

تاجران کتب مالکان کتب خانہ اسلامیہ لاہور

در اسلامیہ سٹیم پریس لاہور بزیور انطباع پوشید

مجلد ــ دو روپیہ آٹھ آنے (۲/۸)

فہرست مضامین تذکرہ بہادران اسلام حصہ اول

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ	۱	مسلمانوں کی بحری کامیابیاں	۳۷
مسلمانوں کے تنزل کے حقیقی وجوہات	۲	متفرق غزوات	۳۸
وجہ تالیف کتاب ہذا	۳	زوال کا پہلا دور	۴۰
اقبال کا پہلا دور	۵	ظہور زنادقہ	۴۳
حقیقی مسلمانوں اور اصحابہ رضی اللہ عنہم کے خصائل	۹	صاحب الزنج	۴۵
فتح افریقہ	۱۰	مذہب قرامطہ	۴۶
عقبہ بن نافع فہری رضؓ	״	سلطان محمود غزنوی کا زمانہ	۴۸
بانی کی کرامت	۱۳	عیسائیوں کے حملے	۵۱
حسان بن نعمان غسانی	۱۵	بعض جرنیلوں کی اسلامی خدمات	۵۲
کاہنہ	۱۶	مسلمانوں کی شکستیں	۵۸
موسےٰ بن نصیر گورنر افریقہ	۱۸	غازیان خراسان	۶۰
طارق بن زیاد فاتح ہسپانیہ	״	طرسوس و مصیصہ کی تباہی	۶۱
بیڑا اسارڈینا کے حالات	۲۰	انطاکیہ اور حلب	״
خاندان عباسیہ۔ زمانہ عروج	۲۲	دمشق کا قید ہونا	۶۴
منصور اور جنگ قسطنطنیہ	۲۳	رومی اختلافات اور روسیوں کا عیسائی ہونا	״
محمد مہدی اور رومیوں سے جنگ	״	چینیوں کا حملہ اور اسلامی جوش	״
ہارون الرشید کی رومیوں پر فتوحات	۲۴	خاندان سلجوقی	۶۶
ہارون الرشید کی دوسری عظیم الشان فتح	۲۵	سلجوقیوں کی کامیابیاں	۶۷
شہنشاہ قسطنطنیہ کا خود اپنا اور اہل و عیال کا ہارون کو	۲۶	الپ ارسلان	۶۸
جزیہ دینا۔		الپ ارسلان کی فتح عظیم	۷۰
مامون رشید اور مزید فتوحات	״	خلاصہ تقریر فقیہ ابو نصر محمد رح	۷۱
خلیفہ معتصم باللہ	۲۷	مسلمانوں اور عیسائیوں کے حالات کا مقابلہ	۷۳
فتح عموریہ کا قابل غور قصہ	۲۸	قتل الپ ارسلان	۷۴
فتح سسلی واقعہ بحیرہ روم	۲۹	الپ ارسلان کی آخری عبرتناک تقریر	״
[illegible]یانہ	۳۲	ملک شاہ	״
[illegible] کے حالات	۳۴	حسن بن صباح کی شرارتیں اور فسادات	۷۵
خلفاء عباسیہ پر ترکوں کا غلبہ	״	فرقہ اسماعیلیہ کے حالات	۷۷
عبداللہ مہدی۔ بانی فرقہ اسماعیلیہ	۳۵	حسن بن صباح کے مفصل حالات	۸۲
جنگ عظیم سسلی	۳۶	صلیبی جنگ	۸۸

مضمون	صفحہ
عیسائی دنیا	۱۶۰
صور کے عیسائیوں کی حرکت	۱۶۱
عکا پر جنگ دوم سوم	۱۶۳
سلطان کی بیماری اور عکا سے روانگی	۱۶۵
مسلمان رؤسا کی آمد	۱۶۷
عیسائیوں کا حملہ	۱۶۹
مسلمانوں کے وسائل کامیابی وظفر	۱۷۰
برجوں کا جلایا جانا	〃
عیسائیوں کی تباہی	۱۷۲
کونٹ ہنری (کنٹ ہیری) کی کوششیں	۱۷۳
کبوتر اور پیراک	۱۷۴
شہنشاہ فریدرک کے بیٹے کا عکا پہونچنا	۱۷۵
برج ذبان پر حملہ	〃
عیسائیوں کا حملہ اور شکست	〃
فلپ شاہ فرانس اور رچرڈ شاہ انگلستان کا عکا پہونچنا۔	۱۷۸
عکا پر رچرڈ اور فلپ کے حملے	۱۷۹
عکا کی مایوس حالت	۱۸۱
عکا پر عیسائی قبضہ	۱۸۲
عیسائیوں کی بدعہدی اور ظلم	۱۸۳
رچرڈ کی شکست	۱۸۴
فرنگیوں کا عسقلان کو کوچ کرنا	۱۸۵
ارسوف کا جنگ عظیم	۱۸۶
عسقلان کی بربادی	۱۸۷
بیت المقدس کا مزید استحکام	۱۸۸
سلطان کی مستعدی	۱۸۹
صلح کی تحریک (عیسائیوں کی طرف سے)	۱۹۰
تنبیہ	۱۹۱
رچرڈ کی انوکھی چال	〃
بیت المقدس پر رچرڈ کی چڑھائی	۱۹۳
سلطان کی دلیری کے اسباب	۱۹۴
فتح بیت المقدس سے رچرڈ کی قطعی مایوسی اور اسکے اسباب	۱۹۵

مضمون	صفحہ
صلح مابین سلطان و اہل فرنگ	۱۹۶
شرائط صلح	۱۹۷
سلطان کی آرزوئیں	۱۹۸
سلطان کی وفات	〃
عادات و اخلاق سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ	۱۹۹
محاربات بعد وفات سلطان صلاح الدین	۲۰۳
عیسائیوں کی عہد شکنی	۲۰۴
یورپ کی چڑھائی	۲۰۵
دمیاط کا معرکہ	〃
ملک العادل کی وفات	۲۰۶
ہائے سہ خانہ جنگی	〃
مسلمانوں کی مایوس حالت	۲۰۷
مسلمانوں کی فتح	〃
عیسائیوں کا بیت المقدس پر قبضہ	۲۰۸
تاریخ کامل ابن اثیر	〃
عیسائیوں کی حلب پر چڑھائی اور شکست	〃
بیت المقدس پر گیارہ سال کے بعد مسلمانوں کا دوبارہ دوامی قبضہ	۲۰۹
فرانسیسیوں کا حملہ مصر پر	〃
شیخ عز الدین ولی اللہ رح کی عجیب و غریب کرامت	〃
مصر کے باقی حالات خاندان ایوبیہ	۲۱۰
حادثہ تاتار (تباہی و ادبار)	۲۱۱
حادثہ تاتار کے پہلے جو قدرتی نشان ظاہر ہوئے	〃
مختصر حالات اہل تاتار	۲۱۲
چنگیز خاں کی چڑھائی	۲۱۳
بعض سلاطین خوارزم شاہی کے حالات	〃
سمرقند کی بربادی	۲۱۴
محمد خوارزم شاہ کا خاتمہ	۲۱۵
ماژندران۔ رے۔ ہمدان۔ قزوین پر تاتاری ظلم	〃
حالات تبریز	۲۱۶
تاتاری ظلموں کی نسبت ابن اثیر کی واقعی یقینی رائے	〃
دربند شروان (دھوکا بازی)	۲۱۷

مضمون	صفحہ
یورپ کی چڑھائی۔ جنگ اول و دوم	۹۰
جنگ انطاکیہ	۹۱
معرۃ النعمان و عرقہ و حمص	۹۲
بیت المقدس کا جنگ	″
سروج و حیفا و قیساریہ	۹۳
طرابلس الشام و قلعہ طوبان	″
جنگ عسقلان و طرابلس	۹۴
عکا پر حملہ ثانی	″
عکا پر تیسرا حملہ	۹۵
حران و ارتاح و حصن و رقیہ افامیہ	″
طرابلس اور بیروت	″
مصر پر چڑھائی یہ سب عیسائیوں کی فتوحات تھیں۔	۹۶
اقبال اسلام کا دوسرا دور	″
عماد الدین زنگی و عروج اسلام	″
اندرونی انتظامات	۹۸
مشائخ عظام کی خدمات	۹۹
دوسرا صلیبی جنگ	۱۰۱
یورپ کی متفقہ افواج۔ اور سلطان نورالدین	۱۰۲
مسلمانوں کا مقابلہ	۱۰۴
سلطان نورالدین کے عادات و اطوار	۱۰۵
رسول کریم صلعم کے جسد مبارک کی حفاظت	۱۱۲
ملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف اعظم	۱۱۳
ابتدائی حالات	″
نجم الدین ایوب والد صلاح الدین کے حالات	۱۱۴
صلاح الدین کی مصری خدمات	″
شیرکوہ چچا صلاح الدین کے حالات	۱۱۵
مصر میں دوبارہ ورود	۱۱۷
صلاح الدین کی وزارت مصر	۱۱۸
عیسائیوں کا دمیاط پر حملہ	″
مصر میں عباسی خطبہ اور دوامی قبضہ	۱۱۹
فتح یمن	۱۲۰
عیسائیوں کی مصر پر چڑھائی اور منہ کی کھائی	۱۲۱

مضمون	صفحہ
سلطان نورالدین کی وفات	۲۱
ملک صالح ولد سلطان نورالدین مرحوم صلاح الدین	۲۲
کی اسلامی کوشش	۲۳
فتح دمشق	۲۴
صلاح الدین کے خلاف حلبیوں کی سازشیں	۲۵
سیف الدین کی صلاح الدین سے شکست	۲۶
صلاح الدین کی اتحاد اسلامی کے متعلق مساعی جمیلہ	۲۷
شکست صلاح الدین	۲۸
حماۃ و حارم	۲۹
دمشق پر عیسائیوں کی چڑھائی اور جنگ	″
بیت یعقوب کی فتح	۱۳۰
جنگ حصن	″
بیسان و بیروت و کوکب اور بحری لڑائی	۱۳۱
فتح عکا	۱۳۲
دیگر فتوحات	۱۳۳
فتح عسقلان	۱۳۴
بیت المقدس	۱۳۵
تقریر سلطان صلاح الدین	۱۳۶
بیت المقدس کی فتح	۱۳۹
شعائر اللہ کی دوستی و اصلاح	۱۴۱
صور پر چڑھائی	۱۴۳
فتح قلعہ صیہون	۱۴۶
دیگر قلعوں کی فتوحات	۱۴۷
قلعہ برزیہ	۱۴۸
فتح درب ساک	۱۵۰
فتح بغراس	″
انطاکیہ اور سیعادی صلح	۱۵۱
فتح کرک و قلعہ صفد	۱۵۲
فتح کوکب	″
شقیف ارنوم	۱۵۴
عیسائی دنیا اور سلطان کا مقابلہ	۱۵۵
سلطان اور اعلان جہاد	۱۵۷

مضمون	صفحہ
علی بن یوسف کا عیسائیوں کو عظیم الشان شکست دینا	۲۷۲
علمائے کرام سے رفع ظلم	〃
محمد بن تومرت (مہدی) بانی سلطنت موحدین	۲۷۳
محمد بن تومرت اور گدائی سے شاہی	۲۷۶
عبدالمومن بانی سلطنت موحدین	۲۷۷
زار وار دم مرید خالص مشیر محمد بن تومرت	
یوسف بن عبدالمومن اور اسپین میں مجاہدانہ اسلامی خدمات	۲۷۹
یہ وہی زمانہ ہے جبکہ عیسائی شام میں نورالدین سے شکست پر شکست اٹھا رہے تھے۔	
یعقوب بن یوسف معاصر صلاح الدین غازی	۲۸۰
ارک کا جنگ عظیم اور اسلامی فتح	〃
طلیطلہ کا عیسائی شہنشاہ اپنی عورتوں کو دربار اسلام میں بھیجکر امان طلب کرتا ہے۔ امیر المومنین نے امان دیدی	۲۸۱
سپین میں چار دانگ عالم اسلامی ڈنکا بج گیا	〃
لطیفہ	۲۸۲
محمد بن یعقوب اور جنگ عقاب مسلمانوں کی حسرتناک زلزلہ پرداز شکست	〃
والیان ٹیونس	۲۸۳
بنی مرین اور انکے حالات	〃
عیسائیوں کی ترقی	۲۸۴
سلطنت اسلامیہ ہندوستان و حکومت اسلامیہ سپین کی مطابقت	۲۸۸
حملات بنی مرین - بنیز مجاہدان مراکو	۲۸۹
عیسائی شاہ سپین کی ملاقات	۲۹۱
امیر یعقوب مرینی کا انما المشرکون نجس پر عمل دکھانا	〃
عیسائیوں کا ذلیل شرائط سے صلح تسلیم کرنا	۲۹۲
امیر یوسف بن یعقوب	۲۹۳
جنگ عظیم غرناطہ	۲۹۴
پندرہ شاہان یورپ کی متفقہ افواج نے غرناطہ کا محاصرہ کرلیا۔	۲۹۵
ابن احمد شیخ الغزات عثمان کا ملی جہاد اور کامیابیاں	〃
یورپ کے کل تاجدار عرصہ کارزار میں قتل ہوئے -	۲۹۵
مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ملا۔	.
غرناطہ کی سلطنت شہنشاہی کا درجہ لیگئی -	۲۹۷
الغنی باللہ کی اسلامی خدمات	〃
خاندان عثمانیہ مشرق کیطرف سے یورپ کا ناک میں دم کررہا ہے اہل غرناطہ کو موقعہ ترقی ملگیا -	۲۹۸
ہائے آخر غرناطہ نے بھی مسلمانوں کو پناہ نہ دی	۳۰۰
عیسائیوں کی عہد شکنی اور مسلمانوں کا انجام	۳۰۱
مسلمانوں پر عیسائیوں کے بے انداز ظلم	〃
نتیجہ	۳۰۲
افسوس صد افسوس ہزار سال کے بعد سپین اسلام سے بالکل خالی ہوگیا۔	〃
مسلمانوں کا اپنا نفاق اپنی کوتاہ عقلی اسلام سے لاپرواہی تنزل و مصائب کا موجب ہے	۳۰۳
سلطنت عثمانیہ	۳۰۴
اس عظیم الشان لٹہائے اسلام سلطنت کی ابتدائی حالات	〃
غازی عثمان بانی خاندان عثمانیہ	۳۰۵
سلطان اورخان اور اسکی فتوحات	۳۰۷
فوج ینگچری	۳۰۸
سلطان مرادخان اول	۳۰۹
سلطان بایزید یلدرم	۳۱۰
قسطنطنیہ کا محاصرہ	۳۱۲
امیر تیمور سے شکست	〃
سلطان مرادخان ثانی	۳۱۵
سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ	۳۱۶
قسطنطنیہ کے حالات	۳۱۷
جنگ	۳۲۰
فتح کا نظارہ	۳۲۱
قبر ابوایوب انصاری	۳۲۳
سلطان محمد خاں کی دیگر فتوحات	۳۲۴
سلطان بایزید بن سلطان محمد فاتح	۳۲۷
سلطان سلیم اول محافظ حرمین شریفین	۳۲۹

مضمون	صفحہ
جنگ تاتار روروس	۲۱۷
اہل بلغار	〃
واقعات خراسان	〃
مروکا واقعہ جانکاہ	۲۱۸
نیشاپور	〃
تباہی خوارزم	۲۱۹
جلال الدین بن خوارزم شاہ اور مغلونکا مقابلہ اور فتح	〃
باہمی تفرقہ	۲۲۰
جلال الدین کا ہندوستان میں آنا	〃
ہندوستانی بادشاہ ملتین کی ہمدردی	〃
جلال الدین کے مجنونانہ حرکات	۲۲۱
جلال الدین کی وفات	۲۲۲
ہلاکو خاں کی بغداد پر چڑھائی	〃
سلطنت عباسیہ کی ایشیا میں قطعی معدومی	۲۲۳
پیشینگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ تاتار کی نسبت	۲۲۴
تاتاریونکے ہاتھ سے شام کی بربادی	۲۲۵
مصریوں سے تاتاریوں کی شکست	〃
مصری مسلمانوں نے کس طرح ایسی جابر ظالم قوم کو شکست دی۔	۲۲۶
تاتاریوں کا خودبخود اسلام لانا	〃
تاتاری کیوں اسلام لائے	۲۲۷
تنبیہ۔ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا، بلکہ تلوار خودبخود مسلمان ہوتی رہی۔	۲۲۸
متفرق سلاطین کے حالات	۲۲۹
سپین ہسپانیہ	〃
سپین پر اسلامی حملات	۲۳۰
جرنل طارق کا سپین میں ورود	۲۳۱
سپاہ سالار اسلام طارق کی چڑھائی اور عظیم الشان معجزہ نما فتوحات	〃
طارق کی فتوحات محض اتفاقیہ نہ تھیں	۲۳۲
موسےٰ گورنر افریقہ کا سپین میں آنا	۲۳۳
سلیمان کی تخت نشینی اور بہادر جرنیلوں کا قتل	۲۳۴
متفرق غزوات	۲۳۵

مضمون	صفحہ
سپین کی امویہ سلطنت	۲۳۷
عباسیونکی شکست اور عبدالرحمٰن اول اموی کا قبضہ سپین	۲۳۸
عباسیوں اور بنی امیہ کے نفاق سے فرانس کو فتوحات اسلامی سے محروم رکھا نہ کہ فرانس کی شجاعت نے۔	۲۳۹
ہشام بن عبدالرحمٰن	۲۴۰
حکم بن ہشام	〃
قرطبہ کی رونق	۲۴۱
بغاوت اور خانہ جنگی	۲۴۲
عبدالرحمٰن اوسط اور اُسکے کارنامے	۲۴۳
ایک مسلمان لڑکی کا عیسائی ہونا اور پادریوں کی اور عام ملکی بغاوت یہ فلورا کے واقعہ کے نام سے مشہور ہے	۲۴۵
محمد بن عبدالرحمٰن	۲۴۹
عیسائیونکی کل بغاوتوں کا قلع قمع	۲۵۰
عبدالرحمان ثالث ناصر دین اللہ خلیفہ اعظم اور اس کی کشورکشائی۔	۲۵۱
سلطنت سپین کے زوال کے بواعث	۲۵۲
مسلمانوں نے جب ترقی کی۔ اسلام کی پابندی کے ذریعہ سے کی۔	۲۵۶
حکم بن عبدالرحمٰن ثالث اور اسکی علمی ترقی	۲۵۷
ہشام بن حکم اور وزیراعظم منصور	۲۵۹
منصور کی ترقی کے وسایل اور ضروری حالات	〃
منصور کے پچاس غزوات کے حالات	۲۶۰
منصور اور سلطان محمود غزنوی کا تطابق حالات	〃
غزوہ سینٹ یاگو اور مسلمانونکی فتح	۲۶۱
منصور کے حملہ سینٹ یاگو اور محمود غزنوی کے حملہ سومنات میں مطابقت	۲۶۳
سپین کا عہد تنزل اور مسلمانونکی خانہ جنگی	۲۶۶
عیسائیوں کا قرطبہ پر حملہ اور بے نیل مرام واپسی	۲۶۷
سپین والوں کا مراکو سے مدد طلب کرنا	۲۶۸
قوم لمتونہ امیر المسلمین یوسف بن تاشفین	〃
اس قوم کے مفصل حالات	۲۶۹
جنگ زلاقہ (لشکر الیاس) اور اسلام کی فتح	۲۷۰

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سلطان محمد چہارم کی معزولی	۴۱۱	نپولین بوناپارٹ کی فریبانہ چالیں	۴۴۷
سلطان سلیمان ثانی بن ابراہیم	۴۱۲	ترکی انگلستان و روس میں اتحاد	۴۵۰
مصطفےٰ کوپریلی کی وزارت اور استحکام سلطنت	۴۱۳	نپولین کو مصر سے بھاگنا پڑا	۴۵۳
سلطان احمد ثانی بن ابراہیم	۴۱۴	فرانسیسیوں کا مصر کو خالی کرنا	۴۵۴
سلطان مصطفےٰ ثانی بن محمد چہارم	۴۱۵	نپولین کے حملہ مصر کے نتائج	۴۵۵
فرمان سلطانی برائے جہاد اسلامی	″	فرانس کی ترکی سے صلح انگریزوں اور روسیوں سے جنگ	۴۵۶
سلطان کا غزوہ اول وثانی	۴۱۶	نپولین نے ان کے دوستی بناہی	۴۵۷
جنگ اسٹریا	″	وہابی سلطنت	۴۵۸
سلطان احمد ثالث بن محمد چہارم	۴۱۸	اس گروہ کا استیصال	۴۶۴
روس سے لڑائی اور پیٹر اعظم کی ذلت	۴۱۹	دردمند اسلام سلطان سلیم کی معزولی	۴۶۵
افسوس پیٹر پر قابو پاکر وزیر نے چھوڑ دیا	۴۲۱	سلطان مصطفےٰ چہارم بن عبد الحمید اول	۴۶۶
شرائط عہد نامہ پیٹر	۴۲۲	نپولین بوناپارٹ بھی مخالف ہوگیا۔	۴۶۷
فتح موریا	۴۲۴	نپولین نے ترکی سے بگاڑ اپنے آپ کو بھی ہلاک کیا	۴۶۸
جنگ اسٹریا	۴۲۵	سلطان محمود خاں ثانی (مصلح) بن عبد الحمید خاں اول	۴۶۹
محاربہ ایران	۴۲۶	روسی محاربہ	۴۷۰
نادر شاہ	۴۳۰	سلطان محمود کی مشکلات	۴۷۲
سلطان احمد ثالث کی معزولی اور سلطان محمود اول بن سلطان	۴۳۱	مملوکوں کی تباہی اور محمد علی پاشا کے ابتدائی حالات	″
مصطفےٰ کا جلوس		بغاوت یونان	۴۷۴
سلطان محمود اول بن مصطفےٰ ثانی	″	انگلستان کی پالیسی	۴۷۸
بغداد کا محاصرہ اور نادر کی شکست	۴۳۲	ینگچریوں کا قتل	۴۸۰
نادر کی فتح	۴۳۳	جنگ روس	۴۸۳
روس سے جنگ	″	معاہدہ آق کرمان اور روسیوں کی بدعہدی	۴۸۴
عیسائی معرکے	۴۳۴	الجزائر پر فرانسیسی قبضہ	۴۸۶
تنبیہ	۴۳۷	محمد علی پاشا کی بغاوت	۴۸۷
شاہان روس	″	یورپ کی پالیسی	۴۸۸
سلطان مصطفےٰ ثالث بن احمد ثالث	۴۳۸	سلطان عبد المجید بن سلطان محمود خاں	۴۹۱
جنگ روس و اسٹریا	۴۴۲	عام اصلاحیں	۴۹۲
سلطان سلیم ثالث بن احمد ثالث	″	جنگ کریمیا عمر پاشا کے کارنامے	۴۹۳
روس کی زیادتیں	۴۴۳	عمر پاشا کے حالات	۴۹۵
سلطان سلیم کی اصلاحات	۴۴۵	انگلستان اور فرانس کی مدد	۴۹۸
فرانسیسیوں کا مصر پر قبضہ	۴۴۶	جنگ کریمیا کے نتائج	۴۹۹
اعلان فرانس بنام مسلمانان	″	فساد جدہ	۵۰۰

مضمون	صفحہ
شاہ اسمٰعیل صفوی ایرانی کے حالات	۳۳۰
مصر کے مملوک	۳۳۴
سلطان سلیم کی مصر پر چڑھائی	۳۳۶
سلطان سلیمان اعظم	۳۴۰
سلطان سلیمان کے جہاد حملہ اول	۳۴۲
حملہ ثانی	〃
حملہ سیوم	۳۴۳
حملہ چہارم شاہ فرانس کا استغاثہ	۳۴۵
حملہ پنجم	
حملہ ششم	۳۴۶
حملہ ہفتم ہشتم۔ نہم	۳۴۷
حملہ دہم	۳۴۸
حملہ یازدہم	۳۴۹
حملہ دوازدہم۔ سیزدہم۔ چہاردہم	۳۵۰
حملہ پانزدہم و شانزدہم	۳۵۱
حملات ہفدہم و ہشدہم	۳۵۴
حملہ نوزدہم۔ بستم	۳۵۵
حملہ بست و یکم۔ بست و دوم۔ بست و سوم	۳۵۶
فرانس کو بیجا رعائتیں	۳۶۰
سلطان سلیمان کے ماتحت نمبر ۱۲ گورنمنٹیں تھیں	۳۶۳
سلطان سلیم ثانی	۳۶۵
فتح سائپرس (جزیرہ قبرس)	〃
فرانس کو مزید رعائتیں جو آخر وبال جان ثابت ہوئیں	۳۷۰
سلطان مراد ثالث	۳۷۱
جنگ ایران۔ جانبین حیران	۳۷۲
جنگ ہنگری	۳۷۵
زوال سلطنت	〃
جنگ عظیم یورپ کی سات سلطنتوں کی فوج سے مقابلہ	۳۷۷
شکست ہوتے ہوتے فتح ہوگئی اللہ اکبر	۳۷۸
عیسائی معرکہ دوبارہ فتح	۳۷۹
فتح قارنیسرہ	۳۸۰
عیسائی جنگ۔ باڈ ہنگ	〃

مضمون	صفحہ
سلطان احمد اول	۳۸۱
محاربات ایران ہر دو ویران	۳۸۲
شاہ عباس ایرانی کا حملہ	۳۸۳
سلطان عثمان بن احمد اول	۳۸۵
حملہ پولنڈ	〃
یورپ کا متفقہ جنگ اور فتح	〃
سلطان کا ارادہ حج اور قتل	۳۸۶
سلطان مراد چہارم	۳۸۷
شاہ عباس ایران کا بغداد فتح کرنا	۳۸۸
سلطان مراد نے بغداد پھر واپس لے لیا	۳۹۰
سخت خونریز جنگ	۳۹۱
سلطان مراد کے زمانہ میں یورپ نے ٹرکی کی بربادی کی پیشینگوئی کی جسے آج تین سو سال صداقت کی امیدواری میں گذر چکے ہیں	۳۹۳
سلطان مراد کا بگڑی ہی سلطنت کو دوبارہ درست کرنا	۳۹۴
سلطان ابراہیم بن احمد	〃
ابتدائی محاربات روس۔ منحوس	۳۹۵
محاربات کریٹ	۳۹۶
سلطان محمد چہارم بن ابراہیم	۳۹۷
وزیر اعظم محمد پاشا کوپرلی کا حسن انتظام	۳۹۸
کوپرلی کی آخری وصیتیں	۴۰۰
وزیر اعظم احمد کوپرلی ابن محمد کوپرلی	۴۰۱
فتح کریٹ	۴۰۳
جنگ پولینڈ و روس	۴۰۴
کوپرلی کے عہد میں یورپین سلاطین کی پالیسی	۴۰۵
لطیفہ	۴۰۶
قرہ مصطفےٰ کی وزارت اور ہزیمتیں	۴۰۷
روسی جنگ	〃
جنگ وائنا	۴۰۸
قتل قرہ مصطفےٰ پاشا وزیر	۴۱۰
فرانس کی بیوفائی	〃
عیسائیوں کی فتوحات	۴۱۱

جامع العلوم وحدائق الانوار الملقب بہ ستینی

یعنی ساٹھ علوم والی کتاب بزبان اردو

مصنفہ حضرت امام ابو عبداللہ محمد بن عمر فخر الدین رازی مصنف تفسیر کبیر وغیرہ

مع رسالہ

اقسام العلوم العقلیہ

مترجم اردو

مصنفہ حضرت شیخ الرئیس ابو علی حسین بن سینا

یہ بے نظیر کتاب جس کا جناب نے نام اوپر ملاحظہ کیا ہے اس فاضل علامہ کی تصنیف ہے جنکے ہم رتبہ اسلام کے دوار عروج میں چند ہی علما نظر آتے ہیں امام موصوف نے اس کتاب میں یہ ساٹھ علوم ذکر فرمائے ہیں ؛۔

علم کلام - اصول فقہ - جدل (مناظرہ) خلافیات - فقہ - فرائض - وصایا - تفسیر - دلائل الاعجاز (قرآن شریف کس لحاظ سے معجزہ ہے) قرأت - احادیث - اسماء الرجال - (راویان احادیث کے حالات) تواریخ - مغازی النبی (رسول اللہ صلعم کے غزوات) نحو - صرف - اشتقاق امثال (ضرب المثل) عروض - قوافی - بدیع الشعر والنثر - منطق طبیعیات - تعبیر خواب - فراست - (قیافہ) طب - تشریح - صیدنہ (بوٹیوں کے خواص) علم اکسیر (کیمیا) معرفۃ الاحجار (جواہرات کے حالات) طلسمات - فلاحت (کاشتکاری) قلع الآثار - بیطرہ (فن بیطاری) بزاۃ - ہندسہ - مساحت - جر اثقال - آلات حروب (سامان جنگ) حساب الہند - حساب الہوائی (زبانی حساب کے طریقے) جبر و مقابلہ - ارثماطیقی (اعداد کے خواص) اعداد وفق - مناظرہ (دید بانی) موسیقی - ہیئت - احکام نجوم - رمل - عزائم - الٰہیات مقالات اہل العالم - اخلاق - سیاست - تدبیر منزل - آخرت - تصوف - دعوات - آداب الملوک ؛

اور ہر علم کے حالات میں پہلے تین فصلوں میں ابتدائی مسائل کا ذکر فرما کر اصول مشکلہ کے عنوان سے تین فصلوں میں اس علم کے انتہائی مسائل کو واضح کیا ہے پھر بطور سوال و جواب ہر علم کے تین ادق مسائل کو حل کیا ہے اور جو علوم کسی سبب سے اس تقسیم کے تحت میں نہ آسکتے تھے انکو مسلسل نو فصلوں میں بیان کر دیا ہے اور باوجود اختصار کو ملحوظ رکھنے کے ہر علم کو خواہ عقلی ہو یا نقلی اول سے آخر تک ناظرین کو پورے طور سے سمجھانے کی کوشش کی ہے علاوہ ازیں انہیں علوم کے دوران میں بعض نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی مفید و کار آمد باتیں تعمیم فوائد کی غرض سے پیش کی ہیں جیساکہ فہرست مضامین سے ظاہر ہوگا در حقیقت یہ کتاب ایک علمی منظاہرہ (نمائش یا اگزیبیشن) ہے جسمیں امام موصوف نے ہر مذاق و طبیعت کے شائقین علوم کیلئے ہر قسم کے پھول پھل کی ذخائر جمع کر دیئے ہیں تاکہ ہر شائق اپنے حسب مذاق مستفید ہو سکے اور اس کتاب کے ساتھ حضرت شیخ الرئیس ابو علی سینا کی تصنیف کردہ رسالہ اقسام العلوم العقلیہ کے منضم ہونے سے جس میں امام موصوف نے ترپن علوم عقلیہ کی نہایت وضاحت سے تعریفیں و حالات بیان کئے ہیں سونے پر سہاگہ کا کام دیا ہے ہرچند ان کتب نادرہ کو اردو لباس پہنانا آسان نہ تھا مگر بفضلہ تعالیٰ سعی و کوشش سے ہم انکو حل کرانے میں اور آجکل کے مروجہ بامحاورہ اردو میں توضیح و تشریح پیش کر سکنے میں کامیاب ہوئے نیز امام فخر الدین رازی مصنف کتاب ہذا کی مفصل و جامع سوانح عمری بھی ابتدائے کتاب میں درج کر دیگئی ہے امید ہے کہ علمی خدمات کے قدردان احباب اس کتاب کی جلد جلد خریداری سے ہماری حوصلہ افزائی کرینگے - تعداد صفحات ۳۵۶ تقطیع ۲۰×۲۶ کلاں قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (۱۸؍) محصولڈاک ۳؍ علاوہ خرچ ہوگا :-

عبدالرحیم و عبدالرحمن پسران مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم تاجران کتب لاہور مسجد چینیانوالی

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
کل عرب کا جہادی جوش	۵۰۱	ٹیونس پر فرانسیسی دباؤ	۵۱۱
رومانیا کی مختاری	۵۰۲	فساد آرمینیا	۵۱۲
سلطنت کے قرضہ کی حالت	۵۰۳	جنگ یونان اور فتح	″
سلطان عبد العزیز خاں	۵۰۴	بغاوت کریٹ	۵۱۳
یورپ کی سیاحت اور فلاکت	۵۰۵	فساد مقدونیہ	۵۱۴
مصر کے خدیو	″	ایک عالمگیر جنگ ہوکر رہیگی	″
روسی سازشیں	″	معاملہ عقبہ وطابہ	″
سلطان عبد العزیز کی معزولی اور قتل	۵۰۷	استحکام سلطنت اندرونی اصلاحات	۵۱۵
سلطان مراد خامس بن عبد المجید خاں	″	ترکی کی مالی حالت	۵۱۶
سلطان عبد الحمید خاں غازی خلیفۃ المسلمین	″	عام اتحاد اسلامی کی ضرورت	۵۱۷
پارلیمنٹ کی شکست	۵۰۸	ینگ ٹرکش پارٹی کے حالات	
روسی جنگ ۱۸۷۷ء	″	خاتمہ جلد اول	۵۱۹
احمد مختار پاشا حال وزیر جنگ کی فتوحات	″	سلسلہ کتب اسلام	۵۲۰
غازی عثمان پاشا کے کارنامے	″	متفرق اشتہارات	۵۲۳
عہدنامہ برلن	۵۰۹	کتاب ہذا کے دوسرے حصہ کا اعلان	۵۲۴
مصر میں انگریزی مداخلت	۵۱۱		

ہدیہ رشیدیہ ترجمہ اردو تحفۃ المرضیہ

فی الاخبار القدسیہ والاحادیث النبویہ والعقاید التوحیدیہ والحکایات السنیہ والاشعار المرضیہ

مصنفہ فاضل اجل علامہ عبد الحمید زینی حنفی

جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کتاب میں علامہ موصوف نے سب سے پہلے چند فضائل و ضروری امور بیان کرکے وہ کل عقائد بیان کئے ہیں جو ایک مسلمان کیلئے لازمی ہیں بعدہ حضرت موسٰیؑ پر نازل شدہ چالیس صحیفوں کو درج کیا ہے جنکے پڑھنے سے شاید ہی کوئی دل ہو جو اثر پذیر نہ ہو اس کے بعد چند احادیث نبویہ درج کی ہیں اور ہر حدیث شریف کے بعد اسکے متعلق ایک نہایت لطیف حکایت اور دلنشین و حیرت انگیز اشعار ذکر کئے ہیں بعد ازاں حضرت ابراہیم و حضرت موسٰی علیہما السلام و دیگر بزرگان کے خصائص بیان کئے ہیں جسکے ضمن میں کئی او حکایات او عجیب و غریب اشعار بھی درج ہیں بعدہ حرف جاد وا ثر اشعار میں ایک باب باندھا ہے جسمیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ و دیگر صلحا کے اشعار ہیں اسکے بعد مفید باتوں کی ترغیب اور بری باتوں سے بچاؤ اور قضا و قدر کے احکام کیلئے مختلف مسایل اور حکایات و اذکار درج جو پند و نصائح میں اپنی نظیر آپ ہیں پھر اسکے بعد دیگر ضروری امور کی بارہ میں حکایات کے پیرایہ میں نہایت موثر انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے نہایت عجیب کتاب ہے اشعار کی عربی بھی درج ہے اور ساتھ ہی ترجمہ بھی یعنی اس کتاب میں کل ۲۷ حکایات اور ۲۳ باب اور ۲۰۰ احادیث اور سینکڑوں اشعار درج ہیں صفحات ۲۴۴ کلاں

قیمت صرف ۱۲ر محصولڈاک ۳ر علاوہ خرچ ہوکر ایک روپیہ کا وی پی ہوگا۔

ملنے کا پتہ:۔ عبد الرحیم و عبد الرحمن تاجران کتب لاہور مسجد چینیانوالی

طب جسمانی و طب روحانی

مصنفہ امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالی

جیسا اسکے نام سے ظاہر ہے امام موصوف نے اس کتاب میں جس طرح تشریح اجسام و جمیع علل جسمانی کا مع ادویہ علاج لکھا ہے اسی طرح بدن انسانی کی روحانی تشریح فرما کر کل قسم روحانی امراض کے اسباب و معالجات ایسی نازک انداز سے ارقام فرمائے ہیں کہ دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہتے سا تھ ہی طبی ادویہ کی طرح روحانی ادویہ مفردہ و مرکبہ کو بھی نہایت دلچسپ پیرایہ سے ادا فرمایا ہے روح و جسم کی طب سے فارغ ہو کر علم الہیات پر اس زور اور خوبی سے قلم اٹھایا ہے کہ معقولات کو محسوسات کا جامہ پہنا کر علم فہم کے ان کل اعتراضوں اور رخنوں کو پس ڈالا ہے جو فلسفہ قدیم یا جدید کے سبب کسی طالب علم کے دماغ میں پیدا ہو سکتی ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کتاب احیاء العلوم کی روح رواں اور کیمیائے سعادت کی اکسیر ہے اور ایسے درد بھرے طریق سے لکھی گئی ہے کہ امام موصوف کی آخری تصنیف معلوم ہوتی ہے لیکن خدا کی شان ہے کہ ابھی تک عربی میں بھی طبع نہ ہوئی تھی حسن اتفاق اور مسلمانوں کی خوش قسمتی سے ہمارے ہاتھ اسکا ایک قلمی نسخہ آیا جسے فوراً اردو زبان میں ترجمہ کرا کر شائقین کے پیش کیا جاتا ہے خوش نصیب ہیں وہ ہاتھ جن تک یہ کتاب پہنچے اور از لی سعید ہیں وہ نفوس جو اسکی قیمتی نصائح پر عمل پیرا ہو کر سعادت دارین حاصل کریں قیمت - - - ۸ عـہ

زبدۃ المرام (فی ترجمہ) عمدۃ الاحکام

یعنے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا مجموعہ کل ائمہ محدثین کا اتفاق ہے کہ جس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم متفق ہو کر اپنی اپنی صحیح میں بیان کریں قرآن شریف کے بعد وہ حدیث شریف جملہ احادیث پر مقدم اور سب سے بڑھ کر معتبر ہے اور بلا چون و چرا تسلیم کر لینے کے زیادہ تر لائق ہے لہذا امام مرحوم مولینا حافظ عبد الغنی صاحب نے دونوں صحیحوں کی احادیث متفق علیہ کو جو کہ احکام (یعنی طہارت۔ نماز۔ روزہ زکوۃ۔ حج۔ بیع۔ شریٰ۔ نکاح۔ طلاق۔ رضا۔ قصاص۔ حدود۔ قسموں۔ نذروں اور فیصلوں کے بیان کھانے کے احکام پینے کے بیانات قربانی۔ لباس۔ جہاد اور غلام آزاد کرنے کے احکام کے متعلق ہیں ایک جا جمع کیا اور جناب حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی نے بسر پرستی خود اس کا سلیس اردو میں ترجمہ کرایا اور ہم نے بصرف زر کثیر بین السطور چوب قلم ۱۱ سطری تقطیع در میانہ مع حواشی جدیدہ و صحت نامہ سطور رحنا شدہ کاغذ اعلے پر طبع کرایا ہے۔

قیمت - - - - ۸ عـہ

تمدن ہند (یعنی ترجمہ) کتاب الہند

المعروف البیرونی

مصنفہ علامہ ابو ریحان بیرونی معاصر و مقرب سلطان محمود غزنوی

جس زمانہ میں سلطان محمود غزنوی اپنے زور بازو سے ہندوستان کو فتح کر رہے تھے اسی زمانہ میں علامہ ابو ریحان بیرونی مشہور فلاسفر اسلام ہیں ہندوؤں کے مارل و سوشل غرض ہر قسم کے تمدن کی جستجو کرتے ہوئے ہندوؤں کی پرانی تہذیب و جملہ علوم و متبرک کتب اور کمالات روحانی و احوال جسمانی کا مطالعہ فرما رہے تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندو مسلمانوں میں عداوت و نفرت زوروں پر تھی۔ اور ہندو بزرگ اپنے علوم کو اپنی ہی قوم کے شودروں تک سے بھی محفوظ رکھتے تھے اور کسی کو بتاتے نہ تھے لیکن اپنی اعجاز نما اولو العزمی اور استقلال اور کمالات کے لئے نہایت شوق کے سبب علامہ ابو ریحان ہندوانہ فنون میں ہندو علماء سے بھی بڑھ گئے خاص کمال جسکا آپ نے اس بے نظیر تصنیف میں اظہار کیا ہے یہ ہے کہ ہندوؤں کے فلسفہ اور مذہب کو یونانی فلسفہ اور اسلامی مذہب سے مقابلہ کر کے مابہ الامتیاز کو بتین فرما دیا ہے علاوہ ازیں بعض اہم تاریخی واقعات پر بھی نظر ڈالی ہے بہر کیف قدیم ہند کے تمدن کے متعلق اس سے بہتر کتاب آجتک نہ کسی نے لکھی نہ کوئی لکھ سکا اور نہ کوئی ابو ریحان جیسا عالم اس ملک میں آیا کہ لکھتا لہذا ہم نے اسکا اردو میں ترجمہ کرا کر چھاپنا شروع کر دیا عنقریب خدا نے چاہا ہدیہ ناظرین ہو گی :-

سیرۃ ابن ہشام (بزبان اردو)

یہ وہ سوانح نبوی ہے جو مغازی ابن اسحق کے بعد سب سے اول اور مکمل و تحقیق سے لکھی گئی ہے باقی سب نے اسی کی خوشہ چینی کی ہے اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں ظہور سے لیکر وصال ایزدی تک کے کل حالات نہایت سادگی سے ایسے ترتیب وار لکھے ہیں جیسے آجکل کی ڈائریاں لکھی جاتی ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے ان جملہ مشکلات مصائب کا بخوبی علم ہو جاتا ہے جو ابتدا میں اشاعت اسلام کے متعلق حضور انور اور صحابہ کو پیش آئیں اور ان مسائل اور اس نورانی مقناطیسی کشش کا بھی پورا پتہ چل جاتا ہے جو خون کے پیاسے دشمنوں کو بھی خود بخود دائرہ اسلام میں کھینچ لاتی اور ترقی مذہب کا موجب ہوتی ہے غرض کہ یہ ہر ایک کلمہ گو کے گھر میں اس کتاب کا ہونا لابدی اور ضروری ہے عنقریب خدا تعالے نے چاہا ہدیہ ناظرین ہو گی :-

قیمت - - - ۸ عـہ

التحقیقۃ الباہرہ فی اسرار الشریعۃ الطاہرہ

مصنفہ امام سید محمد ابو الہدیٰ رفاعی حسنی صیادی خالدی استنبولی استاد و مرشد۔

سابق خلیفۃ المسلمین و امیر المومنین سلطان عبد الحمید خان ثانی غازی اس جلیل القدر کتاب میں فاضل مصنف نے ثابت کیا ہے کہ اسلام ترقی کا ہرگز مانع نہیں بلکہ ایمان کی ستر شاخوں میں سے ہر ایک شاخ جیسا کہ دینی امور میں قوت قلب کی زیادتی بخش کر سیر الی اللہ میں رہبری کا کام دیتی ہے ویسی ہی دنیوی ترقی اور فوائد سے بھی مالامال کرتی ہے نیز ہر شاخ کے متعلق وضاحت کرنے کے دوران میں بعض ایسے اسرار و نقاط سے علامہ موصوف نے آگاہی دی ہے جو بڑی بڑی کتب میں بھی نہیں ملتے خاصکر نماز روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد۔ ہجرت غیرت۔ زہد۔ ایثار۔ استقامت۔ خیر خواہی۔ اخوت۔ دیانت۔ مروت۔ عدل۔ امر معروف۔ نہی عن المنکر۔ صدق۔ وعدہ وفائی۔ ماں باپ اور اولاد و بیوی کے حقوق علم تقویٰ۔ ورع۔ قناعت۔ اخلاص۔ صبر۔ علم۔ خوف و رجا۔ حیا۔ حسن خلق و کلمہ توحید کے متعلق نہایت ہی عجیب حقائق بیان کر کے انکی خوبی ذہن نشین کر دی ہے علاوہ ازیں کل ممنوع اشیاء کے عقلی طور پر عیوب ثابت کر کے دونکہ اُنسے متنفر کر دیا ہے نیز مسلمانوں کی موجودہ امراض کے دیگر معالجات بھی لکھے گئے ہیں جنکی اس پر آشوب زمانہ میں از حد ضرورت تھی اور جابجا ترقی کے وسائل ذکر کر دئے ہیں :۔

کاش میری قلم میں اتنی طاقت ہوتی جسکے ذریعہ میں ہر مسلمان خصوصاً تعلیم یافتہ گروہ کے دل میں نقش کر دیتا کہ اس کتاب کو ضرور پڑھو عدم گنجائش کے باعث ہم اسکی مفصل فہرست مضامین نہیں دے سکتے عربی بھی ساتھ رکھی گئی ہے

صفحات ۱۴۴ کلان قیمت صرف نو آنے - - .. ۹ر

الکشف والتبیین فی غرور الخلق اجمعین بزبان اردو

مصنفہ امام ابو حامد محمد غزالی

اس کتاب میں امام غزالیؒ نے علماء عباد امراء و صوفیا کے کل ان مقامات کی تشریح کی ہے جس میں یہ گروہ دھوکا کھا کر راہ راست سے بہک جاتے ہیں قلم میں طاقت نہیں کہ اس رسالہ کی لطافت اور خوبی کا کماینبغی اظہار کر سکے ان اصناف اربعہ میں سے ہر ایک کے لئے اس کا دیکھنا اور اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول ہونا لازمی ہے عربی بھی ساتھ دی گئی ہے :۔

قیمت - - - - - ۰۳ر

غنیۃ القلوب فی مکاشفۃ القلوب

المقرب الی حضرت علام الغیوب

مصنفہ امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالی

امام غزالی کے جنکے نام نامی سے شاید ہی کوئی تعلیم یافتہ بے خبر ہو اس کتاب میں شریعت اسلامی کو تصوف کا رنگ دیکر ایسی خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے کہ اس مضمون کی باقی کتب سے بدرجہا فائق ہو گئی ہے چنانچہ آپ نے خوف الٰہی ریاضت توبہ محبت عشق الٰہی۔ توکل۔ رضا بالقضا اللہ کی اطاعت خاصکر شکر و علم و زہد تقویٰ۔ اخلاص۔ امر معروف۔ کسب حلال۔ محاسبہ۔ مراقبہ کی کیفیات بیان کرتے ہوئے ترغیب دیکر اتباع نفس و ہوی و شیطان فسق و فجور۔ نفاق قطع رحم۔ قساوت قلبی۔ تمرد۔ تکبر۔ غیبت نمیمت حسد۔ کذب بغض۔ زنا۔ شراب۔ لغویات۔ ریا۔ شرک وغیرہ وغیرہ کے عیوب واضح کرتے ہوئے انسے روک کر اتباع رسول کریم صلعم اور آپ پر درود پڑھنے اور ذکر الٰہی کے فضائل حسن خلق خصوصاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ صلہ رحمی۔ حقوق اللہ حقوق والدین و اولاد و دیگر خویش و اقارب۔ اکل حلال۔ ترک حرام طہارت حق کی باطل کیسا تھ ملاوٹ کے حقائق و اسرار کا اظہار فرما کر اوراد و وظائف و نفلی عبادات و قرآن شریف اور ماہ رجب و شعبان و ماہ رمضان المبارک نماز تہجد و تراویح و عیدین و ایام عاشورہ و لیلۃ القدر و محرم وغیرہ کے فضائل کو بوجہ اکمل و اتم درج کرتے ہوئے بہشت و دوزخ حساب۔ عذاب قبر۔ سکرات موت۔ ذکر موت اقسام عذاب جنازہ کے آداب رضاء الٰہی کے اسباب کو عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کرتے اور مخالفین کو دندان شکن جواب دیتے ہوئے اس کتاب کو رسول اللہ صلعم کی وفات پر ایک سو گیارہ بابوں میں ختم کیا ہے اور ہر ایک بحث میں قرآن شریف کی آیات و احادیث نبویہ و بزرگوں کے کلمات طیبہ صحابہؓ کے آثار عجیب و غریب حکایات جاد و اثر اشعار سے ایسا مزین کیا ہے کہ سوائے کل کتاب ختم کئے دل کو چین نہیں آتا ہم نے اسکو ایک لائق مترجم سے مروجہ فصیح و بلیغ اردو میں ترجمہ کرا کر نیز آیات و احادیث و اشعار کو عربی میں بھی درج کیا گیا ہے جلی قلم سے لکھوا کر اعلے سفید کاغذ پر طبع کرایا ہے تعداد صفحات ۵۲۴ تقطیع کلان ۲۰×۲۶ قیمت ؎عگا

درالنظیم فی خواص القرآن العظیم

(بزبان اردو)

اس نادر کتاب میں علامہ ابو محمد عبد اللہ یمنی شافعی نے امام محمد غزالی کے رسالہ خواص القرآن و السور اور قاضی ابو بکر غسانی کی کتاب برق اللامع و الغیث الہامع کو جمع کر دیا ہے خواص و اسرار قرآن شریف میں بے نظیر رسالہ ہے :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ھُوَ الْقَادِرُ الْمُتَعَالُ لَا یَزُوْلُ وَلَا یَزَالُ وَ لَا یَتَغَیَّرُہُ الشُّئُوْنُ وَالْاَحْوَالُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَفْضَلِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ وَاٰلِہٖ الْمُطَھَّرِیْنَ وَاَصْحَابِہٖ الْمُجَاھِدِیْنَ رِضْوَانَ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ

امابعد نیازمند درگاہ الٰہی فقیر کرم الٰہی صوفی ڈنگوی گذارش پرداز ہے کہ آج کل مسلمانوں میں عام طور سے یہ سوال درپیش ہے کہ زمانۂ حال کے اہل اسلام کی مالی۔ تمدنی۔ اخلاقی۔ کمزور حالت کس طرح درست ہوسکتی ہے؟ اس سوال کی بابت اسلامی حلقوں میں مختلف اسباب اور تجاویز خیال کی گئی ہیں۔ اور بزرگان قوم نے بڑھ بڑھ کر موشگافیاں کی ہیں۔ لیکن جو رائیں دیجاتی ہیں اُن میں اس قدر اختلاف اور تضاد ہوتا ہے کہ ایک متلاشی کے لیئے صراط مستقیم اور مفید تدبیر کا انتخاب نہایت مشکل ہو جاتا ہے اور تعجب یہ ہے کہ ہر ایک اپنی اپنی رائے کو ہی درست اور مصیب جانتا ہے۔ بلکہ بعض تو بما لھمنی ربی کی ڈینگ مار اُٹھتے ہیں اسی اختلاف آرا کی وجہ سے قوم کسی مفید اور جامع نتیجہ پر نہیں پہونچ سکتی اور بہبودی اور فلاح کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔ بلکہ انحطاط اور زوال کے چاہ عمیق میں گری جاتی ہے۔

ہم اس بارہ میں اپنی کوئی رائے پیش نہیں کرتے بلکہ تیرہ سو سال کے تاریخی تجربہ قوم کو سناتے ہیں جس سے صاف طور پر کھل جائیگا۔ کہ پہلے وقتوں میں زمانۂ حال سے بڑھ کر مسلمانوں پر مشکلات آچکی ہیں اور ملکی ادبار کی کالی گھٹا چھا چکی ہے ان حادثات عظیمہ کا جو علاج مفید پڑا وہ چند کھلے نظائر ہیں۔ جنکے مطالعہ کے بعد کسی مزید رائے لگانیکی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ زمانہ کے ترازو پر تل چکے ہیں اور مرض ادبار کا صحیح علاج ثابت ہو چکے ہیں۔ آن صحیح تاریخی واقعات سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب اہل اسلام میں اہلیت اسلام نہ رہی اور صداقت اسلامی کو چھوڑ کر ہوا حسی نفسانی کے پیرو ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے مقدس اصحاب

مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے

سلسلۂ کتبِ اسلام

مصنفہ فاضل اجل عالم بے بدل مولینا مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم و مغفور

اردو قاعدہ جس میں علاوہ مفردات و مرکبات الفاظ کے نصیحت آمیز فقرات درج کئے گئے ہیں قیمت

اسلام کی پہلی کتاب معہ فرہنگ ذات و صفات باریتعالےٰ انبیا پیغمبروں جنوں فرشتوں قیامت وغیرہ کے بیان میں الغرض اسلام کے کل اصول اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں قیمت

اسلام کی دوسری کتاب معہ فرہنگ اس کتاب میں نماز۔ روزہ طہارت۔ اعتکاف وغیرہ کے متعلق ۴۸ باب لکھے گئے ہیں قیمت صرف ۲

اسلام کی تیسری کتاب معہ فرہنگ اس کتاب میں حج۔ زکوٰۃ نکاح۔ طلاق۔ عدت وغیرہ کے متعلق ۴۶ باب لکھے گئے ہیں قیمت صرف ۲

اسلام کی چوتھی کتاب خرید و فروخت تجارت زراعت شراکت۔ وقف۔ نذر۔ قصاص۔ دیت۔ فرایض وغیرہ کے متعلق ۵۱ باب لکھے گئے ہیں قیمت ۳

اسلام کی پانچویں کتاب اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور خلفاء راشدینؓ و صحابہؓ کے خطوط اور انکی کفار سے جنگ و جدال اور فتوحات وغیرہ درج ہیں قیمت صرف ۶

اسلام کی چھٹی کتاب اس میں پہلے تو قرآن شریف کی دعائیں ایک جگہ جمع کی گئی ہیں بعدہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شب و روز کے وظائف اور اذکار درج ہیں قیمت ۶

اسلام کی ساتویں کتاب اس کتاب میں نماز۔ روزہ زکوٰۃ کے متعلق ترغیبی و ترہیبی مسائل درج کئے گئے ہیں جو ۱۰۲ باب میں بیان ہوئے ہیں قیمت ۶

اسلام کی آٹھویں کتاب اس کتاب میں حج۔ نکاح۔ جہاد۔ بیع۔ شری کے مسایل و طعام لباس۔ قضا حدود براوب کے ترغیب کے متعلق ۱۱۸ باب ہیں قیمت ۶

اسلام کی نویں کتاب اس میں نیک صحبت۔ زہد۔ اللہ کے ڈر۔ تقویٰ۔ توکل۔ صبر۔ وصیت اور قیامت۔ دیدار الٰہی۔ بہشت۔ دوزخ۔ عذاب قبر کے متعلق ایک سو سے زیادہ باب درج ہیں قیمت ۶

اسلام کی دسویں کتاب یہ کتاب زمانہ قدیم و جدید کی جامع تواریخ ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اس زمانہ تک ملکوں اور کل مذہبوں کے متعلق تواریخی حالات ۲۱۲ باب میں درج ہیں اور ایک ایک باب میں کئی کئی بادشاہوں کا حال ہے قیمت صرف

اسلام کی گیارہویں کتاب اس میں اسلام کے کل اصول مدلل و مفصل ہیں اور مخالفین کے جوابات کے متعلق طول طویل ۸ بحثیں درج ہیں چنانچہ ثبوت وجود باریتعالیٰ کے متعلق ۱۰۳ دلایل دیئے گئے ہیں قیمت

اسلام کی بارہویں کتاب اس کتاب میں مسایل طہارت اور اوقات نماز کے متعلق بہت مدلل اور مفصل ۱۰۴ بحثیں درج کی گئی ہیں قیمت

اسلام کی تیرہویں کتاب اس کتاب میں بھی صرف نماز ہی کے متعلق ۱۴۷ باب بڑی شرح اور بسط کے ساتھ درج کئے گئے ہیں قیمت

اسلام کی چودہویں کتاب اس کتاب میں بھی بقیہ مسایل نماز روزہ اور زکوٰۃ کے متعلق بڑی شرح اور بسط کے ساتھ ۱۲۹ باب لکھے گئے ہیں قیمت صرف

(ہر کتاب کا محصول ڈاک و فیس منی آرڈر بذمہ خریدار)

عبد الرحیم و عبد الرحمن پسران مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم تاجران کتب لاہور مسجد چینیانوالی

حبل المتین میں جکڑ دیا اور غیر اقوام کے اضعاف مضاعف مجموعی طاقت کو بارہا پاش پاش کر کے مقدس خطاب خلافت و امارت کے قومی حقوق کو ادا کیا۔ اور اسلام کی اکمل و مکمل قواعد کی پابندی بے مثل زمانہ حضرات صحابہ عظام صداقت قرآنی "کَم مِن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَت فِئَةً كَثِيرَةً" کا جلوہ دکھا دیا اور قوم کی پراگندہ حالت اور متفرق طاقت کو اجتماعی صورت میں لا کر کوہ آہنی بنا دیا اور آیندہ نسلوں کیلیے نہایت جلی اور موٹے موٹے حروف میں[1] "لَن يَصلُحَ آخِرُ هٰذِهِ الأُمَّةِ إِلَّا بِمَا صَلَحَ الأَوَّلُونَ" کا مجرب نسخہ لکھ دیا۔ اس کتاب میں یہ ثابت کیا جائیگا کہ اسلامی اہلیت کے عدم وجود پر قومی ترقی و تنزل کا مدار ہے۔ اس کتاب میں عروج و زوال کے دونوں تاریخی پہلو دکھائے گئے ہیں معزز ناظرین خود فیصلہ کر لیں گے کہ اسلامی اہلیت یعنی تقلید صحابہ کرام موجودہ قومی زوال کیلئے کیا عمدہ اور مفید مجرب نسخہ ہے شرائع محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکمل نہ جاننا اور اجماع امت میں اختلاف اور تفرقہ ڈالنا اس واحد قومی جوش کو مٹانا اور مذہبی عظمت کو کھونا ہے جو غیر اقوام میں اسلامی جلال و وقار پیدا کرتا رہا ہے اس ہیچمدان نے تذکرہ خالد بن ولید میں وعدہ کیا تھا کہ بہادران اسلام کے تذکرے علیحدہ علیحدہ ہدیہ ناظرین کیے جائینگے لیکن اس سے تیرہ سو سال کے حادثات عظیمہ کا ایک جامع بیان اور کارآمد اور مفید نتیجہ "ترقی اسلام بہ تقلید صحابہ کرام" ایک کتاب میں نہ نکل سکتا تھا اور شائقین کو دیگر تالیف کا منتظر رہنا پڑتا۔

جن اصحاب نے یورپین مورخین کی تالیفات دیکھی ہیں اگر اُن کو اس کتاب کے طرز بیان اور طریقہ استدلال اور انتخاب واقعات میں مغائرت معلوم ہو تو براہ مہربانی معذور رکھیں۔ کیونکہ انکی اور ہماری اغراض تالیف ایک نہیں وہ خواہ کسی قدر صداقت کا اظہار کریں مگر قومی فوائد کو ہاتھ سے نہیں دیتے جن واقعات کو وہ کسی طرح چھپا نہیں سکتے ان کو بھی اس طرح بیان کر جاتے ہیں کہ اسلامی جلال فرنگستانی اقبال کے سامنے ایک بھونڈی صورت دکھائی دیتا ہے۔ اور کوئی مفید محرک جوش پیدا نہیں کر سکتا بخلاف اس کے ہماری تحریر کی علت غائی ان صحیح اور صریح واقعات کی حقیقی تصویر قوم کو دکھا کر عملی جوش پیدا کرنا ہے انہیں وجوہات سے عربی ضخیم تاریخی کتابوں کو چھوڑ کر یورپین تاریخوں کو سند قرار دینا فعل عبث ہے۔

اس کتاب میں عادات و اطوار صحابہ رضی اللہ عنہم۔ اور بنی امیہ۔ عباسیہ کے عروج و ز[...] شمالی افریقہ کی ابتدائی فتوحات سسلی واقعہ روم بحیرہ روم میں اسلامی جلال کا بیان [...]

[1] یہ قول امام الائمہ خلیفہ رسول اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے ترجمہ امت محمدی کے اخلاف اور پچھلی نسلوں کی اصلاح وہ ہی چیز ہے کہ وہ متقدمین یعنی صحابہ کرام کی تقلید کریں اور ان کا ہی اتباع کریں ۱۲

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتباع صادقہ اور تقلید حقہ کو چھوڑ دیا۔ اس وقت مشکلات اور تکالیف کے دروازے کھل گئے اور جب کسی قوم یا گروہ نے بہ تقلید صحابہ کرام قوائے نفسانی کو کمال انسانی و جلالی روحانی کا ذریعہ بنایا تو مخالفوں کی صدیوں کی چالوں کو توڑ تاڑ کر قوم کے ڈگمگاتے جہاز کو سلامت ساحل مراد پر پہنچا دیا۔ اور قوم کے مردہ اجسام میں اسلامی جوش کی تازہ روحیں پھونک کر خیر القرون کا نقشہ دکھا دیا۔
جب زمانہ کئی بار ترقی اسلام بہ تقلید صحابہ کرام کا عینی مشاہدہ کرا چکا ہے تو پھر کسی اور جدید راستہ کا ٹٹولنا اور مغویانہ قطع برید سے اسلام کے خوبصورت چہرہ کو بگاڑنا در اصل صراط مستقیم سے ہٹانا ہے۔ ملکی۔ قومی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ ترقی کے وجوہات میں سے کوئی ایسا امر باقی نہیں رہتا جو صحابہ کرام کے افعال و اعمال عادات و اطوار میں پایا نہ جاتا ہو۔ تہذیب نفوس اور قومی ہمدردی۔ ملکی ترقی۔ اعلےٰ درجہ کی پاکیزگی کے صحیح اور کامل نمونے اُن سے بڑھکر تاریخ پیش نہیں کر سکتی مگر یہ تقلید صحابہ بغیر سچے جوش کے ممکن نہیں اور جس جوش کی کمی بیشی پر قوموں کی موت و حیات کا انحصار ہے اسی حقیقی جوش کے نہ ہونے سے مسلمان کسی کام میں کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے اور استقلال کے ساتھ کوئی قومی مرحلہ طے نہیں کر سکتے۔ وہی قرآن وہی اسلام وہی زمین و آسمان ہے مگر مسلمانوں میں وہ عملی جوش نہیں جو اخلاص و ایثار کے مفید نتائج دکھا سکے اور قوم کے متفرق اور پراگندہ اجزا کو جمعیت کی صورت میں لا سکے اس جوش کے پیدا کرنے کے لیے قوم کے جان نثار خادموں کے کارناموں سے بہتر اور کوئی مجرب اور مفید نسخہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ترقی یافتہ اقوام اس تاریخی سلسلہ کو کمال عزت و وقعت سے قائم رکھتی ہیں اور اس سے صرف اپنی موجودہ اور آئندہ نسل کی جرأت اور ثبات مردانہ کو ہی نہیں بڑھاتیں بلکہ غیروں پر بھی اپنی شجاعت کا مہیب سکہ بٹھا کر صرف کاغذی گھوڑوں سے ہی غیر ممالک میں قومی فوائد اور منافع کا میدان وسیع کر لیتی ہیں۔
راقم احقر العباد نے بھی یہ کتاب جو تمام اسلامی تاریخ کا لب لباب ہے اسی مردہ جوش کے زندہ کرنیکے لئے لکھی ہے چونکہ تمام واقعات کا سُنانا اور فاسق و فاجر ظالم و عیاش یا اُن خونخوار سلاطین و امرا کا بتانا جو عموماً اہل اسلام ہی کا گلا کاٹتے رہے ہیں۔ اور محض جابرانہ سطوت و جبروت دکھانیکے لئے امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اوسط گھٹاتے رہے ہیں۔ مفید نہیں بلکہ اس سے اور زیادہ وہن قومی کے بڑھنے کا احتمال ہے۔ اس لئے فقیر نے صرف ان چند جانباز اور قوم کے سچے خادم سلاطین اور امرا کو منتخب کیا ہے۔ کہ جنہوں نے اپنے ذاتی اعمال اور اسلام کے نورانی اطوار کا مخلصانہ نمونہ دکھا کر قوم کو ایثار نفس کا بھولا ہوا سبق یاد کرا کر اتفاق اور اتحاد کی

تذکرہ بہادران اسلام

حصہ اول

اقبال کا پہلا دور

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال پر ملال کے بعد سب سے پہلا حادثہ اسلام کو تب پیش آیا جبکہ عاشق رسول خلیفہ مقبول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ پر تمام عرب کھڑا ہوگیا۔ اور مہاجر وانصار کے ساتھ قریش و بنی ثقیف کے سوا اور کوئی نہ رہا اکثروں کو تو قریش کی اطاعت ناگوار تھی اور بعض زکوۃ دینا پسند نہ کرتے تھے اور چند دنیا طلب ادعائے نبوت کے بہانہ سے مسلمانوں کے مقابلہ پر آ کھڑے ہوئے تھے یہانتک کہ بنی اسد، غطفان، کنانہ وغیرہ نے ایک لاکھ کی جمعیت سے خاص مدینۃ النبی کو گھیر لیا وہاں اہل اسلام کی جمعیت صرف (۷-۸) ہزار تھی مگر یہ وہ قلیل جماعت تھی جو عزم بالجزم۔ اتفاق وایثار صداقت و اطاعت۔ ہمت وشجاعت۔ تقوی۔ ورع۔ صبر وقناعت۔ زہد وعبادت میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھی۔ قوم وملت کی ترقی وبہبودی کی سچی دھن ہر وقت انکو لگی رہتی امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کے عروج کی آرزو ہمیشہ انکے دلوں میں گدگداتی۔ ہر ایک حالت حضر وسفر۔ رنج وراحت۔ خواب وبیداری۔ تندرستی وبیماری میں قوم کے مفاد ومضار کو سوچتے اور جو کہتے کر دکھاتے اور "لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ" [۱] کے عتاب باعقاب سے پہلو بچاتے وہ جانتے تھے کہ اسلام کی غرض تہذیب نفوس ہے جو بغیر اعمال صالحہ حاصل نہیں ہوسکتی۔ قول بے عمل اور قال بلا حال ذات ذوالجلال اور رسول فرخندہ مآل کے نزدیک کچھ وقعت نہیں رکھتا اور زبانی جمع خرچ اور تکلف وتصنع اسلام میں ہرگز مقبول نہیں ہوسکتا۔ ان کی گفتار وکردار اطوار وآثار یکسان تھے۔ علی ہمدردی اور اتفاق کے رنگ میں ادنے سے اعلےٰ تک تمام رنگے ہوئے تھے۔ اور مستقل ارادوں پر جمے ہوئے تھے۔ قوم کا زور ہر فرد میں بھرا ہوا تھا اور جانبازی کا جوش بڑھا ہوا تھا۔ خیرات کے میدان میں ہر ایک بڑھ بڑھ کر قدم مارتا اور فلاح امت میں مسارعت دکھاتا امر معروف اور نہی عن المنکر کو اپنا فرض جانتا جسکو وہ بادشاہوں کے درباروں اور تیز تلواروں کی دھاروں کے سامنے نہایت دلیری اور ثابت قدمی سے ادا کرتے اور لوم لائم سے کبھی نہ ڈرتے۔ انہیں اخلاق حمیدہ اور صفات ستودہ کی صداقت پر آیۃ کریمہ "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِيْنَ

[۱] وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے۔ سورہ صف پارہ ۲۸

کے پولیٹکل تغیرات مذاہب صاحب الزنج خرمیہ۔ زنادقہ۔ معتزلہ۔ قرامطہ کا اختلال اور آغاز زوال۔ رومیوں کے اسلامی ممالک پر حملات اور مجاہدین اسلام کی پر جوش خدمات۔ سلاطین سلاجقہ کے غازیانہ ترددات۔ فرقہ اسماعیلیہ اور ملاحدہ کی کامیابی۔ اہل یورپ کا پہلا صلیبی جنگ اور مسلمانوں سے ظالمانہ ڈھنگ۔ بیت المقدس کی خرابی اور شام کی بربادی عماد الدین زنگی اور سلطان نور الدین کا قوم میں جوشیلی روحیں پھونکنا۔ اور یورپ کی متفقہ افواج کو تہ تیغ کرنا۔ بہادر سلطان صلاح الدین کا اسلام کے حقیقی جوش اور اتباع شریعت حقہ سے بہادران یورپ کو سہ

شام وسلم لازم و ملزوم شد   این فراق از دست ما معدوم شد

کا مقولہ ہرقل ہمیشہ کے لئے یاد دلاتا۔ درج کیا گیا ہے۔

اس کے بعد خاندان صلاحیہ یا ایوبیہ کا مختصر بیان اور فتنہ تاتار اور تاتاریوں کا خود بخود صداقت اسلام سے مسلمان ہونا۔ سپین کی اسلامی سلطنت کا یورپ پر شہنشاہی جلال اور تذکرہ زوال۔ مراکو کے سلاطین مرابطین۔ موحدین۔ بنی مرین کی سپین میں بہادرانہ کارروائی۔ موروں کی بربھوٹ سے ہیبت ناک تباہی۔ آل عثمان کی سرپرستی اور یورپ کی ذلت و پستی کا مختصر بیان کیا گیا ہے۔

فقیر نے اس کتاب کی تالیف میں ابن اثیر۔ ابن خلدون۔ مسعودی۔ تاریخ امرائے بیت الحرام۔ فتوحات اسلامیہ۔ تاریخ الخلفاء وغیرہ سے مدد لی ہے۔ بخیال اختصار سوائے بڑے بڑے واقعات کے عموماً حوالہ کتب نہیں دیا گیا اور اس کتاب کا نام تذکرہ بہادران اسلام موسوم بہ صلاح امت رکھا گیا ہے اور اپنے قدیم محسن و مربی جناب آنریبل لفٹنٹ ملک عمر حیات خانصاحب۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ٹوانہ چیف آف کالرہ ضلع شاہپور پنجاب کے نام نامی سے معنون کیا۔ اہل قلم سے امید ہے کہ نقص و خطا کو بنظر عفو دیکھیں اور ارادہ تالیف کو مد نظر رکھکر دعائے خیر سے یاد کریں۔ واللہ الموفق المعین وصلے اللہ علی رسول رحمۃ للعلمین۔

الراقم
فقیر کرم الٰہی صوفی مصنف خالد بن ولید

دکھانیکے لئے امنہ
زیادہ دہن قومی کے
سچے خادم سلاطین اور ا
اطوار کا مخلصانہ نمونہ دکھا کر

روحانی خواص و معارف کے حصول کا راز "وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا" میں بتا دیا ہے اور ان کی ریاضت و عبادت شوق معاد و رشاد کا بیان واقعی جتا دیا۔ اصحاب تقدس مآب عجب و تفاخر سے دور تکبر و غرور سے نفور فرمان شاہی "اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ" کی تعمیل میں مشہور تھے اُن کا یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ سے بہتر کوئی انسانی مصالح کو نہیں جانتا اور محدود و غیر محدود پر حاوی نہیں ہو سکتا اس حکیم مطلق نے جو علاج و دوا ہمارے لیے مقرر کر دی ہے اسی میں ہماری شفا ہے۔ فلاح و بہبودی کا مدار صرف انہیں قواعد و ضوابط الٰہی پر ہے جو بذریعہ وحی رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہو چکے ہیں وہ صریح تدابیر قرآنی "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حَافِظُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رَاعُوْنَ۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ" کو چھوڑ کر ناقص عقول انسانی کی پیروی نہ کرتے اور ایسے قوانین کے ہوتے ہوئے کہ جن پر عمل کرنے سے جسمانی و روحانی صوری و معنوی فوائد اور دینی و دنیوی عوائد حاصل ہو سکتے ہیں پھر کاوش جاہلانہ و تلاش سفیہانہ سے بطور کورانہ کسی جدید تدبیر و علاج کے لیے بھٹکتے نہ پھرتے وہ ہر ایک امر میں قرآن سے مدد لیتے اور حکم بناتے اور اسی کی پیروی سے عروج پاتے اور اسی پاک مجموعہ ہدایت کو اپنے لیے بفحوائے "وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ" روحانی امراض و جسمانی عوارض کیلئے شفا و رحمت جانتے اور اکمل و مکمل مانتے نور قرآن سے اُن کی چشم بصیرت روشن ہو چکی تھی جس سے وہ نیک و بد کی بخوبی تمیز کر سکتے تھے جس امر میں قوم و ملت میں رخنہ اندازی یا فتنہ پردازی کا امکان متصور ہوتا اس سے گریز کرتے اور مختلف عقاید کی اشاعت سے قوم میں تفرقہ نہ ڈالتے اور پھوٹ کی مہلک اور لا علاج مرض سے مسلمانوں کا نشان نہ مٹاتے دین کی اصلی ضروریات اور غیر ضروریات میں بخوبی امتیاز کرتے اور بیجا تاویلوں کی بھرمار سے عام مسلمانوں کے خیالات پراگندہ نہ کرتے اور بہ تعمیل "ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْہُ اٰیٰتٌ"

---

۱ وہ لوگ راتوں کو اپنے خدا کے آگے سجدہ کرتے اور دست بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ ۲ پارہ ۱۸ - سورہ المومنین - ترجمہ وہ ایمان والے ضرور ہی دینی و دنیوی مشکلات سے نجات پا گئے جو نمازیں خشوع و خضوع پڑھتے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے کنارہ کرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں یعنی حرامکاری (زنا) نہیں کرتے اور جو لوگ اپنی امانتوں اور قول اقرار کا پاس کرتے ہیں اور جو لوگ اپنی نمازوں کو پابندی سے وقت پر ادا کرتے ہیں الآیہ ۳ پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۸ - ترجمہ ہم قرآن میں ایسی باتیں اتارتے ہیں جو ایمان والوں کے لئے امراض روحانی کا علاج اور رحمت کا موجب ہیں ۴ پارہ اول سورہ بقر ترجمہ اے پیغمبر وہی ذات پاک ہے جس نے یہ کتاب اتاری جن میں بعض آیتیں

دلالت کرتی ہے جو انکی صداقت روحانی کی سند الٰہی اور کمال انسانی کی معیار خدائی تھی جس کی تعمیل میں شب و روز عامل اور بس اس فرمان شاہی کی بجاآوری میں پختہ سرگرم و شاغل رہتے تھے سوائے رضائے الٰہی و محبت رسالت پناہی کے اور کوئی چیز مدنظر نہ تھی۔ قومی خدمات اور اسلامی جذبات میں ناداری کا فضول عذر کبھی اُن کی اولوالعزمی کا سدّراہ نہو سکتا اور مخالفونکی نمایشی شان و شوکت و تکلف ان کی تہورانہ ہمت کو نہ کہو سکتا اسی عسرت و افلاس میں دنیا کی بڑی سے بڑی دولت مند اور صد ہو نکی منتظم سلطنتوں سے مقابلہ کرکے دکھلا دیا کہ سچے اور پکے مسلمانوں پر دنیوی اسباب و تعلقات کی کمی بیشی کا اثر ہرگز نہیں پڑتا۔ ان کی اولوالعزم نگاہوں میں زر دولت کی قلت و کثرت قوم کے لیے ضروری نہیں تہی بلکہ اتفاق و اخوت بکار تہی جو سچے جوش کے ہوتے اس کمی کا پورا بدل ہو سکتی تہی۔ ایثار انکا شعار تھا جس سے بوقت ضرورت متفرق زر و دولت اجتماعی حالت سے خزانوں کی صورت اختیار کر لیتی تھی۔ اور تمام ضروریات رفع کر دیتی تھی۔ دنیا و مافیہا اُن کی نگاہ حق پرست میں ہیچ بلکہ کمتر از ہیچ تھی۔ لاکھوں کروڑوں کا مال ان کے ہاتھ سے نکلتا لیکن اُن کے پاک دلوں کو آلودہ نہ کر سکتا۔ اور ذکر الٰہی سے ہٹا کر حظوظ فانیہ میں نہ پھنسا سکتا اور "[1] یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" کا وعید شدید ہر وقت اُن کے مدنظر رہتا۔ دلق گدایانہ میں وہ سطوت جبروت شاہانہ موجود تہی جو قیصر و کسریٰ کے لباس فاخرانہ میں مفقود تہی۔ عدل و احسان جو انتظام جہان کی مضبوط بنیاد ہے وہ ان کا مسلک عام تہا یگانوں بیگانوں کے ساتھ یکسان عادلانہ برتاؤ کرتے "[2] اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ" اُن کا ایک معمولی عملی وظیفہ تھا۔ وہ مخلوق الٰہی کو امانت خدائی جانتے حقوق العباد کو عمدگی سے نباہتے سیاست اخلاق و منزل کے علاوہ اصول تمدن کو اُن سے بڑھکر کوئی نہ نباہ سکتا۔ حکمت علمی کی پابندی سے کمال انسانی کو اُن سے زیادہ کوئی نہ پا سکتا اسی حسن معاشرت اور روحانی مظاہرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی پاک کلام "[3] وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا" میں اون کے تمدنی مسلک کا فوٹو کھینچ دیا ہے۔ اور بنی آدم سے برتاؤ کا عام قاعدہ بتادیا ہے اور اُن کے اخلاق حسنہ کا جلوہ "اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا" میں دکھلا دیا ہے۔ اور

---

[1] پارہ (۲۸) سورۂ منافقین ترجمہ اے ایمان والو تم کو اولاد اور مال کی محبت اللہ کی یاد سے غافل نہ کرے ۱۲ [2] پارہ (۱۴) سورۂ نحل ترجمہ اللہ تم کو عدل و احسان کا حکم دیتا ہے ۱۲ [3] پارہ ۱۹ سورۂ فرقان ترجمہ خدا کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے جہالت کی باتیں کرتے ہیں وہ نرمی سے سلام کہتے ہیں ۱۲ [4] اور جب لغو سے گذرتے ہیں تو بزرگانہ انداز سے چلے جاتے ہیں ۱۲

جن کٹھن مشکلات سے اوروں کی ہمت گھٹتی ہے اُن سے ان اصحاب تقدس مآب کی قوت و پردلی بڑھتی تھی۔ موت جس سے اور لوگ گھبراتے ہیں ان کو خوف زدہ نہ کرسکتی تھی اور۔ "اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْکُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ" کی عقیدت واثقہ انکی ہمت و استقلال کو اور بڑھاتی۔ اور مخالفوں کی کثرت ان کے بہادر دلوں کو نہ ہلاسکتی تھی۔ وہ موت فی سبیل اللہ کو حیات ابدی اور نجات سرمدی یقین کرتے۔ اور "لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ" کے فرمان واجب الاذعان پر اعتقاد رکھتے تاج سعادت شہادت پہنتے۔ جانبازی اور سرفروشی کو اپنا شعار بناتے اور اپنی عبادت مخلصانہ اور اعمال صالحانہ کا عوضانہ رضائے الٰہی کے سوا اور کچھ نہ چاہتے۔ انہیں اعمال و افعال کا خاکہ "اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ تَرٰہُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا" میں کھینچا گیا ہے۔ انہیں اوصاف ستودہ و اخلاق حمیدہ کا نتیجہ تھا کہ باوجودیکہ عام مخالفت کے انکے ہمت و استقلال میں ذرہ فرق نہ آیا اور اتفاق و اخلاص کی برکت سے اقوام باغی کو نواح مدینہ سے مار کر بھگادیا اور اسلام کے سچے خادم اور مآل اندیش خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے رائے مبارک پر عمل کرکے امت کے ڈگمگاتے جہاز کو تباہی سے بچالیا طلیحہ بن خویلد اسدی اور مسمات سجاح اور مسیلمہ کذاب وغیرہ کی لاکھوں کی جمعیت کو ان اصحاب جلیلہ کی جماعت قلیلہ نے بماتحتی شیر دل بہادر سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جانو پر کھیل کر تتر بتر کردیا اور نئے سر سے جزیرہ نمائی عرب میں اسلام کو رواج دیا۔ عرب سے فارغ ہو کر جو کارہائے نمایاں ایرانیوں۔ رومیوں کی افواج کثیرہ کے مقابلہ میں یہ مٹھی بھر جماعت دکھاتی رہی ہے۔ اس کی نظیر دنیا کی کسی قومی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ان واقعات کی تفصیل کتاب خالد بن ولید مصنفہ فقیر راقم سے دیکھنی چاہیئے۔ اسلام کے اس جان نثار گروہ صحابہ نے چند سال میں۔ عراق۔ شام۔ مصر۔ طرابلس۔ ایران۔ افغانستان۔ بربر ترکستان۔ بلوچستان۔ ہندوستان میں توحید کا بیج بو دیا۔ اور تبلیغ کا فرض پورا کیا۔ عہد بنی امیہ میں خلافت راشدہ کے بعد جمہوری انتظام کی جگہ موروثی سلطنت کی بنیاد پڑی مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں اکثر صحابہ موجود تھے۔ تمام معرکوں میں یہ بزرگوار شامل ہوتے رہے۔ اور فتوحات کثیرہ کرتے رہے سلاطین مروانیہ کے عہد میں بھی تابعین اور تبع تابعین کی

۱؎ سورہ نساء پارہ اول۔ خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہو گئے موت نہیں چھوڑے گی ۱۲ ۲؎ ترجمہ جو شخص دین و ملت کی حمایت میں لڑکر مرے اسکو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہے ۱۲ ۳؎ رسول صلعم اور ان کے اصحابوں کا خاصہ ہے کہ کافروں پر سخت ہیں اور آپسمیں رحم دل ہیں تو ان کو رکوع کرتے اور سجدہ میں پڑے ہوئے دیکھیگا۔ اللہ کے فضل کے امیدوار ہیں۔

مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا
تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ[1] آیات محکمات کو
اصل دین جانتے اور متشابہات کی غیر ضروری تاویلوں سے پہلو بچاتے ان کو جو احکام مخبر صادق
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ پہونچتے انپر صدق دل سے ایمان لاتے اس عقل سلیم اور صراط
مستقیم کی تقلید سے انکو بارگاہ ایزدی سے وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ
عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ[2] کا معزز و مقدس خطاب مل چکا تھا اور کئی سخت مشکل
امتحانات میں پورے اتر کر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کا آلہی ڈپلوما عطا ہو چکا تھا

اللہ اور رسول کے سوا کسی کے رعب میں نہ آتے اور کسی بھاری سے بھاری طمع اور لالچ
میں آکر بھی قوم کے ادنی نقصان کے درپے نہ ہوتے گو وہ زمانہ حال کے ڈگری یافتہ نہ تھے۔
لیکن بڑے سے بڑا چالباز پالیٹیشن بھی ان کو قومی دھوکہ نہ دے سکتا تھا اور نہ اُنکے
درمیان تفرقہ ڈال سکتا تھا اور نہ کوئی اُن کو اپنے زیر رسوخ لا سکتا تھا وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر
غیر اقوام کو عائدہ خواہاں نہ ہوتے اور کفار کی محبت پر اعتماد نہ کرتے اور "اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ
الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا[3]
کے آلہی فیصلہ کی دل و جان سے تعمیل کرتے جسکے باعث غیر اقوام کو ان کے درمیان دخل دینے
کا حوصلہ ہی پیدا نہ ہوتا۔ بلکہ غیروں کا حوصلہ ٹوٹ جاتا چند روزہ زندگی اور فانی اور غیر مستقل
فوائد کے لئے کفار کی دوستی کو مسلمانوں پر ترجیح دیکر قومی گناہ کے مرتکب نہ ہوتے بلکہ ایسے
کمینے خیال کو بموجب "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُرِيْدُوْنَ
اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا[4] صریح الزام اور گناہ جانتے اور قومی نکبت اور ادبار کا باعث
مانتے۔ وہ موت کو زیست۔ رزم کو بزم۔ سنان کو جنان۔ تلوار کو گلزار۔ فاقہ کو روزہ۔ زندہ کو غازی
مردہ کو شہید۔ دنیا کو فانی عقبےٰ کو باقی جانتے اور جملہ مصائب دنیوی کو ہنسی خوشی سے گذارتے

[1] کچھ یعنی صاف و صریح ہیں کہ وہی اصل کتاب ہیں اور بعض دوسری مبہم کہ اُن کے معنوں میں کئی پہلو نکل سکتے تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ
تو قرآن کی اُن ہی مبہم آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ فساد پیدا کریں تاکہ اُن کا اصل مطلب معلوم کریں حالانکہ اللہ کے سوا ان کا اصل مطلب کوئی نہیں جانتا ہے [2] اور جو
لوگ علم میں بہت لیاقت رکھتے ہیں وہ تو اتنا ہی کہہ کر رہ جاتے ہیں کہ اسپر ہمارا ایمان ہے یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور اسکو وہی سمجھتے
ہیں جن کو عقل ہے [3] پارہ ۵ سورہ نساء ترجمہ جو لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے پھرتے ہیں کیا کافروں کے ہاں اپنی عزت بنانی چاہتے ہیں سو
عزت اللہ ہاتھ ہے کافروں سے فائدہ نہیں پہونچیگا [4] پارہ ۵ سورہ نساء ترجمہ اے ایماندارو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کا صریح الزام تم پر قائم ہو
اور اپنی بہبودی و ترقی کو روک لو۔

تلمسان وغیرہ امصار واقع الجزائر داخل ہیں (۳) المغرب الاقصیٰ جسمیں فارس۔ مراکش۔ سوس وغیرہ کا علاقہ شامل ہے سب سے پہلے عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے افریقہ میں فتوحات شروع کیں پھر عقبہ بن نافع فہری نے سنہ ۴۱ھ ہجری میں ودرتہ اور مزانہ سنہ ۴۲ھ ہجری میں کورامن کو فتح کیا یہ عقبہ قرشی الاصل تابعی اور بقول بعض صحابی تھا سنہ ۵۰ھ ہجری میں امیر معاویہ رضہ نے گورنر افریقہ مقرر کیا۔ اور فتح افریقہ کے لئے دس ہزار فوج اور بھیجدی۔ عقبہ فوراً طرابلس (ٹریپولی) کے وسط کو ٹرھا اور اقوام بربری کی جمعیت کثیر پر پڑا۔ مخالف اگرچہ دیر تک بہادرانہ طور سے لڑا مگر آخر گرا۔ ان لوگوں کا دستور تھا کہ مقہور ہوتے ہی اطاعت بلکہ اسلام قبول کر لیتے لشکر اسلام کے ہٹتے ہی بغاوت وارتداد اختیار کرتے اس لیے اب کی دفعہ عقبہ نے اس علاقہ میں لشکر اسلام کی مستقل اقامت و تجویز اور ایک جدید شہر بنانے کی تدبیر کی۔ اور شہر قیروان کا بنیادی پتھر رکھا یہ یہاں ایک بڑا گھنا جنگل تھا۔ ہر ایک قسم کے موذی زندہ شیر چیتے بھیڑیے وغیرہ چارپائے اور سانپ اژدہا ایسی جگہ بکثرت رہا کرتے اور انسان بخوف جان وہاں سے نہ گذر سکتے۔ عقبہ زاہد مرتاض خدایاد مشہور مستجاب الدعوات تھا درگاہ الٰہی میں حضور قلب اور خشوع وخضوع سے سباع وغیرہ کے دور ہونے کی دعا کی اور باآواز بلند ندا دی۔ "یا ایتھا الحیات و السباع انا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارحلوا عنا فانا نازلون ومن وجدناہ بعد ذلک قتلناہ" لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ چارپائے وغیرہ اپنے بچوں کو خودبخود اٹھائے لیے جارہے ہیں۔ اور مکان خالی کر رہے ہیں۔ اور سانپ نظروں سے غائب ہوگئے ہیں۔ اجابت دعا کا یہ عالم دیکھکر اکثر بربری بطوع و رغبت خودبخود اسلام لاکر "الاسلام حق والکفر باطل"۔ پکارنے لگے اور جنگل کاٹنے اور تعمیر شہر میں مدد دینے لگے جامع مسجد اور ہزاروں مسکنی مکان بن گئے۔ اثنائے تعمیر شہر میں بھی عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادہر ادہر برابر فوجیں بھیجتا رہا اور دشمن کا زور توڑتا رہا قیروان کی تعمیر سے افریقہ میں مسلمانوں کی مستقل چھاؤنی قائم ہوگئی۔

سنہ ۶۲ھ ہجری میں عقبہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد کو جمع کیا اور حق وصیت ادا کر کے کہا کہ میں نے اپنی جان کو راہ خدا میں وقف کر دیا ہے۔ منکران توحید سے غزا کرونگا اور اس راستہ میں جان دونگا پھر قیروان کی حفاظت پر زہیر بن قیس البلوی کو مختصر فوج

ملہ پرندو درندو ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ ہم سے ہٹ جاؤ۔ یہاں سے چلے جاؤ پھر ہم یہاں اترنے والے ہیں اور اس کے بعد جو تم میں سے یہاں پایا جائیگا وہ قتل کیا جائیگا ۔

کی مقدس جماعت موجود تھی اور خود ابتدائی مروانی سلاطین عقل وہمت میں کم نہ تھے۔ عرب کی سادگی اور اسلامی جوش اُن میں تروتازہ تھا۔ اسلیے ابھی پوری ایک صدی بھی ختم نہ ہونے پائی تھی۔ کہ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ نے اُنکے شاہی تسلط کے سامنے سر تسلیم واطاعت خم کر دیا اور دیوار چین سے کوہ بحر اوقیانوس تک دائرہ توحید وسیع کر دیا۔ فتوحات کا مدار کسی واحد شخص پر نہ تھا۔ عربوں کا بچہ بچہ رستم واسفندیار کو خیال میں نہ لاتا تھا۔ اور دشمن کی کثرت وشوکت سے جی نہ چراتا تھا۔ ایک چھوڑ بیسیوں جنرل اس لیاقت کے موجود تھے جو چند ہزار مجاہدین کیساتھ ایک براعظم کی فتح کا بیڑہ اٹھاتے اور قومی خدمات پر نجات کا مدار جانتے تھے چنانچہ صرف امیر معاویہؓ کے عہد بیس سالہ میں تیس سے زیادہ ظفر جنگ بہادر جنرل اشاعت اسلام کر رہے تھے اور ایک ہی وقت میں یورپ کے عیسائیوں اور ایشیا و افریقہ کے باطل پرستوں کی زبردست فوجی رکاوٹوں کو اپنی حقانی شمشیر سے دور کر کے توحید باریتعالی کے لیے میدان صاف کر رہے۔ اور صرف خشکی ہی میں نہیں۔ بلکہ بحری لڑائیوں میں بھی چند سالہ مشق سے رومیوں کے مشہور قدیمی جہازی بیڑہ کو تہ وبالا کر کے جنادہ بن امیہ ازدی نے دشوار گذار ابنائے ڈارڈینلز سے گذار کر قسطنطنیہ کے قریب جزیرہ ارواد پر علم محمدی گاڑ دیا چونکہ اس زمانہ اقبال کا مفصل حال اس کتاب میں بیان کرنا مطلوب نہیں اور نہ ہو سکتا ہے اسلیئے ان مظفر ومنصور جرنیلوں میں سے خدادوست عقبہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات بدیں خیالات حوالہ قلم کئے جاتے ہیں (۱) عقبہ بن نافع فہری رضہ کے حالات زہد و ورع۔ شوق غزا۔ اجابت دعا۔ قومی جوش مردہ قوم کو دکھایا جائے (۲) خلوت پسند حضرات صوفیائے ومشائخ کو بھی عقبہ جیسے ولی اللہ کے حالات پڑھ کر قومی خدمات کے سٹیج پر آنے کا شوق پیدا ہو جس کی کہ آجکل سخت ضرورت ہے (۳) افریقہ جس پر یورپ نے دندان طمع تیز کئے ہوئے ہیں اس کے ابتدائی حالات معلوم ہوں۔

فتح افریقہ

عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ عنہ

اسلامی تاریخوں میں افریقہ سے مراد شمالی افریقہ ہے جس کے تین حصے قرار دیتے ہیں (۱) المغرب الادنے جسمیں قیروان۔ تیونس۔ طرابلس (ٹریپولی) واقع ہیں (۲) المغرب الاوسط جس میں

فرمایا "وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ" پر صدق دل سے اعتقاد رکھنے والوں کا تہور و شجاعت دیگر اقوام کے بہادروں کی ہمت بسالت سے ممتاز ہے اور اُن کا حوصلہ کثرت اعداء کے خوف سے بے نیاز ہے اہل بربر کو شکست فاش ہوئی اور بیشمار قتل و قید ہوئے کروڑوں کا مال غنیمت مجاہدین کے ہاتھ آیا اور تمام علاقہ اکو فتح کرتا ہوا بحر اوقیانوس کے کنارہ مقام بالیان پر پہنچ کر اور سمندر کو اپنی غازیانہ الوالعزمی کی سدراہ دیکھکر نہایت حسرت سے کہا "یا رب لو لا ھذا البحر لمضیت فی البلاد مجاھدا فی سبیلک"

ابیات

الٰہی چرا بحر پیشم بدہ	عنان نگاہ در کشیدہ شدہ
نبودے اگر بحر اندر میان	بگردیدمے بہر تو در جہان
کہان و جہان را نداد مے	بمعبودی تو ہمے خواندمے
یکے را بدوئی نیامیختہ	دوئی را ز وہم و گماں ریختہ
براہ صداقت در آوردمے	ز تشبیہ صوری بر آوردمے
مرا بود اندر نہاں آرزو	کہ نام تو روشن شود چار سو
بجز ذات تو جملہ باطل شود	بجز نام تو جملہ عاطل شود
رود کفر از عالمے دور تر	شود پیش تو جملہ افگندہ سر
ز عالم زدودہ شود تیرگی	ز دنیا ربودہ شود خیرگی
جہالت نماند بدنیائے دوں	نشان ضلالت بود سرنگوں
ولیکن چگونہ روم بیشتر	بحسرت روم باز بیں سفر

سمندر کے حائل ہونے کے سبب مجبوراً واپس ہوا۔ بربری اور رومی اقوام نے مارے خوف کے واپسی کے وقت کچھ مزاحمت نہ کی راستہ سے ہٹ کر محفوظ مقامات کو چلے گئے۔ عقبہ رض چلتا چلتا ایک ایسی جگہ پہنچا جسکو آج کل ماء الفرس کہتے ہیں۔ وہاں پانی کمیاب تھا۔ لوگ وہاں مارے پیاس کے جاں بلب ہو گئے عقبہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی یہ مصیبت دیکھکر دو رکعت نفل ادا کیے اور خشوع و خضوع سے پانی کے لئے دعا مانگی اور مستجاب ہوئی ان کا گھوڑا پاؤں سے زمین کھودنے لگا نیچے سے نمدار زمین نظر آئی اور پانی پھوٹ کر بہ نکلا عقبہ رضی اللہ عنہ نے گڑھا کھودوایا انسان و حیوان نے پانی سیر ہو کر پیا۔ اور اس چشمہ کا نام ماء الفرس پڑ گیا۔ واضح ہو کہ اس وقت کی فتوحات

کے ساتھ چھوڑ دیا۔ اور "فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا" کا اعلان دیدیا۔ اور عزم مجاہدین کا جان باز لشکر لیکر مغرب کو روانہ ہوا۔ اور شہر باغانہ پر رومیوں کی فوج کثیر کو خونریز معرکہ کے بعد بھگا دیا۔ میدان جنگ اور تعاقب میں ہزاروں کو تہ تیغ کیا یہاں سے شکست پاکر رومیوں نے شہر اربہ پر پاؤں جمائے اور کئی ایک بہادرانہ مقابلوں سے پیش آئے لیکن نقصان کثیر اٹھاکر پسپا ہوئے۔ جب رومیوں نے دیکھا کہ عیسائی آبادی مسلمانوں سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی اہل بربر کو جو عیسائی نہ تھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور لاکھوں کی جمعیت سے چند ہزار مسلمانوں پر آپڑے۔ مسلمانوں کی تباہی میں کچھ شک نہ رہا تھا۔ لیکن بہادر عقبہ کے استقلال میں ذرہ فرق نہ آیا۔ کئی دن کے مغلوبانہ جنگ کے بعد عقبہ نے اس جوش وخروش سے حملہ کیا۔ کہ دشمن تاب مقابلہ نہ لاسکا۔ مسلمانوں نے ہزاروں کو مار کر بے شمار مال غنیمت لوٹ لیا اور شہر طنجہ میں ڈیرہ کیا۔ رومی گورنر نے اپنے آپ کو حوالہ عقبہ کردیا۔ عقبہ نے فیاضانہ سلوک کیا اور طنجہ کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ اولو العزم عقبہ بہ تعمیل "يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ" یورپ میں منادی قرآن مجید اور اعلان توحید کرنی چاہتا تھا۔ گورنر مذکور سے سپین کا حال دریافت کیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اسلامی سیلاب کا صدمہ سپین نہیں اٹھا سکتا اور نہ جنوبی غربی یورپ پر جوش بہادران اسلام سے لگا کھا سکتا ہے۔ اس گورنر نے سپین کی طرف سے عقبہ کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی اور بربری سلطنت واقعہ الجزائر و مراکو کی فتح کا شوق دلایا اور کہا کہ وہاں کے باشندے کافر ہیں اب تک انہوں نے عیسائی دین کو بھی قبول نہیں کیا۔ اس تحریک کے ساتھ ہی ان کی کثرت تعداد سے ڈرایا کیونکہ وہ عقبہ کا آگے بڑھنا نہیں چاہتا تھا۔ عقبہ جس نے منکران توحید سے غزا کرنے کا عہد کیا ہوا تھا اہل بربر کی شدت کفر کو سن کر الجزائر کو بڑھا اور بے شمار کفار کو تہ تیغ کرتا ہوا السوس الاقصیٰ (مراکو) میں داخل ہوا۔ یہاں اس قدر بربری اقوام کا اجماع تھا کہ مسلمان ان کا عشر عشیر بھی نہ تھے۔ مگر مقابلہ کے وقت عقبہ اور دیگر غازیوں کی تلوار نے فیصلہ کردیا کہ "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ

---

۵۱ پارہ ۵۔ سورۂ نساء ترجمہ اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم کے رو سے جہاد کرنے والوں کو نہ جہاد کرنے والوں پر فضیلت دی ہے ۱۲ ۵۲ سورہ مائدہ پارہ ۶) ترجمہ اے پیغمبر جو احکام تیرے پروردگار نے تیری طرف نازل کئے ہیں وہ بلاکم وکاست لوگوں کو پہونچادے اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھا جائیگا کہ تم نے حق رسالت ادا نہیں کیا ۱۲

لیا۔ اور کسیلہ کا قیروان پر قبضہ ہوگیا اور کچھ عرصے کے لیے افریقہ شمالی سے اسلامی تسلط اٹھ گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ یزید کے ظالمانہ واقعہ کربلا سے بنی امیہ کی مخالفت کا بیج دلوں میں بویا جا چکا تھا۔ حجاز، عراق۔ اور عرب میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم علیحدہ اپنا سکہ جما چکے تھے خلافت کی ایسی حالت مشتبہ میں جہادی جوش کم ہوگیا اور شام اور عرب سے ملکی فوج کا آنا رک گیا عبدالملک بن مروان شام کا سلطان جس کو وراثتاً افریقہ پر شاہانہ حقوق حاصل تھے ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لڑائیوں میں مبتلا تھا۔ جوں ہی عبدالملک کو کچھ فرصت ملی زہیر بن قیس کو والی افریقہ مقرر کیا اور مدد روانہ کی۔ زہیر ۶۷ھ ہجری میں افریقہ کی طرف بڑھا کسیلہ مذکور تمام رومیوں بربریوں کو لیکر نہایت ٹھاٹھ سے مقابل ہوا۔ کئی دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر مسلمان فتح یاب ہوئے۔ کسیلہ اور اس کے اکثر ہمراہی مارے گئے شاہ قسطنطنیہ نے عبدالملک کو ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جھگڑوں میں اور زہیر کو کسیلہ کی لڑائی میں مبتلا دیکھ کر برقہ پر فوج کثیر بذریعہ جہاز بھیجدی۔ سسلی کے عیسائی بھی آملے۔ شہر لوٹ لیا۔ مسلمان زن و بچے قید کر لیے۔ زہیر۔ کسیلہ کا فیصلہ کر ہی چکا تھا۔ کہ برقہ کی تباہی سُنکر ادھر کو روانہ ہوا۔ لیکن دیکھا کہ عیسائی فوج مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ ہے امداد کے لیے رومی وسیع سلطنت موجود ہے۔ ادہر عبدالملک اپنی مصیبتوں میں مبتلا تھا۔ لڑائی کا نتیجہ یقینی ہلاکت تھا۔ وہاں سے لوٹنا مناسب خیال کیا۔ لیکن عیسائیوں نے گھیر لیا لڑائی کرنی پڑی۔ اگرچہ زہیر اور اس کی نہایت ہی قلیل فوج نے عیسائیوں کا بہت کچھ نقصان کیا۔ لیکن سب کے سب تاج شہادت پہن کر پھولے۔ "اِنَّ السیف محا للخطایا وادخل من ای ابواب الجنۃ شاء۔" (مشکوٰۃ) داخل فردوس بریں ہوئے عبدالملک زہیر کی شہادت کی خبر سنکر سخت غمناک ہوا۔ لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے جھگڑے کی سبب سے کچھ نہ کرسکتا تھا۔ جب ابن زبیر کا حجاج ظالم نے زور توڑ دیا اور عبدالملک کل اسلامی ممالک کا واحد خلیفہ تسلیم کیا گیا تو اس نے حسان بن نعمان غسانی کو والی افریقہ مقرر کیا۔

حسّان بن نعمان غسّانی

حسان چالیس ہزار سوار جرار لے کر افریقہ میں داخل ہوا۔ اس سے پہلے کبھی اس قدر

کا بڑا باعث یہی تھا کہ انتخاب صدارت کا مدار عموماً الکرم للتقوی پر تھا سردار لشکر اکثر متورع پابند شریعت ہوتا جب ایسے عاشق الٰہی و محب رسالت پناہی قوم کے لیڈر ہوں تو عام مسلمانوں کے صادقانہ جوش کا کون اندازہ لگا سکتا ہے اکثر بعد میں بھی اسی قسم کے بزرگان دین اور مشائخ راہ یقین نے قومی خدمات میں حصہ لیکر قوم کے ڈوبتے جہاز کو بچایا ہے۔ اور ترقی اسلام بہ تقلید صحابہ کرام کی پر جوش تحریک سے خیر القرون کا نقشہ دکھایا ہے جسکی کہ آج کل اشد ضرورت ہے اور اسلامی دنیا کے بعض حصص میں یہ ضرورت محسوس بھی ہونے لگی ہے خدا کرے کہ یہ پاک گروہ قوم کا ناخدا بنے اور اپنی قوی تاثیر سے اسلامی ارادت کو کسی مفید کام میں لگائے۔

جب عقبہ رض قیروان سے آٹھہ روز کے فاصلہ پر شہر طنجہ میں پہنچا۔ تو اسلامی جاہ و جلال کے اظہار کے لیے حکم دیا کہ لشکر اسلام فوج فوج ہو کر معہ مال غنیمت قیروان میں داخل ہو۔ لشکر اسلام اسی طرح شکر الٰہی بجا لاتا اور تسبیحیں پڑھتا ہوا قیروان کو روانہ ہوا۔ اور خود عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مختصر رسالہ لیکر پیچھے رہا۔ اور تہوذ کو چلا گیا۔ رومیوں نے قلت جمعیت کو دیکھکر علم بغاوت بلند کیا اور بعد لڑائی بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے اور گالیاں دینے لگے۔ مگر عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا" کا ہی نمونہ دکھاتا اور توحید کی طرف بلاتا رہا۔ رومیوں نے ایک بربری سردار مسمے کسیلہ کو جو عقبہ رضی اللہ عنہ سے پہلے ابی مہاجر کے عہد میں مسلمان ہوا تھا۔ اور دنیوی لالچ کے باعث دل سے عقبہ کا مخالف تھا۔ اسکو عقبہ کی نازک حالت سے مطلع کیا۔ کسیلہ جو موقع کی تاک میں تھا فوج جمع کرنے لگا۔ عقبہ نے "سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ بیل"۔ کے خیال سے کسیلہ جو جمع آوری قوم کے لئے لڑائی ٹالتا تھا شکست دی لیکن کسیلہ پھر دیگر باغی بربری اقوام کے آنے سے عقبہ رضی اللہ عنہ کی قلیل جماعت پر آپڑا۔ اور نرغہ میں لے لیا۔ عقبہ نے جب رہائی کی کوئی شکل نہ دیکھی تو اُس نے اور اس کے ہمراہیوں نے تلواروں کے میان توڑ دیے اور اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے بربری فوج میں گھس گئے۔ اور بیشمار بربری قتل کئے۔ لیکن چند آدمی لاکھوں کا مقابلہ کب تک کر سکتے تھے آخر عقبہ اور اس کے ہمراہی تمام میدان جنگ میں شہید ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیروان سے چلتی دفعہ جو آرزو شہادت کی تھی وہ پوری ہوئی

محمد بن اوس انصاری قید ہوئے تھے جن کو حاکم نفصہ نے رہائی دلا کر قیروان بھیجدیا

جب اس ہولناک واقعہ کی خبر قیروان پہنچی تو عقبہ رضی اللہ عنہ کے نائب زہیر بن قیس نے انتقام لینے کے لئے لڑائی کی تیاری کی۔ مگر حبیش صغانی کی مخالفت کی وجہ سے قیروان چھوڑ کر برقہ کو چلا

مسلمانوں نے شکست کھائی۔ کہ تعداد کثیر مسلمان قتل اور قید ہوئے حسّان بھی بھاگ گیا۔ کاہنہ نے اسیر
خالد بن یزید قیسی کے سب قیدی چھوڑ دیے۔ اس حسین اور بہادر کو بیٹا بنا لیا جسنے قیروان پر
برقہ میں جا دم لیا اور وہاں پانچ سال پڑا رہا اور افریقہ سے اسلامی تسلط اٹھ گیا۔ اور کفر و شرک پھیل گیا
عبدالملک نے حسّان کے پاس تازہ دم فوج روانہ کی اور حسّان نے ایک جاسوس خالد بن یزید
کے پاس روانہ کیا جسنے کاہنہ کی ظلم و سفاکی سے اہل افریقہ کے پھوٹ کا حال لکھا اور جوابی خط روٹی میں
رکھ کر قاصد کے حوالہ کیا۔ کاہنہ بال بکھرے ہوئے اور چلاتی ہوئی نکلی اور کہتی تھی کہ لوگ جو چیز کھاتے ہیں اس میں
تمہارا ملک جا رہا۔ بربری قاصد کے پکڑنے کو دوڑے۔ لیکن نہ ملا۔ اور صحیح سلامت حسّان کو پاس پہنچ گیا
اور اہل بربر کی بد انتظامی کا حال بیان کیا۔ اور حسّان نے پھر وہی قاصد خالد کے پاس روانہ کیا جو تسلی بخش
جواب لیکر واپس ہوا۔ کاہنہ نے عربوں کی لڑائی کا حال سنکر اپنی قوم کو کہا کہ عرب افریقہ کے سرسبز او
اور آباد شہروں کے لینے اور سونا چاندی کے طمع سے آتے ہیں اگر تمام شہر ویران کیے جائیں تو عرب
مایوس ہو جائیں گے اس کینہ اور ظالم خیال سے چاروں طرف بربرین فوج بھیجکر شہر گرا دیے جلائے
گئے مزراعت اور باغات کٹوا دیے گئے اور صدیوں کے آباد ملک کو اس ظالم نے برباد اور ویران کر
اور یہ افریقہ کی پہلی بربادی شمار ہوتی ہے۔

جوں ہی حسّان نے افریقہ میں قدم رکھا لوگ جوق جوق اسکے پاس آنے لگے اور کاہنہ کے ہاتھ سے فریاد
کرنے لگے کاہنہ افریقہ والوں کا میلان خاطر دیکھ کر تاڑ گئی۔ کہ اب خیر نہیں اپنے دو بیٹوں اور خالد بن یزید
تینوں کو بلا کر کہا کہ میں قتل ہو جاؤں گی۔ تم حسّان کے پاس چلے جاؤ اور اپنے لیے امان مانگ لو۔
فوراً احسان کے پاس پہنچ گئے۔ حسّان جنگ کے لیے بڑھا۔ کاہنہ کا لشکر قومی اور مذہبی جوش سے خوب
لڑا خود کاہنہ نے بھی اپنے بہادرانہ افعال سے ہر طرح سے تحریک کی اور بہادری کی داد دی۔ بہادر
کامیابی کی منزل تک پہنچ گئی تھی۔ کہ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ پر (جنت الفردوس
سایہ شمشیر ست) پر دل سے ایمان رکھنے والے اور اسلام پر جان قربان کرنیوالے غازیوں نے اللہ
اکبر کے دل ہلا دینے والے نعروں سے ایسا حملہ کیا کہ کاہنہ کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ بیشمار قتل
ہوئے خود کاہنہ بھی بھاگی جا رہی تھی کہ قتل کی گئی۔ اہل بربر نے جان سے معافی اور امان کی درخواست
کی اور انکی جو دو دفعہ کی سابقہ بغاوت اور مسلمانوں کو قتل و غارت سے فیاضانہ اغماض کیا گیا۔ او
نہ لیا گیا۔ بلکہ تمام ممکن سے تسکین دیکھا بیٹوں کو بالائے طاق رکھکر بارہ ہزار فوج اہل بربر کی تیار کی
اور اس ہزار فوج کے کمان کاہنہ کے دونوں بیٹوں کو دی گئی جس شریفانہ سلوک کی نظیر ملنی

فوج کثیر مسلمانوں کی افریقہ میں داخل نہیں ہوئی تھی۔ سب سے پہلے عہد خلافت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے ۲۶ سنہ ہجری میں افریقہ مذکور میں فتوحات کیں پھر عقبہ بن نافع فہری نے جن کا ذکر اوپر کیا گیا۔ بحر اوقیانوس کے کنارہ تک قرآن مجید کی منادی کی اب تیسرا فاتح حسان ہے۔ حسان قرطاجنہ کو بڑھا جو ایک عظیم الشان شہر تھا اور دنیا کی عجائبات میں شمار ہوتا تھا۔ اور وقعت اور عظمت اور شاندار اور خوبصورت عمارات میں شہر روما کے لگ بھگ تھا۔ یورپ کی مختلف قومیں اسمیں یہ تعداد کثیر آباد تھیں بڑے بڑے خاندانی شاہزادوں اور امرائے یورپ کا موسمی اور دوامی مسکن تھا۔ رومیوں نے قرطاجنہ کے بچانے کے لیے جان توڑ کوششیں کیں مگر سخت کشت و خون اور طویل محاصرہ کے بعد شہر فتح ہو گیا اور شہر کے استحکامات اور مضبوط جنگی مقامات کو بدستور رہنے دیا۔ جب حسان واپس ہوا۔ تو آس پاس کے دیہاتی لوگ قرطاجنہ میں داخل ہو کر باغی ہو گئے۔ حسان کو مکرر لڑائی کرنی پڑی اور کئی بہادروں کی جانیں ضائع کر کے دوبارہ شہر فتح کیا اور آیندہ کے مشکلات پر خیال کر کے شہر قرطاجنہ کو گرا دیا۔ صرف وہ آثار و عمارات باقی رکھے جو اپنی اعلے درجہ کی صنعت اور کاریگری کے لئے ممتاز تھے۔ اور قرطاجنہ کے نزدیک ہی شہر ٹیونس کا بنیادی پتھر رکھا اور عالیشان شہر بسا کر عرب کی اولالعزمی کا ثبوت دیا۔ اس کے بعد رومی اور بربری بمقام صطفورہ اور تبرت صف آرا ہوئے اور نقصان کثیر اٹھا کر پسپا ہوئے اس کے بعد رومی شہر باجہ میں اور بربری شہر بونہ میں قلعہ بند ہوئے چونکہ مسلمان ان لڑائیوں میں مجروح بہت ہو گئے تھے اسلیے حسان قیروان کو واپس چلا آیا۔ اور فوج کے علاج اور آرام اور درستی انتظام کے بعد ملکہ کاہنہ سے لڑنے کو نکلا

کاہنہ

یہ عورت کوہ اوراس واقعہ بربر کے رہنے والی نہایت مدبر اور عقلمند تھی عزم بالجزم اور شجاعت میں فرد تھی۔ کئی غیب کی باتیں بتلاتی۔ اور اہل بربر کو ارادت صادقہ کے ساتھ مرید بناتی۔ اور ساتھ ہی ملکی خدمات اور قومی جذبات کا جوش دلاتی اور بہادرانہ حرکات سے قوم کو جانبازی کا سبق سکھاتی۔ اور اپنی پرجوش تقریروں سے دلوں کو گرماتی۔ غرضیکہ قوم کے ابھارنے کی کافی لیاقت اور معقول بیانات رکھتی کسیلہ کی قتل کے بعد تمام اقوام بربر کی یہی ملکہ تھی۔ شہر نینی پر مقابلہ ہوا سخت لڑائی ہوئی

اس مرد خدا نے جواب دیا کہ ایسے مقام مین اور کسی فانی مخلوق کا ذکر جائز نہین ہے۔
اسی دیندار کا غلام آزاد طارق بن زیاد شہر طنجہ در قع مراکو کا حاکم تہا۔ یہ شخص بہی اپنے آقا کی طرح صحابہ کا زندہ نمونہ تہا اور اشاعت توحید مین نہایت سرگرم تہا۔ دراصل وہ مبارک زمانہ ہی اس قسم کا تہا کہ ہر ایک مسلمان یہی چاہتا تہا کہ قومی خدمات مین چوٹی پر رہون اور "یُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ" کا مصداق بنون ہر ایک ادنی اور اعلی غلام و آزاد ایک ہی قومی رنگ مین رنگی ہوئی تہے اور امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کی ترقی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے سوا اور کوئی امر انکے پیش نہاد نہ تہا۔ خود غرضی اور ذاتی لالچ و تفاخر کا نام و نشان نہ تہا۔ تقوی و ورع ہی ذریعہ امتیاز بین الاقران تہا اسی پر انتخاب کا مدار اور شرافت کا انحصار تہا اور ایک چہوڑ بیسون جنرل فتح ممالک کا بیڑا اٹہانے کی لیاقت رکہتے تہے بہادر طارق بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) مجاہدین کے ساتہ اس آبنائے سے عبور کر گیا جو بعد مین اسکی یادگار مین جبل طارق (آبنائی جبرالٹر) کے نام سے موسوم کی گئی راذرک شاہ سپین نے ایک لاکہ فوج کے ساتہ علاقہ شذونہ مین (وادی بیکا) مقابلہ کیا۔ اور آٹہ یوم تک گہمسان کی لڑائی ہوتی رہی اور طرفین کے بہادر قومی جنگ کا خوب حق ادا کرتے رہے۔ لیکن آٹہوین روز بہادر اور جانباز طارق نے اس تندی اور تیزی سے حملہ کیا کہ شاہ سپین خود طارق کے ہاتہ سے مقتول ہوا اور عیسائی بہاگ گئے۔ طارق نے تعاقب سے ہاتہ نہ اٹہایا شکست یافتہ اور دیگر باشندگان ہسپانیہ نے پہر فوج کثیر سے مقابلہ کیا اور سخت دست بدست لڑائی ہوئی مسلمان اگرچہ قلیل تہے دشمن کی تعداد لاکہون تک تہی مگر آیت کریمہ "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ه فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ" سورہ آل عمران۔ پارہ ۴۔ پر دل سے یقین رکہنے والے بازی لے گئے عیسائی بہاگ گئے یہ فتح ۲۷-۲۸ رمضان ۹۲ھ ہجری مین ہوئی تہی اسکے بعد طارق کو کوئی مقابلہ پیش نہ آیا اور تمام سپین مین ان چند ہزار غازیون نے اپنے رعب و شجاعت کی دہاک باندہ دی اور کئی قلعہ اور شہر متواتر طارق کے قبضہ تصرف مین خود بخود آنے لگے اور جنوبی سپین پر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا جسکی تفصیل کتب تواریخ مین موجود ہے اور اس کتاب مین اسکی گنجایش نہین ہے مال غنیمت مین شاہانہ تلوارین ایک ہزار اور تاج ملوکانہ سترہ سو ہاتہ لگے سونے چاندی جواہرات کا شمار نہ تہا جو سپین کی قدامت سلطنت پر شاہد ہے رمضان ۹۳ھ ہجری مین طارق کا آقا موسی بن نصیر گورنر افریقیہ ۱۸ ہزار سوار لیکر سپین مین طارق سے جا ملا یہ اولوالعزم مجاہد چاہتا تہا کہ فرانس جرمن آسٹریا وغیرہ ممالک یورپ کو فتح اور اعلان توحید باریتعالی کرتا ہوا براہ قسطنطنیہ دمشق دار الخلافہ اسلام مین اپنے خلیفہ ولید کا نیاز حاصل

یورپ پیش نہین کر سکتا۔

انہین اسلامی احسانات سے خود بخود افریقہ مین اسلام پہیلنے لگا اور حسان قیروان مین قیام پذیر ہو کر امن وامان کے ساتھ عبدالملک کے وقت ۸۶ھ تک افریقہ پر حکومت کرتا رہا۔ اسکے بعد خلیفہ ولید بن عبدالملک نے اولاً اپنے چچا عبداللہ بن مروان کو اور پہر ۸۹ھ ہجری مین موسیٰ بن نصیر کو گورنر افریقہ مقرر کیا جسکا مختصر حال ذیل مین آویگا۔

عبدالملک کے عہد مین خاندان خلافت مین سے محمد بن مروان فاتح آرمینہ مسلمہ بن عبدالملک فاتح شرقی روم عبداللہ بن عبدالملک عبدالعزیز بن مروان عبداللہ بن مروان فتح کے نشان اوڑا رہے تہے۔ مہلب فاتح سندہ و کابل اور اُسکے بیٹے یزید اور فضل وغیرہ مسلمان جنرل اُنکے علاوہ تہے۔

جب شاہی خاندان کے ممبر اسطرح سے گہوڑے کی پشت کو تخت اور رزم کو بزم آرام کو حرام جانکر جنگی خدمات مین بڑہ کر حصہ لیتے ہون تو اورون کے بہادرانہ جوش کا کیا ٹہکانا ہو سکتا ہے اور اس قوم کا کون مقابلہ کر سکتا ہے

موسی بن نصیر گورنر افریقیہ

اور

طارق بن زیاد فاتح ہسپانیہ

خلیفہ ولید بن عبدالملک کا عہد نہایت ترقی کا زمانہ تہا۔ بنی اُمیہ کا مشہور جوانمرد سپہ سالار قتیبہ بن مسلم الباہلی فاتح سمرقند۔ بخارا۔ خوارزم۔ طخارستان۔ فرغانہ۔ کاشغر۔ واقعہ وسط ایشیا۔ اور محمد بن قاسم بن الحکم ابن ابی عقیل ثقفی ابن عم حجاج بن یوسف بن الحکم ثقفی فاتح ہند و سندہ اور موسی بن نصیر گورنر افریقہ شاہی خاندان کے علاوہ مظفر و منصور سرداران فوج تہے چونکہ اس کتاب مین صرف اُن بہادرون کا ذکر کرنا منظور ہے جو مغرور یورپ کے دانت کہٹے کرنے اور اپنا لوہا منوالتے رہے ہین اسلیے بطرز اختصار موسی بن نصیر اور اس کے بہادر نائب طارق بن زیاد کا حال لکہا جاتا ہے۔

موسیٰ کا باپ نصیر عبدالعزیز بن مروان کا غلام آزاد تہا اور ابہی خورد سال ہی تہا کہ فتح عراق مین حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتہ پڑا اور اُسکا بیٹا موسی اسلامی احسان و تربیت سے قریشی او عربی شرفا کا سر عسکر بنا اور ۸۹ھ ہجری مین خلیفہ ولید نے اُسکو گورنر افریقہ مقرر کیا جسنے افریقہ مین فتوحات نمایان اور انتظام و ضبط شایان کیا۔ یہ شخص اس قسم کا خدا پرست و موحد دیندار تہا کہ ایکدفعہ افریقہ مین قحط پڑا اور مینہ نہ برسا۔ نماز استسقا پڑہی گئی موسی نے خطبہ مین ولید کا نام نہ لیا لوگون نے اعتراض کیا

یُصِیبُ وَلَوکَانَ تَحتَ الجَبَلَینِ ۔ عیسائیون کی یہ کوشش کارگر نہ ہوئی ایک مسلمان نہر مین نہانے گیا
پاؤن مین کوئی شے اٹکی نکالی تو وہ چاندی کا پیالہ تہا ۔ پس مسلمانون نے تمام برتن نہر سے نکال لیے
اور گرجا والے مال کا یہ حشر ہوا کہ ایک مسلمان گرجا دیکہنے گیا چہت کے نیچے کبوتر اوڑتا دیکہا پتہر جوڑ کر مار کبوتر
کو نہ لگا چہت کو لگتے ہی سوراخ ہو گیا جسمین سے کچہ مہرین گر پڑین اور تمام مال مسلمانون نے نکال لیا
مگر ایسی کیو قیمت اور مال غنیمت سمندر مین تلف ہو گئے ۔ خلیفہ ولید ۹۶ سنہ ہجری مین ۵۰ سال کی عمر مین
فوت ہوا ۔ ولید کے عہد مین ۔ بخارا ۔ بیکند ۔ سمرانیہ ۔ طمورہ ۔ تمیقم ۔ جرشومہ ۔ طوانہ ۔ جزیرہ ۔ منورقہ ۔
میورقہ ۔ نسف ۔ کش ۔ شعریان ۔ مدائن ۔ آذربائیجان ۔ دبیل ۔ سرخ ۔ بیضا ۔ خوارزم ۔ سمرقند ۔ شود
کابل ۔ فرغانہ ۔ شاش ۔ سندہ ۔ سیبین ۔ طوس ۔ توقان ۔ مدینۃ الباب وغیرہ فتح ہوئے اوس کے جانشین
سلیمان بن عبد الملک نے ولید کے بہادر ظفر جنگ سپہ سالارون کو معزول و مقتول کرا دیا وجہ اسکی یہ تہی کہ عبد الملک نے اپنا ولیعہد ولید
کو اور ولید کے بعد سلیمان کو مقرر کیا ہوا تہا ولید نے چاہا کہ سلیمان خلع اور اسکا بیٹا عبد العزیز اسکے بعد خلیفہ ہو قتیبہ اور حجاج
نے ولید کی تائید کی مگر ولید اپنی آرزو مین کامیاب نہ ہوسکا اور ۹۶ سنہ مین مرگیا اور سلیمان مسند خلافت پر بیٹہا حجاج تو پہلے ہی ۹۵ ہجری
مین مرگیا تہا قتیبہ کو جب ان کی لڑائی مین قتل ہوا اسکا سر سلیمان کے پاس بہیجدیا گیا اور اسکی قیمتی فتوحات خراسان ترکستان چینی تاتار کا قدر
نہ کیا گیا ۔ اور اس کے گیارہ بہائی اور بیٹے جو بجائے خود ہر ایک رستم و اسفندیار تہے قتل کیے گئے اور بہادر محمد بن قاسم
جس نے مغربی ہندوستان مین اسلام کا ڈنکا بجادیا تہا ۔ اور مشرقی ہندوستان کی طرف بڑہنے والا
تہا واپس بلا لیا ۔ اور حجاج کی مخالفت کی وجہ سے محمد واسطہ مین قید اور پہر صالح بن عبد الرحمن کے ہاتہ
سے قتل ہوا ۔ قتیبہ اور محمد کے قتل اور موسی کی علیحدگی سے ہی بنی اُمیہ کی سلطنت کا زوال شروع ہوا ۔ خلیفہ
سلیمان ۹۹ سنہ ہجری مین فوت ہوا ۔ اس کے عہد مین داخلی اور خارجی سرکشیون کا ہی تدارک ہوتا رہا سلیمان
کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز بن مروان رضی اللہ تعالی عنہ امیر المؤمنین ہوئے جنہون نے اپنی ساری
ہمت عدل و انصاف کے رواج دینے اور امن کے قائم کرنے اور اس اختلاف اور نفاق کے مٹانے
پر خرچ کی جسکی ابتدا واقعہ شہادت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اور انتہا ظالمانہ واقعہ کربلا تہی اور جسکے
سبب سے بنی ہاشم اور بنی امیہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بنی
ہاشم کو دلجوئی اور مدارات اور رفع کدورت مین کوئی دقیقہ اُٹہا نہ رکہا اور بہت کچہ کامیاب بہی ہوئے اُن کے
عہد مین چند فتوحات بہی ہوئین ۔ یہ بنی امیہ کا سرتاج اور نیک نہاد عاشق الہی محب رسالت پہلی مقلد
خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۰۱ سنہ ہجری المقدس مین بعمر ۳۹ سال راہی فردوس بریں ہوا
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ حضرت عمر کے بعد یزید بن عبد الملک خلیفہ ہوا ۔ اسکے پہلے ہی یزید بن مہلب

اُرے۔ بادی النظر مین پچیس ۲۵ تیس ہزار فوج کے ساتھ تمام یورپ کی فتح کا یقین کلی رکھنا تعجب خیز ہے حالانکہ یورپ اسوقت بھی نہایت آباد اور لاکھون سورمے جان باز رکھتا تھا۔ اور آج کل کی نسبت اسوقت زیادہ بلا غرضانہ اتحاد تھا تمام یورپ ایک پوپ روم کے اشارے پر جانین دینے کو تیار رہتا زیادہ تر زور ایک ہی فرقہ رومن کیتھلک کا تھا۔ پروٹسنٹ وغیرہ کا کچھ زور نہ تھا۔ مگر موسیٰ وغیرہ مسلمان مجاہدین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقلید کی حبل المتین کو مضبوط طور پکڑے ہوئے تھے حمایت اسلام مین جان و مال کا قربان کرنا اُن کے نزدیک کوئی بات نہ تھی کفار کو پیٹھ دکھانا تا بعجلائے آیت کریمہ[1] وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ گناہ کبیرہ جانتے اور بہشت مول لیتے ایسی جان باز جماعت کے سینکڑون ہزارون پر اور ہزارون لاکھون پر بھاری تھے۔ موت جس سے اور لوگ ڈرتے ہین یہ اسکو فوز و فلاح کا دروازہ دخول جنت اور دار المحن سے دار السرور جانے کا رستہ جانتے بھلا ایسے پاک باز جوانمردونکو کون روک سکتا تھا۔ اور انکی اولو العزمی مین کیا سد راہ ہو سکتی تھی۔ ایک ہی وقت مین یورپ ایشیا۔ افریقہ کو اعلان جنگ دینا اور تمام دنیا کے بمقابلہ ہتھیار اُٹھانا نے عظیم الشان سلاطین کی ممکن ہے ممکن طاقت سے بہت ہی بالاتر ہے یہ سچے جوش کا نتیجہ تھا جو کلام اللہ کے مخلصانہ اعتقاد اور صادقانہ انقیاد کے سبب سے مسلمانون کے شامل حال اور ایسی کلام الٰہی کے راہ اشاعت کی موانع کے دور کرنے لئے تلوار اٹھاتے تھے اور محض منادی توحید کے لیے جان جوکون مین پڑتے تھے۔

موسیٰ بن نصیر اور طارق فتح کا نشان اُڑاتے ہسپانیہ کے شمالی حد تک پہونچ گئے کہ خلیفہ ولید نے کسی مصلحت سے واپسی کا حکم بھیجدیا اور موسیٰ ۹۵ھ ہجری کو افریقہ واپس چلا گیا۔ اور یورپ بچ گیا۔ یہ خیال درست نہین کہ ولید نے براہ حسد یا بدگمانی واپس کیا تھا اگر ایسا ہوتا تو موسیٰ افریقہ اور سپین کے علاقہ اپنے تین بیٹون مین تقسیم نہ کر سکتا چنانچہ موسیٰ نے سپین مین عبد العزیز کو اور مراکو مین عبد الملک اور بربری علاقہ قیروان مین عبد اللہ کو مقرر کیا اور وہ خود اور طارق دار الخلافہ دمشق کو چلے آئے جبکہ ولید ۹۶ھ ہجری مین بیمار یا فوت ہو چکا تھا۔

جبکہ موسیٰ نے سپین کو فتح کیا تو ایک جنگی بیڑا سارڈینا کو بھیجدیا تھا۔ عیسائیون نے سونے چاندی کے برتن نہر مین ڈالدیئے اور نقدی اور جواہرات بڑے گرجا کی چھت مین چھپا دیئے تھے مگر بقول الخصیب

---

[1] سورۂ انفال پ۹ ترجمہ جو مسلمان جنگ کیوقت مقابلہ کفار سے پیٹھ دکھائیگا سوا اس کے کہ دشمن کو جنگی دہوکہ دینے کی غرض سے ہو یا کوئی جنگی ترکیب کہلانا منظور ہو یا اسکی غرض کسی اسلامی جماعت مین شامل ہونے کی ہو ان دو صورتون کے سوا بھاگنے والا غضب الٰہی مین گرفتار ہوگا اور اسکی جگہ دوزخ ہوگی جو نہایت بری جگہ ہے

L3219

کی تعمیل اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقلید چھوڑنے کی سزا بھگتا لی اور بنی عباس نے سلطنت چھین لی۔
اس خاندان کا بانی بھی ایک آزاد غلام تھا جسکا نام عبدالرحمن المشہور ابومسلم صاحب الدعوۃ تھا پابندی
شریعت اور تقلید صحابہ کرام کا سچا جوش رکھتا تھا فسق و فجور کا دشمن اور اتقاء و ورع کا حامی تھا خراسان
مین بنی عباس کا ڈنکا بجادیا اور چند معرکون کے بعد سفاح اول خلیفہ بنی عباس ہوگیا اُس نے اپنے عہد مین
صرف بنی امیہ اور اُنکے رفقاء کا خاتمہ کیا ۱۳۶ سنہ ہجری مین مرگیا ہشام کی وفات ۱۲۵ سنہ ہجری سے لیکر سفاح کی
سن وفات ۱۳۶ سنہ ہجری تک مسلمان خانگی جھگڑون مین مبتلا رہے اور فوج کشی بند ہوگئی۔ تاتار۔ آرمینا۔
سندھ۔ کابل۔ باغی ہوگئے اس عرصہ اختلال مین تاتاریون اور رومیون نے لوٹ مار اور اسلامی حصار
کی فتح شروع کردی۔ سفاح کے بعد اُسکا بھائی منصور خلیفہ ہوا۔ بنی امیہ کا فیصلہ ہوچکا تھا اور تمام
مسلمانون کا ایک خلیفہ منصور بن چکا تھا تمام مسلمانون کا وہی جوش وہی اعتقاد موجود تھا صرف اسی
جوش سے کام لینے والے کی ضرورت تھی جو قومی نفاق باہمی جدال چند سال کے بعد منصور نکالا وسط ایشیا مین
ابومسلم صاحب الدعوۃ پھر ابوداؤد نے اور رومی ممالک مین منصور کے بھائی عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ
بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور منصور کے ہر دو عم بزرگوار صالح بن علی اور عیسیٰ بن علی نے شاہ قسطنطنیہ کی فوجون
کو شکست دی اور سندھ مین عمرو بن ابی حفص نے سکہ بٹھادیا یہ دُھن و خلل صرف سہ سال کا تھا اس سے فرق
بھی پڑا کہ بنی اُمیہ کی جگہہ بنی عباس اسلام کے سرپرست ہوئے مسلمانون کے حوصلے اور ہمتین بدستور وہی تھین
جس سے بنی عباس نے کام لیا اور ایسا لیا کہ اسلام کے اقبال کا آفتاب نصف النہار تک پہونچادیا جسطرح
کہ ابتدا مین بنی امیہ کے شاہی خاندان کے جملہ افراد غزا مین سب سے بڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اسیطرح منصور کے
عہد مین عباسی شہزادے فوجون کی کمان خود کرتے اور بڑے معرکے مارتے اور ہر ایک خاندان کی ترقی
اقبال کا بھی بڑا سبب ہوتا ہے منصور ۱۵۸ سنہ ہجری مین فوت ہوا اور محمد مہدی اُسکا بیٹا خلیفہ ہوا منصور
کی یادگار بغداد ہے جسکی تعمیر ۱۴۵ سنہ ہجری مین شروع ہوئی اور ۱۴۶ سنہ ہجری مین وہان منصور نے بیعت
بغداد کو لے گیا اور دارالخلافہ بنا لیا۔ مروان بن محمد اخیر خلیفہ بنی امیہ اور سفاح کے لڑائی کے دنون مین رومی
فتوحات کرچکے تھے اور کئی ہزار بے یار و مددگار مسلمان زن و بچہ کو قید اور قتل کا نشانہ بنا چکے تھے اُن کے
حوصلے بڑھ گئے تھے اسلیئے مہدی کو تمام زور رومیون کے مقابلہ مین ہی لگانا پڑا رومی سلطنت یورپ
مین نہایت طاقتور تھی رومی دارالسلطنۃ ناقابل فتح تھی مسلمان چند دفعہ ناکامی کے ساتھ حملہ کرچکے
تھے رستہ مین سمندر حائل تھا یہہ تمام باعث رومیون کی جراءت بڑھاتے تھے۔ مہدی نے بدستور
عہد سابق کے رومیون مین لگا تار رومیون کے مقابلہ پر فوجین بھیجنی شروع کین خود بھی غزا کرتا رہا اور اسکا

کی سخت بغاوت فرو کرنی پڑی اور یہی دیگر ممالک میں بھی حال رہا۔ یزید ۱۰۵ھ میں مر گیا۔ اور ہشام بن عبد الملک جانشین ہوا۔ اس کے وقت میں ان ممالک اور اقوام سے لڑائیاں ہوئیں جو باغی ہو گئی تھیں ترکستان۔ اور ارمینا۔ اور روم و ہسپین میں فتوحات ہوئیں اور ہشام کی لیاقت سے بنی امیہ کی حالت سنبل گئی ہشام ۱۲۵ھ میں فوت ہوا۔ اور فاسق فاجر ولید بن یزید بن عبد الملک ایک سال کی خلافت کے بعد ۱۲۶ ہجری میں بجرم مے نوشی قتل ہوا۔ اور بنی امیہ میں فساد پڑ گیا۔ پابندی شریعت کا خیال جاتا رہا۔ ذاتی حرص و لالچ بڑھ گیا قوم کی ترقی کی جگہ شہوت اور شکم پرستی کا زور ہو گیا۔ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ کی تعمیل چھوڑ دی اور اپنے آپس کی حبل المتین توڑ دی جو تلوار میں غیر اقوام کے دل بادل افواج کے دہ ہوئیں اور ٹرائی تھیں اب بعض ہی خلفا کی گردنیں اڑانے لگیں اور جس خاندان کا یہ دستور تھا کہ خلیفہ جسکے لئے جانشین کی وصیت کر جاتا گو وہ دستہ میں دور ہوتا لیکن کوئی چون و چرا نہ کر سکتا اب اس خاندان کا ہر ایک فرد تاجدار خود مختار ہونا چاہتا تھا۔ ولید کے قتل کے بعد یزید بن ولید بن عبد الملک ۵ ماہ کے بعد مر گیا اور اسکا بھائی ابراہیم ۷۰ یوم کے بعد خلع ہوا۔ اور ۱۲۷ھ ہجری میں مروان بن محمد بن مروان تخت خلافت پر متمکن ہوا اور بنی عباس سے لڑکر ۱۳۲ھ ہجری میں بعمر ۶۲ سال قتل ہوا۔ اور سلطنت بنی امیہ کا خاتمہ ہوا جسکی تفصیل کتب تاریخ میں موجود ہے۔

خاندان عباسیہ زمانہ عروج

اسلام کی کان حجاز و عراق تھی حسین واقعہ کربلا کی ظالمانہ اور حجاج بن یوسف کی بیجا نہ حرکات سے بنی امیہ کی ہر دل عزیزی دن بدن کم ہو رہی تھی۔ اور مادہ مخالفت اندر ہی اندر پک رہا تھا خلیفہ ولید بن عبد الملک کے زور اقبال۔ اور عمر و بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل و انصاف سے یہ آگ دبی رہی مگر بنی ہاشم برابر اپنا رسوخ بڑھاتے اور مذہبی اعتبار جماتے۔ اور موقعہ تاڑتے رہے ہشام کے اخیر عہد میں حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کوفیون کی شرکت سے علم مخالفت بلند کیا۔ اور شہید ہوئے۔ انکے فرزند ارجمند یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولید بن یزید بن عبد الملک کے عہد میں شہید کیے گئے اگرچہ یہ دونوں شہزادے کوفیون کی ترک رفاقت سے سلطنت بنی امیہ کو بظاہر کوئی نقصان نہ پہونچا سکے مگر اسی وقت سے بنی ہاشم اور انکے رفقا کا حوصلہ بڑھ گیا۔ قتیبہ بن مسلم اور محمد بن قاسم کا قتل اور یزید بن مہلب کی بغاوت افتراق سلطنت کے لیے کافی سامان تھے۔ لیکن قریشی خصوصاً خاندان نبوت کا مقابل ہو جانا بنی امیہ کے کھلے اور کمزور متفرق خاندان کے زوال کے لیے سخت خطرناک تھا۔ بنی امیہ نے احکام الٰہی

انتظام کو ہارون الرشید کے فوج نظام کے ساتھ کوئی نسبت نہ تھی آج کل ایک چھوٹی سی مہم کے لیے بھی مہینوں انتظام کرنا پڑتا ہے اور پھر بھی کمسریٹ وغیرہ کے مشکلات کا سامنا ہوتا ہے باوجود ریل جہازات وغیرہ کے آسانیوں کے بھی فراہمی فوج وغیرہ کے لیے وقت لگانے کے لیے بہانہ کیے جاتے ہیں۔ اگر مخالف موقعہ نہ دے اور جلدی میدان میں نکل آئے تو اُسپر دغابازی بے جا الزام لگایا جاتا ہے۔

یورپ کے مقابلہ میں ہارون الرشید کی یہ ایک روزہ تیاری عباسی جاہ و جلال اور شوکت اور نظم و نسق اور فوج کی کثرت پر کافی دلیل ہے۔ واقعی جو خدا تعالیٰ نے عروج اس خاندان کو دیا ہے آج تک دنیا میں کسی خاندان کو حاصل نہیں ہوا۔ ایرانیوں رومیوں۔ یونانیوں میں سے کسی کو بھی اسقدر سلطنت وسیع نہیں ہوئی جنکے مفصل حالات کتب تاریخ میں موجود ہیں یہاں انکی گنجائش نہیں ہے۔

ہارون الرشید نے رومیوں کے عظیم الشان شہر ہرقلہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی مگر نقفور مغرور کو ہاشمی شمشیر نے ایسا خوف زدہ و مجبور کردیا کہ اپنے آپ کو ہارون الرشید کے رحم پر چھوڑ دیا اور جسقدر واپس مانگتا تھا اُس سے زیادہ خراج دینا قبول کیا۔ اگرچہ زمانہ حال کی پالٹیکس کے مطابق نقفور عہد شکن بلکہ باغی تھا اور کسی رعایت کا مستحق نہ تھا۔ لیکن خدا پرست ہارون رشید نے اسلام کی عام فیاضی کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور نقفور کے درخواست صلح کو مان لیا مگر جونہی خلیفۃ المسلمین واپس ہوا۔ عہد نامہ کو بالائے طاق رکھا۔ اور کوئی شرط پوری نہ کی اُسکا خیال تھا۔ جاڑے کا موسم آگیا ہے۔ برف باری سے راستے مسدود اور ہاتھ پاؤں بند ہوگئے ہیں۔ ہارون الرشید موسم گرما سے پیشتر ادہر نہیں آسکتا اور تب تک میں پر پرزے نکال لونگا۔ مگر ہارون رشید جیسے اولوالعزم غیور امیر المومنین کو یہ موانع کب روک سکتے تھے فوراً لوٹ کر رومی ممالک پر بجلی کی طرح گرا۔ نقفور مقابل نہ ہوا اور جاڑے کی شدت کے باعث ہارون الرشید فیصلہ نہ کر سکا سنہ ۱۸۸ ہجری میں ہارون الرشید کے جنرل ابراہیم بن جبرئیل کا نقفور سے مقابلہ ہوا اور چالیس ہزار سات سو رومی قتل ہوا۔ اور تمام مسلمان سابقہ قیدی چھوڑائے گئے سنہ ۱۹۰ ہجری میں امیر المومنین ہارون الرشید نے روم پر مختلف دستوں سے حملہ کیا خود ایک لاکھ پینتیس ہزار فوج لیکر ہرقلہ فتح کیا۔ اور داؤد بن عیسیٰ عباسی نے ستر ہزار کی جمعیت سے روم میں ترکتاز کیا مجاہدی شراحیل بن معن بن زائدہ نے عظیم الشان قلعہ صقالبہ اور یزید بن مخلد نے صفصاف اور قونیہ کو بزور شمشیر فتح کیا۔ حمید نے قبرس کو فتح کیا۔ رومیوں نے گو یورپ کے عیسائی اقوام سے مدد لی اور لڑائی میں کوتاہی نہ کی لیکن ہاشمی شمشیر کے سامنے ایسی ہمت ہار دی کہ معزول بلکہ اپنی کے مقرر خراج سے کئی گنا دینے کے علاوہ اپنی ذات اور اہل و عیال کا جزیہ بھی ادا کرنا منظور کیا۔ چنانچہ نقفور کا جزیہ چار دینار

بیٹا ہارون الرشید ۱۷ سال کی عمر مین رومی ممالک مین فتوحات کثیرہ کا باعث ہوا۔ یہہ نوعمر شاہزادہ
جو دا رہی رشید سعید تہا ۱۶۵ھ ہجری مین ۱۹ سال کی عمر مین ۹۵۷۹۳ کی جمعیت سے روم پر چڑہا۔ اور
رومیون کو کئی شکستین دیکر آبنائے قسطنطنیہ تک جا پہونچا۔ اور چونکہ شاہ قسطنطنیہ خورد سال تہا اور
اسکی مان منتظم ملکہ سلطنت تہی فوج شکست پا چکی تہی۔ ایشیا کو چک کا رومی وبسرائے کئی لاکہہ کا نذرانہ دیکر
جان بچا چکا تہا قسطنطنیہ کو ہاشمی شمشیر سے کوئی بچانیوالا نہ تہا ملکہ نے ستر ہزار دینار سالانہ خراج پر صلح
کی درخواست کی چونکہ اسلامی قانون مین صلح کا رد کرنا گناہ ہے اور عورتون پر ہتہیار اُٹہانا نامردانگی سے
بعید ہے اسلیے ہارون رشید نے تین سال کی میعادی صلح کرکے بیشمار مال غنیمت لیکر واپس ہوا۔ ان
لڑائیون مین ۵۴ ہزار رومی قتل ہوئے مہدی کے عہد مین عبدالملک بن شہاب المسمعی کے ماتحت جنگی
جہازات ہندوستان بہیجے گئے جنہون نے باربد کی فتح سے اسلام کا رعب تازہ کردیا۔
مہدی ۱۶۹ھ ہجری مین فوت ہوا اور اُسکا بڑا بیٹا ہادی خلیفہ ہوا۔ اور ۱۷۰ھ ہجری مین اسکا انتقال
ہوا۔ اور ہارون الرشید بن مہدی خلیفہ ہوا جو ۱۹۳ھ ہجری تک ۲۳ سال خلافت کرتا رہا۔ یہ نیکبخت
اور قوم کا سچا خادم ایک سال مین حج کرتا تہا اور ایک سال رومیون سے جہاد کرتا تہا۔ اور رومی طاقت کو
توڑتا تہا ۱۸۱ھ ہجری سے ۱۸۵ھ ہجری تک خود ہارون رشید اور اسکے بہادر جنرل عبدالملک بن
صالح عباسی اور عبدالرحمن بن عبدالملک کہ اور قاسم بن ہارون الرشید نے کئی ایک عظیم الشان
فتح حاصل کین۔ ملکہ قسطنطنیہ خراج گذار تہا جب نقفور کو اختیارات حاصل ہوئے تو اُس نے ہارون الرشید
کو لکہا کہ جو ملکہ مجھسے پہلے تہی اُس نے تمکو سلطنت کی بساط مین رُخ بنادیا اور خود پیادہ بن گئی یعنی تمہارے
طاقت بڑہادی اور اپنی گہٹالی اور جو خراج کہ تمکو دینا چاہیے تہا وہ خود ادا کرتی رہی۔ لیکن یہہ زنانہ
کمزوری اور نادانی تہی۔ پہر اگر تم بہلا چاہتے ہو تو خط پڑہتے ہی جسقدر خراج کا روپیہ ملکہ مذکورہ سے
وصول کرچکے ہو فوراً میرے پاس بہیجدو۔ ورنہ تلوار سے فیصلہ کرونگا۔ نقفور کی یہ جرأت یورپ اور
پوپ روم کے حوصلہ پر تہی لیکن ہاشمی جوانمرد خلیفہ ہارون الرشید پر اُسکا کیا اثر پڑسکتا تہا۔ خط
پڑہتے ہی منہ لال ہوگیا جوش غصہ کو دیکہکر تمام مصاحب دہراہر سر کنگئے۔ اور کسی کو یارائے گفتگو نہ
ہوئی ہارون الرشید نے قلم دوات منگوا کر اسی خط کی پشت پر لکہہ دیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم من ہارون
امیر المؤمنین الی نقفور کلب الروم قد قرأت کتابک یا ابن الکافرۃ والجواب
ما تراہ دون ما تسمعہ" یعنے جواب وہ ہے کہ جو کچہ تمہارے کانون نے سنا نہین سنا وہ تمکو
مشاہدہ کرایا جائیگا۔ اور اسی دن کوچ کردیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آج کل کے سلاطین عالم کے فوجی

طاقت موجود تھی سو دو سو سال سے ترکستان عرب کے حملات کے صدمات اٹھا کر بھی وہی دم خم رکھتے تھی اسلیئے مامون
رشید نے بھی اپنے باپ کی طرح رومی طاقت کو متفرق کرنے مین توجہ کی - اسکا بہادر جنرل زیادۃ اللہ بن ابراہیم
بن اغلب تمیمی گورنر افریقہ نے بیڑا جہازات تیار کیا اور ٢١٣ سنہ ہجری مین سسلی پر بھیجدیا اور رومیون کو تری اور
خشکی مین شکست دیکر بعض امصار و جزائر پر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا جسکا حال فتح سسلی مین بیان ہو گا - سسلی
پر حملہ کرنے سے یورپ اور اٹلی والون کو مشرقی روم مین امداد دینے کی ہوش نر ہی اور مامون رشید کا بھی یہی مطلب تھا
٢١٥ سنہ ہجری مین مامون رشید نے روم پر حملہ کیا - اور طرسوس اور ملطیہ اور حصن قرہ اور حصن ماجدہ اور حصن
سندس فتح کر کے مامون رشید واپس ہوا اور ٢١٦ سنہ ہجری مین رومیون نے خلاف عہد نامہ سولہ سو مسلمان
کو قتل کیا اور اعلان جنگ دیدیا مامون رشید فوراً ایلغار کرتا ہوا ہرقلہ مین پہونچ گیا لیکن رومیون نے امان
طلب کی اور فیاض اور رحمدل مامون رشید نے دیدی خلیفہ کے بہائی معتصم باللہ نے تیس قلعہ فتح کیئے اور
اور بہادر جنرل یحیی بن اکثم نے بھی کئی شہر لیے - رومی شاہنشاہ سے کوئی بہادرانہ مدافعت نکی - مامون رشید
کیسوم کو چلا گیا - اور وہان سے دمشق اور دمشق سے مصر کو گیا - اور ان ممالک کا دورہ کرتا ہوا ٢١٨ سنہ ہجری کو
پھر رومیون کی سرکوبی کے لیے آموجود ہوا - قلعہ لولو پر تھوڑی فوج دیکھکر شاہ روم چڑہ آیا مگر جونہی مددی
فوج پہونچ گئی - ہٹ گیا اور مامون رشید کی مستعدی اور اولوالعزمی دیکھکر ڈر گیا - اور میعادی صلح کا پیغام
دیا ابھی فیصلہ نہین ہوا تھا - کہ مامون رشید ٢١٨ سنہ ہجری مین نہر بدندون کے قریب ملک روم مین فوت ہوا اور
طرطوس مین دفن کیا گیا - اور حسب وصیت مامون رشید اسکا بہائی معتصم باللہ خلیفہ ہوا -

معتصم باللہ کو خلیفہ ہوتے ہی ایک اندرونی فساد کا سامنا ہوا - ایران کے شمالی اضلاع - ہمدان
اصفہان وغیرہ ایران اکثر باشندگان دین خرمی مین داخل ہوئے اور فوج کثیر سے مقابلہ کی تیاریان
کرنے لگی معتصم باللہ کے بہادر جنرل اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے اُن مین سے ساٹھ ہزار کو سخت
جنگ کے بعد قتل کیا -

معتصم باللہ کو مقلدین مذہب خرمی کے فسادون مین دیکھکر ٢٢٣ھ مین شاہ روم نے ایک لاکھ سے زیادہ
فوج لیکر اسلامی ممالک پر حملہ کیا - مسلمان باشندگان زبطرہ - ملطیہ زن و بچہ تک قید کر لیا - مردون کے
آنکھین نکالدین اور ناک کان کاٹ دیے یہ حالت دیکھکر جزیرہ اور شام کے اہل اسلام کو جوش آگیا -
اور عام اور خاص نے ہتھیار اٹھا لیئے اور رومی شاہنشاہ ان مجاہدین کے پر زور جوشیلے حملہ کی تاب نہ لاسکا -
اور ہٹ گیا -

معتصم باللہ کے بہادرانہ کارنامون مین سے یہان صرف فتح اعموریہ کا حال لکھا جاتا ہے شیخ محی الدین

اور اُس کے ہر ایک بیٹے اور سپاہی ملکی اور فوجی کا جزیہ دو دو دینار ادا کرنا قبول کیا۔ امیر المومنین ہارون الرشید کو اگرچہ رومی سلطنت کی تباہی اپنی کامیابی کا کامل یقین تہا۔ لیکن اللہ تعالی کے پاک حکم "قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ" کی تعمیل فتح ممالک سے مقدم تہی اور ادائی جزیہ کی صورت مین تلوار نکالنی یا سلطنت پہیلانی احکام اسلام کے خلاف تہا اور پہر جزیہ بہی ایسا کہ شاہنشاہ تک بہی نہ بچا اور (وَهُمْ صَاغِرُونَ) کا منشا پوری طرز سے حاصل ہوا۔ باوجود اس فرق کے زیادہ تعرض اغراض جہاد کے منافی بلکہ (وَلَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ) کے وعید شدید کا باعث تہا۔ اسلیے رومیون نے اسلام کے عام فیاضانہ احکام سے فائدہ اُٹہایا۔ اور اپنی سلطنت کو بچا لیا۔ اور ہارون رشید سالمانہ غانماً واپس ہوا۔

۱۹۱ھ ہجری مین یزید بن مخلد شہید ہوا۔ اور چونکہ ذمیون اور مسلمانون کے لباس وغیرہ کی یکسانیت سے اہل اسلام کو اکثر نقصان پہنچتا رہا اور مخالف اس سے فائدہ اُٹہاتے رہے اس لیے ہارون رشید کو امتیاز اور شناخت کے لیے مسلمانون اور ذمیون کے لباس و سواری مین فرق کرنا پڑا۔ ۱۹۲ھ ہجری مین نواح آذربائیجان مین مقلدین مذہب خرمیہ نے خروج کیا اور عبداللہ بن مالک کے ہاتہہ سے تباہ ہوئے ۱۹۳ھ ہجری مین یہ جلیل القدر خلیفہ طوس مین راہی فردوس برین ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اس کے عہد مین علمی۔ ملکی۔ مذہبی۔ ترقی کمال تک پہونچ گئی تہی جسکی تفصیل کا یہ موقعہ نہین مفصل کتب تاریخ مین دیکہنے چاہیے خلفائی اسلام سے ہارون الرشید کا عہد زیادہ شاندار رہے۔

مامون رشید

خلیفہ ہارون رشید کی وفات کے بعد اسکا بیٹا امین خلیفہ ہوا۔ اور ۱۹۸ھ ہجری مین قتل ہوا اور مامون رشید جانشین ہوا۔ اس کے عہد مین مسلمانون کی عام توجہ علم کی طرف مبذول ہوئی۔ خود عالم فاضل تہا خلق قرآن کا معتقد تہا۔ اور اکثر علمائے اسلام کو اس وجہ سے تنگ کیا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے برابر انکار رکہا۔ یونانی وغیرہ قدیم علوم کا عربی مین ترجمہ کیا گیا۔ غیر مذاہب کے فضلاء کی کمال قدردانی کی گئی ایشیا اور افریقہ کے ممالک محروسہ مین بنی عباس کا خوب سکہ بیٹہا ہوا تہا۔ قتیبہ بن مسلم اور محمد بن قاسم کے مفتوحہ حدود سے آگے عباسی جنرل ایک قدم نہین بڑہ سکے تہے صرف چین اور ہندوستان اسلامی جولان سے آزاد تہا مگر ان دونون ممالک کی طرف سے کسی حملہ کا اندیشہ نہ تہا۔ صرف ایک رومی سلطنت تہی جسمین ہر ایک قسم کا

وماده پرستی کی رذائل سے بنی آدم کو بچانا اپنا فرض جانتے تھے اور اس فرض کو نہایت صداقت سے اور زور شور کی طرح نباہتے۔ کوئی حکمت یا پالیسی نہ برتتے۔ صاف کہدیتے کہ ان ردی عادات کو انسانی کمال مین سخت مانع ہین چھوڑ دو اگر فوراً نہین چھوڑتے اور اسلام نہین لاتے تو ہماری عادت دیکھو۔ قول و عمل عقیدہ و مذہب کے جانچنے اور پرکھنے کیلیے مہلت لے لو۔ اور دیگر مخدوش فوجی طاقتون سے علیحدہ ہو تمہاری حفاظت اور خبر گیری کے ہم ذمہ وار ہین اور اس سخت خدمت کے عوض مین بطور نشان اطاعت جزیہ دو اگر دونو باتین منظور نہین یعنے نہ سچائی کو قبول کرتے ہو۔ اور نہ سچائی کی تلاش کرتے ہو تو بس فیصلہ شدہ امر ہے کہ تم خود اور آیندہ نسلون کو بہی گمراہ اور تباہ کرنا چاہتے ہو جس عام ضلالت کو ہم کبہی گوارہ نہین کرتے اور اسکا فیصلہ تلوار سے کرتے ہین اور ان تینون امور کے برابر اور کوئی چوتہا امر نہین مخالفون نے عموماً تلوار کو پسند کیا جسمین یہی خدا پرست پورے نکلے۔ اور ایسے نکلے کہ چند ہزار کی قلیل جمعیت لیکر بر اعظمون مین جا گہسے اور کبہی یہ خیال بہی نہ آیا کہ ہم اپنے وطن و قوم سے ہزارون میل دور پڑے ہین امداد کا رستہ مسدود ہے دشمن کے گہر مین لاکہون کا مقابلہ ہے۔

انہین مجاہدین نے چند سال مین کوہ پیرینے سے دیوار چین تک اسلامی فتوحات کا نشان گاڑ دیا اور توحید باری تعالی کا بخوبی اعلان کر دیا۔

بنی عباس نے بہی اپنی سلطنت کی بنیاد مذہبی تحریک پر رکہی۔ اور کامیابی حاصل کی مگر انکے عہد مین بنی امیہ کی طرح نہ تو بالعموم آثار خیر القرون پائے جاتے تہے اور نہ عرب کی ابتدائی سادگی رہی تہی عجمی تکلفات کا رواج عالمگیر ہو گیا تہا۔ اسلیے ایشیا اور افریقہ مین تو اموی فتوحات سے ذرہ آگے قدم نہ بڑہا۔ مشرقی یورپ مین بہی سوا تاخت و تاراج کوئی مفید یہ فائدہ نہ نکلا۔ ہان سسلی کی فتوحات سے رومی سلطنت کا زور گہٹا یا گیا جسکا ذکر ذیل مین کیا جاتا ہے۔ اسمین شک نہین کہ عہد عباسیہ مین ملکی نظم و نسق اور ترقی علوم و فنون مین کمال حد جنکی ترقی ہو گئی تہی اور جاہ و جلال و شوکت و اقبال انتہا تک پہنچ گئی۔

فتح سسلی و واقعہ بحیرہ روم

ہارون رشید نے سنہ ۱۸۴ ہجری مین ابراہیم بن اغلب التمیمی کو گورنر افریقہ مقرر کیا جسکی اولاد خاندان عبیدیہ کے ظہور تک خلفاء عباسیہ کی طرف سے سنہ ۲۹۶ ہجری تک مصر مین حکومت کرتی رہی اور وفاداری خدمات بجا لاتے رہے ابراہیم کا بیٹا زیادۃ اللہ بہادرانہ عزم اور مدبر خلیفہ مامون رشید کی عنایت کا فخر رکہتا تہا سنہ ۲۱۲ ہجری جنگی بیڑا جہازات تیار کیا۔ اور جزیرہ سارڈینا واقع یورپ کو فتح کر لیا اور

ابن العربی اپنی کتاب مسامرہ مین تحریر فرماتے ہین کہ ایک شخص نے معتصم باللہ عباسی کی خدمتین بیان کیا کہ مین عموریہ مین تہا مینے دیکہا کہ ایک نہایت خوب صورت لونڈی کو ایک لنگڑا منہ پر دہپڑ مارتا ہے اور وہ روتی چلاتی کہتی تہی "وا معتصما" مشریر لنگڑا کہتا تہا دیکہو وہ ابلق گہوڑے پر سوار معتصم تمہاری مدد کو آرہا ہے اور پہر مارنے لگتا تہا۔ لونڈی مسلمان تہی۔ اور اپنے پاک مذہب سے انکار نہین کرتی تہی۔ اور رد و کوب کی مصیبت اُٹہاتی تہی۔ یہہ دردناک واقعہ سنکر معتصم باللہ نے حمیت اسلامی اور غیرت سلطانی سے عموریہ کی طرف منہ پہیر کر کہا "لبیک لبیک ایتہا الجاریۃ لبیک ھذا المعتصم باللہ اجابک" یہ کہکر بارہ ہزار ابلق گہوڑون کا دستہ ساتہ لیکر چلا اور ایلغار کرتا ہوا عموریہ پہونچا۔ اور طویل محاصرہ کے بعد شہر بزور شمشیر فتح کیا۔ اور شہر مین داخل ہوتے ہی سیدہا اس مکان کو گیا جہان وہ لونڈی قید تہی اور اسکو قید سے نکال کر کہا یاجاریہ ھل اجابک المعتصم وہ شریر لنگڑا غلام اور اسکا آقا عیسائی اور اسکا تمام مال و اسباب اس قیدی عورت کو دیا گیا اور ایک مسلمان عورت کے انتقام مین ہزارہا عیسائی قید کیے گئے۔ اس واقعہ سے ترقی اقبال اور جاہ و جلال کا راز کہل جاتا ہے کہ قومی ہمدردی اور اخوت کا سچا جوش اُس وقت کے مسلمانون مین موجود تہا۔ ایک غریب سے غریب مسلمان کی مصیبت و تکلیف کا حال سنکر اور اسلامی بہادرون کے دلون پر اسقدر ہولناک اثر ہوتا تہا جسقدر کہ خاص اپنی ذات کے صدمہ سے غم و اندوہ ہوتا تہا۔ اور جو پرجوش صفات آج ہم اقوام یورپ مین دیکہتے ہین اور جنکے اثر سے یورپ کا ہر ایک فرد دنیا کے مختلف حصص مین اسیطرح بے خوف و خطر اکڑتا چلتا ہے جیساکہ خاص اپنی ولایت و مسکن مین اور کوئی اسکو نظر اُٹہاکر نہین دیکہتا یہی حال کبہی مسلمانون کا تہا معتصم باللہ کا کارنامہ چین کے واقعہ سنہ ۱۹۰۰ء کے بالکل مشابہ ہے۔ جب یورپ نے چند عیسائی منادون کے انتقام کے لیے چین کی سب آباد اور وسیع سلطنت کو نیچا دکہلادیا۔ اسی غیرت اور عصبیت کے نہونے سے آج ہر گوشہ مین مسلمان مخالفون کا شکار ہو رہے ہین۔ اور غیرت و عصبیت کا عدم و وجود پابندی شریعت پر موقوف ہے جو آجکل مفقود ہے عباسی عہد مین جسقدر شان و شوکت اور کثرت دولت تہی وہ کبہی کسی قوم کو حاصل نہین ہوئی اور واقعی ہارون الرشید۔ مامون رشید معتصم باللہ کا عہد اسلام مین بے نظیر تہا۔ لیکن زوال کے اسباب اس سے پہلے ہی ظہور مین آنے لگے تہے۔ بنی ہاشم اور بنی امیہ کی مخالفت بہی ایک ہی تہا لیکن بنی اُمیہ کے زمانہ مین خیر القرون کا اثر موجود تہا۔ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین (یُسَارِعُونَ فِی الْخَیْرَاتِ) کے زندہ نمونہ موجود تہے اسلیے ہاشمی اور اموی مخالفت کا اثر قوم و ملت پر نہ پڑا۔ اور بیسون ایسے جان فروش اولو العزم خادم اسلام موجود تہے جو فسق و فجور۔ عصیان۔ و شرور سے پاک

ہتھیار ڈال بیٹھے ۔ جو کئی ماہ تک قتل و غارت ۔ حرق و غرق ۔ و قحط و وبا کے مصائب شدیدہ اٹھا کر بھی ان رومیون کے مقابلہ پر بہادرانہ استقلال سے ڈٹے رہے تھے ۔ گورنر بلرم ریلر بو نے خود غرض اشخاص کی طرح اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سلامتی کی شرط پر شہر حوالہ غازیان اسلام کر دیا اور مشہور عیسائی ہمدردی کو خیرباد کہہ کر عیسائی بہائیون کو مسلمانون کے سپرد کر دیا اور خود جان بچا کر اٹلی کو چلا گیا۔ مسلمان ماہ رجب ۲۱۶ سنہ ہجری کو شہر مین داخل ہوئے اور صرف تین ہزار عیسائی موجود پائے حالانکہ محاصرہ کیوقت ستر ہزار رومی شہر مین موجود تھے گویا ۶۷۰۰۰ ہزار رومی بہادران اسلام کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے جس سے محاصری کی لیاقت حملہ آوری قلعہ شکنی۔ فنون جنگی بخوبی ثابت ہوتی ہے ۔ کیونکہ عام طور سے زیادہ نقصان حملہ آورون کا ہی ہوا کرتا ہے محصورین محفوظ مقامات کے سبب اپنا بچاؤ اچھی طرح سے کر سکتے ہین اور یہان مقابل پر بھی وہ قوم تھی کہ جسکی قابلیت کے راگ یورپ مین ابتک گا رہے ہین ۔ یہہ واقعہ عہد مامون رشید کا ہے اور ۲۱۸ سنہ ہجری مین معتصم خلیفہ ہوا ۔ شہر بلرم مین مسلمان ۲۱۹ سنہ تک پڑے رہے اور پھر شہر قصریانہ پر چڑہائی کی رومیون نے کسی میدان مین نکل کر سخت مقابلہ کیا اور شکست پائی ۔ اور محصور ہو بیٹھے مسلمان ربیع کو چلے گئے ۔ اور وہان سے رومیون کو بہگا دیا اور ۲۲۰ سنہ ہجری مین پھر قصریانہ پڑے ۔ اٹلی والے جانتے تھے کہ سسلی کے بعد اٹلی کا نمبر ہے اسی لیے سسلی کے بچانے کے لیے یورپ نے کوئی کوشش اٹھا نہ رکھی ۔ مگر اسوقت مسلمانون نے یورپ کا سر طرف سے دم ناک مین کیا ہوا تھا ہسپانیہ مین عبدالرحمن اوسط فتح کے نشان اڑا رہا تھا ۔ اور ایشیاء کوچک اور اناطولیہ قسطنطنیہ کے نواح مین پہلے جوالمرد مامون رشید اور پھر غیور شہنشاہ معتصم باللہ اور انکے بہادر جنرل رومیون کو شکست پر شکست دے رہے تھے اور گرمیون کے لگاتار حملون نے شرقی یورپ کے عیسائیون کو جو اس باختہ کر رہے تھے پوپ روم اور عیسائیون کی مذہبی کان اٹلی کی افریقہ کے مجاہدین خبر لے رہے تھے ۔ مسلمانون کا یہ زمان اقبال بالکل آج کل کی ترقی یورپ کے مشابہ ہے فرق اتنا ہے کہ اہل یورپ دوستی کے لباس مین غیر اقوام کا استیصال کرتے ہین اور مسلمان ڈنکے کی چوٹ اسلامی مطالب کو پیش کرتے تھے ۔ قصریانہ پر خونریز معرکہ ہوئے ۔ اور رومیون نے خوب داد مردانگی دی لیکن شائقین شہادت سے عہدہ برآ نہ ہو سکے اور بہاگ نکلے ۔ والی قصریانہ کی بیوی اور بیٹا قید ہو گئے تمام رومی کیمپ لٹ گیا ۔ اور شکست یافتہ رومی قلعہ بند ہو گئے اور مسلمان بلرم کو چلے گئے اور طبر مین فتح کیا ۔ اسکے بعد بعض مسلمان سپاہی بگڑ گئے اور اپنے امیر محمد بن سالم کو قتل کر دیا ۔ زیادۃ اللہ والی افریقہ نے فضل بن یعقوب کو امیر سسلی مقرر کر کے بہیجدیا ۔ بہادر فضل نے آتے ہی نواح سرقوسہ کو تاخت

سنہ ۲۱۰ ہجری مین سسلی پر حملہ آور ہوا۔ رومی بیڑہ کو شکست دیکر چند مفید اور مضبوط بندرگاہون کو لے لیا سنہ ۲۱۲
ہجری مین پہر سسلی پر چڑہا اور بہت سا علاقہ تسخیر کر لیا۔ اُسوقت عیسائیون کی وہی حالت تہی جو آج کل
مسلمانون کی ہے۔ مسلمانون کی بہادری و اقبال سے خود بخود فتح کے اسباب پیدا ہو جاتے تہے اُسوقت
سسلی کے شاہی خاندان مین نفاق پڑا۔ اور بعض نے زیادۃ اللہ سے مدد کی درخواست کی اور بصورت
فتح علاقہ مفتوحہ دینے کا وعدہ کیا لڑائی سخت ہوئی۔ زیادۃ اللہ نے فتح پائی بے شمار رومی قتل اور قید ہوئے
مال کثیر غنیمت مین ملا۔ کئی ایک قلعون مضبوط پر اہل اسلام کا تصرف ہو گیا۔ اور شہر قصرانہ کو گہیر لیا
سنہ ۲۱۳ ہجری مین شاہ قسطنطنیہ نے فوج کثیر سسلی کے عیسائیون کی مدد کو بہیجی مسلمانون مین وبا پہیل
گئی۔ محاصرہ چہوڑ کر جہازات پر سوار ہونے لگے مگر عیسائیون نے روک لیا۔ اہل اسلام نے جہاز جلا دیے
اور لوٹ کر شہر میناکو تین دن کے محاصرہ کے فتح کر لیا۔ اور شہر جرجنت پر بہی قبضہ ہو گیا۔
اور پہر قصریانہ پر جا پڑے اور ایک دو جگہہ قسطنطنیہ کی فوج سے شکست کہائی اور نرغہ مین آگئے۔ قحط
پڑ گیا۔ رسد وغیرہ نہ رہی چارپائے اور کتے بلی تک کہانے لگے اور نہایت تکلیف اُٹہاتے رہے لیکن اس قلیل
اور جفاکش جماعت نے مقابلہ مین کوتاہی نہ کی اور رومیون نے گو دانت پیس پیس کر حملے کیے لیکن
ان بہادرون نے زخمی شیر کی طرح دشمن کو اپنے مورچون کے اندر آنے نہ دیا یہان تک کہ سنہ ۲۱۴
ہجری کے آغاز مین محصورین کی ہلاکت و تباہی مین کچہ کسر باقی نہ رہی تہی کہ ہسپانیہ کا اسلامی بیڑہ
جہازات آپہونچا اُسوقت سپین کا تاجدار عبدالرحمن اوسط تہا۔ جو اخوت اور جوش اسلامی مین
صحابہ کرام کا نمونہ تہا عبدالرحمن اوسط نے محض اسلامی ہمدردی سے محصورین کی مدد کو بیڑا [illegible] بہیجا
ورنہ اُس کی اور کوئی غرض نہ تہی اس مدد کے علاوہ خود افریقہ سے بہی کمکی فوج آپہونچی اسوقت تین
سو ۳۰۰ اسلامی جہازات سسلی کے قرب و جوار مین نشان محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اُڑا رہے تہی جسطرح
کہ اُسوقت مسلمان بڑی فوج اور بحری اور کثیر رکہتے تہے اسیطرح انکی جہازی طاقت بہی یورپ سے بڑہی
ہوئی تہی اور بحیرہ روم کے ممالک صرف مسلمان ہی تہے کسی یورپین نے سر اٹہایا نہین کہ مسلمانون نے
جہازرانی نے کمال سے اسکو دبایا نہین افسوس آج مسلمان اس طاقت مین صرف صفر کے برابر
ہین جس سے ملکی اور قومی طاقت کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔ اس امدادی فوج کے سسلی مین اترتے
ہی رومیون نے محاصرہ اٹہا لیا۔ اور محفوظ مقامات کا رستہ لیا۔ مسلمانون نے شہر بلرم۔
(پلرمو) کو گہیر لیا۔ رومیون نے بہت کچہ مقابلہ کیا۔ لیکن آخر مسلمانون کے حملون کے صدمات اور
محاصرہ کی تکالیف اور تشددات کو برداشت نہ کر سکے اور ہمت ہار کر اُن لوگون کے سامنے

قصریانہ کے فتح کا رستہ بتاتا ہون۔ عباس نے منظور کیا۔ رومی عیسائی نے کہا کہ قصریانہ والے خیال
کرتے ہین کہ موسم جاڑے اور کثرت برف کے سبب تم قصریانہ پر حملہ نہین کر سکتے اور نہ وہان ٹہیر سکتے ہو
اسلیے وہ حراست و حفاظت کی طرف سے بے فکر ہین میرے ساتہہ کچہ فوج بہیجدو شہر مین داخل کرا دونگا
عباس نے ایک ہزار چیدہ مشہور بہادر منتخب کیے اور اس سخت مہم کا افسر اپنا چچا رباح مقرر کیا۔ رات
کو پوشیدہ چلے۔ اور رومی مذکور مقید رباح آگے آگے تہا ایک غیر محفوظ اور مناسب جگہہ سیڑہیان لگا کر
چڑہ گئے اور پہنچتے ہی فصیل قلعہ تک پہونچ گئے محافظ سوئے پڑے تہے ایک بار رہ کے رستہ پہ ہزار
جوان اندر چلے گئے مسلمانون نے اندر جاتے ہی دروازہ کے محافظین کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اور دروازہ کہول
دیے عباس معہ باقی فوج باہر تیار کہڑا تہا فوراً داخل ہوکر شہر پر قابض ہو گیا۔ اور اسیوقت مسجد کی تعمیر
شروع کر دی جمعرات کو داخل ہوا اور جمعہ کی نماز اسی مسجد مین ادا کی گئی خلیفہ بغداد کا خطبہ پڑہا گیا۔
قصریانہ جیسے مضبوط اور ناممکن الفتح شہر کا اس قسم کی بہادری اور جان بازی سے فتح کرنا صرف غازیان
اسلام کا ہی حصہ ہے۔ اور سب سے پہلے مسجد کا بنانا انکی خدا پرستی کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ اس فتح سے رومی طاقت
سسلی مین بہت کمزور ہو گئی۔ قصریانہ دارالسلطنۃ سسلی کی فتح کی خبر سنکر شاہ قسطنطنیہ نے تین سو جہاز
کا بیڑہ ایک بہادر جنرل کے ماتحت سسلی کو روانہ کیا۔ چونکہ عباس خشکی پر بہادران اسلام کے ہمراہ کو
جا رہا تہا اسلیے سمندر مین کوئی مزاحمت نہ کی۔ یہ فوج بخیریت سرقوسہ مین اتر گئی۔ اب عباس سے مقابلہ
ہوا جنگ ہوا۔ رومی بہاگ کر جہازون پر سوار ہو گئے اور ایک سو جہاز قوم فاتح کے نذر کر گئے۔ اس
لڑائی مین مسلمانون کی تلوارون کا مشہور رعب کام کر گیا۔ اور رومیون پر کچہ ایسی دہشت چہا گئی کہ اتنی
بڑی لڑائی مین مسلمان صرف تین شہید ہوے اور عیسائی بہ تعداد کثیر مارے گئے ۲۴۶ھ ہجری مین سسلی کے
اکثر قلعے جو ماتحت باجگذار رومی رؤسا کے تصرف مین تہے۔ باغی ہو گئے اور رومیون نے جمعیت کثیر سے
مقابلہ کیا۔ عباس نے باغیون کو شکست دی اور باغی قلعون کے سر کرنے کو جا رہا تہا۔ کہ یورپ سے بیشمار فوج کے
آنیکا پرچہ لگا فوراً اودہر کوچ کر گیا۔ دونون فوجون مین کئی سخت معرکے ہوے لیکن آخر شائقین شہادت
مسلمان بازی لے گئے اور رومی بہاگ نکلے۔ عباس یہ عظیم الشان فتح پاکر قصریانہ کو واپس ہوا اور
شہر پناہ و بارہ کو مضبوط کیا۔ اور ۲۴۷ھ ہجری مین سرقوسہ پر کامیابی سے دہاوا کیا اور اسی سال مین فوت
ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عباس مرحوم گیارہ سال والی سسلی رہا۔ اس عرصہ مین ہر سال جاڑے سے
مدگرمی مین جہاد کرتا رہا۔ اور علاقہ قلوریہ اور انکزدہ مین مسلمانون کو آباد کیا عباس کی جگہہ مسلمانان
سسلی سے اس کے بیٹے عبداللہ کو امیر بنا لیا جسنے اپنے باپ کی طرح لگاتار حملات سے کئی قلعے فتح کیے۔ پانچ

کیا اور پھر ایک عظیم الشان معرکہ میں خود شاہ سسلی کو شکست دی۔ شاہ مذکور ایک غازی کے نیزہ سے زخمی ہوکر گھوڑے سے گرا۔ لیکن ہمراہی اٹھا کر لے گئے۔ جملہ مال متاع گھوڑا ٹٹو وغیرہ مسلمانوں نے چھین لیے اس سال کے ماہ رمضان میں افریقہ سے تازہ امداد لیکر ابو الاغلب پہونچگیا۔ رومیوں سے بحری لڑائی ہوئی فتح پاکر رومی جہازات وغیرہ جملہ اسباب لوٹ لیا اور اسلامی جہازات نے قوصرہ تباہ کر دیا آتش فشان کوہ اتنا کے اردگرد کے قلعوں کی فوجی طاقت کو پامال کر دیا پھر ۲۲۱ھ ہجری میں ہر طرف حملہ ہوا اور بے شمار رومی قید ہوئے قسطلیانہ کی لڑائی میں رومی فتحیاب ہوئے اسی سال سسلی کے آس پاس کے جزائر واقعہ بحیرہ روم پر پیشقدمی ہوتی رہی اور رومی طاقت توڑ دی گئی اور بڑے بڑے مضبوط جنگی مقامات تباہ کیے گئے۔ ان اثنا میں سلطانوں نے اسوقت پھر قصریانہ پر حملہ کیا اور شکست کھائی مگر جلد ہی انتقام لیا گیا خشکی کی فتح کے علاوہ بحری جنگ میں بھی رومیوں کے نو بیڑے جنگی جہاز معہ فوج اسلامی بیڑے نے پکڑ لیے اور کئی ایک غرق کر دیے ۲۲۳ھ ہجری میں رومیوں کا عظیم الشان جنگی بیڑہ یورپ سے تازہ امداد لیکر آ پہونچا۔ فریقین قومی جوش سے لڑتے اور شجاعت ادا کرتے رہے۔ لیکن فیصلہ نہ ہوا۔ کہ اتنے میں زیادۃ اللہ امیر افریقہ راہی فردوس بریں ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ جوانمرد اور مدبر بہادر ان عہد عباسیہ کا سرتاج تھا۔ اور مامون رشید۔ اور معتصم باللہ کا مختار اور معتمد گورنر تھا المعتصم بھی ۲۲۷ھ ہجری میں مر گیا۔ ان کی وفات سے مجاہدین سسلی کے کچھ حوصلے پست ہوگئے۔ زیادۃ اللہ کے جانشین محمد بن اغلب نے ۲۳۶ھ ہجری میں عباس بن فضل بن یعقوب کو اہل سسلی کی کثرت رائے کے مطابق امیر سسلی تسلیم کیا۔ جس نے متواتر حملات سے رومیوں کو تنگ کر دیا۔ اور قصریانہ پر حملہ آور ہوا جو نہایت مضبوط قلعہ تھا اور سسلی کا دارالسلطنت تھا۔ رومی مقابل نہ ہوئے مگر بہادر عباس نے شہر قطانیہ۔ سرقوسہ۔ نوطس۔ رغوس۔ کو تہ و بالا کیا۔

فتح قصریانہ

عباس نے ۲۴۴ھ ہجری میں شہر قصریانہ اور سرقوسہ پر چڑھائی کی اور ساتھ ہی سمندر میں رومی چالیس جہازوں سے مقابلہ کیا سخت جنگ کے بعد فتح پائی مخالف کے دس جہاز گرفتار ہوئے۔ اب عباس دل جمعی سے قصریانہ کو بڑھا نواح قصریانہ میں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہی مگر برف باری اور سردی کی شدت سے عباس کو لوٹنا پڑا۔ ایک رومی جنگی مجرم کے قتل کا حکم دیا گیا۔ رومی مذکور نے قومی اعتماد کی ہمدردی کو بالائے طاق رکھکر جان بچانے کے لیے عباس سے کہا کہ اگر میری جان بخش کیجائے تو میں

ساتھہ رومی ممالک پر غیر مفیدہ ہوا کیا۔ اور عمر بن عبد اللہ الاقطع خود شاہ روم سے جا بھڑا مگر دربار بغداد کی بے انتظامی سے سوائے شہادت عمر بن عبد اللہ اور مجاہرین کثیر کے کچہ فائدہ نہ نکلا اس واقعہ کے انتقام لینے مین بہادر علی بن یحیی گورنر آرمینا شہید ہو گیا۔ اور رومیون کا زور بڑہ گیا۔ مسلمان بتعداد کثیر قتل اور قید ہونے لگے۔ اس سے چہہ سال پہلے ۲۳۹ ہجری مین رومی بیڑہ نے دمیاط مین سخت کشت و خون کا بازار گرم کیا۔ یہہ دیکھہ کر تکلیف اور آرایش پسند جنرل عنبسہ بن اسحاق الضبی دمیاط کی افواج کو مصر مین بلا کر عید کے رونق جلوس بڑہا رہا تہا۔ اور سادگی اسلام کو چھوڑ کر غیر اقوام کی مضر اخلاق رسوم کو عمل مین لا رہا تہا ایسے وقت مین خلیفہ بغداد کی طرف سے تو سلسلی والون کو کوئی امداد نہ پہونچ سکتی تہی بلکہ عراق مین تو اتحاد قومی کا شیرازہ کہلا ہوا تہا۔ غیر قومون سے مقابلہ کا جوش نہ رہا تہا۔ صرف خلفاء بغداد کے نائب (دیسرای) بنی تمیم حکام افریقہ کا ذاتی انتظام اور جوش بحیرہ روم مین کام کر رہا تہا ۲۷۰ ہجری مین رومیون کے علاقہ کو تاراج کیا۔ کہ اتنے مین قسطنطنیہ سے ایک بہادر جنرل فوج کثیر لیکر آ پہونچا اور ایک دو جگہہ کو لے لیا ۲۸۰ ہجری مین ابو العباس احمد بن اغلب نے دبلرم کو خشکی اور تری کی طرف سے محاصرہ کیا اور سخت لڑائی کے بعد فتح کیا اسیطرح ۲۸۸ھ مین اسلامی بیڑہ نے قطانیہ کو گہیرا مگر فتح نہ کر سکا۔ اور سینا کو جلا گیا اور رومی فوج کو شہر ریو کے دروازہ پر سخت شکست دی بے شمار اسلحہ ملا واپس ہونے کے وقت قسطنطنیہ کے جہاز وان سے مٹ بہیر ہو گئی جسمین بعد شکست تیرہ جہاز گرفتار کر لیے مگر رومی اسوقت ہر طرف زور دکہا رہے تہے۔ ایشیا مین اسلامی فوجین کئی بار زک اٹہا چکی تہین خلافت بغداد کا اثر بہت کم ہو چکا تہا افریقہ مین ایک صدی سے اسمعیل بن جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد زمین کے طور پر خفیہ خفیہ نہایت مضبوط اپنی پولیٹیکل طاقت کا استحکام کر رہی تھی اُنکے دعاۃ اور مذہبی تقدس کے لباس مین ایک انقلاب کی ضرورت کو عوام کے دماغون مین بہر رہی تہی جب ہر طرح سے بخت ور ہو چکی تو علانیہ مخالفت کا اعلان کیا گیا۔ اور ۲۹۶ ہجری مین عبد اللہ مہدی اول خلیفہ عبیدیہ نے افریقہ کو خلیفہ بغداد سے آزاد کرا لیا۔ اور عبید اللہ جو مہدی کہلاتا تہا محمد بن اسمعیل کی پانچوین پشت مین ملتا تہا۔ یا بقول بعض یہودی باشندہ خورستان تہا۔ بہر حال کچہ ہو۔ بہادر۔ مدبر۔ الو العزم جسنے اُن تمام مفید اصول سے کام لیا۔ جو قوم مین جوش پیدا کر سکتے ہین۔ اور جان باز سر فروش بنا سکتے ہین۔ اسوقت کے خلفاء عباسی آج کل کے گدی نشین پیرزادون سے زیادہ وقعت نہ رکہتے تہے۔ ڈیڑہ سو سال تک قوم انتظار کرتی رہی کہ تقدس مآب عباسیون مین سے کوئی قومی ناخدا پیدا نہ ہوا۔ اور اس انتظار مین صدمات شدیدہ اٹہاتے رہے مگر بغدادیون کی حالت دن بدن بگڑتی گئی اس لیے اللہ تعو

ماہ بعد افریقہ سے خفاجہ بن سفیان امیر سسلی مقرر ہو کر آیا جس نے ۲۵۵ہجری تک اپنے عہد حکومت مین کئی ایک فتح حاصل کین۔ اُس کی وفات کے بعد اُسکا بیٹا محمد گورنر سسلی مقرر ہوا۔ جس نے رومیون کے زبردست جہازی بیڑے سے مالٹا کو بچا لیا اور رومیون کو بہگا دیا۔

سرقوسہ

سرقوسہ سسلی کا عظیم الشان شہر تھا ۲۶۴ہجری جعفر بن محمد نے اُسکا محاصرہ کیا خشکی اور تری دو نو طرف سے حملہ کیا گیا۔ رومیون نے بہادرانہ مقابلہ کیا۔ مسلمانون نے یہانتک استقلال دکہایا کہ سرقوسہ کے نواح مین زراعت اور کھیتی باڑی شروع کر دی اور دوامی اقامت کے آثار دکہلائے۔ آخر نو ماہ کے طویل محاصرہ کے بعد بزور شمشیر شہر فتح کیا گیا۔ اور بے شمار مال غنیمت لیا گیا۔ اور قلعہ ملکی مصلحت سے گرا یا گیا۔ دو ماہ کے بعد قسطنطنیہ کے جہازات آپہونچے۔ بحری لڑائی مین بھی مسلمان کامیاب ہوئے چار جہاز گرفتار کر لیے۔ ۲۶۶ہجری پہر عیسائی اور اسلامی جہازون کا سخت جنگ ہوا۔ مسلمانون نے فتح پائی۔ ۲۶۸ہجری مین چہوٹے سے اسلامی دستہ کا رومیون کی فوج کثیر سے مقابلہ ہوا۔ اور کے سب کھیت رہے صرف سات بچے اور محمد۔ گورنر سسلی معزول اور محمد بن فضل مقرر ہوا۔ جس نے چند ایک بڑے عیسائی شہرون کو تاخت و تاراج سے حواس باختہ کر دیا۔ اور رومیون کے لشکر جرار کو بہگا کر تین ہزار قتل کیے اور رومی شہر مدینۃ الملک کو بزور تلوار فتح کیا۔ ۲۶۹ہجری مین محمد بن فضل نے قطانیہ کے نواح مین رومیون کو بہاری شکست دی ۲۷۱ہجری مین رمطہ پر چڑہائی کی اور نواح قطانیہ کو تہ تیغ کیا گیا۔ اور طبرمین پہر سخت جنگ ہوا۔ رومیون نے محمد بن فضل کی اسقدر مستعدی اور جہادی کوشش دیکہہ کر صلح کی درخواست کی تین ماہ کی میعادی صلح قرار پائی اور تین سو مسلمان قیدی رہا کرائے گئے۔ ۲۷۲ہجری مین محمد نے مالٹا کے چہوڑانے کے لیے فوج روانہ کی جسکی خبر سنکر رومی محاصرہ چہوڑ گئے یہ محمد...... ۲۹۵ہجری مین خواجہ سرا غلامون کے ہاتہہ سے مارا گیا۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ ترک غلام خلفاء بغداد کے ہاتہہ صاف کر رہے تہے اور عام مسلمانون کے دلون سے امیر المومنین کی وقعت اٹہہ رہی تہی متوکل ۲۴۷ہجری مین قتل اور مستعین ۲۵۱ہجری مین معزول اور ۲۵۲ہجری قتل معتز باللہ بعد ۲۵۵ہجری میں اور مہتدی بن واثق بہی قتل ہو چکا تہا۔ پس دربار خلافت مین تو صرف خلفائی کا عزل و نصب اور کشت و خون ہی ایک قومی کام سمجہا گیا تہا داخلی فساد بہی بڑہ رہے تہے۔ جنکا ذکر آگے آئیگا۔ اس عہد مین یوسف ترکی نے ۲۷۴ہجری مین اور جعفر بن دینار نے ۲۷۹ہجری مین سرحدی پر جوش مسلمانون کے

آیۂ کریمہ "وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ" سورۂ انفال پارہ ۹ پڑھکر کہا کہ کفار کو پیٹھ دکہانا سچے مسلمانون کا کام نہین کیا عربی خون تم مین نہین رہا جو آج ہاشمی شمشیر کے جوہر نہین دکہلاتے۔ نہین وہی خون اور وہی تلوار تمہارے ہاتھ مین ہین ہمت مردان مدد خدا۔ فوج اپنے بہادر سردار کی پرجوش تقریر سنکر جانفروشی پر مستعد ہوگئی۔ اور رومیون پر ٹوٹ پڑی۔ دوسری طرف رومی سرداران نے بھی مذہبی ترغیب اور قومی جوش سے ابہار نے اور اپنے بہادرانہ افعال کے نمونے دکہانے مین کچھ کسر باقی نہ رکہی بہادر سپہ سالار منڈیل اپنے خاص چیدہ دستہ کے ساتھہ اسلامی صفون مین گہس گیا اور جو سامنے آیا اُسکو مار کر گرا دیا۔ مسلمان بہادران نے مقابل ہوکر کئی وار کیے مگر ذرہ بکتر نے کارگر نہ ہونے دیا آخر اُسکا گہوڑا ہلاک کیا گیا۔ اور پیادہ دیکھکر مسلمان ہر طرف سے ٹوٹ پڑے مگر پہر بہی یہ بہادر کئی ایک کو مار کر مرا جسکے ساتھہ ہی کئی ایک اور حملہ آور رومی سردار کہیت رہے منڈیل کے مرنے سے رومی بہاگ نکلے اور خوف کے مارے خندق مین گر کر ہزارون ہلاک ہوئے انکی لاشون سے خندق بہر گئی۔ یہ لڑائی صبح سے عصر تک ہوتی رہی مگر مسلمان رات بہر قتل وغارت کرتے رہے مال غنیمت مین ایک تلوار تہی جسپر لکہا تہا "هذا سيف هندى وزنه مائة و سبعون مثقالا طالما ضرب به بين يدى رسول الله" تلوار اور جملہ مال غنیمت خلیفہ عبیدی المعز کے پاس افریقہ بہیجدیا گیا شکست یافتہ رومی۔ آیود کو چلے گئے۔ اب رمطہ پر زور ڈالا گیا۔ اور طرفین نے خوب داد مردانگی دی آخر غازیان اسلام سیڑہیان لگا کر قلعہ پر چڑہ گئے جنکے نعرۂ تکبیر سے قلعہ والون کے ہاتہہ پاؤن پہول گئے۔ قلعہ فتح ہوگیا سسلی۔ اور جزیرہ آیود کے اکثر عیسائی بہگیل رومیون کے ساتہہ جہازون پر سوار ہو نکلے جنکا تعاقب امیر البحر احمد نے کیا۔ اُسوقت کے مسلمان جنگی بہادرانہ مشق کے سلسلے مین بحر و بر یکسان تہے اور فن شناوری مین کمال رکہتے تہے اُن مین سے چند غوطہ زن بہادرون نے پانی کے اندر ہی اندر رومی جہازون کو چیر پہاڑ کر غرق کر دیا۔ اور معدودے چند کے سوا کوئی آدمی بہی زندہ نکلنے دیا۔ یہ وہ فن تہا جس سے آج کل یورپ تارپیڈو کشتیون کے ذریعہ کام لے رہی ہے مقام عبرت ہے کہ وہی مسلمان آج سمندر چہوڑ خشکی پر بہی قدم ٹکانا نہین جانتے۔ اسی جہالت اور ناشناسی نے اسلامی طاقت کو ہر طرف سے محدود اور کمزور کردیا ہے اور یورپ کو اس فن جہازرانی کی بدولت عزت وعظمت کے معراج پر پہونچا دیا ہے اس فتح عظیم کے بعد تمام امصار سسلی مع دیگر جزائر واقعہ بحیرۂ روم مطیع ہوگئے اور رومیون نے مدت تک سر نہ اٹہایا۔ مگر خلیفہ الظاہر عبیدی کے زمانہ مین عیسائیون نے پہر پر نکالنے شروع کیے۔ یہہ وہ زمانہ تہا کہ خلفائے عبیدیہ کی حکومت مین بہی زوال آنا شروع ہوگیا تہا۔ الحاکم کا زمانہ

کے زبردست قانون اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ کے شکنجہ مین آ پڑا۔
اور زمانے حسب ضرورت دو اور کام کرنے والے نبض شناش سرپرست بنائے۔ ایک تو اسمٰعیل سامانی ایشیا
مین اور دوسرا یہی عبید اللہ افریقہ مین محافظ نکل آیا۔ اس شخص نے حکومت خواہ کسیطرح حاصل کی اور کئی
سال تک ہوا خواہان عباسیہ سے شمشیر بکف ہونا پڑا۔ اور جب تک گہر کا انتظام نہ کر لیتا۔ اور مصر اور شمالی
افریقہ پر تسلط نہ جما لیتا سسلی وغیرہ کی کسی طرح خبر نہ لے سکتا تہا۔ اس لیے مدت تک سسلی وغیرہ
جزائر کو اپنی حفاظت آپ کرنی پڑی اور عیسائیون سے زیر وزبر ہوتے رہے اور جبکہ فاطمین کا مصر اور
شمالی افریقہ پر خوب تسلط بیٹھ گیا۔ اور سسلی بہی انکے زیر اقتدار آگئی تو ۳۴۲ھ مین حسن بن علی کلبی
گورنر فاطمین نے رومـ(یون) کے لشکر جرار کو شکست دی اور بیشمار مال غنیمت ملا۔ اور ۳۵۱ھ ہجری مین احمد بن حسن مذکور نے
طبرمین پر چڑہائی کی۔ یہ قلعہ ابتک عیسائیون کے ہاتہہ مین تہا اور بکمال مضبوطی کے سبب فتح نہ ہو سکتا
تہا مسلمانون نے محاصرہ کیا۔ اور نہر جسکے رستہ پانی آتا تہا وہ بند کر دی محصورین تنگ آگئے۔
اور امان طلب کی نذر کی گئی جب محاصرہ کی تکلیف بہت بڑھگئی تو محصورین نے جان بخشی بشرط غلامی
حاصل کی ساڑہے سات ماہ کے بعد شہر پر اہل اسلام کا قبضہ ہوگیا۔ اور شہر کا نام خلیفہ معز کے نام پر
معزیہ رکھا گیا۔ اس فتح کے بعد حسن بن عمار نے شہر رمطہ کو جا گہیرا۔ شاہ قسطنطنیہ نے چار ہزار بہادر رمطہ
بچانے کے لیے جہازون مین روانہ کیے۔ احمد گورنر سسلی نے خلیفہ معز کو اطلاع دی۔ اور خود جنگی بیڑے اور
جمعیت اور فوج مین مستعد ہوگیا۔ خلیفہ المعز نے بہی زبردست اور جانباز مجاہدین بسر کردگی حسن
والد احمد گورنر مذکور روانہ کیے جو رمضان مین رمطہ پہونچ گئے۔ قسطنطنیہ کا جہازی بیڑہ ماہ شوال
مین سسلی پہونچا۔ اور شہر مسینا کو گہیر لیا۔

جنگ عظیم سسلی

بہادر حسن جو اسلامی لشکر کا مقدمۃ الجیش تہا۔ کچھ فوج محاصرہ رمطہ پر چھوڑ کر رومیون کے مقابلہ پر روانہ
ہوا۔ رمطہ والون نے محاصرین کی باقی ماندہ جمعیت قلیل پر حملہ کر دیا۔ مگر سخت نقصان اٹہا کر پسپا
کیے گئے۔ جونہی قسطنطنیہ کی فوج نے سسلی مین قدم رکہا عیسائی باشندے اطاعت کے تمام عہود
کو بالائے طاق رکہکر قسطنطنیہ کی فوج سے جا ملے۔ فوج اور سامان کی کثرت سے رومیون کو فتح کا یقین
تہا۔ ابتدائے جنگ مین رومیون نے ایسی شدت سے حملہ کیا کہ اسلامی فوجون کو پراگندہ کر دیا اور مسلمانون
دبا کر اسلامی کیمپ تک پہونچ گئے بلحاظ فتح مین کوئی کسر باقی نہ رہی تہی کہ جوانمرد حسن نے جوشیلے آواز سے آ

ؔ اللہ تعالی کسی قوم سے عطا کردہ نعمتین نہین چہینتا یہانتک کہ وہ اپنی حالت کو خود خراب کر لیتے ہین ۱۲

جسنا مشکل تہا اسلیے مصلحتاً مسلمانون کو ضمانت لیکر حاکم بنا دیا۔ اسی پالیسی کا نتیجہ تہا کہ قابس کا مسلمان حاکم عیسائیون کا بڑہتا اقبال دیکہہ کر اپنے مسلمان والی امیر حسن بن علی سے منہ موڑ کر شاہ سسلی کا مطیع ہو گیا مگر جلد ہی امیر حسن بن علی کے ہاتہہ سے تباہ ہوا۔ اور جس منہ سے اُس نے اسلامی ممبر پہ کہڑا ہو کر ایک عیسائی بادشاہ کی اطاعت کا اظہار کیا تہا اور مسلمانون کو امیر اسلام کے اطاعت سے منحرف ہونے کی ترغیب دی تہی اسی منہ مین عوام نے اُسکا ذکر کاٹ کر دید یا۔ بیشک یہ ایک ناپسندیدہ حرکت تہی۔ لیکن قومی مجرمون اور وطن کے دشمنون کے ساتہہ عوام کی ایسی حرکات قابل گرفت نہین۔ عوام نے یہ سزا خود تجویز کی۔ اور عبرت دی کہ آیندہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے شاہ سسلی ۲۵۰ جہاز لیکر مہدیہ دار السلطنت امیر حسن بن علی پر چڑہ کر آیا۔ یہان قحط نے ملک کو تنگ کر رکہا تہا۔ اس لیے امیر حسن بن علی نے مقابلہ بے سود خیال کیا۔ اور عیسائیون نے مہدیہ کو بلا مزاحمت تاخت و تاراج کیا اس کے بعد متواتر دو سال کے عرصہ مین سفاقس۔ سوسہ۔ قابس۔ قیسہ۔ الجزائر۔ مالٹا۔ جربہ۔ تطاون کو کئی ایک لڑائیون کے بعد فتح کر لیا۔ اور ۵۴۳ھ ہجری تک یہی حال رہا جب تک عبد المومن والی مراکو نے امیر حسن بن علی کو مدد کے لیے مہدیہ کو فتح نہ کیا جسکا ذکر عبد المومن کے حالات مین بیان کیا جائے گا۔

مہدیہ اور دیگر امصار افریقہ کے فتح کے بعد شاہ قسطنطنیہ اور شاہ سسلی مین بگاڑ ہو گیا اس لیے کئی سال تک عیسائی آپس مین لڑتے بہڑتے رہے اور افریقہ کی طرف توجہ نہ کر سکے اور نہ تمام افریقہ کا فتح ہو جانا بالکل یقینی تہا۔ ان تمام فتوحات کا باعث سسلی کا وزیر اعظم جرجی بہادر تہا جسکے مرنے کے بعد ویسا شجاع کوئی قائم مقام نہ ہوا اور رجار بہی ۲۴ سال کی حکومت کے بعد ۵۴۸ھ ہجری مین مر گیا۔ اُسکا بیٹا غلیالم آرام طلب اور مسلمان بادشاہون کی طرح عیاش اور ساتہہ ہی دور اندیش نہ تہا جس کے سبب سے کئی شہر قبضہ سے نکل گئے یہان ایک محب وطن کا قصہ لکہا جاتا ہے۔ جب رجار شاہ سسلی نے سفاقس فتح کیا تو مصلحتاً ایک بزرگ عالم فاضل ابو الحسین کو وہان کا حاکم بنانا چاہا۔ ابو الحسین نے ضعف پیری کا عذر کیا۔ اُس کے بیٹے عمر کو مقرر کیا گیا۔ اور خود ابو الحسین کو بطور ضمانت ساتہہ لے لیا مگر اس محب وطن نے چلتی دفعہ بیٹے سے کہہ دیا کہ دیکہو مین بوڑہا قریب المرگ ہون موقعہ ملے تو ملک کو غیرون کے پنجہ سے نکالنے مین دیر نہ کرنا اور میری موت و حیات کو خیال مین نہ لانا چنانچہ جب غلیالم شاہ سسلی کی سو تدبیر اور نرمی سے اکثر شہر سرکش ہوئے تو عمر نے بہی عیسائیون کو مار کر نکال دیا غلیالم نے ایلچی سمجہانے اور ڈرانے کے لیے عمر کے پاس روانہ کیا۔ عمر نے ایک مصنوعی جنازہ ایلچی کو دکہا کر کہہ دیا کہ یہہ میرے باپ کا جنازہ ہے جس کے قتل کا تم خوف دلاتے ہو مین باپ کو مردہ تصور کر چکا ہون اور ملک کی آزادی پر باپ کی زندگی کو ترجیح نہین دے سکتا۔ یہ سنکر ابو الحسین

انال اور ظالمانہ افعال نے مسلمانون کو اس سے سخت متنفر کر دیا تہا بلکہ خاندان عبیدیہ کا دشمن بنا دیا تہا۔ الظاہر
کے ستر برس کے حکومت مین اندر ہی اندر کہچڑی پکتی رہی مگر اُس کے بعد المستنصر کے زمانہ مین تو حلب وغیرہ پر
تسلط نہ رہا اور معز بن بادیس نے سنہ ۴۴۳ ہجری مین عبیدیون کی جگہہ عباسیون کا خطبہ پڑہا جب
خلیفہ مصر کا یہ حال تہا تو عیسائیون مین جہادی جوش بہت بڑہ گیا۔ اور مجاہدین بہ تعداد کثیر بترغیب شاہ روم
جزیرہ قلوریہ پر قابض ہوگئے اور شاہ روم کے بہانجے کے جہازی بیڑے کا انتظار کرنے لگے یہ خبر سنکر
معز بن بادیس والی الجزائر و مصر کو نے چار سو جہازون کا بیڑہ تیار کیا۔ مگر اس بیڑے کو ساحل افریقہ پر جزیرہ
قوصرہ کے قریب ہی ایک سخت طوفان نے برباد کر دیا۔ اور صرف چند مسلمان زندہ کنارے لگے اور سسلی
کے مسلمان عیسائیون کے شکار ہونے لگے مصر کی اسمٰعیلی طاقت کی کمزوری نے سسلی مین بہی طوائف الملوکی
بنا دیا تہا عیسائی جو موقعہ کو ہاتہ سے کبہی نہین دیتے فوراً سسلی پر ٹوٹ پڑے مسلمان اگرچہ بہت لڑے
کئی ایک معرکون مین عیسائیون کو چنے چبوائے مگر کسی واحد طاقت کے نہ ہونے اور بیرونی امداد کے نہ پہونچنے
سے عاجز ہو گئے۔ اور عیسائی فاتحانہ رسوخ کو تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد فرنگی چالین چلی جانے لگین۔ ایک ایک کر کے
سب کو لے لیا۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ ہسپانیہ کی امویہ سلطنت کی چار سو سالہ عظیم الشان عمارت گر چکی تہی اور ایسی
طوائف الملوکی سے عیسائی ہسپانیہ مین فائدہ اُٹہا کر فاتحانہ تسلط جما چکے تہی۔ اور سپین جسکی تاجدارون
کے سامنے یورپ ہمیشہ ناک رگڑتا رہا تہا۔ آج ایسا درماندہ اور مغلوب الحال ہو گیا کہ ذاتی حفاظت کے لیے اہل
مراکو کے آگے ہاتہ پہیلانے پڑے۔ اور علماء کا وفد بہیجکر یوسف بن تاشفین والی مراکو کو بلانا پڑا۔ الغرض ایشیا کے
سلاطین کی پہوٹ اور خانہ جنگی کو دیکہہ کر یورپ بیت المقدس کے لینے کے لیے پرجوش تیاریان کر رہا تہا
چنانچہ عیسائی جوش کا سمندر کمال موجزن تہا اور اسلامی اخوت کی جگہہ خود غرضی۔ لالچ نفاق موجود تہا۔
ایسے وقت مین فرنگستان بے یار و مددگار سسلی پر ٹوٹ پڑا اور کئی ایک خونخوار معرکون کے بعد سسلی کو شش
برس مین چہین لیا اور اٹلی کا ایک شاہزادہ رجار نامی شاہ سسلی مقرر ہوا۔ یہ شخص بہادر اولوالعزم تہا۔ اور
افریقیہ کی کمزوریون سے واقف تہا فوراً ایک زبردست بیڑہ تیار کر کے شہر جربہ واقعہ افریقہ کو جا گہیرا۔ شہر والے
لڑائی کے بعد تہ تیغ کیے گئے۔ عورتون بچون کو قید کر لیا۔ اس کے بعد طرابلس المغرب پر حملہ ہوا۔
گو بربرون کی مجاہدانہ کوشش سے عیسائیون کو بہگا کر جملہ مال و اسباب لوٹ لیا۔ مگر عیسائی جانتے تہے کہ یہ جوش
[illegible] ان کے پیچہے کوئی مددگار نہین تیسری دفعہ پہر حملہ کیا اور جیجل کو جلا کر راکہہ کر دیا اور پہر طرابلس
المغرب کو گہیر لیا۔ تین دن کی سخت لڑائی کے بعد مسلمان آپس مین ہی سر پہٹول ہونے لگے۔ اور عیسائی قلعہ
پر قابض ہو گئے مردون کو قتل اور عورتون بچون کو لونڈی غلام بنا لیا چونکہ عام رعایا مسلمان تہے اور انتظام

خاصہ کو اور زیادہ روشن اور مجلا کر دیا تہا بنی امیہ کی سلطنت کو ایسے عربی خواص نے برباد کیا تہا۔ عباسیون کو
بہی عہد مامون رشید تک حجازہ مین ایسے ہی واقعات پیش آتے رہے جسکا ذکر عہد اسماعیلیہ مین کیا جائیگا
اور وہ مادہ اب بہی بدستور موجود تہا جبکہ بغداد مین خلافت کی جگہہ سلطنت کے عالی شان نشان
پائے جاتے اور بجائے عرب کی سادگی کے عجمی تکلفات اور خوشامد کے خوفناک آثار نمودار تہے ان حالات
کو دیکہہ کر المعتصم باللہ نے ان انقلاب پسند عربون کا زور گہٹانے اور آیندہ کے مشکلات سے بچنے کیلیے ترکون
کو بڑہایا یہ لوگ وسط ایشیا کے خوب صورت اور قوی ہیکل جوان تہے جو بچپن مین خریدے جاتے اور بجائے
والدین کے خلیفہ کو ہی اپنا مربی و ہوا خواہ پاتے انکو نہ قرشی جوش تہا نہ علوی فخر اور نہ دعوی امامت نہ استحقاق
خلافت نہ قومی نمود نہ ملکی شور۔ اور انکو الائمة من القریش سے کوئی تعلق نہ تہا واقعی معتصم کے خیال کے مطابق اس
حدیث شریف کے سامنے ہمیشہ ترکون اور دیالمہ۔ سلاجقہ۔ اتابکون۔ کردون۔ خوارزمشاہون۔ غزنویون۔ سامانیون
کے زبردست سلاطین کو سر تسلیم خم ہی کرنا پڑا اور ہمیشہ سلطانی خطاب بغداد کے برائے نام خلیفہ
سے حاصل کرتے اور تعلق خلافت بغداد کو ہی باعث رسوخ سمجہتے رہے اور پانچسو سال سے زیادہ
بغداد مین اور ۳۴۴ سال مصر مین اس خاندان عباسی کا چراغ ٹمٹماتا رہا۔ اور اسقدر عجمی خاندان کے حکمرانون
مین سے کسی نے بہی منصب خلافت کی تمنا نہ کی۔ لیکن اگر کوئی اور عرب خاندان ہوتا تو عباسی خاندان کا
اس طرح عفایا بولتا جسطرح خاندان امیہ کے ساتہہ کیا تہا۔

اس خیال کے سوا ایک وربات یہی تہی عرب صدیون کی فاتحانہ حالت سے آرام طلب ہوچلے تہے
اور قدرتاً انکا مذہبی جوش کم ہو رہا تہا۔ ترک غلام جو نو مسلم اور تربیت یافتہ خلیفہ اور تابع فرمان تہے اور بسبب
جدت ارادت کے پر جوش تہے عربون کو جو تقلید صحابہ کرام سے ہٹتے جاتے تہے اور قومی فوائد پر ذاتی
اعراض کو مقدم رکہنے لگے تہے اسلیے انکو "اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ"
کے زبردست اور اٹل قانون کا خمیازہ بہگتنا پڑا۔ اگرچہ ابتدائے مین ان نو مسلمون سے کچہہ کام نہ نکلا اور عربون اور ترکون
کی معاشرت سے رکاوٹین پیدا ہوئین۔ لیکن آخر کبہی بہی ترک اسلام کے ناخدا نکلے۔

معتصم باللہ ۲۲۷ہجری مین فوت ہوا اور اسکا بیٹا واثق باللہ خلیفہ ہوا۔ رومیون کے ساتہہ کئی معرکے ہوے اور ۲۳۱ہ
ہجری مین پہر خلیفہ اور رومیون کو فتح کیا اسی سال تبادلہ مین ۴۴۶۰ اور ۸۰۰ عورت بچہ مسلمان عیسائیون کے
قید سے رہائی کیے گئے۔

واثق باللہ ۲۳۲ہجری مین فوت ہوا اور اسکا بہائی المتوکل علی اللہ خلیفہ ہوا۔ اب عربون اور ترکون کا
اختلاف بغداد مین موجود تہا رومی موقعہ کے انتظار مین تہے ۲۳۹ہجری مین تین سو جہازات کے ساتہہ دمیاط واقع مصر

پھانسی دیا گیا۔ اسیطرح سے طرابلس۔ قابس۔ زویلہ۔ عیسائیون کے قبضہ سے نکل گئے۔ صرف مہدیہ اور سوسہ رہ گئے جبکو کہ عبدالمومن والی مراکو نے فتح کیا۔ اور عیسائی افریقہ سے نکالے گئے۔

زوال کا پہلا دور

عہد عباسیہ مین اموی عہد کی طرح مذہبی جوش نہ تہا۔ ہارون رشید کے بعد کو خلفائے علوم عقلیہ کے فاضل ہونے لگے۔ لیکن یونانی فلسفہ نے جو خاص اپنے پیارے وطن مین اثر کیا تہا وہی عرب مین بے مروت ساخت نکالنے لگا۔ مامون رشید جیسے عظیم القدر خلیفہ کو فلسفیانہ مذاق نے خلق قرآن کا معتقد صادقانہ کرا کر اوسکے مضبوط قلعہ کے نیچے بہک سے اوڑنے والا بارود بچہا دیا تہا کہ جس نے چوتہائی صدی مین ایشیا، افریقہ یورپ کی صدیون کی مقتدر سلطنتون کو برباد اور متزلزل کر دیا تہا۔ اور بحر و بر کو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کی [illegible] گونج سے بہر دیا تہا۔ ایسے عقیدہ کے ہوتے علمار کی علیحدگی اور رنجیدگی واجبی تہی اور طرہ یہ کہ اس عقیدہ کی تسلیم پر مجبور کیا جاتا تہا۔ اور امام احمد حنبلؒ جیسے مقدس مجتہد بہی اس تکلیف سے نہ بچ سکے اس حالت مین جنگی خدمات ملکی اور پولیٹیکل شمار ہوئین۔ اور جہادی جوش کم ہو گیا جس قدر فتوحات اور شان اور شوکت دکہائی دیتی تہی اس مین اسلامی خلافت اور مذہبی و دامی امامت کے بجائے شہنشاہی جلال و سلطانی اقبال کا جابرانہ نظارہ نظر آتا تہا یہی وجہ ہے کہ عباسیہ عہد مین امویہ عہد کی طرح فتوحات کا دائرہ وسیع نہ ہوا۔ اور بہادران امویہ سے ایک قدم بہی آگے عباسی جنرل نہ بڑہ سکے۔ مامون کے بعد معتصم گو جاہل تہا لیکن خلق قرآن کے عقیدہ کے سبب علمائے اسلام کے لیے وبال جان رہا۔ یہ خلیفہ بہی اقبال و دولت اور رعب و سطوت مین بہائی اور باپ سے کم نہ تہا۔ عام مورخین کا اعتراض ہے کہ اس نے عربون کی بجائے ترکون کو فوجی اور ملکی کاروبار مین دخل کیا جس سے عرب بے دل ہو کر کاروبار خلافت کو اجنبیون کے ہاتہ چہوڑ کر علیحدہ ہو گئے اور اکثر بدویانہ زندگی پر بسر کرنے لگے اور اس غلط اور مہلک پالیسی نے آخر خلافت کو [illegible] دست [illegible] کر دیا۔ اور المعتصم ان غلام ترکون پر اسقدر شیفتہ ہوا۔ کہ عربون مین رہنا بہی پسند نہ تہا۔ اور بغداد کے نواح مین ایک جدید بستی سامرہ آباد کر کے معہ ترکون کے وہان جا رہا واقعی عباسی خلفا [illegible] اتہے جو قومی اور ملکی تعلق عربون کو تہا وہ ترکون کو کبہی نہین ہو سکتا تہا۔ اور کوئی بہی محب وطن معتصم کی ترکی پالیسی کو بنظر استحسان نہین دیکہہ سکتا۔ گذشتہ اور موجودہ زمانہ کے صریح مثالین اپنی قومی ہستی کو ابہارنے اور ترقی دینے کی موجود مین مگر میرے خیال مین معتصم کچہ معذور بہی تہا عرب طبائع ہر ایک زمانہ جاہلیت اور اسلام مین حریت اور آزادی کی سچی عاشق تہین — اسلام نے انکی اس بے جا

بڑھ گئی تھی غزا و جہاد کا شوق کم ہوگیا تھا۔ ابتدائے اسلام سے ابتک ہمیشہ گرمیوں کے موسم مین اسلامی مجاہدین فرنگستانی علاقون پر حملہ آور ہوا کرتے تھے اور عیسائیون کی قوت و جمعیت توڑتے رہتے گویا یورپ انکی جنگی مشق کا ہر یہ میدان تہا اب باہمی نفاق اور لالچ اور ترک شریعت اور خلفا کے عقیدۂ معتزلہ سے مذہبی جوش کا ولولہ کم ہوگیا۔ اور یہ لشکر کشی جاتی رہی قوم کو جو فوجی مشق جنگی مہارت تازگی جوش کا فائدہ حاصل ہوا کرتا تہا جاتا رہا اس لیے بفحوائے حدیث شریف مَا تَرَكَ الْقَوْمُ الْجِهَادَ لِلّٰهِ عَمَّهُمُ الْعَذَابُ[1] کا نشانہ مصائب بننا پڑا اور جو لوگ پہلے مسلمانون کے تختۂ مشق تھے اب سوا دو سو سال بعد انپر حملات کرنے لگے ان حملون کو ایک سو بارہ سال تک گاہے ماہے فوج سلطانی اور عموماً پرجوش مجاہدین روکتے رہے دربار خلافت کی بے انتظامی اور عیسائیون کی تاخت و تاراج کے علاوہ مذہبی فساد کھڑے ہوگئے اور قومی جتھے کو پراگندہ کیا جنکا حال اختصاراً اس خیال سے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔ کہ آج کل کے مدعیان اصلاح مذہب کے حالات کو اُن سے مقابلہ اور دونون کی کامیابی کا موازنہ کرین اور نتائج پر غور کرکے قوم و ملت مین نفاق و اتفاق کے اسباب پر خیال رکھین۔

زوال کا دور اوّل ظہور زنادقہ

سلطنت عباسیہ کو اگرچہ ۲۳۲ھ ہجری تک کمال عروج رہا۔ لیکن اسلام مین چند ایسے فرقہ اس سے پہلے ہی نکل آئے تھے کہ جنکو در اصل اسلام سے کوئی تعلق نہ تہا اور ناموس اسلام کو مٹانا چاہتے تھے۔ اور یہ حادثہ کچھ کم ہولناک نہ تہا۔ سب سے پہلے ہادی عباسی کے عہد مین اس فرقہ نے زور پکڑا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک عقلمند حکیم جانتے اور قرآن کریم کو فصیح کلام انسانی مانتے۔ اصل دین نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ تو ادا نکرتے۔ اور آیات محکمات کی تعمیل سے گریز کرتے۔ مگر متشابہات کی تاویلات مین بہکتے پھرتے۔ رکوع و سجود طواف وغیرہ ارکان اسلام پر پھبتی چباتے، جاڑے مین سرد پانی سے وضو کرنے اور گرمیون کے روزون سے جی چراتے اس فرقہ کے سرگروہ چند فاضل عربی ادیب تھے جنکا پیشوا مشہور فصیح اللسان آتش زبان ابن مقفع تہا جس نے کلیلہ دمنہ کا ترجمہ عربی زبان مین کیا تہا۔ اُس زمانہ مین اُس سے بڑھ کر اور کوئی عربی زبان کا ادیب شمار نہ ہوتا تہا۔ اُس کی مدد پہ ہادی کا سپہ سالار علی بن یقطین اور خاندان خلافت مین سے عبداللہ بن داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بنی ہاشم مین سے یعقوب بن فضل بن عبداللہ بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب تھے۔ ان جلیل القدر ارکان سلطنت کی پشت گرمی سے سیکڑون امیرزادے اور اہل قلم دولتمند خود خلیع العذار رشتۂ بے مہار ہونا پسند کرتے

[1] کوئی قوم جہاد کو چھوڑ دیتی ہے ان پر عذاب عام ہو جاتا ہے ۱۲

کو تاخت و تاراج کر گئے اور اسیطرح ایشیائی روم کے اسلامی علاقہ پر ہاتھ پاؤن مار کر صدیون کے عیسائی جوش کو تازہ کر گئے اور ارکین سلطنت کی باہمی مخالفت اور مذہبی جوش کی کمی کے سبب مخالفین اسلام کا اسقدر جوش بڑھ گیا کہ رومیون کے علاوہ نوبہ واقعہ افریقہ کے وحشی اور جنگلی حبشیون نے بہی بغاوت اور قتل عام پر کمر باندہ لی اور سنہ ۲۴۱ھ مین مصر کے جنوبی علاقہ کو لوٹ مار کر تباہ و خستہ حال کر دیا تھا اسوقت ابہی خلافت بغداد مین جان تہی اس لیے متوکل نے محمد بن عبد اللہ قمی کو بیس ہزار سوار و پیادہ دیکر لڑائی کو بہیجا یہ فوج مصر سے تیار کی گئی تہی چونکہ نوبہ غیر علاقہ تہا رسد وغیرہ کے لیے سات بڑے جہاز لاد کر قلزم کے مغربی ساحل کے ساتہہ روانہ کیے اور فوج مصر سے براہ خشکی چلی شاہ نوبہ کی فوج مسلمانون سے کئی گنا زیادہ تہی جوش دلانے اور دل بڑہانے کے لیے اپنے معبود بتون کو ساتہہ لائے نوبہ والے لڑائی کو طول دینا چاہتے تہے تاکہ مسلمان رسد کی کمی سے بہوک کے عذاب سے مر جائین لیکن جون ہی جہازات کی رسد پہونچ گئی۔ شاہ نوبہ کی امید موہوم جاتی رہی۔ دل کہول کر لڑا اور بہادرانہ معرکہ ہوا۔ نوبہ والے اونٹون پر سوار تہے۔ محمد بن عبد اللہ نے مسلمانون کے گہوڑون کے گلے مین جرس بندہوا دیے جنکی آواز سے اونٹ بلبلا کر شتر غمزے کرتے ہوئے بہاگ گئے اور جدہر منہ اٹہایا اودہر ہی چلے گئے۔ مسلمانون نے تعاقب مین ہزارہا قتل کیے شاہ نوبہ نے اطاعت قبول کی اور گذشتہ چار سال کا خراج ادا کر دیا۔ محمد بن عبد اللہ واپس ہوا اور متوکل سے شاہانہ انعام و اکرام حاصل کیا۔

متوکل سنہ ۲۴۷ ہجری مین ترک غلامون کے ہاتہہ سے قتل ہوا جسکی کیفیت کتب تاریخ مین موجود ہے متوکل ناجی مذہب یا شافعی تہا۔ چار ہزار کنیزین تہین شراب خور تہا۔ اسکا بیٹا مستنصر باللہ خلیفہ ہوا اور ۶ ماہ بعد مر گیا۔ اور مستعین باللہ بن المعتصم سریر آرائے خلافت ہوا۔ اس کے عہد مین دو مین دفعہ رومی ممالک پر یورش ہوئی لیکن قومی نفاق کے سبب عمر بن عبد العزیز اور علی بن یحیی جیسے مشہور قومی خادم ضائع ہو گئے اس وجہ سے اور نیز متوکل کے قتل اور ترکون کے اختیارات بڑہ جانے سے خاص بغداد مین سخت فساد ہو گیا جسکی تفصیل کے یہان گنجائش نہین نتیجہ یہہ ہوا کہ مستعین سنہ ۲۵۱ ہجری مین معزول اور معتز بن متوکل خلیفہ ہوا۔ اور سنہ ۲۵۲ ہجری مین مستعین قتل ہوا سنہ ۲۵۵ ہجری مین معتز معزول اور پہر قتل ہوا۔ اور مہتدی بن واثق جانشین ہوا اور سنہ ۲۵۶ ہجری مین یہ نیک بخت قتل ہوا۔ اور معتمد بن متوکل تخت خلافت پر جلوس فرما ہوا۔

اسوقت اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولُوا الْاَمْرِ مِنْکُمْ کی تعمیل کا خیال نہین رہا تہا۔ قومی فوائد کی جگہہ ذاتی اغراض بڑہ گئے تہے۔ تقیہ شرعی کا خیال گہٹ گیا تہا بیدینی اور بیہودہ نمایش

ہوگئے۔ اسلام کی سادگی کی جگہہ عجمی تکلفات اور غیر مشروع تصرفات زنانہ صفات اور ناموزون نمائشی خطابات
مین مبتلا ہوگئے۔ ترقی اسلام اور قومی فوائد کا انکو مطلق خیال نرہا۔ امن و امان جاتا رہا ظلم و عدوان
بڑہ گیا۔ ایسی حالت مین سنہ ۲۵۹ھ مین ایک اور فتنہ انگیز صاحب الزنج خلافت کے لیے مار آستین نکلا

صاحب الزنج

کچھ عرصہ سے دوسرون کے مسائل مستخرجہ کو اپنے لیے لازم نجاننا اور اجماع سلف کے اتباع کو اپنے رای کے پاس کردہ مسئلہ کے مقابلہ مین غیر ضروری غلط قرار دینے کا مرض مسلمانون کو لاحق ہورہا تہا۔ زنادقہ تو کہلم کہلا رسالت کے منکر تہے معتزلہ اور جہمیہ دار عقبیٰ کے امید و بیم سے انکار کرتے تہے اور یہ تمام باتین اس اسلامی جوش کو کہو رہی تہین جو غزوات مین ابہارتا اور منکران توحید سے لڑاتا اور تہوڑون کو بہتون پر فتح و نصرت دلاتا۔ اور تبلیغ احکام کے رستہ کے جملہ سنگین روکاوٹون کے دور کرنے کے لیے جان جوکہون ڈالتا۔ ایسی حالت مین جبکہ اتقا و ورع اور غزاد و جہاد کا جوش کم ہو گیا تہا۔ اور خلفائے بغداد غلامون اور ملازمون کی تیغ ظلم سے ہلاک کیے جارہے تہے صاحب الزنج کا ظہور ہوا جسکا نام علی بن محمد بن عبد الرحیم تہا۔ بحرین کے قبیلہ بنی عبد القیس مین سے تہا بظاہر خدا پرست اور صالح تہا۔ اور یہی خصلت ظاہری عوام کو دہوکہ دیتی تھی۔ ابتدا مین مستنصر باللہ بن متوکل کا شاعر اور مصاحب تہا۔ دربار خلافت کی کمزوریون سے۔ اور پولٹیکل چالبازیون سے واقف تہا۔ امامت کا اور بقول سیوطی رسالت کا دعوی کیا۔ اصفہان مین پیدا ہوا حضرت عثمان۔ علی۔ زبیر۔ طلحہ۔ معاویہ۔ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہم کو برا بہلا کہتا اور عوام کو متوجہ کرنے کے لیے غیر مشروع امور کو جائز جانتا۔ اور مریدون کا اعتقاد بڑہانے اور اپنا اڈا جمانے کے لیے الہام و وحی کی ڈینگ مارتا۔ اور اسکی تائید مین کچھ مزخرفات بہی پیش کرتا فساد و بغاوت کی کان مقام ہجر و احسا خلیج فارس کے مغربی ساحل مین زور پکڑا۔ اپنے مریدون کو مومن مسلم اور باقی کو کافر مشرک جانتا۔ چونکہ ان دنون خلاف حکم خدا و رسول زنگی غلامون کے ساتہہ وحشیانہ اور ظالمانہ سلوک ہوتے تہے اور جملہ غلام سخت تنگ ہورہے تہے اس لیے اس چالاک شخص نے غلامون کی حمایت مین اپنی کامیابی خیال کی۔ اور انکی آزادی کا اعلان دلایا جس غلام پر اسکا مالک تشدد کرتا وہ بہاگ کر صاحب الزنج کے پاس چلا جاتا۔ جب مالک لینے جاتا تو مار کہاکر آتا۔ زنگی غلام اسکے ساتہہ بہ تعداد کثیر شامل ہوگئے۔ اور اسقدر زور پکڑا کہ خاص بصرہ مین تین لاکہہ مسلمان شہید کیے گئے۔ اور نواح بصرہ مین کوس لمن الملک بجانے لگا۔

اور پابندی قوانین شرعی کو نفس و شہوت پرستی مین حارج جانتے مذہب زنادقہ مین شامل ہو گئے اور چونکہ قرآن
مجید کا مشہور معجزہ اسکی فصاحت تسلیم ہوئی تھی اس لیے ان لوگون نے قرآن بنانے کی کوشش کی اور ابن مقنع
اس کام پر مقرر ہوا۔ وعدہ ہوا کہ سال بھر تک ایک فرحت افزا مکان خالی مین رہے۔ ایک خادم کے سوا کوئی
اسکے پاس جا سکے تا کہ اسکے خیالات مین تردد و تشتت پیدا نہ ہو غذا عمدہ دیجائے تا کہ دماغ تازہ اور عمدہ
مضمون لا سکے مگر وہ چند ماہ مین صرف اس ایک آیت کا مقابلہ نہ کر سکا۔ آیۂ کریمہ "قِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ
مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ" مسودہ پھاڑ پھاڑ
کر ردیون کا انبار لگا دیا۔ اس کے رفقا نے دیکھا کہ جب عرصہ چھ ماہ مین ایک آیت کے مقابل مین کوئی عبارت
نہین بنا سکا۔ تو تمام قرآن کا مقابلہ او رمعارضہ کیونکر ہو سکتا ہے اس عجز انسانی اور ضعف بیانی سے اللہ
جل جلالہ و عم والہ نے اپنی کلام معجز نظام کی صداقت کہائی "قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤی
اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا" اس بری
بھاری حادثہ مین جو اسلام کی جڑ اکھاڑ نیوالا تھا حضرات علما عظام و صوفیائے کرام نے اس مذہب کے ابطال
مین صوری و معنوی کوئی کوشش اٹھا نہ رکھی۔ درباروں اور عام مجمعون مین مباحثے ہوتے اور زنادقہ کو زک دیتے
اور عام مسلمانون کے عقائد کو درست کرتے رہے یونانیون کے وہمی اور محض اخلاق فلسفہ کی اثر کو علم کلام
کے استحکام سے کم کیا چند شقی ازلی زنادقہ کے لیڈر جنہون نے سرور رسالت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام
و کتاب ربانی سے انکار کیا۔ بحکم "مَنْ بَدَّلَ دِیْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ" (مرتد کو قتل کرو) مارے گئے۔ سلطنت
نے اس فرقہ کی بیخ کنی مین بہت کچھ کوشش کی۔ لیکن بیدینی کا بیج جو بویا گیا تھا وقتاً فوقتاً پھل لاتا رہا۔
اور زمانہ حال مین بالخصوص ہندوستان مین ایک عظیم الشان تناور درخت بنگیا ہے جسکے سایہ مین
ہر ایک سست اعمال ضعیف الاعتقاد پناہ لینے کو دوڑتا ہے اور با این ہمہ اسلام کی حمایت کا لنبا چوڑا
دعوی کرتا ہے۔ اسی مذہب زنادقہ کا ذکر ہے مذہب خرمیہ نکلا جسکی جمعیت کثیر کو ۱۹۲ھ ہجری المقدس مین
ہارون الرشید نے تہ تیغ کیا معتصم باللہ کے عہد مین زور پکڑا اور تمام شمالی ایران ہمدان وغیرہ پر تسلط
کر لیا اُن کا پیشوا بابک الخرمی تھا جو اصل مین مجوسی تھا عقائد زنادقہ کے علاوہ تناسخ کو بھی مانتا اور
لطف یہ کہ قرآن مجید سے استدلال کرتا اور یہ دلالت محض عام کے دہوکہ اور ضلالت کے لیے تھی ورنہ وہ
ایک پولیٹیکل لیڈر تھا معتصم باللہ کے بہادر جنرل اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے سخت جنگ کی بعد ساٹھ
ہزار قتل کیئے اور عوام کے عقائد کو علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے درست کر دیا معتصم باللہ کے بعد
خلفاء بغداد محل کے کیڑے بن گئے بقول "اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْكِهِمْ" امرا وزرا بھی آرام طلب عیاش

نشین کر دیا کہ امام اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونا چاہیے چونکہ اب عباسی خلفا میں امامت
وخلافت کا کوئی صحیح نشان باقی نرہا تھا۔ اور سادات خلافت کے لیے ہمیشہ ہاتھ پاؤن مارتے رہے تھے اور حضرت
امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ اور انکی متبرک اولاد تمام اسلامی دنیا پر مقدم و متبرک امامت کا سکہ بٹھا چکی
تھی اور بذریعہ حضرات متصوفین رحمہما اللہ اجمعین تبلیغ احکام دین کے ذریعے وسائل مہیا کر چکے تھے اور اہل بیت
نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت کا بیج بو چکے تھے اسلیے اس شخص کے اخیال کی چندان مخالفت نہ کی گئی شیعہ سمجھ
گئے کہ محمد بن عبداللہ بن محمد علی بن اسمعیل بن جعفر صادق رضی اللہ تعالی امامت کے لیے دعوی کرتا ہے۔ زیادہ تر ساتھ شامل
ہوگئے۔ یہہ شخص نواح کوفہ مین بیمار ہوگیا اور ایک شخص کرمیہ نام اُسکو اپنے گاؤن مین لے گیا اور خدمت کی جب شفا پایا
ہوا تو صلہ خدمت مین اُسی کے نام پر کرمیہ کہلانے لگا۔ اور تخفیف ہوکر قرمطہ مشہور ہوا۔ جبکہ اس کے مریدون کی تعداد
لاکھون تک پہونچ گئی تو خلاف اجماع سلف قرآن کے معانی بیان کرنے لگا اور عقاید باطلہ اور احکام خلاف
شرع کی تعلیم دینے لگا۔ لوگ اُس کے زہد و عبادت اور ظاہری صلاحیت کے دہوکہ مین آکر اُسکی خلاف شرع باتون
کو درست جانتے اور اُسکے بیان کردہ معانی کو صحیح مانتے اُسکے پیرو عموماً جنگلی بدوی۔ دیہاتی تھے جو عقل و
علم سے بے بہرہ تھے۔ خواص دنیاوی فوائد اور آیندہ کی ترقی کی امید سے ساتھ ہوئے تھے۔ عراق مین اس جدید مذہب الحاد
کا بیج بو کر شام کو چلا گیا تاکہ دربار خلافت سے دور رہ کر کوئی پولٹیکل جال پہیلاوے وہان جاکر اُسکی خبر منقطع ہوگئی لیکن
اسکا مذہب بہت پہیل گیا۔ عمال سلطنت نے اس شخص کے حالات جانچنے مین سخت غلطی کہائی ہے۔
زہد خدا پرست تصور کر کے اسکے کامون مین دست اندازی نہ کی۔ اس لیے اُسکی طاقت اور مریدن کی
تعداد دن بدن بڑہنے لگی اس شخص کا جانشین سماوہ مین ابو القاسم یحییٰ شیخ قرامطہ مقرر ہوا۔ وقطیف
مین علی بن معلی ایک شیعہ غالی کے پاس گیا اور بیان کیا کہ مین مہدی موعود کا فرستادہ ہون اور مین اعلان
کرتا ہون کہ مہدی علیہ السلام کے ظہور کا وقت آگیا ہے چونکہ سلطنت کا انتظام بگڑا ہوا تہا فتنہ و فساد
کا بازار گرم تہا ترقی کی جگہہ زوال کی گہٹا چہا رہی تہی۔ اسلیے اسکا یہہ منتر چل گیا۔ اور باشندگان قطیف سے وعدہ
خروج لیکر بحرین کے مفسدہ پرور باشندون کو اکسایا بہر انہین اجابت کنندون مین سے ابو سعید جنابی تہا۔
(جنابہ علاقہ فارس مین ایک گاؤن ہے) ابو سعید مذکور نے ۲۸۶ھ ہجری مین علم بغاوت بلند کیا۔ اور مشرقی
عرب کے انقلاب پسند اعراب و رجملہ قرامطہ یہ تعداد کثیر ابو سعید کے ساتھ ہوگئے جن لوگون نے اطاعت منظور نہ کی قتل
کیے گئے بحرین اور قطیف مین سکہ جما کر بصرہ کی فکر مین لگا خلیفہ معتضد بن موفق بن متوکل نے چودہ ہزار دینار کی
لاگت سے بصرہ کے گرد ایک فصیل بنوادی۔ ابو سعید نے نواح بصرہ علاقہ ہجر کو لوٹ لیا۔ معتضد باللہ نے ابو سعید
پر کئی فوجین روانہ کین۔ اور سخت معرکے ہوئے۔ مگر بغداد کے دنیا طلب اور زر دوست افسران فوج

چونکہ اس کے ہمراہی جملہ محنتی جفاکش۔ اور اپنی آزادی کے لیئے لڑتے تہے اسلیے۔ خلیفہ بغداد کے آرام طلب فوجوں کو چند بار شکستیں دیں اور مشرقی عرب کے انقلاب پسند باشندوں پر شاہی سکہ جاتا رہا جب بغداد کے کم ہمت سرداران لشکر سے کچھ نہ ہوسکا تو خلیفہ کلے بہائی موفق طلحہ بن متوکل نے بیڑہ اُٹھایا اور اسکی بہادر بیٹے ابو العباس نے مقدمۃ الجیش کی کمان کی۔ چونکہ انکی کوشش وسعی کسی انعام و اکرام یا حصول خطاب ومنصب کے لیے نہ تہی اور ان عباسی شاہزادگان کی موجودگی سے فوج کی افسردگی جاتی رہی اور ابو العباس کے ذاتی غازیانہ افعال نے سپاہیوں کے حوصلے بڑہا دیے۔ اسنے ابو العباس نے کئی ایک خونریز معرکوں کے بعد صاحب الزنج کو ہلاک کیا۔ جسکے ہاتہہ پندرہ یا دس لاکہہ مسلمان قتل ہوئے تہے جوان بوڑہے بچے و بچہ کوئی اُس کے ہاتھ سے نہ بچتا تہا۔ بروایت مسعودی موفق طلحہ اور اُسکا بیٹا۔ ابو العباس ۲۶۶ھ ہجری میں صاحب الزنج کے مقابلہ پر مقرر ہوا۔ اور ۲۷۰ھ ہجری مین اس ظالم فرقہ کا فیصلہ ہوا جو دہ سال چار ماہ تک خلیفہ بغداد کا نہایت کامیابی سے مقابلہ کرتا رہا اور خلیج فارس کے دونوں ساحلوں پر قابض رہا۔ شرفائے عرب کے ہزارہا عورات کے عصمت کو خراب کیا بقول مسعودی ایک ایک حسنی اور حسینی اور عباسی عورت دو یا تین درہم تک فروخت ہوئین۔ اور ایک زنگی کے پاس دس دس بیس بیس تک ایسی شریف عورتیں موجود تہیں جنکی عصمت مین خلل ڈالتا اور زنگی عورتوں کی خدمت کا کام اُن سے لیا جاتا غرضیکہ یہ شخص مدعی امامت امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے دجال تہا۔ اس کے مفصل حالات مبسوط تاریخوں مین دیکہنے چاہئین۔ جب اسکا سر کاٹ کر بغداد مین بہیجا گیا تو ہر ایک قسم کی خوشی کا اظہار کیا گیا۔ ایسی حالت مین رومیوں نے کئی حملہ کیئے جنکا ذکر آئندہ کیا جائے گا۔ یہاں پر ایک اور مذہبی خبطی کا ذکر کیا جاتا ہے جس کے گروہ سے مسلمانوں کو صاحب الزنج سے بڑہ کر نقصان پہونچا اور جس نے خلافت کی چولین اور ڈہیلی کردین۔

مذہب قرامطہ

صاحب الزنج کا تو خدا نے فیصلہ کر دیا۔ لیکن اُسکی ابتدائی کامیابی کو دیکہہ کر ایک اور خبطی پیدا ہوا۔ ۲۷۸ھ ہجری مین بعہد خلیفہ معتمد بن متوکل ایک شخص خوزستان سے سواد کوفہ مین داخل ہوا۔ جو نہایت زاہد مرتاض تہا ہر وقت اوراد و وظائف مین مشغول رہتا۔ یا نماز پڑہتا رہتا۔ جو اُس کے پاس جاتا احکام دینی بتاتا۔ ترک ہوا و حرص نفسانی کی ہدایت کرتا۔ لوگ اسکی ظاہری صلاحیت کو دیکہکر مرید و معتقد بن گئے۔ جب رسوخ و اعتبار بڑہ گیا تو پولیٹکل میدان مین قدم رکہا۔ اور مریدوں کے ذہن

قیامت برپا کر دی مکتفی باللہ ۲۹۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اسکا بہائی مقتدر باللہ قرامطہ سے لڑتا بہڑتا رہا۔ اور کئی ایک جنگ ہوے جنمین سے ایک مین ابوسعید قتل ہوا۔ اسکا جانشین سعید ہوا۔ اور حمام مین قتل کیا گیا۔ اور اسکا بہائی ابوطاہر مذہب قرامطہ کا پیشوا ہوا۔ جو سب سے زیادہ دشمن تہا۔ ان ملحدون کا اعتقاد تہا کہ مسلمانون کا خون جائز ہے۔ ہجر۔ الاحسا۔ قطیف۔ بحرین شرقی عرب مین جو ہمیشہ مسلمانون کے سواد اعظم کے برخلاف فتنہ و فساد کی معدن رہے ہین قرامطہ کے مستقل سلطنت کے مرکز تہے۔ ہجر اسکا دار السلطنت تہا۔ حجاز پر تصرف رکہتے تہے مسلمانون کو مکہ معظمہ کے جانے اور بیت الحرام کے حج سے روکتے۔ اور ہجر کے حج کے لیے مجبور کرتے اور اس مطلب کے لیے حاجیون کو مارتے۔ لوٹتے قتل کرتے اور ہر ایک قسم کا ظلم و تشدد مسلمانون پر روا رکہتے اور بایںہمہ اسلام کا دعوی کرتے ۳۱۷ھ ہجری مین ابوطاہر مع فوج جرار ناگہانی بلا کی طرح یوم الترویہ کو مکہ معظمہ مین جا پہنچا جبکہ بقول سیوطی خود مقتدر بہی حج کو گیا ہوا تہا۔ او سوار و سلاح بند بیت اللہ مین داخل ہوا۔ اور طائفین مصلین محرمین کا قتل عام شروع کیا اور سترہ سو حاجیون کو طواف کرتے ہوئے بیگناہ شہید کیا۔ انہین شہدا مین شیخ الصوفیہ حضرت شیخ علی بن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ تہے۔ تلوارین پڑتی تہین اور طواف کیے جاتے تہے۔ تتعی المجنون صارتی دیارہم + کفتیۃ الکہف لا یدرون کم لبثو۔ سچ ہے **شعر**

عاشقان عجب فرقہ آزار پسند ... تیغ بر سر رود و سر محبت نکشند

اس کمال درجہ کی تسلیم و رضا سے دکہلا دیا کہ عاشقان الہی و محبان رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادائے فرض کس استقلال و جگرداری سے کرتے ہین۔ اور تقدیر ربانی کے سامنے کسطرح سر تسلیم خم کرتے ہین۔ شہدا مین بڑے بڑے عالم فاضل فقیہ صوفی داخل تہے اکثر حاجی خراسان اور مغرب کے تہے۔

ابوطاہر خاص حرم کعبہ مین گہوڑے کو پیشاب و لید کرائی تہی کل مقتولون کی تعداد جو اس ظالم خونخوار کے ہاتھ سے بیت اللہ اور شعاب مکہ مین مارے گئے تین ہزار لکہی ہے جنکے سر کاٹ کر چاہ زمزم اور غارون گڑھون کو بہر دیا اور لاشین بلا کفن و جنازہ زمین دوز کی گئیں۔ کعبہ کا دروازہ ابوطاہر نے اکہاڑ دیا۔ وہ کافر عتبۃ الباب کعبہ پر کہڑا ہوا کہتا تہا۔ انا باللہ و باللہ انا۔ یخلق الخلق و افنیہم انا۔ حاجیون کو پکار کر کہتا تہا کہ اے گدہو تم بکتے تہے ومن دخلہ کان امنا۔ فاین الامان فعلنا ما فعلنا ایک دل جلے مسلمان نے ابوطاہر کے گہوڑے کی باگ پکڑ کر کہا کہ آیت شریف کے معنے " من دخلہ فامنوہ " ابوطاہر توجہ نکی اور باگ پہیر لی اور خداتعالی نے اس مسلمان کو بچا لیا۔ اس مردود نے کعبے کے میزاب سنہری کے اکہاڑنے کا حکم دیا ایک قرمطی اوپر چڑہا۔ کوہ ابوقبیس سے ناگہان تیر آکر لگا اور وہ مردہ ہو کر گرا۔ پہر دوسرے کو حکم دیا وہ بہی گر کر داخل جہنم ہوا باقی ڈر گئے۔ ابوطاہر نے کہا چہوڑ دو خود صاحب الزمان مہدی آکر اکہاڑے گا جنکے ظہور کی وہ جلد امید کرتے تہے

ابوسعید اور اسکے پرجوش اور جان فروش ساتھیوں کو قابو نہ کرسکے۔ بلکہ شام۔ مصر۔ یمن۔ حجاز کے علاوہ کچھ حصہ
عراق پر بھی قرامطہ کا ڈنکہ بجگیا۔ معتضد باللہ ۲۸۹ھ ہجری میں فوت ہوا اور اسکا بیٹا مکتفی باللہ خلیفہ ہوا۔ اور قرامطہ
سے جنگ وجدل کرتا رہا۔ لیکن قرامطہ کی طاقت اور زور دن بدن بڑھتا گیا۔ ایسے وقت جبکہ خلفائے بغداد کی
کمزوری اور امرائے کی باہمی نفاق اور کم ہمتی کے سبب خانگی اور داخلی فسادوں کا بھی انسداد نہیں ہوسکتا
تھا۔ اتفاق جو اسلام کا اصل الاصول تھا وہ جاتا رہا تھا یہہ حال دیکھکر شہنشاہ قسطنطنیہ گیارہ لاکھ کی فوج
لیکر اسلامی علاقہ واقع ایشیا روم پر حملہ آور ہوا۔ اسکی کامیابی میں کچھ شک نہ تھا مگر علماء اسلام نے جہاد
کا عام جوش پھیلا دیا۔ اور کل مسلمانوں کو بھڑکا دیا۔ مجاہدین کا اسقدر جوش دیکھکر شاہ قسطنطنیہ مکتفی باللہ
خلیفہ بغداد سے صلح کرکے واپس چلا گیا۔ اسلام کی آبرو اسوقت محض سچے مجاہدین نے رکھہ لی جو بہ تقلید صحابہ
کرام اسلام کی حفاظت کے لیے جان ومال کو فدا کرتے تھے اسی سال ۲۹۱ھ ہجری میں ترکوں نے ماوراء النہر
پر حملہ کیا۔ مگر اسوقت اسلام کا سچا خادم اور بہادر اسمعیل بن احمد بن سامان اوپر موجود تھا جسکا خاندان
مامون رشید اور معتصم باللہ کا تربیت یافتہ تھا۔ یہہ بہادر اور اسکے ہمراہی جو تقلید صحابہ پر مرتے تھے۔ ترکوں کے
ٹڈی دل کے مقابل ہوا اور مذہبی جنگ کے پورے جوش سے لڑکے کفار ترکوں کو شکست ہوئی اور اسی پر قناعت
نہ کی بلکہ ۲۹۳ھ ہجری المقدس میں ترکستان کے کئی ایک شہر فتح کر لیے اور بہ نسبت سابق اسلام کا دائرہ زیادہ
وسیع کر دیا اور بخارا کو علماء و فضلاء مجاہدین جانباز کا مسکن بنا دیا۔ ایشیا روم میں جسقدر مسلمان نقصان
اٹھا رہے تھے اسمعیل اسکی عمدہ تلافی کر رہا تھا۔ اسی خاندان کی شاخ معزز اور متبرک خاندان غزنویہ تھا جسکے سرتاج
سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی یادگار آج ہندوستان نو کروڑ مسلمان موجود ہیں تاریخ سے
یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ اگر ایک طرف مسلمانوں نے نقصان اٹھایا ہے تو دوسری طرف کسر نکال لی ہے
تیسری صدی کے منحوس حصہ اخیر میں ایشیا روم اور عراق میں مسلمان بگڑ رہے تھے تو شرق میں ایک جدید
سلطنت کی بنیاد پڑ رہی ہے اور ہسپانیہ میں مسلمان فتح کے نشان اڑا رہے تھے اگر ہسپانیہ میں ۳۹۲ھ
سے زوال شروع ہوا۔ تو اسی ۳۹۲ھ میں سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے ایک عہد بہ عظم یعنی ہندوستان
میں اعلان توحید کے لیے رستہ نکال رہا تھا۔ ہسپانیہ کا پورا زوال ۸۹۷ھ ہجری میں ہوا اور یہی سنہ ہندوستان
کی اسلامی سلطنت کے کمال کی ہے اور شرقی یورپ میں سلاطین آل عثمان عظیم الشان فتوحات سے یورپ کو حوصلہ شکستہ
کر رہے تھے تیرہویں صدی ہجری میں اگر ہندوستان سے اسلامی اقبال رخصت ہوا تو وسط افریقہ میں
حیرتناک ترقی حاصل کی۔ اب دیکھیے چودہویں صدی میں پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔
اب باقی حال قرامطہ کا بیان کیا جاتا ہے ۲۹۴ھ ہجری میں حاجیوں کو لوٹا اور قتل کیا۔ عرب اور عراق میں

عیسائیون کے حملے

معتصم باللہ ۲۲۷ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ اُسکا بیٹا واثق باللہ خلیفہ ہوا۔ اور پانچ سال سلطنت کرکے ۲۳۲ھ ہجری مین راہی ملک بقا ہوا۔ اس کے عہد مین فتوحات کم ہوئین۔ اور اسیوقت سے خلفاء نے فوجی کمان کو چھوڑکر بغداد سے نکلنا ترک کیا۔ آرام طلبی عیاشی اختیار کی۔ واثق کے بعد اسکا بھائی المتوکل علی اللہ سریر آراء ہوا جس کے عہد مین زیادہ خرابی پیدا ہوئی تمام امور سلطنت امرا و وزرا پر چھوڑدی جنکو قومی فلاح کا قطعی خیال نہ تھا۔ عربون کی جگہہ دربار مین ترکون کا زور بڑھ گیا جس سے عربون کی ہمت ٹوٹ گئی۔ عرب کی سادگی جاتی رہی عجمی تکلفات بڑھ گئے اسلام کے صاف اور سادہ عقائد مین پیچیدگیان پڑنے لگین جس سے حقیقی جوش کم ہوگیا کام کی جگہہ نمائش اور تصنع کا رواج پڑ گیا۔ مصر کے حاکم عنبہ بن اسحاق الضبی نے عید کا جلوس بڑھانے اور شان و شوکت دکھانے کے لیے فوج دمیاط کو مصر مین بلا لیا۔ رومی عیسائی جو تاک مین تھے تین سو جہاز کا جنگی بیڑا لیکر بلا مزاحمت دمیاط مین داخل ہوگئے۔ قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ جامع مسجد اور شہر کا اکثر حصہ جلا کر خاک سیاہ کردیا۔ ۶۰۰ عورتین قید کی گئین۔ مسمی بشر بن اکشف کو عنبہ نے قید کیا ہوا تھا۔ قومی جوش سے جیل توڑکر نکل آیا۔ اور مسلمانون کو ساتھہ ملاکر رومیون سے لڑا اور انکو اشنوم تیس کی جانب نکال دیا۔ جو بہت سا مال غنیمت لیکر واپس چلے گئے۔

سنہ ۲۴۱ھ ہجری مین ملکہ قسطنطنیہ نے مسلمان قیدیون کو عیسائی ہونے کے لیے کہا جسنے عیسائی مذہب اختیار کیا بچ رہا۔ اور بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ مسلمان شہید کیئے گئے اور نو سو پنچ کا عیسائی قیدیون سے تبادلہ کیا گیا۔ ۲۴۴ھ مین المتوکل علی اللہ نے بہت سی فوج رومی ممالک پر روانہ کی جس نے لوٹ مار تاخت و تاراج سے رومیون کو بہت کچھ ستایا لیکن ۲۴۵ھ ہجری مین رومیون نے سمیساط کے قتل عام وغیرہ سے کسر نکال لی۔ اسکے سوا ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ تک اسطرح مسلمانون اور رومی عیسائیون مین تلوار چلتی رہی رومی جسقدر اسلامی علاقہ پر آفت لاتے مسلمان اس سے بڑھ کر قیامت ڈھاتے مگر رومی ضبط و انتظام سے کام کرتے موقعہ پر کبھی نہ چوکتے اگر دیکھتے کہ کوئی بہادر سپہ سالار سرحدی گورنر ہے۔ اور مجاہدین کے اسلامی جوش سے باقاعدہ کام لینے کی لیاقت رکھتا ہے تو سیادی صلح کی درخواست کردیتے۔ اور پھر پیرے نکالنے کے لیے وقت نکال لیتے۔ اور ادھر رومیون کی کو تمام محض سرحدی افسرون اور فوجون پر موقوف تھی خلیفہ بغداد نے کبھی بھولے سے بھی سرحد کا معائنہ نہ کیا بلکہ بغداد سے قدم بھی باہر نہ رکھا۔ اہل بغداد کی لالچی اور خود غرض امرا صرف خلفاء کے عزل و نصب کو ہی اپنا فرض سمجھتے اور خلیفۃ المسلمین کے مرانے کو ہی جہاد اکبر جانتے۔ غیر مختلف اور عیسائی معرکون کا اختصار زمانہ سلاجقہ تک

گھرون کو لوٹ لیا عورتون بچون کو قید کر لیا۔ اکثر بہاگ گئے جنہ جنگلے کے مین رہ گئے۔ اس سال کسی نے بہی حج نہ کیا کعبہ کی پوشش تک اتار لیا۔ قدم شریف کو لینا چاہا مگر کامیاب ہوا حجر اسود کو بروز منگل ۱۴ ذی الحجہ ۳۱۷ ہجری کو اکہاڑ لیا۔ اور شکیر نہ بکواس بکتا رہا۔ قبہ زمزم کو گرا دیا ۱۰ یا ۱۱ یوم تک مکہ مین رہا۔ حجر اسود کو مقام ہجر مین لے گیا۔ اور مسجد ضرار کے ساتوین ستون مین جانب مغرب لگا دیا۔ اس خبیث کا خیال تہا کہ حج کا مدار حجر اسود ہے جب ہمارے پاس ہوگا تو لوگ بجائے مکہ معظمہ کے ہجر کو حج کے لیے آئینگے۔ ولیکن سوائے قرامطہ کے اور کوئی بہی نہ گیا مسلمان بدستور سابق بیت اللہ زادہ اللہ شرفاً کی حج سے مشرف ہوتے رہے۔ جب قرامطہ لوگون کو بیت اللہ کے حج سے نہ روک سکے تو ناچار ۳۳۹ ہجری مین ۲۲ سال کے بعد حجر اسود مکہ مین بہیجدیا۔ اور یہی جگہہ کہا گیا مسلمان سلاطین پچاس پچاس ہزار دینار دیرہے تہے اور قرامطہ نے نہین دیا تہا۔ ابو طاہر نے مکہ پر قبضہ کر کے عبید اللہ مہدی کو لکہا کہ مین تمہارا خطبہ و سکہ جاری کرتا ہون۔ اسکا خیال تہا کہ چونکہ عبید اللہ شیعہ ہے اور اسوقت خاندان فاطمیہ مین پورا جوش و راہتی جوانی تہی اسکا سہارا مل جائے گا اور جدید پر زور سلطنت کی طرف سے اندیشہ نرہیگا۔ کیونکہ اسی جوانمرد عبید اللہ نے ۲۹۶ ہجری مین افریقہ کی عباسی ہاتہہ سے آزاد کیا او مصر اور شمالی افریقہ کو یورپ کے نگاہ بد سے اس کے جانشینون نے مدت تک بچایا تہا اگر کوئی لالچی ہوتا تو ابو طاہر کی درخواست کو نہایت غنیمت جانتا اور فائدہ اُٹہا لیتا اور اس واقعہ سے حجاز وسیرو مین رسوخ بڑہا لیتا۔ مگر عبید اللہ نے صاف جواب دیا کہ خانہ کعبہ جو زمانہ جاہلیت اور اسلام مین محترم تہا اسکی تم نے ہتک کی۔ حاجیون کو خاص حرم کعبہ مین ذبح کیا مسلمانون کا قتل جائز رکہا گیا مسلمانون کے زن و بچہ قید کیے گئے۔ اور حجر اسود کو اکہاڑ لیا۔ باوجود ان خلاف شرع امور کے مجہ سے تعلق اور شکرانہ کا خواہان ہے۔ فلعنک اللہ ثم لعنک اللہ و السلام علی من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ۔

آخر ابو طاہر کو مرض آکلہ عارض ہوئی اور بدن مین کیڑے پڑ گئے اور عذاب تکلیف سے جان دی یہہ فرقہ ضالہ صرف دو رکعت صبح کو اور دو رکعت شام کو پڑہ لیتے۔ نبیذ کو حرام خمر کو حلال جانتے اور جنابت کا غسل نہ کرتے محمد بن حنفیہ کو رسول اللہ مانتے انکا زور ۲۸۱ ہجری سے ۳۷۵ ہجری تک برابر رہا۔ اور یہ زمانہ عرب عراق شام کے لیئے نہایت برا تہا۔

اگرچہ خلافت بغداد ملک مین امن و امان قائم نہ کرسکی مگر علما کرام اور صوفیائے عظام نے ایسے وقت مین اسلام کی خدمت سے کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہا۔ اور مسلمانون کے عقاید کو زوال پذیر نہ ہونے دیا۔ اور اس باطل فرقہ کے اثر بد سے بچا کر صراط مستقیم پر قائم رکہا۔

سنہ ۲۹۱ ہجری مین ترکون نے ماوراءالنہر پر حملہ کیا مگر جوانمرد اسمعیل سامانی اور اسکی بہادر فوج نے جنگ عظیم کے بعد شکست
دی ایسے نازک وقت مین جبکہ عرب اور جنوبی حصہ عراق پر قرامطہ کا غاصبانہ تصرف تھا اور مشرق مین ترک فتنہ
بپا کرتے تھے رومی دس لاکھ کی جمعیت سے اسلامی ممالک کے فتح کے لیے بڑھے اس ٹڈی دل کے مقابلہ کی سکت
نہ تو بغداد کی آرام طلب و بے انتظام فوجون مین تھے نہ بے اختیار اور کمزور خلیفہ مین طاقت تھی لیکن رومیون
کی اسقدر گرمجوشی اور تیاری دیکھکر عام مسلمانون کو یقین ہوگیا کہ یہ استیصال اسلام کے لیے سامان کیے گئے ہین
پس ایک عام جوش پھیل گیا اور مجاہدین کا جرار لشکر جمع ہوگیا۔ جو اسلام کے بچانے کے لیے جان و مال قربان کرنے
پر تیار تھے اسلامی جہاد کہ جس سے پیٹر اعظم اور نپولین جیسے عیسائی اولوالعزم شاہنشاہون کا زہرہ بھی آب آب
ہوتا تھا۔ اس عام جوش کو دیکھ کر رومی ڈر گئے اور واپس چلے گئے۔ اور مکتفی باللہ سے صلح کر لی جسکا ذکر پہلے
ہی آچکا ہے اسی اثنا مین زرافہ غلام نے انطاکیہ کے نواح مین پانچہزار رومی قتل اور اسیقدر قید کیے۔
سنہ ۲۹۲ ہجری مین رومیون نے مرعش کے علاقہ کو لوٹ لیا پانسو مسلمان قیدیون کا فدیہ ادا کیا سنہ ۲۹۳ ہجری
رومیون نے اسقدر زور پکڑا کہ علاقہ حلب پر حملہ کیا۔ تورس کے مسلمانون نے جان توڑ مقابلہ کیا مگر کچھ فائدہ
نہ ہوا۔ اکثر شہید ہوگئے رومیون نے جامع مسجد کو جلا دیا اور باقی باشندے قید کر لیے سنہ ۲۹۴ ہجری مین ابن
کیغلغ نے چار ہزار رومی قید کیے اور دوسری دفعہ شکند اور مش تک فتح کرتا ہوا جا پہنچا۔ اور بہت سے رومی قتل
کیے۔ ایک سرحدی رومی جنرل نے خلیفہ مکتفی باللہ کی اطاعت اختیار کی اور قلعہ کے دوسو مسلمان قیدیون
کو رہا کر دیا اور انکی ہمراہ مین بغداد آنے لگا شاہ روم نے اسکی گرفتاری کے لیے فوج روانہ کی مسلمان قیدیون نے
رومیون کو شکست دی رومیون نے اور تازہ فوج بھیجدی مگر مسلمانون کی کمکی فوج کے پہنچنے سے رومی ہٹ گئے
اور جنرل کو صحیح و سلامت بغداد پہنچا دیا اس سال مسلمانون نے قونیہ کو ویران کیا اور بدرخواست شاہ روم مسلمان
اور عیسائی قیدیون کا تبادلہ ہوا۔ سنہ ۲۹۵ مین خلیفہ مکتفی باللہ فوت ہوا اور خود مختار خلافت کا خاتمہ ہوا۔ اور المقتدر
باللہ بن المعتضد باللہ خلیفہ ہوا اور پچاس سال سے خلفاء بغداد ترک غلامون کے ہاتھ مین کٹھ پتلی کی طرح تھے اور خلفاء بغداد
مین کوئی ممتاز قابلیت نہ تھی۔ بغداد کی فوجین قرامطہ کے مقابلہ مین ہی نکمی ثابت ہو چکی تھین انہون نے اپنا اصلی
فرض صرف خلفاء کا عزل و نصب ہی تصور کیا ہوا تھا۔ اور خلافت عباسی کا ہر ایک دن بدتر ہی آرہا
تھا۔ ایسے وقت اسماعیل سامانی نے عباسی اطاعت کا جوا اتار کر بخارا مین اور عبیداللہ فاطمی نے سنہ ۲۹۶
ہجری مین شمالی افریقہ مین خود مختار سلطنتون کی بنیاد ڈال چکے تھے۔ اگرچہ بخارت اور افریقہ کی تین
صدیون کے مجموعی اسلامی طاقت کا یہ پہلا افتراق نہایت ہی رنج افزا سین تھا۔ اور اس وقت
سے الائمۃ من القریش کا اعتقاد اور ایک خلیفۃ المسلمین کی ضرورت کا اعتبار جاتا رہا اور مسلمان

لکھا ہے تاکہ سلسلہ تاریخ کے قائم رہنے کے علاوہ زمانہ حال کے مسلمانوں کو بھی اسباب زوال سے پورا علم ہو اور اپنی موجودہ حالات کا مقابلہ کرکے راہ راست پر۔ لیکن متوکل کے سرداران علی بن یحیی ارمنی اور جنرل بلکاجور اور عمرو بن عبید اور قریباً بین رومی علاقہ مین بہت کچھ تاخت وتاراج کی فضل بن قاون نے انطاکیہ فتح کیا۔ اور متوکل کی عہد کی ہی ایک بڑی فتح تہی ۲۴۷ھ ہجری مین المتوکل علی اللہ ترک خادمون کی ہاتہہ سے بسازش پسر خود قتل ہوا اور نو سال کے عرصہ مین پانچ خلیفہ معزول اور مقتول ہوئے جنکا ذکر پہلے آچکا ہے۔

اس عرصہ مین رومی زیادہ زور سے یورشین کرتے رہے اور سرحدی گورنر علی بن یحیی ارمنی اور عمرو بن عبداللہ روکتے رہے آخر دربار بغداد کی بے انتظامی اور غفلت سے یہ دونون بہادر شہید ہوگئے معتمد بن متوکل جو ۲۵۶ھ ہجری مین خلیفہ ہوا اوسکے عہد مین صاحب الزنج کا فتنہ برپا رہا مگر رومی حملات کی احمد بن طولون اور اس کے بہادر نائب و جنرل از زمان ۲۶۳ھ ہجری سے ۲۷۰ھ ہجری تک مدافعت کرتے رہے چنانچہ ایک جنگ مین ابن طولون کے نائب خرغانی نے دس ہزار رومی قتل کیے ۲۷۹ھ ہجری مین معتمد فوت ہوا اسکا بھتیجا معتضد باللہ تخت خلافت پر متمکن ہوا اگرچہ شاہزادگی کے ایام مین ایک بیباک بہادر تہا۔ اور صاحب الزنج کی کا قلعہ قمع اسی کی جوانمردانہ کوشش سے ہوا تہا۔ مگر تاجداری کا ایسا اثر پڑا کہ کسی معرکہ مین شامل ہوکر قوم کا حوصلہ نہ بڑہا سکا۔ اسکی کم ہمت فوجین قرامطہ کا استیصال بہی نکر سکین ہان وسط ایشیا مین ایک ہونہار جوانمرد اسلامی اقبال بڑہا رہا تہا اور وہ اسمٰعیل بن احمد بن سامان بانی سلطنت سامانیہ تہا جسنے ۲۸۰ھ ہجری مین ترکستان مین فتوحات نمایان حاصل کین اور ۲۸۱ھ ہجری مین مجاہدین نے بارہ روز کے سخت جنگ کے بعد رومیون پر فتح پائی جو ایک نئی ہی غیرت کا نتیجہ تہا ۲۸۳ھ ہجری مین ۲۵۰۴ مسلمان قیدیون کا عیسائی قیدیون سے تبادلہ ہوا ۲۸۵ھ ہجری مین راغب غلام موفق نے بحری لڑائی مین تین ہزار رومی قتل اور چند مقامات فتح کئے ابن رشید۔ الی مصر نے بہی رومیون سے لڑائی کی ۲۸۸ھ ہجری مین معتضد باللہ نے بہی رومیون کی لڑائی کے لیے فوجین روانہ کین اور چند جگہہ فتوحات بہی کین۔ مگر بے فائدہ تہین ان مقامات مفتوحہ پر قدم جمانے اور تسلط ٹہیرانے کی طاقت خلافت بغداد سے سلب ہوچکی تہی قتل وغارت ظالمانہ مین دونون فریق کمی نہ کرتے تہے اور یہی ان لڑائیون کا وحشیانہ نتیجہ تہا۔ مگر اسمین مسلمانون کا زیادہ نقصان تہا کیونکہ انکا زبردست سرپرست کوئی نہ تہا۔ خلیفہ بغداد اہل دربار کی بغیر معطل تہا۔ اور درباریون مین نفاق حسد تبغض۔ کینہ وغیرہ کا زور تہا۔ اور عیسائیون مین اتفاق وانتظام موجود تہا۔ اسی سال ۲۸۸ھ ہجری مین رومیون نے خشکی اور تری دونو طرف سے حملہ کیا اور عام تاخت وتاراج کے علاوہ پندرہ ہزار مسلمان قید کرکے لیگئے ۲۸۹ھ ہجری مین خلیفہ معتضد باللہ فوت ہوا۔ اور انکا بیٹا مکتفی باللہ تخت نشین ہوا

آفت لایا۔ مگر اس ایک شہر کے محاصرہ مین ہی عام مجاہدین نے اسکا حوصلہ توڑ دیا۔ اور مار کر شہر سے نکال دیا۔
اور دس ہزار رومیون کو تہ تیغ کیا۔ اسی سال ثمال خادم نے رومیون کو منتشر کیا۔ ایک ملک گرد و ڑ رئیس ابن
ضحاک نامی والی قلعہ جعفری مرتد ہوکر عیسائی ہوگیا تھا۔ اور شاہ قسطنطنیہ کے پاس اغراض کے لیے چلا گیا
تھا جس نے انعام و اکرام اور بیش بہا جاگیر سے اسکا حوصلہ بڑہا دیا۔ اپنے علاقہ واقعہ کردستان
کو جا رہا تھا۔ رستہ مین غازیان اسلام نے شکار کر لیا۔ ۳۱۶ھ ہجری مین دمستق رومی گورنر جنرل فوج
کثیر لیکر چڑہا اور خلاط اور بدلیس کو صلح سے لیکر جامع مسجدون پر صلیبین گاڑ دین اور مسجدون کو گرجے بنا لیا
امرا آوازہ نفیر ڈر کر بغداد گئے۔ لیکن کوئی غیور حامی نہ نکلا اسی سال ملیح ارمنی نے سات سو [illegible] بغرض بہانہ
حرفت و تجارت ملاطیہ مین بہیجدے تاکہ محاصرہ کے وقت اندر سے دروازے کہول دین مگر بہید کہل
گیا اور سب کے سب قتل کیئے گئے۔ عیسائی تو اس اودہیڑ بن مین ور اسلامی ممالک کے چہیننے کی
کی تجاویز کر رہے تہے اور مرکز اسلام بغداد مین خلیفہ کے خلع کے لیے جال بچہ رہے اور سرحد کی حفاظت
اور دشمن کی مداخلت کا مطلق خیال ہی نہ تہا۔ چنانچہ ۳۱۷ھ ہجری مین مقتدر باللہ معزول اسکا بہائی
القاہر باللہ خلیفہ ہوا۔ اور دو دن کے بعد پہر مقتدر خلیفہ بنایا گیا۔ جس سے بغداد مین سخت فتنہ و فساد
برپا ہوگیا۔ اور دونون پارٹیون مین خوب کجدار و مریز ہوئی۔ جس کا مفصل حال کتب تاریخ مین موجود ہے
ایسے نازک وقت مین رومیون نے زیادہ پہرتی دکہائی شروع کی۔ ملاطیہ سمیاط فارقین آمد۔ ارزن
وغیرہ سرحدی مقامات کے مسلمان جو ایک صدی سے زیادہ عرصہ تک بہی اسلامی حمیت اور مذہبی عصبیت
سے ملک و قوم پر قربان ہوکر اسلامی ننگ و ناموس کو بچاتے اور دشمن کی افواج کثیرہ کو بارہا مار مار
کر نکالتے رہے تہے آخر بے سروسامانی اور سلطنت کی بے انتظامی سے تنگ ہوگئے۔ اور مقتدر باللہ
کو اپنی کمزوری اور دشمن کا زور جتلاتے اور طلب امداد کرتے رہتے تہے مقتدر باللہ کو اپنی جان کے لالے
پڑے ہوئے تہے امرا اور دربار خود غرضی اور حسد و نفاق مین گرفتار اور باشندگان اور افواج بغداد
خانگی فتنہ و فساد سے لاچار تہے جب سرحدی مسلمانون نے دیکہا کہ کوئی معاون و مددگار اور کوئی
سرپرست و غمخوار نہین تو مجبور ہوکر رومی اطاعت اختیار کی اور تمام سرحدی علاقہ پر رومی متصرف ہوگیا
۳۱۹ھ ہجری مین ثمال والی طرسوس نے رومیون سے جنگ کیا۔ ۶ ہزار رومی قتل تین ہزار قید کیئے اور بیشمار
مال غنیمت ملا گرمیون مین پہر حملہ کیا اور عموریہ تک جا پہنچا۔ رومی ثمال کی شیرانہ صورت دیکہ کر شہر خالی
کر گئے۔ ثمال جسقدر اسباب اٹہا سکا لے آیا باقی ذخیرہ وغیرہ جلا دیئے اور تاخت و تاراج کرتا ہوا انگورہ
تک چلا گیا۔ رومیون نے کہین جم کر مقابلہ نہ کیا اسی سال مین ابن الدیرانی ارمنی کی تحریک سے رومیون نے

امرا کو بالعموم آزردگی سلطنت میں کامیابی کا خیال پیدا ہوا۔ لیکن خلافت بغداد کا مرض لاعلاج تھا۔ آرام طلبی اور عیش عشرت کا بازار گرم تھا۔ تقلید صحابہ کا شوق مطلق نہ رہا تھا۔ شریعت حقہ کا پاس کم ہو گیا تھا۔ ایسی وقت میں افتراق بلکہ انقلاب ضروری تھا۔ لیکن عباسیوں کی جگہہ کوئی اور پرجوش خاندان تمام اسلامی دنیا پر واحد حکمران ہو جاتا۔ تو اس وقت سے بہتر تھا۔ بہر حال ان جدید آزاد شدہ سلطنتوں سے یہ فائدہ ہوا کہ مشرق میں سامانی اور پرجوش خاندان غزنویہ نے ترقی اسلام میں نہایت سرگرمی دکھائی اور مصر کے خلفاء عبیدیہ نے افریقہ اور سسلی وغیرہ جزائر واقعہ بحیرۂ روم کو سو سال تک عیسائی تصرف سے نہایت بہادری سے محفوظ رکھا۔ ان خاندانوں کی سرپرستی اور قدردانی سے۔ بخارا۔ مصر۔ غزنی۔ علماء۔ فقہاء۔ صلحاء۔ حکماء۔ غازی۔ مجاہدین۔ کے ماوا و ملجا بن گئے تھے۔ اور سرگرم مسلمان بغداد چھوڑ کر امصار کو چلے گئے۔ چونکہ خلافت بغداد کو زیادہ کھٹکا رومیوں کی طرف سے تھا۔ اس لیے مقتدر نے سنہ ۲۹۶ ہجری میں مونس خادم اور سنہ ۲۹۷ ہجری اور سنہ ۲۹۸ ہجری میں جنرل ابن سیما کو اور سنہ ۲۹۹ ہجری میں سرحدی گورنر رستم کو رومی ممالک پر روانہ کیا۔ جو معمولی تاخت و تاراج کے بعد واپس ہوئے۔ سنہ ۳۰۲ ہجری میں مقتدر باللہ کا وزیر علی بن عیسیٰ رومیوں کے جہاد پر بڑی ٹھاٹھ سے نکلا لیکن خود بھی فنون جنگ سے ناواقف اور ناتجربہ کار اور فوج بھی آرام طلب کم مشق مذہبی حرارت سے محروم تھی اس لیے بے فائدہ تگ و دو کے بعد واپس ہوا۔ سنہ ۳۰۳ ہجری میں رومیوں نے قلعہ منصور کو غارت کیا۔ اور عبیداللہ نے مصر پر حملہ کیا۔ سنہ ۳۰۴ ہجری میں مونس خادم نے فتوحات کیں اور ثمال خادم نے بحری لڑائیوں میں کامیابی حاصل کی ان دونوں سرداروں کی مستعدی دیکھکر رومیوں نے میعادی صلح کی درخواست کی جسکی میعاد سنہ ۳۱۰ میں ختم ہوتے ہی مسلمانوں نے بحری اور بری لڑائیوں پر زور دیا اور ملاطیہ فتح ہوا سنہ ۳۱۱ ہجری میں مونس خادم نے کئی رومی شہر فتح کیے اور ثمال خادم نے رومی جہازی بیڑہ کو تباہ کیا۔ چونکہ ان سرداروں کے ہاتھ سے رومیوں کو عموماً شکستیں حاصل ہوئیں اور خود رومی بھی پورے تیار نہ تھے اسلیے خلیفہ مقتدر باللہ کو قیمتی تحائف بھیجکر میعادی صلح کی درخواست کی جو منظور کی گئی لیکن جونہی رومیوں کی تیاری مکمل ہو گئی عہدنامہ کو بالائے طاق رکھکر سرحدی اضلاع کو سنہ ۳۱۴ ہجری میں لوٹ لیا۔ ملاطیہ اور دیگر قصبات و دیہات کو ویران و تباہ کر دیا۔ ملاطیہ والے بغداد پہنچے اور ہال پکار کی لیکن بغداد کے امراء میں سے کوئی فریاد رس نہ نکلا۔ سنہ ۳۱۵ ہجری میں طرسوس کے مجاہدین نے رومی حصار پر دھاوا کیا مگر سب کے سب شہید یا قید ہو گئے۔

بعد رومیوں کے عموماً جارحانہ حملات ہونے لگے سنہ ۳۱۵ ہجری میں دمستق ایشیائے کوچک کا رومی گورنر جنرل فوج کثیر اور ہر ایک قسم کا سامان قلعہ شکن لیکر نہایت شان و شوکت سے اسلامی علاقہ پر حملہ آور ہوا آگے بیل

سال پہلے مونس و میسون کے مقابلہ مین داد شجاعت دے چکا تہا اور فوج وغیرہ پر اعتبار رہا چکا تہا اور خلفائے
بغداد برسون سے زندہ در گور ہو رہے تہے ان سے براہ راست کسی نفع و نقصان کی امید نہ تہی اور کئی دفعہ پہلے
نتیجہ بہی بغاوت خلفائے ہی نکلتا رہا تہا۔ اور یہہ حالت اُس سے بہی نازک تہی اسلئے چارون طرف سے فوجیں
مونس کے پاس آنے لگین اور جب بغداد پہنچا تو خاص دار الخلافہ کی لالچی اور بیوفا فوجون کا حصہ کثیر بہی مونس سے
جا ملا۔ مقتدر باقی فوج لیکر مقابلہ کو نکلا متبرک چادر نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام مقتدر کے سر پر تہی جسکے آگے آگے فقیہہ
عالم حافظ قرآن کہولے ہوئے تہے اور خلیفہ کی اطاعت کے لیے بلاتے تہے مگر کچہہ فائدہ نہ ہوا۔ مونس بقول ؎
ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند۔ کے بازی لے گیا مقتدر کو شکست ہوئی چند بربری سپاہی مقتدر کو پکڑنے
لگے مقتدر نے کہا۔ ویحکم انا الخلیفہ۔ انہون نے کہا ہم جانتے ہین اَنتَ خَلیفَۃُ الشَّیطَان اور ایک تلوار کی
دہار سے اسکا سر اوڑا دیا۔ اور پاجامہ تک اتار لیا اور گڑہا کہود کر زمین مین داب دیا۔ اور قبر کا نشان مٹا
دیا نہایت عبرت کی جگہہ ہے کہ یہ وہی خلیفہ تہا جسکی شان و شوکت کا حال پہلے لکہا گیا ہے اور اس بیکسی اور ذلت
سے جان دیتا ہے فَسُبْحَانَ مَنْ لَا يَزُوْلُ وَلَا يَزَالُ وَلَا يَفْنٰى مُلْكُهٗ وَتَغَيَّرَ بِهِ الزَّوَالُ فَلَا تَغَيُّرُهٗ الشُّئُوْنُ
وَالْاَحْوَالُ وَهُوَ اللّٰهُ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ وَلَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا ضِدٌّ وَلَا نِدٌّ وَلَا
مِثَالَ ۔ مقتدر کے بعد اسکا بہائی القاہر خلیفہ ہوا۔ جو ظالم مے خوار تہا جس نے چند روز بعد مونس کو قتل کر دیا۔
لیکن ۳۲۲ھ ہجری مین معزول و راندہ کیا گیا۔ اور اسکی جگہہ الراضی باللہ بن المقتدر خلیفہ ہوا۔ اسی سال مین
دمشق (رومی گورنر جنرل) نے پچاس ہزار فوج لے کر سیاط پر چڑہائی کی چند جگہہ فتح پائین اور ملاطیہ کا طویل
محاصرہ کیا۔ اکثر بہوک کے عذاب سے مر گئے۔ اور باقی جان بلب تہے یہ حالت دیکہہ کر دمستق نے شہر کے باہر دو خیمہ
گاڑ دیے ایک پر صلیب کا نشان تہا جو اُس مین داخل ہوتا اسکا اہل و عیال مال و اسباب صحیح و سلامت رہتا جو
دوسرے اسلامی خیمہ مین داخل ہوتا۔ صرف اپنی جان سے امان پاتا۔ اہل و عیال وغیرہ کہو جاتا اسیطرح سے
اکثر لوگ عیسائی کیے گئے۔ جو باقی بچے اسلامی علاقہ کو چلے گئے۔ ملاطیہ کے بعد سماط کو فتح کیا اور گرا کر ویران
کر دیا۔ جوان بوڑہے زن و بچہ سب کو تلوار کی گہات اتار دیا اور ہر ایک قسم کے افعال شنیعہ کا ارتکاب
کیا گیا۔ اور بہی کئی شہر فتح کر کے واپس چلا گیا۔ ۳۲۶ھ ہجری مین ۶۳۰۰ مسلمان ان رومی قیدیون
کا عیسائی قیدیون سے تبادلہ ہوا۔ ۳۲۹ھ ہجری مین الراضی باللہ خلیفہ مر گیا۔ اُسکے عہد مین بغداد کے
باہر حکومت نہ رہی تہی۔ اور متقی بن المقتدر خلیفہ ہوا۔ ۳۳۰ھ ہجری مین رومیون نے نواح حلب تک لوٹ مار کر ملک
کا ستیاناس کر دیا اور پندرہ ہزار مسلمان قید کر لیے اسی سال مجاہدین طرسوس کو جوش پیدا ہوا۔ اور رومی فوج کو بہگا کر
کئی ہزار قید کیے۔ ۳۳۲ھ ہجری مین شاہ روم نے متقی سے حضرت عیسیٰؑ کی مندیل طلب کی اور کہا کہ اگر مندیل شریف

خلاط وغیرہ کے علاقون کو لوٹ کر ویران کر دیا اور بے شمار مسلمان عورات اور لڑکے قید کرکے لے گئے مفلح نام غلام والی آذربائجان نے بیشکر فوج کثیر اور مجاہدین کو لے کر ابن الدیرانی مذکور کے شہر آرمیہ کی اینٹ بجادی اور ایک لاکھ آرمنی قتل کرکے خلاط کے مسلمانون کا انتقام لیا۔ اسی سال مین رومیون نے سیماط کو فتح کیا مگر سعید ابن حمدان والی موصل نے سیماط خالی کرا لیا۔ اور ملاطیہ کو واپس لے لیا ۳۲۰؁ ہجری مین مقتدر باللہ قتل ہوا۔ اس بیان سے پہلے مقتدر کی شان وشوکت اور جاہ وجلال کا مختصر حال لکھا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین پر مضمون

رباعی

آن قصر کہ بر چرخ ہمی زد پہلو ۔۔۔ بر درگہ او شہان نہادندی سر
دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختہ ۔۔۔ بنشستہ ہمی گفت کہ کو کو کو کو

علامہ ذہبی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ مقتدر باللہ چالیس ہزار اونٹ اور گائی اور پچاس ہزار گوسفند عرفہ کے دن قربانی دیتا اور ہر سال مکہ معظمہ اور حرمین شریفین کے رستہ مین حاجیون کی ضروریات بہم پہنچانے مین تین لاکھ پندرہ ہزار دینار خرچ کرتا تھا۔ اُس کے صرف خواجہ سرا گیارہ ہزار تھے باقی رومی حبشی صقالیہ غلام اسکے علاوہ تھے اور کئی گنا زیادہ تھے بیٹون کے ختنے پر چھ لاکھ دینار خرچ کروائے ایک دفعہ شاہ روم کا ایلچی بدرخواست صلح میعادی حاضر ہوا۔ مقتدر نے شان وشوکت دکھانے اور دشمن پر رعب جمانے کے لیے دار الخلافہ بغداد آراستہ کیا باب شماسیہ سے لیکر دار الخلافہ تک ایک لاکھ ساٹھ ہزار قیمتی جگمگاتی وردیان پہنے ہوئے دورویہ کھڑے تھے اُنکے آگے سات ہزار خادم اور پہر سات سو چنرل تھے اور تیس ہزار ریشمی پردے دار الخلافہ کی دیوارون پر لٹکائے گئے اور بائیس ہزار قیمتی قالین بچھائے گئے خاص دربار مین ۱۰۰ ایک سو سات چیتے تھے جو سونے چاندی کی زنجیرون سے جڑے تھے بغداد کے لائق صناعون نے سونے چاندی کا ایک بوٹا بنایا تھا جسکی ٹہنیون پر مختلف قسم کے جانور سونے چاندی کے بنائے گئے تھے جو ہوا کے چلنے سے اپنی اپنی خاص بولیان بولنے لگتے اور شاخین ہلتی اور جھکتی تہین اور یہ حالت اس گئے گذرے وقت کی ہے کہ جب عباسی سلطنت کو جان بلب خیال کیا جاتا تھا۔ اس سے ہارونی اور مامونی عہد کے جاہ وجلال اور شوکت واقبال کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے اب بنظر عبرت ناظرین مقتدر کے ماجرائے قتل کا خلاصہ لکھا جاتا ہے مونس خادم مقتدر کے باپ معتضد کا غلام خواجہ سرای تھا مقتدر نے خلیفہ ہوکر اسکا منصب بڑھا دیا اور فوجی جنرل کردیا اور درجہ وزارت تک پہونچا دیا ۳۲۰؁ ہجری مقتدر اور مونس مین خلاف پڑا۔ مونس ناراض ہوکر موصل چلا گیا مقتدر نے مونس اور اس کے ہمراہیون کی جاگیرین جائداد مال واسباب ضبط کرلیا اور بنی حمدان امرائے موصل کو مونس سے لڑنے کے لیے لکھا۔ لڑائی ہوئی اور مونس نے فتح پائی۔ اور موصل پر قابض ہوگیا

غنیمت و قیدی لیکر واپس ہونے لگا تو رومیون نے درہ روک لیا اور رستہ بند کر دیا سیف الدولہ نے بخلاف رای اہل طرسوس اُسی درہ سے بزور شمشیر گذرنا چاہا جہان تمام مسلمان مارے گئے۔ یا قید کیے گئے۔ جملہ مال غنیمت چھن گیا سیف الدولہ خود بمشکل تین سو ہمراہون کے ساتھ جان بچاکر نکلا یہ ہولناک واقعہ محض سیف الدولہ کی نادانی اور ناتجربہ کاری سے ہوا۔ اس شکست سے تمام عمدہ جانباز بہادر کھیت گئے اور سیف الدولہ کا اعتبار سرحد سے اُٹھ گیا۔ گذشتہ سو سال کے معرکون مین عیسائی اور مسلمان اس علاقہ مین برابر تُل رہے ہے۔ گاہے ماہے فوج سلطانی اور عموماً بہادر سرحدی سردار در پر جوش مجاہدین رومی سیلاب کو روکتے رہے اس طویل عرصہ مین ہی مُسلمانون نے کروٹ نہ بدلی اور نفاق اور خود غرضی دن بدن بڑھتی گئی۔ اور خلفاے عباسی کا زور گھٹتا گیا۔ حتی کہ اب خلیفہ ایک پنشنخوار یا اسیر سلطانی سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا عرب کہ جنکو عباسی سلطنت سے خاص قومی تعلق تھا امور سلطنت سے علیحدہ ہو چکے اور جنگی حرارت کھو چکے تھے ترک غلام اور خاندان بویہ کو عرب مین رسوخ اور ہر دلعزیزی نہ تھی بخلاف اسکے رومیون کا اتفاق و اتحاد بڑھ رہا تھا ایک بادشاہ کے اشارہ پر ہزار نے پر تیار ہو جاتے تھے اور کوئی مفید موقعہ فوت نہ ہونے دیتے اب جبکہ دار الخلافہ کے علاوہ سرحدی انتظام بگڑ گیا۔ اور سیف الدولہ ناظم سرحد کا رعب اُٹھ گیا۔ اسلیے فاتحانہ حملے ہونے لگے ۳۵۱ھ مین دستق نے لشکر جرار سے عین زربہ کے مضبوط قلعہ کا محاصرہ کیا اور محصورین نے تنگ ہو کر بشرط امان دروازے کھول دیے۔ رومیون نے شہر مین داخل ہو کر منادی کرا دی کہ صبح تک جو مسلمان مسجد جامع مین داخل ہو جائیگا اُسکو امان دیجائیگی باقی قتل کیے جائینگے بھلا ایک مسجد مین کہان تک گنجائش ہو سکتی تھی صرف ایک بہانہ تھا اکثر مسجد سے باہر رہے اور قتل کیے گئے مسجد والون کو حکم ملا کہ آج ہی شہر سے نکلجاؤ اس ہڑبوم مین بہی بہت سے کچل کر مر گئے۔ دوپہر بعد جو مسلمان شہر مین ملا قتل کیا گیا۔ اور عہد امان کو اس ایمانداری سے پورا کیا۔ جو شہر سے سلامت نکلے وہ بھوک کے عذاب اور رستہ کی تکالیف سے ہلاک ہوئے۔ عین زربہ کے آس پاس کے اور ۵۴ قلعہ رومیون نے فتح کیے امان یافتہ مسلمان جا رہے تھے ایک عیسائی ارمنی نے کسی شریف مسلمان عورت کو چھیڑا مسلمانون نے جوش غیرت سے تلوارین کھینچ لین۔ اور چند عیسائی مار ڈالے۔ ظالم دستق نے اسی بہانہ سے سب مسلمان قتل کرا دیے۔ اور ایام صیام گذارنے کے لیے واپس چلا گیا اور تمام فوج قیساریہ چھوڑ گیا۔ روزے گذار کر بلا اطلاع جریدہ طور سے قیساریہ پہونچ گیا۔ اور حلب لینے کو بڑھا۔ سیف الدولہ بن حمدان جو دستق کو رومی فوج سے غیر حاضر سمجھا بیٹھا تھا یہ دیکھکر یکا یک گھبرا گیا فوج قلیل سے مقابلہ کیا سب ہمراہی شہید ہو گئے داؤد بن حمدان کے خاندان مین سے کوئی نہ بچا سیف الدولہ جان بچا کر بھاگ گیا۔ دستق نے سیف الدولہ کی کوٹھی بیرون شہر کو لوٹ لیا اور گرا دیا حلب کا محاصرہ کیا۔ شہر والے نہایت بہادری سے لڑے۔ اور رومیون

قیدو تو بہت سے مسلمان قیدی رہ کیے جاینگے خلیفہ متقی نے علما و امرا سے مشورہ کیا بہت کچھ رد و قدح کے بعد
قرار پایا کہ مسلمان قیدیون کا چھوڑانا منڈیل کے رکہنے سے بہتر ہے پہر منڈیل روم بہیجی گئی۔ اور مسلمان قیدی
چھوڑائے گئے ۳۳۲ھ مین روسیون نے نواح آذربائجان پر حملہ کیا اور مسلمانون کی فوج کو شکست دیکر شہر
بردعہ مین دس ہزار مسلمان قتل کیے عورتین لونڈی بنائی گئین۔ مرزبان بن محمد بن مسافر ملک دیلم نے تیس ہزار مسلمانون
کی جمیعت سے روسیونکو شکست دی اور مسلمانان بردعہ کا کافی انتقام لیا اور یہہ روسیون کا مسلمانون پر پہلا حملہ تہا اور
اسوقت تک ابہی روس عیسائی نہین ہوئے تہے کیونکہ روسیون نے عیسائی مذہب ۳۷۵ھ مین اختیار کیا تہا اسی
سال ۳۳۳ھ مین خلیفہ متقی معزول اور مستکفی بن المکتفی بن المعتضد منصوب ہوا ۳۳۴ھ مین معز الدولہ بن بویہ
فوج جرار لیکر بغداد مین داخل ہوا اور خلیفہ المستکفی کو تخت سے اتار کر المطیع للہ بن المقتدر کو خلیفہ مقرر کیا اور اسوقت
سے خلفائے عباسی کا رہا سہا اقتدار بہی جاتا رہا صرف خطبہ و سکہ کے لیے خلیفہ تہے ورنہ امور سلطنت مین انکو کوئی دخل نہ تہا
اس سے یہ ضرور فائدہ ہوا کہ اب روزمرہ کے عزل و نصب کا بکہیڑا جاتا رہا اور خلفاء عمر طبعی کو پہنچکر فوت ہونے لگے
آل بویہ شاہان فارس کی نسل سے تہے۔ اور دیلمی کہلاتے تہے۔ عرصہ دراز تک عباسی عمال کی ملازمت کرتے رہے
اور بڑہتے بڑہتے فوجی جنرل ہوگئے ۳۲۰ھ مین زور پکڑا ۴۴۸ھ تک انکا تغلب رہا۔ انکے عہد مین رومیون
کا زیادہ زور ہوگیا۔ اور بغداد مین شیعہ عقاید کی علانیہ اشاعت ہونے لگی اب رومیون کے غزوات کا
انتظام سیف الدولہ بن حمدان گورنر حلب و حمص کے سپرد تہا۔ اگرچہ جرات اور شجاعت سے خالی نہ تہا لیکن
ناتجربہ کار اور خودرائے تہا ۳۳۵ھ ۲۴۸۰ مسلمان قیدی چھوڑائے گئے۔ اور ۳۳۹ھ ہجری مین سیف الدولہ
نے اپنی نادانی سے سخت شکستین کہائین اور قریباً تمام فوج مروا دی۔ جسکا تدارک اور تلافی کئی سال تک کرتا رہا۔
۳۴۳ ہجری سیف الدولہ غزا کو نکلا۔ رومیون سے لڑا۔ اکثر قتل اور قید ہوئے۔ قیدیون مین دمستق
کا بیٹا قسطنطین تہا جسکے انتقام کے لیے یورپ کے دیگر اقوام سے بہی مدد لی گئی اور فوج کثیر لے کر
سیف الدولہ سے جنگ کیا۔ لیکن مسلمان مجاہدین نے بہگا دیا اور بہت سے سردارون کے علاوہ
دمستق کا خسر اور بہانجا بہی قید ہوگیا۔ ۳۴۵ھ ہجری مین بہی سیف الدولہ نے کئی قلعہ مفتوح
کیے اور رومی بہ تعداد کثیر قتل اور قید کیے گئے۔ امرائے آل بویہ کے عہد کی یہی اخیر کامیابیان ہین
ان شکستون کا نزلہ میافارقین پر گرا جسکو رومیون نے جلا کر راکہ کر دیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ باشندے
قید کر لیے ۳۴۸ھ ہجری مین یہی حال نواح طرسوس مین ہوا ۳۴۹ھ ہجری مین سیف الدولہ نے اعلان
جہاد دیا فوج نظام کے علاوہ مجاہدین کا لشکر جرار جمع ہوا۔ اور رومی ممالک کو بڑہا بہت سے قلعہ اور شہر فتح
کیے رومیون کو دباتا ہوا دور نکل گیا۔ اور رستہ کے مشکل گذرات کی محافظت کا کوئی انتظام نہ کیا جب بیشمار مال

طرسوس و مصیصہ کی تباہی

سنہ ۳۵۴ میں خود شاہ روم قیاریہ چلا آیا تاکہ میدان جنگ کے قریب رہ کر فوج کا دل بڑہا سکے ہتقد زبردست تیاریاں دیکھ کر بے یار و مددگار مصیصہ اور طرسوس والون نے اطاعت کا پیغام بہیجا۔ اور منظور ہونے کو تہا جو معلوم ہوا کہ مسلمان بہوک سے مر رہے ہین کتے بلی تک نہین چہوڑتے۔ اور وبا بکثرت پہیلی ہوئی ہے موت کا بازار گرم ہے انہین مقابلہ کی طاقت نہین اور نہ کوئی ناصر و مددگار ہے شاہ روم نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا اور ایلچی کی داڑہی منڈوا کر خط جلادیا۔ اور متکبرانہ بکواس بکتا رہا مصیصہ کو بزور شمشیر فتح کیا۔ اور کل باشندگان کو قید کرلیا جنکی تعداد دو لاکھ تہی۔ اور پہر طرسوس کا رخ کیا۔ افسوس یہہ وہی طرسوس ہے کہ جسکے بہادر سپوت ایک صدی سے زیادہ تک رومیون کو مار مار بہگا چکے تہے آج کسی سرپرست کے نہ ہونے سے بشرط امان شہر حوالہ کرنے کو تیار ہوگئے چونکہ طرسوس والون کی بہادری کا سکہ رومیون کے دلون پر بیٹہا ہوا تہا اسلیے جان اور مختصر سے سامان پر امان دی گئی مسلمان صدیون کے پیارے وطن کو خیرباد کہہ کر انطاکیہ وغیرہ کو چلے گئے شاہ روم نے جامع مسجد کو طویلہ بنا لیا! اور منبر کو جلادیا۔ اکثر باشندے جو جلاوطنی کی طاقت نہ رکہتے تہے واپس ہوکے اور عیسائی ہوگئے۔ سنہ ۳۵۵ ہجری مین رومیون نے شہر آمد یہ یقین۔ انطاکیہ پر حملے کیے لیکن مفتوح نہ ہوئے سنہ ۳۵۶ ہجری مین سیف الدولہ مر گیا۔ اور اسکا بیٹا ابو المعالی شریف جانشین ہوا سنہ ۳۵۸ ہجری مین رومیون نے انطاکیہ پر چڑہائی کی اور بارہ ہزار مسلمان قید کرکے لے گئے۔ سنہ ۳۵۸ مین شاہ روم خود صوبہ شام مین فوج کثیر سے داخل ہوا طرابلس کو بزور شمشیر فتح کیا قتل و حرق اور اسر و نہب مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا اور حمص جیسے شہر پر بلا کسی مزاحمت کے قبضہ کرلیا۔ اور جلادیا اور ساحل شام کے تمام امصار کو وحشیانہ طور سے جلا کر خاک سیاہ کردیا مسجدین گرادین منبر جلادیے۔ دو ماہ تک شام مین خونخواری کرکے واپس ہوا۔ عیسائیون مین ہیبت چہاگئی ایک لاکہہ مسلمان لڑکے اور لڑکیان اور جوان قید کرکے لے گیا۔ باقی تمام بوڑہے مرد اور بوڑہی عورتین اور نکمے اشخاص مروا ڈالے یا ادہر ادہر نکال دیے اور کثرت وبا و موت سے واپس ہوا۔

انطاکیہ اور حلب

سنہ ۳۵۹ ہجری مین شاہ روم کے بہائی نے چالیس ہزار فوج سے انطاکیہ کو عیسائی رعایا انطاکیہ کی سازش سے فتح کیا پہلے قتل عام کیا۔ پہر بوڑہے مرد اور عورتون اور شیرخوار بچون کو نکال کر باقی بیس ہزار جوان مرد اور عورتون اور لڑکے لڑکیون کو قید کیا۔ انطاکیہ کے بعد حلب پر چڑہائی کی یہان خود مسلمانون مین تلوار

کو مار کر ہٹا دیا۔ رومی فصیل کے جس حصہ کو گراتے تعلب والے راتون رات درست کر لیتے ایک دن ایسا اتفاق ہوا۔ کہ بازاری لوگون نے لوٹ مچا دی۔ محافظان فصیل اپنے اپنے گہرون کو بچانے کے لیے فصیل پر سے چلے گئے رومی اوپر چڑہ گئے دروازے کہول دیے۔ ۱۲۰۰ اسو رومی قیدیون کو چہوڑا کر ہتہیار دے دیے اور قتل عام شروع کیا اور جب کہ خود ہی نہ تہک گئی بس کی دوتن ہزار صرف لڑکے اور لڑکیان قید کر لین اور مال غنیمت اسقدر ملا کہ رومیون کی بار برداری کافی نہ ہو سکی اس لیے باقی ماندہ اسباب جلا یا گیا اور یہی سلوک مساجد سے کیا گیا۔ اس حملہ میں رومیون کی دو لاکہہ فوج تہی جنمین سے تیس ہزار صرف زرع پوش اور تین ہزار ملٹن سفر مینا کی تہین جو رستہ بناتین اور سرنگین لگاتی تہین چار ہزار خچرون پر صرف گوہے کو کانٹے خسک تہے جو مسلمان کر قلعہ مین داخل ہو ہجر گیا۔ قلعہ پر دمستق کے بہادر بہانجے نے حملہ کیا لیکن قلعہ پر سے ایک ایسا پتہر آکر لگا کہ وہین ڈہیر ہو گیا جسکی عوض مین ظالم دمستق نے ۱۲۰۰ مسلمان قیدی ذبح کر ڈالے۔ اور لوٹ رفذرہ کر واپس چلا گیا۔ رومیون نے اس سال تیس اور قلعہ فتح کیئے۔ ابو فراس بن سعید بن حمدان مشہور شاعر مارا گیا۔ ۳۵۱ہجری مین رومیون نے جزیرہ کریٹ پر حملہ کیا مگر معز العبیدی والی افریقہ کی مدد پہونچ گئی اور رومیون کو شکست ہوئی ۳۵۲ہجری مین مسلمانان طرسوس ور بجارا غلام سیف الدولہ نے قونیہ تک لوٹ مار کی ۳۵۳ مین دمستق نے مصیصہ کو گہیر لیا سرنگین لگا دین باشندگان مصیصہ نے سخت مقابلہ کیا اور مار کر ہٹا دیا۔ مصیصہ فتح نہ ہو سکا۔ لیکن متصلہ دیہات و قصبات کو جلا کر راکہہ کر دیا۔ اور چند ہزار مسلمان قید کر کے بباعث قحط واپس چلا گیا۔ اور کسی نے مزاحمت نہ کی۔

غازیان خراسان

یہ حالات سنکر خراسان کے مسلمانون کو جوش ہوا۔ اور پانچ ہزار مجاہدین کی فوج سیف الدولہ کے پاس پہونچی جنکے ساتہہ وہ رومیون کے مقابلہ مین نکلا۔ مگر رومی پہلے ہی معاودت کر چکے تہے قحط کے سبب غازیان مذکور کچہ تو مسعد کو اور کچہ بغداد چلے گئے۔ دمستق نے واپسی کے وقت اہالیان مصیصہ اور طرسوس وغیرہ کو لکہا تہا مینے کسی خوف یا کمزوری سے مراجعت نہین کی بلکہ غلہ اور چارہ کے قحط کو سبب واپس ہوتا ہون اور جلدی ہی آکر تمہاری خبر لونگا۔ اگر میرے آنے سے پیشتر تم اپنے اپنے شہرون سے نکلکر چلے گئے تو خیر ورنہ سب کو قتل کر دا دونگا۔ اسکے چند ماہ بعد شاہ روم نے خود طرسوس کا محاصرہ کیا اور کئی سخت معرکہ ہوئے ایک مین دمستق زخمی ہو کر گرا اور قید ہو جانے کو تہا مگر رومیون نے کئی جانین دیکر اسکو چہوڑا لیا۔ ایک بہت بڑا رومی جنرل مسلمانون نے قید کر لیا۔ اور اس دفعہ طرسوس کو جلد بچا لیا اور یہی حال مصیصہ کا ہوا اور رومی ناکام

بن ناصر الدولہ والی موصل و حلب سے مدد طلب کی اور رابطہ اتحاد بڑہانے کے لیے اپنی بیٹی ابا تغلب کو دیدی ابا تغلب نے رومیون کے اس فساد کو غنیمت سمجھا اور جہاد کا اعلان کیا۔ مسلمان جو کسی بہادر اولو العزم سردار کے نہ ہونے سے پست ہمت ہو رہے تہے چارون طرف سے امنڈ آئے اور لشکر جمع ہو گیا اور ثابت کر دیا کہ اگر کوئی اسلامی حرارت سے کام لینے والا ہو تو وہ ہر وقت موجود ہوتی ہے ابا تغلب نے رومیون کو شکست دی اور فتح کا نشان اوڑاتا ہوا قسطنطنیہ کو بڑہا اور ورد الرومی بہی ساتہ تہا۔ عیسائی بہ تعداد کثیر اُس کے ساتہ ہو گئے۔ مگر ورد الرومی کو شکست ہوئی اور اسلامی ملک کو چلا آیا۔ اور میافارقین کے باہر آ اوترا۔ اور عضد الدولہ بن بویہ کی اطاعت منظور کی جو خلفا سے بغداد پر متغلب تہا قسطنطنیہ والون نے تحفہ تحائف اور دوستانہ رسوم سے عضد الدولہ کو قابو کر لیا اور ورد الرومی قید ہو گیا۔ اور عضد الدولہ کی سن وفات ۳۷۲ھ ہجری مین ہوئی پانچ سال کی قید کے بعد صمصام الدولہ نے اس شرط پر رہا کیا۔ کہ مادام الحیات مسلمانون سے جنگ نہ کرے اور سات رومی قلعہ معہ علاقہ حوالہ کرے اور بہت سے مسلمان قیدی چھوڑ دیے۔ جب عہد نامہ لکہا گیا۔ تو ہر ایک قسم کا ساز و سامان دیکر ورد الرومی کو روانہ کیا عیسائی بہ تعداد کثیر اُس کے ساتہ مل گئے اور ملاطیہ بزور شمشیر اُسنے فتح کر لیا۔ اور وردلیس بن لارن سے نصف ملک پر قبضہ کر لیا وردلیس نے اُن سے فراغت پاکر قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا جہان دو بہائی مشترک شاہی کرتے تہے انہون نے شاہ روس کو اپنی بہن کے رشتہ کا لالچ دیکر مدد کو بلایا۔ بہن نے ایک مخالف عیسائی مذہب سے نکاح کرنے سے انکار کیا۔ محبت بُری بلا ہے شاہ روس نے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ یہ واقعہ ۳۷۵ھ مین کا ہے اور اسوقت سے روس مین عیسائی مذہب پہیلنا شروع ہوا۔ رومیون نے وردلیس کو شکست دیکر مار ڈالا اور ورد الرومی سے صلح کی گئی۔ جو مدت طویل کے بعد زہر سے ہلاک کیا گیا۔ رومیون کا یہ باہمی نفاق و فساد کوئی پچاس سال سے زیادہ تک رہا مگر افسوس کہ مسلمان اس سے کچہ فایدہ نہ اُٹہا سکے خلیفہ بغداد برائے نام خلیفہ تہا اسلامی دنیا مین کئی ایک مدعی سلطنت بنے بیٹہے تہے۔ امرائے آل بویہ جو خاص بغداد اور عراق پر قابض تہے کم ہمت اور اسلامی ترقی سے بالکل ناآشنا اور لاپرواہ تہے۔ سرحدی امیر سلطنتون کے مقابلہ کی طاقت نہ رکہتے تہے اسلیے جون ہی رومیون کا نفاق مبدل بہ وفاق ہوا اسلامی علاقہ پر حملات ہونے لگے ۳۸۱ھ مین خلیفہ الطائع للہ معزول ہوا القادر باللہ احمد بن اسحق بن المقتدر خلیفہ بغداد ہوا ۳۸۲ھ ہجری مین شاہ روم نے آرمینا پر حملہ کیا۔ اور خلاط۔ ملاذکرد۔ وغیرہ کا محاصرہ کیا لوٹ مار کر دس سال کی میعادی صلح کرکے واپس چلا گیا۔ اور یہ واپسی رومیون کے خانگی فسادون اور بے انتظامی کے سبب سے تہی جو پچاس سال تک برابر رہی اور مسلمان بچ گئے۔ اسی سال مین ترکون نے بخارا پر حملہ کیا۔ اور شکست کہائی اور ۳۸۳ھ ہجری مین مسلمانون کے نفاق اور فساد کے سبب سے بخارا فتح کر لیا اور ۳۸۷ھ

چل رہی تہی حلب پر سیف الدولہ کا غلام قرعویہ غاصبانہ قبضہ رکہتا تہا - ابو المعالی بن سیف الدولہ نے محاصرہ کیا ہوا تہا - رومیون کے آتے ہی ابو المعالی تو کھسک گیا رومیون نے شہر کو تو فتح کر لیا - اور قلعہ کا محاصرہ کیا آخر اس شرط پر مصالحت ہوئی کہ قرعویہ خراج دیا کرے اور جب رومی مسلمانون سے لڑین تو رسد رسانی و امداد دیا کرے اور خود غرض اور دنیا پرست قرعویہ نے سب کچہ مان لیا - اسی سال مین رومیون نے کردستان کو فتح کیا - سنہ ٣٦١ ہجری مین رومیون نے علاقہ جزیرہ پر دہاوا کیا - اور نصیبین تک تاخت و تاراج سے ملک کو برباد کیا عورتین مرد قید کیے مسجدین جلا دین اور یہی حال دیار بکر مین ہوا - باشندگان جزیرہ بغداد کو بہاگ گئے - اور جامع مسجدون وغیرہ مین حالات سنا سنا کر لوگون کو ڈرا دیا اونکی ہمراہ اہل بغداد بہی ہوگئے اور خلیفہ المطیع اللہ کا قصد کیا اس نے دروازے بند کر لیے لوگ گالیان دیتے ہوئے واپس ہوئے -

دمستق کا قید ہونا

اب رومی کئی سال سے فتوحات حاصل کر رہے تہے - کوئی مانع نہ رہا تہا بڑے بڑے شہر انکے قبضہ مین آچکے تہے اور لاکہون مسلمانون کو قتل اور قید کر چکے تہے خلیفہ بغداد لاشی محض تہا - اب سنہ ٣٦٢ ہجری مین دمستق افواج کثیر لیکر آمد کو بڑہا یہان ہزار مرد غلام ابی الہیجاء بن حمدان تہا اُس نے ابی تغلب بن ناصر الدولہ کو اطلاع دی جس نے بہادر بہائی ہبتہ اللہ بن ناصر الدولہ کو روانہ کیا - دونو بہادر دمستق کے مقابلہ کو روانہ ہوئے - اگرچہ مسلمانون کو عیسائی فوج سے کوئی نسبت نہ تہی لیکن ہبتہ اللہ شہادت کے نشہ مین چور تہا اوسکی قلیل مگر جان باز مشتاق شہادت فوج صرف جان دینے کے لیے آرہی ہے - مقابلہ ہوا - اور مجاہدین کی کوشش جہاد کام کر گئی - رومی بہاگ گئے اور دمستق جو کئی جگہہ بہادری کا سکہ جما چکا ہوا تہا - قید ہوگیا - ابی تغلب نے اس کے علاج مین نہایت کوشش کی لیکن جان بر نہ ہوا اور سنہ ٣٦٣ ہجری مین مر گیا -

اسی سال مین خلیفہ المطیع للہ پر فالج گرا اور معزول ہوگیا - اوسکا بیٹا الطائع للہ جانشین ہوا - اسطرف جب اسقدر اختلال و کمزوری چہا رہی تہی خلیفہ الحکم کیطرف سے عبدالرحمن ناصر اور اُسکا وزیر بہادر منصور جنوبی یورپ مین فتح کے نشان اوڑا رہا تہا - جسکا ذکر حالات ہسپانیہ مین آئیگا -

رومی اختلاف اور رومیون کا عیسائی ہونا

دمستق کی شکست اور قید سے رومیون کی ترقی رُک گئی - اور عیسائیون کا حوصلہ ٹوٹ گیا - بلکہ خیال ہو گیا جس سے چندسال کے لیے مسلمانون کو آرام ملا یہ فساد رومیون مین اسقدر بڑہا کہ وردالرومی نے ابا تغلب

کے حوالہ کردیا رومیوں نے شہر میں داخل ہو کر ابن شبل کی فوج کو تہ تیغ کر دیا مسجدیں گرا دیں یہ واقعہ ۴۲۰ھ کا ہے نصر الدولہ بن مروان والی کردستان رہا کو چھڑانے چلا اور بزور شمشیر شہر فتح کر کے رومیوں کو قتل کیا لیکن دوسری لڑائی میں شکست کھائی اور شہر کھو دیا۔ بلکہ حران اور سروج بھی دیدیا۔ اور اسلامی علاقہ باجگذار ہو گیا اسی سال ۴۲۲ھ ہجری میں عالم منصف خلیفہ القادر باللہ اکتالیس سال تین ماہ کی مسند نشینی کے بعد فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ اسکا بیٹا القائم باللہ جانشین ہوا۔

۴۲۳ھ ہجری میں مسلمان حکام شام میں سخت اختلاف پڑ گیا حسان طائی شاہ روم کا ملازم جا ہوا۔ اور عیسائی فوج اور صلیبی علم لیکر مسلمانوں کے قتل و غارت کو چلا قلعہ اقامیہ کو بزور شمشیر فتح کر کے مسلمان باشندوں کو قتل اور قید کیا۔ اور لوٹ کر واپس ہوا۔ اس واقعہ سے اسوقت کے مسلمان سرداروں کے ضعف ایمان اور عدم تعمیل احکام قرآن کا بخوبی پتہ لگتا ہے جب صریح احکام شرعی کے خلاف ذاتی طمع و لالچ سے مسلمان بہائیوں کا گلا کاٹتے اور کفار کے مدد کرنے سے دریغ نہ ہو تو پھر زوال و ادبار جسقدر آئے کم ہے ہر ایک ملک اور قوم کی ترقی قومی ہمدردی پر موقوف ہے جس قوم میں ہمدردی کا جوش بیش بہا موجود ہوتا ہے وہ ترقی کے اسباب مہیا کر سکتی ہے اور بڑہ سکتی ہے۔ جونہی یہ جوش دور ہوا۔ اقبال و اعزاز کا شیشہ چکنا چور ہوا۔ یورپ آج اسی اعلیٰ صفت کے باعث تمام دنیا کا ٹھیکہ دار بنا بیٹھا ہے۔ ممکن نہیں کہ کوئی یورپین اپنے ملک اور قوم کے برخلاف ہتھیار اُٹھائے گا اگر کہیں اُٹھائے بھی تو اپنی قوم کو نقصان ہرگز نہیں پہونچائے گا۔ ہر قوم کی زندگی اور موت کا اسیبات پر مدار ہے۔

۴۲۵ھ ہجری میں سوداں بن محلان نے ابی الہیجا والی قلعہ برگری واقعہ آرمینیہ کے کی نقصان رسانی کے لیے شاہ روم کو فوج کشی کی تحریک کی اور خود بھی مدد دی رومیوں نے شہر فتح کر لیا خلیفہ بغداد نے یہہ بات سنکر سوداں اور ابی الہیجا دونوں میں صلح کرا دی لیکن قلعہ واپس لے سکے ۴۲۷ھ ہجری میں مسلمان مجاہدین نے چند سلمان سرداروں کے ماتحت جنمیں سے بعض نے عیسائیوں کی دوستی سے نقصان اُٹھا لیا تھا۔ رہا وغیرہ کو بزور شمشیر فتح کر لیا اور ۳۵۰۰ سو رومی قتل اور بیشمار رومی قید کر لیے۔ ایک جنرل بھاگ گیا۔ اور پانچہزار رومی فوج لیکر پھرا۔ ابن وثاب اور نصر الدولہ نے شکست دی کچہ رومی قتل اور کچہ معہ جنرل مذکور قید ہوئے رہا کی فتح سے مال کثیر غنیمت میں ملا حسان طائی جسکا ذکر اوپر آچکا ہے رومیوں کی مدد پر آپہنچا مگر ابن وثاب سے شکست کہائے اور میدان جنگ میں فوج کثیر کٹوائی۔ اس شکست یافتہ اور مقہور فوج میں کچہ عرب بھی تہے جو رومیوں کے فوجی ملازم تہے۔ جب یہان تک ایمانی ضعف ہو گیا۔ تو خدا تعالیٰ نے ایک ور پر جوش خاندان کو اسلام کا حامی پیدا کیا۔ جسکا ذکر ذیل میں آتا ہے۔

مین سبکتگین والی غزنی فوت ہوا۔ اور سلطان محمود رح قومی خدمات کرنے لگا۔

چینیون کا حملہ اور اسلامی جوش

اب سلمان بعدہ کمزور ہوگئے کہ چینیون نے اسلامی ملک پر حملہ کیا خیمون کی تعداد تین لاکہہ لکہی ہے اس سے آدمیون کا اندازہ ہوسکتا ہے یہہ ٹڈی دل تمام ماورالنہر پر چہا گیا۔ دیندار سلطان طغان خان والی بخارا بعد سے بیمار تہا۔ خدا سے دُعا مانگی کہ صحت عطا ہو تا کہ کفار سے انتقام لے سکون بعد ازان حسب نیت جو چاہے سو معرض ظہور مین لا خدا نے اسکی دُعا منظور کی اور صحت ہوگئی طغان خان نے جو پابندی شریعت حقہ اور محبت علماے اور صوفیاے مین ممتاز تہا۔ اور تقلید صحابہ کرام کا فخر رکہتا تہا جہاد کا اشتہار دیدیا شائقین غزا ہر طرف سے آنے لگے چنانچہ ایک لاکہہ بیس ہزار مجاہدین جمع ہوگئے چینی مسلمانون کا یہ جوش سنکر واپس گئے مگر اولوالعزم خادم اسلام طغان خان نے پیچہا نہ چہوڑا اور تین ماہ کے سفر طویل کے بعد چینیون کو خاص انکے علاقہ مین جا لیا اور جنگ عظیم مین حق غزا ادا کیا اور دو لاکہہ قتل اور ایک لاکہہ چینی قید کیئے۔ سونے چاندی۔ چینی کے برتن اور اچار پائے قیمتہ وغیرہ لاکہون کا مال غنیمت مین ملا۔ اور یہہ عظیم الشان فتح پاکر واپس ہوا اور آتے ہی بیمار ہوکر فوت ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ واقعہ بجنسہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کے مشابہ ہے جو غزوہ خندق مین مجروح ہوئے تہے اور دعا کی تہی کہ بنی قریظہ سے انتقام لینے تک زندگی عنایت کر چنانچہ دعا قبول ہوئی اور زخم اچہا ہوگیا جب بنی قریظہ سے انتقام لے چکے تو زخم بہنے لگا اور فوت ہوگئے رومیون نے خانگی فسادات کے سبب سے چند سال تک شام پر کوئی زبردست حملہ نہ کیا مگر اس حالت مین بہی مسلمانون کی کمزوری اور غفلت کی وجہ سے رومی بہی ہاتہہ پاؤن ہلاتے اور ہمت جماتے رہے ۴۲۱ھ مین شاہ روم تین لاکہہ فوج جرار لیکر قسطنطنیہ سے فتح شام کے لیے نکلا اور بلا روک ٹوک حلب تک پہنچ گیا۔ فوج کو پانی کی کمیابی سے سخت تکلیف ہوئی اور عربون کے جہادی جوش سے ڈر کر واپس ہوا۔ عربون۔ و یہانتک کہ عیسائی ارمنون نے لوٹ مار شروع کردی پہر سونچہ مال واسباب کی لدی ہوئی لوٹ لی اور رومی بہ تعداد کثیر ہلاک ہوئے بادشاہ سب روما دیکر بہ مشکل سلامت واپس گیا۔ اس بلا سے نجات تائید الہی سے ہوئی کہ پانی کی کمی سے پیاس مین مبتلا ہوئے اور مسلمانون کی مستعدی اور جہادی جوش سے حواس باختہ ہوگئے۔

لیکن مسلمان امرا کا نفاق دن بدن بڑہ رہا تہا۔ شہر رہا مین دو مضبوط برج بطور قلعہ تہے دونون مین علیحدہ علیحدہ ابن عطیر اور ابن شبل نامی دو حاکم تہے اور ایک دوسرے کے مخالف تہے جب ابن عطیر اپنے حریف سے عہدہ برا نہو سکا تو قومی غداری پر کمر باندہ لی اور اپنا قلعہ معہ علاقہ بیس ہزار دینار لیکر شاہ روم

جسکے ہمراہ اُسکی قوم کے اکثر لوگون نے اسلام قبول کیا اور کفار ترکون سے مدت تک لڑتا بہڑتا رہا۔ اس قوم کا اسطرح سے محض صداقت اسلام کو دیکھکر ایمان لانا اور مخالفین دین سے سینہ سپر ہونا اُسی سچے اسلامی جوش کی کافی دلیل ہے کہ جسکے سبب سے یہ خاندان دن بدن بڑہتا رہا اور اسلام کے دلون مین گہر کرتا رہا۔ اور مخالفون پر فتوحات پاتا رہا۔ سنہ ۳۷۵ ہجری مین سلجوق معہ اپنی مسلمان قوم کے دار الحرب سے دار السلام کو ہجرت کر گیا۔ چونکہ اسوقت سلطنت سامانی کے اجزا متفرق ہو چکے تھے۔ شاہ بخارا نہایت کمزور تہا۔ خود غرض اور لالچی امرا باہمی کشت و خون مین لگے تہے اسلیے سلجوق کی طاقت روز بروز بڑہتی گئی اُسکی اولاد مین میکائیل۔ اسرائیل زبردست سردار تہے اسرائیل تو پولیٹیکل شبہ مین سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے قلعہ کالنجر واقعہ ہندوستان مین قید کیا گیا۔ اور وہین مر گیا جسکے سبب سے سلجوقیون اور غزنویون مین بہت سے محاربات ہوئے اور خراسان سے غزنویون کو دست بردار ہونا پڑا۔ میکائیل کی اولاد مین۔ طغرل بیگ جعفر بیگ مشہور گذرے ہین طغرل بیگ نے سنہ ۴۳۲ھ مین سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کو نواح مرو مین شکست دی اور خراسان پر مستقل قبضہ جما لیا اور پہر ایران اور عراق کو امرائے آل بویہ سے یکے بعد دیگرے چہین لیا اور قومی ضروریات کی تعلقات سے عموماً مسلمانون نے اس انقلاب کو پسند کیا۔ جب طغرل بیگ پرانی مسلمانون کی تفرقہ مٹا چکا اور رومیون کے جہاد کو نکلا سنہ ۴۴۰ ہجری مین بسر کردگی ابراہیم اینال اپنے بہائی کی فوج جرار روانہ کی یہ لشکر ظفر پیکر نیکر عیسائیون کو کاٹتا اور دباتا ہوا اور کردستان ارض روم قالیقلا کو فتح کرتا ہوا اطرابزون پہونچگیا۔ یہان رومیون نے پچاس ہزار فوج سے میدان مین جمکر مقابلہ کیا۔ اور کئی ایک خونخوار معرکہ ہوئے جنمین کبہی رومی اور کبہی مسلمان فتحیاب ہوتے رہے۔ لیکن آخر الجنۃ تحت ظلال السیوف پر ایمان رکہنے والے بازی لے گئے اور رومی بہاگ نکلے۔ اکثر مارے گئے کچہ بہاگ گئے اور کچہ قید ہو گئے ان قیدیون مین بڑے بڑے نامور بہادر جنرل تہے مشہور بہادر قاریط بہی قید ہو گیا جسکا فدیہ تین لاکہ دینار نقد اور ایک لاکہ کے تحائف رومیون نے پیش کیئے لیکن مآل اندیش طغرل بیگ نے قاریط کی رہائی کو اسلامی مصلحت کے خلاف سمجہا۔ اور فدیہ کی رقم کثیر لینے اور قاریط کو چہوڑنے سے انکار کیا۔ سلجوقی بہادر جنکا جوش جہاد بہت بڑہا ہوا تہا اس فتح کے بعد آگے بڑہے اور رومی ممالک مین اسلامی شمشیر کی چمک دکہلانے اور غازیانہ رعب جمانے قسطنطنیہ سے ۱۵ فرسخ کے فاصلہ پر جا پہونچے اور جسقدر تاخت و تاراج سے رومیون نے آل بویہ کے ایام تسلط مین مسلمانون کا نقصان کیا تہا اسکی کسر نکال لی۔ اور ایک لاکہ قیدیون اور گہوڑے اور خچرون چارپایون کے علاوہ جسکی تعداد لاکہون تک تہی صرف مال و متاع اور زر و سیم دس ہزار خچرون پر لاد کر بہیجا گیا۔ انمین صرف زرہ ہی دس ہزار تہین سلجوقی بہادر آگے پیش قدمی کرنے کو تہے۔ مگر شہنشاہ روم نے شائقین غزا کے استقلال و ہمت اور عزم بالجزم کو دیکہکر یقین

خاندان سلجوقی

دو سو سال کے زمانہ زوال کا حال باختصار و اجمال اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ ایک تو ان حادثات کا تاریخی سلسلہ قائم رہے جو عیسائیون کے ہاتھ سے مسلمانون کو پیش آتے رہے دوم اسباب زوال کے اظہار کے ساتھ ہی زمانہ حال کے حیرت زدہ مسلمانون کو لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تعالیٰ کے کرشمے دکھائے جائین۔ ان واقعات سے معلوم ہو چکا ہے کہ عام مسلمانون کی حرارت جنگی ہر وقت مین موجود تھی صرف قصور کام لینے والون کا تھا۔ جبتک خلفائے خود شمشیر زن شہسوار پابند شرع محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام رہے مسلمانون کا حال ترقی پذیر رہا جون ہی آرام طلبی اور تکلفات اور غیر مشروع امور کا رواج ہوا۔ اور خلیفہ کے رسوخ و اعتبار مین فرق آیا۔ بغاوت و سرکشی نے سر اٹھایا۔ امرا و ذرر انی قومی فواید کو بالائے طاق رکھکر اپنے اختیارات بڑھانے اور کشید زر کار ہستہ نکالنے پر ہمت صرف کی عام مسلمانون پر اگرچہ ان اہل دول کا اثر ضرور پڑا لیکن باوجود اسکے جب کبھی کوئی پرجوش جان باز سردار مل گیا تو بہت کچھ کر دکھایا۔ ان دو سو سال مین گاہے ماہے فوج سلطانی اور عموماً قومی جان نثار مجاہدین ہی عیسائیون کو روکتے رہے خلافت کی باگ اول تو ترک غلامون کے ہاتھ مین رہی جنہون نے خلفائے کے قتل و عزل اور خلافت کی مذہبی اعتبار و عزت کو مٹانے کے سوا اور کچھ نہ کیا۔ امرا آل بویہ جو در اصل خود مختار سلطان تھے اور ان مین عضد الدولہ وغیرہ با اقبال شمار ہوئے ہین لیکن شمالی سرحد کو رومیون سے محفوظ نہ کر سکے بلکہ آل بویہ کے عہد مین رومیون نے بڑی بڑی فتوحات حاصل کین جنکا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اور بغداد عراق مین بجائے سنیون کے شیعون کا زور ہو گیا اور فساد بڑھ گئے خلیفہ بغداد امرا آل بویہ کا ایک ملازم شمار ہونے لگا خلافت کی کوئی وقعت نہ رہی اسلیے میرے نزدیک قومی خدمات کے لحاظ سے یہ خاندان بھی کسی مورخانہ تعریف کا مستحق نہین ہے اس خاندان کی جگہہ خاندان سلجوقی قائم ہوا جو پرجوش اسلامی گروہ تھا اس خاندان کے ممبر اسلام کا سچا جوش رکھتے تھے۔ پابند شریعت اور شایق غزا تھے اسی وجہ سے مسلمانون نے انکا خیر مقدم کیا اور اس خاندان نے اسلامی حرارت سے باقاعدہ کام لے کر اس رومی قوم کو جو چار سو سال سے بہادران اسلام کے سامنے اڑی اور آج کل بہت ہی بڑہی ہوئی تھی تہ تیغ کر کے ایشیا سے نکال دیا اور دکھا دیا کہ اسلام کے حقیقی جوش کا مقابلہ کوئی قوم نہین کر سکتی۔ بشرطیکہ سرپرست کوئی اسلام کا سچا خادم و مقلد صحابہ کرام ہو۔ اب اس معزز خاندان کے نوفتوحات کا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے جس سے ہمارے اس دعوی کی تصدیق ہوتی ہے جو لن یصلح امر اخر ھذہ الامۃ الا بما صلح الاولون ہے۔

خاندان سلجوقیہ ماوراء النہر کے ترکون اور افراسیاب کی نسل مین شمار ہوتا ہے۔ سب سے پہلے سلجوق بجوشی خود مسلمان ہوا

ہی سرگرم تہا اُس کے وقت مین علوم و فنون کی بہت ترقی ہوئی سنہ ۴۵۶ ہجری مین سلطان الپ ارسلان نے عیسائی ممالک پر چڑہائی کی اور دارالسلطنت مرو سے آذربائیجان کو روانہ ہوا۔ اور تنگ اور دشوار گذار رستون اور درون سے گذرتا ہوا نقچوان پہونچ گیا۔ اور کشتیون کے ذریعہ دریائے ارس کو عبور کیا۔ اور باشندگان خوی و سلماس کی شرارت پسند طبائع کو درست کیا۔ یہان ہر طرف سے سرداران اسلام اپنی اپنی فوجین لیکر اور عام مجاہدین بکثرت جمع ہوگئے جنکو صرف قومی خدمات کا اور حصول شہادت کا شوق تہا۔ بہادر الپ ارسلان یہان سے کردستان کو روانہ ہوا۔ اور اپنے بیٹے ملکشاہ اور فاضل اور مشہور مدبر وزیر نظام الملک کو آگے روانہ کیا جنہون نے ایک مضبوط قلعہ فتح کرکے رومیون کو تہ تیغ کیا اور فرحت افزا قلعہ سرمارین اور ایک اور قلعہ کو فتح کیا اور یہان سے فارغ ہوکر شاہزادہ اور وزیر مذکور شہر مریم نشین کو گئے جو عیسائیون کی ایک مقدس زیارت گاہ تہی۔ اور راہب پادری قسیس اور معزز عیسائی سردار اور ملوک اور عوام حصول تقرب اور ثواب کے لیے یہان رہتے تہے فصیل بڑے بڑے مضبوط پتہرون سے بنی ہوئی اور مختلف دہاتین لگا کر محکم کی گئی تہی ایک ندی بہت بڑی اُسکے قریب بہتی تہی نظام الملک نے کشتیان اور دیگر سامان حملہ تیار کر لیا اور شہر پر دہاوا کیا۔ کئی دن رات لگاتار لڑائی ہوتی رہی۔ سرنگین سخت پتہریلی زمین و بنیاد کے سبب سے نہ لگ سکین بہادران اسلام نے سخت حملہ کیا۔ رومی چونکہ کئی روز کی متواتر لڑائی سے تہک گئے تہے حملہ آوران کو نہ روک سکے مسلمان سیڑہیان لگاکر فصیل پر چڑہ گئے اور رومیون کو مار کر دروازے کہول دیے ملکشاہ اور نظام الملک شہر مین داخل ہوئے اکثر لوگ مارے گئے اور باقی نے اسلام قبول کر لیا۔ الپ ارسلان شاہزادے کی ان بہادرانہ کارنامون کو سنکر بہت خوش ہوا۔ اور واپس بلا لیا۔ واپسی کے وقت ملکشاہ نے کئی ایک رومی قلعہ فتح کئے اور بیشمار مخالف قید کئے الپ ارسلان اور ملکشاہ و نظام الملک سب ملکر شہر سبنید کی فتح کو چلے گئے۔ ایک سخت خونخوار معرکون اور بہت سے مسلمانون کی قربانی کے بعد یہ شہر فتح ہوا۔ اور پہر شہر اعال لال کا رخ کیا یہ شہر ایک اونچے پہاڑ پر واقعہ تہا دو طرف سے پہاڑ اور دو طرف سے ایک بڑی نہر سے محیط تہا پہاڑ پر چند مضبوط قلعے تہے حملہ کی طرف سے ممکن نہ تہا تسخیر محال نظر آتی تہی لیکن اولوالعزم سلطان الپ ارسلان جو ؎

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد   اگر خارے بود گلدستہ گردد

کا حقیقی نمونہ تہا ذرہ نہ گہبرایا۔ اور نہر پر پل باندہ کر حملہ کا رستہ نکال لیا۔ فریقین نے خوب دل کہول کر مقابلہ کیا محصورین اگرچہ مدافعت کا زیادہ قوی سامان رکہتے تہے اور مجاہدین زیادہ تر خطرہ و ہلاکت مین تہے لیکن مسلمان شہادت کے شوق مین اپنی جانین فدا کرتے ہوئے قلعہ والون کی تندی و تیزی پر غالب آگئے اور شہر سے دو شخص نکلکر طالب امان ہوئے اور کچہ فوج لیکر شہر کو واپس گئے۔ جون ہی فصیل سے گذرے شہر والون نے گہیر لیے

لیا کہ اب مسلمانون کی عنان حکومت ایک ایسے اولوالعزم بہادر کے ہاتہہ مین ہے جو اسلامی جوش سے باقاعدہ کام لے سکتا ہے اور مسلمان ہکو اسلام کا سچا خادم جانکر اسکے جہنڈے تلے جانین قربان کرنے سے نہین جہجکے ایسے وقت مین انکساری اور عاجزی کے سوا بچاؤ مشکل ہے اسلیے نہایت قیمتی تحفہ بہیجکر ۴۴۱ھ مین صلح کی درخواست کی طغرل بیگ نے اس شرط پر صلح منظور کی کہ خاص قسطنطنیہ مین شاہ روم اپنی لاگت سے ایک عالی شان مسجد تعمیر کرے اور جو مسلمان قسطنطنیہ مین موجود ہین اس مین اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی صدائے گونج سے اسلام کی منادی کرسکین اور نماز آزادی کے ساتھ پڑہین اور طغرل بیگ کا خطبہ پڑہا جاوے غور کا مقام ہے کہ اتنا بڑا اعزاز جو طغرل بیگ کو حاصل ہوا محض حقیقی جوش سے حاصل ہوا تہا۔ اور یہہ جوش تقلید صحابہ کرام کی بدولت ملا تہا۔ جو کتاب کی تالیف کا مدعا ہے۔ اس قوم نومسلم نے پچاس سال کے عرصہ مین پابندی احکام قرآن سے نہایت ہی اعزاز حاصل کیا۔ اور ان اسلامی اقوام پر جو صدیون سے مسلمان تہے مگر عدم تعمیل شریعت سے جوش کہو چکے تہے غالب آگئے اور ایک صدی کے اندر ہی اندر رومی طاقت کا ایشیا سے استیصال کردیا۔

غزوہ ویگر

۴۴۶ھ ہجری مین سلطان طغرل بیگ نے آرمینیا پر چڑہائی کی اور قلعہ ملاذکرد کو گہیر لیا۔ اور رومیون کو سخت تنگ کیا۔ ایشیا کو لوٹ لیا۔ شہر ویران کردیا اور فتح کرتا اور رومیون کو قید اور قتل کرتا ہوا ارزن روم تک جا پہونچا اور برف باری کے سبب سے آذربائیجان کو واپس چلا آیا۔

جبکہ سلجوقی بہادر رومی ممالک کو فتح کر رہے تہے سلطان طغرل بیگ کا چچیرا بہائی قتلمش نے قونیہ اور اقصر او وغیرہ وسیع علاقہ پر تصرف کرلیا جسکی اولاد دولت عثمانی کے ظہور تک قونیہ۔ اقصر۔ سیورس۔ توقات۔ انگوریہ۔ ملاطیہ بلاد ارمستان۔ قیساریہ۔ سیکنا۔ اناطیہ پر حکمران رہی ۴۴۷ھ ہجری مین طغرل بیگ بغداد مین داخل ہوا۔ اور آل بویہ کی طرح خلیفہ القائم بامر اللہ کا سرپرست ہوا اور خلیفہ کی بیٹی سے نکاح کیا۔

الپ ارسلان

سلطان طغرل بیگ کئی ایک فتوحات اور انتظام سلطنت کے بعد ۴۵۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ اسکا بہتیجا الپ ارسلان محمد بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق تخت نشین ہوا۔ خاندان سلاجقہ مین نہایت عظیم الشان اور بہادر شایق غزا گذرا ہے یہہ سلطان علما و فضلا کا قدردان اور احکام مذہبی کی تعمیل مین بہت

جو بنی اسرائیل کی چیدہ بہادر فوجون کو اپنے ساتھ ملالیا۔ اور نہایت شان و شوکت کے ساتھ ۴۶۳ھ سنہ ہجری مین بلاد اسلام کی طرف چلا۔ چونکہ اب کی دفعہ قیصر روم کے پیش نہاد خاص دار السلام بغداد کا فتح کرنا تھا اس لیے فراہمی فوج اور سامان اور تالیف قلوب اور ترغیب و تحریص مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ اہل یورپ کے حوصلہ ہر طرح سے بڑہائے گئے تھے۔ اور جب یہہ ٹڈی دل اسلامی علاقہ مین داخل ہوا۔ تو الپ ارسلان عیسائی فوجون کی کثرت سنکر حیران رہ گیا۔ اور دشمن کے قریب پہونچنے کے سبب اپنی فوجون کو جمع نہ کرسکا اس لیے نازک حالت خیال کرکے تمام فالتو مال و اسباب اور خزانہ وغیرہ وزیر اور بیگمات کے ساتھ ہمدان کو بہیجدیا۔ اور خود صرف پندرہ ہزار چیدہ شاہ سوار لیکر بیشمار عیسائی لشکر کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔" اور کہا کہ اِنّی اقاتل محتسبًا صابرًا۔ اگر فتح پائی تو سب کچھ ہمارا ہے۔ اگر شہید ہوگیا تو ملک شاہ میرا بیٹا ولی عہد ہے۔ جب دونون فوجین قریب پہنچین تو دونون ہراولونکا مقابلہ ہوگیا۔ عیسائیون کے ہراول پر دس ہزار روسی فوج تہی اسلامی ہراول نے فتح پائی اور روسی سردار قید ہوگیا جسکو سلطان نے تشہیر کے لیے بغداد بہیجدیا۔

سلطان قلت فوج کے سبب سے لڑائی سے پہلو بچانا چاہتا تہا۔ اس لیے قیصر روم سے صلح کی درخواست کی مگر مغرور قیصر نے عام انسانی اوصاف اور سابقہ اسلامی احسانات کو بالائے طاق رکہکر یہہ جواب دیا کہ دار السلطنۃ (رے) کے لینے کے بعد اس تمہاری درخواست پر غور کیجائیگی۔ الپ ارسلان یہ سنکر گہبرا گیا۔ مگر اسوقت شاہی امام اور فقیہہ ابو نصر محمد بن عبد الملک بخاری حنفی نے پرجوش تقریر سے سلطان کا حوصلہ بلند ہوادیا۔

خلاصہ تقریر فقیہہ ابو نصر محمد رحمۃ اللہ علیہ

اللہ جل جلالہ و عم نوالہ اپنی مقدس اور متبرک کتاب مین فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْآ اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا ہ سورۃ نساء پارہ (۵) مسلمان تو محض اسلام کی حمایت اور توحید کی اشاعت کے لیے ہتہیار اٹہاتے ہین اور کفار گمراہی و بداخلاقی و لذائذ جسمانی و ہواجس نفسانی۔ مادہ پرستی وغیرہ شیطانی امور کے پہیلانے کے لیے لڑتے ہین اللہ تعالی نے ایسی لڑائیون مین فتح کا وعدہ کیا ہے اور جو لوگ اس کے امر و نہی کو ماننے والے اور اہلیت اسلام رکہنے والے ہین انکے ذریعہ سے اسلام کا غلبہ یقینی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہین "لایزال ھذا الدین ظاھرًا علی کل من ناواہ حتی تقوم الساعۃ واھلہ ظاھرون" چونکہ یہ صفات اہلیت اسلام کی آپ کی ذات مین موجود ہین اور کفار محض استیصال اسلام کے لیے آرہے ہین امید کرتا ہون کہ فتح آپکو ضرور حاصل ہوگی حملہ جمعہ کے روز بعد زوال کے کیا جاوے جبکہ تمام اسلامی ممالک

اور سب کے سب لڑکر شہید ہوگئے اس واقعہ سے شہر والونکا حوصلہ بڑہ گیا اور باہر نکلکر مسلمانون کیطرف آتو ہوئے اسوقت سلطان نماز پڑہ رہا تہا دشمن کے زبردست اور غالبانہ جنگ کی خبر دی گئی لیکن خدا پرست اور مستقل مزاج سلطان پر ذرہ اثر نہ ہوا۔ بدستور خشوع و خضوع کے ساتہ نماز مین مشغول رہا۔ نماز سے فارغ ہوکر سوار اور کفار کے مقابل ہوا سلطان کی غازیانہ آن پر مسلمان قربان تہے۔ جب اللہ اکبر کی صدا نہ گونجنے سے مخالفون کے دلون کو ہلا کر حملہ کیا۔ تو سطوت جبروتی اسباب ناسوتی پر غالب آگئی اور عیسائی بہاگ کر شہر مین داخل ہوگئے مگر مسلمان بہادر بہی ساتہ ہی گہس گئے جنکی ہمراہ اُن کا بہادر سلطان تہا شہر پر سلطان کا قبضہ ہوگیا۔ کچہ عیسائی ایک برج مین محصور ہوگئے۔ جب کسی طرح اطاعت پذیر نہ ہوئے تو ناچار برج کو آگ لگا کر جلا دیا۔ سلطان کیمپ کو واپس چلا گیا۔ رات کو آندہی چلی۔ برج مذکور کی آگ اُڑ کر شہر کو جا لگی اور جلا کر بہسم کر دیا۔ اور پاس کے قلعہ مضبوط پر سلطان کا قبضہ ہوگیا اس بڑی فتح کے بعد قارص کو گیا اس نواح مین لوگ بہ طیب خاطر مسلمان ہوگئے۔ یہان سے شہر آنی کو گیا۔ جو نہایت حصین اور مستحکم تہا۔ دریائے روس پر آباد تہا۔ اس مین صرف گرجے پانچسو تک تہے آبادی بیشمار تہی محاصرہ کیا گیا۔ لیکن کارگر نہ ہوا مسلمان فتح سے مایوس ہوگئے۔ لیکن سلطان نے ایک لکڑی کا برج قلعہ کے برابر اونچا بنا دیا اور بہادرون کو اُس مین بٹہلا دیا۔ متواتر تیر بارانی سے مخالف فصیل پر سے ہٹ گئے اور مسلمان نقبین لگانے لگے مگر تائید ربی سے فصیل کا کچہ حصہ خود بخود گر پڑا۔ اور سلطان کا اقبال کام کر گیا۔ مسلمان شہر مین داخل ہوگئے اور اسقدر عیسائی مقتول ہوئے کہ مردون کی لاشون کی کثرت سے مسلمانون کا شہر مین داخل ہونا رک گیا۔ اور اسیقدر قید ہوئے۔ اور اس فتح کے بشارت نامہ تمام اسلامی بلاد مین روانہ کیے گئے اور فتح نامہ دار الخلافہ بغداد مین پڑہا گیا۔ خلیفہ نے الپ ارسلان کو خط لکہا اور الفاظ ثنائیہ اور دعائیہ درج کیے۔

الپ ارسلان جارش ایک بہادر امیر کی ماتحتی مین چہوڑ کر واپس ہوا۔ اور شاہ کردستان سے بشرط ادائے جزیہ میعادی صلح کی گئی ۴۶۲ سنہ ہجری مین شاہ روم بہت بڑی فوج لے کر قسطنطنیہ سے شام پر حملہ آور ہوا اور شہر منبج لوٹ کر اور باشندون کو قتل کر کے قحط سالی کے سبب سے واپس ہوا۔

الپ ارسلان کی فتح عظیم

بہادران سلجوق کے غازیانہ عزم اور مجاہدانہ ازم سے اہل یورپ نے سمجہ لیا کہ اب اسلامی حرارت سے باقاعدہ کام لینے والے نکل آئے ہین اگر متفقہ کوشش سے اس سیلاب کو نہ روکا گیا۔ تو یورپ کو ایک نہ ایک دن ضرور اپنا ماتم کرنا پڑے گا اس لیے ارمانوس قیصر روم نے یورپ کے کئی ایک ملکون۔ مثلاً۔ اٹلی۔ یونان۔ فرانس۔ روس

مین الپ ارسلان کی فوج کو رومی فوج سے کوئی نسبت ہی نہ تہی۔ لیکن الپ ارسلان اور اسکے بہادر ہمراہیان مین اسلام کا سچا جوش موجود تہا۔ اور تقلید صحابہ کرام حمایت اسلام کے لیے جان دینے کا اعلی جوہر اُن مین پایا جاتا تہا۔ غیر اقوام کا رعب و ہراس اُنکے پاس نہ پہٹکتا تہا۔ استقلال و ہمت ہر وقت اُنکے ساتہہ تہا۔ انہین اوصاف سے قوم کی عزت و عظمت قائم رہ سکتی ہے اتباع شریعت کے بغیر کبہی بہی حقیقی جوش پیدا نہین ہو سکتا۔ اور ایسے جوش کے بغیر کوئی قومی کام نہین چل سکتا۔ الپ ارسلان کا یہ واقعہ امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے نہایت ہی باعث افتخار ہے جب قیصر ارمانوس سلطان کے پاس قید کر کے لایا گیا۔ تو خدا پرست سلطان نے کہا کہ کیا مین نے تجہہ سے صلح کی درخواست نہین کی تہی۔ اور تم نے نامنظور کی دیکہو وہ قادر مطلق احکم الحاکمین جو سب مغروروں متکبروں کا غرور مٹانے والا ہے اُسی نے تمکو غرور کا یہ نتیجہ دیا ہے۔ قیصر نے کہا کہ اب ملامت نہ کیجیے۔ سلطان نے کہا اگر تم مجہکو قید کر لیتے تو کیا سلوک کرتے۔ قیصر نے جواب دیا کہ مین بہت بُری طرح سے پیش آتا۔ سلطان نے کہا کہ اب تم مجہ سے کیا امید رکہتے ہو۔ قیصر نے کہا پہلے مجہے قتل کروگے اور پہر میری لاش کو ممالک اسلام مین تشہیر کروگے دوسری امید عفو بعوض ادائے زر فدیہ بعید از قیاس ہے۔ سلطان منجملہ عباد الرحمن تہا کہنے لگا کہ چونکہ اللہ تعالی جل شانہ نے مجہ ناچیز بندے کو ایسی عظیم الشان فتح دی ہے اس کے شکرانہ مین مین وہی سلوک کرتا ہون جو تمہاری خیال مین ناممکن دکہائی دیتا ہے اور تمکو زندہ چہوڑتا ہون قیصر کو ایک تکلیف خیمہ مین اتارا گیا۔ اور دس ہزار دینار طلائی بطور ضیافت بہیجے گئے اور اُسکی خوشنودی کے لیے کئی ایک جلیل القدر رومی سردار رہا کیے گئے اور انکو قیمتی خلعت دیے گئے اس قدر رحم سلطانی دیکہہ کر شاہ روم اپنے خیمہ مین ہی ٹوپی اتار کر سلطانی تعظیم بجا لایا۔ اور پچاس سال کی میعادی صلح بدین شرائط قرار پائی (۱) قیصر کا زر فدیہ پندرہ لاکہہ دینار دیا جاوے (۲) رومی فوج کو جس وقت سلطان طلب کرے حاضر کیا جائے۔ (۳) جسقدر مسلمان قیدی ممالک روم مین موجود ہین سب چہوڑ دیے جائین۔ اس قرارداد کے بعد قیصر کو سلطانی فوج کے ایک دستہ کی ہمراہ نہایت عزت سے واپس روانہ کیا گیا۔ اور تین کوس تک سلطان نے متابعت کی۔ قیصر ارمانوس زر فدیہ مین سے صرف دو لاکہہ دینار اور نوے ہزار کے جواہرات ادا کر سکا اور باقی کے لیے اپنی ناداری کا عذر پیش کیا۔ اس فیاض اور رحمدل سلطان نے باقی [illegible] لاکہہ دینار معاف کر دیے یہ واقعہ سنہ ۴۶۳ ہجری کا ہے۔

جنگ سے پہلے قیصر کا متکبرانہ جواب اور فتح کے بعد سلطان کا رحیمانہ سلوک عیسویت اور اسلام کی عملی تعلیم کے کہلے نظائر ہین زر فدیہ بمقابلہ ان تمام نقصانون کے جو اسلامی علاقہ کے تاخت و تاراج اور خرچہ جنگ سے ہوئے بہت کم ہے دوسری شرط زمانہ مستقبل سے تعلق رکہتی ہے جو کبہی ایفا نہ ہوئی اور ہوتی بہی تو عیسائیون کے مقابلہ مین

ممالک مین ممبرون پر خطیب "اللھم انصر من نصر دین محمد و اخذل من خذل دین محمد" کے دعائین مانگ رہے ہون اسوقت حملہ کیجئے خدا تعالیٰ فتح دیگا۔ اس تقریر سے الپ ارسلان اور اسکی قلیل مگر جانباز فوج کا حوصلہ بڑہ گیا۔ جمعہ کے دن سلطان نے پہلے نماز پڑہی اور سخت زار زار روکر "اَللّٰھُمَّ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ" کی دعائین مانگی سب نے امین کہی پہر ہمراہیون کو کہا مین تو موت کے دریا مین تیرنے لگا ہون تم مین سے جو واپس جانا چاہتا ہے چلا جاوے مین باز پرس نہین کرونگا مگر ان خادمان اسلام اور عاشقان خیر الانام نے جو "فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَۃً" پر دل سے یقین رکہتے تہے اور شمولیت معرکہ کارزار کو اپنی نجات اور اسلام کے حمایت کا باعث جانتے تہے سلطان سے عرض کیا کہ یہ کوئی آپکا ذاتی کام نہین آپ محض قوم و ملت پر قربان ہونے لگے مین جسکی شراکت شاہ و گدا امیر و فقیر زن و مرد سب پر یکسان فرض ہے اس لیے اس ڈیوٹی کے ادا کرنے مین آپ اور ہم سب برابر ہین دیکہئے ہم راہ خدا مین کیسی جانین فدا کرتے ہین اور یہہ غازیانہ جواب سنکر الپ ارسلان نے حکم دیا کہ تیر و کمان پہینکدو صرف تیغ و سپر لے لو۔ سفید لباس پہن لیا اور خوشبو لگالی۔ اور کہا کہ اگر مین مارا گیا تو یہی میرا کفن ہوگا۔ جب دونون فوجین قریب پہونچ گئین تو پہر گہوڑے سے اتر کر سربسجود ہوا۔ اور زار زار رو کر دعائے فتح مانگی اور سوار ہو کر ایسے مجاہدانہ جوش سے حملہ کیا کہ چند ہزار بہادران اسلام دو لاکھ رومی فوج کے صفون کو شیرون کی طرح چیر پہاڑ کر رومی فوج کے عین قلب مین جا پہونچے۔ رومیون نے چارون طرف سے مسلمانون پر حملات شروع کیے۔ لیکن جان فروش غازیون نے جو زندگی سے ہاتہ دہو کر ایسے بحر بے کران مین غوطہ زن ہوئے تہے اور "جنت الفردوس زیر سایہ شمشیر ہمت" کا عملی نمونہ دکہا رہے تہے عیسائی جوش پر غالب آگئے اور ہزارہا مخالفون کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کاٹ کاٹ کر خاک ذلت پر ڈال دیا۔ رومی بہاگ نکلے اور مقتولون کی لاشون سے زمین پٹ گئی۔ اور شاہنشاہ روم ایک غلام کے ہاتہ قید ہو گیا۔ جسکا آقا قیصر روم کو سلطان الپ ارسلان کے پاس لے گیا۔

کہتے ہین کہ جب وزیر نظام الملک کے سامنے جانباز مجاہدین پیش ہو رہے تہے تو اس غلام کو بہی اُس کے آقا نے پیش کیا چونکہ غلام مذکور بدصورت کوتاہ قد تہا نظام الملک نے اُسکے انتخاب سے انکار کیا۔ آقا نے غلام کا کمال شوق غزا بیان کیا وزیر نظام الملک نے یہہ کہکر کہ شاید یہی غلام قیصر روم کو قید کر سکے لے لیا۔ آخر وہی ہوا جو اُس بیدار وزیر کے منہ سے نکلا تہا۔ "فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ"۔

اس فتح عظیم کے اسباب و نتائج پر اون لوگون کو غور کرنی چاہیے جو اسباب و تعلقات کی کثرت پر مر مٹے بیٹھے

وزیر نظام الملک کے نام نامی کی یادگار تھا جو ۴۵۹ھ ہجری مین مکمل ہوا۔ یہ زمانہ اسلام کے لیے مبارک تھا۔ نظام الملک کا ایک ہمعصر سلطان ابراہیم غزنوی محمود غازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا پوتا تھا۔ جو اپنے عقل و فراست اور ہمت و شجاعت سے ہندوستان مین دور دراز تک نشان فتح گاڑ رہا تھا اور محض اپنی تدبیر و دانش سے غزنویون اور سلجوقیون کی قدیمی مخالفت کے دور کرنے مین کامیاب ہوا۔ اور اپنے بیٹے کی شادی ملک شاہ کی بیٹی سے کر کے رشتہ اتحاد و اخوت کو قائم کیا۔ اس عہد مین مراکو کا دیندار سلطان یوسف بن تاشفین سپین مین عیسائی دنیا کو اسلامی شمشیر کے جوہر دکھا رہا تھا۔ ملک شاہ ۴۸۵ھ ہجری تک بیس سال کی سلطنت کے بعد راہی فردوس برین ہوا کہتے ہین کہ حسن بن صباح کے کسی مرید نے زہر سے ملک شاہ کو ہلاک کیا تھا اور اس سے ایک ماہ بیشتر نیک نہاد فاضل وزیر نظام الملک اس حسن بن صباح کے ایک مرید کے ہاتھ سے جام شہادت نوش کر چکا تھا جسکا ذکر آگے آئیگا اور ۴۸۷ھ ہجری مین خلیفہ المقتدی بامر اللہ فوت ہوا۔ اور المستظہر باللہ بن المقتدی خلیفہ ہوا جسکے عہد مین فرنگیون نے بیت المقدس کو تاراج کیا۔ اور شام پر قبضہ کر لیا۔ اور حسن بن صباح نے زور پکڑا۔ افسوس کہ ملک شاہ کے مرتے ہی زوال شروع ہو گیا۔ اور ولی عہد کے کسی خاص قاعدے کے نہ ہونے سے سرداران سلجوقیہ مین نفاق پڑ گیا۔ اور ایک کی جگہہ کوئی نصف درجن خود مختار سلطان بن بیٹھے۔ اور جو مجموعی طاقت مخالفان اسلام کے برخلاف استعمال کیجاتی تھی اب بکھر کر اپنی ہی بیخ کنی کرنے لگی اگر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی تقلید کی جاتی اور جمہوری انتظام اور عام انتخاب پر امارت کا انحصار رہتا تو یہہ تباہی نہ آتی۔ اس زمانہ مین حسن بن صباح عقائد کے بگاڑ سے اسلامی جہتہ کو سخت نقصان پہونچا رہا تھا اور چیدہ اور کام کرنے والے سلاطین و امرا و علما و فضلا کے قتل سے مسلمانون کو برباد کر رہا تھا اور آیندہ نسلون کے لیے الحاد و بیدینی کا زہریلا بیج بو رہا تھا۔ اور جدید عقائد کی اشاعت کی تحریک کا مادہ بہم پہونچا رہا تھا۔ اور مخالفت اسلام کا حوصلہ بڑھ رہا تھا۔ اسکا حال آگے فرقہ اسمعیلیہ مین بیان کیا جاوے گا۔ ملک شاہ کے انتقال کے بعد اُس کے بیٹے برکیارق اور محمود مین فساد ہوا۔ مگر محمود چند ماہ بعد مر گیا۔ طمع سلطنت نے تین چچاؤن کو برکیارق سے شمشیر بکف اور آرزوئے سلطنت مین برباد کیا۔ پھر محمد بن ملک شاہ بر سر پیکار ہوا۔ ان ہی دونون مین شام پر مجاہدین یورپ نے قبضہ کر لیا۔ اور بیت المقدس مین ستر ہزار مسلمان ہلاک کیے گئے۔ ۴۹۲ھ ہجری مین دونون بھائیون نے ملک تقسیم کر کے صلح تو کر لی لیکن طاقت سلطانی کو گھٹا دیا۔ ۴۹۸ھ ہجری مین سلطان برکیارق فوت ہوا۔ اور سلطان محمد واحد سلطان عجم مقرر ہوا۔ پہلے تو اُسکو ملک شاہ بن برکیارق سے لڑائی پیش آئی اور پھر ملحدین فدائیون کی طرف متوجہ ہوا۔ جنھون نے برکیارق اور محمد کے مفسدات کے دنون مین بہت زور پکڑ لیا تھا۔ ملحدین کو سخت محصور کیا۔ مگر محمد کا وزیر سعد الملک بھی باطنی ملحد تھا بادشاہ کے مارنے کے فکر مین

کیا کام دیتی البتہ تیسری شرط مفید قوم تہی مگر عیسائیون کے حق مین کچہ ضرر رسان نہ تہی۔ سلطان نے کوئی سخت شرط پیش کی جس سے سلطان کی اعلی درجہ کی اولوالعزمی اور سیر چشمی ثابت ہوتی ہے ہان ضمنا یہ نتیجہ نکلا کہ سلجوقیون کا رعب رومیون پر سخت چہا گیا اور انکی متفرق سلطنت کے جزو واقعہ ایشیا کوچک یورپ کے صلیبی مجاہدین سے بہی بچ بچا کر ظہور سلطنت عثمانیہ تک موجود رہے۔

مقتل الپ ارسلان

سنہ ۴۶۵ھ مین سلطان نے بخارا پر چڑہائی کی جہان کے سلمان بادشاہ شمس الملک باغی ہوگیا تہا بیس دن کے عرصہ مین جیحون جیسے دریا پر پل باندہ کر اتر گیا۔ فوج مین سوار صرف دو لاکہہ تہے ایک باغی قلعہ دار یوسف خوارزمی کو پکڑ کر حاضر دربار کیا گیا۔ سلطان نے سزا دینی چاہی وہ سخت کلامی سے پیش آیا سلطان نے غصہ مین آکر تیر و کمان پکڑ لیا اور اپنی اعلی درجہ کی تیراندازی پر اعتماد کر کے غلامون کو کہا کہ ہٹ جاؤ مین ابہی اسکو نشانہ بناتا ہون سلطان جسکا کبہی نشانہ خطا نہین ہوا تہا دشمن کو نہ لگا۔ یوسف نے سلطان پر حملہ کیا سلطان تخت سے اٹھ کہڑا ہوا پاؤن جلدی سے لڑکہڑایا اور گر پڑا۔ یوسف نے سلطان کو چھری سے مجروح کیا۔ اور آپ وہین ترکون کے ہاتہ سے قتل ہوگیا۔ الپ ارسلان اسی زخم مہلک سے چند روز بعد مر گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس سلطان نے جو کچہ مرتے دم کہا ہے وہ مغرور سلاطین کے لیے ایک عمدہ سبق ہے۔ جب سلطان زخمی ہوا۔ تو کہا جب مین کسی دشمن سے لڑا۔ یا کوئی کام شروع کیا ہمیشہ پہلے خدا تعالی سے مدد مانگ لیتا۔ اور اپنی کمزوری اور ضعف کا اقرار کرتا لیکن جب مین کل اس ٹیلہ پر چڑہا تو فوج کی کثرت دیکہہ کر مجہے ایسا معلوم ہوا کہ زمین میرے پاؤن تلے کانپ رہی ہے مینے کہا کہ مین دنیا کا بادشاہ ہون اور کوئی مجہکو شکست نہین دے سکتا۔ ان متکبرانہ خیالات کا نتیجہ ہے کہ آج اسنے اپنی ایک ادنی مخلوق سے مجہکو عاجز کر دکہایا اور لاکہون مددگارون مین سے کوئی کام نہ آیا۔ اب مین توبہ کرتا ہون خدا تعالی مجہکو مغفرت عطا کرے آمین الپ ارسلان نے سنہ ۴۵۵ھ سے سنہ ۴۶۵ھ ہجری تک دس سال حکومت کی خلیفہ القائم بامر اللہ سنہ ۴۶۷ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ اسکا پوتا المقتدی بامر اللہ بن محمد بن القائم خلیفہ ہوا۔ الپ ارسلان کی وفات کے بعد اسکا بیٹا ملک شاہ تخت نشین ہوا جسکو پہلے تو اپنے خاندان کے ایک دو شخصون سے دست و گریبان ہونا پڑا۔ پہر قیصر روم سے بگاڑ ہوا۔ اور شکار مین قید ہوا۔ مگر دشمن نے معلوم نہ کیا کہ یہی ملک شاہ ہے وزیر نظام الملک نے مشہور کر دیا کہ سلطان شکار سے واپس کیمپ مین آگیا ہے اور قیصر سے صلح کر لی اور سلطان کو رہا کرا لیا۔ بعد ہالی لڑائی سخت ہوئی ملک شاہ نے فتح پائی اور قیصر روم نے قید کی ذلت اٹہائی اور چند شرائط پر خلاصی پائی۔ کل ایشیا روم کا علاقہ سلطان نے لے لیا اور سلجوقی امرا مین تقسیم کر دیا۔ اس سلطان کا عہد علمی ترقی کے لیے مشہور ہے بغداد کا نظامیہ کالج اسی کے

ت ٥ کی سنہ وفات سے لیکر نورالدین محمود کے نائب السلطنت ہونے تک المستظہر باللہ ۵۱۲ھ ہجری سے
۵ ھ ہجری تک اور المسترشد باللہ بن المستظہر ۵۱۲ھ تک اور الراشد باللہ بن المسترشد ۵۲۹ھ تک خلیفہ بغداد رہے
سلجوقی سلاطین کے گھٹے تلی تھے اسکے بعد المقتفی بن المستظہر خلیفہ ہوا جسکو ابتدا مین سلطان مسعود نے سخت تکلیفین
مگر مسعود کے مرنے کے بعد ۸ سال تک سلطان نورالدین محمود کی نیابت کے زمانہ مین عزت و شوکت کے ساتھ ۵۵۵ھ
عالم اور عادل خلیفہ فوت ہوا اور اسکی جگہہ اسکا بیٹا المستنجد باللہ خلیفہ بغداد ہوا اور اسکے بعد ولی اللہ المستضی بامر اللہ
۵۶ھ ہجری مین خلیفہ ہوا۔

فرقہ اسمٰعیلیہ

جب اسلام مین موروثی سلطنت کی بنیاد پڑی اور جو شخص مقدس عہدۂ خلافت پر ممتاز ہونے لگا وہ اشاعت توحید مین
سنت یا بالکل غافل نکلنے لگا۔ اور عقائد اسلام مین رخنہ اندازی ہونے لگی اس لیئے اس ہولناک اندیشہ کو بھانپ کر
بعض مقدس علما، باعمل نے تبلیغ احکام قرآنی کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی اور ایک خاص اسلامی مشن مقرر
کر گیا۔ جو اپنے شاگردون مریدون کو زہد و تقوی صبر و قناعت رضا و تسلیم کی تعلیم دیتے اور متوکلانہ اور بلا غرضانہ
زندگی اور سادگی اور تحمل شدائد کی مستقل عادت ڈلواتے اور اشاعت اسلام پر لگاتے گروہ تابعین مین ایسے
علم روحانی امام زین العابدین خواجہ حسن بصری۔ قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم وغیرہ
صاحب ممتاز گذرے ہین یہ مقدس گروہ دن بدن اپنے اعمال صالح اور بے لوث افعال کے سبب اہل اسلام مین
ہر دلعزیز ہو گیا۔ یہی لوگ صوفی کہلاتے ہین مجاہدہ و ریاضت کے مفید اصول سے نفس کشی کیجاتی اور انوار
روحانی جسمانی تعلقات پر غالب آتے۔ اور اور خوارق عادات دکھاتے۔ اور عوام کی ارادت صادقہ بڑھاتے۔
بنی فاطمہ آل نبی ہونے کے سبب اور روحانی فوقیت رکھتے تھے بنی امیہ کے زوال و بنی عباس کے اقبال کا بہی
سادات باعث ہوئے تھے ظاہری سلطنت انکو نہ ملی مگر مذہبی حکومت کے عموماً یہی مالک رہے۔ ان مین سے جعفر صادق
رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ مین فضیلت صوری و کمالات معنوی اور قبولیت عامہ اور ہدایت عامہ کے کمال معراج پر پہونچ گئے
اور بڑے بڑے علما، و فضلا آپ کی بیعت سے مشرف ہو کر ہدایت خلائق پر مامور ہوئے۔ اہل سنت جماعت
اور شیعہ دونون فرقے آپکے صلح کل اور صوفیانہ روش کے معتقد رہے۔

واقعہ کربلا کے بعد امام زین العابدین اور انکے مقدس فرزند اور پوتے امام محمد باقر اور جعفر صادق رضی اللہ عنہم
نے تو بالکل ظاہری حکومت کے ادعا سے علیحدگی رکہی۔ مگر زید بن امام زین العابدین اور انکے فرزند ارجمند یحیی بن
زید رضی اللہ عنہ نے سلطنت کے لیے برخلاف سلاطین بنی امیہ علم مخالفت بلند کیا اور دونون بزرگوارون۔

لگا۔ بادشاہ ہر ماہ فصد کہلواتا تہا۔ وزیر نے فصاد کو کہا کہ زہر آلودہ نشتر سے فصد کرے بادشاہ کو پتہ لگ گیا اور بیمار بن بیٹہا۔ فصاد کو بلایا جب وہ فصد کرنے لگا بادشاہ نے گہور کر دیکہا۔ فصاد ڈر گیا۔ وہ تمام حال کہدیا۔ سلطان نے اُسی نشتر سے فصاد کو ہلاک کیا۔ اور وزیر کو مع متعلقین قتل کرادیا۔ مگر قلعہ کا محاصرہ چہوڑ دیا۔ یہ سلطان سطوت آبائی رکہتا تہا۔ لیکن اپنے خانگی فسادون اور ملحدین کی شرارت سے شام مین کوئی قومی خدمت نہ کرسکا۔ اور عیسائی بدستور قابض شام رہے۔ سلطان محمد ۵۱۱ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اُسکا جانشین اُسکا بیٹا سلطان محمود ہوا۔ مگر سلطان سنجر بن ملکشاہ سے شکست پاکر طالب امان ہوا۔ سنجر نے حکومت عراق حدود شام تک محمود کو دیدی اور سلطان کا علاقہ چین سے لیکر مصر کے مغرب تک اور بحیرہ خزر سے لیکر یمن تک پہیل گیا۔ اور باپ دادے کی شوکت حاصل ہوگئی۔ مگر مسلمان امراء و سلاطین سے زیادہ لڑتا پہرتا رہا چین پر حملہ کیا۔ اور سخت شکست کہائی اور تمام عمر کا اندوختہ کہو دیا۔ اور ۵۱۹ھ ہجری مین ایک باغی سردار نے قید کرلیا۔ اور ایک سائیس کے برابر تنخواہ مقرر کی۔ یہ سلطان ۵۲۲ھ ہجری مین فوت ہوا سلطان سنجر کے بعد محمود خان ساڑہے پنج سال حکمران رہا جس سے سلطان محمود بن محمد بن ملکشاہ والی عراق نے تمام سلطانی علاقہ پر تصرف کرلیا۔ اور ۵۲۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اُسکو بہی اُسکی بہائی مسعود نے آرام نہ لینے دیا۔ بعد ازان سلطان سنجر طغرل بن محمد تخت نشین ہوا جسکی مسعود سے لڑائیان ہوتی رہین اور پہر مسعود سے صلح ہوگئی اور ۵۲۹ھ ہجری مین فوت ہوا اور سلطان مسعود بن محمد بن ملکشاہ سلطان ہوا۔ اسی نے خلیفہ الرشید باللہ کو معزول و مقتول کیا۔ اور خلیفہ المقتفی لامر اللہ کا تمام مال و اسباب چہین کر مفلس و قلاش بنا دیا تہا مسعود اور اُسکے بہتیجے داؤد مین لڑائیان ہوئین جس سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا اور ولی عہد مقرر کردیا مگر ۵۳۲ھ مین داؤد ایک فدائی کے ہاتہ سے مقتول ہوا۔ مسعود کو پہر کئی ایک مسلمان سردارون سے مقابلہ کرنا پڑا انہین خانہ جنگیون مین ۵۴۵ھ تا ۵۴۷ھ ہجری مین راہی ملک بقا ہوا۔ اور خلفای بغداد بہی پنجہ سلاطین سے جو بظاہر نائب السلطنت اور در اصل خود مختار خلیفہ ہوتے تہی خلاص ہوئے اور بجائے سلاطین سلاجقہ حقیقی نائب السلطنت نور الدین ہوا جسنے کمال بے غرضی اور فتوحات عظیمہ سے خلافت عباسیہ مین جان ڈالدی اُس کے بعد برائے نام سلطان و نائب السلطنت ملکشاہ بن محمود۔ محمد بن محمود۔ سلیمان بن محمد۔ ارسلان بن طغرل۔ طغرل بن ارسلان۔ سنجر بن سلیمان۔ قزل ارسلان۔ وغیرہ برائے نام سلجوقی سلطان ہوئے۔ لیکن اُن کے عہد مین سوا باہمی کشت و خون کے اور کچہ نتیجہ نہ نکلا۔ یہانتک کہ انکا اکثر ماتحت ملکون ماوراء النہر۔ رے وغیرہ مین خاندان خوارزم شاہی کا تسلط ہوگیا۔ اور اُسکے متفرق اجزا ایشیا کوچک اور جزیرہ اور فارس کے جنوبی اضلاع مین حکمران رہے۔

اس کتاب مین مطلوب نہین - ایسلیے صرف اتنا لکھا جاتا ہے کہ یہ لوگ اپنے عقاید کی آہستہ آہستہ خفیہ تعلیم دیتے
اور ہر ایک مسئلہ کا ظاہر و باطن مانتے تہے اور احکام قطعی مین بہی تاویل کر لیتے - اس وجہ سے ان کو باطنی بہی کہ
آج کل کے فری مین کی طرح انکے ہان کئی عہدہ دار ہوتے - سب سے بڑا داعی الدعات ہوتا تعلیم کے سات طبقہ
تہے جنکا بڑا مدرسہ (فری مین ہوس) قیروان واقعہ شمالی افریقہ مین بنایا گیا - اس مذہب کے داعی اور نقیب ہر ایک
ملک مین جاتے اور خلافت عباسیہ اور امامت فاطمیہ کے برخلاف خیالات پہیلاتے منصور بن محمد
جعفر حبیب تینون مخفی امام شمار ہوتے ہین جنکو سلطنت نہ ملی اور خفیہ سلطنت کے لیے سازشین کرتے
رہے - اسکے بعد عبید اللہ مہدی ہوا جسنے طرابلس الغرب بغدادیون کی برائے نام حکومت سے آزاد کرکے
خاندان فاطمین کی بنیاد ڈالی یہان ہمکو عبید اللہ کے عقیدہ سے غرض نہین مورخانہ نگاہ سے اسکی خدمات
کو دیکہنا ہے - یون صدی گذر گئی تقدس مآب خلافت بغداد کا ہر ایک دن ابتر ہی آتا رہا - ماموں معتصم
واثق - جو بہت بڑے جلیل القدر خلفا گذرے ہین اور ماموں اور واثق زبردست عالم بہی تہے مگر معتزلہ
ہوگئے - اور علما کو ستاتے رہے - المتوکل نے گو احیائے سنت کا کام کیا - مگر بقول سیوطی لذات
و شراب مین غرق رہا - اور چار ہزار کنیزکون سے فائدہ اٹہا چکا تہا - اس کے بعد المستنصر المستعین المعتز
نے سوائے معزولی مقتولی کے خلافت سے اور کچھ فائدہ نہ اٹہایا - المہتدی گو عالم پرہیزگار تہا - لیکن
سرکش و لالچی امرا نے اسکا بہی حشر کیا - ۲۵۶ ہجری مین معتمد خلیفہ ہوا جسکی چوبیس سالہ حکومت
مین رومیون نے ایشیائے کوچک اور شام مین اودہم مچا دیا اور خراسان کرمان پر احمد نام باغی قابض
ہوگیا - پس ایسے وقت مین جبکہ ارادت خلفائی جاتی رہی تہی اور اسلامی دنیا مین ایسی کوئی واحد طاقت
موجود نہ تہی - جو ہارونی عظمت کو قایم رکہہ سکے اور مسلمانون سے قومی ترقی کا کام لے سکے - عبید اللہ
نام ایک شخص ظاہر ہوا - اسکو اکثر مسلمان مورخ خوارستان کا یہودی کہتے ہین اور اسکا فاطمی
ہونا تسلیم نہین کرتے - اور لکہتے ہین کہ چونکہ فتح خوارستان مین عبید اللہ کے یہودی بزرگون مسلمانون
سے تکالیف پہونچی تہین - اس لیے عبید اللہ نے بخیال انتقام مسلمانون مین نفاق ڈالنے کی کوشش
کی اور علم و فضل کے سبب اسکی تصانیف علمائے اسلام کی کتابون مین مل گئی - لیکن فقیر رقم کے
خیال مین یہہ درست نہین اس سے پہلے نفاق و افتراق موجود تہا جسکی ابتدا شہادت امیر المومنین عثمان
رضی اللہ عنہ اور تکمیل ظالمانہ واقعہ کربلا تہی - بنی ہاشم اور بنی امیہ کی مخالفت گو پولیٹیکل تہی لیکن ہر ایک
فریق نے اسکو مذہبی رنگ دیدیا - اور سیون حدیثین اپنی اپنی فضیلت اور تقدم و فوقیت حقوق
کی وضع کرکے مخبر صادق صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ملہمانہ صداقت وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى

نے عزیز جانین معہ ہزار ہا رفقا کے قربان کین۔ مگر شیعہ زیدیہ کی بنیاد پڑ گئی جو حضرت امام المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو افضل مانتے مگر نہ خلافت اصحاب ثلاثہ سے انکار کرتے اور نہ برا بہلا کہتے محمد المعروف بہ نفس الزکیہ بن عبداللہ محض بن حسن مثنی بن حسن بن علی بن ابی طالب نے حسنی سادات مین سے عہد منصور عباسی ۱۴۵ھ ہجری مین دعوی خلافت کیا جس کی بیعت امام ابو حنیفہ رح اور امام مالک وغیرہ اسوقت کے مجتہدین علما نے کی اور مکہ مدینہ پر قابض ہو گیا مگر منصور عباسی کی فوج کے ہاتہ سے شہید ہو گئے اور انہین کے چچا زاد بہائی حسین بن علی بن حسن مثنی رضی اللہ عنہم نے خلیفہ ہادی کے برخلاف مکہ معظمہ پر قبضہ کر لیا۔ مگر شہادت کے سوا اور کچھ حاصل نہ کیا۔ ان تمام واقعات مین امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ اپنی سلامت روی اور امن پسندی کے سبب الگ رہے تہے اور انہون نے کبہی اپنی گفتار و کردار سے سلطنت کو بدگمانی کا موقعہ نہ دیا۔ مگر اپنی تقدیس و صلاحیت کی سبب کل اسلامی دنیا مین اپنی امامت کا سکہ بٹہلا دیا اور اپنے مریدون کے صابر و قانع گروہ صوفیون کے ذریعہ مختلف ممالک مین اپنے خاندان کی کامل محبت کا بیج بو دیا۔ امام جعفر صادق کا ایک بیٹا اسمعیل تہا۔ وہ بخلاف باپ دادا پردادا کے ظاہر حکومت کا خواہان تہا۔ اور چونکہ سادات کبہی بہی دعوی سلطنت سے دست بردار نہین ہوئے تہے اور ہمیشہ ہاتھ پاؤن مارتے رہے تہے اسمعیل کو اپنے پدر بزرگوار کی عظمت و قبولیت دیکہکر امارت ظاہری کا خیال پیدا ہوا۔ مگر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جو اپنے بزرگون کی دنیوی ناکامی سے کافی تجربہ رکہتے تہے ایسے ارادہ کو کب پسند کرتے تہے۔ اس سبب سے اور دیگر وجوہات سے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے امامت اپنے دوسرے بیٹے امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کو دیدی۔ اور اسمعیل محروم رہا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بعض انقلاب پسند اور فتنہ انگیز شیعہ اسمعیلیہ ہو گئے۔ گو امام موسی کاظم رضی اللہ تعالے عنہ کی امامت حقہ کے سامنے اسمعیلیہ دعوی نہ چل سکا۔ مگر ایک اور جدید فرقہ شیعہ اسمعیلیہ کی بنیاد پڑ گئی۔ اسمعیل کا بیٹا محمد بہی بدستور اپنی امامت کا مدعی رہا۔

اسی پہوٹ کا نتیجہ تہا کہ بانی مذہب قرامطہ نے بہی شروع شروع مین اسی محمد اسمعیل کے بیٹے یا پوتے کی اتباع امامت کے دہوکہ مین ہزارون شیعون کو اپنے ساتھ ملا لیا اور بہت کچھ عروج پا لیا۔ چونکہ ایشیا مین امام موسی کاظم اور انکے لائق مقدس فرزند امام علی رضا رضی اللہ عنہ اور انکے پاس نفس جانشینون اور معمر مریدون کے سامنے ہر جگہہ فرقہ اسمعیلیہ ناکامیاب نکلا اسلیے ان لوگون نے عراق سے دور جو امامت کا وطن تہا شمالی افریقہ مین اڈا جما یا۔ چونکہ وہان نہ بغداد کے خلیفہ کا اور نہ اب عباسی گورنر افریقہ کا زور تہا۔ وہان اس گروہ کو اپنے عقائد پہیلانے اور مرید بڑہانے کا میدان مل گیا۔ اور بظاہر صوفیانہ وضع اور شکل و شباہت مین اشاعت مین اسلام کے مدعی بنکر اپنے پیرو بڑہانے لگے مجہکو اس گروہ کے عقاید پر بحث کرنا

مذہبی قائم کرنے کے بعد ۳۲۲ سنہ ہجری مین مرگیا۔ اور القائم بامر اللہ جانشین ہوا جو باپ سے زیادہ سرگرم مذہب اور قاتل علما تھا۔ ۳۳۴ سنہ ہجری مین مرگیا اسکا بیٹا منصور خلیفہ ہوا اسی سال اخشید والی مصر مرگیا۔ اور کافور کے بعد عام علاقہ مصر پر عبیدیون کا تسلط ہوگیا اور اسمعیلیہ مذہب روز بروز ہر طرح سے رواج دیا گیا منصور ۳۴۱ سنہ مین مر المعز الدین اللہ خلیفہ ہوا جسنے قاہرہ آباد کیا۔ اور ۳۶۱ سنہ ہجری مین جامع ازہر تعمیر ہوئی اور کل مصر پر بھی قابض ہوگیا ۳۶۵ سنہ ہجری مین مرگیا۔ اسکی ماتحت سسلی بھی تھی سسلی کا جنگ عظیم اسی عہد مین ہوا تھا۔ اسکے بیٹے نزار کے عہد مین حلب حمص جزیرہ مین پر عبیدیون کا تسلط ہوا تھا نزار ۳۸۶ سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ اور الحاکم بامر اللہ خلیفہ ہوا۔ الحاکم بامر اللہ اپنے بزرگون کیطرح اسمعیلیہ مذہب کا سرگرم حامی تو تھا ہی امامت وخلافت کے علاوہ خود بھی ایجادی طاقت رکھتا تھا۔ اب مصر۔ طرابلس الجزائر مغرب شام حجاز۔ یمن۔ جزیرہ پر اسکا تسلط تھا۔ عرب عراق سندہ مین اسمعیلیہ مذہب پھیل چکا تھا مقابل پر خلیفہ بغداد مہرہ شطرنج سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا۔ اس لیے اسقدر کامیابی دیکھکر انسانیت کے درجہ سے برتری کا خیال پیدا ہوا اور خداوند جل علا کا مظہر کامل بنکر الوہیت کا دعوی کیا اور نزول کی ڈینگ ہانکنے لگا جس علما نے انکار کیا انکو قتل کرایا گیا مسجدون دروازون اور شارع عام پر صحابہ کرام کو گالیان لکھوائی گئین شراب ناسور کا گوشت حلال کردیا۔ اور تاویل معانی آیات کی آزادی جو عبید اللہ مہدی نے قائم کی تھی اس سے اسقدر کام لیا گیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کہا گیا کہ آپ قرآن کے معانی حقیقی نہین جانتے انکا جاننے والا صرف الحاکم ہے اسکے مقلد آجکل شام کے اسمعیلی دروز وغیرہ ہین یہ الحاکم جسکو اسلام سے بہرہ نہین اور ثانی فرعون تھا اپنی بہن کے اشارے سے ۴۱۱ سنہ ہجری مین مقتول ہوا جبکہ وہ پہاڑ پر وحی اور خدا کا پیغام لانے کے لیے گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اسقدر ظلم سفاکی کا نتیجہ نفرت اور کراہت اور بددلی تھی اور اسماعیلیہ خاندان کی ترقی رک گئی اسکے بیٹے الظاہر لاعزاز اللہ نے ۴۲۷ سنہ ہجری تک حکمرانی کی مگر حلب و شام کا بڑا حصہ قبضہ سے نکل گیا۔ الظاہر کے بعد اسکا بیٹا المستنصر خلیفہ ہوا جسکے عہد مین دیار مغرب پر معز بن بادیس نے قابض ہوکر عباسیون کا خطبہ پڑھا اور یہی حال حجاز و شام کا ہوا مگر ان تمام نقصانون کی تلافی ایک ہی شخص کے ظہور نے کردی جسنے صرف عقائد اسمعیلیہ کو نہین پھیلایا۔ بلکہ جن علاقون مین اسمعیلیہ داعی قدم نہین رکھ سکتے تھے وہان ایک زبردست سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ عقاید مین وہ دلخوش کن ترمیمین اور ازدیاد کین کہ خود بدولت مہدی کے فرشتون کو بھی خبر نہ تھی۔ مخالفون کے مٹانے اور ہیبت جمانے کے لیے وہ ترکیبین نکالین کہ دنیا کے پردے پر آج تک بڑے سے بڑے پالٹشن کو نہ سوجھی ہون تقدس نیز اعتبار بڑہانے اور مریدون کو سرفروشی کا سبق پڑہانے کا جو گر یہ شخص جانتا تھا کبھی کسی کو نہین سوجھا تھا

کے صریح خلاف مشہور ہو کر دین سے امام زید یحیی نفس الزکیہ حسین کی اموریہ اور عباسیہ خلفاء سے دار وگیر ہو چکی تھی۔ شیعہ امامیہ و زیدیہ کا اختلاف موجود تھا۔ پس عبید اللہ کو مسلمانوں کے نفاق کا موجب قرار دینا درست نہیں۔ ہاں جس طرح کہ بنی ہاشم نے حصول سلطنت کے لیے راستے نکالے اسی طرح یہ بھی چند زائد قواعد کے رواج و عمل سے کامیاب ہو گیا۔ گو وہ قواعد اکثر جم غفیر کے معیار عقیدت کے مطابق نہ تھے تقیہ تو پہلے ہی شیعوں میں موجود تھا اس نے اسکو وسیع کر دیا۔ اور اسی سے عمدہ کام لیا اور (فریمن) کی طرح اپنے مذہب کو راز ہی راز بنا دیا ایسے آزاد مشرب بلند نظر پولیٹیکل آدمی کے لیے عام مروجہ اصول دین میں قطع برید کرنا کچھ مشکل نہیں تھا۔ جبکہ ہر ایک بات خفیہ بتلائی جاتی تھی۔ حسب موقعہ ہر ایک کو سمجھا دیا معتمد کے زمانہ میں جبکہ سلطنت مذہبی اور ملکی مخصوں میں مبتلا تھی۔ اور بانی مذہب قرمطہ نے محمد بن عبد اللہ بن محمد بن اسمعیل بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی محبت کی آڑ میں لاکھوں شیعوں کو اپنا گرویدہ بنا کر امام مہدی علیہ السلام کے آمد آمد کا شہرہ کر دیا تھا۔ پس ایسے مفید اور مناسب موقعہ پر ۲۸۶ ہجری میں عبید اللہ نے دعوی مہدویت کیا چونکہ عالم با عمل اور مدبر اور اپنے دل کے راز پر قابو رکھنے والا تھا اور اپنی نسب کو عبد اللہ بن حبیب بن جعفر بن منصور بن محمد بن اسمعیل بن جعفر صادق سے ملاتا تھا لوگ اسے پر شور و شر زمانے میں وجود مہدی کی ضرورت کے سبب چنداں اسکے مخالف نہ ہوئے ۲۸۹ ہجری میں اس نے حج کیا۔ اور ہو گنانہ اسکے ہمراہ مغرب چلے گئے جہاں میدان خالی تھا خلفائے عباسی کا رعب اٹھ چکا تھا اغلب تمیمی کا خاندان گل ہو چکا تھا۔ گورنر مصر کمزور تھا۔ وہاں صوفیانہ لباس میں پیر و بڑھانے لگا۔ اور کوئی معترض نہ ہوا۔ قیروان میں ایک کمیٹی (لاج) فریمن کی طرح قائم کی اس کے سات نمبر مقرر کئے جسکی تعلیم کا ما حصل قرآن میں تاویل بلا ضرورت تکلفات شرعیہ سے آزادی اور بنی فاطمیہ کی حکومت کا استقلال تھا۔ یہہ تعلیم آہستہ آہستہ مرید کے عقائد کے امتحان کے بعد دیجاتی۔ اور مذہب کے داعی منادی مقرر کیے جو عام مسلمانوں میں مل جل کر خفیہ خفیہ اپنے عقائد کی اشاعت کرتے پس زیادہ سے زیادہ یہہ لوگ انہیں باتوں سے باطنی کہلاتے تھے عبید اللہ کے جب مریدوں کی خاصی جمعیت ہو گئی تو امام سے خلیفہ بن گئے اور کمزور عباسی حکام کو مار کر شمالی افریقہ کا خلیفۃ اللہ بن بیٹھا۔ اور خاندان اسمعیلیہ عبیدیہ فاطمیہ کا بانی ہوا۔ اور جدت ارادت کے سبب ایک پر جوش گروہ پیدا کر دیا جسکی کہ مسلمانوں کو سخت ضرورت تھی ۲۹۶ ہجری میں خود مختار خلیفہ ہوا۔ اور ۳۰۱ ہجری میں چالیس ہزار لشکر سے مصر پر حملہ کیا لیکن ناکام پھرا۔ اور اسکندریہ اور فیوم پر قابض ہو گیا ۳۰۶ ہجری میں القائم بن عبد اللہ مصر اور سعید پر قابض ہوا ۳۱۳ ہجری میں علاقہ جزیرہ فسطاط پر قبضہ کر لیا۔ عبید اللہ اپنی ملکی اور مذہبی وقعت

دفاتر کا حساب صاف نہ تہا وزیر نے دو سال مہلت طلب کی مگر چالاک حسن بن صباح نے چالیس دن مین رپورٹ پیش کرنے کی ڈینگ ہانک دی۔ یہ کام اُس کے سپرد کیا گیا چالیسوین دن رپورٹ پیش تو کی گئی۔ مگر جب ملک شاہ نے پڑتال شروع کی تو حسن تسلی بخش جواب نہ دے سکا رپورٹ کے جعلی اور غلط ثابت ہونے پر بادشاہ سزا دینے لگا مگر امُرا پاک باز وزیر کی سفارش سے بچ گیا۔ اور وہان سے چلدیا۔ ایسے فطرتی اور لائق شخص کو اسطرح چھوڑ دینا خالی از خطر نہ تہا۔ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ قاہرہ کی زبردست اسماعیلیہ کمیٹی (لاج) کے داعی اور نقیب ہر ایک پہنچکر سازشون اور رازداری کے جال پہیلا کر سلطنت اسلام کی جڑ کہوکہلی کر رہے تہے ان لوگون کا ظاہر مین کچھ مذہب ہوتا تہا باطن مین کچھ۔ چونکہ بنی امیہ کے بخلاف بنی ہاشم کے داعی اور نقیب اسی خفیہ سازشی طریقہ سے کامیاب ہو چکے تہے اس لیے فاطمین مصر نے بہی آبائی طریقہ سے عباسی خلافت کی محبت مٹانی چاہی۔

چونکہ مقتدر سلاطین سلجوق ایشیا کے اکثر اسلامی ممالک پر شاہانہ تسلط رکھتے تہے اور خلفائے عباسی کی عظمت خلافت کے قیام کے حامی تہے۔ اور یہی حال سلاطین غزنویہ کا تہا اس لیے حسن بن صباح کو جو ملک شاہ سے عداوت رکھتا تہا اپنی کامیابی کے لیے فاطمین مصر کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ شروع مین ایک دو اسماعیلی رفقا کی ملاقات اور مذہبی مباحثہ اور پہر ایک اسماعیلی داعی مومن نام کی تلقین سے حسن جیسا فلاسفر اور آزاد مشرب اسماعیلی ہوگیا۔ اور جلد ہی عبدالملک داعی عراق نے اس کو اسمعیلی داعی (منسٹری) مقرر کر دیا اور تہوڑی مدت بعد خلیفہ المستنصر باللہ کی زیارت کے لیے مصر کو روانہ ہوگیا۔ حسن کی لیاقت و قابلیت کا شہرہ پہلے ہی مصر مین پہونچ چکا تہا۔ المستنصر باللہ نہایت عزت اور مروت سے پیش آیا۔ مگر بدر جمالی سپہ سالار مصر کی رقابت کی وجہ سے مصر سے نکالا گیا جس جہاز پر سوار ہو کر گیا اُسکو طوفان نے آگہیرا اہل جہاز گہبرا اُٹہے۔ مگر حسن نے نہایت اطمینان سے کہا کہ خدا نے مجہے وعدہ کیا ہے کہ ہم نہین ڈوبین گے" یہ پیشگوئی دو پہلو رکہتی تہی "ڈوب گئے تو جہٹلانے والا کون رہیگا۔ بچ گئے تو ولایت و کرامت کا سکہ بیٹھ ہی جائے گا بہرحال کچھ ہو طوفان جاتا رہا۔ اور اہل جہاز حسن کی بزرگی کے معتقد ہو گئے اور سب اسماعیلیہ ہو گئے ساحل شام پر پہونچکر شام ایشیائے کوچک۔ جزیرہ عراق مین مذہب اسمعیلیہ کی منادی کرتا ہوا اور خوزستان۔ اصفہان کرمان گہومتا ہوا دامغان پہنچا تین سال وہان مذہب اسمعیلیہ کی اشاعت کرتا رہا۔ اور معتقد بڑہاتا رہا۔ بعد ازان اور مختلف علاقون مین اپنا اثر پہیلا کر آخر قلعہ التموت مین ڈیرا لگا دیا۔ التموت صوبہ رودبار یا طالقان کے علاقہ مین تہا۔ یہ قلعہ دشوار گذار پہاڑون کے اندر نہایت بلند پہاڑ کی چوٹی پر تہا۔ سلاطین دیلم کا بنایا ہوا تہا۔ یہان کا قلعہ دار مہدی نام فاطمی اور حسن کا معتقد تہا۔ حسن جس قسم کے محفوظ اور مستحکم مقام کی تلاش مین تہا وہ قلعہ مذکور دکہائی دیا۔ یہان پر وہ ہر ایک قسم کی پولیٹیکل کارروائی کر سکتا تہا

حسن بن صباح کو اسماعیلی مذہب کا اگر آدم ثانی کہا جاوے تو بیجا نہ ہوگا خاندان عبیدیہ جسکو فاطمیہ بھی کہتے ہین ڈیڑہ سو سال تک افریقہ مین باقبال رہا۔ اسکے بعد مستنصر ۴۸۶ھ ہجری مین مرا۔ اسکا بیٹا مستعلی مقرر ہوا جو ۴۹۵ھ مین فوت ہوا۔ اُسکے عہد مین اہل یورپ نے بیت المقدس فتح کیا مستعلی کے الآمر باحکام اللہ ۲۹ سال تک حکمران رہا اور الآمر مرا تو اسکی جگہہ اسکا چچیرا بہائی عبد المجید بن محمد بن مستنصر مقرر ہوا جو ۵۴۴ھ ہجری مین مرگیا اور اسکا بیٹا ظافر جانشین ہوا اور ۵۴۹ھ ہجری مین مقتول ہوا۔ اور اسکا کمسن بیٹا فائز عیسیٰ والی مقرر ہوا۔ اور فائز کے بعد عاضد سلطان مصر ہوا جس سے نور الدین کے سرداران اسد الدین شیرکوہ اور اسکے بھتیجے صلاح الدین نے حکومت مصر لی۔ اور عبیدیہ خاندان کا خاتمہ ہوا۔

حسن بن صباح

حسن بن صباح چوتھی صدی ہجری کے ابتدا مین طوس واقعہ خراسان مین پیدا ہوا تھا اُسکا باپ ایک معمولی شخص تھا۔ اور وجہ معاش کی کمی کے سبب تنگدستی سے گذارہ کرتا تھا مگر اپنی نسب کو قدیم عربی سردار صباح حمیری سے ملاتا تھا۔ جو یوسف حمیری بادشاہ یمن کی اولاد سے تھا حسن کا نسب نامہ اسطرح ہے حسن بن صباح بن علی بن محمد بن جعفر بن حسین بن محمد الصباح مذکور حسن کا آبائی مذہب شیعہ تھا۔ اور بقول سنی تھا۔ سات برس کی عمر مین ہی مذہبی تحقیق اور خیالات کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوگیا۔ اور بچپن ہی مین فارس کے مشہور فاضل امام موفق الدین کے مدرسہ مین بٹھلایا گیا۔ جہان اُسکو اور دو رفیق اسی درجہ کے ذہین اور فہیم ملگئے ایک تو اسکا ہمنام حسن تھا۔ جو آخر اپنی خداداد لیاقت سے دربار سلجوقی مین نظام الملک کے معزز خطاب سے سرفراز ہوا۔ اور تیسرا عمر تھا جسکو دنیاوی ثروت تو حاصل نہ ہوئی مگر ایک زبردست مہندس اور فلسفی شاعر عمر خیام کے نام سے مغرب و مشرق ہر جگہہ مقبول عام ہوا۔ ان تینون رفیقون نے ایام تعلیم مین اقرار کیا۔ کہ جو ہم مین سے دنیوی جاہ وجلال دولت وشوکت حاصل کرے وہ باقی کو بھی اپنی دولت مین شریک و حصہ دار بنادے تعلیم سے فارغ ہوکر حسن ادہر ادہر پھرتا رہا۔ مگر کہین پاؤن نہ جما اور نہ حسب مراد کامیابی ہوئی اس عالم مایوسی مین اسکو اپنا رفیق حسن نظام الملک دربار سلجوقی مین وزیر اعظم ہے فوراً وہان پہونچا اور طالبعلمی کا وعدہ یاد دلایا۔ نیک نفس اور نیک طبیعت وزیر نے بادشاہ سے ملاکر فوراً اپنے برابر کے معزز عہدہ پر ممتاز کرادیا۔ مگر حسن صباح کی طبیعت کب ایک ماتحت عہدہ پر قناعت کرکرنے والی تھی نظام الملک کے وسیع اختیارات اسکو کب گوارہ تھے اسلیے اپنے محسن نظام الملک کے گرانے کے درپے ہوگیا ایک دن ملکشاہ نے وزیر سے اپنی وسیع سلطنت کی ہر ایک صیغہ کی آمدنی وخرچ کی مکمل رپورٹ طلب کی چونکہ اون دنون

کر لیا۔ دنیا داروں کے لیے تو دنیا اور حکومت موجود تہی رہے عوام کالانعام جنمین سے فدائی مرید انتخاب ہوا کرتے تہے
و حسن کے اشارے پر جان دینا نجات ابدی تصور کرتے تہے انکی تصدیق مذہبی اور یقین قلبی کے لیے ایک ایسی
نوکہی تدبیر نکالی جو آج تک کسی کے خیال تک بہی نہ گذری تہی۔ الموت کے سرسبز اور شاداب پہاڑوں ایک جنت
بنائی گئی خوب صورت اور مرغوب محل تعمیر کیے گئے اور وہان چیدہ خوبصورت نازنین نورانی لڑکیان رکہی گئی تہین
اور نہرین کاٹ کر لائی گئی تہین۔ ہر ایک قسم کے میوہ دار درخت لگائے گئے ناقص عقل انسانی کے مطابق ہر ایک
چیز مہیا کی گئی۔ بہنگ جسکو عربی مین حشیش کہتے ہین ایران مین سب سے پہلے حسن نے ہی اس سے کام کیا۔ نہایت
طاقت ور اور قومی ہیکل دیہاتی اور کوہستانی نوجوان جو سادہ لوح اور بلا اعتراض ایمان لانے کی استعداد
رکہتے اور فدائی بننے کے قابل ہوتے انتخاب کیے جاتے اور انکے خیالات و عقائد جانچنے کے بعد حشیش
کے اثر سے بیہوش کر کے خاص راستون مین سے جنت مذکورہ مین پہونچائے جاتے جہان وہ پری وش
حورون کی گود مین آنکہہ کہولتے اور وہان کے دل فریب نظارہ کو اپنے حوصلہ اور خیال سے بہت ہی بالا
پاتے۔ جو چیزین انہون نے خواب مین بہی نہ دیکہی تہین وہان بلا تردد افراط سے ملتین۔ ان نفسانی اور
شہوانی لوگون نے جنت کا جو خاکہ ناقص سمجہ کے مطابق اپنے اپنے حیوانی بہیمی خیالات مین کہینچ رکہا
تہا۔ اُن کا ہو بہو نقشہ دیکہہ لیتے اور اپنے پیر و مرشد کا نتیجہ فوری پا لیتے۔ سات آٹہہ روز کی ایسی
مسرت انگیز زندگی کے بعد پہر انکو بہنگ کا جام پلایا جاتا اور عالم بے ہوشی مین حسن کے قدمون مین پہنچایا جاتا
اور پہر فدائیانہ خدمات کے ادا کرنے پر اس جنت مین بہیجنے کی امید دلائی جاتی۔ بس جن لوگون نے کہ جنت
کا مزا چکہا ہوا تہا۔ وہ حسن کے ہر حکم کی تعمیل خواہ وہ کیسا ہی ظالمانہ اور وحشیانہ ہوتا طاقت سے زیادہ کوشش
اور مستعدی دکہاتے ایسی جماعت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ ملک شاہ کے بیٹے محمد نے چڑہائی کی لیکن اسکا
وزیر ہی مرید حسن نکلا۔ اور حسن بچ گیا۔ سلطان سنجر بن ملک شاہ نے جو تمام خاندانی فسادون کو مٹا کر
تاتار۔ ایران۔ عرب۔ روم۔ علاقہ قاف کا واحد زبردست سلطان ہو گیا تہا حسن کی بیخ کنی پر کمر
باندہی۔ حسن بہادرانہ طور سے کیا ایسے طاقتور سلطان کا مقابلہ کر سکتا تہا۔ وہان بہی داؤ کہیل گیا
سلطان سنجر کی خوابگاہ مین پوشیدہ خنجر رکہا گیا۔ اور سلطان کو لکہا کہ اگر مین سلطان کا دشمن ہوتا تو یہ
خنجر سلطان کے سینہ مین تیرا ہوا ہوتا۔ سلطان خنجر دیکہہ کا بکا رہ گیا۔ کہ اسقدر پہرہ دار اور احتیاط
و حفاظت کے باوجود خاص خوابگاہ مین حسن کی رسائی ممکن ہے۔ تو میدان جنگ اور دیگر مقامات مین کیا
کچہ نہین کر سکے گا۔ اس خوف سے اُس چڑہائی کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ علاوہ اس کے حسن نے اپنے عقائد کو
اسطرح بیان کیا۔ جو قرآن و سنت کے عین مطابق تہے غرضیکہ چالاک حسن اس دفعہ بہی بچ گیا

دور دراز پہاڑی مقام مین ہر ایک قسم کے منصوبہ ہو سکتے تہے۔ ایک ایسا شخص جو بظاہر صوفی مشرب متوکل عزلت
پسند متشرع ہو اُسکے خلاف کوئی بدگمانی بہی پیدا نہین ہو سکتی۔ یہ قلعہ حسن نے نہایت فریب سے لیا سادہ لوح قلعہ دار
کو کہا گیا کہ یہ مقام میری گوشہ نشینی کے لیے موزون ہے مگر مین بغیر ادائے قیمت رہنا خلاف شرع جانتا ہون
تین ہزار دینار کے عوض صرف ایک چمڑہ بہر زمین بیچ دیجائے قلعہ دار اس چال کو نہ سمجہا اور بیع نامہ لکہدیا حسن نے
ایک بیل کی کہال کی باریک باریک دہجیان کاٹ کر اتنا بڑا حلقہ بنا لیا کہ سارا قلعہ اُس کے اندر آگیا۔ قلعدار گہبرایا
مگر خوش اعتقاد مسلمانون نے حسن جیسے زاہد خداشناس کی تائید کی اور قلعہ دار جبراً قلعہ سے نکال دیا گیا۔
اب حسن زیادہ نڈر ہو گیا۔ مذہبی لباس مین سارے رود بار پر قبضہ کر لیا۔ نوبت یہانتک پہونچ گئی کہ ملک شاہ اور نظام
الملک کو حسن کے خلاف فوجکشی کرنی پڑی قریب تہا کہ نظام الملک حسن کا قلعہ قمع کر دیتا۔ مگر حسن نے ایک جانباز مرید کو
نظام الملک کے قتل پر مامور کیا یہ شریر النفس ایک عرضی لیکر رستہ مین کہڑا ہو گیا۔ جون ہی نظام الملک عرضی
پڑہنے لگا چہری سے ہلاک کیا گیا۔ ملک شاہ کو سخت رنج ہوا۔ ایک ماہ نہین گذرا تہا۔ کہ خود ملک شاہ بہی راہی ملک
بقا ہوا۔ یا اسی حسن کے اشارے سے قتل کیا گیا بادشاہ اور وزیر کے مرنے کے بعد قلعہ کا محاصرہ اُٹھ گیا
اور حسن زیادہ آزادی کے ساتہ اپنے عقاید کی اشاعت کرنے لگا۔ ملک شاہ کی اولاد کے خانگی فساد سے حسن کو
اور موقعہ مل گیا۔ اور کہلم کہلا مذہبی ارادت کے دوش بدوش سلطنت پہیلانے لگا نظام الملک کے قتل
مین جو کامیابی ہوئی تہی اس تدبیر کو زیادہ وسیع کیا گیا۔ اور ایک جانباز فوج فدائی نام مقرر کی گئی جنکے
سپرد خاص کام سلاطین۔ اُمرا۔ فضلا۔ علما۔ کا قتل تہا۔ اس خفیل طریقہ سے حسن اور اُسکے جانشینون
نے دنیا مین ایک تہلکہ برپا کر رکہا تہا۔ اور محفوظ سے محفوظ جگہہ مین یہ فدائی لوگ پہونچکر اپنے ارادون
مین کامیابی حاصل کرتے تہے۔
حسن مین وہ تمام دلکش حرکات و سکنات موجود تہین جو ایک سرغنہ کو مقدس و موقر بنانے کے لیے مطلوب
ہوتی ہین زبردست مدبر اور فاضل ہونے کے علاوہ استقامت مین کمال رکہتا تہا چنانچہ قصر التموت مین اس
شان متوکلانہ و آن بزرگانہ سے بیٹہا کہ ۳۰ سال کے عرصہ مین صرف دو دفعہ زینہ سے نیچے اترا تہا۔
جو الاستقامۃ فوق الکرامۃ کا نمونہ تہا۔ خاص لوگون کے سوا کسی کو نہ ملتا۔ روحانی ریاضتین کرتا اپنے عقاید کے
متعلق تصنیف و تالیف مین لگا رہتا قواعد شرعیہ کی پابندی مین اسقدر سرگرم تہا کہ ایک بیٹے کو بجرم قتل اور
دوسرے کو بجرم شراب خواری بلا تامل قتل کرا دیا ایک اور شخص کو بانسری بجانے کے جرم مین جلاوطن کر دیا بہلا
ایسے شخص پر بظاہر کیا اعتراض ہو سکتا تہا۔ اور اسکی کامیابی مین کیا رُوکاوٹ ہو سکتی تہی جبکہ حکومت
اور سلطنت کا زور بہی حاصل ہو گیا تہا۔ حکما کو عقلی اور علما کو نقلی۔ فقرا کو روحانی دلائل سے گرویدہ

کی اور سلطان سنجر کی جانشین سلطان محمود بن محمد بن ملک شاہ نے قلعہ التموت پر قبضہ کر لیا مگر محمود کے مرنے التموت پر کیا تزک پھر قابض ہوگیا۔ حکمران موصل پر آٹھ فدائیون نے حملہ کیا اور قتل کر دیا سات تو وہین مارے گئے ایک بھاگ کر بچ گیا۔ ماں نے پہلے تو اس کی موت کی خبر سنکر خوشی سے کپڑے بدلے خوشبو لگائی خوش وخرم بیٹھی تھی کہ بیٹے کو زندہ سنا۔ رونے پیٹنے لگی جیب کو پہاڑ کر کہنے لگی کہ میرا بیٹا درجہ شہادت سے کیون محروم رہا۔ یہہ تہا حسن کی تعلیم کا نتیجہ جو عورتون تک کو ایثار نفس کا سبق پڑہا دیا اسی عہد مین فدائیون کے ہاتہہ سے خلیفہ مستر خلیفہ بغداد۔ ابو سعید ہروی دولت شاہ والی اصفہان آق سنقر حاکم مراغہ۔ ابوالقاسم حسن مفتی قزوین وغیرہ جیسے مشہور اور مقتدر اصحاب شہید کئے گئے۔ اسی عہد مین ابو ہاشم نام سید نے دعوی امامت کیا مگر ان ظالمون نے مذہبی حریف سمجھ کر زندہ آگ مین جلا دیا۔ کیا بزرگ کے بعد اسکا بیٹا محمد تخت نشین ہوا۔ اسی کے عہد مین الراشد باللہ خلیفہ بغداد کو فدائیون نے ذبح کیا۔ محمد کے بعد حسن ثانی اسکا بیٹا جانشین ہوا جو عالم فاضل اور حسن بن صباح سے بہی چالاک تہا مہدی موعود کا فرضی خط بنا کر اپنی امامت کو مضبوط کیا۔ اور اپنی تصدیق و اطاعت کے صلہ مین مریدونکو قطعی جنتی او بہشتی قرار دیکر جملہ قیود اور تکالیف شرعیہ سے آزاد کر دیا اور دیگر مسلمانون مین ملحد کا ناپاک خطاب حاصل کیا اور اپنے آپ کو نزار بن مستنصر باللہ خلیفہ مصر کی اولاد سے بتا کر خود فاطمی بن گیا اور اسطرح خلفائے مصر کی خلافت و امامت کا جوا گردن سے اتار دیا مگر چار سال کی حکومت کے بعد سالے کے ہاتہہ سے قتل ہوا حسن کے بعد اسکا بیٹا محمد ثانی جو فلسفہ اور عام علمیت مین باپ سے بہی بڑہا ہوا تہا۔ تخت پر بیٹہا اسی کے عہد مین امام فخر الدین رازی کے تلامذہ مین ایک فدائی سات ماہ داخل رہا اور ایک دن موقعہ پاکر امام موصوف کے سینہ پر چڑہ بیٹہا اور خنجر نکال کر قتل کرنے لگا اور جبتک کہ امام ممدوح سے باطنین مذہب کی مخالفت کا اقرار نہ لے لیا سینہ سے نہ اترا اسی عہد کے قریب سلطان صلاح الدین ایوبی جبکہ عیسائیون سے جہاد کر رہا تہا۔ چار فدائیون نے سلطان پر یکے بعد دیگرے حملہ کیا۔ اور سلطان محض تائید ربانی سے بال بال بچتا رہا۔ جب شام کے عیسائیون سے بگاڑ ہوا۔ تو عیسائی سردار بہی مسلمانون کی طرح تہ تیغ ہونے لگا صلیبی جنگون مین رچرڈ شاہ انگلستان نے اپنے مخالف سردار کراڈ کو ایک فدائی کے ہاتہہ سے ہی مروا ڈالا۔ اس محمد دوم کو بہی بیٹے نے زہر دیکر ہلاک کیا۔ اور حسن بن محمد دوم تخت نشین ہوا۔ اس کا عقیدہ خلاف باپ دادا عام مسلمانون کے موافق تہا۔ اس نے عموماً اپنے آپ کو ایک سچا اور پکا مسلمان ثابت کیا۔ حسن بن صباح کی تمام کتابین جلا دین اور دیگر شاہان اسلام سے میل ملاپ بڑہا کر عام نفرت کو دور کیا مگر اسی وجہ سے زہر سے مارا گیا۔ اور اسکا بیٹا علاؤ الدین محمد ثالث جانشین ہوا

اور ان تین شرائط پر صلح کی گئی۔
(۱) اسمعیلیہ فریق والے کوئی جدید فوجی عمارت نہ بنائین (۲) جدید اسلحہ جنگ اور گولہ اندازی کی کلین نہ خریدین
(۳) حسن کسی نئے شخص کو مرید نہ بنائے۔

سلطان سنجر نے اگرچہ ان شرائط سے حسن کی ترقی کو روکنا چاہا۔ لیکن جن لوگون کا ہر ایک فعل رازداری سے خالی نہ ہو۔ اور ظاہر باطن کی عدم موافقت ایک ضروری مذہبی اصول ہو۔ وہان یہ تیسری شرط کیا فائدہ دے سکتی تہی۔ حسن کی صوری و معنوی شہرت تو ہو چکی تہی۔ اسکے داعی (رناد) اسلامی ممالک مین پہیل چکے تہے جو بظاہر زاہد متورع عالم صوفی مشرب ہوتے اور جیسا موقعہ دیکہتے کارروائی کرتے۔ حسن نے مریدون کے تین درجہ۔ رفیق (مجتہد)۔ داعی (استاد) فدائی مقرر کیے تہے ان مین سے فدائی سخت خونخوار تہے جنکے ایمان کی جزو اعظم مسلمانون کا قتل تہا۔ اور اسیوجہ سے انپر کفر کے فتوے لگائے گئے اور ہر ایک جگہہ فدائی مارے گئے مگر تقیہ ایک ایسا حفاظتی آلہ تہا جسنے پہر بہی بہتون کو بچا لیا اور فدائیون کو زیادہ محتاط بنا دیا کوئی طبقہ و گروہ فدائیون کے ہاتہہ سے نہ بچا جہان انکے ظالمانہ سفاکیون لائق اشخاص کی کمی نہ کی ہو۔ ہر شہر اور قصبہ بلکہ ہر خاندان مین یہ لوگ پائے جانے لگے جس بد قسمت شخص کا الموت کے شیخ الجبال کی فہرست کشتنی اشخاص مین نام لکہا گیا۔ پہر اسکو نہ زبردست فوجون کا جہرمٹ اور نہ قلعہ کی مضبوطی بچا سکتی تہی۔ افسوس ایسے جانباز اور تابعدار عقیدتمند گروہ سے کوئی مفید قومی کام نہ کیا گیا۔ صرف سلاطین امرا کو پولیٹیکل رقابت سے اور علما کو اپنی مذہبی اشاعت کا مانع جانکر بزدلانہ طور سے قتل کرایا گیا حسن بن صباح ایک اولوالعزم لیڈر گذرا ہے مگر اسلام کو اس سے کوئی فائدہ نہین پہنچا۔ اگر یہ اپنی طاقت کو غیر اقوام کے مقابلہ مین خرچ کرتا تو بیت المقدس مین ستر ہزار مسلمان تیغ ظلم سے ہلاک نہ ہوتے۔ مگر حسن کو حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہ تہا۔ اور اب اسمعیلیہ مذہب مین بہی ترمیمین کر چکا تہا حرام کو حلال اور حلال کو حرام جاننے کی وسعت پہیلا چکا۔ گویا ایک جدید مذہب کا موجد تہا۔ اسلام صرف ایک ٹٹی کی آڑ تہی جو ہمیشہ مدعیان اصلاح عوام کو پہسلانے کے لیے ایک جال بنائے رکہتے۔ آخر حسن نے سالہا سے دراز کی عزلت و خلوت اور پینتیس برس کی حکومت کے بعد جمادی الثانی ۵۱۸ہجری مین مرض موت مین مبتلا ہوا اور کیا بزرگ کو حاکم اعلی و دیدار علی کو ملکی انتظام حسن قصرانی کو فوجی کام سپرد کیا۔ اور اسطرح اپنی سلطنت کو ایک کونسل کے ہاتہہ دیکر ۲۶ ماہ مذکور کو مر گیا

اگرچہ اس سے آگے اس خاندان کا ذکر کرنا ہماری کتاب کی غرض تالیف سے خارج ہے کیونکہ زوال کے وجوہات مین حسن بن صباح کے معاونت لکہنی جسقدر ضروری ہے لکہی گئی ہے مگر بخیال تکمیل تاریخی واقعات مختصر چند ورق لکہے جاتے ہین کیا بزرگ نے بہی فدائیون کے پرجوش بنانے مین کوتاہی

مسلمانون کے باہمی نفاق اور بے انتظامی کو دیکھکر اسکو خیال پیدا ہوا کہ بیت المقدس وغیرہ عیسائیون کی متبرک زیارتگاہون کا مسلمانون کے قبضہ مین رہنا اور عیسائی زائرین کا خائف و ترسان آنا جانا عیسائی مذہب کے لیے سخت بے عزتی کا نشان ہے چونکہ آج کل مسلمان پہوٹ کے سبب کمزور اور شتر بے مہار ہو رہے اگر یورپ مجموعی طاقت سے شام پر چڑہائی کرے تو فتح یقینی ہے ان خیالات کے ساتھہ وہ اٹلی پہونچا اور پوپ روم سے شام کی حالت اور اپنی رائے بیان کی۔ پوپ نے جو پہلے ہی اس تاک مین لگا تہا اُس کی رائے سے اتفاق کر لیا اور فرمایا کہ اِس خیال کی اشاعت کے لیے منادی عام یورپ مین کی جائے پوپ کی تحریک سے پطرس کے ہمخیال کئی ایک پرجوش عیسائی فاضل اور منادی کے لیے بلاد یورپ کو روانہ ہوگئے۔ پطرس مذکور اٹلی سے فرانس پہونچا اور وہان سے دیگر ممالک و امصار یورپ مین مسلمانون سے لڑائی اور بیت المقدس کی رہائی کے وعظ کرتا اور عیسائیون کو اوکساتا پہرا۔ اسی اثنا مین پوپ روم نے اٹلی اور فرانس مین کئی ایک کمیٹیان کین عام لوگون کے سامنے اسلام کی برائی اور مسلمانون کی لڑائی کے بارہ مین دہوان دہار تقریرین کی گئین۔ اور عام جوش پہیلانے کے لیے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکہا عام لوگون کو انعام و اکرام و معافی خراج کی امیدین دیکر ابہارا گیا۔ مذہبی جنگ کا اعلان دیا گیا۔ سب سے پہلے ایک بزرگ پادری نے کہا کہ پہلا مجاہد مین بنتا ہون جسکو پوپ نے صلیبی نشان عطا کیا عیسائی بتعداد کثیر اور نفیس اسکے ساتھہ ہوئی اور مذہبی جوش بڑہانے کے لیے ہر ایک کے سینہ پر صلیب کا نقش کیا گیا۔ اور یہی سرخ نشان صلیب جہنڈون۔ نشانون۔ علمون۔ تیرون وغیرہ پر کیا گیا اسواسطے ان لڑائیون کو صلیبی جنگ کہتے ہین اور یہ پہلا صلیبی جنگ تہا۔

ان تدابیر سے عیسائیون کا دل اور حوصلہ اسقدر بڑہ گیا کہ انکو فتح و ظفر کے تصورات اور خیالات آنے لگے اسی اطمینان قلبی اور یقین کامل کا نتیجہ تہا۔ کہ آسمان پر سوار گہوڑے ہتہیار دیکہنے لگے جنپر صلیبی نشان کا نقش متخیل ہونے لگا خود ہی بعض چالاک اشخاص نے کپڑون پر صلیب کی تصاویر اس مصالحہ سے بنائین کہ نہ آگ مین جلتی اور نہ پانی مین دہوئی جاتی۔ عوام کالانعام نے اسکو صلیب کی تائید آسمانی خیال کیا اور فتح کا یقین کر لیا علاوہ اسکے اور چند آسمانی نشان بہی قدرتی طور سے ظاہر ہوئے ستارے آسمان سے ٹوٹتے تہے اور بعض ستارون کے ٹوٹتے ہی افق آسمان پر خونی سرخ نشان دکہائی دیتا اور حربہ کی شکل کا آفتاب کے قریب ایک ناری عمود نظر آتا۔ ان تمام اسباب سے عیسائیون کے حوصلہ بڑہ گئے اور تین لاکہہ جوان صلیب کے نام پر جان دینے والے شاہ بردویل کی ماتحت جمع ہوگئے جسکا شاہ سسلی سے قریبی رشتہ تہا۔

بردویل نے چاہا کہ بحیرہ روم کو عبور کرتا اور شمالی افریقہ کو گہوندتا ہوا شام پہونچ جائے اور اس رستہ مین مشکلات بہی کم تہین لیکن شاہ سسلی نے بردویل کے ایلچی کو کہا کہ (۱) چونکہ تم بیت المقدس کو چہوڑانا

جسنے بالغ ہوتے ہی حسن بن صباح کا مذہب اختیار کیا۔ مگر ظلم وجبر اور عیش وعشرت سے انتظام بگاڑ لیا۔ مگر فدائی جوش کم نہ ہوا۔ شاہ خوارزم کا ایک سردار قتل کیا۔ وزیر خوارزم کے بلخ کے ملازمون مین پانچ فدائی پائے گئے اور وزیر نے ڈرکر علاؤالدین کی ذلیل شرطون کو مان لیا۔ یہہ علاؤالدین بہی ایک خادم کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔ اوسکی جگہہ رکن الدین خودشاہ تخت نشین ہوا۔ جو بگڑی ہوئی انتظام کو نہ سمہال سکا۔ خواجہ نصیر الدین طوسی جسکو خلیفہ بغداد سے عداوت تہی قلعہ التموت مین پہونچا اور فدیہ سلطنت ہوگیا۔ مگر جب رکن الدین کو خلیفہ بغداد کے برخلاف مستعد نہ پایا یا کوئی اور سبب ہوا تو باطنی لوگون کی بیخ کنی کے لیے ہلاکو خان مغل کو بلا لیا۔ جسکی زبردست طاقت نے باطنیون کی ڈیڑہ سو سال کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا اور دنیا کو اس خونخوار گروہ کے ہاتھ سے نجات دی گو اب وہ فدائی لوگ اصلی صورت اور جوش مین کہین بہی نظر نہین آتے مگر میری خیال مین یورپ کو انارکسٹ اور مسلمانون مین بہنگ نوش ملنگ فقیر انہین فدائیون کی یادگار رہین۔ جائے غور ہے کہ حسن بن صباح کی علمیت اور ظاہری صلاحیت نے لوگون کو کسقدر دہوکا دیا۔ اور اوسکو کسقدر کامیابی ہوئی۔ پس صرف علم وصلاح ظاہری کوئی ہی معیار اسلام قرار دینا غلطی ہے مدعیان صلاح ہمیشہ نئے نئے روپ بدل کر ظاہر ہوتے رہی ہین زمانہ حال کے مدعیان صلاح کے حالات کو بہی حسن بن صباح وغیرہ کے واقعات سے مقابلہ کر لینا چاہیے اور اسی خیال سے اس کتاب مین ایسے لوگون کے حالات لکہے گئے ہین ۔

صلیبی جنگ

جبکہ سلجوقی زمانہ اقبال ملک شاہ کے انتقال پر ختم ہوگیا سرداران سلجوقیہ مین نفاق پڑ گیا ایک کی جگہہ کوئی نصف درجن سلطان اسلامی دنیا مین حکمران بن گئے عام طور سے امرائے سلطنت خودغرضی اور نفس پرستی مین غرق ہوچکے ہونہار اور لائق امرا ووزرا اور سلاطین کو حسن بن صباح کی جماعت فدائی چن چن کر روانہ ملک عدم کر رہی تہی اور خود حسن مذکور غیر اقوام کی جگہہ مسلمانون کا مارآستین بن رہا تہا اور مسلمانون مین تفرقہ ڈال رہا تہا نفاق کی مرض کا زور تہا۔ عباسی جلال مدت کا مٹ چکا تہا۔ مصر کے اسمعیلیہ خاندان کا چراغ بہی ٹمٹما رہا تہا ۔ اور بحیرہ روم مین اسلامی بحری طاقت کا خاتمہ ہوچکا تہا۔ سپین کی عظیم الشان سلطنت امویہ مین پراگندگی وافتراق آچکا تہا ۔ اور سپین کے چند صوبون کے تسلط سے عیسائی مسلمانون پر فاتحانہ اثر ڈال چکے تہے علاقہ شام مختلف سردارون کے باعث بے اطمنی کی زندگی بسر کر رہا تہا۔ ایسے وقت مین ایک یورپین پادری پطرس نام شام کے مقدس مقامات کی زیارت کے لیے آیا وہ ایک عقلمند غیور اولوالعزم عالم تہا

اب کی دفعہ اہل یورپ نے نہایت جوش و انتظام کے ساتھ قونیہ پر حملہ کیا۔ سلطان قلیچ ارسلان سلجوقی نے نہایت دلیری مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور قونیہ پر عیسائیون کا تسلط ہو گیا اور انطاکیہ کی جانب رخ کیا۔

انطاکیہ (۳)

انطاکیہ ایک بہت بڑا عظیم الشان شہر تھا ابتدائے اسلام سے ۳۵۸ھ ہجری تک مسلمانون کے قبضہ مین رہا بعد ازان رومیون نے فتح کیا اور ۱۱۹ سال کے بعد سلطان ملکشاہ سلجوقی کے عہد مین سلیمان بن قتلمش سلجوقی نے ۴۷۷ھ ہجری مین فتح کیا اب ۴۹۱ھ ہجری مین پہر یورپ والون نے حملہ کیا۔ اسوقت یہان کا حاکم باغیان ترکمان تھا جس نے کمال شجاعت و استقلال و ہمت اور عزم بالجزم سے کئی ایک بہادرانہ لڑائیاں مین آخر نو ماہ کے محاصرہ کے بعد جبکہ اسکو کسی طرف سے مدد کی امید نہ رہی رسد وغیرہ نے جواب دیدیا قلعہ سے نکل کر دشمن کی بیشمار فوج پر حملہ آور ہوا۔ اور تاج شہادت سے بہرہ ور ہو کر راہی ملک بقا ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اہل یورپ نے شہر انطاکیہ مین داخل ہو کر تمام مرد و زن شیخ و شاب عورتون بچون کو قتل کرکے عیسائی مذہب کا نمونہ دکھلایا اور شہر لوٹ لیا گیا۔ جبکہ گورنر موصل امیر قوام الدولہ ابو سعید کربوقا نے یہ حال سنا تمام فوج مرج دابق مین جمع کی اور حلب حمص سنجار کے سوا اور تمام علاقہ شام کا اسلامی لشکر عرب و ترک بغرض حصول ثواب جہاد قوام الدولہ سے آملا۔ مسلمانون کا یہ جوش دیکھکر عیسائیون کے چھکے چھوٹ گئے۔ اگرچہ مسلمان نسبتاً قلیل تھے مگر انطاکیہ والون نے بشرط امان انطاکیہ مسلمانون کے حوالہ کرنے کی خواہش ظاہر کی مگر قوام الدولہ نے جسکو انطاکیہ کے بیگناہ مسلمانون کا قتل عام یاد تھا انکار کیا۔ اور کہا لَا تَخرُجُونَ اِلَّا بِالسَّیفِ محاصرہ پر زور دیا محصورین کی رسد کم ہو گئی آخر لاچار ہو کر شہر سے نکلے اور سخت لڑے لیکن شکست پاکر شہر کو واپس گئے۔ اسوقت عیسائیون کا استیصال بالکل آسان تھا۔ لیکن قوام الدولہ کی غرور و تکبر سے اسکے ہمراہی امرا دل لگا کر کام نہ کرتے تھے۔

عیسائیون کے ساتھ ایک بڑا معزز پارسوخ جہاندیدہ عقلمند راہب تھا اُس نے عیسائیون کا دل بڑھانے کے لیے مشہور کیا کہ ایک پرانی عمارت مین ایک قدیم وضع کا حربہ دفن کر دیا۔ اور کسی روایت کے حوالہ سے مشہور کر دیا کہ وہ حربہ مل گیا تو تم فتح پاؤ گے۔ وصول حربہ کے لیے پہلے عیسائیون کو تین دن روزہ رکھنے اور نماز دعا کی تاکید کی پھر چند اشخاص کو لیکر مکان معلومہ کی عمارت کو کھود ڈالا۔ بڑی تلاش کے بعد حربہ ملا جسکو دیکھ کر عیسائیون مین نہایت جوش پھیل گیا۔ اور فتح کا یقین کامل ہو گیا۔ ایسی حالت مین جو نتیجہ ہوتا ہے وہی ہوا کہ عیسائیون

چاہئیے ہو اس لیے بہتر ہے ۔ کہ اپنا تمام زور شام کے مسلمانون کے مقابلہ مین خرچ کرو اور براہ آبنائی قسطنطنیہ (۱) پر حملہ کرو وہ تم امیر افریقہ بنی تمیم کے ساتھہ میرا عہدنامہ صلح ہے مین عہد شکنی کرنی نہین چاہتا ۔ لیکن در اصل وجہ انکار یہ تھی کہ چونکہ خلفائے فاطمیہ مصر جنکا تعلق شاہی افریقہ شمالی سے تہا کمزور ہوگئے تھے شہر بشہر ضلع بضلع حاکم خود مختار بن بیٹھے تھے ابن تمیم مذکور نو شاہ سسلی کا تابعدار او خلعت یافتہ تہا اسکو یقین تہا کہ ایک ایک دن افریقہ کا ہڑپ کرنا اُس کے لیے نہایت آسان ہے وہ اپنے شکار کو دوسرے کے ہاتھہ مین کسطرح دیسکتا تہا (۲) اُسنے خیال کیا کہ ہر ایک قسم کی امداد و رسد وغیرہ تمام میرے علاقہ سے لی جائے گی (۳) بصورت فتح میرا رسوخ افریقہ مین کم ہوجائیگا اور بحالت شکست بوقت واپسی میری ملک کو نقصان پہونچے گا ۔ (۴) جسقدر سابق تجارتی حقوق ہمکو حاصل ہین وہ تمام یورپ کو منتقل ہوجائین گے اور یہ خیالات بجنسہ اوسی قسم کے ہین جیسے کہ آج کل کے اقوام یورپ دیگر ممالک سے برتتے ہین ۔

یورپ کی چڑھائی

غرضیکہ یہہ ٹڈی دل قسطنطنیہ کو روانہ ہوا ۔ اور شاہ قسطنطنیہ نے اس شرط پر رستہ دیا کہ بصورت فتح انطاکیہ اُسکو دیا جاوے ۔ اس فوج کا مقدمۃ الجیش پطرس تہا جسنے سیدہا سادہا راہبانہ لباس پہنا ہوا تہا اور اپنی ہر ایک جوشیلی ادا سے ساتہیون کا دل بڑہاتا ۔ ان لوگون نے رستہ کے عیسائی رعایا کی لوٹ کہسوٹ مین کوئی دقیقہ باقی نرکہا ۔ آخر یہہ تمام لشکر قسطنطنیہ مین جمع ہوا ۔ اور شاہ قسطنطنیہ کے جہازات پر سوار ہوکر ایشیا مین داخل ہوئے ۔

جنگ (۱)

نواح قونیہ مین ملوک سلاجقہ کی اسلامی فوجون سے سخت گہمسان کی لڑائی ہوئی جسمین مسلمانون نے کامل فتح پائی عیسائیون کا تمام جنگی سامان میگزین اسلحہ رسد وغیرہ چہین لیا اور قتل عام کیا بہت تہوڑے زندہ بچ کر گئے ۔ الوالعزم پادری پطرس اس لڑائی مین شامل نہین ہوا تہا ۔ فوج کی بے انتظامی دیکہہ کر قسطنطنیہ کو واپس چلا گیا تہا ۔ اس شکست کی خبر سُنکر بہت غمناک ہوا اور قسم کہائی کہ جبتک مین خود لڑائی نہین لڑون گا واپس نہین جاونگا ۔

قونیہ (۲)

عیسائیت کا نتیجہ دیکھیے کہ فوجی و غیر فوجی زن و بچہ جوان و بوڑھے مین کوئی تمیز نہ رکھی عہد فاروقی مین جب بیت المقدس فتح کیا گیا۔ تو ایک قطرہ خون کا بھی گرا تھا اور بزور شمشیر فتح کرنے کی رائے کو رد کیا گیا تھا آج عیسائیون نے خاص مسجد اقصی مین خون کے دریا بہا دیے اور معمولی رحم اور حرمت مسجد اقصے کو بالائے طاق رکھا بیشمار مال غنیمت لوٹا گیا۔ چنانچہ صرف متبرک صخرہ کے پاس سے چاندی کی چالیس ۴۰ بڑی قندیلین تھین جنمین ہر ایک کا وزن ۳۶۰۰ درہم ۱۵۰ چاندی کی چھوٹی قندیلین تھین ایک چاندی کا تنور وزنی بیس ۲۰ سیر اور بیس ۲۰ سونے کی قندیلین تھین ان تمام اشیاء کے علاوہ لاکھون روپے کا قیمتی سامان مسجد کا اور کروڑون کا مال باشندگان شہر کا لوٹا گیا۔ چند مظلوم بیکس کسی طرح بچ بچا کر قاضی ابو سعید ہروی کے ساتھ بغداد پہنچے روتے پیٹتے دربار خلافت مین حاضر ہوئے تمام دردناک حالات بیان کیے۔ جنکو سن سن کر لوگ چیخ چیخ کر رونے لگے۔ دل قابو مین نہ رہے۔ کلیجہ مونہ کو آئے ایک عام کہرام مچ گیا جمعہ کے دن جامع مسجد مین رو رو کر استغاثہ کیا گیا لوگ روزہ دار تھے مگر یہ دردناک حالات سنکر اسقدر اضطراب و بیقراری ہوئی کہ روزے افطار کرنے پڑے یہ واقعہ خلیفہ مستظہر باللہ ابن المقتدی بامر اللہ عباسی کے عہد کا ہے جبکہ سلاطین سلجوقیہ مین اختلاف اور پھوٹ پڑی ہوئی تھی اور عراق مین فتنہ و فساد برپا تھا۔ اس لیے ان مظلومون کی فریاد کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ مصر کے سلطان نے فوجین بھیجین جو شکست پاکر عسقلان مین گھبر گئین۔ بارہ ۱۲ یا بیس ۲۰ ہزار دینار دیکر محاصرہ سے نکلین اور مصر کو چلی گئین اس فتح نے سوا اہل شام کے اکثر شہر بعد قلعہ اہل یورپ کے قبضہ مین آگئے۔ یافا کو بعد استحکام جنرل قمص کے حوالہ کیا گیا۔ ۴۹۴ھ ہجری مین شہر عکا پر چڑھائی کی مگر فتح نکر سکے علاقہ قدس بقول بعض بردویل یا کسی اور یورپین کو دیا گیا اور عیسائیون کا یہ تصرف ۹۱ سال تک رہا حتی کہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے اسکو فتح کیا۔

سروج و حیفا و قیساریہ

اسی سال مین اہل فرنگ نے علاقہ جزیرہ کی طرف رخ کیا اور شہر سروج پر قابض ہوکر باشندون کو قتل کیا عورتون کو قید کرکے مال لوٹ لیا۔ اور یہی حشر حیفا اور قیساریہ کا ہوا لاکھون بندگان خدا تعالی تیغ ظلم سے ہلاک ہوئے

طرابلس الشام و قلعہ طوبان

۴۹۵ھ ہجری مین طرابلس شام پر چڑھائی ہوئی۔ وہان کے باشندے خوب دل کھول کر لڑے اور تین سو ۳۰۰ فرنگی مارے گئے آخر زر نقد گھوڑے لیکر میعادی صلح پر فیصلہ ہوا۔ اور یہان سے انطرسوس کو گئے چند روز کے روز کے محاصرہ کے بعد شہر پر تصرف کر لیا اور مسلمان زن و بچہ شیخ و شاب بالتمام قتل کیے گئے پھر طوبان ق

شہر سے نکلکر حملہ کیا مسلمانون نے نکلنے والون کو قتل کرنا شروع کیا لیکن قوام الدولہ نے روک دیا اور کہا کہ سب کو نکل لینے دو جب کل عیسائی نکل چکے مسلمانون نے حملہ کیا مگر عیسائیون کے تازہ جوش پر غالب آ سکے اور مقابلہ ہوتے ہی بھاگ نکلے اور کچھ بھی نہ لڑے عیسائی حیران ہوگئے اور دہوکہ سمجھ کر تعاقب مین نہ گئے۔ چند مسلمان شہادت کی آرزو مین اڑے اور خوب لڑکر مرے عیسائیون کو مال کثیر غنیمت مین ملا قیدیون مین بہ تعداد کثیر تہین۔

معرۃ النعمان (۳)

اس شکست نے عیسائیون کے حق مین غالبانہ فیصلہ کر دیا۔ اور مسلمانون کی پراگندہ طاقت کو اور کمزور بنا دیا شام مین تو پہلے ہی کوئی زبردست الوالعزم سردار نہ تہا یہ بہی موصل کے گورنر کی جو فیصلی کارروائی کا نتیجہ تہا جو ایک ہی شکست مین فرو ہوگیا اب عیسائی اطمینان سے آگے بڑہے اور معرۃ النعمان کو گہیر لیا مسلمان باشندے سخت مقابلہ سے پیش آئے عیسائیون کا بہت نقصان ہوا۔ اور فتح مشکل ہوگئی مگر آخر مسلمانون مین پہوٹ پڑگئی۔ اور شہر فتح ہوگیا تین دن تک قتل عام ہوتا رہا ایک لاکہہ سے زیادہ مسلمان عورت مرد بچے و بچے مارے گئے اور ہزارون قید ہوئے۔

عرقہ و حمص (۴) (۵)

چالیس یوم تک عیسائی فوجین معرۃ النعمان مین مقیم رہین پہر عرقہ کا محاصرہ کیا۔ اور چار ماہ کے بعد صلح سے فتح کیا پہر حمص گئے اور یہ مضبوط شہر بغیر جنگ کے عیسائی رعب کے سبب صلح پر آمادہ ہوگیا۔ پہر یورپین افواج عکا کو بڑہین لیکن فتح نہ کر سکین۔

بیت المقدس (۶)

بعد ازان عیسائیون نے تمام طرف سے سمٹ کر دس لاکہہ کی جمعیت کثیر سے بیت المقدس کو جا گہیرا چونکہ ایسی مقدس جگہہ کے لیے یورپ نے تلوار اٹہائی تہی اس لیے حملہ آورون کو جوش کی کوئی انتہا نہ تہی وہان کا گورنر افتخار الدولہ تہا اور مصر کے سلاطین بنی فاطمہ کے ماتحت تہا چالیس دن تک بحالت محاصرہ لڑتا رہا۔ مگر عہدہ برآ نہو سکا۔ شعبان کے اخیر ہفتہ ۴۹۲ ہجری بزور شمشیر بیت المقدس فتح کیا گیا۔ اور کئی ہفتہ تک قتل عام کا بازار گرم رہا ستر ہزار سے زیادہ مسجد اقصےٰ مین مسلمان قتل کیے گئے جنمین اکثر بڑے بڑے امام مجتہد۔ عالم۔ عابد۔ زاہد۔ صوفی۔ معتزلی گوشہ نشین تہے اور جنکو لڑائی سے کوئی تعلق نہ تہا۔ اسلام عیسائیون کے ایسے اشخاص کی محافظت کی تاکید کرتا ہے مگر

شمشیر بنا گیا اور تاراج کیا گیا مسلمان باشندے طرح طرح کے عذاب سے مارے گئے۔

عکا پر تیسرا حملہ

ان چند فتوحات سے عیسائیون کے دل بڑھ گئے اور عکا پر تیسرا حملہ کیا اس دفعہ آس پاس کے مسلمان بسبب متواتر صدمات اور محاربات کے اس قابل نہ رہے تھے کہ عکا والون کو کچھ مدد دے سکین اسلیے چند یوم کے محاصرہ کے بعد شہر پر عیسائیون کا قبضہ ہو گیا۔ اور باشندون کے ساتھ ہر ایک قسم کا ظالمانہ وحشیانہ برتاؤ کیا گیا اور شرمناک افعال شنیع عمل مین لائے گئے

حران و ارتاح

عکا کی فتح کے بعد حران کو میدان جنگ بنایا گیا جہان اکثر مسلمان فتح پاتے رہے ان لڑائیون مین بارہ ہزار عیسائی قتل اور قید کیے گئے انکا بہادر جنرل قمص بھی قید ہوا جسکا زر فدیہ پینتیس ۳۵ ہزار دینار طلائی اور ساٹھ مسلمان قیدیون کی رہائی قرار پائی اس کے بعد قلعہ ارتاح پر عیسائی جا پڑے مسلمان سخت جنگ کے بعد بھاگ نکلے ہزارون قید اور قتل ہوئے۔ قلعہ پر عیسائیون کا قبضہ ہو گیا۔

حصن رقیہ افامیہ

قلعہ حصن دمشق سے دو یوم کے فاصلہ پر تھا۔ وہان مسلمانون اور عیسائیون مین سخت جنگ ہوئی مسلمانون نے فتح پائی صرف دو سو سوار عیسائی تہ تیغ ہوئے اسیطرح قلعہ رقیہ پر لڑائی ہوئی مسلمانون نے فتح حاصل کی پانچسو عیسائی سوار مقتول ہوئے اسی سال عیسائیون نے قلعہ افامیہ کو جو شام کا نہایت مضبوط قلعہ تھا فتح کر لیا جس قدر وہان مسلمان تھے قتل کیے گئے۔

طرابلس اور بیروت

سنہ ۵۰ ہجری مین شاہ قسطنطنیہ اور یورپ مین حملہ آورون مین نا اتفاقی پڑ گئی اور سخت لڑائی ہوتی رہی جسمین قسطنطنیہ والے اکثر فتح یاب ہوتے رہے اس سے بظاہر اگرچہ مسلمانون کو کچھ آرام ملا لیکن چونکہ اسلامی طاقت کا شیرازہ کھلا ہوا تھا۔ اور کوئی واحد طاقتور سرپرست نہ تھا آپا دھاپی پڑی ہوئی تھی اسلیے عیسائیون کی پھوٹ سے مسلمان کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے بلکہ عیسائیون نے اس حالت مین بھی طرابلس اور بیروت کا برابر محاصرہ رکھا اور اپنی ہوا نہ بگڑنے دی اور آخر سنہ ۵۰۳ ہجری مین ان دونون شہرون کو لے لیا اور دونکو

وہان کا حاکم ابن العریض اپنی قلیل جماعت کے ساتھہ مقابلہ پر آیا اور بہت کچہ کرو کہایا ایک شہور بہادر جنرل قید کر لیا جسکا زر فدیہ ہزار دینار قرار پایا۔ لیکن ابن العریض نے منظور نہ کیا۔ اسی سال شاہ ضجیل نے حمص کا محاصرہ کیا اور اس کے مضافات پر تصرف کر لیا۔

عکا کا حملہ ثانی

جنرل قمص نے فوج کثیر سے عکا کا محاصرہ کیا۔ سمندر کی طرف سے ستر جنگی جہاز قلعہ پر آگ برساتے تھے قلعہ شکن اور منجنیقین اسقدر مضبوط اور قلعہ کے نزدیک تھین کہ محصورین کو زندہ درگور کر رکہا تہا یہ حال دیکہہ کر سواحل شام کے عام اہل اسلام کو مذہبی جوش پیدا ہوا جسکے صدمہ کی برداشت عیسائی مجاہدین نکر سکے عیسایون کی منجنیقین اور جہاز جلا ہوا کے گئے اور شکست دیکر عکا سے محاصرہ اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ یہان سے ہٹ کر بیروت کو جا گہیرا مگر باوجود محاصرہ کے فتح نہ کر سکے۔

جنگ عسقلان

اس سال ماہ رجب میں مصری فوج عسقلان میں پہونچی اور عیسایون نے بسر کردگی بردویل گورنر قدس سخت مقابلہ کیا مگر شکست پائی اور اکثر مارے گئے بردویل بہاگ کر ایک نیستان میں جا چہپا جسمین مسلمانون نے آگ لگا دی بردویل کا جسم بہی کسیقدر جہلس گیا مگر دور بہاگ کر رملہ جا پہونچا مسلمانون نے تعاقب نہ چہوڑا۔ اور رملہ کو گہیر لیا بردویل یہان سے نکلنا پڑا ہزارون عیسائی قید اور قتل کیے گئے۔ بردویل یافا کو چلا گیا جہان مسلمان نہین جا سکتے تہے لیکن اس فتح سے شام کے مسلمانون کے حوصلہ بڑہ گئے۔

سنہ ۴۹۶ ہجری مین اور بارہ دم فوج مصر سے آئی اور عیسائیون سے کئی ایک معرکے ہوئے جنمین کبہی عیسائی اور کبہی مسلمان فتح پاتے رہے اور کچہہ فیصلہ نہ ہوا۔ عسقلان کے سوا تمام علاقہ فلسطین عیسائی تصرف مین رہا۔

طرابلس

جنرل ضجیل نے طرابلس شام کو گہیر لیا۔ مگر وہان کے بہادر گورنر افتخار الملک ابن عمار نے باوجود نہایت قلیل فوج کے دشمن کو مات کر دیا جنگی کشتیان سمندر مین چہوڑ دین اور عیسایون کے مقبوضہ امصار کو تاخت و تاراج کرتا رہا۔ سنہ ۴۹ ہجری مین عیسائیون نے رقہ اور قلعہ جبیر پر چڑہائی کی مسلمانون کو قید کر کے اور مال و اسباب لوٹ کر چلے گئے اسی سال ہشیا پورے امدادی جہاز پہونچ گئے اور طرابلس پر پیر حملہ کیا گیا اور خشکی اور تری دونون طرف محاصرہ ہوا کئی روز تک لڑائی رہی مگر کامیابی نہ ہوئی اس لیے وہان سے ہٹ کر جبیل کو گہیرا مسلمان مقابلہ سے پیش آئے آخر قلت رسد کے وقت سے ناچار ہو کر امان کے خواہان ہوئے جو نہ دی گئی اور شہر بزور

اگر کوئی باقاعدہ کام لینے والا ہو تو وہ ہر وقت موجود ہوتی ہے۔
عماد الدین زنگی کا باپ ایک لڑائی مین مارا گیا تہا اسوقت عماد الدین کی عمر صرف دس سال کی تہی اور سب سے پہلے
عماد الدین کو اپنی تلوار کے جوہر عیسائیون کے برخلاف ہی ظاہر کرنے پڑے اور یہہ ایک آیندہ کے لیے نیک
فال تہی۔ مودود کی فوج کے ساتہہ طبریہ کے مشہور معرکہ مین شامل تہا بعد اسی جانباز بہادر نے شہر کے
دروازے پر سب سے پہلے نشان جاگاڑا تہا۔ اس کے بعد وہ سلطان محمود بن محمد بن ملکشاہ سلجوقی والی
ایران و عرب و عراق وغیرہ کی ملازمت مین داخل ہوا۔ اور بغداد و عراق مین نائب و شحنہ مقرر ہوا اور ۵۲۲ھ مطابق
۱۱۲۷ء مین ابہورسکی کے انتقال پر موصل کا گورنر مقرر ہوا۔ اور یہہ وہ نازک وقت تہا کہ زنگی جیسے مشہور خادم
قوم کی مسلمانون کو سخت ضرورت تہی مسلمان سلاطین و امرا مین نفاق اور پہوٹ پڑی ہوئی تہی انکی کمزوری
حد سے بڑہ چکی تہی انکی آنکہون کے سامنے لاکہون مسلمان شام بتیغ ہوئے پیغمبرون کی یادگار بیت المقدس
چہن گئی۔ فاروقی نشان فتح مٹ گیا لیکن ان خود غرض کم ہمت امرا و سلاطین سے کچہ نہوسکا۔ یورپ
کے حوصلہ فلسطین کی فتح سے بڑہ گئے اور ایشیا کو اپنے حرص و طمع کا شکارگاہ تصور کرکے ہر وقت مسلمانون
کے ستانے اور اپنا علاقہ بڑہانے کی تاک مین رہتے اور اکثر فائدہ اُٹہاتے۔ اور روز بروز اپنی سلطنت کو درست
اور قوی کرتے جاتے۔ العریش۔ (حد مصر) سے لیکر ماردین تک انکا شاہی تسلط تہا۔ صرف دمشق
حلب حمص حماۃ باقی مگر جان بلب تہے۔ عیسائیون کے حوصلہ اسقدر بڑہے ہوئے تہے عراق سے نصیبین اور
راس العین تک بلا خوف و خطر لوٹ مار اور قتل و غارت کرجاتے قافلون کی آمد و رفت بند ہوگئی تجارت کا نام
تک رہا اکثر شہر جو فتح نہین ہوئے تہے وہ عیسائیون کو خراج دیتے یا کسی اور طور اپنا بچاو کرتے۔ عیسائیون
کا رعب اور رسوخ بہت بڑہ گیا شام کے جدید عیسائی سلطنت خود ہی بیت المقدس کی حفاظت کی کافی طاقت
رکہتی تہی اور یورپ کی پشت گرمی سے اسلام کے مٹانے کو ہی اپنا ایک فرض جانتے تہے گو جزویات
مین عیسائیون مین کبہی اختلاف ہوجاتا تہا مگر مسلمانون کے برخلاف انکی ایک آواز تہی اور ضرورت
کے وقت سب ایک ہوجاتے اور مسلمانون کی تخریب پر اپنی ساری ہمت صرف کرتے۔ ناظرین سمجہ سکتے
ہین کہ یہہ زمانہ جسکا ذکر کیا گیا ہے موجودہ زمانہ کی حالت اسلامی سے بڑہ کر کمزور تہا۔ اگر کمزور
نہین تہا تو مشابہ ہونے مین تو کوئی کلام نہین اور ضرور ہے وقت کے مسلمان بہی جو صدیون سے مصائب
کا تختہ مشق بن رہے تہے آج کل کیطرح نہایت مایوس ہونگے اور حرمین شریفین زادہما اللہ
شرفاً اور دار الخلافہ بغداد کو معرض خطر مین دیکہہ کر حال کی طرح چار چار آنسو روتے ہونگے کہ ایسی حالت نا
امیدی مین عماد الدین زنگی کا ظہور ہوا جو اسلام کی پوری اہلیت رکہتا تہا اسی وجہ سے حسب ارشاد سر امیر بادشاہ

قتل ۔ عورتین بچے قید کیے گئے۔ اُس کے بعد بانیاس ۔ صیدا ۔ صور ۔ آق آب ۔ کو نواح حلب تک فتح کیا گیا اور سوائے حمص اور حلب ۔ حماۃ کے تمام شام عیسائیون کے قبضہ مین آگیا ۔

مصر پر چڑہائی

۵۱۱ھ یا ۵۱۴ھ ہجری مین بردویل نے مصر پر چڑہائی کی اور غزہ تک بلا روک ٹوک پہونچا راستہ مین مسجدین جلائی گئین اسلامی عمارتین گرائی گئین ۔ مرد و عورت زن و بچہ قتل کیے گئے یا قید کیے گئے فتح مصر میں کوئی شک نہ تہا کہ اتنے مین بردویل بیمار ہوگیا ۔ اور راستہ ہی مین مر گیا اور مصریون کے سر سے یہ بلا ٹل گئی ۔ یہ واقعہ المستظہر باللہ کے آخری عہد کا ہے ۵۱۲ھ مین فوت ہوا ۔ اور المسترشد باللہ اسکا بیٹا خلیفہ ہوا ۵۲۲ھ تک عیسائیون کا اسیطرح زور رہا کہ سلاطین سلجوقیہ مین بجائے نفاق کے اتفاق کی صورت نظر آنے لگی ۔ تیس سال کی متواتر مصائب اور صدمات اُٹہا اُٹہا کر آل کار کو سوچنے اور اپنی حالت پر غور کرنے لگے اور موصل کو امرائے متغلبین سے چہین کر عماد الدین زنگی والد سلطان نور الدین محمود رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے حوالہ کیا گیا ۔

اقبال کا دوسرا دور عماد الدین زنگی اور عروج اسلام

سابقہ اوراق مین لکہا گیا ہے کہ سلطان طغرل بیگ الپ ارسلان ۔ ملک شاہ بہادر اور زبردست سلطان گذرے ہین انہین اسلام کا سچا جوش تہا ۔ وہ حمایت اسلام کو اپنا اعلی فرض جانتے تہے ۔ شریعت محمدی کے سخت پابند تہے انکا دربار علماء و فضلا کی کان تہا ۔ وہ جانتے تہے کہ ترقی اسلام بہ تقلید صحابہ کرام ہے اس وجہ سے انہون نے بڑی بڑی فتوحات حاصل کین مگر ملک شاہ کے بعد آل سلجوق مین نفاق پڑ گیا ۔ اور کئی ایک سرگروہ نکل آئے علاوہ اسکے حسن بن صباح نے سخت ہلچل ڈال رکہی تہی مسلمان کسی لائق اور دیندار سلطان کی عدم موجودگی سے بیدست و پا ہو رہے تہے اس لیے ۴۹۱ھ سے ۵۲۲ھ ہجری تک عیسائیون کا زور رہا ۔ لیکن اب انکے زوال کا وقت آگیا تہا ۔ جو بیج سلاطین سلجوق نے بویا تہا اُس کے پہل لانے کا وقت آگیا ملک شاہ کا غلام قسیم الدولہ آق سنقر تہا جسنے اپنے آقا سے ولی نعمت کی دینی حمیت سے پورا حصہ لیا تہا اُس کے خلف الرشید اولوالعزم خادم اسلام مقلد صحابہ کرام عماد الدین زنگی نے موصل و حلب کی گورنری پر ممتاز ہوتے ہی اپنی ساری ہمت عیسائیون کو شام سے نکالنے پر صرف کی اُس کی مجاہدانہ ہمت دیکہہ کر مسلمانون مین پہر تازہ جوش آگیا ۔ اور گذشتہ تیس سال کی کسر نکالنی شروع کی غرض ثابت ہو گیا کہ اسلامی حرارت سے

عیسائیون کی خبر نہ لے سکا آخر ۵۳۸ھ مطابق ۱۱۴۳ء مین سلطان مسعود سلجوقی سے صلح کرکے پیچھا چھوڑایا مگر اس عرصہ تنازعات مین بھی وہ اپنی سلطنت بڑھاتا رہا۔
اس جوانمرد کو جون ہی تنازعات خانگی سے فرصت ملی بجلی کی طرح عیسائی ممالک پر جا گرا ۵۳۹ھ ہجری مطابق ۱۱۴۴ء مین اڈیسہ (عزاز) کا محاصرہ کر لیا جو عیسائی سلطنت کی حکومت اور طاقت کا نہایت زبردست مرکز تہا۔ اٹھائیس دن کی متواتر لڑائی کے بعد شہر فتح کر لیا۔ اور عیسائی سلطنت کو صدمہ عظیم پہونچایا اسی تاریخ سے عیسائیون کی ایشیائی سلطنت کا زوال شروع ہوا۔ عیسائیون نے نہایت پیش بیس کر تجویزین کین لیکن زنگی کے اسلامی جوش کے آگے کچہ پیشرفت نہ گئی۔
عزاز کی فتح کے بعد زنگی اپنی فتوحات بڑہاتا اور عیسائیون کو دباتا جا رہا تہا۔ کہ قلعہ شعبر کے محاصرہ کے وقت ایک غلام کے ہاتہ سے ۵۴۱ھ مطابق ۱۱۴۶ء مین سوتا ہوا قتل کیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔
اگرچہ بہادر عماد الدین زنگی کی ایسی ناگہانی اور بے وقت موت نے اسلامی جوش کو کچہ دیر کے لیے روک دیا اور زنگی کی شہادت سے جسقدر مسلمانون کو غم والم ہوا۔ اسیقدر عیسائیون کو خوشی ہوئی لیکن عماد الدین کی حرکات غازیانہ اور افعال مجاہدانہ نے مسلمانون کو کام کرنے کا رستہ بتا دیا تہا کہ اپنی اولاد کو عمدہ تربیت سے ایک سچا فرض شناس مسلمان بنا چکا تہا اسکا ایک بیٹا نور الدین حلب مین اور سیف الدین دوسرا بیٹا موصل مین حکمران تہے مگر قدرت نے قومی جہاز کی ناخدائی نور الدین محمود کے نام لکھی ہوئی تہی جسکا ذکر خیر اگلے اوراق مین لیا جائیگا۔

مشائخ عظام کی خدمات

ایک سو سال سے زیادہ عرصہ کے ضعف اور کمزوری کے بعد مسلمانون کا اسطرح سے ابہرنا اور بغیر کسی سلطان یا خلیفہ کی شمولیت یا تحریک کے ایک معمولی کورنر عماد الدین کا عیسائیون کو شکست دینا حضرات صوفیائے کرام اور علمائے عظام کی سعی جمیلہ کا نتیجہ تہا جو وہ اسلامی اصول کے اشاعت سے مسلمانون کے مردہ جوش کو تازہ کر رہے تہے برسون کی زہد و ریاضت توکل و قناعت سے اپنی ذات کو نیک نمونہ اخلاص و ایثار بنا کر قوم کے سامنے پیش کرکے ارشاد و ہدایت کی مسند کو مزین فرما رہے تہے اور قوم بہی ایسے مقلدین صحابہ کرام علما کے فرمان واجب الاذعان کی تعمیل مین نہایت سرگرم تہی ان بزرگون نے مسلمانون کی تہذیب نفسانی و تربیت روحانی اصول

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم "لایزال ھذا الدین ظاھراً علی کل من ناداہ حتی تقوم الساعۃ واھلہ ظاھرون" مخالفان اسلام کا کانٹے لگا۔ اور مسلمانون نے اسکے وجود کو رحمت الٰہی تصور کیا۔

زنگی نے موصل کی گورنری لیتے ہی مسلمان امیرون کی منقسم طاقت کو ایک واحد طاقت بنانیکا فکر کیا فرات کے غربی علاقہ۔ جزیرہ۔ سنجار۔ نصیبین کو لے لیا۔ پہر ۵۲۳ھ مطابق ۱۱۲۹ء مین حلب پر قبضہ کیا دوسرے سال حماۃ کو فتح کیا۔ اور ہر ایک جگہہ مسلمانون نے اُس کے اسلامی جوش کو دیکھ کر اسکا خیر مقدم کیا۔ دمشق پر ایبر تختگین قابض تہا جسکے ہان اسمعیلیون کا اسقدر رسوخ ہوا کہ بانیاس جیسا کارآمد اور مضبوط قلعہ اسمعیلی سردار کو دیا گیا اور اس فرقہ نے یہان تک زور پکڑا کہ تختگین کے مرنے کے بعد اسکے بیٹے شمس الملک بوری کا وزیر بہی ایک اسمعیلی ہی ہوا۔ آسی غدار نمک حرام وزیر نے ۱۱۲۹ء مین دمشق عیسائیون کو دیدالنے کی سازش کی تہی جسکی پاداش مین چہہ ہزار اسمعیلی قتل کیے گئے اور اسمعیلیون نے اسی غصہ سے قلعہ بانیاس عیسائیون کو دیدیا جو تین برس بعد واپس لیا گیا۔ شمس الملک نے عیسائیون دل تہام یا عماد الدین زنگی کے رعب مین آکر دمشق کو زنگی کے تحت حکومت مین تسلیم کر لیا۔ مگر خودغرض امرا نے اس یکجہتی کو برا سمجہا اور رعایا اور شمس الملک کی مان کو ٹہرکا کر شمس الملک کو مروا ڈالا۔ زنگی نے دمشق کا محاصرہ کیا۔ لیکن ناکام پہرا زنگی نے ۱۱۳۹ء مین پہر دمشق پر حملہ کی تیاری کی اہل دمشق نے عیسائیون سے مدد مانگی اور بانیاس دینے کا وعدہ کیا زنگی نے دونون فوجون سے لڑنا مناسب جانا اور واپس چلا گیا۔ اور بانیاس عیسائیون نے لے لیا۔ ۱۱۴۳ء مین یوروشیلم کا عیسائی بادشاہ مرگیا اور اسکا جانشین اسکا بیٹا بالڈون سیزدہ سالہ ہوگیا۔

زنگی کی تدبیر بہادرانہ اور عزم شجاعانہ نے عیسائی سلطنت کی وسعت کو روک دیا تہا۔ اب یوروشیلم کے بادشاہ کے مرنے سے اور ضعف آگیا۔ زنگی نے اگرچہ ۵۲۴ھ مطابق ۱۱۳۰ء قلعہ اترب کے پاس عیسائیون کے متفقہ افواج کو شکست فاش دیکر ایک صدی کے عیسائی غرور اور طاقت کو توڑ کر مسلمانون کے دلون سے عیسائی رعب دور کردیا تہا۔ مگر زنگی خانگی تنازعات مین مبتلا تہا۔ اس کے دارالخلافہ موصل کے لینے کو لیے ایک مسلمان رقیب ۵۲۳ھ مین کوشش کرچکا تہا۔ ۵۲۵ھجری سے لیکر برابر بارہ برس تک اسکو سلجوقیون کی باہمی لڑائی جہگڑون مین حصہ لینا پڑا انہین حادثون مین خلیفہ المسترشد فدائیون کے ہاتھ سے ۵۲۹ھ مین شہید ہوا اور اسکا بیٹا الرشد باللہ خلیفہ ہوا اور ۵۳۲ھ مین قتل ہوا۔ اور المتقی لامر اللہ بن المستنصر خلیفہ ہوا اور اسکا نہایت قیمتی وقت اس طرح ضائع ہوگیا۔ اور دل کہو کر

ملہ یعنی یہ دین یعنے اسلام ہر مقابل پر غالب ہی رہیگا یہانتک کہ قیامت آجاویگی اور مسلمان غالب ہی ہونگے۔ مایوسونکو یہ حدیث ضرور سنا یاد کر لینا چاہیئے۔

انکے مدنظر تہا کچھ عرصہ پہلے جو امراء ارکین عیاشی وکاہلی کی زندگی بسر کرتے تہے اب قومی جوش سے بہادر سپاہیون کی طرح کڑاکے کے جاڑے اور بہوک پیاس کی سختیان ہنسی خوشی سے برداشت کرتے تہے اس مبارک زمانہ کا روشن چراغ سلطان نورالدین محمود تہا جسکی قسمت مین دوسرے صلیبی جنگ (کروسیڈ وار) کا مقابلہ لکہا تہا عماد الدین کے عزاز (اڈیسہ) کی فتح کرنے سے عیسائیون کو بہت رنج ہوا تہا عماد الدین کے مرتے ہی عزاز پر حملہ کیا گیا مسلمان محصور ہوگئے۔ مگر نورالدین برق کی طرح پہونچ گیا۔ اور نورالدین اور قلعہ کی فوج نے حملہ کیا عیسائیون کو درمیان مین لے کر پیس ڈالا۔ اور انکا سردار قید ہوتے ہوتے بچ گیا۔ شہر آتاح اور رفا وغیرہ کو عیسائیون سے بزور شمشیر چہین لیا۔ عیسائیون نے اگرچہ کئی سال تک نورالدین کا مقابلہ کیا مگر نورالدین کے بہادر غازیون سے ہر ایک جنگ مین نیچا دیکہا ان حالات اور مسلمانون کے عام قومی جوش کو دیکہہ کر شام کے عیسائیون نے اپنا بچاؤ سوائے یورپ کی امداد کے کہین نہ دیکہا۔ اور فلسطین اور ارمنی پادریون کا ایک زبردست ڈپوٹیشن یورپ کو روانہ ہوگیا۔

دوسرا صلیبی جنگ

عماد الدین اور نورالدین کے مجاہدانہ ترددات اور غازیانہ حملات نے ایشیائی عیسائیون کو اسقدر حواس باختہ اور اپنی کمزوری اور خستہ حالی کا یہان تک یقین کرا دیا کہ اب انکو خواب مین بہی شکست و ہزیمت کی آنے لگین اور تصورات مین اسقدر تذبذب اور اضطراب پیدا ہوا کہ ہر ایک چیز سے وہ عیسائیون کا مغلوب ہونا گمان کرنے لگے۔ گرجون پر بجلی کا گرنا۔ اور دمدار ستارے کا چمکنا یا کسی خلاف معمول امر کا ظہور مین آنا ضعیف الاعتقاد عیسائیون کو سخت خوف دلا رہا تہا یورپ سے مدد مانگنے کے واسطے جو ایشیا کے فریادی پادریون اور عیسائیون کا گروہ پوپ یوگنس کے پاس پہونچا اور اپنی ہولناک داستان ایسی موثر الفاظ مین بیان کی کہ پوپ کے آنسو نکل آئے اور یہی حال جملہ حاضرین کا ہوا قومی ہمدردی اور غمخواری کا عام جوش پہیل گیا اور بیت المقدس کہ جسکو فتح کئے ہوئے ابہی نصف صدی نہین گذری تہی اس کے بچانے کے لیے کمال شوق اور جوش سے ہتہیار اٹہائے گئے جوش یہان تک بڑہا کہ تارک الدنیا خلوت نشین بہی میدان مین نکل آئے برگنڈے ایک امیر کا بیٹا سنٹ برنارڈ جو پندرہ سال سے دنیا کو چہوڑ چہاڑ کر راہبانہ تجرد مین درویشانہ زندگی بسر کر رہا تہا یورپ کو کروسیڈ پر آمادہ کرنے مین زیادہ سرگرم نکلا۔ اس نامور اور آتش زبان الوالعزم واعظ نے اپنی غیر معمولی قوت بیانی اور فصاحت لسانی سے عیسائیون مین معمول سے زیادہ جوش بہر دیا اور اپنی دہوان دہار تقریرون

اسلامی کے مطابق کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اس روحانی فرقہ کا اسوقت نہایت زور تہا۔ بڑے بڑے زبردست علماء وفضلا تبلیغ احکام الٰہی کے لیے دنیا کے لذائذ سے مُنہ موڑکر فقر وسفر کے مشکلات برداشت کر رہے تہے۔ اور کمال درجہ کی صبر وشکر رضا وتسلیم سے اشاعت اسلام فرما رہے تہے علمی کمال وروحانی جلال سے اختلاف عقائد کو مٹا رہے تہے اور جو عقائد مخرب اسلام عرصے سے اسلامی دنیا کی ضلالت وفساد کا موجب ہو رہے تہے انکا اپنی براہین قاطعہ وکمالات ساطعہ سے قلع قمع کر رہے تہے ایسے بزرگوار ہر ایک ملک مین اپنے فرائض کو عمدگی سے ادا کر رہے تہے خاص دار الخلافہ بغداد مین اسوقت حضرت غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسند افاضت کو زیب دے رہے تہے چنانچہ بقول ابن خلقان آپکا تولد ۴۹۱ھ مین ہوا اور وفات ۵۶۱ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ عماد الدین کی وفات کے وقت آپکی عمر ۴۳ سال کی تہی اور پرجوش علماء کی طرح تعلیم وتدریس فرماتے تہے نور الدین محمود کی وفات ۵۶۹ھ ہجری مین ہوئی اس حساب سے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان نور الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ ہم عصر گذرے ہین۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی فضیلت صوری اور کمال معنوی سے عموماً اُن لوگون کو جو مختلف عقائد رکہتے تہے امت کے جم غفیر اہل السنن کی طرف جہکا لیا تہا۔ اور قرامطہ اسمعیلیہ ملاحدہ کی عادہ اثنا عشریہ مین سے گروہ در گروہ خلائق کو اپنی ارادت وعقیدت مین لاکر ایک جہتی اور اتحاد قومی کی حبل المتین مین جکڑ لیا تہا۔ اور نفاق اور اختلاف کو مٹا رہے تہے۔ ان مختلف فرقون کے زبردست اور بالاثر لیڈر آپ کی کرامات اور خوارق عادات کو دیکہہ کر خلوص دل سے آپ کی تقلید اختیار کرتے جن کی تفصیل کا یہ محل نہین ہے۔

یہی حال دیگر علماے کرام کا تہا جو تصوف کے رنگ مین رنگے ہوئے تہے۔ خواجہ عثمان ہارونی رح ۵۲۶ھ مین اور خواجہ بزرگوار خواجہ معین الدین چشتی رض ۵۳۷ھ ہجری مین پیدا ہوئے جنکی اسلامی خدمات سے خطہ ہندوستان منور ہوا غرضیکہ عماد الدین اور اسکے بہادر بیٹے نور الدین کے عہد مین قوم کے اندر ایسے ایسے زبردست صاحبان اثر عالم موجود تہے جنہون نے قومی بہبودی کے لیے کوئی کسر باقی نہ رکہی اور اسی کوشش کا نتیجہ تہا کہ مسلمان یکبارگی ایسے اُٹہے کہ زمانہ کو خیر القرون کا فاتحانہ سمان دکہا دیا۔ اور جماعت قلیل نے لاکہون کا منہ پہیر دیا اس پاکیزہ عہد نے خلفاے تک کو ثم کر دیا المقتفی باللہ۔ المستنجد باللہ۔ المستضیٔ باللہ۔ الناصر لدین اللہ فقیہ محدث فاضل خلیفہ ہوئے جان ومال کا حمایت اسلام مین خرچ کرنا انکا شعار ہو رہا تہا اور دشمن کا ملک سے نکالنا ہی ہر وقت

سے پیچھا چھوڑانا ہی غنیمت سمجھا اور ترک بھی زیادہ گلے نہ پڑے۔ اور شہنشاہ فرانس نے بھی ترکوں سے فدیہ کے بجائے خشکی کے سفر کے تری کا راستہ اختیار کیا۔ اور بندر اطالیہ سے جہازوں پر سوار ہو کر ۵۴۲ھ مطابق ۱۱۴۸ع کو انطاکیہ پہونچا۔ جہاں اسکو اپنی فوج صرف چوتھائی نظر آئی باقی فوج رستہ کے مشکلات اور ترکوں کے غازیانہ حملات کی نذر ہو گئی۔ یہہ تمام اسباب سلطان نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کے لیے تائید غیبی تھے کہ یورپ کے وہ پرجوش اور بہادر کروسیڈر جو نورالدین کا نام و نشان مٹانے کے لیے آرہے تھے اس طرح دمشق تک پہنچنے سے پہلے ہی ضائع ہو گئے شہنشاہ فرانس کچھ عرصہ فوج کی کلفت و عسرت دور کرنے کے لیے انطاکیہ ٹھیرا۔ جہاں اسکو اپنی اور اپنے چچا والی انطاکیہ کے تعلق کی نسبت بدگمانی پیدا ہو گئی۔ اس لیے وہاں سے جلدی چلدیا اور شہنشاہ جرمن بھی براہ سمندر فلسطین پہونچ گیا تھا۔ یہیں نواح انطاکیہ میں سلطان نورالدین محمود نے جو بہادران یورپ کے انتظار میں تھا۔ مقابلہ کیا۔ عیسائی کروسیڈر جو اسی نورالدین کے خون کے پیاسے تھے اور اسی کو مقدس یوروشلم کا مہیب و خونخوار دشمن جانتے تھے نہایت جوش سے لڑے کئی روز تک لڑائی رہی۔ اور عیسائیوں نے خوب دانت پیس پیس کر حملے کیے مگر ہر بار "لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ الخ"

پر ایمان رکھنے والوں سے شکست فاش کھائی۔ شہنشاہ فرانس نے جب دیکھا کہ سلطان نورالدین کا راستہ سے ہٹانا مشکل ہے تو ناچار واپس ہوا اور براہ سمندر بیت المقدس کو چلا۔ راستہ میں جرمنی کی افواج کو ساتھہ لے کر علاقہ قدس میں داخل ہوا۔ اور دمشق کا کئی بار محاصرہ کیا گیا۔ مگر ہر بار مسلمانوں سے زک اٹھا کر واپس ہوا۔ ۵۴۳ھ میں نورالدین نے انطاکیہ کے نواح میں عیسائیوں کی مجموعی فوج سے مقابلہ کیا گو عیسائی فوج مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھی۔ اور یورپ بلکہ ساری عیسائی دنیا یکدل ہو کر ایک دو صوبوں کے مسلمان گورنروں سے مقابلہ آرا تھی مگر گورنر کون تھا سلطان نورالدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ جس کے اعمال صالحہ اور اتباع شریعت و نسالہ کو ایثار و اخلاص کا بھولا ہوا سبق یاد کرا دیا تھا۔ اور "افضل الاعمال الایمان باللہ والجہاد فی سبیل اللہ" کی پرجوش منادی سے ایک تازہ کام کرنیوالی روح پھونکی گئی تھی۔ میدان میں کٹ کے مرنا اور جان دینا بھی سلطان نورالدین کے ہمراہی غازیوں کے لیے بموجب "افضل الجہاد ان یعقر جوادک و تہراق دمک" ایک جاودانی زندگی تھی دشمن سے اپنی قوم و ملک کو بچانا اُن کا فرض تھا۔ بھلا ایسے جان فروش بہادروں سے کون بازی لے سکتا تھا آخر کئی روز کے سخت

---

۵ سب عملوں سے بہتر عمل اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اللہ کے راہ میں جہاد کرنا ہے۔ ۶ سب افضل جہاد یہہ ہے کہ تیرا گھوڑا لسینہ ہو جاوے اور تو خون خون آلودہ

سے یورپ کے دلون کو بالعموم گرما دیا اُن کے مذہبی جوش اور بہادرانہ حرکات نے مجاہدین کو دیوانہ بنا دیا۔
سنہ ۵۴۲ھ مطابق سنہ ۱۱۴۶ء مین مقام ویزیلی کی کونسل مین اس پرجوش واعظ کے ہاتہ سے لوئیس ہفتم شاہ فرانس
نے صلیب لی اور کروسیڈ مین شامل ہونے کا اقرار کیا۔ اُس سے عوام الناس اور متوسط اشخاص کا
جوش بہت بڑہ گیا۔ یہان سے جرمنی پہونچا خوش اعتقاد عیسائی بہت سی معجزات اور کرامات سنٹ
برنارڈ سے منسوب کرتے ہین واقعی اُسکے عادات اور اطوار ہی خرق عادات کے درجہ تک پہونچے ہوئے تھے
شہنشاہ جرمن کانرڈ ثالث نے پہلے تو کروسیڈ کی شمولیت سے انکار کیا لیکن ایک موقعہ پر سنٹ برنارڈ کی دردناک
تقریر نے شہنشاہ کے دل کو ہلا دیا اور برنارڈ کے ہاتہون سے صلیب حاصل کی پس عظیم الشان شاہان
فرانس اور جرمن کا شامل ہونا امرا و عوام الناس کی تحریک کے لیے بہاری اسباب تہے شہر کے شہر گاؤن قلعہ خالی
ہوگئے اور لوگ جہاد کے لیے نکل کہڑے ہوئے۔ زر و دولت جنس و متاع کروسیڈ کے لیے پیش کردیا
شہنشاہ لوئس کی ملکہ ایلینر کے علاوہ بیشمار عورتون نے صلیبین لے لین اور جنگی سپاہیون کیطرح
مسلح ہوگئین۔ جو باقی رہا لعن طعن کا نشانہ بنایا گیا۔ شہنشاہ فرانس ایک لاکہ کروسیڈ اور شہنشاہ
جرمنی اس سے بہی زیادہ فوج کے ساتہ روانہ ہوا۔ شہنشاہ جرمنی سب سے پہلے قسطنطنیہ پہونچا راستہ
کی تکالیف اور کمسریٹ کی بے انتظامی سے سخت مصیبتین اُٹہائین جون ہی ایشیا مین قدم رکہا
سلجوقی ترکون نے جنکے زیر حکومت ایشیا کوچک تہا اپنے ملک کے بچانے کے لیے سخت بہادری
سے مقابلہ کیا۔ اور ایسی سخت شکست دی کہ شہنشاہ جرمنی فوج کا حصہ کثیر کٹا کر بمقام نیسا شہنشاہ
فرانس سے جا ملا۔ دونون نے فلسطین جانے کا وعدہ کیا۔ مگر شہنشاہ جرمن ترکون کی مدافعت
اور سردی کی شدت کے خوف سے آگے بڑہنے سے رک گیا۔ شہنشاہ فرانس نہایت
انتظام اور احتیاط سے بڑہا۔ اور امن امان کے ساتہ کچہ راستہ طے کر گیا مگر جانباز ترکون نے ایک
موقعہ پر ایسا آڈبوچا کہ سارے انتظام غارت ہوگئے فرانسیسی فوج دو حصون پر کوچ کر رہی تہی جبکہ
پہلا حصہ گذر چکا تو بہادر ترک اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے پچہلی فوج پر جا پڑے۔ عیسائی
کروسیڈر مسلمان غازیون کے حملہ کی تاب نہ لا سکے اور پریشانی کے ساتہ بہاگ نکلے شہنشاہ
کے پہلو مین اعلے درجہ کے تین امیر قتل کیے گئے خود شاہنشاہ اگر بہاگ نجاتا تو ضرور ترکون کا شکار
ہوجاتا۔ شہنشاہ بہزار جر ثقیل بہاگ کر اگلی فوج سے جا ملا۔ اس ہولناک صدمہ نے فرانسیسی
فوج کو سخت نقصان پہونچا۔
چونکہ ترکون کے علاقہ ایشیا کوچک سے صرف گذرنا مقصود تہا۔ اس لیے عیسائیون نے صرف ترکان

چلادیا اور صلاح امت کا نتیجہ دکھا دیا۔ اس وقت کے مسلمانوں کی اسلامی عادات کا نمونہ دکھلانے کے لیے سلطان نورالدین کے اخلاق حسنہ کا اختصار ہی کافی ہے اسلامی لیڈروں کو تجربتاً دیکھنا چاہیے قوموں میں حقیقی تحریک اور سچا جوش پیدا کرنے کے لیے خود لیڈر کے افعال میں عملی صداقت کی کہاں تک ضرورت ہے۔ اور قول و عمل کی مطابقت کا اثر کسقدر پائدار اور زبردست ہوتا ہے۔

سلطان نورالدین کے عادات و اطوار

سلطان موصوف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فقہ کا ماہر اور زبردست عالم تھا اور اُس زمانہ کے مشہور فقہائے حنفی میں شمار ہوتا تھا۔ جب ذرہ فراغت ہوتی کتب دینی کا مطالعہ کرتا اور شوق اتباع سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑھاتا۔ اور جماعت علماء کے ساتھ عام طلبہ کی طرح درس حدیث میں شامل ہوتا اور نہایت ادب و توجہ سے سماع حدیث کرتا۔ اور عمل میں لاتا۔ اسکا دربار مجلس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نمونہ تھا ادب وحیا حکمت وصلاح علم دین۔ قرآن وحدیث وتاریخ وتفسیر۔ تذکرۂ مجاہدین سابقین کے سوا اور کوئی ذکر اُس کی مجلس میں نہ ہوتا تھا۔ کوئی بات لغو اور خلاف شرع اس کی مجلس میں نہیں جاتی تھی رعب سیاست کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے دل چلے اُس کے سامنے بات کرنے سے جھجکتے تھے باایں ہمہ جب کوئی عالم۔ فقیہہ۔ صوفی۔ درویش۔ آتا تو سلطان سروقد اُٹھ کر تعظیم کرتا اور اسی طرح متابعت میں عزت بجا لاتا۔ اپنے برابر بٹھلاتا اور ساتھ ملا کر کھانا کھلاتا۔ اور ایسے بزرگوں کو اپنے ہاتھ سے خطوط لکھتا۔ اور جو وہ کہتے تسلیم کرتا۔ جب کسی عالم یا فقیہہ کو دیتا تو کہتا کہ بیت المال میں لوگوں کا حق ہے۔ اگر یہ لوگ یہ نہیں مانگتے تو انکا احسان ہے۔ اتقا و ورع کا یہ عالم تھا کہ سلطان ایک شیخ بزرگ ملا عمر رحمۃ اللہ علیہ پر بہت اعتقاد تھا جو موصل میں رہا کرتا تھا۔ باوجود کثرت رجوع خلائق کے کسی سے کوڑی تک نہ لیتا تھا جو نہ جلاتا اور اسی سے قوت لایموت پیدا کرتا سلطان کے لیے رمضان میں نان وچپاتی افطاری کے لیے بھیجتا اور سلطان شیخ عمر رحمۃ اللہ علیہ کے لیے اپنی خاص کمائی سے افطاری روانہ کرتا جب سلطان موصل میں آتا تو شیخ عمر کے زاہدانہ سادہ کھانے کے سوا اور کہیں سے نہ کھاتا اور کُونُوا مَعَ الصَّادِقِیْنَ کی صداقت سے فیضان حاصل کرتا۔

ایک دفعہ اسکی بیگم نے شکایت کی کہ مجکو گذارہ کم ملتا ہے اور خرچ زیادہ ہے سلطان نے اپنی تین دکانیں زرخرید واقع حمص بیگم کو دیدیں جنکا کرایہ صرف تیس دینار سالانہ تھا۔ بھلا ایک ملکہ اور سلطان کا اس قلیل رقم کرایہ سے کیا بنتا تھا۔ مگر یہ عرض کی سلطان کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور نہایت

جنگ کے بعد عیسائیون کو شکست فاش ہوئی اور جن امیدون کو لیکر وہ وطن سے نکلے تہے وہ خواب و خیال ثابت ہوئین۔ بہادر نورالدین کے مقابلہ مین تمام شہنشاہی کروفر صدائے خربائے گئے ہر ایک موقعہ پر عیسائیون نے بہادران اسلام سے شکست کہائی عیسائی اسکا سبب عیسائی سردارون کا باہمی نفاق بغض حسد قرار دیتے ہین لیکن یہہ اسی قسم کا عذر ہے جو بالعموم بعد شکست کئے جاتے ہین جو لوگ یورپ سے ہزارون کوس طے کرکے اور مصائب اٹھاکر محض مذہب بچانے کے لیے آئے ہون اُن مین بغض حسد جو دنیوی اغراض کا لازمہ ہے کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے اور عنان سالاری بہی شہنشاہون کے ہاتھ ہو۔ یورپ کے دینی پیشوا اور نامور فضلا اپنی فصاحت لسانی اور آتش بیانی سے کروسیڈرون کو جوش دلا رہے ہون۔ مقدس اور متبرک مقامات یوروشلیم اور بیت لحم وغیرہ کا تحریک دینے والا نظارہ سامنے موجود ہو۔ غرضیکہ اس ناکامیابی کا سبب سوا اسکے اور کچھہ نہ تہا۔ کہ نورالدین جیسا سلطان مقلد صحابہ کرام مسلمانون کا سرپرست تہا جس کے غازیانہ اعمال اور مجاہدانہ افعال نے قوم مین جہادی جوش قرن اولی کی طرح پیدا کردیا تہا۔ کفار کو پیٹھہ دکہانا بہ تضمن آیۃ شریفہ "ومن یولہم یومئذ دبرہ" گناہ کبیرہ جانتے اور سربازی اور جان نثاری کو اعلی شعار مانتے اور اللہ و رسول اور امیر کی اطاعت سے سرمو انحراف نہ کرتے۔ واقعی اسلامی جہاد کے مقابلہ مین دنیا کی تمام تدبیرین ناکارہ ہین بشرطیکہ نورالدین جیسا پاک باز تربیت وانتظام کے ساتھہ کام لینے والا ہو پس یورپ کو ناکامی بہی اسلام کے سچے جوش سے ہوئی۔ دمشق سے باوجود کئی بار کے حملات کے ناکام واپس ہونا پڑا۔ عسقلان کا محاصرہ بہی مایوسی کے ساتھہ چہوڑنا پڑا۔ انہیں متواتر ناکامیون سے گہبراکر شہنشاہ جرمن لاکہہ سے زیادہ قیمتی جانین غازیان اسلام کی نذر کرکے واپس چلا گیا۔ چند روز اور شہنشاہ فرانس فلسطین مین رہا ادہر ہاتھ پاؤن مارتا رہا گر نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کی بہادرانہ تدابیر سے لاچار ہوکر سنہ ۱۱۴۹ء کو یورپ کو واپس چلا گیا۔ اور اسطرح سخت نامرادی کے ساتہہ دوسرا کروسیڈ ختم ہوا۔

ملحوظ رہنا چاہیے کہ یورپ کا مقابلہ مسلمانون نے کسطرح کیا۔ اور کسطرح زور پکڑا۔ نہ قوانین شرعی مین کوئی ترمیم کی گئی نہ کسی جدید خیال کی تقلید کی گئی وہی قرآن و سنت جو صحابہ کرام کے حرزجان تہے۔ مسلمانون نے ہاتہہ مین لے لیے اور جس اتحاد و اخوت کی تعلیم اسلام دیتا ہے اسکو اختیار کیا اور مدبر مآل اندیش حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے قول کے موافق "لن یصلح آخر ہذہ الامۃ الا بما صلح اولہا" ست کی صدیون کی بگڑی ہوئی کل کو درست کرکے

وتنسیخ کا خیال مذہب اسلام مین خلل و فساد ڈالنے کا باعث ہے اور تقلید شریعت کے بغیر اصلاح امت ممکن نہین۔

زمانہ حال کے مسلمانون کو سلطان نورالدین کے اس قول زرین پر غور کرنی چاہیے کہ اسوقت بہی اسلامی طاقت کمزور تہی۔ افغانستان ہندوستان کے سوا کہین بہی اسلامی جلال نظر نہ آتا تہا عیسائیون نے ہسپانیہ۔ افریقہ۔ روم مین مسلمانون کی ملکی مالی جنگی طاقت کو بہت کچہ نقصان پہونچا دیا تہا۔ امرء اسلام مین اتفاق کا وجود نہ تہا۔ ملاحدہ لائق امرا و علما کا استیصال کر رہے تہے۔ خاندانی سلاطین سلاجقہ آپسین ہی جہری کٹاری ہو رہے تہے۔ خود پرجوش سلطان نورالدین خلیفہ بغداد کا نام لیوا اور سلجوقیون کا ماتحت گورنر تہا اُسکی طاقت موجودہ امیر کابل سے کم تہی لیکن سلطان کے دل کش عمل بالشریعت نے اُس کی رعایا اور دیگر مسلمانون مین وہ جوش قومی بہر دیا کہ مثل زمانہ خیر القرون باوجود قلت مایحتاج و افواج دشمن کی اصعاف مضاعف فوجون کو مار کر فنا کر دیا اور نورالدین اور اس کے بہادر جانشین صلاح الدین نے عیسائیون کو اُن ممالک سے مار کر نکال دیا کہ جنپر وہ ایک سو سال سے مسلط تہے۔

نورالدین اور صلاح الدین نے کوئی کمی و بیشی احکام دین مین نہین کی اور نہ کبہی اُنکو صلاح امت کے لیے ایسا بیہودہ خیال پیدا ہوا کہ فلان حکم شرعی قابل تعمیل نہین رہا۔ یا اسکی جگہہ فلان امر کا رواج ضروری ہے قرآن کا جو مطلب صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے اجماع نے سمجہا۔ اور بذریعہ علماء کرام اُون تک پہونچا تہا۔ اسی پر انکا عمل تہا۔ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال و افعال جنکا بیان مختصر صدر کتاب مین کیا گیا ہے انکے پیش نظر تہے اور یہی وجہ ترقی اقبال کی تہی۔

پابندی شریعت کا ہی نتیجہ تہا کہ ایک دفعہ اُس کے وزیر موفق الدین خالد بن القیسرانی نے خواب دیکہی کہ وہ کپڑے دہو رہا ہے جب یہہ خواب سلطان سے بیان کی تو سلطان نے کسی قدر غور و تامل کے بعد حکم دیدیا کہ جملہ محصولات ٹکس اغیر شرعی دور کیے جائین اور وزیر کو کہا کہ تمہاری خواب کی تعبیر یہہ ہے۔ یہ ٹکس) نورالدین سے پہلے والیان امصار نے خلاف شرع لگا رکہے تہے اور جابرانہ اصول سے وصول ہوتے تہے اور اس مین یہان تک افراط ہوتی تہی کہ رعایا کی آمدنی سے ۵۰ فی صدی تک وصول کیا جاتا تہا۔ سلطان نے یہ سب کچہہ دور کر دیا اور صرف عشر شرعی دس فیصدی محصول رکہا۔

زمانہ حال کے سلاطین کے سلوک ... پر غور کیجیے کہ رعایا سے پچاس فی صدی لے کر بہی انصاف

غصہ سے کہا کہ تم چاہتی ہوگی کہ بیت المال (خزانہ شاہی) سے تم کو بیش بہا رقم دیجائے۔ اس مین میرا کچھ اختیار نہین وہ مسلمانون کا حق ہے اور اس کا مصرف اسلامی مصالح کے سوا اور کچھ نہین مین تمہاری محبت کے لیے دوزخ مین جلنا نہین چاہتا۔ مین صرف ایک خزانچی و امین ہون شرع کے خلاف ایک کوڑی بہی خرچ نہین کر سکتا۔ باوجود اسقدر جہادی لڑائیون کی مصروفیت وامور سلطنت کے مشغولیت کے عبادت الٰہی مین زمانہ کے زاہدین سالکین سے کسی طرح کم نہ تہا۔ نماز باجماعت مسجد مین ادا کرتا اور بلا ناغہ مقدس قرآن مجید کی تلاوت کرتا۔ رات کو عبادت الٰہی مین مشغول رہتا تہجد نافلہ تک ادا کرتا۔ اوراد و وظائف مثل زاہدان مرتاض پڑہتا۔ اور نماز باخشوع سے۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ کا نمونہ دکہاتا شریعت کا سخت پابند تہا۔ ایک دفعہ موصل کا علاقہ مین ڈاکہ رہزنی کے واردات کی کثرت ہوگئی۔ عیار اور چالاک ملزم جو شدید شہادت واقعہ کے نہ ہونے یا شہادت استغاثہ کے کمزور و مشتبہ ہونے کے سبب سزا سے بچنے لگے ور منتظم حکام وقت گو ایسے چوری پیشہ دکانداروں کو جانتے تہے۔ لیکن بوجہ عدم ثبوت ہاتہ نہین ڈال سکتے تہے اس سے ایسے بدمعاش اشخاص کے حوصلے بڑہ گئے حکام موصل نے عمر ندکور خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ اگر کوئی جنگل مین مارا جائے تو شدید گواہ کہان سے آئین۔ اگر مشتبہ چلن کے اشخاص کو گرفتار کرکے سخت سزائین دیجائین تو انتظام ہوسکتا ہے۔ جسکا مطلب یہ تہا کہ ایسے حالات مین قانون شرعی پر عمل کرنے سے انتظام بگڑتا ہے۔ ملا عمر نے یہ درخواست نورالدین کے پاس بہیجدی جون ہی یہ خط سلطان نورالدین کو پہونچا فورًا اُسکی پشت پر لکہا کہ اللہ تعالےٰ جو خالق مخلوق ہے ہم سے زیادہ اُن مصالح کو جانتا ہے کہ جن سے بنی آدم کی اصلاح ہوسکتی ہے قواعد شرعی جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہین وہ مصالح انسانی پر موقوف ہین۔ انہین قوانین سے بہتری خلائق مقصود ہے جو بوجہ اکمل نازل ہوچکے ہین اگر شریعت مین کمی بیشی کے امکان کی گنجائش ہوتی تو اللہ تعالیٰ "اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ" کیون فرماتا پس ہم احکام شرعی مین سے کہٹا بڑہا نہین سکتے بےشہادت اثبات جرم۔ سزا دہی مین بغیر قانون شرعی کے نہین چل سکتے۔ اور سچی اور واقع کی شہادت کے بغیر ملزم کو محض شبہ سے سزا نہین دے سکتے یہہ خط جب ملا عمر کو پہنچا تمام باشندگان موصل کو جمع کرکے سلطان کا خط سُنا دیا اور کہا دیکہو جو زاہد نے بادشاہ کو اور بادشاہ نے زاہد کو لکہا ہے مجہہ زیادہ بادشاہ پابند شریعت ہے مین غلطی پر تہا واقعی احکام شرعی مین ترمیم

لہ خلاصی پائی ان ایماندارون نے جنہون نے نماز مین خشوع و عاجزی کی + لہ آجکے دن مینے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا

اسطرح لکھتے ہین کہ ایک دفعہ ایک سوداگر مرگیا اور صغیر سن بچہ چھوڑ گیا۔ جہادی لڑائیان ہورہی تہین
اور جیساکہ ایسے وقتون مین بادشاہون کو اخراجات کثیر کی ضروریات لاحق ہوتی ہین اور قرضہ کے اوٹ
مین روپیہ بٹورتے ہین سلطان کو بہی اشد ضرورت تہی۔ عہدہ داران سلطانی نے تجویز کی کہ وارث
کم سن ہے اُسکا مال کارت جائے گا بہتر ہے کہ خزانہ شاہی داخل ہوجائے اور تا سن بلوغ گذارہ
کے لیے کچھ کچھ دیاجائے اور بالفعل یہ روپیہ جنگی کامون مین لگایاجائے اور یہہ انتظام آج کل کے
کوٹ آف وارڈوس کے بالکل مشابہ تہاکہ سرکاری خزانہ مین روساء نابالغ کا روپیہ جمع کیا جاتا ہے
اور کوئی زیادہ سود نہین دیاجاتا اور ضرورت کے موقعہ پر سرکار اُسکو خرچ بہی کرسکتی ہے اور بظاہر
اس مین کوئی نقص بہی معلوم نہین ہوتا لیکن اُس پاک باز متورع محتاط سلطان نے جو عام شاہان سے
زیادہ خدا پرست اور باز پرس عقبی سے زیادہ ڈرنے والا تہا وہ ایسے مال مشتبہ کو کب ہاتھ لگاتا
تہا۔ فوراً عرضی کی پشت پر لکھدیا۔ کہ خدا متوفی پر رحم کرے بچہ کو عمر طبعی عطا کرے مال کو بڑہائے اور
مال لینے والون پر خدا کی لعنت ہو یہ عادات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت حقہ کی تقلید کامل
کا نتیجہ تہا شاہان زمانہ حال کے جنکا دائرہ اقتدار سلطان نور الدین مرحوم سے کئی درجہ وسیع
ہے مگر طمع اور جاہ طلب امراء و دولت کے اُن کارروائیون کو بنظر استحسان دیکھتے ہین کہ جن سے
کشید زر اور وسعت ممالک کے وسائل پیدا ہوتے ہون خواہ کسقدر ظلم وجور کو برتین اور مخلوق خدا کے
حقوق کو سلب کرین لیکن لمبے چوڑے خطابون اور ترقی مناصب سے اور لوگون کو بہی اس ہیبتناک جابرانہ
رستہ پہ چلنے کی تحریک دیتے ہین اور مردم آزاری اور حق تلفی کی ترقی کا خوفناک آلہ بنتے ہین اسکا
قول تہاکہ ہمارا صرف یہی کام نہین کہ چورون ڈاکوؤن کو سزا دین بلکہ دین کی حفاظت بہی ہمارا فرض ہے
بدعتی شخص خواہ کیسا ہی بارسوخ کیون نہو سزا سے نہ بچ سکتا تہا۔ چنانچہ دمشق مین ایک شخص یوسف
بن آدم زاہد۔ عابد و قانع رہتا تہا لوگ اُسکی کمال عزت کرتے تہے اور جیساکہ اکثر ایسے اشخاص اپنی
ظاہری صلاحیت کی وجہ سے دہوکہ مین آکر کسی نہ کسی خبط مین پڑجاتے ہین اور کسی غلط عقیدہ کی اشاعت کرتے ہین
یوسف مذکور بہی بدعت تشبیہ مین پڑگیا۔ اور یہ تشبیہ اُس قسم کی تہی کہ جیسے آج کل کے جاہل
صوفیون مین **وحدت وجود** کے نا سمجھنے سے متعین کو یقین قرار دیتے ہین اور ظاہر
باطن مین کچہ فرق نہین کرتے جو ہندوؤن کے اوتارون اور عیسایون کے اقانیم ثلاثہ کے مشابہ
ہے اور جس سے اسلامی نورانی توحید بالاتر ہے جو وحدت وجود مزعوم حضرات صوفیائے کرام
ہے وہ اس سے اعلی ہے۔

وعدل کا دعوی کرتے ہین مگر اسلامی قانون کے مقابلہ مین یہہ بے اصل دعوی طبل تہی کی آواز سے زیادہ وقعت نہین رکہتا۔ سلطان نورالدین جب یہہ کام کرچکا تو اُن لوگون کو بلایا جن سے یہ روپیہ وصول کیا گیا تہا۔ اور کہا کہ جو روپیہ تم سے وصول کیا گیاہے وہ مجاہدین کے سازوسامان جنگی مین خرچ ہوا ہے آج مخالفون سے جہادی لڑائیان ہورہی ہین اس لیے مین درخوہست کرتا ہون کہ جو روپیہ پہلے وصول ہوچکاہے اُسکا حق بخشدین کیونکہ مین کثرت اخراجات کے باعث وہ روپیہ واپس کرنے کے قابل نہین ہون۔ سب نے وہ روپیہ بخوشی خود بخشدیا۔ اس نیک نیتی کا اثر تہا کہ فتوحات کثیرہ سے جو مال غنیمت ملا اور تجارت وزراعت کی ترقی سے اسقدر آمدنی بڑہی کہ معاف شدہ رقوم سے کئی گنا زیادہ تہی۔

عدالتی کامون مین ادنی اعلی فقیر و امیر سب برابر تہے۔ ہر ایک کے معروضات خود سنتا اُسکا دروازہ ہر ایک کے لیے کہلا رہتا۔ کوئی دربان اردلی چپراسی روکنے والا نہ تہا۔ ہفتہ مین دوروز دربار عام لگاتا۔ تمام علمار فقہا قضات جمع ہوتے۔ کہتے ہین کہ ایک شخص نے نورالدین کے نام قاضی کی عدالت مین جہوٹا دعوی کردیا۔ قاضی نے حسب ضابطہ طلب کیا۔ سلطان نے کہلا بہیجا کہ آج میری تعظیم نہ کی جائے عام فریقین کی طرح سلوک کیا جائے۔ مقدمہ پیش ہوا۔ اور باضابطہ شرعی کارروائی شروع ہوئی مخالف اپنے دعوی کو ثابت نہ کرسکا اور ہار گیا۔ مگر نورالدین نے شئے متنازعہ اُسی کو دیدی اور کہا کہ اگرچہ مین جانتا تہا کہ یہہ شخص حق پر نہین ہے۔ لیکن اگر مین حاضر عدالت ہوکر اسکو ثبوت پیش کرنے اور مقدمہ چلانے کا موقعہ نہ دیتا تو صریح ظلم تہا اب چونکہ قانوناً فیصلہ ہوچکاہے۔ اس لیے اُسی کو دیتا ہون اور یہہ امر عدل و انصاف سے بڑھ کر درجہ احسان تک پہنچتا ہے " فرحم الله هذه النفس الزكية الطاهرة المنقادة للحق " خواہ کوئی کتنی ہی شکایت کرے لیکن وہ شخص ظن و تہمت سے سزا ندیتا اور سزا شرعی سے تجاوز نہ کرتا۔

ایک دفعہ یہہ سلطان خزانہ مین گیا بہت سا روپیہ دیکھہ کر پوچہا کہ کہان سے آیا ہے خزانچی نے عرض کی کہ قاضی کمال الدین نے بہیجا ہے سلطان کو شک پیدا ہوا اور کہا کہ اسطرح کا مال بیت المال کے قابل نہین واپس کرو قاضی نے لکہا کہ سلطان عادل کو کہدو کہ یہہ مال خود کمال الدین کا اپنا ہے مگر دیندار سلطان کا شک دور نہ ہوا اور کہا کہ روپیہ واپس کرو اور لکہو کہ کمال الدین اسکا بوجہ اُٹہا سکتا ہے نورالدین کی گردن پتلی و کمزور ہے وہ بوجہ سہار نہین سکتی یعنے قیامت کو جواب دہی نہین کی جاسکتی رحمۃ اللہ علیہ۔

ن ہے جو اسلام کی حفاظت کرسکے مجھ سے پہلے کون محافظ اسلام تہا۔ مین اُس حافظ حقیقی کا ایک ناچیز
ہ ہون جو اسلام کی حفاظت کا ذمہ وار ہے۔ اسی قوت ایمان کا نتیجہ تہا کہ یورپ کی اجتماعی طاقت سے
نہ ڈرا اور جس حفاظت الٰہی پر اُسکو بہروسہ تہا اُسی نے لاکہون بہادر مخالف نور الدین تک پہونچتے
پہنچتے رستہ ہی مین فنا کردے اور باقی کو غازیان تورہ نے گاجر مولی طرح کاٹ کر نور الدین کے جنگی اور
پولیٹیکل لیاقت کا ڈنکہ تمام عالم مین بجادیا۔ پولیٹیکل چالون مین سلطان نور الدین اہل یورپ کو ہمیشہ
ت دیا کرتا تہا۔ اکثر مصار و بلاد عیسائیون سے باتون ہی مین اخلاقی اور کاغذی تدابیر کے ذریعہ چہین لیے
ایک خون کا قطرہ بہی نگرنے دیا بلکہ عیسائیون کو عیسائیون سے لڑادیا۔ اور اپنا مددگار بنا لیا اسی حکمت
کا نتیجہ تہا کہ آرمینا جو ایک مستقل عیسائی سلطنت تہی علاقہ کوہستان دشوار گذار ناممکن التسخیر تہا
سلام کے میدانی علاقہ کے تاخت و تاراج شاہ ارمینا کے لیے نہایت آسان تہی خصوصًا ایسے وقت مین
سلطان اہل فرنگ سے برسرپرخاش تہے مگر مدبر سلطان ایسی چال چلا کہ شاہ ارمینا کو گانٹہ لیا اور عہد کر لیا
ہ مخالفان سلطان سے لڑے گا۔ چنانچہ اہل فرنگ کی لڑائیون مین آرمینی فوجین مسلمانون
ہمراہ ہو کر یورپین عیسائیون سے لڑتی رہین۔ نور الدین کے بعد یہ پالیسی ترک کی گئی اور آرمینا والون
بہت سا علاقہ ارمینی چہین لیا۔

سلطان کوئی کام دینی مصلحت اور قومی بہبودی کی نیت کے سوا نہ کرتا چنانچہ ایک تنگ خیال زاہد نے
سلطان کو گہوڑ دوڑ اور نیزہ بازی مین علی التواتر مشغول دیکہہ کر کہا کہ اس سے گہوڑون کو بیفائدہ
سف دیجاتی ہے اور بمنزلہ لہو لعب ہے سلطان نے کہا کہ مین ہرگز لہو لعب کا مشتاق نہین ہون۔ بلکہ اسکی
ی ضرورت مرکوز ہے دشمن ہر وقت تاک مین لگا رہتا ہے رات دن سردی گرمی مین جہاد کے لیے
یار رہنا پڑتا ہے اگر ہمارے گہوڑے دوڑ دہوپ کے عادی نہ ہون اور ایک جگہہ باندہے رہین
دہاوے کے وقت دم توڑ کر بیٹہہ جاوین گے۔ سوار بہی آرام طلب ہو جائین گے۔ یہہ جنگی مشق
روزمرہ کرائی جاتی ہے محض بہ نیت تیاری جہاد ہوتی ہے نہ تفریح طبع کے لیے نہین اس موقعہ پر
نل مورخ ابن اثیر سلطان کی نسبت لکہتا ہے۔

نظر الی ہذا الملک العظیم العدیم النظیر الذی یقل فی اصحاب الزوایا المقطعین الی
بادۃ بمثلہ فان من یجیٔ فی اللعب بہ نیتہ صالحۃ حتی یصیر من اعظم العبادات
کبر القربات یقل فی العالم مثلہ وفیہ دلیل علی انہ کان لایفعل شیٔا الا بہ نیتہ صالحۃ
ہذہ الافعال العلماء الصالحین العاملین تعلمہم" قبولیت خدمات کے بارہ مین صرف

ہنے والے اس بادشاہ عظیم الشان بے نظیر کیجانب پر غور کرکر اُس کی نظیر تارک الدنیا گوشہ نشین زاہدون مین بہی کم ہے بعض اگر کوئی

سلطان نورالدین جو ایک فقیہہ عالم تہا اس بدعت کی خرابیون کو سمجہ گیا اور گدہے پر سوار کر کے تشہیر کیا۔
اور دمشق سے نکال کر حران کو بہیجدیا اور منادی کرائی گئی کہ جو شخص دین مین کوئی بدعت نکالے گا اُسکی
بہی سزا ہوگی خوشامدی الفاظ سے سخت نفرت رکہتا تہا ایکدفعہ سلطان نے ابن قیسرانی مشہور فاضل
کو لکہا۔ کہ خطبون کے لیے ایک دعا تصنیف کر دے جو خطبون مین پڑہی جایا کرے اور تعلّی و تکلف
سے مبرا ہو۔ فاضل مذکور نے اللّٰھُمَّ اَصلِح عبدک الفقیر الی رحمتک الخاضع لھیبتک المعتصم
بقوتک المجاھد فی سبیلک المرابط لاعداء دینک ابا القاسم محمود بن زنگی بن
آق سقر امیر المؤمنین وغیرہ الفاظ لکہے۔ سلطان منکسر مزاج تہا اور دیگر بادشاہون کی طرح
شاعرانہ تعریفی الفاظ کو پسند نکرتا تہا بمفحوائے آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُختَالٍ فَخُورٍ۔ ان معمولی
الفاظ کو بہی بنظر استحسان ندیکہا اور خط کے سرے پر لکہدیا کہ مین چاہتا ہون کہ منبر اسلام پر جہوٹ
نہ کہا جاوے اور جو اوصاف مجہ مین کافی نہین ہین اُن سے مجہے منسوب کیا جاوے اور اُس خط
پر لکہدیا کہ "اللّٰھم ارہ الحق اللّٰھم اسعدہ اللّٰھم انصرہ اللّٰھم وفقہ" وغیرہ دعائیہ
الفاظ لکہدیے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سلطان نورالدین کس قدر راستباز حق پرست پابند قرآن
و سُنت تہا خوشامدی مورخ اور دروغ گو شاعر تمام دنیا کے تعریفی الفاظ مغرور بدچلن ظالم بادشاہ
کی تعریفون مین صرف کر دیتے ہین اور ایک ایک شعر کے عوض مین خزانے اُلٹ دیے جاتے
تہے جو قومی ادبار کے لچھن تہے مگر نورالدین جسکا دل و دماغ اسلامی تنویر سے روشن ہوچکا تہا۔
ایسی تعریفون کو نفرت سے دیکہتا تہا۔ مستحقین کو زر کثیر دیتا مگر خود کہانے پینے مین تکلف نکرتا
سادگی برتتا کبہی فحش کلمہ اُس کے منہ سے نہ نکلتا۔ خواہ کتنا ہی ناراض ہو۔ کلمہ حق کے سننے
اتباع سُنت مین ہمیشہ کوشان رہتا۔ ابن اثیر لکہتا ہے کہ مینے تاریخ زمانہ قدیم و حال کو پڑہا
ہے سلیمان علیہ السلام اور خلفاء الراشدین و عمر بن عبدالعزیز کے سوا اور کوئی بادشاہ
نورالدین کے عادات حسنہ عدل و انصاف۔ عبادت و ریاضت زہد و تقوی انعام احسان سے
بڑہ کر کوئی نہین ہوا۔ شجاعت مین بے نظیر تہا۔ شہسواری مین فرد تہا جرنیل و سپاہی دونو
کے فرائض ادا کرتا۔ بذات خود لڑتا اور کہتا کہ مین شہادت کے لیے لڑتا ہون اور نہین ملتی
ایک لڑائی مین امام قطب الدین شافعی نیشاپوری نے یہی الفاظ سلطان کو کہتے سُنا امام مذکور
نے کہا کہ یہہ خیال دل سے دور کر دیجئے اگر آپ مارے گئے تو ایک مسلمان بہی نہین بچے گا۔ اسلامی
ممالک دشمن چہین لے گا اسلام کمزور ہوجائے گا۔ سلطان ناراض ہوکر کہا کہ محمود

حال ٹرکی کے مشابہ ہے کہ ایران مین غیر وجانب کی دخل در معقولات کو دیکھہ کر مقدرین مجتہدین و معتبر کی علمائے شیعہ نے حضرت شاہ کجکلاہ فلک پایگاہ عالی جناب مظفر الدین شاہ قاچار زاد اقبالہ وجلالہ کے حضور مین سلطان ترکی کی جانب میلان کی اطلاع دیدی تہی اور سلطان عبد الحمید خان سلمہ کے اسلامی خدمات اور قومی جذبات حضرات شیعہ کے دلون مین بہت کچہہ ہر دلعزیزی پیدا کرچکے ہین اگر دونون معزز سلطان اور معظم علمائے دین نے توجہ کی تو کوئی مخالف قوم اسلام کی طرف نظر اٹہاکر نہ دیکھہ سکے گی۔

ملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف اعظم انار اللہ برہانہ

صلاح الدین یوسف ۵۳۲ھ ہجری مین قلعہ تکریت مین پیدا ہوا۔ کردون کے قبیلہ "ادیہ" یادوازی مین سے تہا اسکا باپ نجم الدین ایوب ور چچا اسد الدین شیرکوہ تہا یہی اس خاندان کے پہلے دو شخص ہین جنکا نام اسلامی تاریخ مین لکہنے کے قابل ہوا نجم الدین کا باپ تقی الدین عمر شاذی تہا۔ اس سے اوپر کا نسب نامہ گمنام ہے نجم الدین سلطان محمد بن ملکشاہ کا ابتدا ہین ملازم تہا جسنے نجم الدین کو حاکم تقریت کردیا۔ اور سلطان مسعود کے عہد مین بہی مجاہدین کی طرف سے حاکم تکریت رہا۔ اور نور الدین کے باپ عماد الدین زنگی کے ساتہہ اوسوقت سے تعلق پیدا ہوا تہا جبکہ عماد الدین زنگی داؤد بن سلطان محمود سلجوقی کے ہمراہ عراق سے شکست پاکر تکریت سے گذرا تہا اور نجم الدین نے ہر طرح سے مدد اور کی تہی اور اسی رفاقت اور آشنائی کی امید پر نجم الدین اور اسکا بہائی اسد الدین شیرکوہ جبکہ بخوف قصاص خون ۵۳۲ھ کو خود تکریت سے نکل گئے یا نکالے گئے۔ عماد الدین زنگی کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ لکہتے ہین کہ جس رات صلاح الدین پیدا ہوا اسی رات اسکا باپ نجم الدین حکومت تکریت سے علیحدہ ہوکر نکالا گیا۔ تولید کو منحوس خیال کیا گیا۔ مگر بمضمون عَسٰی اَنْ تَکْرَہُوا شَیْئًا وَّہُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ مشیت ایزدی کی کسکو خبر تہی کہ جسکو نحس خیال کیا کیا جاتا ہے ایک دن روئے زمین کا روشن ستارہ ہوگا وہ اپنے باپ ایوب کا نام ہی روشن نہین کریگا بلکہ اسلام کا محافظ اور سچا خادم بنے گا۔ ایسے واقعات زمانہ مین ہوتے رہے ہین۔ نور جہان بہی ایسے ہی منحوس وقت مین پیدا ہوئی تہی جو آخر خاندان کے لیے مسعود نکلی۔

قدر شناس ور عماد الدین زنگی نہایت عزت سے پیش آیا اور بعلبک کا حاکم کردیا عماد الدین کے مرنے پر اسد الدین شیرکوہ تو عماد الدین کے بیٹے ملک العادل نور الدین کے پاس چلا گیا اور قیمتی خدمات کے صلہ مین جلدی ہی سپاہ سالار بنایا گیا۔ نجم الدین ایوب جو عماد الدین کے مرنے کے بعد سپاہ سالار مجیر الدین والی دمشق تہا۔ اپنے بہائی اسد الدین کے کہنے سے نور الدین سے آملا۔ اور شجاعت اور انتظامی لیاقت کی

لہ یہ شاہ آخر سنہ ۱۹ مین فوت ہوگئے ہین اب انکے فرزند شاہ محمد علی قاچار ایران ہین ۱۲

ایک اور روایت بیان کی جاتی ہے جو تاریخ مدینہ مین جسکا نام خلاصۃ الوفا فی اخبار دار المصطفی ہی درج ہے لکھا ہے کہ سلطان نے ایک رات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین مرتبہ خواب مین دیکھا آپ ہر بار ہر بار ارشاد فرماتے ہین کہ اے محمود ان دو اشقر شخصون سے مجھے چھوڑا و سلطان نے وزیر کو طلب کیا اور خواب بیان کی اور کہا کہ مدینہ منورہ مین کوئی سخت امر واقع ہوا ہے۔ فوراً ایک ہزار سوار سبک رفتار لیکر ایلغار کرتا مدینہ شریف پہونچا اور کسی کو خبر تک نہ کی حکم کیا کہ کل باشندگان مدینہ کے نام انعام و صدقہ دینے کے لیے لکھے جائین اُن دونون شخصون کو حسب نشان وہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہچاننے کے لیئے خود اپنے ہاتھ سے صدقہ دینے لگا۔ سب لوگ حاضر ہوئے اور صدقہ لے کر چلے گئے مگر وہ نشان اشقر کسی مین نہ پایا گیا۔ سلطان حیران ہوا۔ کہ فرمودہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی غلط نہین ہوسکتا پوچھا کہ کوئی شخص مدینہ مین باقی تو نہین رہا لوگون نے کہا کہ دو ہسپانیہ کے درویش زاہد رہ گئے ہین جو تارک الدنیا خلوت نشین ہین اور کسی سے تعلق نہین رکھتے جو حجرۃ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رباط مین رہتے ہین۔ فوراً دونون بلائے گئے۔ اور نشان مذکورہ پائے گئے جنھون نے کہا کہ ہم ہسپانوی مسلمان ہین شوق زیارت روضۂ نبوی کے لیے مقیم ہین مگر سلطان کے دھمکانے اور ڈرانے سے اقرار کر لیا کہ ہم عیسائی ہین اور ہمکو عیسائی بادشاہون نے جسد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکالنے کے لیے مقرر کیا ہے تلاشی سے معلوم ہوا کہ انھون نے ایک سرنگ مسجد کے نیچے سے حجرہ شریف تک لگائی ہے اور سرنگ کی مٹی اپنے رباط کے چاہ مین ڈالتے رہے ہین۔ اس جرم مین دونون قتل کیے گئے غالباً ضعیف الاعتقاد عیسائی ترقی وحفاظت اسلام کا مدار جسد مبارک و مطہر کو سمجھتے تھے۔ یا زیارت روضہ مبارک کو اسلامی جوش کا باعث جانتے تھے یا دنیا کے مسلمانون کی باہمی میل ملاپ و اتحاد و اتفاق کا ذریعہ جانتے تھے افسوس کہ زمانہ حال کے عیسائیون کو خیالات ویسے ہی کمزور ہین مثال کی ضرورت نہین اخبار مین بخوبی واقف ہین واقعی یہ سعادت نور الدین محمود کی حصہ مین لکھی تھی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ نور الدین کے افعال و اعمال حرکات و سکنات نے اہل السنن کے سوا شیعہ خصوصاً اسمعیلیون کو بھی گرویدہ کر لیا۔ اور صدیون کی مخالفت کو خیرباد کر کے مسلمانون کا حقیقی معاون اور اسلام کا محافظ نور الدین محمود کو ہی خیال کیا۔ اور مصر کے خلیفہ اسمعیلیہ نے نور الدین کو مدد کے لیے لکھا جسکا حال آگے سلطان صلاح الدین کے حال مین بیان ہوگا۔ یہ مثال ہر دل عزیزی بجنسہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین خادم حرمین شریفین سلطان **عبد الحمید خان** حرسہا اللہ عن الآفات و البلیات کی ہے سلطان

ہونے لگا تہا۔ اور المقتفی لامر اللہ۔ المستنجد باللہ۔ المستضئ بامر اللہ جیسے عالم فاضل و بیدار خلفا بغداد خلافت
کے کاروبار بلا مانع کرنے لگے یہ تینون خلفاء عہد نور الدین مین گذرے ہین۔
المقتفی لامر اللہ ۵۵۵ھ مین فوت ہوا اور المستنجد باللہ ۵۶۶ھ اور المستضئ بامر اللہ ۵۷۴ھ مین فوت
ہوا۔ اور مصر۔ یمن۔ سوڈان۔ برقہ۔ تونس مین بہی عباسیون کا خطبہ پڑہا گیا انہی اسلامی خدمات سے
نور الدین محافظ دین اور بے غرض مجاہد شمار ہونے لگا تہا۔ ایسے وقت مین مصر کی خلافت فاطمیہ یا اسمعیلیہ
کا اخیر خلیفہ عاضد الدین اللہ تہا۔ اور چار پانچ پشت کی متواتر کمزوریون سے جسکا ذکر حالات فرقہ اسمعیلیہ مین
کیا گیا ہے۔ اب محض زبردست امرا کا دستنگر تہا۔ عاضد کے عاصب وزیر شاور کو اسکی مخالف ضرغام نے
مار کر نکال دیا۔ جو سلطان نور الدین کے پاس بطلب امداد دمشق پہنچا نور الدین جو مصریون کی کمزوریون
سے واقف تہا اسکو اندیشہ ہوا کہ کہین عیسائی ہی کسی بہانہ سے مصر کو نہ دبا لین۔ اور ایک قیمتی ملک
اسلامی تسلط سے نکل جائے اسلیے شیرکوہ کو تہوڑی سی فوج دیکر شاور کے ساتہہ روانہ مصر کیا۔ شیرکوہ نے
صلاح الدین کو اپنی فوج کا ہراول اور علمبردار مقرر کیا یہ لشکر ماہ جمادی الثانی ۵۵۹ھ کو مصر پہنچا
اور ضرغام کے بہائے مجاہدین کا مقابلہ کیا مگر شیرکوہ کی تربیت یافتہ اور جنگ آزمودہ فوج کے
سامنے مصر کی آرام طلب کب ٹہر سکتے تہے پہلے ہی حملہ مین بہاگ نکلے ضرغام اور اسکا بہائی دونون
شاور کے اشارہ سے قتل کیے گئے۔ اور شاور وزارت کے منصب پر مقرر ہو گیا۔ شاور نے نور الدین سے
وعدہ کیا تہا کہ شیرکوہ ہمیشہ مصر مین رہیگا۔ اور اسکی فوج کے خرچ کے لیے آمدنی کا ایک ثلث دیا جائیگا
اب صرف تینتس ۳۳ ہزار دینار ہی دیکر ٹالنے لگا۔ مگر شیرکوہ کب مانتا تہا آخر شاور نے قاہرہ کے دروازے
بند کر لیے۔ اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اور یہہ جرأت شاور کو شیرکوہ کی فوج کی قلت دیکہہ کر ہوئی تہی مگر فوج
اگرچہ کم تہی لیکن شیرکوہ اور صلاح الدین جیسے بہادرون کے ماتحت جانباز نوریہ تہے اسلیے مقابلہ سے نہ گہبرائے
اور باوجود قلیل فوج کے مصری خود کچہ بہی نہ کر سکے اور شاور نے یروشلم کے بادشاہ اموری کو مدد کے
لیے بلایا اور علاوہ رسد کے فی پڑاو ہزار دینار دینا مقرر کیا۔ اموری نے اس دخل کو فتح مصر کا پیش
خیمہ سمجہا۔ اور فوج کثیر لیکر مصر کو روانہ ہوا۔ اور مقام بلبیس پر شیرکوہ کی قلیل فوج کو محصور کر لیا۔ سلطان
نور الدین یہہ خبر سنتے ہی شام کے عیسائی علاقون پر ٹوٹ پڑا۔ اور انطاکیہ اور طرابلس کے دو مشہور
گورنرون کو قید کر لیا۔ اور مال کثیر لوٹ لیا یہ خبر سنتے ہی مصر سے عیسائی فوجین اپنے گروہ کو بچانے کے
لیے مصر سے واپس آئین جو نور الدین کے حملہ کی اصل غرض تہی۔ مگر نور الدین کے کامیاب حملہ کا
شیرکوہ کو کچہ علم نہ تہا۔ اس لیے شاور سے ساٹھ ہزار دینار لے کر چلا آیا۔ اس مہم مین

کے سبب دونون بہائی نورالدین کے مقرب ہوگئے۔ دوسرے صلیبی جنگ (کروسیڈ) روار ۵۴۳ھ ہجری مین جبکہ جرمنی اور فرانس کی متحدہ فوجون نے دمشق پر حملہ کیا تو نجم الدین ایوب نے کمال بہادری سے یورپ کی فوجون کا منہ توڑ مقابلہ کیا تہا اسی لڑائی مین نجم الدین ایوب کا بڑا بیٹا توران شاہ شہید ہوا تہا جسکی غازیانہ خدمات کی یادگار مین اہل دمشق نے قیمتی مقبرہ سنگ مرمر بناکر قائم کی تہی جس قسم کا سلطان نورالدین مجاہد تہا اسی قسم کا شیرکوہ تہا۔ لڑائیون مین نورالدین سے بڑھکر حصہ لیتا تہا اور نورالدین کے ہر ایک مخالف کے مقابلہ کے لیے شیرکوہ ہی موجود ہوتا تہا غرضیکہ سلطان نورالدین کو اسد الدین شیرکوہ اور نجم الدین ایوب ایسے جانباز بہادر ملے تہے جنکی نوک شمشیر کے سامنے ہر ایک مشکل آسان تہی ۵۵۱ھ مین جبکہ یوروشلم کا عیسائی بادشاہ نورالدین کی غیر حاضری مین دمشق پر حملہ آور ہوا تو اسی نجم الدین ایوب نے عیسائیون کو شکست دی تہی ان لڑائیون مین صلاح الدین برابر حصہ لیتا رہا۔ ان دنون وہ دمشق کا شحنہ تہا جسکو کمال ایمانداری سے پورا کیا چورون بدمعاشون کا قلع قمع کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلا اثر جو نورالدین کے دل پر پڑا اسی کارگذاری کا نتیجہ تہا۔ صلاح الدین کا مخالف ابی سالم جام گدہے پر سوار کرکے اور ڈاڑہی منڈوا کر تشہیر کیا گیا۔ اور صلاح الدین خاص مقربان سلطانی مین داخل کیا گیا۔ چوگان بازی اور شاہ سواری کی اعلی لیاقت اور مہارت دمشق کے سبب سلطان نورالدین کے ساتھ حضر و سفر مین رہنے لگا۔ کیونکہ سلطان نورالدین اس مردانہ کہیل کا دل سے شیفتہ تہا۔ سلطان کی تاثیر صحبت نے صلاح الدین کے خواص طبعی کو بہت کچہ بڑہا دیا۔ شوق جہاد۔ حلم و سخا۔ اتقا و ورع۔ ایثار۔ صحبت علما۔ جفاکشی وغیرہ صفات اُس کے مستقل عادات ہوگئین۔ مدبرانہ استقلال اور بہادرانہ عزم۔ اور عام ملکی تدبر مین یکتا ہوگیا تہا۔ علوم دینی فقہ حدیث تو بچپن ہی مین پڑہ چکا تہا۔ اب عمل مین بہی بے نظیر ہوگیا۔ معززبابا کی صداقت اور انتظامی لیاقت اور بہادر چچا شیرکوہ کی شجاعت و بسالت سے صلاح الدین نے پورا حصہ لیا تہا۔

صلاح الدین کے مصری خدمات

سلطان نورالدین دوسرے صلیبی جنگ مین عظیم الشان فتح پاکر شاہان یورپ کو ناکام واپس کرچکا تہا۔ فلسطین کے عیسائی بادشاہ پر بہی اپنا رعب جماچکا تہا۔ عراق اور ایران مین گو کئی ایک سلجوقی اور اتابک سلطان اور سردار موجود تہے مگر بغداد مین صرف ایک نورالدین ہی حقیقی نائب السلطنت کے سچے خطاب سے ممتاز تہا۔ اور صدیون کے بعد خلیفہ بغداد اسی نورالدین کی بدولت مردہ سے زندہ شمار

اور بلبیس کو فتح کرکے قتل عام کیا۔ شاور نے فرنگیون کے خوف سے شہر مصر کو جو قاہرہ کے پاس تہا آگ لگادی جو
جون ۵۴ روز تک جلتا رہا۔ عاضد خلیفہ مصر نے جب یہہ دیکہا کہ ملک و دولت کے علاوہ اسلامی اور خاندانی ننگ و ناموس
عیسائیون کے ہاتہہ سے برباد ہونے والا ہے اور جس نشان فتح کو صحابہ کرام نے گاڑا تہا قریب ہے کہ
بیت المقدس کی طرح یہان سے بہی اکہاڑا جائے اور جامع ازہر مین بہی بجائے اللہ اکبر کے ناقوس و تثلیث
کے گیت گائے جائین سوا اس کے کوئی چارہ نہ دیکہا کہ نور الدین سے جو عام اسلامی خدمات سے
محافظ اسلام ہو چکا تہا التجا کرے۔ ایک عرض داشت دردناک لکہی اور اپنے حرمون کے بال اور
خون آلودہ پارچات کے ٹکڑے اور مراسلہ کو سیاہ ماتمی کپڑون مین لپیٹ کر نور الدین کے پاس
روانہ کیا۔ نور الدین جسکو خدا نے اسواسطے پیدا کیا تہا کہ مسلمانون کو عیسائیون کے ہاتہہ سے بچائے
شیرکوہ جسکو براہ راست ہی تحریرین پہونچ چکی تہین بہاری سامان و فوج دیکر مصر کو روانہ کیا۔ عیسائی
شاہ اموری یہہ دیکہہ کر کہ اب شیرکوہ بہی خوب تیار ہو کر آیا ہے اور مصری بہی برخلاف ہین مقابلے
سے جی چرا گیا۔ اور پہلو بچا کر شام کو لوٹ گیا۔ شاور نے ہر چند شیرکوہ کو عیسائیون کے گلے پڑنے کی
تحریک کی مگر مآل اندیش شیرکوہ شاور کے منافقانہ مشورے پر کاربند نہوا۔ خلیفہ عاضد نے قیمتی
خلعت اور تحائف شیرکوہ کے پاس بہیجدیے اور رات کو شیرکوہ سے ملاقات کرکے منجملہ دیگر امور کے ایک بات
یہی کہا کہ وزیر شاور کو قتل کیا جاوے مگر شیرکوہ نے قبل از وقت خیال کیا۔ چند سال سے شاور کا دستور
تہا کہ کبہی مسلمانون سے اور کبہی عیسائیون سے مل کر کام نکال لیتا تہا پہر وعدہ پورا نکرتا تہا اس دفعہ خود عاضد نے
بلایا تہا اور جاگیرین اور انعام دینے کا وعدہ کیا تہا مگر شاور جسکو شامی فوج کے قیام کے علاوہ خود
خلیفہ عاضد کی دست اندازی بہی منظور نہ تہی اس دفعہ بہی ان وعدون کے ایفا مین جو وہ خلیفہ سے کیے
تہے لیت و لعل کرنے لگا۔ اور آئے دن رکاوٹین پیدا کرنے لگا شامی اسکو پہلے ہی شریر اور بیوفا جانتے
تہے اور خود خلیفہ عاضد بہی اسکے قتل کا مشورہ دے چکا تہا اسلیے صلاح الدین اور عز الدین جرویک
نے پہلے اسکو قید کر لیا اور پہر خلیفہ عاضد کے حکم سے عز الدین نے شاور کا سر کاٹ کر عاضد کے پاس بہیجدیا
عاضد اب ایسا جلا ہوا تہا کہ اس نے شاور کے بیٹون کے سر بہی کاٹ دیے اور خلعت وزارت شیرکوہ
کے پاس بہیجدیا۔ شیرکوہ شاور کی قید اور قتل کے وقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کی زیارت
کو گیا ہوا تہا۔ اگرچہ یہہ تمام کارروائی شیرکوہ کی غیر حاضری مین ہوئی لیکن اس مین شک نہین کہ اس
نے شاور کے قتل پر کوئی ناراضگی بہی ظاہر نہین کی اور کیونکر کرتا جبکہ ایک مخالف مادہ اسطرح سے دور
ہوگیا۔ اب شیرکوہ ملک منصور امیر الجیوش کا خطاب پاکر عاضد کا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اور صلاح الدین

مین صلاح الدین نے ہر ایک موقعہ پر اپنی لیاقت اور شجاعت دکہا کر شیرکوہ اسقدر گرویدہ کر لیا تہا کہ صلاح الدین کی پسندیدہ رائے کے بغیر کوئی معاملہ طے نہ ہوتا تہا۔ گو شیرکوہ بیباک بہادر تہا۔ لیکن اس مہم کی کامیابی کا تمام مدار اسکے لائق بہتیجے صلاح الدین کی لیاقت اور شجاعت پر رہا۔ دمشق پہونچ شیرکوہ اور صلاح الدین نے سلطان نور الدین سے ظاہر کر دیا کہ مصر ہرگز اس قابل نہین رہا۔ کہ اپنی حفاظت آپ کر سکے اور اسکی مرض اسقدر لا علاج ہو گئی ہے کہ اگر ہمنے اسکو اپنے تصرف مین نہ کیا تو ضرور عیسائی اس کمزوری سے فائدہ اُٹہا کر قابض ہو جائینگے بہتر ہے کہ ہم خود مصر پر قبضہ کر لین اور اسلامی ملک کو عیسائی دستبرد سے بچالین سلطان نور الدین نے اس رائے سے اتفاق کر لیا اور ربیع الاول ۵۶۲ھ ہجری کو شیرکوہ مع صلاح الدین مصر روانہ کیا گیا۔ مگر دور اندیش عیسائی اس سے پہلے مصر پہونچ چکے تہے شیرکوہ بہی نہایت عجلت کے ساتھ دشمن سے بچتا ہوا مصر پہونچ گیا۔ جہان عیسائی اور مصر کی اسلامی فوجون نے ملکر مقابلہ کیا۔ دشمن کی کثرت فوج دیکہہ کر اکثر سردار لڑائی کے برخلاف تہے مگر بہادر شرف الدین نے رائے دی کہ لڑکر مرنا بہاگنے سے بہتر ہے جسکی تائید شیرکوہ اور صلاح الدین نے بہی کی۔ لڑائی مین صلاح الدین قلب لشکر مین کہڑا کیا گیا۔ تاکہ دشمن شیرکوہ کو قلب مین خیال کرکے اودہر دوڑین۔ شیرکوہ خود ایک چیدہ دستہ فوج لیکر الگ ہو گیا۔ اور یمین و یسار کی کمان بہادر جرنیلون کو سپرد کرکے لڑائی شروع کر دی گئی شیرکوہ نے جیسا خیال کیا تہا عیسائیون نے اپنے حملہ کا زور صلاح الدین کی فوج قلب پر دیا اور صلاح الدین حسب تجویز شیرکوہ پیچہے ہٹنے لگا اور دشمن کی فوج کے حصہ کثیر کو اپنے تعاقب مین لگا لیا۔ شیرکوہ نے جو ایسے موقعہ کا منتظر کہڑا تہا باقی ماندہ عیسائی فوج پر حملہ کر دیا۔ اودہر سے صلاح الدین مڑکر بجلی کی طرح گرا اور عیسائیون کو دو طرفہ حملے سے حواس باختہ کر دیا اور میدان جیت لیا۔ اس فتح عظیم کے بعد صلاح الدین نے سکندریہ پر اور شیرکوہ نے صعید پر قبضہ کر لیا۔ عیسائیون نے صلاح الدین کی قلیل فوج دیکہہ سکندریہ کو جا گہیرا اور تین ماہ تک صلاح الدین کے ہمراہیون کو محاصرہ کی سخت تکالیف برداشت کرنی پڑین۔ شیرکوہ یہ سُنکر قاہرہ کی فتح سے ناکام سکندریہ کو روانہ ہوا۔ راستہ مین اسکو مصری اور عیسائی قاصد صلح کا پیغام لاتے ملے۔ عیسائیون کو نور الدین کے کامیاب حملے شام مین واپس بلا رہے تہے اور شیرکوہ سکندریہ کی محصورین کی تکلیف سے بیتاب ہو رہا تہا۔ آخر صلح اسبات پر ہوئی کہ وزیر شاور علاوہ مال غنیمت کے پچاس ہزار دینار شیرکوہ کو اور ایک لاکہہ دینار حسب وعدہ عیسائیون کو دے اور دونون مصر سے چلے جائین۔ مگر اموری کی شادی جب قسطنطنیہ کے شاہنشاہ مینوئل کی بیٹی سے ہوئی تو تمام عہدنامون کو بالائے طاق رکہہ کر مصری لقمہ کے لیے مُنہ مین پانی بہر آیا۔ اور قسطنطنیہ کا زبردست بیڑا لیکر مصر پر چڑہ گیا

جانداد وافواج شام کو وقف کر گیا۔ جب مصر پہنچا تو صلاح الدین اور خلیفہ عاضد نے استقبال کیا۔ اور
ملک افضل خطاب دیا اور بجائے وزارت کے جو صلاح الدین دینی چاہتا تہا نجم الدین نے صرف خزانے
کا خارج اپنے اہتمام مین رکہا۔ سلطان نورالدین نے ایوب کو حسب منشا خلیفہ مستنجد باللہ عباسی کے
تاکید کی تہی کہ مصر مین بجائے عبیدیون کے عباسیون کا خطبہ پڑہا جاوے مگر صلاح الدین نے یہ وقت مناسب نہ دیکہا
اور عاضد کے دل کو دکہانا نہ چاہا۔ اگرچہ عاضد برائے نام خلیفہ تہا۔ اور وہ کچہ کر بہی نہ سکتا تہا۔ مگر مروت
وحیلے صلاح الدین کو ایسا نہ کرنے دیا۔ البتہ عباسی خطبہ کے موانع آہستہ آہستہ دور کرتا رہا
سنہ ۵۶۶ ہجری مین شیعہ قاضی کی جگہہ سنی قاضی صدر الدین عبد الملک مقرر ہوا۔ اور اذان مین سے حی
علی خیر العمل بند کردیا اسی سال ماہ ربیع الثانی مین خلیفہ مستنجد باللہ فوت ہوا۔ اور اسکا بیٹا المستضی بامر اللہ
خلیفہ ہوا۔ اسی سال صلاح الدین نے عسقلان اور رملہ پر حملہ کیا اور بعض غزہ کو لوٹ لیا۔ شاہ فلسطین
بہت سی فوج لیکر مقابلہ کو نکلا جبکہ صلاح الدین نے ایسی سخت شکست دی کہ قید ہونے سے بمشکل بچا۔
اور صلاح الدین مظفر و منصور مصر کو چلا گیا۔ پہر کچہ دم لے کر ایلہ کو خشکی و تری سے محصور اور فتح کر لیا۔ اسکے
بہائی شمس الدولہ نے صعید کے عربون کو مطیع کیا۔ اور خود صلاح الدین اس سال باقی حصہ مین عیسائیون سے
چہوٹی چہوٹی لڑائیان کرتا رہا۔ اور کامیاب ہوتا رہا۔ اب ۵۶۷ھ شروع ہوا اور عاضد خلیفہ مصر سخت بیمار
ہوگیا۔ اسکی زیست کی امید منقطع ہوگئی اور سلطان نورالدین کی عباسی خطبہ کے لیے تاکید جاری تہی
پس ماہ محرم کے پہلے جمعہ کو مستضی بامر اللہ خلیفہ بغداد کا خطبہ پونے تین سو سال بعد پہر مصر مین سلطان
نورالدین اور صلاح الدین کی ہمت سے پڑہا گیا۔ اسمعیلیون نے جسقدر خلاف شرع امور اور بدعتین جاری
کر رکہی تہین سب دور کی گئین۔ اور عاضد ہی بقول سیوطی عاشورہ کے دن ۵۶۷ھ ہجری کو مر گیا
اور اس دلخراش خبر کو نہ سن سکا۔ عاضد کے پسماندگان سے صلاح الدین نے اچہا سلوک کیا۔
انکی تعظیم و تکریم کرتا رہا۔ فراخ دلی سے خرچ وغیرہ دیا۔ شاہی اسباب مین سے کچہ سلطان نورالدین کو
اور کچہ خلیفہ بغداد کو اور باقی ہمراہیون اور دوستون رشتہ دارون مین تقسیم کر دیا۔ اور اسطرح سے سلاطین
عبیدیہ کی صدیون کی کمائی کو آن واحد مین لٹا کر امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا پاک نمونہ
دکہادیا۔ گو نقدی تو پہلے ہی شاور وزیر اور دیگر غاصبی عبیدیہ خزانے سے اڑا چکے تہے۔ مگر یہ نادر
اور قیمتی اسباب ہی کروڑون کا تہا صرف دریکتا سات سو عدد اور زمرد کی چیزین ہی کچہ کم قیمت نہ
رکہتی تہین۔ طبل قولنج جسکے بجانے سے درد قولنج جاتا تہا حکمت کی عجیب یادگار تہی سنہ ۵۶۸ھ مین
صلاح الدین نے کرک اور شوبک پر حملہ کیا مگر اپنے باپ ایوب کی جلدی کی خبر سنکر

کی عقل و دانش سے ملک کا انتظام درست ہو گیا مگر شیرکوہ جلدی ہی ۲۲ جمادی الآخر ۵۶۴ھ ہجری کو راہی فردوس بریں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیرکوہ کے مرنے پر اگرچہ چند اور امیر بھی مدعی وزارت تھے لیکن شیرکوہ کی وصیت اور خود عاضد کی میلان خاطر کے سبب صلاح الدین وزیر ہو گیا۔ اور ملک الناصر کے خطاب سے ممتاز ہوا۔

صلاح الدین وزارت حاصل کرنے کے بعد بڑی فیاضی اور داد و دہش سے تالیف قلوب میں ہر طرح کوشش کی رعایا اور اہل کار سب کو گرویدہ کر لیا۔ تمام خزانے سپاہ اور رعایا اور علما و فضلا پر لٹا دیے اور اتقا و ورع کے کامل نمونے دکھا کر مسلمانوں کو اپنا عاشق بنا لیا۔ اپنی سنجیدگی اور دیانت سے امرا کے دلوں میں اپنا رعب اور عزت کا سکہ جما دیا اپنی عقلمندی اور انسانی ہمدردی سے آیندہ کے لیے عظیم الشان امور کا سر انجام کرنے والا ثابت کر دیا اُس نے اپنی سخاوت و مروت اور لیاقت و شجاعت سے ادنے اعلی کے دلوں میں یہ نقش جما دیا کہ صلاح الدین واقعی قوم کا سچا خادم اور اسلام کی عظمت کا باعث ہو گا۔ اگرچہ بظاہر مصر میں صلاح الدین کا کوئی مخالف نظر نہ آتا تھا مگر حبشیوں کی پچاس ہزار کی کثیر تعداد جو شیعہ مذہب تھی اور خلیفہ عاضد پر حاوی تھی اپنے سردار خواجہ سرای موتمن الدولہ کے بہکانے سے برخلاف ہونے لگے اور موتمن الدولہ نے عیسائیوں کو مصر میں بلانے کی کوشش کی جس کی پاداش میں موتمن الدولہ تو گرفتار ہو کر مارا گیا۔ اور حبشی لڑ بھڑ کر فنا ہو گئے۔

عیسائیوں کا دمیاط پر حملہ

۵۶۵ھ میں شامی اور رومی عیسائیوں نے ملک صلاح الدین کو مصر سے نکالنے کے لیے حملہ کیا صلاح الدین نے دمیاط کو خوب مضبوط کر لیا تھا۔ اور باوجود سخت محاصرہ کے صلاح الدین برابر اپنی فوج کو بزور شمشیر قلعہ میں داخل کرتا رہا اور خلیفہ عاضد نے بھی دل کھول کر نقدی سے مدد دی۔ ادہر صلاح الدین نے عیسائیوں کو خشکی پر قدم نکالنے نہ دیا۔ دوسری طرف سلطان نور الدین نے شام کے عیسائی امصار کو حملات اور تاخت و تاراج سے حواس باختہ کر دیا۔ جب عیسائیوں کو یہ ہولناک خبریں پہونچیں اور ادہر صلاح الدین کو زیادہ مستعد اور جان فروش پایا۔ اور نیز صلاح الدین نے ہر طرف سے عیسائیوں کو ایسا تنگ کیا کہ محصور کی نسبت محاصرین زیادہ خطرہ میں پڑ گئے اور انکو بہ ہزار یاس و حرمان واپس جانا اور نقصان کثیر اٹھانا پڑا۔ اور فتح صلاح الدین کے ہاتھ رہی صلاح الدین نے اپنے دوستوں اور عزیزوں کو اور اپنے والد نجم الدین ایوب کو مصر بلا لیا سلطان نور الدین نے اجازت دیدی اور نجم الدین ایوب کا

بوقت عصر صلاح الدین کا قاصد ہوا سے باتین کرتا ہوا اسکندریہ آپہونچا جسنے صلاح الدین کی صبح و شام پہنچنے
کی اطلاع دی اسیوقت منادی کرادی گئی اور خوشی کے شادیانے بجائے گئے مسلمانون کے حوصلے تازہ ہوگئے
صلاح الدین کے پہونچتے ہی محصورین کے تمام رنج و غم بہول گئے اور لڑائی کے لیے نکل پڑے ہر ایک یہی خیال
کرتا تہا کہ صلاح الدین اسکے ساتھ موجود ہے اور اسکی مجاہدانہ جانفشانیون کو خود صلاح الدین دیکھ رہا ہے
جو صلاح الدین کے اسلامی اخلاص و ایثار کا نتیجہ تہا ۔ عیسائی صلاح الدین کا نام اور مسلمانون کا جوش دیکھکر
گہبرا گئے اور خیال کیا جبکہ سکندریہ کی مٹھی بہر جماعت نے صرف شہر کو ہی نہین بچایا ۔ بلکہ کہلے میدان لڑکر
نقصان عظیم پہونچایا تو باوجود صلاح الدین کا مقابلہ جارحانہ کوئی کہیل نہ تہا ۔ آخر مسلمانون نے خود ابتدا
کی اور رات کی اندہیرے عیسائی کیمپ پر جا پڑے اور اسلحہ وغیرہ اسباب لوٹ لیا اور عیسائی بہ تعداد
کثیر قتل اور قید اور زخمی ہوئے کچھ بہاگ کر کشتیون پر سوار ہوگئے جنکو مسلمان غواصون نے پانی مین
تیرکر کشتیون کو چیر پہاڑ دیا اور سب کو غرق کر دیا ۔ صرف تین سو بہادر ایک ٹیلہ پر گہر گئے جنکو صبح سے
شام تک لڑکر قتیل یا اسیر کیا گیا ۔

اس فتح کے بعد صلاح الدین کا سکہ بیٹھ گیا ۔ اور عمارہ یعنی شاعر وغیرہ باغیون کو جنہون نے عیسائیون
کو بلایا اور عبیدیہ خلافت کو سرسبز کرنیکا ارادہ کیا تہا پہانسی دیا گیا ۔ اب مصر اور سوڈان ۔ یمن ۔ حجاز
مین صلاح الدین کی حکومت بلا مانع تہی وہ سلطان نور الدین کا نائب اور گورنر تہا ۔ اور سلطان نور الدین
کی تعمیل حکم مین اپنی سعادت جانتا تہا سلطان نور الدین ۱۲ شوال ۵۶۹ھ کو راہی ملک بقا ہوا انا للّٰہ
و انا الیہ راجعون سلطان نور الدین اگرچہ فلسطین سے عیسائیون کا اخراج نہ کرسکا ۔ لیکن اس
امر کے لیے نور الدین کے کافی سے زیادہ سامان بہم پہونچادیا تہا اُسکے باپ عماد الدین کو
جسقدر فرصت ملی قوم کے پراگندہ حالت یکجا کرنے اور جہادی جوش کے زیادہ کرنے مین خرچ
کی وہ سلطان محمد بن ملکشاہ کی وفات کے بعد کئی سال تک سلجوقی جہگڑون ہی مین گرفتار رہا ۔ اور اسکی
عمر کا قیمتی حصہ انہین بادی بخشش خانگی جہگڑون مین صرف ہوا ۔ مگر جب مسعود کے آخری دور مین کچھ ان
فسادون مین کمی ہوئی تو عماد الدین نے عیسائیون پر حملہ کرنے شروع کئے اور جو رعب سو برس سے
مسلمانون کے دلون پر بیٹہا ہوا تہا دور کیا ۔ اور مردہ جوش کو زندہ کر گیا اور اپنی حکومت کو سیف
الدین اور نور الدین کے لیے چہوڑ گیا ۔ نور الدین جسکو نور نبوت سے کافی حصہ ملا ہوا تہا اسلام کی
پراگندہ طاقت کو مجتمع کرنے لگا ۔ پس کبہی لڑائی سے کبہی صلح سے اور کبہی پند و نصائح سے بعضون کو مطیع
اور اکثرون کو اتحاد و یکجہتی مین شامل کر لیا ۔ اور یہ اتحاد اُسی قسم کا تہا جیسا کہ آج کل یورپ مین ہے

محاصرہ اٹھا کر واپس مصر چلا گیا۔ نجم الدین کو چوگان بازی کا بہت شوق تھا اور چوگان کھیلتا ہوا گھوڑے سے گرا اور نو دن کے بعد ۲۷ ذوالحجہ ۵۶۸ھ کو فوت ہوا۔ اور اپنے بھائی شیرکوہ کے پاس دفن کیا گیا اور دو سال بعد دونوں کی لاشوں کے صندوق مدینہ منورہ میں وزیر جمال الدین اصفہانی کے مقبرہ میں دفن کیے گئے اسی سال یا کچھ پہلے صلاح الدین نے سلطان نورالدین کے حکم سے چونگی وغیرہ تمام محصول جو غیر شرع تھے معاف کر دیے اس سال حبشیوں نے نوبہ سے نکل کر جنوبی مصر کو لوٹ لیا جنکو صلاح الدین کے بھائی شمس الدولہ نے شکست دیکر واپس نوبہ کو بھگا دیا۔ اور قلعہ آبریم فتح کر کے مسلمان قیدی چھوڑا لیے۔

رجب ۵۶۹ھ ہجری میں صلاح الدین نے شمس الدولہ کو یمن کی فتح پر مامور کیا جہاں ایک خارجی مذہب عبدالنبی بن مہدی درست عدد زیان کر رہا تھا شمس الدولہ نے مقام زبید پر عبدالنبی کو شکست دیکر صلاح الدین کا سکہ جاری کیا اور خلیفہ بغداد اور سلطان نورالدین کا خطبہ پڑھا دیا۔ گو صلاح الدین عادل امن پسند تھا۔ اور مسلمانوں کے کسی فریق کی دل آزاری نہ کرتا تھا مگر لالچی دنیا پرست جنکو صرف خود غرضی سے کام تھا عبیدیہ خاندان کی خیر خواہی کی آڑ میں سازشیں کرنے لگے اور شام اور سسلی کے عیسائیوں کو لکھا کہ ہماری مدد کے لیے لشکر روانہ کرو ہم صلاح الدین کو نکالدینگے عیسائی جو مسلمانوں کا نفاق خدا سے چاہتے تھے اور صلاح الدین کی تازہ دولت کے انقراض کا موقعہ تاڑ رہے تھے دو سو جہاز فوج کہ جسمیں پچاس ہزار پیادہ اور ڈیڑھ ہزار سوار تھے اور چند بڑے جہاز آلات حرب اور چالیس جہاز رسد وغیرہ لیکر سسلی سے بہر کر عین غفلت میں اسکندریہ پہونچ گئے سکندریہ والوں نے باہر نکلکر مقابلہ کرنا چاہا مگر حاکم سکندریہ نے بسبب قلت فوج قلعہ بند ہونا مناسب خیال کیا اور صلاح الدین کو اطلاع دی گئی۔ عیسائیوں نے سخت حملہ کیا اور صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی مگر کچھ فیصلہ نہ ہوا دوسرے روز عیسائیوں نے پھر حملہ کیا اور قلعہ کی دیوار تک پہونچ گئے کہ اتنے میں وہ اسلامی فوج جو نواح اسکندریہ میں تھی آ پہونچی جس سے قلعہ والوں کا حوصلہ بڑھ گیا۔ مگر اس دن بھی لڑائی برابر تول کی رہی تیسرے روز شہر والے جو دروازے کھول کر تکبیر کے نعرے مارتے ہوئے عیسائیوں پر جا پڑے اور بیرونی فوج اسلامی نے بھی حملہ کر دیا۔ عیسائیوں نے غضب کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں کو کئی بار پسپا کیا مگر آخر (الجنۃ تحت ظلال السیوف) جنت الفردوس زیر سایہ شمشیر ہست۔ پر ایمان رکھنے والے غازی جانوں پر کھیل کر عیسائیوں کے مورچوں تک پہونچ گئے اور انکے قلعہ شکن آلات جلا دیے اور ہزاروں عیسائی مار کر اور بہت سا مال لوٹ کر فتح و ظفر کے ساتھ خوش و خرم شام کو واپس قلعہ ہوئے اسی میں

ہراسر تنگ خیال کیا۔ اس واقعہ کے بعد قطب الدین سیف الدین ملک صالح کے چچازاد بہائی نے دیار جزیرہ پر قبضہ کرلیا۔ اور صلاح الدین کو خبر تک نہ کی گئی۔

اس واقعہ سے صلاح الدین کو یقین ہوگیا۔ کہ اُس کے آقائے نامدار سلطان نورالدین کی سلطنت کو صلاح الدین کی علیحدگی سے نقصان پہونچ رہا ہے۔ اور امرائے نور یہ کمسن سلطان کے حقوق کی حفاظت نہین کرتے اور نہ کرسکتے ہین۔ اور جو ذلیل صلح عیسائیون سے کی گئی ہے اُس مین اس اتحاد یکجہتی کو ضرر پہونچنے کا صریح اندیشہ ہے کہ جسکی بنیاد عمادالدین نے عمارت سلطان نورالدین مرحوم نے تعمیر کی تہی صلح مین صرف مسلمانان شام شامل کیئے گئے تہے اور چالاک عیسایون نے اس سے دیگر ممالک مصر وغیرہ کے ستانے کے لیے رخنہ رکہہ لیا تہا۔ اور اُن کا خیال تہا کہ اسطرح شام اور مصر مین تفرقہ ڈال کر اول مصر کو اور پہر شام کی خبر لینگے۔ مگر صلاح الدین جو نورالدین کا تربیت یافتہ اور ملکی اور پولیٹیکل تدبیر مین نورالدین ثانی تہا۔ ان تمام قباحتون کو تاڑ گیا کہ عیسائی داو کہیل گئے اور اسلامی اتحاد کو نقصان پہنچا گئے اُس لیے اُس نے ملک صالح کو بہی لکہا کہ قطب الدین کی بیجا بدا خلت اور عیسائی دستبرد کی مجہکو کیون اطلاع نہین دی گئی مین ہر ایک موقعہ پر جان مال سے اپنے آقا کا ملک بچانے کے لیے تیار رہتا۔ اور امرائے دمشق کو تہدیداً لکہا کہ تمنے اپنے آقا ملک صالح کی سرپرستی کا حق ادا نہین کیا اور اس کے ملک کا ایک حصہ اُس کے ہاتہہ سے نکلنے دیا اب مین پہونچتا ہون اور ملک صالح کی سرپرستی اپنے ذمہ لیکر تمکو تمہاری غفلت کی سزا دونگا۔ تمنے عیسایون کے حوصلے بڑہا دیے۔ اور مسلمانون مین تفرقہ پیدا کردیا ہے جو مال جنگ کفار کے لیے تہا۔ وہ کفار کی معاونت پر خرچ کیا گیا ہے۔ طبریہ کے قیدی اور سوار جو مسلمانون کے خوفناک دشمن تہے چہوڑ دیے گئے یہہ غفلت اور سستی جو نورالدین مرحوم کی مرتے ہی تمنے ظاہر کی یہہ آخر تمہین سخت عاجز اور تنگ کرے گی۔ مین جنگ کفار کے لیے بالکل تیار رہون اگر ابہی ہمنے مستعدی دکہائی تو دشمن آیندہ حرکت نہین کرے گا اگر فوجین منتشر کردی گئین تو دشمن نواح حارم کی طرف بڑہے گا اور مسلمانون کو مصیبت مین ڈالے گا اس کے علاوہ شمس الدین ابن مقدم سپہ سالار دمشق کو علیحدہ عتاب آمیز خط لکہا مگر اُس خودغرض نے الٹا صلاح الدین کو الزام دیا کہ تم اپنے آقا نورالدین کے ملک کا طمع کرتے ہو۔ صلاح الدین نے اگرچہ اس بہتان کی بہی نہایت عمدگی اور نرمی سے تردید کی۔ مگر اُسکی آتش حسد نہ بجہی۔

صلاح الدین کی مآل اندیشی بالکل درست نکلی جبکہ وہ شامی مسلمانون کے فساد کے دور کرنے کی تجاویز سوچ رہا تہا۔ کہ عیسائیون نے جنکو بسبب صلح شام کے مسلمانون کی طرف سے اطمینان تہا ۲۶ ذی الحجہ

کہ غیر قومون کے اور خصوصاً مسلمانون کے مقابلہ مین کل یورپ کی آواز ایک ہو جاتی ہے۔ اسمین نور الدین
کو خاص کامیابی ہوئی ایران کے سلجوقی سردارون کے علاوہ ایشیائے کوچک کے سلجوقی سلاطین بہی اس ضرورت
کو محسوس کرنے لگے اگرچہ نور الدین کو کوئی مفید مدد نہ دے سکے مگر فرنگیون کی چالون کو سمجھنے لگے۔ اس اتحاد
مین مشائخ عظام اور علمائے کرام نے نہایت ہی قیمتی خدمات کین حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی
جیسا کہ پہلے لکہا گیا ہے اس بارہ مین ممتاز تہے عراق اور بغداد مین شیعہ سُنی کا فتنہ مدّت سے چلا آتا
تہا اور خونخوار فساد کرا چکا تہا۔ صرف حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے یمن انفاس سے شیعون کے معتقد
گروہ اہل سنت جماعت ہو گئے اور جو تفریق کلمہ ملّی اتحاد کو ڈہا جاتا رہا چنانچہ ۵۶۷ھ مین بغداد مین
بقول سیوطی بالکل زور نہ رہا اور انہین حضرات کے بابرکت عہد کا نتیجہ تہا کہ تخت خلافت پر بہی اس عہد مین
الراشد باللہ۔ المقتضی لامر اللہ۔ المستنجد باللہ۔ اور المستضئی بامر اللہ۔ اور الناصر لدین اللہ جیسے
سخی عادل۔ عالم فاضل۔ متشرع ولی اللہ۔ جلوس فرما ہونے لگے غرض کہ عماد الدین نے جس عالی شان
عمارت کا خاکہ کہینچا تہا اور اس عمارت کی وسیع بنانے پر نور الدین نے صرف بنیاد ہی نہ رکہی بلکہ اس کے
لیے ہر ایک قسم کا مصالح مہیا کر دیا جسکا استعمال مین لانا اُس کو لائق جانشینون کی قسمت مین لکہا تہا
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَاب

ملک صالح ولد سلطان نور الدین مرحوم اور صلاح الدین کی انتظامی کوشش

سلطان کی وفات کے بعد اُسکا خورد سال گیارہ سالہ بیٹا ملک صالح تخت نشین ہوا جسکا خطبہ وسکہ
مصر اور یمن اور حجاز ممالک محروسہ نور الدین مین بہی پڑہا گیا۔ اور صلاح الدین نے نہایت عقیدت
اور اخلاص سے ملک صالح کو مراسلہ تہنیت جلوس اور امرائے نوریہ کو باہمی اتفاق و اتحاد اور ملک صالح
کی اطاعت کے مراسلے لکہے تہے اور جسطرح کہ ایک نمک حلال وفادار کو حق نمک ادا کرنا چاہیے اسطرح
سے صلاح الدین نے اپنے آقا سلطان نور الدین کے جانشین کی امداد مین آمادگی ظاہر کی
عیسائی جو تاک مین تہے سلطان نور الدین کے اس احسان کو بہولا کر جو نور الدین نے شاہ فلسطین کے
مرنے اور خورد سال بچے کے مالک تاج و تخت ہونے کے وقت حملہ کرنے کے مشورہ کو محض انسانی
مروت اور اسلامی فتوحات سے ستر و کیا تہا۔ نور الدین کے ملک پر حملہ کر دیا امرائے نوریہ نے کچہ حصہ
ملک دیکر صلح کر لی اور عیسائیون کو ٹال دیا۔ صلاح الدین جو عیسائی حملہ کی خبر سُنکر مصر سے چل پڑا
تہا راستہ مین یہ ذلیل صلح سنکر حیران و ششدر رہ گیا۔ اور ملک کا کچہ حصہ دینا اور قیدیون کو چہوڑ دینا

دمشق پر قبضہ کرلیا۔ غرض کچھ ہو صلاح الدین نے دمشق پر قابض ہو کر ملک صالح کا سکہ وخطبہ جاری رکھا اور کہا کہ میں ملک صالح کا ملک اس کے دشمنوں سے بچانے کے لیے آیا ہوں۔ مگر حلبیوں نے اس کے قیمتی الفاظ کی کچھ قدر نہ کی اور قطب الدین غازی کی زبانی دھمکایا ڈرایا اور طعن وطنز سے بھی گریز نہ کیا متحمل مزاج صلاح الدین نے انکی درشت کلامی اور نیت حملہ دیکھکر سامنے سے ہٹا دیا۔ اور اپنے بھائی سیف الاسلام کو دمشق میں چھوڑ کر حلب کو روانہ ہوا۔ اور حمص وحماۃ پر قابض ہو گیا عز الدین جردیک والی رستن کو بطور سفیر اہل حلب کی طرف روانہ کیا تاکہ ملک صالح کے امرا کو صلاح الدین کے نیک ارادوں سے مطلع کرے اور اتفاق اور اتحاد کی ضرورت ظاہر کرکے مصالحت کی ترغیب دے۔ مگر یہاں وہ قید ہو کر کوٹھری میں ڈالا گیا۔ صلاح الدین جو رستن میں ٹھیر کر عز الدین کے آنے کی انتظار کر رہا تھا یہ خبر سنکر صلح سے ناامید ہو گیا۔ اور حلب کو چلا حلب پہونچکر بھی صلح وصفائی کے لیے بے سود کوشش کرتا رہا۔ مگر حلبی امیر تو صلاح الدین کی جان کے درپے تھے وہ کب چاہتے تھے۔ انہوں نے سنان کے اسمعیلیہ سردار کو رشوت اور لالچ دیکر چند خونخوار فدائیوں کو صلاح الدین کے قتل پر مامور کر دیا۔ یہ ظالم صلاح الدین کے لشکر میں جا کے ملگئے مگر والی بوقبیس نے جو انکی سرحد کا ایک امیر تھا پہچان لیا اور خود مع چند ہمراہیوں کے ظالموں کے ہاتھ سے شہید ہوا۔ اور ایک فدائی صلاح الدین کے خیمہ تک پہونچگیا جسکو پہرہ والوں کے سرداروں نے قتل کیا۔ اور باقی فدائی بھی اسیطرح مارے گئے۔

حلبیوں نے اسکے بعد عیسائیوں سے سازش کی اور عیسائیوں کی اجتماع فوج سے صلاح الدین کو بہت کچھ ڈرایا دھمکایا مگر صلاح الدین ان گیدڑ بھبکیوں میں آنے والا نہ تھا فوراً لڑائی کے لیے تیار ہو گیا۔ اور عیسائی ہٹ گئے۔ صلاح الدین بعلبک پر قابض ہو گیا سیف الدین والی موصل جسنے ملک صالح کے کچھ علاقہ کو چھینا ہوا تھا۔ اور آیندہ بھی طمع رکھتا تھا صلاح الدین کی مستعدی اور جرأت دیکھ کر گھبرا گیا۔ اور اپنے بھائی عز الدین مسعود کو روانہ کیا جو حلبیوں کو لیکر لڑائی کے لیے نکلا صلاح الدین نے ہر چند صلح کی کوشش کی مگر مخالف نے ایک نہ سنی اور لڑائی ہوئی۔ نیکنیت صلاح الدین کو فتح ہوئی۔ اور تمام قیدیوں کو احسان واکرام کے ساتھ چھوڑ دیا۔

اب پھر صلح کا سلسلہ ہلایا گیا۔ اور صلاح الدین نے ہر ایک مطالبہ مان لیا۔ تمام مفتوحہ قلعے شہر اور خزانہ ملک صالح کو واپس دیا اور دمشق پر قانع رہ کر بطور ماتحت نائب ملک صالح کے انتظام کرنا منظور کیا۔ مگر جب حلبیوں نے دیکھا کہ اب واقعی صلح ہوئی چاہتی ہے اور مشکلات پیدا کردیں اور وہ علاقہ طلب کیا جو ناصر الدین محمد بن شیرکوہ کا تھا۔ بھلا غیر کا علاقہ صلاح الدین کسطرح دے سکتا

سنہ ۵۶۵ھ کو مضبوط جنگی بیڑون سے اسکندریہ کو آگھیرا۔ اور لڑائی کے بعد یکم محرم سنہ ۵۷۰ھ کو شکست کہا کر واپس گئے اب صلاح الدین خود مجبور ہو گیا۔ کہ شام کے انتظام مین خود دخل دے کیونکہ جسقدر دیر ہوتی تہی اسیقدر شام اور مصر کے اتحاد اور اتفاق مین کمی آتی جاتی تہی اور کسی آیندہ ضرورت کے وقت دونون ملکون کے مسلمانون کا جمع کرنا مشکل نظر آرہا تہا۔ اس کمزوری اور تفریق سے فائدہ اٹہانے کے لیے بغلی گہونسہ کی طرح موجود تہے یعنی سلطان نورالدین مرحوم کا بہتیجا حاکم موصل خود غرضی کو کام مین لاکر ملک صالح کو اور کمزور کر رہا تہا۔ امرائے نوریہ عیسائیون اور دیگر بیرونی مخالفون کے روکنے کے بجائے خود باہمی فساد مین مبتلا تہے ان تمام حالات کا صریح اور صاف نتیجہ یہہ تہا کہ سلطان نورالدین مرحوم کی تمام قیمتی کوششین خاک مین ملجائین اور اسکی قومی تمناؤن کا خون کیا جائے اور عیسائیون سے صرف شام ہی نہین بلکہ مصر اور عراق اور مقدس ارض حجاز کو بہی معرض خطر مین ڈالا جائے مگر صلاح الدین جسکو خدا نے نورالدین مرحوم کی خواہشون کے پورا کرنے کے لیے پیدا کیا تہا۔ ان باتون کو کب دیکہہ سکتا تہا۔ اور اپنے آقا کے ملک کو کسطرح عیسائیون کے ہاتہہ مین جانے دیتا تہا فوراً شام کو بڑہا اگرچہ یہ روانگی خالی از مشکلات نہ تہی عیسائی تاک مین لگے ہوئے تہے اور مصر اور شام پر ہر طرف سے حملہ کرنے کو تیار تہے مگر صلاح الدین کی اولوالعزم طبیعت نے مصر کا انتظام اور اسکندریہ قاہرہ وغیرہ کی مرمت و درستی خوب کر دی اور ہر ایک ممکن الوقوع اندیشہ کی طرف سے اطمینان کرکے روانہ شام ہوا تہا۔ ملک صالح جو امرا کے ہاتہہ مین تہا۔ حلب چلا گیا۔ اور دمشق مین بلا مزاحمت اخیر ربیع الاول کو صلاح الدین داخل ہو گیا۔ راستہ کے حکام اور تمام مسلمانون نے صلاح الدین کو خیر مقدم کہا کیونکہ وہ سمجہ چکے تہے کہ جو ابتری اور تباہی سلجوقیون کے زوال کا باعث تہی وہی اب امرا کے نفاق سے پیش آنے والی ہے۔ اس بربادی سے بچانے والا صرف ایک صلاح الدین ہے جسکو غازی نورالدین مرحوم کی طرح عیسائیون کی لڑائی سے بڑہ کر دنیا مین کوئی چیز خوش نہین اور بیت المقدس کی فتح ہی ایک تمنا ہے جو صلاح الدین کو ہر وقت پیش نظر رہتی ہے۔ پس علما فضلا و واعظین کہ جنکے دلون کو صلاح الدین نے اپنی اسلامی اخوت سے قابو کر لیا ہوا تہا۔ لوگون نے مسلمانون کو صلاح الدین کی اطلاعت پر مائل کر دیا صلاح الدین نے بہی اس مفید گروہ علما کی عزت و تعظیم اور عام داد و دہش مین کوئی کسر اٹہا نہ رکہی غیر شرعی محصول تو پہلے سلطان نورالدین مرحوم ہی دور کر گیا تہا اب فروغ تجارت کے لیے تجارتی محصول بہی معاف کر دیے اور احکام شرعی کی پابندی کی سخت تاکید کی گئی۔

ابن اثیر کا قول ہے کہ امرائے دمشق والی موصل کے حوالہ دمشق کرنا چاہتے تہے کہ صلاح الدین نے

دیکھ کر پاک باز سلطان کو مسلمان سلاطین کے اخلاقی ناپاک حالت پر سخت رنج ہوا۔ اور نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیآت اعمالنا الخ پڑھا۔

اس کامیابی کے بعد سلطان صلاح الدین آیندہ اور منبج کو لیتا ہوا اعزاز داڈلیہ پہونچ گیا۔ اور ۳۸ یوم کے محاصرہ کے بعد اس مشہور تاریخی مقام کو فتح کر لیا۔

ہنگر فدائی جو لائق مسلمانوں کے قتل کرنے کو ہی اپنے مشن کا اعلیٰ غرض جانتے تھے اور صلاح الدین کے قتل کو سب سے مقدم فرض خیال کیے ہوئے تھے۔ اور ایک دفعہ پہلے ناکام ہو چکے تھے اب پہر اعزاز کے محاصرے کے دنوں میں جبکہ سلطان لڑائی کے انتظام میں سخت مصروف تھا چار فدائیوں نے یکے بعد دیگرے سلطان پر حملہ کیا ایک نے چہرہ سے سلطان کا رخسارہ زخمی کیا جسکا سر شیر دل سلطان نے پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا۔ اور سیف الدین سپاہی نے قتل کیا۔ دوسرا فدائی حملہ کرنے کو بڑہا جسکو امیر داؤد نے اپنی جان دیکر ہلاک کیا تیسرا فدائی ناصر الدین بن شیرکوہ کے ہاتھ سے اور چوتھا بہاگتا ہوا مسلمانوں کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا۔ اس حادثہ کے بعد سلطان زیادہ احتیاط کرنے لگا چونکہ اس حادثہ میں حلبیوں کی ترغیب کا بھی شک تھا اس لیے اس دفعہ سلطان صلاح الدین پختہ عزم حلب کے فتح کرنے کا لیا۔ مگر گمستگین اتالیق ملک صالح سلطان کو صلح کا دہوکہ دے گیا۔ جب سلطان کے ایلچی ناکام واپس ہوئی تو سلطان نے حلب کا محاصرہ کیا۔ اور تنگ آکر حلبی خود امان و صلح ہوئی جو فوراً منظور کی گئی اور حلب اور اعزاز کا علاقہ ملک صالح کو دیا گیا۔ اس صلح میں قرار پایا کہ مصر، شام، حلب، موصل دشمنوں کے مقابلہ میں ایک ہونگے اور ان میں جو کوئی عہد نامہ کے خلاف ورزی کرے گا باقی معاہدین اسکو سزا دینگے۔

سلطان نور الدین کے بعد صلاح الدین کی تمام کوشش جو حلب اور موصل کے مقابلہ میں ہوتی رہی اور بعض دفعہ اسکو تلوار سے بہی جواب دینا پڑا صرف اسی حصول اتحاد کے لیے تھی کہ نور الدین مرحوم کے وقت میں جن ممالک میں اتحاد تھا وہ بدستور قائم ہوا۔ اور وہ کچھ کر دکھایا کہ جس کے لیے آج تک یورپ دانت پیس رہا ہے اس موقعہ پر ہم زمانہ حال کے عیسائی ارادوں پر تعجب کرتے ہیں جنکو اخباروں میں حجاز مقدس کے لینے کے لیے رائے زنی کیجاتی ہے اور اُن نادان اخبار نویسوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ جب بیت المقدس جو حرمین شریفین سے دو درجہ پر مذہبی وقعت رکھتا ہے اور عیسائیوں کی سب سے اول درجہ کی مقدس جگہہ مسلمان عیسائی تصرف کو نہیں دیکھہ سکے اور تمام یورپ کے مقابلہ پر اکیلے سلطان نے چند اور صوبوں کے امراء کی شمولیت سے بیت المقدس کو جان سے زیادہ عزیز سمجھا تو

تہا۔ اسپر حلبی بگڑ کر لڑائی پر آمادہ ہوگئے مگر لڑائی کے وقت بہاگ نکلے۔ صلاح الدین نے تعاقب اور سفر سے روک دیا۔ اب ملک صالح کے مراسلے بہی صلح کے لیے پہونچ گئے۔ اور صلاح الدین نے بلا تامل لکہہ دیا کہ ملک صالح کے ہر ایک دشمن کے روکنے کے لیے صلاح الدین بذات خود حاضر ہوا کرے گا اور سکہ و خطبہ ملک صالح کا جاری رکہے گا۔

اگرچہ حلب کے لالچی امرا نے صلاح الدین کے ارادون کی قدر نہ کی مگر دیگر مسلمان اس نیک نیت اور عاشق اسلام کی قومی خدمتون کی دل سے قدر کر رہے تہے اور اسکی مشکلات کے دور ہونے کے آرزومند تہے اور وہ جان چکے تہے کہ ایک صلاح الدین ہی ہے جو سلطان نور الدین کی طرح اسلام کا حقیقی سرپرست بنکر عیسائیون سے بیت المقدس چہوڑا سکتا ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے امام المؤمنین بن سکتا ہے یہہ حالات دیکہہ کر متشرع اور عالم خلیفہ المستضئی بامر اللہ نے بہی خلعت اور علم اور مصر و شام کی حکومت کا فرمان بہیجدیا۔

اب صلاح الدین سلطان ہوچکا تہا مگر پہر بہی اس نے کوئی ایسی حرکت نہ کی جس سے ملک صالح نابالغ کی ہتک متصور ہو۔ وہ سلطان نور الدین کی یادگار کی دل سے عزت کرتا تہا۔ اور اسکو خودغرض امرا کے پنجہ سے نکالنا منظور تہا۔ اور عیسایون کے مقابلہ کے لیے تمام مسلمانون کو متفق کرنا چاہتا تہا مگر افسوس کہ ابہی صلاح الدین کو مسلمانون کے ہاتہہ سے تکلیف اٹہانی باقی تہی۔ حلبیون اور موصلیون نے معاہدہ صلح کو توڑ کر غدر کردیا صلاح الدین نے خلیفہ بغداد کو لکہا کہ مجہکو دو دشمنون نے گہیر رکہا ہے ایک کفار عیسایون نے دوسرے نام کے مسلمانون نے ان مسلمانون کو شرم نہین آتی کہ بیت المقدس جسکو مقدس خلیفہ عمر نے فتح کیا تہا اب مفتوح فرنگیون کے ہاتہہ ہے آپ خلیفہ ہیں ان مسلمانون بادشاہون کو کہین کہ باہمی نفاق کو چہوڑ دین اور عیسایون کی لڑائی کے لیے میرے ساتہہ شریک ہوجائین اگر لڑائی مین حصہ نہین لیتے تو کم از کم مجہ سے لڑکر اسلامی طاقت کو تو کم نہ کرین۔ خلیفہ کی تحریرون کا اسوقت کچہ زیادہ نتیجہ نہ نکلا۔ سیف الدین والی موصل حلب پہونچا اور حلبیون کو ساتہہ لیکر ماہ شوال ۵۷۱ھ کو سلطان صلاح الدین سے جا لڑا۔ اگرچہ سیف الدین اور صلاح الدین کی فوج مین ہنس اور ایک کی نسبت تہی مگر اخلاص کا بہی کچہ اثر ہوتا ہے سیف الدین کو شکست فاش ہوئی اور تمام مال و اسباب خزانے وغیرہ فاتح فوج کے لیے چہوڑ گیا۔ سیف الدین کے کیمپ مین سو سے زیادہ گویا عورتین (ارباب نشاط) بربط و سارنگی وغیرہ گانے بجانے کے سامان اور شراب خواری کے اسباب اور بلبلین۔ فاختہ۔ قمریان۔ طوطے۔ قیدی جانورون کے پنجرے بہی موجود پائے۔ یہ غیر مشروع چیزین

سے اکثر مقتول ہو گیا۔ قیدیوں میں شہو فقیہہ عیسٰی الہکاری تہا جو ایک بہادر غازی اور شجاع فاضل مجاہد اور اس کا بہائی ظہیر تہا۔ چونکہ ان جہادی لڑائیوں میں علماء و فضلاء کی تقریر و تحریر اور غازیانہ ہمتوں سے اہل اسلام کو کمال درجہ کی مجاہدانہ تحریک ہوتی تہی اس لیے صلاح الدین نے ایسے خدام دین کی رہائی پر کروڑوں روپیہ عیسائیوں کو دیا صرف فقیہہ عیسے کا فدیہ ساٹھ ہزار دینار ادا کیا گیا تہا اور ایسی محبت اور قدر دانی کا نتیجہ تہا کہ صلاح الدین کے پسینہ کی جگہہ لوگ خون بہاتے تہے۔

حماۃ اور حارم

اس شکست کے بعد عیسائی دلیر ہو گئے۔ اور شہر حماۃ پر چڑہ گئے حماۃ کا گورنر شہاب الدین حارمی تہا اگرچہ اُس کے پاس فوج قلیل تہی لیکن دل کا مضبوط اور اسلامی تہور سے پورا حصہ رکہتا تہا مقابلہ پر جم گیا عیسائیوں نے شہر کے کچہ حصہ پر قبضہ کر لیا۔ لیکن مسلمانوں نے چند گہنٹوں کی متواتر لڑائی کے بعد عیسائی فوج کو مار کر شہر سے نکال دیا۔ یہاں سے ناکام ہو کر حارم کو جا گہیرا مگر وہاں سے بہی شکست کہائی۔

ربیع الاول ۵۷۳ھ میں عیسائیوں نے پہلا داغ شکست مٹانے کے لیے چیدہ اور بہادر اور کافی سامان لیکر حماۃ پر چڑہائی کی۔ آبادی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ عورتوں بچوں کو قید کر لیا لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ حماۃ کے اسلامی لشکر نے جب یہ داستان سنی تو ان سے رہا نہ گیا گو بہت ہی قلیل تہے مگر "کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً" پر اعتقاد رکہہ کر مقابلہ کفار کے لیے شہر سے نکل پڑے اور سخت جنگ کے بعد میدان جیت لیا۔ ہزاروں کو قید اور قتل اور تمام مال غنیمت واپس لے لیا۔ سلطان تو آئندہ معرکہ کے لیے انتظام کر رہا تہا اور رملہ کی شکست کے انتقام کے لیے فوج کو اور رسد کو فراہم کر رہا تہا اور عیسائی حماۃ کو مجاہدین اسلام ہی بلا مدد سلطان روکتے رہے۔

حماۃ کے مقتول عیسائیوں کے سر اور زندہ قیدی سلطان کے پاس بہیجدیے گئے اور نظر احتیاط قتل کیے گئے کیونکہ چہوڑنے سے دشمن کی تعداد بڑہتی تہی اور قید رکہنے سے حفاظت کی مشکلات کا سامنا تہا اور امیر المومنین کو قیدیوں کے چہوڑنے اور قتل کرنے کا شرعاً اختیار ہے

جنگ دمشق

چونکہ رملہ کی شکست کے بعد سلطان نے خود کوئی حملہ نہیں کیا تہا۔ سلطان کی اس خاموشی اور یورپ کی تازہ امداد عیسائیوں نے دلیر ہو کر دار السلطنت دمشق پر چڑہائی کر دی اور فوج کی کمان خود فلسطین کے عیسائی بادشاہ نے

کیا آج صلاح الدین سے چار چند طاقت کا سلطان اور تمام مسلمان بیت الحرام کو عیسایون کے ہاتہہ مین دیکہہ سکین گے مانا کہ صلاح الدین کا سا جوش اور ہمت موجودہ سلطان مین نہین بادشاہ مشکلات مین پہنسا ہوا ہے کہ یورپین پالیسی مین اکثر دب جاتا ہے مگر مسلمان ایسے مشکل وقت مین کسی خاندانی سلطان کا انتظار نہین کرین اور دکہا دینگے کہ ضرورت پر ان مین صلاح الدین پیدا ہو سکتے ہین۔ خیر جو کچہ ہوگا آمدم برسر مطلب۔

سلطان صلاح الدین ماہ جمادی الاول ۵۷۳ھ مین لشکر مجاہدین لیکر مصر سے روانہ ہوا ۲۴ ماہ مذکور کو عسقلان پہونچ گیا عیسائی صلاح الدین کی چڑہائی کی خبر سُنکر پہلے ہی عسقلان کو خالی کر گئے تہے۔ اسلیے لشکر اسلام عسقلان سے رملہ پہونچا۔

شکست صلاح الدین

چونکہ مسلمانون نے خیال کیا تہا کہ عیسائی اپنی طاقت کو جمع کرنے کے لیے پیچہے ہٹ گئے اور علاقہ چہوڑ گئے ہین اس لیے اطمینان سے فوجین ادہر ادہر انتظام اور تصرف امصار کے لیے گشت کر رہی تہین صلاح الدین کے ساتہہ بہت قلیل فوج تہی۔ اور دریا عبور کر رہی تہی کہ اچانک عیسائی لشکر آ پڑا جو سلطانی فوج سے کئی گنا تہا۔ سلطان کو ہٹنا مشکل ہو گیا لڑائی شروع ہو گئی فریقین سے بہت ہی آدمی مارے گئے۔ صلاح الدین کا بہتیجا تقی الدین عمر کا خوب صورت نوجوان بیٹا داد جہاد دیتا ہوا شہید ہوا۔ آخر مسلمانون کو شکست ہوی چند بہادر عیسایون نے سلطان پر حملہ کیا ایک جوانمرد عیسائی نے بڑہکر سلطان پر وار کی جو جنگی کرتبون اور زور تہور مین بے نظیر تہا دشمن کی وار سے بال بال بچ گیا اور آپ جو تلوار اُٹہائی دشمن کو مار کر ڈہیر کر دیا اور باقی دو ایک کو جو سلطان پر حملہ آور ہوئے تہے سلطان کے ساتہیون نے تہ تیغ کر لیا۔ اور سلطان کو اپنی درمیان لے لیا۔ بہادر سلطان ان جان بازون ہمراہیون کے ساتہہ پیچہے ہٹنے لگا اور اُسکی ہمت اور شجاعت مین ذرہ فرق نہ آیا جب دشمن قریب پہونچ جاتا تو مڑ کر دشمن کو زور آزمائی کے ہاتہہ دکہلاتا اور اُنکی جمعیت کو توڑ کر اور فرصت پا کر کچہہ فاصلہ بہاگ جاتا۔ اسیطرح رات تک لڑتا ہوا ایک جنگل مین گہس گیا۔ اور دشمن اندہیرے مین منہ تکتا رہ گیا۔ بیابان اور ریگستان مین خوراک اور پانی کے نہ ملنے کے سبب سخت تکلیف اٹہائی سواری اور بار برداری کے جانور بہوک پیاس سے ہلاک ہو گئے۔

یہ حال تو خود سلطان اور اُسکی قلیل فوج کا ہوا۔ باقی لشکر جو متفرق دستون مین گہوم رہا تہا اُن مین

ف افسوس ملتے رہ گئے۔
ان فتوحات کے بعد اور عیسائی قوت توڑ کر سلطان مصر گیا اور دیکھ بھال اور مصر کے انتظام کے بعد شام کو واپس آ رہا تھا کہ عیسائیوں نے فوج کثیر لیکر کرک پر ڈیرہ ڈالدیے اور رستہ روک لیا مگر اس موقعہ کو صلاح الدین کے بھتیجے فرخ شاہ والی دمشق نے غنیمت سمجھا عیسائی علاقہ پر چڑھ گیا اور تبوریہ اور سقیف کو فتح کر لیا۔ اور بیشمار عیسائی قید کر لیے یہ وحشتناک خبر سنکر عیسائی فوج کا کچھ حصہ شام کو گھروں کی خبر لینے چلا گیا۔ اور صلاح الدین دمشق پہنچگیا

بیسان وبیروت کوکب اور بحر کی لڑائی

صلاح الدین کے بھتیجے نے بیسان فتح کیا اور بیشمار مال غنیمت لوٹ لیا اور فتح کرتے کرتے عکا تک پہنچگیا اور اسی اثنا میں جبل کوکب کے پاس عیسائیوں کو شکست دی اور بیروت فتح کیا گیا۔ اس جگہ خبر ہوئی کہ یورپ سے امداد آ رہی ہے اسلامی بیڑے نے ہجری میں ۱۶۶۷ ہجری سپاہی قید لیے اور اکثر ڈوب گئے سلطانی بیڑہ سمندر میں گشت کر رہا تھا۔ اسلامی بیڑے کا تین سو عیسائی جہازوں سے مقابلہ ہو گیا۔ جو یورپ سے سامان جنگ اور مجاہدین لیکر آ رہا تھا۔ اسلامی بیڑے نے ایسی آگ بہائی کہ عیسائیوں کو شکست ہوئی اکثر مارے گئے یا ڈوب گئے۔ جو بچے قید ہو گئے۔ تمام سامان مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔

طبریہ کا جنگ عظیم

اب سلطانی دھاوے شروع ہوئے چھوٹتے ہی کرک اور نابلس کی مضبوط چھاؤنی کو برباد کیا اور علاقہ میں رعب جما دیا۔ اور طبریہ پر حملہ کیا۔ یہ مقام نہایت ضروری اور عیسائی فوجوں کا مرکز تھا اس لیے عیسائی بادشاہ فلسطین طبریہ بچانے کے لیے۔ لشکر جرار لیکر آ پہونچا۔ سخت گھمسان کا معرکہ ہوا عیسائیوں نے کئی دفعہ مسلمانوں کو مار مار کر پیچھے ہٹا دیا۔ مگر آخر صلاح الدین کا بہادرانہ استقلال اور اسکے ہمراہی غازیوں کے مجاہدانہ جلال نے میدان جیت لیا۔ عیسائی بھاگ نکلے تیس ہزار قتل اور اسیقدر قید ہوئے اور خود بادشاہ معہ سرداران جلیل القدر کے قید ہو گیا۔ تمام مشہور سرداروں میں ایک ریمنڈ والی طرابلس بچا۔ جو پچھلی فوج میں متعین تھا۔ مگر وہ بھی طرابلس پہنچکر اسی غم میں مر گیا۔ یہ لڑائی کوہ حطین کے قریب ہوئی تھی اس لڑائی میں عیسائی تمام سوار سر سے پاؤں تک لوہے کی زرہوں میں ایسے ڈوبے ہوئے تھے کہ سوا آنکھوں کے انکے جسم کا اور کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا اور کوئی ہتھیار ان پر کارگر نہ ہو سکتا تھا اس لیے مسلمان پہلے گھوڑے کو قتل کر کے سوار کو زمین پر گراتے تھے اور پھر سوار کو ذبح کرتے تھے

کی قتل عام اور لوٹ مار سے علاقہ دمشق برباد کیا گیا۔ سلطان نے کمکی فوج فرخ شاہ اپنے بھتیجے کو پاس روانہ کی جو دمشق سے نکلکر لڑائی پر تیار ہو گیا۔ فریقین نے شجاعت کے خوب جوہر دکھائے لیکن مسلمان جو جانون سے ہاتھ دھوکر شہادت کی آرزو میں نکلے تھے بازی جیت گئے اور عیسائی بھاگ نکلے دشمن کی لاشون سے میدان بھر گیا اور بڑے بڑے مشہور عیسائی سردار مارے گئے انہیں میں جرنیل ہنفری تھا جو بہادری میں ضرب المثل تھا۔

بیت یعقوب

سنہ ۵۷۴ ہجری میں عیسائیون نے بانیاس کے قریب ایک مضبوط اور وسیع عالیشان قلعہ بیت یعقوب کے پاس تعمیر کیا جس سے مسلمانون کو بہت سے نقصان پہنچنے کا احتمال تھا۔ سلطان نے عیسائیون کو لکھا کہ ساٹھ ہزار دینار لیکر بغیر جنگ و جدل قلعہ گرادو۔ انہون نے انکار کیا۔ سلطان جنگ کو ٹالنا چاہتا تھا۔ مگر جلد باز عیسائی بادشاہ نے سلطان کی فوج کو جو کمسرٹ کے لیے جا رہی تھی روک لیا۔ سلطان خبر پاتے ہی فوراً امداد کو روانہ ہو گیا عین حالت جنگ میں سلطان پہونچ گیا۔ عیسائیون نے چند متواتر حملون سے مسلمانون کو حواس باختہ کر دیا۔ لیکن سلطان کا استقلال کام کر گیا جون ہی دشمن کا جوش دھیما ہوا سلطانی لشکر نے جو اب تک دفاعی طور سے لڑ رہا تھا مورچون سے نکلکر ایسا سخت حملہ کیا۔ کہ دشمن تاب نہ لا سکا۔ اور بھاگ نکلا عیسائی بادشاہ بالڈون بہ مشکل چند ہمراہیون کے ساتھ جان بچا کر میدان سے زندہ نکلا باقی تمام کھیت رہے یا قید ہو گئے قیدیون میں ابن برزان گورنر رملہ و نابلس اور اسکا بھائی گورنر جبیل اور طبریہ تھے علاوہ اُس کے اور کئی ایک مشہور اور بہادر جرنیل اور سردار تھے۔ اب مجبوراً بادشاہ بالڈون کو صلح کرنی پڑی اور سلطان نے بموجب الصلح خیر کے دو سال کے لیے منظور کر لی۔ ابن برزان ڈیڑھ لاکھ دینار زر فدیہ دیکر رہا ہوا۔ مگر عیسائی کب عہد و پیمان پر قائم رہتے تھے۔ اب پھر اول انہون نے ہی غدر کیا۔ اور سلطان کو سزا دینی پڑی۔

سنہ ۵۷۷ ہجری میں ملک صالح درد قولنج سے فوت ہو گیا۔ اور مخالف امرا کا ذریعہ مخالفت جاتا رہا۔

جنگ حصن

سلطان نے حصن کو جا گھیرا۔ اور سرنگ لگا کر قلعہ کی فصیل میں شگاف کر دیا اور مسلمان بزور شمشیر قلعہ میں داخل ہو گئے۔ عیسائی قتل اور اسیر کیے گئے اور قلعہ کو گرا کر زمین کو ہموار کر دیا کیونکہ قلعہ کے لیے کافی فوج نہ تھی اور اندیشہ تھا کہ پھر عیسائی قبضہ نہ کریں۔ تمام شام کے عیسائی اس قلعہ کے بچانے کے لیے طبریہ میں جمع ہو رہے تھے۔ مگر سلطان کی چستی نے انکے پہونچنے سے پہلے ہی اس بے نظیر قلعہ کو فتح کر لیا۔ اور عیسائی

عرصہ تک اپنا بچاؤ کر سکتا تہا۔ لیکن طبریہ کی فتح سے سلطان کا رعب عیسایونکے دلون مین بیٹہہ گیا اور ایسی ہمت ہار دی کہ دو روز ہی مین امان کی درخواست کر دی۔ سلطان نے اہل شہر کو امان دیدی اور آزادی ساتھ اپنا قیمتی مال و اسباب جسقدر لیجا سکین لیجانے کی اجازت دیدی اور سلطان جمعہ کے روز شہر مین داخل ہوا اور یہی پہلا جمعہ ہے جو ساحل بحر کے علاقہ مین پڑہا گیا۔ عکا وہی تاریخی مقام ہے کہ جہان پر ایک صدی تک مسلمانون کی چہوٹی سی جماعت نے یورپ کے کروسیڈرون کو دو دفعہ شکست فاش دیکر اپنی قومی شجاعت و بسالت کو قائم رکہا تہا اور عرصہ دراز تک عیسائیون کو پاس تک پہٹکنے نہ دیتا تہا۔ اور آج اسلامی جلال دیکہتے ہی بغیر ہاتھ دیکہے دکہائے گردن جہکا دی۔

دیگر فتوحات

طبریہ اور عکا کی فتوحات سے عیسائی کمزور ہو گئے۔ اور سلطان کا شاہی رعب ساحل بحر پر چہا گیا اس سے پہلے جسقدر مسلمانون نے فتوحات کی تہین وہ تاخت تاراج سے زیادہ وقعت نہ رکہتی تہین۔ اور حقیقت مین پہلی فتح عظمہ طبریہ کی شمار ہوتی ہے اور دوسری فتح عکا اس چودہ سالہ تاخیر کی وجہ یہہ ہے کہ سلطان نورالدین رح جو سنہ ۵۶۹ ہجری مین فوت ہوا اسکے ممالک محروسہ مین کئی ایک خود سر حاکم بن بیٹہے اصلی وارث ملک صالح تو خورد سال تہا۔ اسکا چچازاد بہائی والی موصل خاندانی عظمت کے غرور سے صلاح الدین کو نہ مانتا تہا اور امرا نے نوریہ کو حسد و بخل صلاح الدین سے متفق نہ ہونے دیتا تہا۔ اسلیے ایک طرف تو صلاح الدین رح مسلمان امرا و حکام سے لڑتا رہا اور انکو اسلامی جہنڈہ مین شامل کرنیکی کوشش کرتا رہا۔ اور دوسری طرف عیسائیون کے دستبرد کو روکتا رہا۔ اور یہ صلاح الدین ہی تہا کہ دو طرفہ لڑائی سے نہ گہبرایا اور اپنے اخلاص اور حقیقی محبت اسلام سے مسلمان امرا و حکام کی ذاتی اغراض پر غالب آ کر خانگی فسادون سے نکل گیا انہین خانگی فتنہ و فساد کے سبب سے صلاح الدین عیسایون سے کوئی فیصلہ کن جنگ نہ کر سکا اب جو سنہ ۵۸۳ھ مین تمام مسلمان حکام کو اپنے ساتہہ ملا لیا۔ اس لیے دلجمعی کے ساتہہ طبریہ کے میدان مین لڑا اور فتح پائی۔

عکا کی فتح کے بعد سلطان نے اسلامی فوج کو عیسایون کے مقبوضہ شہرون کے فتح کرنے کے لیے روانہ کیا جس مین سے اکثر تو امن و صلح سے لیے گئے۔ اور بعض جگہہ کم و بیش مقابلہ ہوا فتوحہ امصار ذیل مین درج ہین۔ طبریہ۔ عکا۔ یافہ۔ ناصریہ۔ قیساریہ۔ معلیا۔ سکندرونہ۔ زیب۔ شقیوف۔ بیتین۔ ہونین۔ غور صفوریہ۔ تولہ۔ ارعین۔ نابلس۔ لجون۔ اریحا۔ سنجل۔ بیرہ۔ ارسوف۔ صفا۔ صرفند۔ صیدا۔ بیروت

اس وجہ سے کوئی قیمتی گھوڑا غنیمت مین نہ ملا۔ جائے غور ہے کہ مسلمان بہادرون کو کس قدر ہمت و طاقت سے دشمن کو زیر کرنا پڑا۔ گھوڑے اور سوار کے مارنے مین دوچند سے زیادہ زور لگانا پڑا تہا۔ گویا انکو لوہے کے پہاڑ توڑنے پڑے تہی۔ فریقین کی فوج کی تعداد قریبًا مساوی تہی عیسائی جوش کی کوئی انتہا نہ تہی سوداگرون تک نے تجارتی کاروبار چھوڑ کر ہتہیار اٹھا لیے مگر قوم اور مذہب کے سچے خادم صلاح الدین نے مسلمانون کو ایسا جانباز سرفروش بنا دیا تہا کہ انکی شجاعت دلہور کے سامنے کوہ آہنین ہی ہیچ معلوم ہوتے تہے عیسائی قیدیون کی اسقدر کثرت اور محافظین کی اسقدر قلت تہی کہ تیس تیس اور چالیس چالیس عیسائی قیدی ایک رسی مین باندہ کر ایک ہی مسلمان سپاہی ہانکتا لیے جاتا تہا۔

فتح کے بعد تمام سلطانی قیدی صلاح الدین کے دربار مین حاضر کیے گئے۔ عیسائی بادشاہ کو سلطان نے اپنے برابر بیٹہایا۔ اور نہایت عزت سے پیش آیا۔ یروشلم کا اصلی بادشاہ کوجذوم اور ناکارہ بالڈوِن تہا۔ مگر سب کام اسکا بہنوئی کوئی نائب السلطنت کے خطاب سے کرتا تہا۔ اور حقیقت مین یہی بادشاہ تہا۔ جنگی اور ملکی کارخانون پر خود مختار تہا۔ بالڈوِن صرف بادشاہ تہا اسکو کاروبار سلطنت سے کوئی تعلق نہ تہا۔ کوئی مذکور سلطان کے سامنے کانپ رہا تہا۔ سلطان نے سردپانی پینے کو دیا اس نے رینالڈ کو دینا چاہا مگر سلطان نے روک دیا کیونکہ پانی دینے سے امان لازم ہوجاتی تہی۔ اس رینالڈ نے کئی دفعہ عہدنامون کو توڑا تہا مسکین حاجیون اور سوداگرون کو لوٹا۔ اور مظلوم عورتون اور بچون کو بے رحمی سے قتل کیا تہا۔ حرمین شریفین پر حملہ کرنے کو گیا تہا اور صلاح الدین کے متعینہ دستہ کو ہاتہہ کل ہمراہی کٹوا کر واپس ہوا تہا۔ آنحضرت سرورکائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت گستاخانہ اور بیے ادبانہ کلمات بکتا تہا۔ یہہ سنکر سلطان نے قسم کہائی تہی کہ اسکو مین اپنے ہاتہہ سے قتل کرون گا۔ پہر سلطان نے قسم پوری کی اور رینالڈ موذی کو داخل جہنم کیا۔ اور شاہ کوئی اور باقی قیدیون کو دمشق بہیجدیا۔ اتوار کے دن سلطان طبریہ مین داخل ہوا۔ اور ریمنڈ والی طرابلس کی بیگم کو جو مسلمانون کے ہاتہہ آگئی تہی عزت و حرمت کے ساتہہ اس کے خاوند کے پاس طرابلس بہیجدیا۔

اسلام کی اعلی درجہ کی پاکیزگی اور مروت کو ظاہر کیا جسکی مثال اس وقت کی عیسائی دنیا مین نہین ملتی۔

فتح عکا

آخر ربیع الاول ۵۸۳ہجری کے آخری چارشنبہ کے روز سلطان عکا کو روانہ ہوا۔ یہہ مشہور بندرگاہ یورپ اور ایشیا افریقہ کی منڈی تہی ہر ایک قسم کا تجارتی مال بہرا ہوا تہا۔ اور اپنی مضبوطی اور استحکام کے سبب سے

سلطان نے دس ہزار سے زیادہ مسلمان قیدی عیسائیوں کے پنجہ سے رہا کرائے۔

بیت المقدس

عسقلان کے بعد اب بیت المقدس کا نمبر آگیا جسپر کمال احتیاط اور تاملِ اندیشی سے چڑھائی کی گئی۔ اور اس کار خیر میں شامل ہونے کے لیے اُن خاندانی اتابک شاہزادوں نے بھی درخواست کی کہ جو ابتک صلاح الدین کے اغراض سے متفق نہیں ہوئے تھے مگر صداقت میں بھی ایک ایسا زبردست اور دل ہلا دینے والا اثر ہوتا ہے کہ جو آخر کار سخت سے سخت دلوں کو بھی قائل کر لیتا ہے۔ صلاح الدین کے اسلامی خدمات اور بلا غرضانہ فتوحات نے آخر موصل اور سنجار کے اتابک امرا کو بھی قایل کر دیا کہ صلاح الدین واقعی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ اس کے غزوات محض کفار سے سرزمین شام کو صاف کرنے اور پیغمبروں کی یادگار بیت المقدس کو چھوڑانے کے لیے ہیں۔ مسلمانوں کا عام مذہبی جوش ہر طرف صلاح الدین کے پاک ارادوں کی تائید میں بے تابانہ طور سے لبیک لبیک کہہ رہا ہے۔ پس تمام حکام حملہ بیت المقدس میں شامل ہو گئے۔

بیت المقدس کو تامل اندیش اور مدبر سلطان نے سب سے پیچھے اس لیے رکھا تھا کہ بیت المقدس ایک مذہبی مکان تھا جسکے لینے کے لیے ایک صدی پہلے یورپ نے بانہیں لڑا دی تھیں۔ وہاں کسی دنیاوی سبب یا بیم کی ترغیب کی ضرورت نہ تھی ہر ایک عیسائی بیت المقدس کے بچانے کو اپنا اعلیٰ فرض جانتا تھا اور ایسے قومی اور مذہبی جوش سے ہر ایک گورنمنٹ پہلو بچاتی ہے۔ گو صلاح الدین تمام کوششیں بیت المقدس کے لیے کر رہا تھا۔ لیکن شروع میں ہی بیت المقدس کے مسئلہ کو چھیڑ کر عیسائی دنیا میں مذہبی جوش کی آگ بھڑکانی خلاف عقل تھی۔

دوسری وجہ تاخیر یہہ تھی کہ عقلمند سلطان نے پہلے امصار و قلعجات واقعہ ساحل بحیرہ شام یکے بعد دیگرے فتح کیا تاکہ ان بندرگاہوں کے ذریعہ سے بیرونی امداد کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور اسی غرض سے اسلامی بیڑا سمندر میں گشت کرتا رہتا تھا۔ اور جس عیسائی جہاز یا بیڑے کو پاتا تباہ کر دیتا اور سلطان اطمینان کے ساتھ خشکی پر کارروائی کرتا رہا۔

بیت المقدس کا انتظام ایک جلیل القدر متبرک پادری اعظم کے ہاتھ میں تھا جو نفاذ احکام میں بادشاہ سے زیادہ اختیار رکھتا تھا۔ اور اُس کے ساتھ بالیان ابن بنیرزان گورنر رملہ تھا جو ایک دن کے لیے باجازت سلطان صلاح الدین اپنی بیوی کو ملنے آیا تھا۔ اور خلاف وعدہ یہیں رہ گیا تھا۔ ایک لاکھ

قلعہ علی الحس ۔ جبیل ۔ بخدل ۔ جبل الجلیل ۔ مجد الجناب ۔ دارروم ۔ غزہ ۔ تل صافیہ ۔ تل احمر ۔ نظرون ۔ بیت جبل جبل الخلیل ۔ بیت اللحم ۔ لاب ۔ رملا ۔ قریا ۔ وغیرہ وغیرہ پر سلطانی قبضہ ہوگیا ۔ ان مین سے قلعہ جبیل کی نہایت ہی گران قیمت دینی پڑی جبیل کا عیسائی گورنر دمشق مین قید تہا اُس نے سلطان کو کہا کہ مجہکو رہائی بخشی جائے تو مین قلعہ جبیل حوالہ کردونگا سلطان نے قلعہ کی حوالگی اور مسلمان قیدیون کی رہائی کے عوض گورنر مذکور کو رہا کردیا جس نے آیندہ مسلمانون کو سخت تکلیفین دین ۔ اور بہت مشکلات کا بہی باعث ہوا ۔

اب سلطان عسقلان اور بیت المقدس کی فتح کے فکر مین لگا عسقلان تو مصر اور شام کے رستہ مین تہا اُس کی فتح بغیر مصر کی آمد ورفت خطرہ سے خالی نہ تہی ۔ اور بیت المقدس کی فتح کا خیال اُسکو نامور نور الدین مرحوم سے ورثہ مین ملا تہا ۔ جہان سے کمال درجہ کی شہرت اور ناموری کے علاوہ ثواب عقبے کا حصول مقصود تہا ۔ پہر پہلے عسقلان کا قبضہ کرنے کے لیے ایک طرف سے سلطان خود اور دوسری طرف سے اُسکا بہائی سیف الدین عادل مصر سے فوجین لے کر آگیا ۔ ۶ جمادی الاول ۵۸۳ھ ہجری کو اسلامی فوج عسقلان پر جا اُتری ۔ اسیر شاہ گوئی کو ساتہ لیتا گیا ۔ اور اُسکو کہا کہ اگر عسقلان اور قدس بغیر جنگ کے حوالے کیے جائین تو تمکو چہوڑ دیا جائے گا ۔ شاہ فرنگ نے عسقلان والون کو لکہا کہ شہر دیدو مگر انہون نے انکار کیا ۔ سلطان نے اس تجویز سے مایوس ہوکر حملہ کا حکم دیا ۔ مگر متواتر حملات سے کچہہ فائدہ نہ نکلا ۔ شاہ فرنگ نے پہر اہل عسقلان کو لکہا کہ قلعہ دیدو اور مجہے چہوٹنے دو مین یورپ سے تازہ کمک منگا کر مسلمانون کو فلسطین سے نکالدونگا ۔ لیکن عسقلان والون نے نہ مانا آخر جب سلطان نے سرنگ لگا کر فصیل قلعہ مین شگاف کرلیا اور مسلمانون نے متواتر حملون کے تار باندہ دی اور کسی طرف سے امداد کی امید نہ رہی تو درخواست صلح کی فیاض اور بہادر سلطان نے انکی بہادری کی داد دیکر نرم شرائط پر انکو امان دیدی اور صلح کرلی اور چودہ روز کے محاصرہ کے بعد عسقلان پر سلطان کا قبضہ ہوگیا ۔ اور تمام عیسائی عسقلان سے صحیح وسلامت مع جملہ مال واسباب کے بیت المقدس کو چلے گئے اور ہر ایک قسم کا سامان جنگی وغیرہ ساتھ لے گئے ۔

ملکی مصلحت کے لحاظ سے سلطان کا یہ نرم سلوک صریح غلط معلوم ہوتا تہا کہ وہ کمزور دشمن کو پہر اپنی پراگندہ طاقت اور منتشر قوت کو جمع کرنے کا موقعہ دے رہا تہا جسکا خمیازہ بہی اسکو بہگتنا پڑا ۔ مگر سلطان کی عام فیاضی اور احسان ومروت اس قسم کی پولٹیکل غلطی سے اوسکو روک نہ سکی اور عیسائی سلطان سے بلا بہ فائدہ اُٹہا کر امن وامان سے بچ کر عیسائیون کے جنگی مرکز مین جمع ہوتے رہے ۔ اس سال

استحقاق وراثت سے خدا تعالی نے ظہور اسلام سے چند سال بعد ہی زبردست عیسائی طاقتون کو پامال کرکے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اسکا وارث بنا دیا جسنے ایک قطرہ خون تک نگرایا اور ایک نکسیر تک اٹہایا اور حرمت انصے بہ تقلید انبیاء علیہم السلام کمال تک پہونچا دیا چارسو اسی سال تک خدا وحدہٗ لاشریک کی خالص عبادت ہوتی رہی اور زیارت گاہ مومنین و معبد مسلمین بنا رہا جو ہی مسلمانون مین حسد و نفاق عادات رذیلہ کا ظہور اور عقاید و اعمال کا فتور ہوا کفار نے اس پاک مکان کو لے لیا اور کفر و شرک سے ناپاک کردیا۔ اکیانوین برس مین ایک لحہ بہی خدا واحد کی عبادت نہین ہوئی۔ کفار نے اسکو اپنا تیرتہہ بنا رکھا ہے افسوس صد افسوس کہ مسجد عمرؓ شہید کی جائے اشہدان لآ الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہ کی جگہہ تثلیث اور بت پرستی کا رواج ہو اور ہم مسلمان دیکہتے رہین خدا کو کیا جواب دینگے اور اسکے رسول کو کیا منہ دکہا ئینگے خلفاء راشدین کے سامنے کیونکر جائینگے صحابہ کرام کی امانت کی عدم حفاظت کی باز پرس سے کسطرح بچین گے اب اس مقام کا لینا تمہاری عزت وسعادت کا معراج ہے۔ اور اعلاے کلمۃ اللہ کا روشن سراج ہے۔ بزرگون کی روحین جنہون نے اس مقام پر نشان فتح گاڑا تہا۔ اعلی علیین سے نہایت شوق سے دیکہہ رہی ہین کہ تم انکے سعادتمند اخلاف انکی پاک آرزون کو کسطرح سے اپنی غازیانہ طاقت اور مجاہدانہ ہمت سے پورا کرتے ہو مین دیکہتا ہون جسطرح سے تمنے فلسطین کے دیگر معرکون مین اسلامی شمشیر کے جوہر دکہا کر کفار کی ایک صدی کی طاقت کے پرخچے اڑا دیے ہین اسیطرح تمہاری تیز تلوارین کفر و شرک کے ناپاک مادہ سے اس مقدس مقام کو صاف کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صادقانہ پیشنگوئی کو صحیح کرو کہا وہین حدیث شریف لا یزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین علی من ناواہ حتی تقوم الساعۃ اس پرجوش تقریر کو خاتمہ پر سلطان نے قسم کہا کر کہا کہ جبتک مین بیت مقدس پر اسلامی جہنڈا نصب کرلون نہ ہٹونگا۔ اس تقریر نے سامعین کے دلون کو گرما دیا اور مذہبی جوش سے بہر دیا اور الجہاد الجہاد کی جوشیلی گونج سے زمین و آسمان کو ایک کردیا اور شوق شہادت نے انکو بیتاب کردیا

لمؤلفہ

ہزار بار بمیریم و باز زندہ شویم ہنوز شوق شہادت بیان نتوان کرد

١٥ رجب ۵۸۳ھ ہجری سلطان بیت المقدس کے مغرب کی طرف جا اترا اور عیسایون کو کہا کہ بغیر کشت و خون کے جسکو وہ ایسے مقدس مقام مین پسند نکرتا تہا۔ اطاعت قبول کرلین لیکن فوج کی کثرت اور سامان کی عدت اور قلعہ و فصیل کے استحکام اور یورشیم کے جوشیلے نام نے انکو لڑائی پر آمادہ کیا۔ صلاح الدین مجبوراً حملہ اور نقب کی تدابیر کرنے لگا سلطان پانچ روز تک ٹہیرا رہا اور شہر کے اردگرد پہر کر حملہ کا موقعہ تاڑتا رہا جدہر دیکہتا تہا حملہ ناممکن نظر آتا تہا۔ آخر شمالی جانب دروازہ عمودیہ یا گرجا صیہون کے پاس ٢٠ رجب کو راتورات منجنیق وغیرہ نصب کرکے

عیسائی موجود تھے جن مین جنگجو سپاہی ساٹھ ہزار بیان کیے گئے تھے تمام شمو سردار اور جرنل بچ بچا کر اور عیسائی سپاہی اور رعایا بھاگ کر سلطان سے امان پاکر بیت المقدس مین جمع ہوگئے تھے۔ اور سب مرنے مارنے پر تیار تھے اور بیت المقدس پر جان و مال قربان کرنے کو مستعد تھے انھون نے برج و بارہ کو خوب مضبوط کرلیا تھا قلعہ پر منجنیق (کلین) لگالی تھین تمام مورچے مضبوط کرلیے تھے رسد و سگزین کا ذخیرہ مدد کے لیے موجود تھا غرضیکہ عیسائی ہر طرح سے مقابلہ پر آمادہ تھے

اب صلاح الدین کے پاس بھی ہر طرف سے شائقین غزا علما فضلا امرائے وغیرہ ہر ایک قسم کے کامل مفتق لوگ آگئے تھے اور صلاح الدین نے اپنے پاکیزہ اعمال اور خالص اسلامی اخوت کا نمونہ دکھا کر تقلید صحابہ کرام کا جوش ہر ایک فرد مین بھر دیا تھا اور خیر القرون کا نقشہ جما کر ہر ایک کو یسارعون فی الخیرات کا شائق بنا دیا تھا علما نے اپنی پر جوش تقریرون سے اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوفِ کا یقین واثق کردیا تھا

تقریر سلطان صلاح الدین

جب بیت المقدس کے قریب پہونچ گئے اور اسلامی ہراول سے عیسایون کا ایک مقابلہ بھی ہوگیا۔ تو سلطان نے ایک عام مجلس منعقد کی اور حمد و صلوۃ کے بعد کہا کہ آج ہم ایک ایسی کام کے لیے جمع ہوئے ہین جو موجب برکت و سعادت ہے۔ یہ وہی بیت المقدس ہے کہ جس کی شان مین خدا تعالی فرماتا ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی اسی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا معراج ہوا۔ اور وہ بزرگ پتھر جس پر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معراج پر جانے کا منہاج بطور یادگار قائم ہے یہین موجود ہے اسی جگہہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم براق برق رفتار پر سوار ہو کر معراج کو تشریف لے گئے۔ اسکا ایک دروازہ باب الرحمۃ ہے یہین ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے تمام انبیا کی امامت کی جبکہ روح الامین بھی ساتھ تھے۔ یہہ وہی پاک مسجد ہے جسکی بنا حضرت داؤد علی نبینا و علیہ السلام نے ڈالی تخت سلیمان یہین ہے۔ اسی مین حضرت مریم کا وہ محراب ہے جسکی شان مین خدا تعالی فرماتا ہے " كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا " یہ پیغمبرون کا وطن انبیا کا مولد برکتون کا چشمہ ہے۔ اولیا صلحا کا مسکن علما فضلا کی معدن فرشتون کی زیارتگاہ نیکون اور پرہیزگارون کی پناہ آسمانی نعما کا مقام نزول۔ ایمانی مدارج کی ترقی کا ذریعہ حصول ہے اسکا علو شان " اَلَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ " سے ظاہر ہے۔ اس کی توصیف احاطہ قدرت سے باہر ہے۔ مسلمانون کا پہلا قبلہ یہی ہے حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفا کے بعد اسکا درجہ تقدیس ہے چونکہ ہمارا نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم وارث الانبیا ہے اسی

واقعات تحت نصر مین شامل کیا جاتا اور فاروقی فاتحانہ ناموری اُس کے نام سے منسوب ہو سکتی۔ علاوہ اسکے پانچ ہزار مسلمانون کی قیمتی جانین دنیا کے خزائن سے بڑھکر تہین اور یہہ نقصان اور الزام سب بہاری تہا سلطان جیسے ایک ایک مسلمان اپنی جان سے عزیز تہا بالیان کی تقریر سُنکر متردد ہو گیا۔

سب سے بڑھکر اللہ جل شانہ کا یہ حکم کہ جب کفار ہتہیار رکہین اور ذلت کے ساتھ جزیہ دینا چاہین تو پہر لڑائی نہ کرین اس صورت مین لڑائی فساد فی الارض اور منافی اصول جہاد تہی صلاح الدین جیسا متشرع اور عامل قرآن سلطان نے اپنے جذبات نفسانی کو احکام رحمانی کے مقابلہ مین ہیچ سمجھکر بمشورہ امراء۔ علماء فقہا۔ اس شرط پر امان دیدی کہ ہر ایک مرد دس دینار اور ہر ایک عورت پانچ دینار اور ہر ایک بچہ دو دینار ادا کرے اور چالیس روز کی میعاد تک اور جو ادا نکرے۔ وہ مسلمانون کی غلامی مین آجائے گا۔

صرف ایک دروازے داؤدی سے عیسائی مقررہ زرفدیہ دیکر نکلنے لگے۔ جو لوگ زرفدیہ نہین دے سکتے تہے اُن مین سے بالیان نے تیس ہزار دینار دیکر چہوڑا لیے۔ اور سلطان کے فیاض بہائی ملک العادل نے دو ہزار قیدیون کو زرفدیہ اپنی گرہ سے دیکر رہائی دلائی صلاح الدین نے خود اور اُسکے شاہزادون نے بہی اس فیاضانہ مثال کی پیروی کی لیکن اب بہی چودہ ہزار عیسائی رہ گئے ملک عادل نے اپنی خدمات فتح بیت المقدس کے عوض مین ایک ہزار اور عیسائی غلام لیکر آزاد کرائے بطریق اعظم کے سفارش سے سات سو اور بالیان کی سفارش سے پانچسو قیدی رحمدل سلطان نے چہوڑ دیے۔ اس پر بس نہین کی پہر خاص اپنے نام سے کل بوڑہی عمر عیسائی رہا کر دیے۔ ایک بہت بڑی تعداد عورتون کی سلطان کے تخت کے قریب گئین اور دردناک چیخین مار مار کر رونے لگین کہ ہمارے خاوند اور بچے قید ہین انکے بغیر ہم بے یار و مددگار رہینگی اور ہماری جلاوطنی کی مصیبتین ناقابل برداشت ہونگی رحیم و کریم سلطان کا دل اسقدر مصیبت زدہ خاندانون پر بہر آیا اُس نے فوراً انکے ماؤن کو پاس اور خاوند جورویون کے پاس بہجدیے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ صرف رہائی کے بہانے تہے سلطان فیاض اور نرم دل قیدیون کی رہائی کے لیے موقعہ نکال رہا تہا۔ اور عیسائیون نے جو ۴۹۲ھ ہجری کے فتح کے وقت ستر ہزار بیگناہ مسلمان شیخ و شاب زن و بچے بہیڑون کی طرح ذبح کر کے مسجد عمر مین گہوڑون کے گہٹنے تک خون بہایا تہا۔ اُسکا معاوضہ سلطان اسطرح سے ادا کر کے عیسویت اور اسلام کی رحیمانہ تعلیم کا مقابلہ تاریخ کے کہلے ورقون مین ہمیشہ کے لیے چہوڑنا چاہتا تہا۔

سب سے پہلے بیت المقدس کا لاٹ پادری بطریق اعظم مسجد اقصٰے اور تمام گرجاؤن کا قیمتی سامان حضرت مسیح علیہ السلام کی مقدس قبر کے زیورات اور اسباب آرائش جنکی قیمت کو خدا ہی جانتا تہا اس کے علاوہ اپنا تمام ذاتی مال و اسباب جو لاکہون کا تہا لیکر نکلا۔ سلطان سے کہا گیا کہ بطریق کا مال وقف پر کوئی حق نہین

اور صبح ہوتے ہی قلعہ شکن آلات سے کاروائی شروع ہوئی۔ محصورین نے بھی اندر سے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور ہر ایک فریق نے حمیت مذہبی سے قومی لڑائی کا خوب حق ادا کیا۔ عیسائی بہادرون کی جسارت اور جرأت بہت بڑہی ہوئی تہی ہر روز شہسوار قلعہ سے نکلتے اور کئی ایک کو مار کر واپس چلے جاتے تہے۔

ایک دن مسلمانون نے سخت حملہ کیا اور امیر عزالدین بن مالک جیسا شجاع جنرل شہید ہو گیا جو اپنے تہور اور جوش اور اعلیٰ درجہ کی قومی خدمات اور ہمدردی اسلام کے سبب مجاہدین اسلام مین نہایت ہی محبوب تہا۔ بہادر عزالدین کی لاش دیکہہ کر مسلمانون کا انتقامی جوش بڑہ گیا اور یکبارگی ایسا حملہ کیا کہ عیسائیون کو مارتے دباتے فصیل قلعہ سے جا چمٹے تیر اندازی اور سنگباری سے اہل قلعہ کے ایسے ہوش بہلا دیے کہ قلعہ والون کو اندر چلنا پہرنا مشکل ہو گیا اور مسلمانون نے خاطر جمعی سے سرنگ لگا کر فصیل کو گرا دیا۔ عیسائی فوج کو مسلمانون کی اس جانبازی اور بے دہڑک دلیری اور حیرتناک کامیابی سے سخت بیدلی کے ساتھ اپنی یقینی ہلاکت کی تصویر نظر آنے لگی اور سوائے امان کے کوئی چارہ نہ دیکہا۔

معززین شہر سلطان کے پاس امان طلب کرنے کے واسطے آئے مگر سلطان نے کہا کہ مین تمہارے ساتھ وہی سلوک کرونگا جو تمنے سنہ ۴۹۲ ہجری مین بوقت فتح مسلمانون سے کیا تہا۔ کیونکہ جزاءُ سیئةٍ سیئةٌ مثلہا وکلا ناامید ہو کر واپس چلے گئے تو چالاک بالیان خود حاضر ہوا منت سماجت کی رحم کا طالب ہوا۔ مگر سلطان کہ جسکے خیال مین سنہ ۴۹۲ ہجری کا واقعہ ہائلہ سمایا ہوا تہا اور ستر ہزار بیگناہ مسلمانون کا دریائے خون ابہی تک سامنے موجزن تہا کسطرح مان سکتا تہا۔ آخر بالیان نے کہا کہ جب ہم امان سے مایوس ہو گئے تو پہلے پانچہزار مسلمان قیدیون کو قتل کرینگے مسجد اقصےٰ کو گرا دینگے۔ مقدس سنگ صخرہ کو توڑ پہوڑ دینگے تمام مذہبی یادگارون کو مٹا دینگے اپنے بال بچے عیال اطفال مویشی گہوڑے شتر کو ہلاک اور مال و اسباب کو جلا کر خاک کر دینگے تمہاری لوٹنے کے لیے ایک تنکا بہی نہ چہوڑینگے۔ اور پہر جانون سے ہاتھ دہو کر لڑینگے اور میدان مین مر ینگے۔

سلطان کو اگرچہ اپنی فتح کا یقین کامل تہا۔ اور اسلامی شمشیر کے سامنے یہ تمام طراری بیکار نظر آتی تہی لیکن پیغمبرونکے تبرکات اور مقدس نشانات کی بربادی اور مسجد اقصیٰ کی تباہی کا الزام اپنے ذمہ کسطرح لے سکتا تہا۔ جن چیزون کے بچانے کے لیے وہ اسقدر جانتوڑ کوشش کر رہا تہا۔ جب وہی نہ رہین تو اس جہاد کا نتیجہ ہی کیا نکلا اور جن مقدس مقامات کی زیارت کے شوق مین مسلمان ایک صدی سے بیتاب ہو رہے تہے جب انکا ہی نشان نہ رہا تو اس تمام جدوجہد سے کیا فائدہ ملا۔ گو اس بربادی کا موجب عیسائی ہوتے لیکن صلاح الدین بہی اس جرم سے بری نہین ہو سکتا تہا۔ اور اسکے لیے فخر و مباہات کا کوئی موقعہ نہ تہا اور نہ دفعیہ

عیسائیون نے مسجد اقصےٰ کی ایسی حالت بگاڑ دی تہی کہ اُس مین نماز پڑہنا ممکن نہ تہا۔ عیسائیون نے مسجد کے قدیم محراب کو ایک جدید گرجا مین داخل کر لیا تہا۔ اور محراب کو دیوارون مین غایب کر دیا تہا۔ محراب کے نصف حصہ مین بت لٹکا اور باقی نصف مین غلہ بہر دیا تہا۔ صخرہ مبارک پر سنگ مرمر کا فرش لگایا گیا تہا۔ تاکہ عیسائی اُس کے ٹکڑے توڑ کر قسطنطنیہ وغیرہ مین نہ بیچ سکین۔ اور پہر اُسپر ایک گرجا بنا دیا تہا۔ اور صخرہ کی اصلی ہیئت کو کہود دیا تہا اور اسپر بڑی بڑی تصویرین لٹکا دین۔ اور خنازیر کی تصویرین بنائی تہین۔ قربان گاہ کو برباد کر کے غلیظ اشیائ سے بہر دیا تہا۔ قدم مسیح علیہ السلام پر ایسی عمارت بنا دی تہی کہ زیارت کرنی مشکل ہوگئی تہی سنگ مرمر کے گنبد اور بت وہان کہڑے تہے غرضیکہ ان تمام تبرکیہ یادگارون کی شکل وصورت بگاڑ کر واقعی بت خانہ (مندر) بنا دیا تہا۔ سلطان نے مسجد اقصےٰ کی درستی اور تعمیر اور گلاب سے تطہیر کرادی صخرہ کا بالائی فرش اکہڑوا دیا اور اُسکا گرجا گرا دیا تصاویر اور بتونکو توڑ دیا دیا۔ صخرہ پر خوب صورت عمارت بنوادی اور قاری اور حافظ مقرر کر دیے جنکو گران بہا تنخواہین۔ جاگیرین معافیات دی گئین اور قیمتی قرآن مجید اور خوش خط سپارے رکہوائے گئے۔ ناقوس اور گہنٹہ کی جگہہ اللہ اکبر اللہ اکبر کی اذان ہونے لگی ۴ شعبان ۵۸۳ھ کو پہلا جمعہ اس نورانی مسجد مین پڑہا گیا۔ ہر ایک ملک کے علماء وفضلا مشائخ وصوفیاء جو سلطان کے ساتھ رہتے تہے اُسوقت موجود تہے اور ہر ایک طبقہ کے مسلمان جمعہ کی شمولیت کے لیے جمع ہوگئے تہے مسلمانون کے چہرے خوشی سے اور غیر معمولی جوش سے چمکتے نظر آتے تہے سلطان کے خطیب قاضی محی الدین ابو المعالی محمد بن زکی الدین قرشی نے اس فصاحت اور بلاغت سے خطبہ پڑہا کہ سامعین کے دلون کو ہلا دیا اور مسجد اقصےٰ کے تاریخی واقعات سُنا کر ہر ایک کو محو حیرت کر دیا اور نماز جمعہ کے بعد زین العابدین ابو الحسن علی بن نجا مشہور واعظ نے اپنی معجز بیانی اور خوش الحانی طلاقت لسانی کے اثر سے حاضرین کو خوف خدا سے رولا دیا۔

سلطان نور الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ سے تیس ۳۰ سال پیشتر مسجد اقصٰی مین رکہنے اور بعد فتح اسپر خطبہ پڑہے جانے کے لیے ایک عالیشان بیش قیمت منبر بصرف زر کثیر کامل فن صناعون اور کاریگرون کے عرصہ دراز کی محنت اور سعی سے بنوایا تہا۔ اور اُسکو اپنے خزانے مین محفوظ رکہا تہا۔ مگر اسلام کے سچے خادم نور الدین کو موت نے مہلت نہ دی کہ اس آرزو کو پورا کرتا۔ صلاح الدین نے جو باخدا سلطان نور الدین کا روحانی بیٹا تہا۔ بقول ؎ اگر پدر نکند پسر تمام کند۔ ولی اللہ سلطان نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کی پیشینگوئی کو صحیح ثابت کر کے حد کرامت تک پہونچا دیا اور بعد فتح اُس عدیم النظیر منبر کو مسجد اقصےٰ مین رکہہ کر خطبہ پڑہا اور اپنے آقائے نور الدین کی روح کو خوش کیا۔

لمؤلف

صرف ذاتی اسباب لیجانے کا استحقاق رکھتا ہے مگر دیندار سلطان نے کہا کہ مین عہد شکن غدار بننا نہین چاہتا اس سے بہی وہی دس دینار لے لو اور جانے دو اس کے بعد قیدی بادشاہ کے ملکہ اپنی تمام دولت اور بیشمار زرو جواہر لیکر نوابون اور سوارون کے ساتھہ نکلی تو اُس سے بہی وہی پانچ دینار وصول کیے گئے اور جب اوس نے نہایت عاجزانہ طور سے قیدی شوہر کے پاس جانے کی درخواست کی تو رقیق القلب سلطان آنکھون مین آنسون بہر لایا۔ اور جملہ متعلقین اور ملازمین سمیت قلعہ نابلس مین جہان عیسائی بادشاہ قید تہا انعام و اکرام و بکر عزت و حرمت کے ساتھہ بہیجدیا۔

یہہ اسلامی احسان اور مروت مین جنکی نظیر یورپ کی تاریخ مین ہرگز نہین مل سکتی۔ عہدنامہ کے روسے ہزارہا قیدی سلطان کے اختیار مین تہے اگر بقول متعصبین اسلام تلوار سے پہیلا ہے تو اس سے بڑہ کر اور کون موقعہ ہوسکتا تہا عیسائی کئی شکستون کے بعد اب یوروشیم بہی دے چکے اور آسمانی مدد کے ڈہکوسلے بہی طے ہوچکے اگر اسلام پیش کیا جاتا تو ان مایوس العذ خوف زدہ قیدیون مین سے ہزارون اسلام کو اپنی زندگی کا ذریعہ گردانتے اور جو اسلام قبول کرتے انکو تلوار کے کہاٹ اتار کر ہمیشہ کے لیے اسلامی مخالفت کا مادہ دور کیا جاتا مگر اللہ تعالی کا پاک حلم "لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ" اسکے صریح خلاف تہا سلطان جو رضائے مولا اور اتباع نبوی پر مرمٹا ہوا تہا۔ بہلا ایسا کیونکر کر سکتا تہا۔ اُس نے قیدیون کو نہایت عالی ظرفی اور فیاضی کے ساتھہ رخصت کر دیا جسکا خمیازہ بہی آخر ان جہان فراموش آزادشدہ عیسائیون سے بہگتنا پڑا۔ مگر سلطان اپنی کریمانہ فطرت اور فیاضانہ طبیعت سے مجبور تہا۔ غرض کہ زمانہ گذر گیا اور گذرتا رہے گا۔ خودغرض یورپ ایسی عدیم النظیر مثال نہ کبہی پیش کر سکا اور نہ کر سکے گا۔ یہہ تمام فیضان علماء اسلام کی محبت کا تہا جن سے حدیث و سیر سننا اور درس لینا اور اخلاق نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کا تتبع کرنا اور تقلید صحابہ کرام مین ساعی رہنا جسپر اسلامی ترقی کا مدار ہے اور ہمارے پر آشوب زمانہ مین مفقود ہے۔ الغرض نیک نیت سلطان ۲۷ رجب المرجب ۵۸۳ھ ہجری بروز جمعہ عین نماز جمعہ کے وقت شہر مین داخل ہوا یہ وہ مبارک اور مقدس وقت تہا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مدارج روحانی طے کرا کر مکہ معظمہ سے بیت المقدس مین دخول اور بیت اقصے سے آسمانی عروج حاصل ہوا تہا اور یہہ رات باعث نزول برکات لیلۃ المعراج عاشقون الہی و عارفان رموز کماہی مین شب وصال سے موسوم تہی اس مطابقت نے صلاح الدین کو مقبول الہی اور محبوب رسالت پناہی ثابت کر دیا اور اسکی خدمات حسنہ کو محمود اور مساعی جمیلہ کو مسعود بنا دیا سچ ہے۔

بیت

این سعادت بزور بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جای ناقوس و جرس تکبیر گویان رفتہ — بت پرستی رفت و توحید الٰہی شد بجا
جای صخرہ بد تصاویر خنازیر و صنم — و درشکستی ہمگنان را اے غلام مصطفےٰ
یکصدی گذشت وگرد آلا الہ ہرگز نشد — سہ بیک اندران سالہ این غلط راست شد روا
از نفاق مومنین شد اجتماع کافرین — کل مومن اخوۃ را تازہ کردی اے شہا
خانہ داؤد را مثل سلیمان ساختی — اے سلیمان زمان بر تو جہان جملہ فدا
عہد تو چون قرن اولی جامع علم یقین — کفر و بدعت را ربودی دین را دادی ضیا
کردہ کار صحابہ اے صلاح الدین ولی — من ترا مہدی بگویم یا عمر صاحب لوا
ای صلاح صلاح امت را عجب کردی پدید — حق سلطانی و شاہی خوب تر کردی ادا
یا الٰہی باز سلطان صلاح الدین برا — تا کہ امت را رہد از دولت و شفا

صور پر چڑھائی

سلطان ۲۵ شعبان ۵۸۳ھ ہجری تک بیت المقدس مین رہا اور سعادت روحانی حاصل کرتا رہا۔ اب شہر اور مضبوط مقامات مین صور کا قلعہ عیسایون کے قبضہ مین رہ گیا تھا۔ جسکی فتح کا سلطان کو بہت ہی فکر تھا اس لیے بیت المقدس سے روانہ ہوکر ۹ رمضان ۵۸۳ھ کو صور پہنچگیا اور نہر پر ڈیرے ڈالدیے جہان سے شہر صور نظر آتا تھا۔ جب تمام اسلامی فوج آچکی تو یہان سے چلکر شہر کے قریب ایک اونچے ٹیلے پر جا اترا جہان سے لڑائی کا نظارہ بخوبی کرسکتا تھا۔ اور محاصرہ شروع کیا۔ صور سمندر کے کنارے پر تو تھا ہی اور ایک دو طرف سے پانی اُس کی حفاظت کررہا تھا۔ مرکیس والی صور نے بڑی بڑی گہری خندقین کہودکر اور پانی سے بہرکر صور کو پانی کے درمیان جزیرہ بنادیا۔ جسکے قریب پہنچنا مشکل تھا۔ سلطان نے ہرچند تمام قلعہ شکن الات اور کلون سے کام لیا مگر فائدہ نہ ہوا۔ اسلامی لشکر نے وقت تقسیم کرلیا تھا ہر ایک فوج باری باری سے ہمت و شجاعت کے جوہر دکہاتی تہی صلاح الدین کا خاندان بڑہ بڑہ کر جانبازیان دکہاتا مثلاً شاہزادہ افضل اور ظاہر غازی اور سلطان کا بہائی ملک العادل بن ایوب و سلطان کا بہادر بہتیجا تقی الدین وغیرہ اس معرکہ کی جان تہے اور یہی حال دیگر سرداران لشکر کا تہا۔ فرنگی بیڑے نے مسلمانون کو سخت تنگ کردیا کیونکہ ایک طرف سے قلعہ والے آگ برساتے تہے دوسری طرف سے عیسائی بیڑا طوفان ڈہاتا تہا۔ جگہہ اور مکان کی تنگی کے سبب عیسایون کا کوئی نشانہ خطا نہ جاتا تہا۔ مسلمان برابر گرتے اور مرتے تہے۔ اس لیے فصیل تک پہنچنا مشکل ہوگیا۔ سلطان نے مصری جہازون کو جو عکا مین مقیم تہے صور بلالیا۔ اس اسلامی

اے صلاح صلاح است این چنین — کردہ چون نوردین اندر زمین۔
بیت اقدس را مقدس کردہ — خوش نمودی روح خیر المرسلین

سلطان نے جسقدر پیغمبرون کی یادگارین تہین اور عیسائیون کے ہاتھ سے خراب ہو گئین تہین سب مرمت کردین مسجدین تعمیر کرائین موذن اور امام مقرر کر دیے اور اُنکی جملہ ضروریات کو پورا کر دیا اور ایک بہت بڑے پیمانے پر شافعی مدرسے بیت العلوم بنایا۔ اور حضرت صوفیائے کے لیے مہمان خانے اور خانقاہین تعمیر کرائین اور تمام علوم کے لیے مدرسے بنائے عیسائی بیوگان اور یتامی کو زر کثیر دیا اور زخمی و بیمار عیسائیون کے لیے شفاخانے بنوائے۔ اور صلاح الدین جیسے فیاض اور اولوالعزم و بیدار مغز سلطان سے بیت المقدس کی عظمت اور بزرگی کے شایان جس اہتمام اور سلوک کی امید تھی کی گئی۔ اور جس تقلید مین اسکے نامور خاندان کے جانشینون نے بھی بیت المقدس کے شان و شوکت بڑہانے مین کوتاہی نہ کی۔

سلطان نے ستر خطوط اس مبارک فتح کے متعلق اطراف و جوانب کے سلاطین۔ امرا۔ علما۔ مشائخ۔ صوفیا کے نام عماد کاتب سے لکھوائے اور دربار بغداد کو ایک طویل مراسلہ مین محاربہ اور فتح کے مفصل حالات اور نصرت و تقدیس تمام واقعات لکھے اور ہر ایک خط مین اس کامیابی کو محض تائید الٰہی سے منسوب کیا اور اپنے آپ کو ایک بندۂ عاجز و مغلوب ظاہر کیا جو خدا پرستی کا نشان تہا۔

تمام ممالک اسلام مین خصوصاً بغداد مین اس مژدہ راحت افزا پر خوشیان منائی گئین اور ہر ایک طرف سے سلطان کو مبارکباد کے خطوط آنے لگے شعرا نے مبارکباد کے قصائد پڑہے جو بجائے خود ایک دفتر عظیم ہین اور عماد کاتب کا طویل قصیدہ اور دیگر شعرا کے قصائد عربی تاریخون اور ادب کی کتابون مین محفوظ ہین ان فضلا کے اعلی مضامین کا ترجمہ کرنا بہی انکے خیالات کا خون کرنا ہے فقیر مؤلف محض جوش محبت سے چند شعر لکھ کر نذر کرتا ہے اور صلہ خدا تعالی سے خاتمہ بالخیر کا چاہتا ہے۔

از مؤلف

مژدہ باد ای بیت اقدس با فتح عز و علا — از پے سلطان غازی سالک راہ ہدیٰ
در صداقت بوبکر فاروقی بہ انصاف عدل — در حیا عثمان و علی اندر غزا شیر خدا
یادگار خالدی را بازہ برپا کردہ ست — بوعبیدہ را نمودہ شاد و خرم از غزا
آن نبی محترم ہر جا نمودہ در حرم — ہمچنان کردہ صلاح الدین بفضلی برملا
لکہ شادی میکند از حالت ارض مقدس — از سما روح الامین گوید ترا صد مرحبا

بوقت محاصرۂ صور ہونین کو فتح کیا گیا تہا۔ چونکہ سلطان سے نکمان بیٹہنا مشکل تہا۔ اب ماہ محرم ۵۸۴ھ ہجری کو سلطان اپنی قلیل فوج کے ساتہہ قلعہ کرک پر حملہ آور ہوا یہہ پہاڑی قلعہ اردن کے قریب تہا اور مسافرون کا رستہ بند کر رکہا تہا ہمیشہ ڈاکہ زنی سے تجار اور حجاج کے لیے ایک مصیبت تہی سلطان کا خیال تہا کہ قلعہ مین فوج قلیل ہوگی اور فتح آسانی سے ہوگی لیکن کرک پہونچکر دیکہا کہ قلعہ اونچے پہاڑ پر مضبوط جگہہ واقع ہے ہرچند کوشش کی گئی مگر فتح میسر نہ ہوئی۔ اس لیے سلطان بہت تہوڑی فوج محاصرہ پر چہوڑکر خود دمشق کو چلا گیا۔ اور جمع آوری کرکے احکام جاری کیے۔ چونکہ شام کے مغربی اور جنوبی حصہ کو فتح کر چکا تہا اس لیے اب شمال کی طرف رخ کیا۔ دمشق سے حمص پہنچا اور عیسائی علاقہ کو تہ و بالا کرتا ہوا طرابلس گیا۔ اور وہان سے حصن اکراد کو چلا تاکہ عماد الدین والی موصل اور مظفر الدین والی حلب کا استقبال کرے جوکہ جہاد کے عزم سے آرہے تہے۔ نہر عاصی پر مجاہدین کا ملاپ ہوا۔ اور اسی جگہہ قبائل عرب کے مجاہدین بہی پہونچ گئے۔ حصن الاکراد کے اردگرد کے قلعہ فتح کرتا رہا۔ اور اپنے بیٹون شہزادہ ملک ظاہر اور ملک مظفر کو انطاکیہ کے قریب حاضر ہونیکا حکم دیا تاکہ دشمن کو حملہ کرنے کا موقعہ دین۔ ماہ ربیع الاول اسطرح گذر گیا۔ ۶ جمادی الاول ۵۸۴ھ کو انطرسوس کو جا گہیرا اور اسکو فتح کرکے جبلہ کی طرف بڑہا شہر پر تو قبضہ ہوگیا مگر اہل قلعہ نے مقابلہ کیا۔ اور ۱۹ ماہ مذکور کو عاجز آکر قلعہ حوالہ سلطان کر دیا۔ ۲۲ جمادی الاول کو لاذقیہ کو چلا یہہ پہاڑی قلعہ تہے۔ عیسائی قلعہ بند ہوگئے مگر مسلمانون نے سرنگ لگاکر قلعہ کی جڑ دن کو اکہاڑ ڈالا جس سے قلعہ والون نے تنگ ہوکر تین دن کے بعد امان لے کر قلعہ دیدیا۔ اور جزیہ دینا قبول کرکے بدستور سابق آزادی کے ساتہہ لاذقیہ کے سرسبز اور شاداب اور فرحت افزا دلکشا شہر مین رہنے لگے۔ اس خوبصورت اور آباد عالی شان شہر اور اسکے بندر کو دیکہہ کر سلطان نے خدا تعالی کی عنایات کا ایک ادنی مخلوق کی طرح شکریہ ادا کیا۔

سلطان نور الدین کی وفات کے بعد کچہہ تفرقہ اور فساد مسلمانون مین پیدا ہوگیا۔ اسی سے شام کے عیسائی منہ اوریان کرنے لگے اور چند ایک کامیابیون خصوصاً صلاح الدین کو عسقلان کی شکست دینے سے انکو قوی یقین ہوگیا تہا۔ کہ مسلمانون کو ایک ایک کر مار لینگے۔ اور یورپ کو بہی امید بندہ گئی تہی کہ شامی عیسائی بلا مدد اپنے آپ کو سنبہال ہی نہین لینگے بلکہ اسلامی سلطنت کے متفرق اجزا کو جلدی ہی تباہ کرسکینگے مگر طبریہ کے نزدیک حطین کی شکست نے عیسائیون کو چونکا دیا۔ اور یورپ مین دہائی مچانی شروع ہوگئی۔ مگر جب بیت المقدس بہی چہن گیا تو شیون و بکا کی کوئی انتہا نہ رہی کئی ایک بزرگوار عیسائی یورپ پہنچا اور ہر ایک قسم کی طبعزاد فسانون سے عیسائیون کو بہڑکایا۔ اور قبر مسیح علیہ السلام کے چہوڑانے کی ترغیب دیتے رہے ایک تصویر

بیڑے نے عیسائی بیڑے کا ناکہ بند کردیا اور مسلمانون پر حملہ کرنے سے روک دیا اسوقت محاصرین کو اطمینان سے لڑنے کا موقعہ ملا۔ اور عیسایون کا قافیہ تنگ کردیا اور قریب تہا کہ ایک دو حملہ مین شہر فتح ہو جاتا۔ لیکن ناگہان ایسا واقعہ پیش آیا جس سے معاملہ بگڑ گیا مسلمانون کے پانچ جہاز خلیج صور کے مقابل عیسایون کی آمد و رفت روکنے کے لیے متعین تھے ایک دفعہ رات رات بہر پہرہ دیتے رہے صبح صادق کے وقت اطمینان سے سوگئے کہ ناگہان مخالف کے جہازون نے آکر گہیر لیا۔ اور قتل کرنا شروع کیا کچھ مارے گئے اور کچھ قید ہوگئے۔ اور کچھ ڈوب گئے۔ چند تیر کر بچ گئے سلطان نے دیکہا کہ باقی جہازون کی تعداد اسقدر نہین کہ مخالف کا مقابلہ کرسکے اسلیے اس شکست یافتہ بیڑے کو بیروت جانے کا حکم دیدیا مگر عیسایون نے تعاقب کیا چہوٹا جہازی مسلمان یہ حالت دیکہہ کر خشکی پر اتر پڑے اور بچ گئے۔ اور جہازون کو سلطان نے توڑ کر نکما کردیا۔ اور صور پر خشکی کی طرف سے لڑائی کا زور ڈالا مگر جگہہ کی تنگی کے سبب سے مسلمان نہ دل کہولکر لڑسکتے نہ حملہ کرسکتے تہے۔

ایکدن عصر کے وقت بہادر عیسائی شہر سے نکلکر لڑے اور دونون فریق کمال بہادری سے لڑے اور غروب آفتاب تک کٹتے مرتے رہے ایک عیسائی بہادر شہسوار کمال درجہ کا تہور دکہا کر مسلمانون پر حملہ آور ہوا اور بہتون کو مار کر قید ہوا اور اسطرح کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی سلطان اسقدر طول محاصرہ کو دیکہکر فتح سے مایوس ہوگیا۔ اور آخر شوال ۵۸۳ھ ہجری کو محاصرہ چہوڑکر صور سے عکا کو چلا گیا۔ یہ ناکامی بقول مورخین سلطان کو اپنی بے احتیاطی کے سبب سے حاصل ہوئی سلطان جب کسی شہر اور قلعہ کو فتح کرتا اور اسکے عیسائی باشندون اور فوجی اشخاص کو امان دیدیتا۔ چنانچہ عسقلان۔ عکا۔ بیت المقدس وغیرہ کے جنگی اور ملکی عہدہ دار اور سپاہی۔ تاجر اور مہاجر وغیرہ ہرایک قسم کے عیسائی تمام زر و مال اور سامان جنگ لیکر صور مین پناہ گزین تہے اور حفاظت صور پر رقم کثیر خرچ کی گئی تہی اور جزائر بحیرہ روم کے عیسایون سے مدد مانگی تہی اور یورپ مین بہی بیت المقدس کے ماتمی گرم جوش بہونچ کر آسمان کو سر پر اٹہا رہے تہے جنہون نے مدد دینا منظور کیا اور لکہا تہا کہ صور پہونچنے تک صور کی پوری حفاظت کیجائے تاکہ سرزمین شام کے عیسایون کی دار الہجرت قائم رہے اسی وجہ سے اہل صور کی ہمت بڑہ گئی تہی اور مقابلہ سخت کرنے لگے تہے اور یہی صور آئندہ ناسور بن گیا۔

سلطان نے عکا پہونچکر فوج کو اپنے اپنے وطن جانے کی رخصت دیدی تاکہ جاڑے کے دن گہرون مین گذار کر موسم بہار مین واپس آئین۔ مصری۔ شامی۔ موصلی۔ عراقی۔ عربی۔ فوجین اپنے گہرون کو چلی گئین۔ اور شیردل سلطان کے ساتہہ صرف فوج خاصہ رہ گئی۔

اسی طرح جانون پر کہیل کر فصیل سے جا چمٹے اور کٹتے مرتے سیڑہیان لگا کر فصیل پر چڑھ گئے اسطرح تمام فصیلون پر تصرف کر لیا۔ اور تمام گودام اور اسباب لے لیا۔ عیسائی قلعہ آرک مین محصور ہوگئے اور بہادرانہ طور سے لڑے مگر ناک مین دم آگئے اور امان کے طالب ہوئے۔ سلطان نے جن شرائط پر بیت المقدس والون کو امان دی تہی۔ انہین شرائط پر امان دیدی سلطان کا قبضہ ہوگیا۔ اور عیسائی صحیح سلامت چلے گئے اور یہہ سلامتی جان ومال اسلام کے فیاضانہ احکام کی بدولت تہی جو سلطان کو بصورت خواہش امان تلوار اٹہانے سے روکتی تہی صفت رحم جو قرآن کی ابتدائی تعلیم (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) سے ہی شروع ہوتی ہے صلاح الدین جیسے متخلق باخلاق اللہ خلیفہ رسول مقبول کو جنگجو مگر شکستہ کمر بے یار و مددگار دشمن پر مہربان کرتے تہے۔ سلطان نے قلعہ کا حاکم امیر ناصر الدین کو مقرر کیا۔ اور قلعہ کو سابق سے بہی زیادہ مستحکم کر دیا۔

دیگر قلعے

فتح صیہون کے بعد۔ بلاطنوس۔ عید۔ جماہرین۔ پر قبضہ جماتا ہوا قلعہ بکاس مین پہونچا جہان کی فوج قلعہ شغر مین چلی گئی تاکہ دونون جگہہ کی فوج ملکر ایک مضبوط مقابلہ سے شغر کو بچا سکین یہہ قلعہ بہت اونچا تہا اور وہان تک پہنچنا مشکل تہا۔ مگر چونکہ سلطانی علاقہ شام کا آسان اور کم مسافت رستہ پر یہہ دونون قلعے تہے انکا سر کرنا ضروری تہا۔ آخر قلعہ شکن آلات لگائے گئے مگر باہر سے ایک پتھر بہی اندر نہ جا سکتا تہا اور مسلمان حیران تہے کہ سلطان صلاح الدین معہ سرداران فوج قلعہ کی فتح کی تجاویز سوچ رہا تہا۔ کہ کسی نے کہا یہ وہ قلعہ ہے جسکے حق مین خدا فرماتا ہے "فَمَا اسْتَطَاعُوْا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا" فاضل سلطان نے فوراً جواب دیا کہ "اَوْ يَاْتِيَ اللّٰهُ بِنَصْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ وَفَتْحٍ" سلطان کی یہ کرامت سمجھو یا نور فراست ابہی یہہ بات ختم نہ ہونے پائی تہی کہ ایک عیسائی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ تین دن تک انتظار کرین یا قلعہ تسلیم کرا دونگا۔ یا خود چلا جاؤنگا۔ سلطان سے اپنی اور اپنے متعلقین کی جان ومال کی امان لے کر واپس گیا اور تین روز کے بعد قلعہ حوالہ سلطان کر دیا۔ اس واقعہ کی اصل یہہ تہی کہ قلعہ والے اگرچہ مدت تک مقابلہ کر سکتے تہے لیکن سلطانی حرب سے تنگ آگئے اور والی انطاکیہ کو مدد کے لیے لکہا کہ اگر تین دن تک کمکی فوج نہ آئی تو قلعہ حوالہ سلطان کیا جائے گا عیسائی مذکور نے اسی واسطے تین دن کی میعاد رکہی تہی کہ اگر انطاکیہ سے مدد آگئی تو فبہا ورنہ میری جان تو بچ جائے گی نفسانیت سے کوئی قوم خالی نہین یہ قومی ہمدردی کی لن ترانیان وقت پر سب بہول جاتی ہین اور نفسی نفسی کی صدائین دینے لگتے ہین۔ اس قلعہ پر سلطان نے قلیج نامی جنرل کو مقرر کیا۔

سلطان کے بیٹے ظاہر غازی نے سرمینیہ کو بزور شمشیر فتح کیا۔ یہہ تمام قلعے ۲ ماہ مین فتح ہوئے اور سب

ان دنون ایک بردست سلطنت تھی اور شام کے قریب تھی مسلمانان افریقیہ پر اپنی تلوار بن چلا کر جہادی جوہر مین شہرۂ آفاق تھے اس لیے سب سے پہلے انہین کے ساتھہ جہاز پہنچے اور سسلی کے امیر البحر نے سلطان صلاح الدین کی خدمت مین حاضر ہوکر کہا کہ جو کچھ آپنے عیسایون کے ساتھہ کیا وہ کر چکے اب وہ تمام مفتوحہ ملک واپس دیجیے ورنہ سمندر کی طرف سے اسقدر یورپ سے فوجین آئیں گی کہ آپکو پیچھا چھوڑانا مشکل ہوجائے گا بعد پ قبر مسیح کی حفاظت کسی غیر مسیحی قوم کے ہاتھہ دیکھہ نہین سکتا۔ ورنہ بیت المقدس کو کھو سکتی ہے مشہور سلطان ان گیدڑ بھبکیون کب آنیوالا تھا جواب مین "حَسْبِيَ اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ" پڑھکر کہا کہ یورپ کو وہی مزہ چکہایا جائے گا جو اسکے اور بہائی چکھہ چکے ہین۔

یہ جواب دندان شکن سُنکر امیر البحر چلا گیا۔ اور جان لیا کہ یہان دال نہین گلتی اور اسطرح فتحکا سہرا سر نہین باندہ سکتا۔ اور بغیر امداد یورپ ساحل شام پر قدم نہین جما سکتا اس لیے صور کو جو عیسایون کے قبضہ مین تہا۔ چلا گیا۔ اور فرانس و انگلستان کے باہمی نزاع کے سبب سلطان کو فرصت ملگئی اور شمالی ساحل کے علاقہ کے فتح کرنے کو دلی اطمینان سے ہوگیا۔ انطاکیہ جو اب تک سلطانی حملات سے بچا ہوا تہا اُس کیطرف متوجہ ہوا اور اس کے متعلقہ علاقہ کو سر کرنے لگا۔ انطاکیہ کے سر پر شہزادہ افضل ظاہر غازی بیٹھے ہوئے تہے کہ والی انطاکیہ نے سر اُٹھایا نہین کہ شہباز کی طرح دبوچ نہین۔ سلطان بلاد و امصار واقعہ انطاکیہ کو بلا مزاحمت فتح کرنے لگا جہان کہین فتح مین دیر واقع ہوئی وہ صرف وہان کے مقامی مشکلات سے پیدا ہوئی۔ بلند پہاڑی مضبوط قلعون تک پہونچنا مشکل ہوتا تہا۔

فتح قلعہ صیہون

۲۷ جمادی الاول ۵۸۴ھ کو سلطان لاذقیہ سے صیہون کو روانہ ہوا۔ یہہ قلعہ ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر آسمان سے باتین کر رہا تہا۔ اسکے گرد ایک نہایت عمیق کہائی ایک سو بیس گز چوڑی پانی سے لبریز تہی قلعہ کے گرد پانچ پختہ فصیلین کمال مستحکم بنی ہوئی تہین قلعہ کا فتح ہونا مشکل نظر آتا تہا صلاح الدین قلعہ کے متصل پہاڑ پر جا اترا منجنیقین کلین لگادین مگر فائدہ نہ ہوا سلطان نے اپنے بیٹے ظاہر غازی والی حلب کو بلا بھیجا جسکی فوج ان دنون مین قلعہ شکنی مین نہایت مشاق اور شہرۂ آفاق تہی حلب کا لشکر ایک تنگ مکان مین اُترا۔ اور کلین لگادین۔ عیسائی بہادر بس قلعہ سے نکلکر لڑتے اور حق شجاعت ادا کرتے تہے۔ ایک دن سلطان نے فوج کی کمان خود لی اور لشکر اللہ اکبر کے نعرے مار کر پہاڑ کی ایک چوٹی پر قابض ہوگیا۔ اور تیہسرے دن کی آزمین لیٹ لٹاکر قلعہ والون کے نشانون سے بچتا بچاتا مسلمان اور

کرتا اور اسطرح ہر ایک حصہ کو آرام ملجاتا۔ اور اسطرح کئی روز لڑائی کا زور رہا۔ ایک دن ۷ ۲ جمادی الاخرہ کو ایک حصہ فوج ڈویزن) نے قلعہ پر حملہ کیا اور عیسائی بہی قلعہ سے نکلکر بہادرانہ طور سے بڑہے مگر مسلمان ڈالون کی آڑ مین تیر برساتے بڑہے چلے گئے اور پہاڑ تک جا پہونچے مگر پہاڑی چڑہائی اور قلعہ کی اونچائی اور مخالفون کی تیر بارانی اور سنگ غلطانی نے سوا سیکڑون کی شہادت کے کوئی فائدہ نہ دیا۔ اس حصہ کی کمک و امداد کی دوسرا حصہ بڑہا جسکی کمان خود سلطان کر رہا تہا تہی سلطان صفون مین گہومتا تہا اور جنگی جوش و بہادرانہ اور جہاد کے فضائل بیان کرتا۔ **لمؤلفہ**

شہید یکہ جان در رہش میدہد
بمحشر بسر تاج عشرت نہد

نمرد انکہ در راہ حق جان بداد
بفردوس اعلی قدم در نہاد

سعادت کسی رہست کو در بشر
عدو را شمار و یکے ہیچ مرد

خلود جنان از جہاد آمدہ
ازین در رضائی خدا آمدہ

گناہان شوند شستہ از آب تیغ
چو آرایش گلبن از ابر میغ۔

چو رفتن ضرورست زین راہ گذر
ہمان بہ کہ میری بہ تیغ و تبر

سلطان کی اس غازیانہ صدا نے مسلمانون کو شوق شہادت سے بیتاب کر دیا اور دوسری ڈویژن کے تہکتے ہی تمام فوج نے حملہ کر دیا جسکا مقابلہ عیسائی محصورین نے کمال درجہ کی جان فروشی سے کیا۔ لیکن اسلامی سیلاب کو نہ روک سکے اور مسلمان بزور شمشیر عیسائیون تک پہونچ گئے اور عیسائی قلعہ مین لوٹ گئے۔ جنکے ساتھ ہی چند بہادر مسلمان گہس گئے! اور مشرقی جانب سے بہی مسلمان فصیل پر چڑہ گئے اور قلعہ فتح کر لیا عیسائی قلعہ ارک مین محصور ہوگئے مسلمان سرنگ لگانے لگے عیسائیون کے پاس جسقدر مسلمان قیدی تہے انکو رسون اور لکڑیون سے باندہ کر قلعہ پر سے دکہلا دیا کہ اگر تم قلعہ اوڑاؤ گے یا ہمکو کوئی نقصان پہنچاؤ گے تو اسقدر مسلمانون کو آگ مین بہونگ ڈالین گے۔ واقعی یہہ نظارہ نہایت ہولناک تہا خصوصًا قیدیون کے پاس عہدان اور ہمت و حوصلہ کی فقدان اور انکے استقلال ایمان کے امتحان کا سخت نازک موقعہ تہا مگر ان عاشقان اسلام نے جون ہی ان پیروان موحدین محاصرین کا آوازہ تکبیر سُنا وہین قید کی حالت مین اللہ اکبر کی مہیب گونج سے قلعہ کی در و دیوار کو ہلا دیا اور ثابت کر دیا کہ سچے مسلمان اخیر دم تک بہی قوم کی بہبودی اور بہتری کا خیال نہین چہوڑتے قوم کی جان فروشی اور امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہتری کے واسطے قربان ہونا سچے مسلمانون کے نزدیک کوئی بڑی بات نہین ہے اس پاک گروہ کی خلوص نے اپنا اثر دکہایا اور قلعہ والون نے ان قیدیون کی بیخوف و خطر قربانی سے سمجھ لیا کہ ان کی موت سے ہماری اور معتین

مسلمان قیدی رہا کر انعام واکرام دیکر گہرون کو روانہ کیئے گئے۔

قلعہ برزیہ

سلطان قلعہ شغر سے قلعہ برزیہ کو روانہ ہوا جو افامیہ کے مقابل ایک بلند پہاڑ پر واقع تہا دونون کے درمیان ایک جہیل تہی جسمین بارش اور کوہ برزیہ کے قدرتی چشمون اور آبشارون کا پانی آکر جمع ہوا کرتا تہا۔ اسکی شمالی اور جنوبی جانب کو اسقدر اونچے پہاڑ تہے کہ ادہر سے چڑہنا اور گذرنا ممکن ہی نہ تہا۔ مشرق کی طرف سے تنگ رستہ تہا جہان اہل قلعہ دست بشمشیر تیار بیٹہے تہے۔ مغربی طرف وادی تہی جہان اگرچہ کوہستانی سلسلہ موجود تہا مگر سوا اسکے اور کسی طرف سے حملہ کا امکان نہ تہا اسلیے اسی طرف سے حملہ کیا گیا اور کلین نصب کی گئین۔

اسی لڑائی مین ابن اثیر مشہور مورخ ثواب جہاد کے لیے شریک جہاد تہا صلاح الدین کے قومی جوش کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ مورخ بہی لڑائیون مین حصہ لیتے تہے جنگی شرکت قومی کامون مین نہایت ضروری تہی ان لوگون کو تہ دار کی طبائع پر بہت کچہ پڑسکتا ہے افسوس کہ چند صدیون سے سلاطین اسلام کی غفلت یا علماء کی کم ہمتی سے یہ مفید گروہ صرف کتاب کا کیڑا بن گیا یا بنایا گیا اور انکی طبائع پر وہم و جبن یہانتک طاری ہوگیا کہ عورات بلکہ عورات سے زیادہ بزدل شمار ہونے لگے اور عموماً عزلت و خلوت شیوہ اور قبول صدقات کو پیشہ سمجہنے لگے اور اپنی حفاظت کے قابل بہی نہ رہے۔ جیسا کہ تیمور کا سلوک مشہور ہے کہ لشکر کے پیچہے عورتون کو اور عورتون کے پیچہے علماء کو رکہا کرتا تہا۔ مگر اس مین سلاطین زمان کی ذاتی تعیش و شرعی نفرت کا زیادہ قصور ہے کہ وہ علماء کو اپنی نفسانی اغراض کے حصول مین سد راہ سمجہتے تہے۔ اور عیاش اور غیر متشرع خلیع العذار اشخاص کو ندیم و مشیر بناتے تہے۔

تاریخ زمانہ بتا رہی ہے کہ حضرت علماء و صوفیاء و صلحا کے وجود باجود سے ہر ایک زمانہ حوادث مین امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کو بہت کچہ کامیابی حاصل ہوئی ہے زمانہ حال مین جہان جہان اسلامی چراغ ٹمٹما رہے ہین وہان اس پاک گروہ کی روحانی تاثیر سے کبہی کبہی قومی جوش کی لہر نظر آجاتی ہے۔ بعد حریص مخالفون کو در مقصود ہاتہ مین لانے سے روکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ چالاک مخالفین اسلام کا جہان جہان بس چلتا ہے اس گروہ کی تایید کرنے مین کوئی حکمت عملی اٹہا نہین رکہتے خیر یہ ہمارا سودا بطور جملہ معترضہ تہا آمدم برسر مطلب سلطان نے جب دیکہا کہ منجنیقون سے قلعہ والون کا کچہ نقصان نہین ہوتا تو عام حملہ کے لیئے فوج کے تین حصے کیئے پہلا حصہ (ڈویژن) جب حملے سے تنگ ہو جاتا تو دوسرا حصہ ہاتہ بٹاتا اسطرح تیسرا حصہ کام

اس سے حملہ مین آسانی ہوگئی۔ گو ابہی قلعہ کی تسخیر دور تہی مگر سلطانی اقبال کام کر گیا۔ اور قلعہ والے ہمت ہار کر خواہان امان ہوئے جو منظور کی گئی اور قلعہ معہ جملہ ذخائر و میگزین وغیرہ سلطان کے ہاتہہ لگا۔ چونکہ اسقدر وسیع قلعہ کے لیے سلطان کے پاس فوج کافی نہ تہی قلعہ گرا یا گیا جسکا افسوس سلطان کو عمر بہر رہا اس جگہہ ابن الیون شاہ ارمینا نے قلعہ بنا کر مسلمانون کو بعد مین تنگ کیا اور علاقہ حلب کو تاخت و تاراج کیا اور برباد کیا۔

انطاکیہ اور میعادی صلح

بعد اس اور دربساک کے فتح ہونے سے انطاکیہ اکیلا رہ گیا۔ اور ان مفید اعضا کے کٹنے سے نہایت ہی کمزور ہو گیا۔ اب سلطانی افواج نے انطاکیہ کو گہیر لیا۔ والی انطاکیہ کے پاس اگرچہ فوج و سامان بہت تہا مگر اُس نے جہٹ درخواست صلح پیش کر دی اگرچہ اس عظیم الشان شہر کی فتح ہونے مین مشکلات بہی تہین مگر صلاح الدین کی ہمت اور غازیون کی شجاعت اور عام اسلامی رعب سے جو عیسائیون کے دلون پر بیٹھ گیا انطاکیہ چند ہفتہ سے زیادہ اسلامی سیلاب کے سامنے نہ ٹہیر سکتا تہا۔ لیکن سلطان بفحوای الصلح خیر صلح پر مجبور تہا۔ مسلمان قیدی چہوڑے گئے اور آٹہہ ماہ کی میعادی صلح کی گئی۔

والی انطاکیہ نے تو بلا مقابلہ فوراً اس لیے صلح کی درخواست کر دی کہ شام کے عیسائیون نے کاغذی گہوڑے دوڑا کر یورپ کو سلطان کے برخلاف بہڑکا دیا تہا۔ اور یورپ مین نہایت وسیع پیمانے پر تیاریان ہو رہی تہین انطاکیہ والے چاہتے تہے کہ مجاہدین یورپ کے آنے تک بہادران اسلام سے جان بچائی رکہین اکیلے لڑتے تو وہی حشر ہوتا جو اُنکے بہائیون کا ہر جگہہ ہوا تہا وہ جانتے تہے کہ دیندار سلطان بپابندی احکام فرقان صلح سے انکار نہین کر سکتا اور قتل نفوس سے بہی اُسکو طبعاً نفرت ہے اس لیے وہ فائدہ اُٹہا گئے اور بچ بچا کر آمدہ صلیبی جنگ مین حصہ لے سکے۔

مگر اوہر سلطان بہی ایسا نادان نہ تہا۔ ایک تو وہ کسی طرح بہی رد نہ کر سکتا تہا۔ دوئم یورپ کے شور و شغب سے بہی بے خبر نہ تہا۔ اُسکی فوج متواتر لڑائیون سے اوکتا گئی تہی اور وطنون سے نکلے سپاہیون کو عرصہ گذر گیا تہا۔ جاڑے کا موسم آگیا تہا۔ اور یورپ کی چڑہائی کی خبرین سرگرم تہین اسلیے سلطان کو ایک بہت بڑی مہم کے لیے تیار رہنا تہا۔ فوج کو رخصت پر بہیجنا اور آیندہ معرکہ کے لیے کمال اہتمام سے انتظام جنگ کرنا ضروری تہا۔ اور اس کے لیے فرصت و اطمینان بکار تہی پس مآل اندیش سلطان بہی اس صلح سے خسارہ مین نہ رہا اور صلح سے عام جلال اسلامی بٹہا کر واپس ہوا۔ اور ماہ رمضان مین دمشق پہونچ گیا۔

زیادہ ہونگی۔ اس لیے ڈر کر ہتھیار ڈالدیے اور قلعہ حوالہ سلطان کر دیا۔ حاکم قلعہ جو گورنر انطاکیہ کا ہمزلف تھا۔ کبھی سلطان سے اتحاد رکھتا تھا۔ اسکی سفارش سے عیسائی قیدی چھوڑ دیے گئے۔

قیدیوں میں والی انطاکیہ کی بیوی اور بیٹی بھی تھی جنکا قابو رکھنا پولیٹیکل خیال سے نہایت مفید تھا اور غالباً انہیں قیدیوں کی وجہ سے انطاکیہ فتح یا کم سے کم زر کثیر ادا کرتا۔ لیکن سلطان کو شاہی خاندان کی مستورات کو ستانا اور عورتوں کو اپنی فتوحات کا موجب بنانا اسلامی ننگ و ناموس کے خلاف اور اپنی سچی بہادرانہ شرافت کی منافی دکھاد یتا تھا۔ اس لیے ان شاہی قیدیوں کو معہ انکے متعلقین کے عزت و حرمت کے ساتھ انطاکیہ کو روانہ کر دیا۔

فتح درب ساک

سلطان یہاں سے فارغ ہو کر ماہ رجب کو درب ساک پہونچا۔ یہاں فرنگیوں کا میگزین وغیرہ اڑی وقتوں کے لیے جمع رہتا تھا۔ اس لیے اُس کی فتح ضروری تھی۔ سلطان نے محاصرہ کیا اور دو روز کی سخت لڑائی کے بعد مدد سے مایوس ہو کر بشرط امان قلعہ حوالے سلطان کیا گیا۔

فتح بغراس

اس کے بعد سلطان نے قلعہ بغراس کی فتح کا ارادہ کیا۔ امرائے لشکر میں اختلاف رائے ہو گیا بعض کہتے تھے کہ چونکہ یہ عالیشان قلعہ انطاکیہ کے قریب ہے اس لیے ہمیں انطاکیہ کی فوج کے روکنے اور ناکہ بندی کرنے کے لیے بہت سی فوج درکار ہوگی باقی قلیل فوج سے اس عالی شان قلعہ کا محاصرہ نہیں ہو سکیگا۔ دیندار سلطان نے استخارہ کیا بشارات فتح کا اشارہ ہوا اسلیے شیر دل سلطان نے اپنی فوج کا حصہ کثیر انطاکیہ کے مقابل متعین کیا جن بہادروں نے صرف فوج انطاکیہ کو ہی نرد کا بلکہ علاقہ انطاکیہ اور مضافات میں شوکت سلطانی اور شمشیر اسلامی کا سکہ بٹھلا دیا۔ بہادر سلطان نے عون الٰہی پر بھروسہ کر کے قلیل فوج کے ساتھ اس نا ممکن الفتح قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اگرچہ آمد فوج کی جمعیت بہت ہی تھوڑی تھی مگر انکا کمانیر وہ جوانمرد تھا کہ جسکی مجاہدانہ نگاہ میں ہر ایک مشکل آسان تھی قلت فوج کا معاوضہ اس کی اولوالعزمی کر دیتی تھی۔ قلعہ شکن کلیں لگائی گئیں مگر قلعہ سقدر اونچا تھا کہ کوئی نشانہ قلعہ تک پہونچ سکتا تھا۔ بظاہر فتح محالات سے دکھائی دیتی تھی سلمانوں نے آس پاس کے اونچے پہاڑوں پر مورچے قائم کر لیے مگر دشمن پانی کی کمیابی سے منونہ حسرت ہے لگا اولوالعزم سلطان نے نیچے سے پانی اوپر پہونچا کر کئی حوض بھروا دیے اور

اور دلیرانہ مقابلہ کیا فوج سلطانی نے حملات متواترہ سے قافیہ تنگ کردیا مگر کئی رات دن کی بارش نے حملہ آورون کی تدابیر پر پانی پھیر دیا لیکن جون ہی بارش تھمی اور ہاتھ پاؤن کھلے مسلمان لگاتار حملون سے عیسایون کو دباتے مارتے فصیل قلعہ تک پہنچ گئے اور سرنگین لگا کر دیوار گرادی عیسایون نے بشرط امان قلعہ دینے کی درخواست کی جسکی منظوری ہوئی عیسائی تو صور کو چلے گئے اور قلعہ پر نصف ذیقعدہ کو اسلامی تسلط ہو گیا اور فتح کرک سے تمام اسلامی فتوحات کا سلسلہ ملگیا اور عریش سے لیکر حجاز تک ...... اور کرک سے شوبک تک تمام رستہ کھل گیا۔ اور صور کے سوا علاقہ ساحل بیروت تک اور انطاکیہ کے تمام قلعے بلکہ سرحدی قلعہ جبلہ اور لاذقیہ بھی بلاد لاون تک اسلامی تصرف مین آگئے۔ طرابلس کی تسخیر کی تجویز عنقریب پیش در پیش تھی جسکو قہر سلطانی سے بچانیوالا شام مین کوئی نظر نہ آتا تھا۔

ان فتوحات سے فارغ ہو کر سلطان معہ ملک العادل عید الضحیٰ تک بیت المقدس رہا اور فیض روحانی اور تجلیات رحمانی حاصل کرتا رہا بعد ازان عسقلان گیا اور انتظام ملکی مین مصروف رہا اور ملک عادل کو معہ شاہزادہ عزیز عثمان مصر کو روانہ کیا اور خود عکا کو چلا گیا۔ سرحدی حفاظت اور فوج کی نئی بھرتی اور سامان کی درستی اور عکا مستحکم عمارات کی تعمیر کراتا رہا اور دمشق پہونچکر رعایا کی امن وامان اور تبدیلی حکام اور ملکی انتظام اور جنگی اہتمام مین توڑ کوششین کرتا رہا۔ سلطان عکا سے دمشق پہونچا جہان بغداد کے سفیر کی واپسی پر بیش قیمت اور تحائف اور عیسائی قیدیون کے علاوہ عیسائی بادشاہ کا تاج اور صلیب اعظم بھی تھی جو صخرہ دمشق کی ہوئی تھی سو ربیع الاول ۵۸۵ھ کو سلطان نے شقیف ارنوم کو فتح کیا سلطان نے اس سے ایک سال پہلے گوئی عیسائی بادشاہ کو جو جنگ حطین واقع طبریہ کے وقت سے قید تھا اس کی حالت پر رحم کرکے کہا تھا کہ تمکو ایکسال بعد چھوڑ دیا جائیگا اب بقول الکریم اذا وعد وفی سلطان نے گوئی کو اس شرط اور انجیل مقدس پر قسم دیکر چھوڑ دیا کہ وہ کبھی سلطان کے برخلاف تلوار نہ اٹھائے گا۔ گوئی نے انجیل کی حرمت اور اپنے وعدہ کی عزت جو کچھ کی وہ آیندہ معلوم ہو جائے گی۔ عیسائیون کی بدعہدی اور وعدہ شکنی کا تجربہ سلطان کو بارہا ہو چکا ہوا تھا۔ اور جانتا تھا کہ عیسائی عہد کوئی شے نہین لیکن سلطان جو لفظ زبان سے نکال چکا تھا اسکو واپس نہین لے سکتا تھا۔ وہ اپنی غلطی کی سزا بھگتنے کے لیے تیار تھا۔ مگر وعدہ خلافی کا الزام اپنے مذہب کے نام اور سچے اسلام پر نہین لا سکتا تھا۔

مورخین کا اعتراض ہے کہ سلطان نے جو مقامات مفتوحہ کے عیسایون کو جان و مال سے امان دیکر چھوڑ دیا اور سب کے سب صور مین جمع ہوتے رہے اور یہان بڑے بڑے بہادر سپاہیون کہ رہا شدہ اور شکست یافتہ جمعیت فراہم ہوتی رہی اس امر مین سلطان نے غلطی کہائی جسکی سزا اسکو آیندہ بھگتنی پڑی کہ یہہ تمام

ان تمام فتوحات مین امیر عزالدین علوی حسینی امیر مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفاً ثواب جہاد کے لیے سلطان کے ہمراہ
رہا جسکے صلاح و مشورہ کی سلطان نہایت عزت کرتا اور اسکو تبرکاً ہر ایک جنگ مین ساتھ رکھتا۔ سلطان کی
کامیابیون کا یہہ بھی ایک راز تہا کہ اپنے عہد کی متبرک صلحا۔ صوفیا۔ علما کو شریک جہاد رکھتا تہا۔

کرک

جب سلطان انطاکیہ کے علاقہ کو فتح کر رہا تہا اُس کے بہادر بہائی ملک العادل نے قلعہ کرک کے طویل محاصرہ کے
بعد قلعہ والون کو تنگ کر دیا۔ گودام کے ذخیرے ختم ہو گئے سب زبان چار پایون پر ہاتہہ صاف کیا گیا۔
جب چار پاؤن نے جواب دیا اور کچہ کہانے کو نرہا تو بشرط امان قلعہ دیدیا اُس پاس کے قلعہ شوبک سلع وغیرہ بہی
فتح کیے اور کرک سے جو ہمیشہ مسلمانون کو خوف ہتا تہا وہ دور ہو گیا۔

قلعہ صفد

سلطان دمشق مین یکم رمضان کو پہنچا اور فوج کو رخصت دیکر گہرون کو بہیجدیا اگرچہ ماہ رمضان قدرتی آرام کا
سامان تہا۔ مگر سلطان جو وقت کی قدر جانتا تہا کہنے لگا کہ زندگی کا اعتبار نہین موت سر پر کہڑی ہے اب
عیسائیون کے ہاتہہ مین قلعہ صفد اور کوکب رہ گئے ہین۔ یہ قلعہ عین اسلامی ممالک کے درمیان ہین جبتک
یہ کانٹا نہ نکلے خطرات شدید کا سامنا رہیگا اسلیے سلطان نے نصف رمضان کو دمشق سے چلکر صفد کو جا گہیرا
اور متواتر حملون سے قلعہ والون کو تنگ کر دیا اور امان دیکر قلعہ لے لیا۔ قلعہ صفد کی محاصرہ کے ایام مین عکہ سے
منچلے جان باز عیسائیون کی ایک فوج صفد کی امداد کو آرہی تہی جو رات کو چلتی اور دن کو چہپتی۔ ایک دن ایک
مسلمان شکار کہیلتا ہوا جنگل مین پہر رہا تہا کہ ایک مشتبہ شخص نظر پڑا۔ اصرار و اضرار سے اوس شخص نے اپنے عیسائی
بہائیون کا پتہ دیدیا جسکو قید کر کے اسلامی کیمپ مین لایا گیا۔ اور چند سوار قیدی کی ہمراہ بہیجکر بیخبری مین ان سب
کو قید کر لیا جسمین دو مشہور بہادر عیسائی سردار تہے چونکہ قومی مجرم تہے قتل کا حکم دیا گیا جسکے سنتے ہی ایک
عیسائی سردار نے کہا کہ سلطان کی مبارک شکل دیکہہ کر مجہ کو یقین ہو گیا تہا کہ اب کسی قسم کی تکلیف نہین پہنچیگی
اور ہمسے مجرمون کی جان بخشی کچہ مشکل نہ ہو گی عالی ہمت فیاض سلطان نے یہ کلمہ سنتے ہی فوراً رہا کر دیا۔

فتح کوکب

یہ قلعہ بلندی مین سچ مچ کوکب ہی تہا۔ سلطان نے قلعہ والون کو قلعہ تسلیم کرنیکا پیغام دیا مگر سرکش کیا گیا

جسکی فتح کے بغیر صور کے رستہ کا قابو مین رکھنا مشکل تھا یہ مضبوط قلعہ ایسا موقعہ پر واقع تھا کہ بغیر رسد وغیرہ کو باسانی گذرنے نہین دیتا تھا۔ والی قلعہ ارناط مدبر چالباز تھا سلطان کے پاس حاضر ہوا اور دوستانہ لہجہ اور ظریفانہ الفاظ مین کہا کہ مین قلعہ سپرد کر دیتا مگر میرے عیال واطفال صور مین موجود ہے اگر انہون والی صور نے سن لیا تو میرے خاندان کی خیر نہین ہوگی اسلیے اتنی مہلت دین کہ لواحقین کو بخیریت نکال سکون پھر قلعہ سپرد کر کے حضور کی حلقہ بگوشی کو اپنا فخر سمجھون گا۔ صاف دل سلطان نے اسکی بات کو صحیح مان کر اخیر ماہ جمادی الآخر تک مہلت دی اور اختتام میعاد تک آپ مرج عیون مین پڑا رہا۔ اگرچہ شیران باندیر نے صاف صاف کہدیا کہ والی شقیف کا مطلب ہے کہ صور والون کا اجتماع کامل اور وہ حملہ کے قابل ہوسکین اور پھر یہ ارناط بھی کھلم کھلا مخالفانہ چال چل سکے گا مگر سلطان غدار بن کر عقبی کی سخت بازپرس کی ذمہ واری اٹھا نہین سکتا تھا۔ اس مشورہ پر کاربند نہ ہوا اور جب میعاد مقررہ مین صرف تین دن رہ گئے تو شقیف ارنوم کے قریب جا اترا۔ ارناط حاضر ہوا۔ اور قلعہ دینے سے انکار کیا جو قید کر کے دمشق بھیجا گیا۔ مگر اس عقلمند قوم کے خیرخواہ نے قلعہ بچا لیا۔ کیونکہ سلطان نے جب قلعہ پر زور ڈالا تو اسی وقت صور کے عیسائیون کی نسبت خبر ہوئی کہ وہ لڑائی کے لیے تیار ہو کر نکلے ہین اور ایک سلطانی کیمپ سے بھی ٹھہر گئے ہین جسکا ذکر آگے کیا جائیگا سلطان کے لیے یہ وقت سخت نازک تھا کہ ایک طرف والی انطاکیہ کی میعاد صلح قریب الاختتام تھی دوسری یورپ سے فوجون کے آنے تار پہنچنے کی خبرین بھی آرہی تھین اسی پل پر صور والے نکلے تھے اور گوئی بادشاہ جسکو بھی سلطان نے انجیل پر قسم دلا کر رہا کیا تھا۔ کہ کبھی وہ سلطان کے مقابل نہ ہوگا معظم پادری کی تحریک تاویل سے تمام عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کر سلطان کے سامنے دم ٹھونک کر کھڑا ہوگیا اول تو سلطان کو گوئی کی بدعہدی پر یقین نہ ہوا تھا ہوا تو چندان مضر خیال نہ کیا مگر جبکہ وہ دس ہزار عیسائی لیکر مجاہدین یورپ کے استقبال اور اپنی عزت کے حصول کے لیے عکا لینے چلا تو سلطان کو بھی تردد ہوا۔

عیسائی دنیا اور سلطان کا مقابلہ

حطین وطبریہ کی شکست اور گوئی شاہ یورشلم اور دیگر مشہور اور بہادر سرداران کی قید اور قتل سے تمام کے عیسائیون کی امیدین منقطع ہوگئی تھین۔ اور یورپ کے آگے بلبلانے لگے تھے مگر فتح بیت المقدس کے وقت سے کوئی ایک آتش زبان پادری راہب یورپ کو دوڑ گئے تھے۔ سب سے زیادہ زبردست واعظ ولیم آرچ بشپ آف طائر تھا۔ گو اسوقت یورپ مین خانگی فساد تھے اور فرانس و انگلستان جنگ جاری ہو رہا تھا۔ مگر بیت المقدس کی جانگداز خبر نے انکی تمام مصیبتون کو بھلا دیا۔ پوپ اربن ثالث اسی غم وغصہ سے مر گیا کیونکہ

فراہم شدہ عیسائی آیندہ حملہ آوران یورپ کی تقویت اور ہمتائی کا باعث ہوئے۔

مگر ہمارے خیال مین یہ اعتراض درست نہین۔ اگر عیسائی آزاد نہ کیے جاتے تو یا تو انکو مفتوحہ قلعون مین رہنے دیا جاتا اور اطاعت کا حلف لیا جاتا لیکن یورپ کے حملہ کے وقت یہہ تمام عیسائی مار آستین بن کر سخت تکلیف کا باعث ہوتے۔ دوسری صورت مین سبکو قتل کیا جاتا۔ اور اسطرح سے اس موذی مادہ سے ملک شام کو صاف کیا جاتا اور صفحہ مین جمع نہ ہونے دیتا۔ مگر یہ رائے بہی اسلامی اصول کے خلاف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ کرام کی تقلید حقہ کے برخلاف تہی۔ ایک سچا مجاہد اور متشرع سلطان جسنے اپنی جان و مال کو محض حمایت اسلام کے لیے وقف کر دیا ہو۔ اور کوئی کام اللہ اور اُس کے رسول کے خلاف نہ کرتا ہو۔ اور علاوہ حضر سفر مین شریعت محمدی کا پابند ہو۔ اُس سے اللہ تعالی کے حکم "فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارہا" کے برخلاف کس طرح عمل ہو سکتا تہا۔

قرآن کی تعمیل کے علاوہ ظالم جہان سوز اور سفاک اور خونریز کا ذلیل خطاب لیکر ہمیشہ کے لیے لعن طعن عوام کا مورد بننا نہین چاہتا تہا۔ زمانہ گذر گیا۔ لیکن یہی اوصاف جلیلہ ہین کہ جن کے رو سے صلاح الدین مخالفین سے بہی تعریفین حاصل کر رہا ہے اس مذہبی اسلامی انقیاد اور رحم طبعی کے علاوہ سلطان کی یہ کارروائی تدبر ملکی کے خیال سے بہی اعلی پایہ رکہتی تہی سلطان چاہتا تہا کہ یورپ والے بیت المقدس کے لیے تن من دھن سے کوئی کوشش اُٹھا نہین رکہینگے اور نتیجہ خدا کو معلوم تہا۔ پس وہ چاہتا تہا کہ جسقدر ہو سکے جلد عیسائیون کو عیسائی شہرون سے اور قلعون سے نکال اور ہانک کر ایک طرف کر دے تا کہ شام کے عیسائی اور اُنکی جنگی طاقت حملہ یورپ کے وقت بغلی گہونسہ کا کام نہ دین۔

اور نیز اولوالعزم سلطان یورپ کی فوجون کے آنے سے پیشتر فتح کا ڈنکا بجانا چاہتا تہا۔ سلطان کی اس تدبیر نے اپنا فائدہ اُٹھایا کہ حملہ یورپ کے وقت عیسائیون کو خشکی کی طرف سے ایک تنکا بہی نہ ملتا تہا۔ اور نہ کہین قدم ٹکانے کو کوئی جگہہ تہی جس سے سلطان کی بیدار مغزی اور تدبیر ملکی سے انکار نہین ہو سکتا اگر سلطان عیسائیون کو امان نہ دیتا صرف تلوار ہی دکہاتا تا اسقدر جلدی یہ تمام مضبوط قلعے ختم ہو کر دشمنون سے صاف نہ ہو سکتے اور نہ فلسطین کی فتح کامل کا سہرا سر پہ باندہ سکتا۔

پس مورخین کا اعتراض شرعاً و عقلاً درست نہین ہے۔

شقیف ارنوم

سلطان صور کی چڑہائی سے پہلے ۱۷ ربیع الاول ۵۸۵ھ مطابق ۱۱۹۱ء کو قلعہ شقیف ارنوم کی تسخیر کو روانہ ہوا

کی تقریرون کے بعد مقدس ولیم آف ٹائر کے ہاتھ سے شہنشاہ اسکے بیٹے ڈیوک آف سوابیا۔ لیوپوڈ ڈیوک آف اسٹریا۔ برتہولد ڈیوک آف بریویا۔ ڈیوک آف بیڈن۔ کونٹ آف نسو۔ وغیرہ نے صلیبین حاصل کین اور بیت المقدس چہوڑانے کی قسمین کہائین۔ تمام گرجاؤن مین جنگ کا وعظ کیا گیا۔ اور عوام کو بہڑکانے کے لیے زور شور سے معجزات کا بیان کیا گیا۔ جسکا اسقدر اثر ہوا کہ عوام کے جوش کے ٹہنڈا کرنے کو واسطے تدبیرین کرنی پڑین فریڈرک جو دوسری کروسیڈ مین اپنے چچا کانرڈ کے ساتھ کیا گیا تہا وہ ان مصیبتون سے واقف تہا جو رسد کی کمی اور مجاہدین کے سبب برداشت کرنی پڑی تہین اس لیے شرط لگائی گئی کہ جو تین مارک سکہ چاندی کے اپنے ساتھ لیجا سکین وہی شامل ہوسکین اس سے خزانے شاہی پر بہی بوجہ کم پڑا اور آدہ۔۔ گرد شخص رہ گئے۔

فریڈرک نے روانگی سے پہلے صلاح الدین کو لکہا کہ ہمنے سنا ہے کہ آپ نے ارض مقدس کو ناپاک کردیا ہے جو ایک مجرمانہ دلیری ہے ہم چونکہ فلسطین کے محافظ اور شاہنشاہ ہین آپ کو بارہ ماہ کی میعاد دیتے ہین کہ اس عرصہ مین ارض مقدس کو چہوڑ دو ورنہ فلسطین کی پاک زمین کو بزور شمشیر چہوڑایا جائیگا۔ یورپ کے فلان فلان بادشاہ امرا وغیرہ اسکام مین معاون ہین سلطان نے بہی ہر ایک فقرہ کا۔۔ کی تہہ کا جواب دیا اور لکہا کہ اگر عیسائی خیریت چاہتے ہین تو دو چار شہر جو انکے قبضہ مین ہین انکو بہی چہوڑ کر چلے جائین ورنہ وہ بہی اسیطرح بزور شمشیر فتح کیے جائینگے۔ فریڈرک ایک لاکہہ منتخب فوج لے کے روانہ ہوا۔ اور ہنگری اور بلگیریا کو عبور کرکے آیزک انگلسلین شاہ قسطنطنیہ کے علاقہ مین داخل ہوا جس نے صلاح الدین کے عہدو پیمان یا حملہ آورون کی کامیابی سے ڈر کر فریڈرک سے خفیف سا مقابلہ کیا یہان سے گذر کر قونیہ کے ترکون سے مقابلہ ہوا۔ مگر وہ برابر بڑہتا گیا۔ دریائے سلف سے عبور کرتے وقت غوطے کہاتا ہوا نیم جان دریا سے نکالا گیا۔ اور تہوڑی دیر بعد یوروشلیم کی طرف منہ کرکے۔۔ حسرت و یاس کے ساتہہ جان بحق ہوا۔ فوج نے سخت ماتم کیا۔ فوج کی کمان اسکے بیٹے فریڈرک۔۔ نے ہاتہہ مین لی مگر بہوک اور بیماری سے صرف فوج کا بیسوان حصہ رہ گیا۔ جو عکا پہونچا۔ یہہ آسمانی امداد اور آلہی نصرت جسکا نظارہ "الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل" مین دکہا کر مغرورون کو عبرت آمیز سبق دیا گیا ہے۔

سلطان اور اعلان جہاد

سلطان کو جب یورپ کے بادشاہون کی حرکت اور عیسایون کی آمد آمد اور گوئی شاہ یوروشلیم کی بغاوت اور

بیت المقدس کی خبر فوراً ہی یورپ خصوصاً پوپ کو پہونچ چکی ہوگی - پادری اس قسم کی تصویرین جا بجا لیے پھرتے تہے کہ جسمین حضرت مسیح کی قبر کو گہوڑون کے سم روند رہے تہے ایک تصویر بنائی گئی تہی جسکے چہرے مبارک سے خون جاری تہا اور ایک عربی شخص مار رہا تہا - اور جوشیلے آواز مین باواز بلند بازارون کوچون مجلسون مذہبی مجمعون مین کہا جاتا تہا کہ یہہ عربی مسلمانون کا محمد ہے (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) جسنے ہمارے مسیح علیہ السلام کو مار کر لہولہان کر دیا ہے علاوہ اسکے یروشلم کے بادشاہ عیسائی نائٹون اور خداوند کی کنواری عورتون کے لکھے ہوے دردناک گیت سنا کر یورپ کے عوام کے جوش کو جنون تک پہونچا دیا - علاوہ اسکے کئی ایک بیہودہ اور بناوٹی قصے اور فسانے مشہور کیے گئے - مثلاً جب صلاح الدین بیت المقدس مین داخل ہوا - چاند زمین پر گرا اور عیسائی دیبیون کی تصویرون سے خون کے آنسو بہ نکلے ان تحریک دینے والی باتون کا اثر مردون تک ہی محدود نہ رہا بلکہ عورتون نے بہی کافی حصہ لیا - بیوہ عورتون تک نے اپنے گہربار بیچکر اکلوتے بیٹون کو بڑی خوشی سے روانہ کیا - اور زیور اور ملبوسات تک دیدیے پادری ولیم نے اپنی دہواں دہار اور دلون کو ہلا دینے والی تقریرون سے فرانس اور انگلستان کی لڑائی کو موقوف کرا دیا اور ہنری شاہ انگلستان اور فلپ آگسٹس شاہ فرانس جیسے جانی دشمنون کو گلے ملا دیا - اور صلیب بردار بنا لیا انکے سوا ہنری کے بیٹے رچرڈ کونٹ آف برگنڈی وغیرہ معزز سردارون امرا شپیون نے صلیب اٹہا لی اور ارض مقدس کے چہوڑانے کی قسم کہائی اس مقدس مہم کے لیے روپیہ کی جو ضرورت تہی وہ عشر صلاح الدین (ٹیکس صلاح الدین) لگا کر وصول کیا گیا جس سے صلاح الدین کا خوف ہیبت جو یورپ کے دلون پر چہا رہا تہا بخوبی ظاہر ہوتا ہے اور صلاح الدین کی فاتحانہ ناموری اور بہادرانہ شہرت اور شمشیر بران کی دہشت کا جو اثر عیسائی دنیا کے دلون پر بیٹہ گیا تہا وہ اس عشر صلاح الدین سے ہمیشہ کے لیے تاریخ کے صفحون پر ثبت رہیگا - مگر اس مہم کی روانگی مین اس لیے توقف ہو گیا کہ فرانس اور انگلستان مین پہر جنگ ہو گئی اور خود ہنری اور رچرڈ دو باپ بیٹون مین ایسا بگاڑ ہو گیا کہ ہنری رچرڈ کو کوستا ہوا مر گیا - اور رچرڈ نے تخت پر بیٹھ کر بیت المقدس چہوڑانے کے لیے تیاری کی ۔

ولیم فرانس سے جرمن پہونچا اسوقت جرمن کا شہنشاہ فریڈرک باربروسہ تہا وہ ایک بہادر اور نامور شاہنشاہ اور چالیس ایک لڑائیون مین شامل ہو کر شجاعت و بسالت کا تمغہ پا چکا تہا - اسکا ظاہری جلال اور دنیوی کمال مشہور خاص و عام تہا اگرچہ بوڑہا تہا - لیکن ہمعصر سلاطین مین ناموری اور مذہبی شہرت حاصل کرنے کا کم شائق نہ تہا - جرمن مین عام اشتہار دیا گیا - اور ہر ایک ممکن الوقوع تحریک سے مذہبی جوش ابہارا گیا - اور ایک عام جلسہ مین جملہ والیان ممالک اور امرا مذہبی پیشوا حاضر ہوئے اور ترغیب جہاد

جائیگا۔ توحید کی جگہہ تثلیث اور اسلام کی جگہہ عیسویت کا دور ہو جائے گا۔ عیسائی سلطنت ہوئی نہین کہ بد
اسلام کے کمزور کرنے کا ذہنی اور عملی جال پھیلا نہین۔ پس ہر صورت مین یورپ کی چڑھائی اسلام کے انہدام
کے لیے ہے پس یہہ ایسا اڑا وقت ہے کہ مخالفین کے مقابلہ مین ہر ایک مسلمان کو ہتھیار اٹھانے فرض
مین اور تعمیل حکم الٰہی "انفروا خفافا وثقالا وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ
ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون" اس جہاد مین فوراً بلا تامل شامل ہو کر ثواب دارین حاصل
کرنا چاہیے اور سعادت کونین حاصل کرو ملک و مذہب کو مخالفون کے دست برد سے بچاؤ۔ جہاد ایک ایسی تجارت
ہے کہ جسمین ہر طرح سے نفع ہی نفع ہے۔ مرکر تو شہید جسکے صلہ مین "الشہید یوضع علی راسہ تاج
الوقار" کا معزز تاج پہن کر ابدی زندگی اور دوامی بقا پائین گے اور سچے اور مضبوط فرمان الٰہی "ولا تحسبن
الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون" کے مطابق حیات جاوید اور
رضائے مولا کی نوید پائین گے۔ اور بغیر شہادت ان درجات علیہ کا حصول محال ہے۔ ایسے قومی جان نثار
کا نام ہمیشہ آسمان صداقت پر چمکتا رہے گا۔ اگر زندہ رہے تو غازی مذہب کے حامی قوم کے خادم ملک
کے محافظ قرآن وحدیث کے عامل مسلمان کامل کہلائے۔ بصورت فتح لاکھون انسان کفر و شرک
نجات پانے کا موقعہ پائینگے معبود حقیقی وحدہ لاشریک لہ کی خالص عبادت بجالانے کے لیے حقیقی آزادی حاصل
کرین گے یہہ ہی وہ تجارت ہے کہ جسکی طرف "ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب
الیم" مین اشارہ کیا گیا ہے۔ عیسائی دنیا نہایت جوش سے بھری ہے اور مسلمانون کو فلسطین
سے نکالنے کے لیے قسمین بادشاہون نے اٹھائی ہین اور اجتماع کثیر کر لیا ہے یہہ وہ حالت ہے کہ جسمین ہر
مسلمان کو مالی جانی لسانی امداد جو بن پڑے کرنی ضروری ہے جو ایسے قومی مشکل کے وقت پہلو بچائے
وہ بفحوائے۔ من مات ولم یحدث نفسہ مات منافق کے درجہ مین گرتا ہے ایمان باللہ کے
بعد کوئی عمل۔ قوم۔ ملک۔ مذہب کے حفاظت سے بڑھ کر نہین اور ایسی ہی جنگ کا
نام جہاد ہے۔ جو افضل الاعمال الایمان باللہ والجہاد فی سبیل اللہ کے مطابق
فضیلت تام رکھتا ہے۔

اگرچہ عیسائی جوش کی کوئی انتہا نہین۔ لیکن تم ان بہادرون کے سپوت ہو جنہون نے جنگ موک
جہاد مین دسوین حصہ فوج کے ساتھہ عیسائیون کی تہذیب یافتہ اور کامل مسلح لشکر کے دھوین بکھیر کر زبردست
شاہنشاہ ہرقل بیزار حسرت و یاس ؎

غلام و مسلم لازم و ملزوم شد | ابن فراق از دست ما معدوم شد

صورالون کی تیاری مقابلہ کی خبرین پہونچی تو اُسنے اعلان جہاد دیدیا اور بشتر خطوط مختلف امرا مشائخ علما کے نام روانہ کیے جنکا مطلب قریب قریب ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

اعلان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اے حامیان اسلام و اے عاشقان سید المرسلین آپ جانتے ہین کہ کفار فرنگ نے سنہ ۴۹۱ھ مین بیت المقدس غصب کر لیا۔ اور خدا کے اس مقدس مکان کو بتخانہ بنا دیا۔ صخرہ مبارک کو ناپاک کر دیا مسجد عمر رضی اللہ عنہ کو گرجہ بنا لیا۔ صحابہ کرام کا نشان تک مٹا دیا۔ ایک خدا کی جگہہ تین کی پرستش ہونے لگی اور کفر اور بدعت ترقی پانے لگا۔ اسلام کو جلا وطن کیا گیا۔ توحید کا نام تک اُڑ گیا۔ یہہ وہی مکان تہا جہان ستر ہزار بے گناہ مسلمان بہیڑ دنبون کی طرح ذبح کیے گئے مسلمان ضعف ایمان اور تفرقہ اور کمزوری کے سبب سے کچہہ نہ کر سکے بارے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانون کی ایمانی طاقت کو از سر نو مضبوط اور اسلامی زنجیر کی مختلف کڑیونکو باہم مربوط کیا۔ اور نور ایمان سے کفار کی چالون کو سمجہنے اور تدبیر فرنگ کو روکنے کے قابل ہوئے "وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ"[2] کی مفید اور مستحکم فلاسفی پر عمل کر کے اتحاد اور اخوت کی حبل المتین کو مضبوط پکڑ لیا اور بہ تعمیل "وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْكُمْ"[3] بیت المقدس کو ایک سو سال کے بعد دوبارہ جہاد دیگر اور چالون پر کہیل کر کفر و شرک سے پاک کیا۔ جہان پر تصویرین اور رکہے تہے اب وہان اللہ کی پاک کلام مجید کی تلاوت اور وحدہ لاشریک کی عبادت ہوتی ہے۔ اب پہر کفار فرنگ اس پاک خانہ خدا کے چہیننے کے لیے آرہے ہین اور طاقت سے بڑہ کر حوصلہ دکہا رہے ہین۔

استیصال اسلام کے لیے قسمین اٹہائی ہین اسکے نقیر اور شام سے گدا تک ہی جوش سے دیوانہ ہو رہا ہے اور مسلمانون کو شام سے نکالنے اور انکے قتل و غارت کے لیے یورپ کا سمندر جوش مار رہا ہے۔

یہہ نہ خیال کرین کہ صرف ملک و دولت ہی چہین جائیگا۔ بلکہ ملکی زوال کے ساتہہ ہی اسلام غریب الوطن بن جائیگا

[1] پ۲۸ سورہ صف ترجمہ اے ایمان والو کیا مین تمکو ایسی تجارت بتاؤن جو دنیوی مصیبتون سے نجات دلائے وہ تجارت یہہ ہے کہ اللہ رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ مین اپنا مال اور جان خرچ کرنے سے یہہ تمہارے لیے بہلائی ہے اگر تم سمجہو ۔ [2] اور اللہ رسول اور اپنے امیر کی تابعداری کرو ۔ [3] اور انکو نکالو جہان سے انہو نے تم کو نکالا ۔

ردیا عیسائی بہ خیال کمین پیچھے ہٹ گئے مگر جب معلوم ہوا کہ حملہ آورون کے پیچھے کوئی مدد اور گھات نہین اور اسلامی فوج سے جدا ہوگئے ہین دلجمعی سے حملہ آور ہوئے اور سخت لڑائی کے بعد مسلمان بہ تعداد کثیر شہید کیے گئے جنمین بڑے بڑے نامور امرا اور علما شامل تھے اس واقعہ ہولناک سے صلاح الدین اور تمام مسلمانون کو سخت رنج ہوا یہ لڑائی ۹ جمادی الاول کو ہوئی تھی۔ سلطان یہہ حالت سنکر ہمراہی فوج کے ساتھہ عیسائیون پر ایسے وقت مین جا پڑا کہ وہ پل عبور کر رہے تھے کچھ دریا مین ڈوب گئے اور کچھ مارے گئے باقی صور چلے گئے اور سلطان براہ تبنین عکا گیا جسکی دیکھہ بھال کے بعد کیمپ کو واپس آیا یہان پتہ لگا کہ صور کے عیسائی اسلامی ممالک پر تاخت و تاراج کرنے کو نکلے مین سلطان نے جنگل مین گھات لگادی اور تھوڑی سی فوج کو عیسائیون پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور سمجھا دیا کہ شکست کی صورت دکھا کر مخالف کو کمین تک لے آئین۔ لیکن مقابلہ کیوقت مسلمان شہسوارون نے بیگیل نام رکھا نا پسند نہ کیا۔ اور ثابت قدمی سے مقابلہ شروع کیا۔ لڑائی نے طول کھینچا۔ گھات والے انتظار کرتے کرتے تھک گئے اور بتردد ہوکر گھات سے نکل پڑے ان مین چار امیر قبائل ربیعہ اور طی مین سے تھے اور اس علاقہ سے ناواقف تھے جنگل مین رستہ بھول گئے جنکو عیسائیون نے جنگل ہی مین کاٹ ڈالا۔ مگر صلاح الدین کا ایک غلام ساتھ تھا گھوڑے سے اتر کر ایک چٹان پر بیٹھ گیا اور تیر و کمان پکڑ لیا۔ اور بہتون کو موت کا نشانہ بنایا۔ اور اکثر مجروح ہوئے۔ مگر وہ بھی تیرون سے چھد کر چھلنی ہوگیا۔ اور بیہوش ہوکر گرا۔ عیسائی مردہ سمجھہ کر چھوڑ گئے۔ دوسرے روز وہان مسلمان پہنچے مگر زندگی سے مایوس دیکھہ کر وہین چھوڑ گئے جب پھر لوٹ کر آئے تو وہ غلام کچھ طاقت پاکر ہوش مین تھا۔ جو علاج سے صحت یاب ہوگیا۔ اور بعد کے جنگون مین شامل ہوکر کارہائے نمایان کا باعث ہوا۔

صُور کے عیسائیون کی حرکت

صور کے عیسائی یورپ کے مجاہدین کی آمد آمد کی خبر سنکر ۸ رجب ۵۸۵ہجری کو صور سے نکلے اور کثرت فوج سے بحر شید دریا بلز یدروم کا نقشہ دکھا دیا علاوہ اُس تمام ساز و سامان مال و دولت کے جو پہلے ہی انکے پاس موجود تھا سمندر کی طرف سے انکو ہر ایک قسم کی مدد پہونچتی تھی اسی امید پر وہ ساحل سمندر کو نہین چھوڑتے تھے۔
جب سلطان صلاح الدین نے سنا کہ صور سے عیسائی عکا کو جارہے ہین وہ بھی چلا اور امرا سے مشورہ کیا کہ تمہاری کیا رائے ہے دشمن جس راستہ سے جارہا ہے اسی رستہ چل کر مقابلہ کیا جائے یا دوسرے رستہ سے نکلکر انکو عکا پہنچنے سے پہلے ہی غازیون کی شمشیر خارا شگاف کا طعمہ بنایا جائے اور صلاح الدین دوسری رائے کو پسند کرتا تھا۔ لیکن امرائے لشکر نے کہا کہ جس رستہ آپ فوج لیجانا چاہتے ہین وہ تنگ پہاڑی راستہ

اقرار کرالیا تہا۔ اب بہی وہی عیسائی اتر دمام ہے وہی اسلامی مطلوب ہی عیسائی مرعوب ہی زمین و آسمان وہی صلیب و قرآن ہے۔ یا فیصلہ جو تمہاری تلوارون کے ہاتہ ہے ان نامور مقدس فاتحین شام کی روحین جنہون نے اپنی عزیز جانون پر کہیل کر تثلیث کی جگہہ توحید کا نشان گاڑا تہا آسمان پر سے دیکہہ رہی ہین کہ تم انکی تقلید مین اسلامی حمیت اور قومی خدمت کا کسطرح حق ادا کرتے ہو۔ پہر حق اسلام یہی ہے کہ اسوقت مقابلہ کفار کے لیے تن من دہن سے مدد کی جائے اور ایسے گروہ کی فتح یقینی ہے چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

وَمَن يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۔

عیسائی دنیا

جب سلطان صور کی فتح کے ارادہ پر نکلا تہا۔ اور راستہ مین شقیف ارنوم کے چالاک حاکم نے سلطان کے کئی روز دم جہانسون مین ضائع کر دیے اسوقت گوی بادشاہ یورشلیم جسکو ابہی سلطان نے قسم دیکر رہا کیا تہا کہ وہ کبہی سلطان کے مقابلہ پر ہتہیار نہین اٹہائے گا۔ مجاہدین یورپ کی آمد آمد کی خبر سنکر اور عہد و پیمان کو توڑ کر دس ہزار کی جمعیت سے عکا کو بڑہا تا کہ یورپ سے آنیوالی فوجون کے ساتہ شامل ہوسکے اور اپنی گئی ہوئی عظمت کو حاصل کر سکے۔

صیدا پر صور کے عیسائی بہی کامل ساز و سامان سے نکل کہڑے ہوئے سلطانی فوج نے جو صور کے مقابل مقیم تہی اطلاع دی کہ عیسائی صور کا مشہور پل عبور کر آئے ہین اور صیدا کو جا رہے ہین سلطان نے بقول جہانگیری توقف برنتابد۔ فوراً جریدہ طور سے چند جانباز بہادرون کو روانہ کر دیا۔ اسلامی فوج نے جوش تہور مین مقابلہ کر دیا اور راستہ روکنا چاہا۔ طرفین سے جماعت کثیر مقتول و مجروح ہوئے لیکن مسلمان زیادہ شہید ہوئے جنمین سے ایک صلاح الدین کا غلام تہا وہ شوق شہادت سے تن تنہا تلوار کہینچ کر عیسائی صفون مین گہس گیا اور سیکڑون مار کر شہید ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس قلیل مگر جانباز اور غیور فوج نے دشمن کی کثیر فوج کو واپس جانے پر مجبور کیا۔ اور صیدا کو بچا لیا۔

لڑائی کے بعد صلاح الدین بہی یلغار کرتا ہوا آپونچا اور ایک چہوٹے سے معمولی خیمہ مین اتر پڑا عیسائیون کے لوٹنے کی انتظار کرنے لگا کہ مسلمان شہدا کا انتقام لیکر دل ٹہنڈا کرے ایک دن اسی جگہہ عرب و عجم کی مجاہدین ماوراءالنہر شوق غزا سے آپہنچے اور جیسا کہ ان لوگون مین افراط جوش سے بے احتیاطی ہوتی ہے بے دہڑک حملہ سے دشمن کے علاقہ مین گہس گئے اور سلطان کو پیچہے چہوڑ کر عیسائی لشکر کے قریب پہنچ گئے۔ محتاط اور دور اندیش سلطان نے چند امرا کو بہیجکر مجاہدین کو واپس کرنا چاہا۔ لیکن جوشیلے غازیون نے ایک نہ سنی اور حملہ

انتظام اور قلعہ کے مزید استحکام مین مصروف رہا۔ اور تازہ فوج شہر مین داخل کر کے بہادر اور جری افسر مقرر کر دیے۔

جنگ دوم

ششم شعبان کو مسلمان میدان مین نکلے لعد بہادران اسلام عیسایون کو للکارتے اور لڑائی کے لیے پکارتے اور شور مچاتے رہے لیکن عیسائی مورچون سے باہر نہ نکلے۔ جہان حملہ کرنا خلاف عقل تہا۔ اسی اثنا مین عربون کی ایک جماعت نے سنا کہ عیسائی دوسری طرف سے سامان رسد لا رہے مین عربون نے گہات لگا کر تمام قافلہ کو تہ تیغ کیا۔ اور سر کاٹ کر صلاح الدین کے پاس بہیجدیے۔ جس نے عملی تحریک سے غازیون کے حوصلہ اور بڑہا دیے۔

عکا کا جنگ ۳

۱۱ لغایت ۲۰ شعبان تک مسلمان ہر روز عیسایون کو پیغام جنگ دیتے رہے اور تاخت و تاراج سے ستاتے رہے لیکن عیسایون نے اپنے مورچون سے سر نہ نکالا۔ آخر عیسایون نے مشورہ کیا کہ ابہی سلطان کی کچہ فوج انطاکیہ اور طرابلس کے مقابل پڑی ہے اور کچہ فوج حمص مین اور کچہ فوج جرمنی کے روکنے کے لیے سرحد پر کہڑی ہے اور نہ ابہی مصر سے فوج آئی ہے اور سلطان نے موجودہ فوج سے ہی ہم کو چنے چبائے مین اگر مصر وغیرہ سے امدادی فوج پہونچ گئی تو سخت مشکل ہو گی اور چونکہ عیسایون کو ممالک یورپ سے امدادی فوجین آ پہونچی تہین اور نہایت مشہور بہادر سپہ سالاران مین موجود تہے اس لیے انہون نے سلطان صلاح الدین سے اور اسلامی فوج کے پہونچنے سے پہلے ایک فیصلہ کن جنگ کی تجویز کو پاس کیا۔ اور ۱۱ لغایت ۲۰ شعبان ۵۸۵ھ کی صبح کو جبکہ مسلمان نماز وغیرہ عبادات الٰہی مین مصروف تہے مور و ملخ کی طرح خندقون سے نکل کہڑے ہوے کوئی بادشاہ کے آگے تخت پر ایک انجیل رہتی جو اطلس کے پچ دون مین دہپی تہی اور چار آدمیون نے تخت انجیل کو اٹہایا ہوا تہا۔ مذہبی اشخاص نے پر جوش تقریرون سے عیسایون کو مسلمانون کا تشنہ خون بنا دیا تہا۔ عیسایون کو اپنی مضبوطی اور طاقت پر اسقدر اعتماد تہا۔ کہ ایک عیسائی نے جوش مین آ کر باواز بلند کہا۔ کہ خدا کو اسوقت خاموش ہو رہنا چاہیے۔" اور فتح ہماری ہے۔" اسلامی لشکر جو ہر وقت تیار ہی رہتا تہا فوراً مقابلہ پر تیار ہو گیا اور سلطان نے فوج کی کمان تقی الدین ملک مظفر۔ ملک ظاہر ظہیر الدین موصلی۔ قطب الدین والی حصین۔ حسام الدین عمر والی نابلس۔ ملک افضل اور سیف الدین علی امیر مجلی مجاہد الدین

سے مشکلات اور تکالیف کا سامنا ہوگا اسی سے سیدھے وسیع رستہ چلیں اور عکا پہونچ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے سلطان نے کہا کہ اگر عیسائی عکا پہونچ گئے تو ہر ایک مفید اور کارآمد موقعہ پر عیسائیون کا قبضہ ہو جائیگا اور عکا گھر جائیگا لیکن امرائے نے سلطان کی رائے سے مخالفت کی اور مجبوراً کثرت رائے پر فیصلہ کرنا پڑا۔ سلطان نے چند بہادر امراکو منتخب فوج کے ساتھ مقرر کردیا کہ رستہ میں جہان موقعہ ملے عیسائیون پر حملہ کرین۔ اس قلیل فوج نے عیسائیون کا دم ناک مین کر دیا۔ اور عیسائیون کو حوصلہ نہ ہوا کہ اس تہی پر جماعت سے شمشیر بکف ہون اگر دور اندیش سلطان کی رائے پر عمل کیا جاتا تو صور کے عیسائی کبھی اسلامی فوج سے عہدہ برآنہ ہو سکتے کیونکہ انکا سہارا صرف یورپ کی امداد پر تھا اور اس امید پر وہ عکا جا رہے تھے۔ اگر صور کی جمعیت پراگندہ کی جاتی تو یورپ والے بھی شتر بے مہار کی طرح فلسطین مین قدم نہ دہرتے مگر سچ ہے "اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَمْرًا ھَیَّأَ اسبابہ" بیت

قضا چون ز بالا فرو هشت پر ۔۔۔ همه زیرکان کور گردند و کر

سلطان جب عکا پہونچا تو دیکھا عیسائیون نے عکا جانے کے تمام راستہ روک دیئے ہین۔ اور تمام ضروری اور مفید مقامات پر قبضہ جما لیا ہے۔ اس لیے سلطانی خیمہ تل کیسان پر لگایا گیا۔ اور فوج میمنہ تل عیاضیہ تک اور میسرہ نہر جاری تک پہیل گیا اور سامان رسد میگزین وغیرہ مقام صفوریہ مین اتار دیا اور خطوط بطلب کمک اسلامی دیار مین بہیجدیے ہر ایک جگہہ سے امداد آ پہونچی مسلمانون کو خشکی کی طرف سے اور عیسائیون کو سمندر کی طرف سے امداد آتی تہی۔ کئی ایک چہوٹی چہوٹی لڑائیان ہوتی رہین۔ مگر سلطان عکا تک نہ پہنچ سکا۔ اور ماہ رجب گذر گیا۔ یکم شعبان ۵۸۵ھ کو نماز جمعہ کے بعد سلطان نے سخت حملہ کیا اور عیسائیون کو ہلا دیا رات تک جنگ ہوتی رہی۔ فریقین نے مسلح اور محتاط ہو کر رات بسر کی صبح ہوتے ہی مسلمانون نے چارون طرف سے شدت کے ساتھ حملہ کر دیا۔ اور عیسائیون نے خوب بہادری سے مقابلہ کیا نماز ظہر تک برابر تول کی لڑائی رہی لیکن ظہر کے وقت صلاح الدین کے بہادر بہتیجے جنرل تقی الدین نے فوج میسرہ کے ساتھ مقابل فوج پر اس شدت کے اور تیزی سے حملہ کیا کہ عیسائی تاب مقابلہ نہ لا سکے اور مورچے چہوڑ کر بہاگ گئے مسلمانون نے زیادہ زد دی عیسائی زیادہ بدحواس ہو گئے اور نصف جگہہ خالی کر گئے جسکی جگہہ تقی الدین نے ڈیرے ڈالدیے جس سے شمال کی طرف سے مسلمانون کے لیے قلعہ کی آمد و رفت کا رستہ کہل گیا۔ سلطان خود بہی ظہر کے وقت عکا مین جا داخل ہوا اور فصیل پر چڑہ کر عیسائی فوج کا ملاحظہ کرتا رہا۔ اگلا دن شہر اور لشکر کی فوجون کی تبدیلی مین گذرا اور سلطان اس اہم کام مین یہان تک مصروف رہا کہ جمعہ سے اتوار تک سلطان نے کوئی طعام نہ کہایا اور ہمہ تن فوج کے

عیسایون کی میمنہ اور قلب پر حلب اور موصل وسنجار کے شاہزادگان اتابکیہ نے جو نورالدین کے خاندان سے تھے تقی الدین عمر کی شمولیت سے حملہ کیا۔ اور اس پر جوش جنگ کو دیکھہ کر عکا کے مسلمان محصورین سے بھی نہ رہا گیا اور بھپرے ہوئے شیر کی طرح شہر سے صف بستہ نکلکر عیسایون پر بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے اور کشتون کے پشتے لگا دیے نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی فوج کا ہر ایک حصہ بھاگ نکلا۔ اور مسلمان دباتے ہوئے کیمپ کے کنارے تک پہونچ گئے اگر خندقون کی گہرائی مانع نہ ہوتی تو کیمپ کی کامل بربادی اور عیسایون کی ہلاکت مین کوئی دقیقہ باقی نہ رہا تھا۔
جنگ کے وقت صلاح الدین ایک ہی وقت مین ہر ایک جگہہ نظر آتا تھا۔ تل کیسان پر غلبہ پاتے ہی میمنہ کو اور وہان تازہ جوش پھیلا کر اور جنگ تازہ کر کے قلب مین اور قلب سے میسرہ کو نکل گیا۔ اور جو سامنے آیا اسکو مار کر فنا کیا اس روز سلطان نے دس دفعہ عیسائی فوج کی صفون کو بے خوف وخطر عبور کیا۔ ہر ایک سالہ کو حملہ کی ہدایت خود دیتا رہا جو اسکی کمال درجہ کی شجاعت اور نڈر اور بے نظیر جرنیلی لیاقت کا کافی ثبوت ہے،
اور اسلامی فوج برابر لڑ رہی تھی کہ کسی نے بلند آواز سے پکارا کہ مسلمانون کا مال و اسباب لٹ گیا ہے جسکی وجہ یہہ تھی کہ شکست کی صورت دیکھہ کر لشکر کے اوباش اشخاص نے لوٹ مچادی اس خبر کو سنکر مسلمان دل شکستہ ہو گئے اور صلاح الدین کی رائے کے موافق نہ لڑ سکے اور عیسائی بچ گئے سلطان نے وہ مال و اسباب جو اسلامی کیمپ سے فراری لے گئے تھے واپس منگا کر اصل مالکون کو دیدیا۔

سلطان کی بیماری اور عکا سے روانگی

جبکہ اسقدر فرنگی قتل کیے گئے انکی لاشون کی تعفن سے ہوا بگڑ گئی۔ یمیت پھیل گئی سپاہی وغیرہ اور شہر بیمار ہونے لگے۔ حتی کہ خود سلطان بھی صاحب فراش ہو گیا۔ اور سخت درد قولنج مین مبتلا ہوا۔ جو اسکو پہلے بھی ہوا کرتا تھا۔ یہ حالت دیکھہ کر امرائے لشکر نے سلطان سے عرض کی کہ یہان کی آب و ہوا بگڑ گئی ہے۔ بیماری سے فوج کی حالت نازک ہو رہی ہے حضور خود بھی بیمار ہین کیمپ کا یہان سے تبدیل کرنا مناسب ہے۔ چونکہ عیسائیون نے ہمکو تنگ کیا ہوا ہے اس لیے یقین ہے کہ ہماری نقل مکانی کو غنیمت سمجھہ کر عکا سے چلے جاینگے ہو ہمارا عین مدعا ہے۔ اگر نہ گئے تو جبکہ آپ کو اور فوج کو بیماری سے افاقہ ہو گا تو پھر لوٹ کر خوب خبر لین گے سلطانی اطبا نے بھی اس رائے کی تائید کی اور سلطان کو بھی مجبوراً عام رائے سے اتفاق کرنا پڑا۔

پس ۴ رمضان کو سلطان خروبہ کی طرف کوچ کر گئے۔ اور عکا والون کو سبب نقل مکانی سے اطلاع دیدی اور حفاظت کی تاکید کی افسوس کہ امرائے اسلام کا مشورہ غلط نکلا۔ اور انہون نے جو خیال کیا تھا کہ اس طرح

سپہ سالار فوج سنجار۔ اور مظفر الدین بن زین الدین نے پسر کی میمنہ میسرہ قلب اول پر بہادر سردار مقرر کیے گئے۔ سلطان کے فوج کی ترتیب اس عمدگی سے کی گئی تھی کہ عیسائیون کو دریا اور سمندر کے درمیان محیط کر لیا تھا۔ عیسائی شکست کھاتے تو انکی رہائی کی کوئی صورت نہ تھی عیسائی تیر انداز اور سوار پہلے تقی الدین کی فوج میسرہ پر حملہ آور ہوئے تقی الدین بھی ہٹا سلطان نے قلب سے اسکی امداد کیلیے فوج بھیجدی عیسائی پہلے ہی تقی الدین کی بہادرانہ عام شہرت سے جھجکتے تھے قلب کو کمزور دیکھ کر سلطان پر ٹوٹ پڑے قلب کی فوج قلیل بھاگ نکلی چند بہادر ثابت قدم رہے جنکو جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ عیسائیون کو روکنے والا قلب مین کوئی نہ رہا اس لیے بڑھتے بڑھتے تل کیسان تک پہونچ گئے اور خیمہ سلطانی کے محافظون کو قتل کر دیا سلطان چند مملوکون کے ساتھ قلب مین موجود رہا اور بلا خوف و ہراس تجربہ کار بہادر جنرل کی طرح ایک لمحہ کے واسطے بھی استقلال کو نہ چھوڑا میسرہ کی فوج تو بدستور میدان مین جمی ہوئی تھی میمنہ اور قلب کے باقی ماندہ اور شکست یافتہ فوج کو فرمان الٰہی " وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ " کے جوشیلے آواز سنا کر جمع کر لیا اور ترتیب دیکر شیر ببر کی طرح مڑا اور دشمن کے فوجون کو چیرتا ہوا تل کے نیچے آ کھڑا ہوا جہان خیمہ سلطانی نصب تھا دوسری طرف مسلمانون کی فوج میسرہ نے جب دیکھا کہ خاص سلطانی خیمہ پر دست تاراج دراز ہو رہا ہے بیتاب ہو حملہ کر دیا اور عیسائی حملہ آورون کا رستہ روک کر عیسائی لشکر سے انکو علیحدہ کر دیا اور ایک طرف سے سلطان صلاح الدین اور دوسری طرف سے فوج میسرہ نے جس کے ساتھ ملک مظفر بھی شامل ہو گیا تھا۔ عیسائیون کو کاٹنا شروع کیا۔ اور اسقدر قتل عام ہوا کہ صرف اس موقعہ پر دس ہزار عیسائی مقتول ہوئے۔ سمندر کی طرف مقتولون کی تعداد اس کے سوا تھی کچھ عیسائی بھاگ کر اپنے خیمون تک جا کر رکے مگر وہان بھی مسلمانون نے پیچھا نہ چھوڑا۔ اور جبتک تھک گئے اپنے مقام پر واپس آئے تمام میدان عیسائیون کی لاشون سے بھرا ہوا تھا بڑے بڑے نامی اور مشہور سردارون کی لاشین ان مقتولون مین پڑی تھین سلطان نے ان لاشون کو نہر مین ڈالدیا جہان سے کہ عیسائی پانی پیتے تھے قیدیون مین یورپین عورتین بھی تھین جو مردون کی طرح گھوڑون پر چڑھ کر لڑتی اور قومی جنگ کا حق ادا کرتی تھین اگر فوج میمنہ شکست کے سبب پراگندہ نہ ہو جاتی تو صلاح الدین آج ہی عیسائیون کا قلع قمع کر دیتا۔

صلاح الدین جب تن تنہا چند وفادار مملوکون کے ساتھ میدان جنگ مین کھڑا رہ کر اپنی بے نظیر استقلال اور تہور و لیاقت سپہ سالاری کا ثبوت دیکر پراگندہ اور شکست یافتہ فوج کو ترتیب دیکر حملہ آور ہوا تھا۔ اور فوج میسرہ کمال جانبازی سے عیسائیون کی امدادی فوج کو کاٹ کر اسلام کی آبرو کو بچا لیا۔ اور اس وقت

ترجمہ جو شخص میدان جنگ مین بلا ضرورت جنگی پیٹھ پھیرے وہ ضرور عذاب الٰہی مین گرفتار ہوگا اسکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہہ ہے ۱۲

امیر البحر اپنے بیڑے کو ایسی حکمت عملی سے لایا کہ عیسائیون کو خبر تک نہ ہوئی۔ اور بلا سے ناگہانی کی طرح انکے سر پر آ پڑا۔ عیسائی جہازون کو متفرق اور پریشان کرکے اموال و آلات چھین لیے اور فرنگیون کے دو بیڑے جہاز پکڑ لیے جو رسد اور سامان جنگ سے لدے ہوئے تھے۔ اُس کے بعد کسی فرنگی جہاز کو جرأت نہوئی کہ اسکا رستہ روک سکین اور وہ بخیریت عکا پہونچ گیا۔ اور عکا مین ہر ایک قسم کا سامان ضروری پہونچ گیا۔ ماہ صفر ۵۸۶ھ ہجری مین عیسائیون نے سنا کہ سلطان شکار کو چلا گیا ہے اور کیمپ سلطانی مین فوج قلیل ہے اور عکا کے نواح مین کیچڑ بکثرت ہے جو اسلامی فوج کا مانع ہے اس وقت خندقون سے نکل کر مسلمانون کے کیمپ مین آ پڑے۔ مسلمانون نے تیر و کمان پر ہاتھ رکھا۔ لیکن عیسائیون کو روک نہ سکے اور وہ بڑھتے چلے گئے آخر سے مسلمانون نے بہت بڑی ثابت قدمی دکھائی اور کمال صبر و استقلال سے کام لیا۔ اور رات تک کشت و خون کا بازار گرم رہا رات کے اندھیرے نے عیسائیون کو واپس جانے پر مجبور کیا۔ مگر سلطان صلاح الدین نے لڑائی کی خبر سنتے ہی ہمراہیون کو اپنے ہمراہیون کی مدد کے لیے روانہ کر دیا جنکے پہونچنے سے پہلے ہی عیسائی لوٹ گئے تھے۔

مسلمان روسا کی آمد

سلطان نے عام اعلان جہاد کے علاوہ جسکا اثر علما و مشائخ و واعظین اسلام نے نہایت عمدگی سے ملک بھر مین پھیلا دیا تھا۔ مسلمان رؤسا کو خاص فرامین اور خطوط لکھے تھے دربار بغداد کو بھی ایک خط لکھا تھا جسکا مختصر مضمون ذیل مین درج ہے۔ تین ماہ سے تثلیث اور توحید کا جنگی مقابلہ ہو رہا ہے اور سمندر کے پار تمام ممالک کفار مین کوئی شہر قصبہ گاؤن جزیرہ علاقہ ایسا نہین جہان مسلمانون کے برخلاف عیسائی جوش کو ہر ایک ممکن طریق سے نہ ابھارا جاتا ہو اور اسلام کے ستانے کے لیے ہر ایک متنفس کو نہ بھڑکایا جاتا ہو۔ انہون نے اپنے خزانے دفینہ اسی کام کے لیے وقف کر دیے ہین۔ جنگی جہازات کثرت سے تیار کیے جاتے ہین پیغمبرون کی یادگار زمین قدس کو لینے آ رہے ہین۔ جوش یہان تک بڑھا ہوا ہے کہ امن سے زندگی بسر کرنے والے اور گھرون عبادت گاہون مین خاموشی سے بیٹھنے والے لوگ بھی اپنے مال و متاع کو قربان کرکے ہتھیار اٹھائے چلے جاتے ہین۔ گرجاؤن سے پادری مذہبی دفینے لے کر اور ایسی [illegible] مسیح علیہ السلام کو چھوڑ کر پرجوش صلیبی جنگجو مسلح ہو کر نکل آئے ہین چھنے ہوئے صلیب کو واپس لینے کے لیے جو عیسائیون کے لیے ایک مصیبت عظیم ہے ٹڈی دل کی طرح آ رہے ہین اگرچہ اب تک بیس ہزار سے زیادہ کفار پیادہ و سوار غازیون کی شمشیر بران کا لقمہ بن چکے ہین۔ لیکن پھر بھی کمی نہین ہوتی جتنے مرتے ہین اُس سے زیادہ اور آ جاتے ہین اُنہون نے اپنی تجارت

عکا محاصرہ سے چھوٹ جائے گا نتیجہ برخلاف پیدا ہوا سچ ہے " وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ " سلطان کے چلے جانے سے عیسائی خوش و خرم اور مطمئن ہو گئے اور عکا کا محاصرہ کر لیا اور اہل اسلام کی بہادرانہ ساعی کو جو ماہ شعبان میں جانون پر کھیل کر دکھائی تھی خاک میں ملا دیا خشکی میں عیسائی خندقیں کھودنے لگے اور مٹی کے پشتے اور مورچے بنانے لگے۔ عیسائی جہازون نے سمندر کی طرف سے اہل قلعہ کا دم ناک میں کر دیا مسلمان قلعہ سے نکلکر حملہ کرتے لیکن عیسائی سوا بچاؤ کے کوئی زیادہ حصہ لڑائی میں نہ لیتے اور خندقون کے کھودنے میں لگے رہتے کیونکہ وہ صلاح الدین سے بچاؤ اسی میں تصور کرتے تھے۔ اب جن امیرون نے عکا سے چلے جانیکی رائے دی تھی اپنی غلطی پر پچھتانے لگے مگر بیفائدہ سلطان بکٹ ریزک اعیسایون کی روزمرہ کی کارروائیون کی سلطان کو خبر دیتے تھے مگر سلطان بیماری سے لاچار تھا۔ ہل بھی نہ سکتا تھا پیچ و تاب کھاتا تھا مگر کچھ انتظام نہ کرسکتا تھا امرائے لشکر نے صلاح دی کہ آپ یہیں رہیں اور تمام فوج کو عکا بھیجدیں تا کہ لڑ بھڑ کر عیسایون کو خندق کھودنے اور دیوار بنانے سے مانع ہون مگر اس دوراندیش طبیب قوم سلطان نے صاف صاف کہدیا کہ جب میں خود ساتھ نہ ہونگا تو تم کچھ بھی نہ کرسکوگے اور شاید موہوم فائدہ کی جگہ نقصان زیادہ اٹھانا پڑے اس وجہ سے سلطان کی شفا یابی تک اسلامی فوج کو خروبہ میں ہی بے دست و پا رہنا پڑا۔ دشمن نے اس عرصہ میں اپنے آپ کو خوب مضبوط کر لیا۔ ہر ایک انتظام کو درست کر لیا قلعہ کے جانبازان تھک مسلمان ہر روز قلعہ سے نکلکر محاصرین پر حملہ کرتے اور سیکڑون کو مار کر اور داد جہاد دیکر صحیح و سلامت قلعہ میں چلے جاتے تب صلاح الدین کو صحت ہوئی اور کام کرنے کے قابل ہوا۔ تو موسم جاڑا کا آگیا۔ برف باری نے ہاتھ پاؤن باندہ دیئے اور مجبوراً وہ میں ٹہیرنا پڑا لیکن سلطانی بکٹون (اطلائع) نے دشمن کا پیچھا نہ چھوڑا۔ عیسائی فوج کو جب رسد وغیرہ کیلیے باہر نکلنا پڑتا تو یہ لوگ انکو لوٹتے مارتے قید کرتے غرضیکہ باہر قدم رکھا نہیں کہ مسلمانون نے شکار کیا نہیں جس سے عیسایون کو رسد و چارہ کی طرف سے بہت تکلیف اٹھانی پڑی جب سمندر کی طرف سے کوئی جہاز آجاتا تو تکلیف رفع ہوتی ورنہ اکثر روزہ ہی رہتا۔

نصف ماہ شعبان میں مصری لشکر بھی آپہونچا۔ جسکا سردار صلاح الدین کا بہادر بھائی ملک العادل سیف الدین تھا جو ہر ایک قسم کے سامان جنگ اور آلات قلعہ شکن و سامان محاصرہ بکثرت ساتھ لایا تھا جسکے پہونچنے سے مسلمانون کے دل بڑھ گئے ملک العادل کے ساتھ پیدل فوج بکثرت تھی جسکی یہان سخت ضرورت تھی مصری بری فوج کے پہونچنے کے بعد ماہ ذی قعدہ میں پچاس مصری جہازون کا بیڑا امیر حسام الدین لولو کے زیر حکم آپہونچا جو اپنے وقت کا مشہور بہادر امیر البحر تھا۔ سمندر کے حالات اور محاربات اور فن جہازرانی میں بے نظیر تھا۔ یہہ امیر البحر اپنے

پہلے کیا گیا ہے اور خود فریڈرک قبل اس کے کہ اپنے اور صلاح الدین کے تحریری الفاظ کی صداقت کو معیار شمشیر پر رکھتا موت کا شکار ہوگیا۔ مگر صلاح الدین نے شاہ جرمنی کی آمد آمد کی افواہیں سُنکر حفاظت سرحد کے لیے شاہزادہ ملک ظاہر اور ملک مظفر اور ناصر الدین بن تقی الدین و عز الدین ابن المقدم کو فوجیں دیکر سرحد پر روانہ کر دیا۔ اور شاہزادہ ملک افضل بیمار ہو کر دمشق چلا گیا۔

عیسائیون کا حملہ

عیسائیون نے یہہ دیکھہ کر کہ مسلمانون کی فوج کم ہو گئی ہے اور بعض بہادر سردار چلے گئے ہین اور نیز یورپ کی قومون مثلاً فرانسیون۔ انگریزون۔ فلمنس نے مشہور سپہ سالار جیو فیس کے ماتحت اور جنوا۔ وینس۔ پیسا۔ اور صوبجات اٹلی کی فوجون نے جو پہلے عکا پہونچکر لڑائی مین حصہ لے چکی ہین اسی خیال سے کہ جرمنون کے پہونچنے سے پہلے عکا کی فتح کی نیک نامی حاصل کرین۔ ۲۰ جمادی الاول سنہ ۵۸۶ ہجری اچانک مسلمانون کے لشکر پر حملہ کر دیا اور لشکر مصر پر جسکا سردار ملک عادل تھا ٹوٹ پڑے سخت گھمسان کا رن پڑا۔ مصریون نے عیسائیون کو جنگی جہان دیکر آگے بڑھا لیا۔ جون ہی عیسائی لوٹ کی طرف جھکے مسلمانون نے سخت حملہ کر دیا۔ دوسرے دستے مصری نے عیسائیون کی خندقون کی طرف جاکر رستہ روک لیا۔ اور کمکی فوج کی آمد کو بند کر لیا۔ دونون طرف سے عیسائیون کو مسلمانون نے بیچ مین لے لیا اور انسان و حیوان کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ عیسائی حواس باختہ ہو گئے۔ دس ہزار عیسائی قتل کیے گئے۔

سلطان کی طلبی افواج پر بعض جگہہ سے وعدے اور بعض جگہہ سے فوجین آرہی تھین چنانچہ ملک عادل تو مصری بری اور بحری فوج کے ساتھہ پہونچ ہی چکا تھا۔ اب سابق الدین والی شیراز اور عز الدین بن ابراہیم اور ملک ظاہر حلب سے اور عماد الدین بن بہرام اور مظفر الدین اور عماد الدین زنگی بن مودود صاحب سنجار اور سنجر شاہ بن سیف الدین غازی اور زین الدین بن یوسف والی اربل وغیرہ اور ترک و عرب مجاہدین پہونچگئے خلیفہ بغداد نے بارود اڑانے والے اور چند ہوشیار کاریگر اور کام کرنیوالے آدمی اور بیس ہزار دینار روانہ کیے مگر سلطان نے دینار واپس کر دیے جسکا یہہ مطلب تھا کہ یہان محب وطن سرفروش اشخاص کی ضرورت ہے نہ کہ روپیہ کی واقعی وطن اور قوم کی سچی محبت کے لیے روپیہ پیسہ کی کوئی وقعت نہین ہوتی اور زر پرست لالچی قوم کبھی ابھر نہین سکتی۔ سلطان تمام یورپ کا روپے سے کسطرح مقابلہ کر سکتا تھا اور کر ایسے کے ٹٹو بنا کر مسلمانون سے کسطرح کام لے سکتا تھا اُسکا مددگار اور راہ نما قومی جوش تھا جسکی ہوتے نہ خزانے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ دفینہ کی ایسے قومی جوش نے نادار غریبون کو دولتمند امیرون

کا مدار صرف مسلمانون کے ستانے اور مارنے پر سمجھ رکہا ہے یہ وہی حالت ہے کہ ایک مسلمان پر جہاد دفاعی کر لیے ہتھیار اُٹھانا فرض ہے اس کے بعد سلطان نے لکہا ہے کہ ایک جہاز مین تین سو حسین عورتین جزائر سے آئی ہین جو عیسایون کو اپنے حسن پر فریفتہ کرتی ہوئین مسلمانون کو لڑائی پر اُبہارتی ہین اور خواہشمند مردون سے کچھ دریغ نہین کرتین اور گناہگاری کیطرف بلاتی ہین عیسائی فوج کی اس خدمت کو اعلی ثواب خیال کرتی ہین ۔

ایک خاندانی عیسائی بیگم اپنے جہاز مین پانچ شاہسوارون کو سوار کرائی ہے ! اُسکے ہمراہ نوکر غلام بہی ہین خرچ وخوراک وغیرہ کے علاوہ حاجتمند کی نفسانی خواہشون کو بہی پورا کرتی ہے ان کے علاوہ اور بہی کئی فرنگی عورتین شاہسوار ہین جو زرہ بکتر پہنکر میدان جنگ مین شریک ہوتی ہین اور مردون کے دوش بدوش کہڑی ہو کر اپنے زنانہ ناز و نیاز اور مردانہ ہمت سے سپاہیون کے دلون کو بڑہاتی ہین اور قربانی پر آمادہ کرتی ہین اور گہرون مین انکی اور حاجتون کو پورا کرتی ہین اور شکو عبادت اور ذریعہ سعادت جانتی ہین ۔

ناظرین اخبار بین اس واقعہ کی صلیت مین ہرگز شک نہین کر سکتے جنہون اخبارون مین پڑہا ہوگا۔ کہ انتخاب کے وقت ایک مشہور لارڈ کی بیگم نے ایک رائے دہندہ (ووٹر) کے رائے اپنے خاوند کے حق مین حاصل کرنے کے لیے اُس رائے دہندہ کو بوسہ دیا تہا ۔

سلطان نے فوجون کی طلبی اسوقت کی تہی جبکہ شاہنشاہ فریڈرک والی جرمنی کی آمد آمد کی متواتر خبرین سلطان کو پہنچ رہی تہین جسکے غرق ہونے کا حال سابق مین ذکر کیا گیا ہے اگرچہ مسلمانون کا اسوقت بعینہ وہی حال تہا جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہے "اِذْ جَاۗءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَـنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا"

مگر شیردل سلطان جو کوئی زمانہ حال کا سلطان نہ تہا کہ عیسایون کی گیدڑ بہبکیون مین آجاتا اور محض کاغذی چال بازیون سے ڈر کر یورپین وعادی کو تسلیم کر لیتا اور اسلامی علاقہ فرنگیون کے حوالہ کر کے اسلام کو ہمیشہ کیلیے غریب الوطن بنا لیتا ۔ اور قوم مین جبن و وہن کا مادہ بیج بو کر فرنگی جلال کو قائم کرتا اسکا نام صلاح الدین اسم بامسمے تہا وہ اسلام کے نام پر قربان تہا اُس کے جملہ افعال تقلید صحابہ کرام اور تمام اعمال متبع خیر الانام تہے مورخون نے سچ کہا ہے " لو کان فی عصر النبی نزلت فی ذکرہ آیات " **مؤلف**

صلاح الدین اگر بودی بعہد حضرت نبوی ۔ شدی آیت بشانش نزول از حضرت ربی

چو فاروق و علی در کار دین سرگرم او ماندہ ۔ ہمیشہ تیغ خود را بر سر اعدای دین راندہ

ایسے پاکباز مجاہد فی سبیل اللہ کے آگے ایسی چالین کیا اثر کر سکتی تہین جواب دندان شکن دیا ۔ جسکا ذکر

کچھ فوج تو قلعہ کے مقابل چھوڑ دی اور باقی فوج لیکر سلطان سے معرکہ آرا ہوئے یہہ لڑائی برابر آٹھ روز تک ہی ضرور قلعہ والون کو تو کچھ تخفیف ہو گئی مگر چونکہ عیسائی اپنے مورچون اور خندقون سے باہر نکلکر نہ لڑتے تھے اس لیے سلطان کی کوئی پیش نہ گئی۔ اور مسلمانون کو یقین ہو گیا کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا کیونکہ برجون کی آتش فشانی نے قلعہ والون کا دم ناک مین کر رکہا تہا۔ اور برجون کے جلانے کی جملہ تدابیر ناکام رہ چکی تہین اس عرصہ مین ایک شخص مسمی علی بن حریف قوم ٹھٹھیا ساکن دمشق نے جو علم کیمیا کا بڑا ماہر تہا ایک مصالح تیار کیا جسکے آتشی مادہ کو مٹی سرکہ وغیرہ کوئی چیز روک نہ سکتی تہی اور برجون کو جلا سکتا تہا جب مصالح تیار ہو چکا تو امیر قراقوش حاکم عکا کے پاس حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ کسی برج پر میری تیار کردہ دوائی کی ہانڈی پہینک دی جائے۔ برج جل جائے گا امیر قراقوش حاکم قلعہ نے جو جملہ تدابیر سے مایوس ہو چکا تہا جہڑک کر کہا کہ سب صناع کاریگر تدبیرین کرتے کرتے تہک گئے اور تم ایسی شیخی بگہارتے ہو لوگون نے کہا کہ اس کو بہی اپنی تدبیر کر لینے دو شاید خدا فائدہ کرے امیر نے منظور کیا اور صناع مذکور نے اپنی تیار کردہ دوا ہانڈی مین ڈالکر بذریعہ منجنیق ایک برج پر پہینکدی چونکہ اس سے پہلے قلعہ والون کے جملہ آلات آتشی نکمے ثابت ہو چکے تہے اس لیے عیسائی سپاہی متعینہ برج بے خوف و خطر ناچتے کودتے وہین جمع رہے مگر یہہ ہانڈی برج پر لگتے ہی بہڑک اوٹھی علی مذکور نے پے در پے دوسری تیسری ہانڈی پہینک کر برج کو آگ لگا دی اور جو سپاہی پانچون منزلون مین مقیم تہے معہ جملہ سامان جل کر بہسم ہو گئے۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے برج کو جلا کر راکہہ کیا گیا۔ جنکے سپاہی خوف کے مارے بہاگ گئے تہے یہہ تائید آسمانی دیکہہ کر صلاح الدین اور اس کے ہمراہی مارے خوشی کے جامون مین نہ سمائے اور سجدات شکر الٰہی بجائے علی صناع کو صلاح الدین کے پاس بہیجا گیا۔ سلطان نے چاہا کہ انعام کثیر اور بیش بہا جاگیر عطا کرے لیکن اس سچے مسلمان نے اس کا صلہ لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہدیا کہ مین اس قومی خدمت کا صلہ صرف خدا سے چاہتا ہون۔

یہ صلاح الدین کی نیک نیتی اور سچی خیر خواہی قومی کا اثر تہا کہ اہل حرفہ تک بلا معاوضہ قومی کامون مین حصہ لینا اور امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بچانا اپنا فرض جانتے تھے۔ اور ایک عام مسلمانون کو کوئی بہاری سی بہاری طمع اور لالچ اسلامی خدمت سے نہ روک سکتا تہا۔ سلطان نے اس تائید غیبی کے بشارت نامہ تمام سلطنت بلاد مین بہیجدیے اور مشرقی افواج کو طلب کیا۔ چونکہ سلطان نے اپنے ذاتی افعال اور جہادی حرکات سے اسلامی دنیا کو خواب غفلت سے جگا دیا تہا۔ اور اپنے پرجوش قومی خدمات سے قوم کو ہمدردی اور اخوت کا بہولا ہوا سبق یاد کرا دیا تہا۔ "ما ترک قوم الجہاد الا عمہم العذاب" کے مضمون نتیجہ کا عینی مشاہدہ کر دیا تہا اس لیے وہ اس سچے اور دل سوز قومی خیر خواہ الٰہ ... کی تعمیل ارشاد پر مستعد ہو گئے

اور دیون پر ظفر اور منصور کیا اور اس جوش نے یورپ کے ٹڈی دل سے شام کو بچایا جس جوش کے نہ ہونے سے آج مسلمانون مین ہر طرف سے سستی چہا رہی ہے اور جہان کہین جوش کم و بیش موجود ہے وہان مفلس و نادار بے سلاح و سلب سامان دولتمند قوم کے تربیت یافتہ افواج کا منہ توڑ مقابلہ کرکے اپنے ملک و قوم کی آبرو سمجھائے بیٹھے ہین روپے کی کمی کو حب قومی پورا کر سکتی ہے جسطرح کہ صلاح الدین نے کیا اور خواہ خود مصر کا والی تہا اور شام کے چند امصار اسکے قبضہ مین تہے باقی جملہ امرا اپنی اپنی ریاستون مین خود مختار حاکم تصور ہوتے تہے خلیفہ بغداد کے برائے نام ماتحت تہے۔

اس لڑائی مین محض قومی عصبیت سے ہر ایک شامل ہوا۔ اور اپنی اپنی فوج کا کفیل رہا گویا کہ متفرق دولت اسطرح جمع ہوگئی جن شرائط سے آج کل یورپ کی چہوٹی چہوٹی ریاستین قیام رکہتی ہین یہی طریق صلاح الدین نے ہر ایک رئیس مورد اخلیہ ریاست مین خود مختار تہا مگر فرنگیون کی لڑائی مین سب کی آواز ایک تہی۔ یہہ اتحاد نور الدین اور صلاح الدین کی کوششون کا نتیجہ تہا۔ اور علمائے اسلام اور مشائخ کرام کی مساعی جمیلہ کا باعث تہا اور اسی اتحاد کی آج کل اسلام کو ضرورت ہے جسکے دوبارہ بار آور نہ ہونے دینے کیلیے آج کل یورپ ہر ایک ممکن الوقوع تجویز عمل مین لا رہا ہے اور ہم روزمرہ اخبارات مین پڑہتے ہین کہ کہین ذرہ بہی اس اتحاد کا گمان پڑتا ہے تو اہل یورپ آسمان کو سر پر اٹہا لیتے ہین اور اس اتحاد اسلامی مین مشکلات پیدا کرتے ہین خدا تعالی مسلمانون کو چشم بینا و گوش شنوا عطا کرے اور یورپ کے بہروپ سے نجات دے آمدم بر سر مطلب۔

برجون کا جلایا جانا

عیسائیون نے مدت قیام عکا مین تین برج لکڑی کے بنا لیے تہے ہر ایک کا ارتفاع ساٹھ گز تہا اور فصیل قلعہ سے اونچے تہے ان برجون کو چمڑے۔ سرکہٹی وغیرہ دوا اوس سے جسکو آگ نہ لگ سکتی تہی لیپ محفوظ کیا گیا تہا۔ ہر ایک برج مین پانچ منزلین تہین ہر ایک منزل مین بہادر سپاہی بٹہائے تہے جو آگ کی ہانڈیان تیر و تبر قلعہ پر مارتے تہے ان برجون کو آہستہ آہستہ قلعہ کے نزدیک لائے ۲۰ ربیع الاول ۵۸۶ھ کو تین طرف سے قلعہ پر حملہ کیا گیا اور محافظان فصیل کو مار کر ہٹا دیا اور خندق قلعہ کو مٹی سے بہرنے لگے قریب تہا کہ قلعہ بزور شمشیر فتح ہوجائے قلعہ والون نے سلطان کو ایک سمندری تیراک عیسی کے ذریعہ اطلاع دی کہ برجون کی آتش فشانی سے عنقریب ہم اور قلعہ والے دشمن کے ہاتھ پڑ جائینگے صلاح الدین تمام فوج لیکر چارون طرف سے ٹوٹ پڑا عیسائیون نے

صرف فوج کی کثرت پر نہین ہے بلکہ صبر و تحمل ہمت و بسالت کے علاوہ تائید الٰہی پر موقوف ہے یہی اوصاف تھے
صلاح الدین کی حوصلہ کو ہمیشہ مضبوط رکھتے تھے۔

کونٹ ہنری اکند ہیری کی کوششین

نٹ ہنری کے آنے سے عیسائیون کے حوصلہ بڑھ گئے اور جوش تازہ ہو گئے تھے اور انہون نے پھر مسلمانون سے ہمت آزمائی کا ارادہ کیا سلطان کا جہان کیمپ تھا وہان مردون کی لاشون سے ہوا بگڑ گئی تھی۔ اور میدان جنگ بھی تنگ تھا۔ اس لیے سلطان نے ۲۰ جمادی الآخر کو موضع خروبہ کی طرف کیمپ بدل لیا جس سے بہادران اسلام کے لیے میدان وسیع ہو گیا۔ کونٹ ہنری نے عکا کے گرد منجنیقین اور تیر مارنے آتش فشانی کی کلین نصب کرین اور عکا پر متواتر حملے شروع کر دیے مگر محصور مسلمانون کی پر زور مدافعت پر جوش شجاعت کے سامنے کچھ پیش نہ گئی بلکہ قلعہ سے نکلکر ایسا زور سے حملہ کیا کہ عیسائیون کو بھگا کر انکی تمام کلین جلا دین اور قلعہ شکن سامان توڑ تاڑ کر لوٹ لیا۔ اور ہزارون کو مار کر اور فتح کا نشان اڑاتے ہوئے قلعہ کو واپس چلے گئے۔ بہادران اسلام قلعہ سے ایسے نکلتے جیسے کوئی مشتاق شکاری شکار کے لیے نکلتا ہے اور حسب پسند شکار کھیل کر واپس چلا جاتا ہے اور یہ انکا روزمرہ کا معمول تھا تین سال تک اسی طرح لاکھون کے سامنے ہزارون کا اڑا رہنا سوا عکا کے مسلمانون کے اور کہین نظیر نہین ملتی جسقدر مسلمان ایک ایسے لمبے محاصرہ کے مصائب و تکالیف نہایت مردانگی اور شجاعت اور بہادرانہ استقلال سے برداشت کرتے تھے امیر قراقوش اور ہدلکوب اپنے سپاہیون کے دل بڑھانے کی کوششون سے کبھی نہ تھکتے تھے کبھی نذور سے اور کبھی دلاسے سے کام لیتے تھے ہر ایک خطرہ کے موقعہ پر ہوشیار جانباز جرنیلون کی طرح خود موجود ہوتے قلعہ سے نکلکر کئی دفعہ عیسائیون پر حملہ کیا اور کلین جلا دین اور قتل و غارت اور قید و نہب سے عیسائیون کو نقصان پہونچاتے رہے اور ان کو بھگاتے رہے اور شجاعت عکا کا اس قدر دراز تک محصور رہنا اس امداد اور کمک کی وجہ سے تھا جو سلطان بشدت محصورین کو پہنچاتا رہتا تھا سمندر کی طرف سے کمک اور ذخائر غلہ وغیرہ پہنچتے رہتے تھے۔ کند ہیری کی جستجو کلیدہ لائی گئین تو پھر اوسنے اور کلین اور منجنیقین لگائی چاہین۔ لیکن عکا کے بہادرون نے اپنے متواتر حملون سے کونٹ ہنری (کند ہیری) کو کامیاب نہونے دیا۔ اسکے بعد کونٹ ہنری نے شہر سے دور مٹی کا تیلہ بنانا شروع کیا اور مٹی ڈالکر اسقدر قلعہ کے نزدیک لے آیا کہ قلعہ شکن آلات مناسب موقعہ پر نصب ہوسکین لیکن عکا والون نے اس تدبیر پر بھی پانی پھیر دیا۔

اور شوق غزا کے لیے سلطان کی خدمت مین پہونچ گئے یہ سردار پہنچتے ہی میدان جنگ کو چلے جاتے اور کسی قدر لڑ کر ڈیرہ کرتے اسی اثنا مین مصری جہازات کا بیڑا آپہونچا عیسائی جہازون نے روک لیا۔ لڑائی شروع ہوئی سلطان نے خشکی کی طرف سے حملہ کیا لیکن عیسائی جہازون کی توجہ کو نہ ہٹا سکا عیسائیون نے مسلمانون کا اور مسلمانون نے عیسائیون کا ایک ایک جہاز گرفتار کر لیا۔ باقی اسلامی جہاز سلامت عکا پہونچ گئے۔ اور لڑائی مین عیسائی زیادہ مارے گئے خون کی ندیان بہ گئین ملک عادل کے خیمون سے لیکر سلطان کے خیمون تک تین کوس کے فاصلہ تک عیسائی مردون کی لاشون سے میدان بھرا ہوا تھا۔ اس معرکہ مین عیسائی ایسے بدحواس ہو رہا گو کہ اپنی دس ہزار قیمتی جانون کے عوض مین صرف دس مسلمان مار سکے۔ سلطان نے اس فتح کے بشارت نامہ تیس چالیس خطوط لکھ کر ہر طرف روانہ کر دیے۔ عیسائیون کی پسپائی اور پراگندگی دیکھ کر کے مسلمانون نے قلعہ سے نکلکر عیسائی کیمپ پر حملہ کر دیا اور دل کھول کر مال و اسباب کی علاوہ عیسائی عورتین اور بچے بہ تعداد کثیر قید کر کے قلعہ مین واپس چلے گئے کروسیڈر عیسائی جنکو محض رات کی تاریکی نے بچا لیا تھا جب واپس آئے تو کیمپ کے تاخت و تاراج اور زن و بچہ کی گرفتاری سے سخت آہ و بکا کرنے لگے اس اثنا مین شاہ فریڈرک کے غرق ہونے اور اسکی بہادر فوج کے ضائع ہونے کی خبر عیسائیون نے سن لی جس سے انکی بدبختی و مصیبت کی کوئی حد نہ رہی سرداران کو اسقدر مایوسی ہو گئی کہ اکثر یورپ جانے اور سلطان سے ذلیل شرائط پر صلح کرنے کو تیار ہو گئے کہ دو یوم بعد یورپ سے ایک بیڑا جہازات کا جسمین فرانسیسی انگریزی اطالوی فوجین تھین لیکر دگی ہنری کونٹ آف شامپین عکا پہونچ گئین جس سے عیسائیون کی پھر ایک دفعہ ڈھارس بندھ گئی۔

کونٹ ہنری جسکو مسلمان مورخ ریچرڈ شاہ انگلستان کا بھانجا اور فلپ شاہ فرانس کا بھتیجا کہتے ہین وہ بہت کچھ نقد و جنس لیکر پہونچا تھا۔ اس کی خاص اپنی فوج دس ہزار تھی اہلی فرانس اور دیگر بلاد کی فوجین اس کے علاوہ تھین گویا جسقدر عیسائی سابقہ معرکون مین مارے گئے اس سے کئی گنا زیادہ دم بدم جوش عیسائی آپہونچے اور جسقدر زر و مال لٹا تھا اس سے بہت زیادہ زر و مال و اسباب آگیا اور یہی وجہ تھی کہ عیسائی ابتک سلطان کے مقابلہ مین اٹھے رہے اور سلطان باوجود سخت کوشش اور متواتر شکست دینے کے عیسائیون کا استیصال نہ کرسکا۔ مگر پھر بھی یہ صلاح الدین کا مردانہ حوصلہ تھا کہ باوجود کمتر فوج کے اسی فوج کو یورپ کے سیر و ملخ تازہ دم لشکرون سے لڑاتا رہا اور ہر موقعہ پر کامیابی حاصل کرتا رہا اس نے کبھی ایک دم کے لیے حوصلہ کو نہین ہارا اور ذرہ بھر زرد نہین ہوا جون جون عیسائی فوجین یورپ سے آتی تھین دون دون اسکا شیرانہ غصب تیز ہوتا تھا اور اپنی وعالی طاقت کے سامنے اہل یورپ کے اجتماع کو چڑیون کا ڈار سمجھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ فتح

حادثہ سے مرا ہے۔

شہنشاہ فریڈرک کے بیٹے کا عکا پہونچنا

جب کونٹ ہنری ہر ایک تدبیر مین ناکام رہ چکا اور اُس کے تازہ جوش ٹھنڈے پڑ چکے تو شاہ فریڈرک کا بیٹا فریڈرک ڈیوک آف سوابیا ایک لاکھ فوج کے ماقبقی پانچ ہزار حصّہ کو لیکر عکا پہونچ گیا۔ اور ناموری حاصل کرنے کے لیے سرگرم ہوا اور اُس نے نہایت عجیب و غریب دو کلین بنائین جن عجیب کلون کو دیکھ کر مسلمان بھی متردد ہو گئے مگر محصورین نے جو اس فن مین استاد تھے تیرون کو نفط مین جلا کر چرخیون کے ذریعہ سے ان کلون پر مارا جس سے دونون کلین جل کر خاک سیاہ ہو گئین۔ اور اہل جرمن کی تمام شیخی بھی کرکری ہو گئی۔

برج ذبان پر حملہ

عیسائیون نے سمجھ لیا کہ جب تک عکا مین فوج آلات جنگ غلہ برابر پہونچتا رہیگا۔ عکا فتح نہین ہوسکیگا۔ اس لیے انہون نے وسائل آمد و رفت کو روکنے کے لیے کوشش کی اور تجویز کی کہ عکا کا برج ذبان جلا کر وہان قبضہ کیا جائے یہہ برج بندر عکا کے منہ پر سمندر مین ایک پتھر پر بنا ہوا تھا اسمین مسلمان سپاہی رہتے تھے جو مخالف جہازون کو روکتے اور مسلمان جہازون کی آمد و رفت کے وقت امداد اور حمایت کرتے اس برج کی طفیل شہر کے مسلمانون کو اپنے جہاز کی امداد کرنے مین کوئی شے حارج نہ ہوتی اور عیسائی روکنے سے عاجز ہو جاتے عیسائیون نے برج ذبان پر قبضہ کرنے کے لیے تجویز کی کہ اپنے جہازون پر ایک بلند برج تیار کیا جسکو بارود اور ایندھن سے بھر دیا اور ایک دوسرا جہاز اسیطرح کا اسکی مدد کے لیے تیار کیا گیا جس سے غرض یہہ تھی کہ برج ذبان کے پاس پہونچ کر آگ لگا دی جائے اور برج اور اس کے ساکنین کو جلا کر تباہ کیا جائے ایک روز ہوا موافق تھی عیسائی اپنے جہاز برج ذبان کے پاس لے گیے اور آگ لگاتے ہی ہوا مخالف ہو گئی اور عیسائیون کو ہی جلانے لگی۔ اور ڈیوک آف ہسٹریا کے سوا جس نے سمندر مین کود کر جان بچائی تھی تمام عیسائی سمندر مین غرق ہو گئے۔ اور مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِأَخِيهِ فَقَدْ وَقَعَ فِيهِ۔ کے قدرتی عذاب مین مبتلا ہو گئے۔

عیسائیون کا حملہ اور شکست

اسوقت عکا والون کے پاس خوراک کم ہوگئی صلاح الدین نے اسکندریہ حکم بھیجا کہ غلہ گوشت وغیرہ اشیا خوردنی جہازون میں بھرکر عکا بھیجدین مگر اس کی تعمیل مین دیر ہوگئی اس لیے صلاح الدین نے اپنے نائب بیروت کو لکھا جس نے چند جہاز ہر ایک قسم کے سامان سے بھرکر عکا کو روانہ کیے ان جہازیون نے یورپین وردی پہن لی اور جہاز پر صلیبی نشان کہڑا کردیا عیسائی جہازون نے ان کو اپنا قومی جہاز تصور کرکے کچھ روکاوٹ نہ کی اور جہاز بخیریت عکا پہونچ گئے جس سے مسلمان باغ باغ اور قوی دل ہوگئے اور پھر اسکندریہ سے بھی رسد وغیرہ ضروری سامان پہونچ گیا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ اسوقت مسلمانون کی جہازی تعداد گو کم تھی اور تمام یورپ کی اقوام کے مقابلہ مین کم ہی ہونی چاہیئے تھی لیکن جہازی اور بحری لیاقت مین مسلمان عیسایون سے فائق تھے جو اس طرح ڈراتے ہوئے عکا پہونچ جاتے تھے اسی اثنا مین یورپین ملکہ ایک ہزار چیدہ چیدہ سوار کروسیڈر لیکر فلسطین کو آرہی تھی جسکے جہازون کو سکندریہ کے نواح مین مسلمانون نے پکڑ لیا۔ اور ملکہ کو قید کر لیا۔

کبوتر اور پیراک

عکا کے محاصرہ مین نامہ بر کبوترون نے خوب کام دیا۔ سلاطین شام مین سے شاید سب سے پہلے نورالدین محمود نے نامہ بر کبوترون کی ڈاک کی چوکیان جنمین مشہور ہے چالیس کے قریب تھین اپنے تمام ممالک مین ایران سے لیکر مصر اور حلب کی شمالی حد تک مقرر کین اور اس مفید اور کارآمد جانور کی تربیت و تعلیم کے لیے خاص محکمہ مقرر کیا۔ چنانچہ محاصرہ عکا کے وقت لشکر سلطانی اور محصورین عکا کے درمیان کبوترون ہی کی طرف سے خبرین لاتے تھے خطوط کو کبوترون کے پرون یا گلے مین باندہ کر اڑا دیا جاتا تھا جو اپنی بلند پروازی کے سبب دشمنون کی ہر ایک زد سے بچ کر بخیریت منزل مقصود پر پہونچ جاتے تھے کبوترون کے علاوہ پیراک لوگون کی ایک جماعت تھی جو فن شناوری مین کمال رکھتی تھی جو بے خوف وخطر سمندر عبور کرکے خطوط پہونچاتے۔ اور بعض دفعہ اسباب کو بھی اپنے پیٹون سے باندہ کر عکا پہونچا دیتے۔ ان لوگون مین ممتاز عیسیٰ نام شناور تھا اسکو فن شناوری مین اسقدر کمال تھا کہ عیسایون کے جہازون کے نیچے سے غوطہ لگا کر نکل جاتا۔ اور شہر مین خطوط اور نقدی پہونچا دیتا۔ ایک دفعہ عیسایون کے جہازون کے نیچے سے گذرتا تھا کہ کسی نامعلوم حادثہ سے فوت ہوگیا جب رشیدی کبوتر نہ آیا تو مسلمانون کو تردد ہوا۔ آخر لہرون نے اس کی لاش کو کنارے پر ڈالدیا۔

اور خطوط اور ہزار دینار کی تھیلی اسی طرح اس کی کمر مین بندہی ہوئی ملگئی جس سے پایا گیا کہ کسی دریائی

اور تمام عیسایون کو تہ تیغ کرڈالا اس وقت سلطان نے عیسایون کا دم ناک مین کر دیا ہوا تہا۔ مورچون سے کوئی عیسائی نکلا نہین کہ مسلمانون نے شکار کیا نہین رسد کی اسقدر قلت تہی کہ ایک دانہ تک خشکی کی طرف سے انکو نہ پہونچ سکتا تہا۔ یورپ کے جہاز بہی نہین پہنچے تہے۔ سابقہ ذخیرے ختم ہو چکے تہے سخت قحط نمودار تہا گندم کا ایک غرارہ (پیمانہ کا نام) دو سو دینار کو بکنے لگا۔ فاقہ کشی کا یہان تک زور ہوا کہ مویشی اور گہوڑون تک کہا گئے۔ جاڑے (۱۱۹۰ء) اور سمندری طوفانون کے سبب بحیرہ شام مین کوئی جہاز نہ آسکتا تہا۔ عیسایون نے موجودہ جہازون کو بہی جو خلیج عکا مین نہین ٹہر سکتے تہے مجبوراً صور کو بہیجدیا۔ جس سے عکا کا بحری راستہ کہل گیا۔ اور محصورین عکا نے صلاح الدین سے محاصرہ کی طویل مصائب اور تکالیف کی شکایت کی صلاح الدین نے اپنے بہائی ملک العادل کو تبدافواج پر مقرر کیا جو کوہ حیفا مین جا اترا اور تمام اسلامی جہاز اور کشتیان منگالین جنکے ذریعہ عکا کی محصور فوج باہر نکال لی اور انکی جگہہ جدید فوجین اندر بہیجدین ان جدید افواج کے ساتھہ بیس امرا داخل کئے گئے۔ لیکن یہہ انتخاب درست نہ تہا۔ یہہ لوگ تکلیف کی برداشت کرنے اور تجربہ و استقلال مین ان پہلے محصورون کے طرح جفاکش نہ تہے جنہون نے مدت دراز تک حوصلہ اور مردانگی سے عکا کو بچایا تہا۔ جو امرا داخل کئے گئے وہ بہی کوئی خوشی سے داخل نہین ہوئے تہے۔ غرض کہ اس انتخاب مین سخت تساہل کیا گیا۔ جسکا نتیجہ بہگتنا پڑا۔

اس تمام جاڑے کے موسم مین سلطان بیمار رہا۔ اور رفتہ رفتہ ضعیف ہوتا گیا مگر فریقین مین برابر چہوٹی چہوٹی لڑائیان ہوتی رہین جاڑے مین مسلمانون کے ہاتھہ پاؤن بہی بند تہے مگر زیادہ تر سلطان کی بیماری نے ہرج ڈالدیا۔ ورنہ ضرور سلطان عیسایون کی اسقدر کمزوری اور فاقہ کشی سے فائدہ اٹہا لیتا۔ مگر مدبرون نے جب دیکہا کہ وہ خود تو کام کرنے کے قابل نہین۔ اور اسلامی امرا اور فوجین عرصہ دراز کی متواتر جنگون سے اکتا گئی ہین اور اپنے گہرون اور بال بچون کی ملاقات کو ترس رہے ہین انکو اپنے گہرون کو رخصت کیا۔ سلطان کے پاس سوائے چند امرا اور خاص اردلی رسالہ کے اور کوئی باقی نہ رہا۔ عیسائی لشکر مین ہرگز یہ جرأت نہ تہی کہ وہ سلطان کو تنہا رہنے کی صورت مین خائف کرسکین کیونکہ قلت رسد کے علاوہ مردون کی تعفن سے متعدی بیماریون نے عیسائی فوج مین عام ماتم برپا کیا ہوا تہا۔ اور بڑے بڑے نامور سردارون کو ہلاک کردیا تہا چنانچہ فریڈرک ڈیوک آف سوابیا شاہزادہ جرمنی بہی اسی موت کا شکار ہوگیا۔

انہیں دنون پوپ صاحب کا خط پہونچا جسنے بہادرانہ ترغیب و تحریص اور مذہبی جوش دلانے مین کوئی دقیقہ باقی نرکہا اور اطلاع کہ تمہاری مدد کے لئے تمام یورپ سے لگاتار کمک بہیجی جارہی ہے ہمت کرو اور بیت المقدس کو مسلمانون سے چہین کر نجات حاصل کرو۔

ان تحریرون سے عیسائیون کے حوصلے بڑہ گئے اور کونٹ ہنری نے کچہ فوج عکا کے محاصرہ پر چہوڑ کر باقی تمام فوج کا ٹڈی دل بیکر ۱۱ ماہ شوال کو نہایت جوش و خروش سے اپنی خندقون سے نکلا۔ سلطان صلاح الدین تو یہ بات خدا سے چاہتا تہا۔ فالتو اسباب تین فرسنگ پیچہے مقام میمون کو بہیجدیا۔ اور نہایت عمدہ انتظام سے مقابل ہوا۔ اپنے بیٹے افضل اور ظاہر و ظافر کو قلب مین اور اپنے بہائی عادل ابو بکر کو معہ فوج مصر میمنہ مین اور عماد الدین والی سنجار اور تقی الدین والی حماۃ اور سیف الدین والی جزیرہ وغیرہ امرا کو میسرہ مین کہڑا کیا۔ اور خود چیدہ فوج لے کر الگ کہڑا ہوگیا۔ تاکہ جدہر ضرورت ہو وقت پر پہونچ کر مدد دے سکے لیکن عین موقعہ جنگ پر سلطان کو وہ درد شروع ہوگیا۔ جو اُسکو ہمیشہ ہوا کرتا تہا اس لیے پہاڑی پر ایک مختصر سا خیمہ لگادیا۔ جہان سے وہ نقشہ جنگ دیکہ سکتا تہا۔ عیسائی پہلے تو نہر کی شرقی جانب چلے اور نہر کے سرے پر پہونچ کر اسلامی لشکر کے انتظام اور بے بدل ترتیب کو دیکہ کر دنگ ہوگئے اور سمجہ لیا کہ ایسے منتظم اور قوی عدد ان بہادر صفون پر حملہ کرنا جانون کو مفت گنوانا ہے مگر اسلامی ہراول بڑہ کر حملہ کر دیا اور تیر باران کی کثرت سے جو آسمان کو تیرہ و تار کر دیا۔ عیسائی یہ دیکہہ کر نہر کی غربی جانب کو پہرے۔ لیکن اسلامی ہراول نے پیچہا نہ چہوڑا اور عیسائیون کو تنگ کر دیا۔ اسلامی ہراول کی اس چہیڑ چہاڑ سے یہ غرض تہی کہ عیسائی جوش مین آکر آگے بڑہین اور حملے کے جوش مین اسلامی صفوف کی زد کے قریب آجائین اور کہلے میدان مین اسلامی شمشیر کے جوہر دکہا کر جنگ فیصلہ کن دکہائین۔ لیکن عیسائی مسلمانون کی اسقدر بیباکانہ مستعدی اور تندی دیکہ اپنی خندقون سے نکلنے پر نادم ہوئے اور وہین ٹہیر گئے اور جون تون رات کاٹ کر صبح کے وقت عکا کو واپس ہوئے تاکہ خندقون کی پناہ مین شاہان یورپ کی آمد تک اپنا بچاؤ کر سکین واپسی کے وقت سلطانی ہراول نے دشمن کے بازون پر بہادرانہ ستنبر دسے بہتون کو تیرون سے چہید ڈالا اور اکثرون کو تلوار و نیزہ سے مار ڈالا۔ دشمن اس خیال سے کہ مسلمانون کو ہماری مصیبت کا [illegible]۔ اپنے مردون کو اُٹہا لے گئے۔ اگر صلاح الدین بیمار نہ ہوتا تو آج ہی عیسائیون کی طاقت کا فیصلہ کر دیتا۔ سچ ہے " انما اللہ فی کل شیٔ حکمۃ و لہ امر ھو بالغہ ولا [illegible] ۲۳ ماہ شوال کو مسلمانون ایک جماعت نے یہ گہات لگائی اور کچہ مسلمان بہادر کیمپ پر جا پڑے مسلمانون کی قلیل جماعت جانکر چار سو سوار نکل پڑے مسلمان بڑہتے بڑہتے عیسائی سوارون کو گہات سے آگے نکال لائے جنکے پیچہے گہات والے مسلمان قضائے برم کی طرح تلوارین کہینچ کر آ پڑے

مجاہدین ہی اس معرکہ مین شامل ہوسکے جنگی تعداد یورپ کی افواج سے بہت ہی کم تہی مگر یہہ فوج سلطان صلاح الدین کے ماتحت تہی۔ جو بہادرون کا سرتاج۔ اسلام کا خادم۔ قوم کا ہمدرد۔ امت کا خیرخواہ مانہ شناس بے نظیر سپہ سالار تہا۔ اس کے ساتہی گو قلیل تہے مگر اسلام کا سچا جوش رکہتے تہے وہ اسلام کی حمایت پر اپنی جانین قربان کرنا ہیچ سمجہتے تہے "وہ فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاهِدِیْنَ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ" کی عزت بخش فلاسفی کو بخوبی جانتے تہے۔ انکو یقین تہا کہ جنگی طاقت کے بغیر قوم کی ہستی قائم نہین رہ سکتی اور اس حرارت کے بغیر قوم عزت کی زندگی نہین پاسکتی۔ اگر آج یورپ کے دانت کہٹے نہ کیے گئے۔ تو بیت المقدس ہی نہین بلکہ تمام مقدس مقامات معرض خطر مین آجائینگے۔ یہہ سعادت خدا تعالی نے صلاح الدین کے حصہ مین لکہی تہی۔ کہ یورپ خواہ کسقدر زور لگائے۔ لیکن اسلامی اتحاد کے مقابلہ مین کچھ نہین کرسکتا اسی جنگ صلیبی سے یورپ نے یہہ مفید سبق سیکھ لیا ہے۔ کہ جہان تک ہوسکے سلاطین اسلام مین اتحاد نہ ہونے دین اور مسلمانون کے جتہہ کو وجود مین نہ آنے دین۔ مگر یاد رکہین کہ فرمان الٰہی يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۔ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ[۱] ہر ایک زمانہ مین اپنی صداقت کا ظہور دکہاتا رہے گا۔ بشرطیکہ مسلمان اُس کے احکام و کلمات پر عمل کرین۔ اور حق باطل کی تمیز کے لیے قرآن و سنت کو معیار قرار دین۔ اور غیر اقوام کے قومی ملکی مذہبی دباؤ مین آکر خالص اسلامی مذاق کو نہ کہوئین اور خدا کا شکر ہے کہ ابہی تک ایسے پاکباز اشخاص موجود ہین اور رہین گے جو اپنی اعلی فراست ایمانی سے غیر اقوام کی پیش کردہ مشکلات سے قوم کو بچانے کی کوشش کر رہے ہین۔ اور یقین ہے کہ وہ دن دور نہین کہ مسلمانون کی موجودہ کمزوری دور ہو جائے گی اور غیر اقوام کا رعب موہوم جاتا رہے گا۔

عکا پر رچرڈ اور فلپ کے حملے

عیسائیون کی اس بیشمار فوج کو جو تازہ جوش اور تازہ روح رکہتی تہی اپنے ارادون مین کوئی چیز روکنے والی نہ تہی انہین نے کلین پہینکنے کی کہڑی کردین اور رچرڈ سے پہلے ہی ۱۰ جمادی الآخر کو حملات شروع کر دیے سلطان صلاح الدین جو دشمن کی مدافعت سے کبہی ایک لمحہ بہی غافل نہوا تہا فوراً عیسائی لشکر پر حملہ آور ہوا اور ایسی تندی سے حملہ کیا کہ عیسائیون کو مجبوراً شہر کی طرف سے رخ پہیرنا پڑا اسادر مسلمانان عکا نے شہر سے نکلکر عیسائی کلین بن جلادین رچرڈ کے آنے پر بہی عکا پر متواتر حملے ہوئی لیکن ہر دفعہ ناکامی کے سوا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اسی اثنا مین فلپ اور رچرڈ دونو بادشاہ بیمار ہوگئے۔ مجبوراً یا قریباً سلطان سے خط و کتابت شروع کی سلطان نے محض شاہانہ خیال سے میوی

[۱] سورہ انفال پارہ ۹۔

فلپ شاہ فرانس اور رچرڈ شاہ انگلستان کا عکا پہونچنا

جون ہی جاڑے کا زور کم ہوا۔ فلپ شاہ فرانس اور رچرڈ شاہ انگلستان کی آمد کی خبرین مشہور ہوئین مگر تو سلطان نے بہی اسلامی فوجون کی طلبی کے واسطے خطوط لکہے۔ واعظین خطیبون اور علما نے اسلامی بلاد مین جہاد کا وعظ شروع کیا اور موسم بہار کے آتے ہی امرائے اسلام اور مجاہدین کا آنا شروع ہوا مگر پہلے کی طرح امرا کی کثرت نہ تہی۔ تقی الدین عمر نے تو غلطی سے اپنے گرد و نواح کے علاقہ سے جنگ شروع کر دی اور اسوجہ سے شامل جہاد نہ ہو سکا۔

۱۲ ربیع الاول ۵۸۷ھ ہجری کو یورپ سے امداد آنی شروع ہوئی اور نئی فوجین مور و ملخ کی طرح آنے لگین سب سے پہلے فلپ شاہ فرانس چہہ بڑے جہازون کے ساتھ وارد عکا ہوا جو تو سلطان مقابلہ کو تیار ہو گیا اور حاکم بیروت کو حکم بہیجدیا کہ جنگی جہازات یورپین بیڑے کے لیے روانہ کرے جسکی تعمیل مین اسلامی جہاز کا مقابلہ پانچ انگریزی جہازون سے ہو گیا۔ یہہ جہاز رچرڈ شیر دل نے پہلے روانہ کیے تہے اور خود جزیرہ سائپرس مین ٹہیر گیا تہا۔ جہازی لڑائی مین مسلمانون نے فتح پائی اور مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور سپاہی قید کر لیے۔ رچرڈ دہوکہ سے سائپرس کا قابض ہو گیا۔ جو پہلے یونیون کے قبضہ مین تہا اور سائپرس مین تاخت و تاراج کا بازار گرم کیا۔ سائپرس کو فتح کرتا ہوا۔ رچرڈ ۲۵ جہازون کے ساتہ ۳ جمادی الاول کو عکا پہونچ گیا۔ جسکی آمد پر تمام عیسائی لشکر مین چراغان کی گئی اور پر جوش خوشیان منائی گئین۔ اور عیسایون کے حوصلے بہت ہی بڑہ گئے۔ ایک سلطانی جہاز نے جوش تہوڑے سے رچرڈ کا مقابلہ کیا لیکن مایوس ہو کر کپتان جہاز نے اپنے جہاز کے تختے توڑ دیے اور اسباب غرق کر دیا اور دشمن کو فایدہ نہ اٹہانے دیا۔

اب عکا کی دیوارون کے نیچے وہ تمام سپاہ سالار اور جنگجو بہادر موجود تہے جن کی ذات پر یورپ کو فخر تہا۔ فرنگیون کے کیمپ سے شاہانہ ہیبت کا نظارہ دکہائی دیتا تہا۔ اور دیکہنے والون کے دلون کو ہلا دیتا تہا۔ اور اسباب ظاہری پر مرنے والون سے عیسایون کی کامیابی کا اقرار کرا لیتا تہا یورپ کی اسقدر مختلف قومین اس صلیبی جنگ مین شریک تہین کہ انکے قیدیون کی زبان سمجہنے کے لیے بہی مسلمانون کو مترجم نہین ملتے تہے۔ یورپ کے ہر ایک خطہ نے اس لڑائی مین حصہ لیا لیکن اسلامی دنیا کا حصہ کثیر مراکو۔ بربر چین ہندوستان ترکستان۔ شرقی ایران نے کوئی حصہ نہ لیا۔ صرف مصر اور شام کے بعض امصار جو سلطان کے زیر حکم تہے۔ اس کے علاوہ عراق جزیرہ اور شام کے باقی بلاد کے امرا اور بعض عرب

اب عیسایون نے جب دیکھا۔ کہ کلین۔ وبابے جلائے جاتے ہین۔ اس لیے اب کی بار اپنے کیمپ کے نزدیک مٹی کی ایک پہاڑی بنا کر کھڑی کر دی اور اُسپر متواتر مٹی پھینک پھینک کر اس مٹی کے ٹیلہ کو شہر کے نزدیک پہونچا دیا۔ یہانتک کہ ایک تیر کی مار کا نصف فاصلہ شہر تک رہ گیا جو شہر کو دھمکی دے رہا تھا مسلمان تلوارین گینیان بیلچے لے کر شہر سے نکل آئے۔ گو اُس عیسائی فوج کو جو تودہ کو بڑہا رہے لیے آتی تھی مار کر ہٹا دیا۔ مگر اُس عظیم تودہ کو اُٹھا کر نہ پھینک سکے کیونکہ لاکھون عیسایون نے جو کام کئی ہفتون مین کیا تہا وہ سیکڑون مسلمان چند گھنٹون مین کس طرح کر سکتے تھے۔ ہان اتنا کیا کہ اُس کے رستہ مین فراخ اور گہری خندقین کھود ڈالین۔

عکا کی مایوس حالت

اب قلعہ کی فوج قلت۔ بیماری۔ قحط سے دن بدن کمزور ہوتی جاتی تہی اور اپنی تکلیف اور مجبوری کی خبرین کبوترون کے ذریعہ سلطان کو لکہتی تھی جس سے سلطان نہایت رنج وغم مین مبتلا تہا۔ اور غمون سے حواس باختہ ہو رہا تہا۔ وہ دن رات بے چینی اور سواری مین گذارتا۔ اور راتون کو نہ سوتا۔ بہت کوشش سے تہوڑی سی فوج قلعہ مین داخل کر سکا۔ مگر فوج کی کمی بدستور رہی فصیلون کی حفاظت اور کلون کو ادہر ادہر لیجانے اور عیسائی کلون کا جواب دینے کے لیے کافی سپاہی نہ تہے اور فصیل کا کچھ حصہ بہی گر چکا تہا سلطان کے پاس اول تو بمقابلہ عیسایون کے فوج ہی کم تہی دوم عیسائی تو اپنے مورچون سے باہر سر نکالتے ہی نہ تہے اور اُنکے مضبوط مورچون پر حملہ کرنا مسلمانون کو مفت کٹوانا تہا یورپ سے مدد عیسایون کو برابر پہونچ رہی تہی۔ اور قلعہ والون کے پاس فوج کے علاوہ سامان جنگ وغیرہ بہی نہ رہا تہا۔ عیسایون نے جو مٹی کا ٹیلہ بنایا تہا وہ شہر کے قریب پہونچ چکا تہا جسکی اوٹ مین عیسائی طمانیت سے سرنگ وغیرہ لگا رہے تہے اور محاصرے مین شدت دکھا رہے تہے۔ اس ناامیدی کے عالم مین امیر سیف الدین علی بن احمد الہکاری المعروف بہ مشطوب جو امرائے عکا مین سب سے بڑا با رسوخ تہا۔ فلپ شاہ فرانس کے پاس حاضر ہوا۔ اور درخواست کی کہ اگر مسلمانون کو صحیح و سلامت قلعہ سے نکلجانے دین تو حوالہ کیا جائے۔ مگر شاہ فلپ نے یہ شرط پیش کی کہ مسلمان تمام بلاد ساحل کو جو جنگ طبریاس کے بعد فتح کئے تہی دیدین یہ جواب سنکر امیر مشطوب نے کہا کہ مین اور میرے ہمراہی شہر کے نیچے مرجائینگے اور عکا کی ایسی حفاظت کرینگے جیسا شیر اپنے گہر کی کرتا ہے مگر جو علاقہ ایک دفعہ اسلامی تصرف مین آچکا ہے وہ عیسایون کو نہین دیا جا سکتا۔ میرزا کو صلح مذکور سے مایوس ہو کر واپس قلعہ

اور برف وغیرہ جنکے لیے وہ ترس رہے تھے بہیجدیے اور کسی چال مین نہ آیا۔ رچرڈ اور فلپ کے صحت یاب ہونے پر نہایت جوش سے حملہ ہونے لگا اور کئی دفعہ بہادر (کروسیڈر) شہر کی دیوارون تک پہونچ گئے۔ لیکن جان باز محصورون نے ہر دفعہ انکو مار مار کر ہٹا دیا۔ اور باہر سے شیر دل سلطان نے ان تہک غازیانہ کوششون سے عیسائی صفون کو چیر کر اور عیسائی ساعی کو ملیا میٹ کر کے قلعہ والون کے حوصلہ بڑہاتا تہا۔ اور "فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منهم کل بنان" کا حق ادا کرتا تہا۔ اور یورپ کے بہادرون کو اسلامی شمشیر کے جوہر دکہاتا تہا۔

ابیات مؤلف

بجولان درآمد تازی نژاد ۔ تزلزل در ایوان یورپ فتاد
ز تیغ اژدہا را دہن برگشاد ۔ بصید نصاری قدم در نہاد
کسی کو بجنگش سر افراختی ۔ اگر کوہ بودے سرش باختی
چہ شیر و چہ ببر و نہنگ و پلنگ ۔ کہ حملہ پیشش چہ روباہ لنگ
بہر سو کہ بازو برافراختی ۔ سران یلان را بر انداختی
ز تیغ صلاح رچرڈ شیر دل ۔ در افتاد حیران چو خر در وحل
نہ رائے کہ بہر دفا بر جہد ۔ نہ راہے کہ پستر قدم در نہد
ہمہ آبروئے یلی باختہ ۔ خنادیق را مامنے ساختہ
شہ تیغ زن تیغ باری نمود ۔ ز جملہ یلان گوئی سبقت ربود

سلطان کی یہ تمام پرجوش غازیانہ ترددات اور مجاہدانہ حرکات تمام غازیان اسلام کو فرمان رسول مقبول "افضل الجهاد ان یعقر جوادک ویهراق دمک" کا مصداق بنا رہا تہا۔ ہر ایک سردار فوج قومی جنگ کا حق ادا کرتا تہا۔ سلطان کا بہادر بہائی ملک العادل بڑہ بڑہ کر تہور اور شجاعت کے نمونے دکہاتا تہا۔

اس جنگ عظیم کا نتیجہ یہہ ہوا کہ قلعہ والون نے عیسائیون کی کلین وغیرہ پہر جلا دین اور لوٹ مار کر قلعہ مین چلے گئے گو قلعہ کی فوج اب مرتی کہپتی بہت قلیل رہ گئی تہی۔ اور عیسائیون نے خشکی اور تری دونون طرف سے بیرونی امداد کو ہر طرح سے روکا ہوا تہا مگر باوجود اسقدر قلت اور شکستہ حالی کے پہر بہی بارہا قلعہ سے نکلکر یورپ کی مور و ملخ فوج پر حملہ آور ہوتے رہے کلین جلا دین خندقین بہر دین۔ مورچے توڑ تاڑ دیے دمدمون کو اکہاڑ پہینکدیا اور جہاد صابراً محتسباً۔ کا حق ادا کرتے رہے مگر افسوس کہ محاصرہ نہ اٹہہ سکا اور قلعہ کی فوج بہی متواتر لڑائیون سے تہک گئی۔

اور صلیب اعظم اور پانچسو معزز عیسائی قیدی دیے جائین علاوہ اسکے چودہ ہزار دینار نقد مرکین والی صور کو سلمان ادا کرین۔

اور ایفائے وعدہ اور ادائے زر و مال کی مدت دو ماہ قرار پائی جب عہدنامہ پر دست خط ہو چکے اور قسمون سے اطمینان کر چکے تو قلعہ عیسائیون کے حوالے کیا گیا۔ اور یہہ واقعہ ۷ اجمادی الآخر ۵۸۷ھ بروز جمعہ ہوا سلطان جو کہ شہر کو بچانے کے لیے ایک آخری کوشش کرنے کی تیاری کر رہا تہا۔ اور اس امر کے لیے بڑی بڑے امرا اُس کے خیمہ مین مشورہ کر رہے تہے کہ صلیبی جہنڈے فصیل اور برجون پر اُڑتے دیکہے یہہ دیکہہ سلطان حیران اور ششدر رہ گیا اور اُسکے رنج و غم کی حد نہ رہی سلطان کا رنج اس شفیق والدہ کی طرح تہا جو اپنا پیارہ بچہ کہو بیٹہتی ہے مسلمان اُسکو تسلی دیتے تہے اور اُسکو کسی طرح تسلی نہین آتی تہی۔

عیسائیون نے قلعہ مین داخل ہوتے ہی عہدنامہ کو بالائے طاق رکہا اور عکا کے تمام مسلمانون کو قید کر لیا۔ اور بہانہ یہہ کیا کہ جب نقدی صلیب اعظم نہ دی جائے تو نہین چہوٹ سکتے۔ اور سلطان سے اس عہدنامہ کے شرائط پورا کرنے کے لیے خط و کتابت ہو رہی تہی۔ لیکن سلطان کو اگرچہ ان شرائط کا ماننا ناگوار تہا لیکن مسلمانون کی عزیز جانون کی رہائی کے لیے تیار تہا۔ کہ عیسائی قیدی اور صلیب دیدے چنانچہ دمشق سے قیدی منگوا لیئے تہے اور ایک لاکہہ دینار بہی جمع کر لیے تہے۔ لیکن فرنگیون کی بدعہدی سے ڈر کر یہہ رائے قرار پائی کہ جب تک جدید قسمین نہ اٹہائین اور عیسائی فرقہ داویہ جو جملہ عیسائیون مین ایفائے عہد مین مشہور تہا ضامن نہوا۔ کہ مسلمان قیدیان عکا کو چہوڑ دیا جائے گا۔ کچہ بہی نہ بہیجا جائے اس لیے سلطان نے شاہان یورپ کو لکہا کہ ایک لاکہہ دینار اور صلیب اعظم اور عیسائی قیدی بضمانت فرقہ داویہ دینے کو تیار ہون اور باقی کے عوض مین دیتا ہون تم مسلمان قیدیون کو چہوڑ دو۔ مگر فرقہ داویہ نے ضامن ہونے سے انکار کیا۔ اور صاف کہدیا کہ ہمکو اہل یورپ کی قول و فعل پر کچہہ اعتماد نہین۔ اور شاہان یورپ نے جواب دیا کہ تم تو نقدی اور قیدی اور صلیب اعظم بہیجدو ہمارا اختیار ہو گا کہ جس مسلمان قیدی کو چاہین رہا کرین اور جسکو چاہین قید رکہین اس سے عیسائیون کی غداری اور بیوفائی کا حال کہل گیا۔ عیسائیون کا یہ منشا تہا کہ ادنی درجے کے مسلمانون مثلاً سپاہیون شاگرد پیشہ خدمتگارون کم حیثیت اشخاص کو چہوڑ دین اور امرائے لشکر اور معتبر دولتمند ونکو قید رکہین اور بہاری زر فدیہ لیکر رہا کرین۔ مگر سلطان ایسا دہوکہ مین آنے والا کہان تہا۔ اور ایسی کڑوی شرطین صرف مسلمانان عکا کی رہائی کے لیے منظور کر رہا تہا۔ ورنہ کوئی پست ہمت نہ تہا۔ کہ اس طرح دب کر تم کتبہ اور

مین چلا گیا۔ ورنہ شہر کے مسلمانوں پر ضعف چھا گیا۔ افسوس کہ صلاح الدین تو سیکڑوں جگہہ عیسایوں کو بھی طرح امان دے چکا تھا اور عیسایوں نے ایک جگہہ بھی اپنی انسانیت اور عیسویت کے لمبے چوڑے دعوؤں کو ثابت نہ رکھا۔

گو اب بھی شہر والے عیسایوں کے حملہ کا جواب دیتے تھے۔ مگر وہ حفاظت کا پہلا پرجوش پہلو چھوڑ دیا گیا تھا۔ اسی اثنا مین رات کے وقت دو مسلمان امیر خفیہ طور سے مع متعلقین قلعہ سے نکل گئے جس سے قلعہ والوں کی حوصلے اور پست ہو گئے۔ ہمتین ٹوٹ گئین۔ فوج پہلے ہی کم تھی۔ اس لیے اب ہلاکت کا صحیح نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر رہا تھا۔

عیسایوں نے سلطان صلاح الدین کو قلعہ تسلیم کرنے کو لکھا جس نے اس شرط پر منظور کیا کہ جسقدر عکا مین مسلمان ہین اسیقدر عیسائی قیدی مین چھوڑ دونگا۔ لیکن عیسایوں کی صلیب اعظم وغیرہ کے شرائط نے صلح نہ ہونے دی۔ سلطان نے عکا والوں کو لکھا کہ رات کو جریدہ طور سے عکا سے نکل جائین اور باہر سے سلطان نے جملہ انتظام حفاظت درست کر لیا تھا۔ لیکن شہر سے نکلتے نکلتے صبح ہو گئی۔ اور دو عیسائی غلاموں نے باہر کے عیسائی محاصرین کو خبر دیدی جنھوں نے تمام رستہ اور ناکے بند کر دیئے اور قلعہ پر تمام فوج نے حملہ کر دیا۔ قلعہ والوں نے جھنڈیوں کے ذریعہ اپنی ہولناک حالت سلطان پر ظاہر کی جسکو دیکھ کر مسلمان فرط رنج و غم سے زار زار رونے لگے۔ اور عیسایوں پر ٹوٹ پڑے۔ اسحملہ مین صلاح الدین سب سے آگے شیر غضبناک کی طرح تھا۔ حملہ ایسا سخت ہوا کہ عیسایوں کے تمام بیرونی مورچے حفاظت کا ہین مسلمان حملہ آور فتح کرتے ہوئے انکی خندقوں مین جا گھسے اور تلواروں سے دشمن کو ڈھیر کرنے لگے مگر ابھی خندقوں سے گذرنے نہ پائے تھے کہ عیسایوں کی فوج مور و ملخ کی طرح عکا کے مقابلہ پر تھوڑی سی فوج چھوڑ کر سلطان کے مقابل آ گئے۔ اب مسلمانوں کو بڑھنا مشکل ہو گیا وہین دیر تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ سلطان کے اس حملہ سے سوا اسکے اور کوئی فائدہ نہ نکلا کہ چند ہزار عیسائی تہ تیغ کیے گئے اور عکا کی فصیل پر صلیبی نشان لہرانے مین کچھ وقفہ پڑ گیا

عکا پر عیسائی قبضہ

امیر شطوب نے کور کو جب یقین ہو گیا کہ سلطانی ساعی سے عکا کو کچھ فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔ اور خود عکا کی قلیل اور بے سر و سامان جان ہار فوج مدافعت نہیں کر سکتی ناچار عیسائی کیمپ مین آیا۔ اور قرار پایا کہ مسلمان عکا سے صحیح و سلامت مع مال و اسباب نکل جائین اور قلعہ اور دو لاکھ دینار نقد

بخوبی ہوسکتا ہے اور مذہب کی جانچ پڑتال کے لیے مقلدین مذہب کے افعال ہی کچھ وزن رکھتے ہین تو اسلام کا پلڑا نہایت ہی جھکا ہوا دکھائی دیتا ہے ۔

سلطان نے جون ہی یہہ دل خراش خبر سنی تو ہوش حواس جاتے رہے رنج وغم کا کچھ ٹھکانا نہ رہا۔ بیقراری وگریہ زاری کرنے لگا واقعی ان مظلوم بہادرون کی یاد مین جنہون نے برسون مذہب اور قوم کا نشان اقتدار علم یورپ کی چھلاکھہ فوج کے سامنے کمال استقلال اور تہور انہ جلال سے قائم ہی نہ رکھا تھا۔ بلکہ سیکڑون دفعہ قلعہ سے نکلکر ورپ کی تمام تدبیر محاصرہ کھیلا کر خاک کرتے اور ہزارون کا گاجر مولی کی طرح کاٹ کر صحیح وسلامت نکلجاتے رہے اسطرح رسون مین باندہ کر جانورون کی طرح ذبح کیے جانمین ماجسقدر رشیون دبکا کیا جاتا کم تھا۔ سلطان جسکو ایک ایک مسلمان مجاہد فرزندون سے زیادہ عزیز تھا۔ اور اس حادثہ سے سخت بے تاب تھا اگر پابند حکم خدا و رسول نہوتا اور اَوۡفُوۡا بِالۡعَھۡدِ اِنَّ الۡعَھۡدَ کَانَ مَسۡئُوۡلًا[1] اسکے مدنظر نہوتا تو وہ بھی رچرڈ خونخوار کیطرح عیسائی قیدیون کو جو ہزارون کی تعداد مین تھے ذبح کر ڈالتا مگر وہ پابندی شریعت محمدی سے مجبور تھا وہ قیدی پر وار کرنا مردانہ خصائل اور بہادرانہ عادات کے برخلاف جانتا تھا۔ اس لیے اس نے ایسی کوئی حرکت نہ کی جس سے وہ اخلاقی مجرم بنتا ہان رچرڈ نے آیندہ اسکو یہہ سبق پڑھایا کہ آیندہ معرکون مین وہ عیسائیون کی مدارات اکثر تلوار سے ہی کرتا رہا۔

اب جس امر کے لیے سلطان طالب صلح تھا جب ہی ہاتھہ سے جاتا رہا یعنی مسلمان قیدی شہید کیے گئے اسنے ایک لاکھہ دینار جمع شدہ بانٹ بونٹ دیے اور عیسائی قیدی اور صلیب دمشق بھیجدیے اور نہایت جوش سے شہدائے عکا کا انتقام لینے کے لیے بہادرون کی طرح کھڑا ہوگیا۔ اور حملہ کردیا اس حملہ مین سلطان حماۃ اور رسالون کو خود ہدایت کرتا اور خود ہی کمان کرتا۔ اور ہر ایک موقعہ پر خود ہی موجود ہوتا عیسائیون نے کوئی جرأت دکھائی اور عیسائی میدان سے ہٹ گئے جسکا نتیجہ سوا اسکے اور کچھ نہ نکلا کہ سلطان نے ہزارون عیسائی میدان مین مار کر اپنا دل ٹھنڈا کیا۔ اور مسلمان شہدا کی بےگور وکفن لاشون کو دیکھہ کر گریہ وزاری کا عالم برپا کیا۔

فرنگیون کا عسقلان کو کوچ کرنا

صلاح الدین بلاد ساحل کے انتظام کے احکام دیکر کچھ آگے بڑہ کر عیسائیون کی انتظار مین پڑا رہا اور عیسائی عسقلان کے ارادہ سے حیفا کو چلے ساحل سمندر کو نہین چھوڑتے تھے عیسائی جہاز بڑی فوج کے ساتھہ ساتھہ محاذی چلتے تھے اسکی دو وجہ تھین ایک تو عیسائیون کی رسد خوراک وغیرہ کا مدار جہازون ہی پر تھا کیونکہ خشکی کی طرف سے مسلمان ایک نہ لینے دیتے تھے۔ دوئم عیسائی فوجین صلاح الدین سے اسقدر مرعوب تھین کہ کسی سخت وقت پر صرف جہازون کو ہی اپنے لیے جائے پناہ سمجھتی تھین گویا عکا کی گران قیمت فتح نے مسلمانون کی بہادری کا سکہ انکے دلون پر بٹھا

[1] پارہ سورہ بقرہ ۱۲۵

اور صلیب بینے کو تیار ہوجاتا۔

فلپ شاہ فرانس بعض ضروری انتظاموں کے لیے صور چلاگیا اور رچرڈ ایک لاکہہ فوج کے ساتہہ عکا رہا۔ ۷ رجب ۵۸۷ھ ہجری منگل کے دن تمام عیسائی سوار و پیادہ شہر سے نکلکر مقابلہ سلطان کو روانہ ہوئی جو پہلے ہی اس انتظار مین بیٹہا تہا کہ کبہی عیسائی اپنے مضبوط مورچون اور خندقون سے نکل کر سامنے آئین۔ بس عیسائی فوج دیکہتے ہی بہرے ہوئے شیر کی طرح حملہ آور ہوا۔ **المؤلفہ**

چو شیر گرسنہ کہ بر صید گور / در افتد بر و جان شیرن بزور
ہمین سان در آمد شہ تیغ زن / نظام عدو را فگندہ ز بن
کسی را نشد آرزوئے نبرد / کہ پیشش در آید چو مردان مرد
چہ پیل و نہنگ و چہ شیر و پلنگ / ز تیغش کجا جان برد روز جنگ
بنوک سنان گردنان را ز زین / بر آورد سلطان و زد بر زمین۔
بہ رچرڈ و نماند ایچ تاب و توان / کہ شیرانہ صولت نمود عیان
بعکا برفت او بجان حزین / ز سلطان شکستہ کمر شد چنین

مسلمانون نے پرزور حملون سے عیسائی مورچے چہین لیے اور چند بہادر جانباز مسلمان عیسائی صفون مین گہس گئے اور انسان حیوان کو یکسان تلوار کی گہاٹ اوتارنے لگے اور رات تک کشت و خون کا بازار گرم رہا رچرڈ جو عیسائیون مین شیردل مشہور تہا اسلامی شیر کے سامنے گیدڑ نکلا اور نہایت یاس و حرمان کے ساتہہ ہزارون بہادرون کی قیمتی جانین مفت گنواکر عکا کو واپس ہوا۔

مگر اس شکست کا نزلہ بے یار و مددگار بے دست و پا مسلمان قیدیون پر گراکر اپنے نام کو ظالم سفاک غدار مکار بیرحم کے ناپاک خطابون سے مخاطب کردیا جسقدر عکا کے مسلمان قیدی تہے ان مین سے چند امرا اور اہل دول کے سوا سب کو رسیون مین باندہ کر قتل کردیا۔ اور پانچ ہزار یا تین ہزار مسلمان تہ تیغ کرکے بزدل اور نامردون کی طرح اُن مقتول عیسائیون کا بدلہ لیا کہ جنکو بہادران صلاحی نے میدان جنگ مین عین مقابلہ کے وقت شجاعت کے جوہر دیکہہ کہا کر ہلاک کیا تہا جو انسان ذرہ بہی رحم کا مادہ اور انسانیت سے مس رکہتا ہے وہ کبہی ایسی ذلیل حرکت کو نفرت اور کراہت بغیر نہین دیکہیگا مسلمان مورخ نہین بلکہ خود عیسائی مورخ رچرڈ کے اس مجنونانہ فعل پر تاسف کرتے ہین رچرڈ کو صرف قیدیان عکا پر ہی دسترس ہوئی مگر وہان اپنی شرافت اور انسانیت کا کچہہ بہی ثبوت ندے سکا اور صلاح الدین نے سیکڑون امصار اور قلعہ فتح کیے مگر کسی عیسائی داخل امان کا قتل تو کجا بلکہ اُسکا مالی نقصان بہی کوئی روا نہین کیا یہ کہلے واقعات ہین جنسے رچرڈ اور صلاح الدین کے اخلاق و عادات کا مواز

تاث لاسکین اور بہاگ کر قلب مین پناہ گزین ہوئین جہان کہ وقار سلطان صلاح الدین خود موجود تہا میدان جنگ کے پاس ہی ایک گہنا جنگل تہا وہان مسلمان گہس گئے عیسائیون نے اس خیال سے کہ کہین عکا والی شکست نہ ہو جہان عیسائیون نے نقصان کثیر اٹہایا تہا اور یہان ابہی بہادر سلطان کافی فوج کے ساتھہ قلب مین موجود تہا اسلیے بصورت شکست کو ایک ہوکر سمجہ کر آگے نہ بڑہے اگر بڑہتے تو ضرور سلطان فائدہ اٹہا لیتا لیکن عیسائی ٹہر گئے اس لڑائی کا نتیجہ ہر ایک فریق اپنے اپنے حق مین مفید جانتا تہا لیکن حق یہہ ہے کہ پہلے عیسائیون کو شکست ہوی اور پہر مسلمانون کو فرق یہہ ہے کہ رچرڈ شکست یافتہ فوج کے ساتھہ خود بہی اپنی جگہہ چہوڑ گیا تہا اور صلاح الدین بےخوف و خطر قلب مین جما رہا اور خود دشمن ہی خطرات سے ڈر کر میدان جنگ سے ہٹ گیا۔ واقعی اس لڑائی مین فریقین نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور قومی جنگ کا بخوبی حق ادا کیا۔ اس لڑائی مین عیسائیون کے صرف ایک ہزار سوار ہی قتل ہوئے تہے عیسائی یافا کو چلے گئے مگر یہان کوئی مسلمان نہ تہا اسلیے بلا مانع قابض ہوگئے اور صلاح الدین رملہ کو چلا گیا۔

عسقلان کی بربادی

صلاح الدین نے جب سنا کہ جب عیسائی عسقلان کا ارادہ رکہتے ہین اوسنے تمام سرداران فوج کی کمیٹی کی سبنے یہی رائے دی کہ ہم عسقلان کی حفاظت نہین کرسکتے کیونکہ ہمارے پاس فوج اسقدر نہین جو عسقلان کو بہی بچا سکے اور دشمن کا مقابلہ بہی کرسکے اسلیے بہتر یہی ہے کہ عسقلان گرا دیا جائے تاکہ دشمن فائدہ نہ اٹہا سکے۔ پہلے عکا کی فتح سے دشمن کی طاقت بڑہ گئی ہے اور ہماری گہٹ گئی ہے اگر عسقلان جیسا مضبوط اور مفید شہر پر عیسائی تصرف ہوگیا تو مسلمانون کیلیے دگنی مصیبت ہوجائیگی۔ سلطان نہین چاہتا تہا کہ عسقلان جیسے خوبصورت اور عالیشان شہر کو اپنے ہاتہون سے ویران کرے اس لیے اسنے اس رائے سے اختلاف کیا اور قلعہ مین فوج داخل کرنے کی تجویز کو پیش کیا۔ مگر امرا نے کہا کہ جبتک تم خود یا تمہارے بیٹے ہمارے ساتھہ داخل نہین ہونگے ہم ہرگز قلعہ مین پاؤن نہین دہرینگے تاکہ عکا والون کی طرح ہمکو بہی مصائب و تکالیف کا نشانہ بننا نہ پڑے۔ واقعی امرا کا یہہ عذر نہایت معقول تہا کیونکہ عکا کی دیوارون کے نیچے سو لڑائیان اور تو بڑی معرکہ عظیم عیسائیون اور مسلمانون مین ہوئی تہے اور محصورین عکا نے فوق العادہ شجاعت کے ساتھہ بارہا قلعہ سے نکلکر دشمن کی تدبیر محاصرہ کو خاک مین ملایا اور ہزارون کو تہ تیغ کیا تہا اور سلطان اور اسکی ہمراہی فوج نے کئی بار جانو پر کہیلکر عیسائیون پر حملے کئے اور باوجود قتل و بیماری سے کئی لاکہہ عیسائیون کے ضائع ہونے کے عکا نہ بچ سکا۔ اور رچرڈ کی ظلم و سفاکی کے سامنے صلح و امان اطاعت حلف و عدہ کوئی بہی بہادرون کی جانون کا ضامن نہو سکا

دیا تہا تین ہزار مقتول قیدیون مین عکا کے باشندے اور دو کا ندار - اور خدمتگار وغیرہ لوگ داخل تہے پس انکے بعد جنگجو مسلمان چند سو ہی رہ جاتے ہین مگر ان سیکڑون نے جس تہور سے لاکہون کا منہ پہیر دیا اور باہر سے صلاح الدین نے باوجود قلیل فوج کے جس جان فروشی سے بارہا عیسائی کیمپ پر حملہ کیا - اور ہزارون کو قتل کر کے واپس ہوا اُس سے عیسائی اسلامی شجاعت کا اندازہ کر چکے تہے انہون نے جان لیا تہا کہ جب عیسائی معدچ اور چند قین بہادران اسلام کو نہین روک سکین اور چہ لاکہ کی جمعیت سلطان کو نہین ڈرا سکی تو اب ایک لاکہ یا اُس سے کچہ زیادہ فوج کیا کمائی کر سکتی ہے اس خیال سے وہ اپنے بچاؤ کے لیے خزانات کو ساتہ رکہتے تہے - سلطان بہی عیسائیون کی روانگی کی خبر سُنکر مقابلہ کو روانہ ہوا - اور رستہ مین چارون طرف سے ستانا شروع کیا - جب موقعہ پاتے عیسائی فوج پر اسطرح گرتے جسطرح شہباز چڑیون کی ڈار پر تیز شکار پر پڑتا ہے تیرون کی بوچہاڑ سے ان کو تیر وتار کر دیا - اور عیسائی فوج ساقہ کو مار کر بہتون کو قید کر لیا اور مقدمہ سلطانی فوج نے تنگ کیا کہ قیساریہ تک پہونچنے مین جو بارہ فرسنگ کا فاصلہ تہا - ۶ دن لگ گئے - قیساریہ پر سخت مقابلہ ہوا جسمین عیسائیون کا بہت نقصان ہوا - یہان کچہ عیسائی فوج لشکر سے جدا ہو گئی جسکو مسلمانون نے بعد جنگ قید کر لیا - قیساریہ سے عیسائی فوجین ارسوف کو روانہ ہوئین جہان سلطان پہلے ہی پہنچ گیا چونکہ ارسوف تک رستہ تنگ قابل جنگ تہا اس لیے کہین بہی سلطان جم کر نہ لڑا اور ارسوف کے میدان وسیع کو میدان جنگ قرار دیکر عیسائیون سے پہلے مفید مقام پر ڈیرہ لگا لیا -

ارسوف کا جنگ عظیم

سلطان نے ۱۴ رمضان ۵۸۷ھ ہجری کو ایسا سخت حملہ کیا - کہ عیسائی فوج کو مسلمان دبا دباتے سمندر تک لے گئے اور کئی ایک ڈوب گئے اور ہزارون قتل ہوئے یہہ حالت دیکہہ عیسائیون کے بہادر سالارون نے نہایت عمدہ انتظام سے دو دفعہ حملہ کیا اور دونون دفعہ پسپا کئے گئے - اس لڑائی کی جان رچرڈ شاہ انگلستان تہا جسنے ہر دفعہ کمال شجاعت اور مردانگی سے مسلمانون کے حملہ کو روکا ہی نہین بلکہ خود بڑہ کر حملہ کیا - اور اسلامی صفون مین تزلزل ڈالدیا - مگر مسلمانون کے ایک منتخب دستہ فوج نے بحکم سلطان حملہ آور فوج کا بڑہ کر مقابلہ کیا - اللہ اکبر الرحمن

من جاهد بنفسه وماله في سبيل الله فاذا القى العدو ويقتل فذالك الشهيد الممتحن في خيمة الله تحت عرشه کا اعزاز حاصل کر کے عیسائی حملہ آوری کی تندی اور جوش کو روک دیا اور شمشیر وسنان سے دست بدست لڑائی ہونے لگی اور بہادرون کے خون کی ندیان بہنے لگین یہہ حال دیکہہ کر رچرڈ کو ہٹنا پڑا - مگر یورپ کی مختلف قومون کے چوٹی کے سالارون نے پہر مجتمع ہو کر ایسی تندی سے حملہ کیا کہ مسلمانونکی اگلی صفین

امداد یورپ سے پہونچ سکتی ہے ہان بارہا قحط۔ فاقہ و وبا مین مبتلا ہونا پڑا تو خشکی پر ساحل سے دور خصوصاً اسلامی علاقہ مین بہر کیا کیا مصیبتین نازل ہونگی مسلمانون کے مذہبی جوش پر غالب آنا اور بیت المقدس کا لینا آسان کام نہین اسلیے وہ اپنے دس ہزار اور پانچ سو سوار ڈیوک آف برگنڈی کے ماتحت چہوڑ کر فرانس چلا گیا ضرور رچرڈ کے ظالمانہ تشدد اور متکبرانہ انداز کا بہی اثر ہوگا۔ لیکن فرانسیسی مورخ کے قول کے مطابق صرف اسی امر کو وجہ مراجعت قرار دینا واقعات کے خلاف ہے فلپ شاہانہ جاہ و جلال کے ساتہہ فاتحانہ خیال رچرڈ سے کم نہین رکہتا تہا۔ وہ فوج کثیر اور کمال مذہبی جوش کے ساتہہ بیت المقدس چہوڑانے آیا تہا۔ وہ اس کام مین اپنے کسی حریف کے پیچہے رہنا پسند نہین کرتا تہا۔ جبکہ رچرڈ اور دیگر امرائے یورپ صلاح الدین کو مقابلہ پر بہی جمع بیٹہے تہے تو اسکا فرانس کو کہسک جانا قومی جرم اور مذہبی غدر کے علاوہ صاف بزدلی اور نامردی کا نشان تہا۔ اگرچہ رچرڈ بدمزاج تہا لیکن فلپ کوئی اس کے ماتحت نہ تہا۔ وہ اکیلا ہی بہت کچہہ کرسکتا تہا۔ جبہ کبہی باور نہین آیا کہ فرانسیسی مغرور قوم کا شہنشاہ انگریزی بادشاہ کے لیے اسطرح واحد حکومت و اختیارات کا وسیع میدان خالی چہوڑ جاتا اور رچرڈ کو فتح فلسطین کی ناموری کیلیے اکیلا موقعہ دیتا۔

بہرحال یہ امر صاف ہے کہ شاہ فرانس صلاح الدین کی بے نظیر جنگی لیاقت اور اُسکی فوج کی تہور اور بسالت دیکہکر سمجہ چکا تہا۔ کہ جن تمناؤن اور ارادون کو ساتہہ لیکر ہم وطن سے نکلے ہین انکا پورا ہونا محض خواب و خیال ہے بہتر یہی ہے کہ عکا کی فتح کو ہی کافی جانکر آبرو کے ساتہہ واپس چلا جائے۔ واقعی فلپ کی فراست درست نکلی اس کے چلے جانے کے بعد رچرڈ نے قدم قدم پر ٹہوکرین کہائین اور غازیان اسلام کے سامنے کوئی بہی شیرانہ صولت نہ کہائی بلکہ ہمیشہ روباہ بازی اور گیدڑ بہبکیون سے پیچہا چہڑاتا رہا۔ اور جسکا جواب شیر دل سلطان کی طرف سے ہمیشہ

عروس ملک کسی در کنار گیر د چست
کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند

کے بہادرانہ الفاظ مین دیا جاتا رہا۔

۱۷ شعبان ۵۸۷ھ کو عسقلان ویران ہوا اور محرم ۵۸۸ھ مین رچرڈ نے عسقلان کو تعمیر کرنا شروع کیا۔

سلطان کی مستعدی

صلاح الدین عسقلان سے رملہ گیا اوسکا قلعہ گرادیا اور وہان سے جریدہ طور سے بیت المقدس پہنچا اور اسکو مضبوط اور مستحکم کردیا۔ غلہ بارود ہر ایک قسم کی ضروری اشیا بیت المقدس پہنچادین اور عمدہ انتظام کیا

فوج کی قلت اسپر اور مستزاد تہی عسقلان مین فوج رکہی جاتی تو اسلامی طاقت تقسیم ہو جاتی ۔ اور مقابلہ مین دقت ہوتی ان تمام وجوہات سے سلطان کو امرائے کی بات ماننی پڑی ۔ اور عسقلان کو روانہ ہوا اور گرانیکا حکم دیا ۔ فوج کو فصیل وغیرہ کے گرانے پر مقرر کیا ۔ اور خود رات دن کہڑے ہو کر نگرانی کرتا رہا ۔ پتہروںکو پانی مین پہینکدیا ۔ شاہی گودام کہ جسقدر غلہ وغیرہ ذخیرہ موجود تہا لٹوا دیا ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذخائر اسقدر کثیر تہے کہ جلدی اٹہوائی نہین جا سکتے تہے یا کمی بار برداری سے اٹہا نہین سکتا تہا ۔

سلطان نے یہ دیکہہ کر کہ دشمن کے پہنچنے سے پہلے گرانے کا کام مکمل نہین ہو سکتا ۔ آگ لگادی عسقلان کی بربادی سے سلطان کو اپنی اولاد کے ضائع ہونے کے برابر غم تہا لیکن اسلام کی ہمدردی اور مصلحت ملکی سے مجبور تہا ۔ اگر عسقلان بحالت درستی عیسائیون کے قبضہ مین آجاتا تو عکا کی طرح انکے لیے ایک صدی تک عیسائیون کا محافظ اور مسلمانون کے لیے مار آستین بن جاتا ۔

۱۷ شعبان ۵۸۷ ہجری کو عسقلان ویران ہوا ۔ اور یہان سے چل کر صلاح الدین رملہ پہونچا اور اسکا قلعہ گرادیا اور وہان سے جزیرہ طور سے بیت المقدس پہونچا اور اسکو مضبوط اور مستحکم کر دیا ۔ غلہ بارود وغیرہ ہر ایک ضروری اشیا کو بیت المقدس مین بہر دیا ۔ اور ناقابل فتح بنادیا اور سب انتظام ٹہیک کرکے ۸ رمضان کو کیمپ واپس ہوا رچرڈ عسقلان کی بربادی دیکہہ کر متاسف ہوا ۔ اور اسکی مکرر مرمت اور درستی مین مصروف ہوا ۔ اور تیس ہزار جنگجو سپاہی اس کام پر لگائے گئے جو دل سے ناخوش تہے جس سے پایا جاتا ہے کہ رچرڈ وقت ٹالنے کے لیے بہانا ڈہونڈتا تہا ۔ اور صلاح الدین کی لڑائی سے دل چراتا تہا ۔ ورنہ وہ ایک ویران شدہ جگہ کی تعمیر پر دو چار روز وقت کیون کہوتا ۔ مرکس والی صور نے رچرڈ کی غداری معلوم کی تہی کہ وہ اس سے صور لینا چاہتا ہے اس لیے عکا سے بہاگ کر صور چلا گیا ۔ اور اسکو مضبوط کر لیا ۔ یہ شخص بڑا بہادر اور صاحب تدبیر تہا ان صلیبی لڑائیون کی وہی جان تہا اس نے رچرڈ کو لکہا کہ تم عیسائی فوج کی افسری کے لائق نہین ہو ۔ تمنے سنلیا ہوگا کہ عسقلان کو صلاح الدین نے ویران کر دیا ہے جو اسکے ضعف دلالت کرتا ہے اگر مین تمہارے ساتہ ہوتا تو آج عسقلان پر صلیبی جہنڈا ہوتا نظر آتا اس سے پایا جاتا ہے کہ رچرڈ کوئی مدبر جنرل نہ تہا ۔ خود اسکے ہم مذہب اسکو برا جانتے تہے وہ کسی طرح بہی صلاح الدین سے نسبت نہین رکہتا تہا ۔

فلپ شاہ فرانس تو عکا کی دندان شکن فتح اور صلاح الدین کی شیرانہ مستعدی اور عیسائی لشکر پر بیباکانہ تاخت و تاراج قتل و غارت کا بازار گرم دیکہہ کر سمجہہ چکا تہا کہ جب ایک شہر کے فتح کرنے مین چہہ لاکہہ عیسائیون کو پورے تین سال لگے ہین اور جسپر یورپ کے لاکہون بہادرونکی جانین قربانی دی گئی ہین اور کروڑون کا خزانہ پانی کی طرح بہایا گیا ہو تو معلوم نہین کہ بیت المقدس پہنچنے تک کیا کیا مشکلات پیش آئینگے ۔ اور جب ساحل سمندر پر جہان ہر ایک قسم کی

جب رچرڈ کی یہہ تدبیر بہی نہ چلی تو پہر لڑائی کیلئے ہاتھہ پاؤن مارنے لگا مگر تہوڑی سی حرکت مذبوحی کے بعد پہر ملک العادل سے خط وکتابت شروع کردی اور شرائط مین یہہ ترمیم پیش کی کہ اگر صرف یوروشلیم اور صلیب اعظم دیجائے تو وہ یورپ کو چلاجائے گا۔ صلاح الدین نے جواب دیا کہ یوروشلیم کا چہوڑنا ہمارے لئے بڑی گناہ ہے وہ ہماری مقدس عبادت گاہ ہے۔ صلیب کی لکڑی ایک نشان بت پرستی ہے۔ اسکو واپس کر خدا و رسول کے نزدیک بت فروش اور شرک پہیلانے والا نہین بن سکتا۔ یہہ وہی صلیب اعظم ہے جس کے لیے شہنشاہ قسطنطنیہ اور جارجیا مجکو بڑی بڑی بہاری رقم کا لالچ دے چکے ہین۔ لیکن مین عیسائیون کو صلیب واپس دیکر بت پرستی کی شرمناک رسم کو تازہ کرکے خدا و رسول کے نزدیک شرمسار نہین ہونا چاہتا۔ پس اس دفعہ بہی رچرڈ کی مراد پوری نہ ہوئی۔

تنبیہ

زمانہ حال کے مسلمانون کو صلاح الدین کی مضبوطی ایمان اور اتباع قرآن پر غور کرنا چاہیے کہ صلیب کی پرستش کو بت پرستی خیال کرکے نہ روپیہ کے لالچ سے اور تلوار کے خوف سے کسی طرح بہی گوارہ نکیا کہ اپنے عقیدہ کو دنیوی فوائد پر قربان کرے اور آج مسلمانون کے عقائد کا یہہ حال ہے کہ تصویرین کہچوائی جاتی ہین کمرون مین لٹکائی جاتی ہین اور سنگین بتون کی لاگت مین چندہ دیے جاتے ہین اور ایسے جلوس مین بخوشی داخل ہوتے ہین حالانکہ اگر ذرہ بہی اخلاقی جرات ہو اور اپنی ایمانی طاقت سے اسلامی عقیدہ کو ظاہر کردین تو اس آزادی کے زمانہ مین کوئی بہی مجبور نہین کرسکتا۔ مگر ایمان کی کمزوری سے خدا پرستی اور بت پرستی سے کوئی فرق نہین کیاجاتا جسکا نتیجہ یہہ ظاہر ہورہا ہے کہ دن بدن مسلمان حقیقی اسلام سے دور ہوتے جاتے ہین اور اسلامی حریت وحمیت کا مادہ کم ہوا جاتا ہے اور کوئی قومی کام بہی تکمیل کو نہین پہونچتا۔ اور مخالف اپنے مطالب نکالتے ہین

رچرڈ کی انوکہی چال

جب ایسے مطلب نکلا اور سلطان کی خواہش جنگ زیادہ قوی دیکہا۔ تو اب رچرڈ نے نئی چال چلا۔ اور یوروشلیم او صلیب کی شرط چہوڑکر اور ملک عادل کے پہانسنے کیلیے اپنی بہن ملکہ جین کا نکاح ملک العادل سے کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ یہہ ملکہ شاہ سسلی کی بیوہ تہی اور اپنے خاوند کی جگہہ اکثر جزائر واقعہ بحیرہ روم کی مالک تہی رچرڈ نے چاہا کہ بیت المقدس اور دیگر بلاد ساحل سمندر مقبوضہ اہل اسلام ملک عادل کے قبضہ مین رہین اور عکا وغیرہ اضلاع مقبوضہ فرنگ بہن جین کے متعلق رہین اور اس طرح سے ملک العادل اور جین دونون فلسطین کے مالک تصور کیے جاوین۔

لڑائی کرکے ۸ رمضان کو واپس کیمپ چلا آیا۔ یافا کی اقامت کے دنون مین رچرڈ چند سپاہیون کے ساتھ غزودگاہ سے نکلا اور تھوڑے سے مسلمانون سے مقابلہ ہوگیا۔ اور رچرڈ قید ہونیکو تھا کہ اُسکے ایک فدا فرانسیسی سپاہی نے رچرڈ کی جان بچائی اور خود مردانہ وار رچرڈ پر قربان ہوگیا۔ اسیطرح اور کئی واقعات بھی فریقین مین پیش آئے جنمین اکثر مسلمان غالب رہے۔

رچرڈ کو یافا سے قدم باہر نکالنا مشکل ہوگیا اور کوئی سپاہی فوج سے الگ ہوا نہین اور مسلمانون نے شکار کیا نہین اور عکا کے مظلوم مسلمانون کے بدلہ مین قتل کیا جاتا۔ سلطان خشکی کی طرف سے ایک تنکا بھی عیسائیون کو نہ لینے دیتا۔ بیت المقدس کے درمیانی مضبوط چوکیات کے علاوہ سلطان نے فرشتہ اجل کیطرح رچرڈ کا پیچھا نہ چھوڑا کبھی ہراول کو جا مارتا اور کبھی بازون کو تہ تیغ کر ڈالتا۔ اور جب کوئی مفید موقعہ نظر آتا فائدہ اُٹھانے سے نہ چوکتا۔ سلطان کی مستعدی اور تھوڑے مسلمانون کی جانبازی کو دیکھکر رچرڈ اور اُسکے ہمراہی حواس باختہ تھے۔

صلح کی تحریک

مرکیس والی صور یہ دیکھکر کہ تمام یورپ کی فوجین مسلمانون کے پرجوش دلون پر کوئی اثر نہین ڈال سکین اور اُنکی مجموعی طاقت نے ایک شہر عکا کو بھی نہایت ہی گران قیمت سے فتح کیا ہے اب ساحل سمندر کے سہارے بغیر عیسائی فوجین خشکی کے علاقون مین قدم دھرنے سے ڈرتی ہین شاہ فرانس نہین مشکلات سے واپس چلا گیا ہے اور رچرڈ سلطان کے مقابلے سے جی چراتا ہے یہ بھی یون ہی کھسک جائیگا۔ پھر صلاح الدین سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے اسلیے مرکیس نے صلاح الدین سے خط وکتابت شروع کی اور لکھا کہ اگر مجھکو رچرڈ کی شرارت سے بچایا جائے تو مین عکا واپس دلا دیتا ہون سلطان کو اول تو اس عہد کی بات کا اعتبار نہ تھا دوم یورپ کے برخلاف اُسکی دوستی کا کچھ وزن نہ جانتا تھا سوم اُسکو اپنی فوج کی اسلامی جوش اور شجاعت پر یقین تھا کہ یورپین فوجین زیادہ عرصہ تک مقابل نہین ٹھہر سکتین اسلیے اس نے مرکیس کی درخواست پر توجہ نہ کی۔

رچرڈ نے بھی دل شکستہ ہوکر سلطانی چونکیات کے افسر عزالدین کے ساتھ صلح کی سلسلہ جنبانی کی جسکا جواب لڑائی مین ملا۔ پھر سلطان کے بھائی ملک العادل سے خط وکتابت شروع کی اور ملک العادل جو سلطان کی نسبت زیادہ نرم تھا اُس کے ساتھ رسل و رسائل سے رچرڈ کو کامیابی ہوئی اور ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور گفتگوئے صلح کے درمیان جب بلاد ساحل کو طلب کیا تو ملک العادل نے ایسا سخت جواب دیا کہ رچرڈ ہکّا بکّا رہ گیا ملک العادل نے کہا کہ جب تک سلطان کی فوج کا آخری سپاہی بھی نہ مارا جائے وہ اسلامی فتوحات کو نہ چھوڑے گا۔

ملا گیا اور شہر مین داخل ہوگیا اور فصیل کی مرمت کا حکم دیا۔ اور جس طرف سے شہر پر حملہ ہوتے اور جس جگہہ دشمن کی کامیابی کا اندیشہ تہا اسکو مضبوط اور ناقابل فتح بنا دیا۔ حلب وغیرہ سے عمدہ عمدہ کاریگر منگوا کر اور تمام وضیع و شریف استحکام پر لگا دیے تہے حتی کہ سلطان خود اور اوسکے شاہزادے عام مزدورون کی طرح کام کرتے تہے ایک دفعہ کاریگرون کے پاس پتہر نہ تہے سلطان خود دور دراز فاصلے سے پتہر اپنا ہاتھون پر لاد کر لاتا رہا۔ جس کی تقلید جملہ امرا اور سردارون لشکر اور فوج کو کرنی پڑی۔ صلاح الدین کا یہہ کارنامہ تجربہ جنگ خندق کے مشابہ ہے۔ جہان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب کبار خندق کہودتے رہتے تہے۔ اور صلاح الدین کی کامیابی کا یہی راز تہا کہ وہ جو قومی کام کرنا چاہتا تہا۔ اسکی ابتدا اپنی ذات اور اپنے خاندان سے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح کرتا اور ہر ایک کام مین حصہ لیتا۔ اور مسلمانون کے حوصلہ بڑہاتا اسلامی فتوحات اور گذشتہ تاریخی حالات سنا سنا کر ساتہیون کی سرگرمی بڑہاتا تہا۔ اور عکا کے مظلوم شہدا کی دل خراش وہ ان قتل یاد کرا کر مسلمانون کو پرجوش بناتا۔

ماہ ربیع الاول ۵۸۸ھ مین دو شخص اسماعیلیون نے مرکیس والی صور کو قتل کر دیا یہ واقعہ قتل صلاح الدین کے اشارے سے ہوا یا رچرڈ نے کرایا۔ بہرحال عیسائیون نے ایک نہایت بہادر جفاکش سردار کہو دیا اور مسلمانون کو ایک خوفناک دشمن سے نجات ملی۔ مرکیس کی بیوہ کا نکاح اپنے رشتہ دار کونٹ ہنری سے کرا دیا اور اسکو صور کا حاکم بنا دیا۔ اور اس رشتہ دار کی سلطنت بڑہانے کو لیے رچرڈ کو پرجوش پیدا ہوا۔ اور ۹ جمادی الاول ۵۸۸ ہجری کو قلعہ داروم فتح کرکے برباد کر دیا۔

بیت المقدس پر رچرڈ کی چڑہائی

چونکہ صلاح الدین نے بسبب جاڑے کے اپنی فوج کو رخصت دیدی تہی اور اسوقت اُس کے پاس فوج کم تہی۔ رچرڈ یہہ خیال کرکے کہ صلاح الدین کے پاس مقابلہ کے لیے کافی فوج نہین بیت المقدس پر چڑہائی کی لیے تیار ہو گیا۔ صلاح الدین نے پہلے ہی انتظام شہر کی طرف سے اطمینان کر لیا تہا۔ رچرڈ دوبارہ چند بہادر اور معتبر امرا کو مقرر کرکے باقی فوج قلیل کو لے کر مقابلہ کفار کے لیے نکل کہڑا ہوا جو بیت المقدس سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر آ پہونچا تہا۔

سلطان کے اسطرح بے باکانہ نکلنے کی چند وجوہات ہو سکتے ہین

(۱) وہ بارہا تجربہ کر چکا تہا کہ کہلے میدان مین سواران اسلام کے سامنے یورپ کے جوانمرد نہین ٹہیر سکتے۔

لک عادل نے بذریعہ عماد یہہ تجویز سلطان کے سامنے پیش کی۔ اگرچہ سلطان اور علماء اسلام کو اس حیرت انگیز تجویز سے نہایت تعجب ہوا لیکن انکار نہ کیا کیونکہ بظاہر اس مین مسلمانون کی عزت اور عیسائیون کی ذلت تھی۔

اگرچہ اس تجویز مین رچرڈ کی خاص فوائد ملکی و قومی مضمر تھے اور شاید کبھی اسکا اثر عیسائیون کے لیے مفید نکلتا لیکن پادریون نے بہن بھائی دونون کو دھمکایا اور کلیسا سے خارج کرنے کا ڈر دکھایا۔ اور پوپ کے غضب و قہر سے ڈرایا اس لیے یہہ نکاح رہ گیا۔ پادریون کی مخالفت کی وجہ صرف یہی نہین تھی کہ وہ مسلمانون کو بیدین سمجھتے تھے۔ اور غیر مسیحی سے نکاح جائز نہین جانتے تھے بلکہ سوا اسکے وہ ایسی لڑائیون کو اپنی گرم بازاری کا باعث جانتے تھے اور لڑائی کی مصیبت برداشت کرنے کا انکو بہت کم موقعہ ملتا تھا۔ پوپ صاحب کے نزدیک رزم و بزم یکسان تھی انہون نے کبھی اسلامی شمشیر کا ہولناک نظارہ نہ دیکھا تھا یہی پوپ صفا کے چیلون اور جنگ آزما رچرڈ کے خیالات مین اتحاد کس طرح ہو سکتا تھا۔ اور نہ وہ بہادر رچرڈ کی مشکلات کا اندازہ کر سکتے تھے جس نے ایسے نازک رشتہ کو ذریعہ صلح قرار دیا تھا۔

اس رد و پیغام اور انعقاد صلح کے دنون مین ملک عادل اور رچرڈ کئی دفعہ آپس مین ملے ملکر کھانا کھایا رقص و سرود کی مجلسین منعقد ہوئین اور رابطہ اتحاد بڑھانے کی تجویز پر کھلے طور سے بحثین ہوتی تھین۔

جب نکاح رک گیا اور صلح نہ ہو سکی تو شبہ ہوا کہ رچرڈ دوبارہ بیت المقدس پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے صلاح الدین نے فالتو اسباب قلعہ نطرون مین چھوڑ کر رملہ کو کوچ کیا۔ اور عیسائی فوج کے قریب جا اترا اور راستہ روک لیا۔ بیس دن تک عیسائیون کے بڑھنے کی انتظار کرتا رہا۔ لیکن رچرڈ اور اسکے ساتھیون کا حوصلہ نہ بڑھا کہ سلطان سے مقابلہ کرتا ہان اس عرصہ قیام مین کئی ایک چھوٹی چھوٹی لڑائیان فریقین مین ہوتی رہین جنمین ہمیشہ مسلمان فتحیاب ہوتے رہے سلطان رچرڈ کو اکسانے اور تحریک دینے مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتا تھا رچرڈ کا راستہ روک لیا اگر واقعی وہ رچرڈ شیردل ہوتا تو صلاح الدین کو راستہ سے ہٹانے کے لیے شمشیر بکف ہوتا اور شیرانہ لقب کا ثبوت دیتا۔ مگر حملہ تو ایک طرف رہا بمشکل اپنا بچاؤ کرتا رہا۔ اور صلاح الدین کا رچرڈ کے کیمپ پر حملہ کرنا فوج کو مفت کٹوانا اور اپنی جنگی لیاقت کو بٹہ لگانا تھا۔ اس لیے جب صلاح الدین نے دیکھا کہ رچرڈ میدان مین نہین نکلتا۔ اور جنگ فیصل نہین کرتا تو لاچار ہو کر قلعہ نطرون کو چلا گیا باہم رسل و رسائل صلح مین سلطان نے یہ فائدہ اٹھا لیا۔ کہ یوروشلیم کو نہایت مستحکم و مضبوط کر لیا۔

اب جاڑے کا موسم آگیا اور سردی شدت سے پڑنے لگی۔ مینہ کی کثرت اور برف و باران کی شدت نے ہاتھہ پاؤن باندھ دیے اور دشمن بھی مقابلہ سے ہٹ گیا۔ اور فوج متواتر سلاح بندی اور بے خوابی کڑاکے کے جاڑے اور طویل بے کاری سے گھبرا گئے اس لیے سلطان نے اکثر حصہ فوج کو گھرون مین جانے اور آرام کرنے کے واسطے رخصت دیدی اور خود باقی فوج لیکر بیت المقدس

علاوہ اسکے محاصرہ بہت طول کھینچے گا اور ایام محاصرہ مین ہمکو خوراک و چارہ کی سخت ضرورت ہوگی اسلامی بیڑہ علاقہ خشکی سے ایک تنکا تک لینے نہین دیتے ہر ایک چیز ساحل سمندر سے چلی آتی ہے جنکو مسلمان سلامت نہین پہنچنے دیتے اس لیے واپس ہونیکی تجویز پیش کی فوج نے جو پہلے ہی صلاحی بہادرون کی جانبازی سے حوصلہ ہار چکی تھی جمعیت امرا کو پسند کیا۔

یہہ اسباب جو رچرڈ نے بیان کیے ٹہیک تہے اس سے وہ صلاح الدین کے عزم بالجزم استقلال و ہمت شجاعت استقامت و مسلمان بہادرون کی غازیانہ جان فروشی کا صریح اعتراف اور اپنی اور اپنی فوج کی کمزوری اور ناقابلیت کو تسلیم کر رہا تہا۔ صلاح الدین کے لیے اس سے بڑھکر اور کیا فخر ہوسکتا ہے کہ بہادر دشمن اُسکی بے نظیر لیاقت جنگی کا اقرار کر رہا ہے واقعی رچرڈ نے جو سوچا درست تہا عکا کے چند ہزار مسلمانون نے تین سال تک لاکہون کا بہادرانہ مقابلہ کیا تہا اب بیت المقدس کی مضبوطی و استحکام کے علاوہ اسکا مذہبی تقدس مسلمانون کے بیجان لڑانے کے لیے بڑا محرک تہا اور صلاح الدین جیسے شیر کو محصور کرنا کوئی آسان کام نہ تہا۔ رچرڈ کو گو عیسائی مورخ شیر دل وغیرہ القاب خانہ زاد سے ملقب کرتے ہین لیکن اس لقب کا مستحق رچرڈ نہین بلکہ صلاح الدین ہے جسکے لیے ذرہ بہر بہی کبہی خوف و ہراس نہین آیا۔ رچرڈ کا صلح کے لیے خواستگار ہونا اور بار بار نرم شرائط صلح کو پیش کرنا اور نہایت نازک رشتہ کا واسطہ ڈالنا۔ صریح واقعات ہین جن سے رچرڈ کی غیر مطمئن حالت اور واپسی کے لیے بہانے ڈہونڈنے اور پیچہا چہوڑوانے کا راز کہل جاتا ہے۔

یوروشلیم سے واپسی کے وقت رچرڈ یوروشلیم کی طرف منہ کر کے۔ دیڑا اور منہ کو سامنے ڈہال رکہکر کہا کہ جس شہر کے فتح کرنے کے واسطے مین آیا افسوس کہ اسکی طرف مین دور سے دیکہنے کے لائق بہی نہین ہون۔ سلطان سلطان نے عیسائیون کو واپسی کے وقت زیادہ ستایا اور بہت کچہ نقصان پہنچایا۔

اب رچرڈ نے مار دہاڑ شروع کی جسمین بہی مسلمان نفع مین رہے۔ سلطانی فوج نے چند فرنگی سوارون کو معہ ایک قافلہ رسد قید کر لیا اور تمام مال اسباب لوٹ لیا۔

رچرڈ نے ایک مصر کا قافلہ لوٹ لیا اور سلطان نے یافہ کو دو روز مین بزور شمشیر فتح کر لیا اور لاکہون کا مال لوٹ لیا۔ عیسائی بہ تعداد کثیر قتل اور قید کر لیے رچرڈ بہی مدد کو پہونچ گیا۔ اور کچہ مقابلہ ہوا مگر نتیجہ نہ نکلا ایک مسلمان مبارز تن تنہا عیسائی فوج پر حملہ آور ہوا اور کوئی مقابل نہ ہوسکا۔ پس دونون صفون کے بیچ مین کہڑا ہوکر کہانا مانگا۔ اور گہوڑے سے اتر کر کہانا کہایا۔ اور صحیح سلامت واپس آیا یہ ایک اسلامی تہو تہا۔ جسکا اثر دشمن پر ہولناک پڑا۔ **مؤلف**

جو لانے برآمد بگردوار باد   چو شیر ژیان در میان ایستاد

(۲) اُسکو عکا کے محاصرہ سے تجربہ ہوچکا تھا کہ اگر فوج اور سامان جنگ قلعہ مین کافی ہو تو اہل یورپ قلعہ فتح نہین کرسکتے اور بیت المقدس کا استحکام عکا سے بھی زیادہ تھا۔ اُسکو اعتماد کلی تھا کہ رچرڈ بیت المقدس فتح نہین کرسکتا۔ (۳) اگر وہ خود محصور ہوجاتا تو بلاد اسلام مین ایک ہن پڑجاتا۔ اور مسلمانون کی بڑی فوج سے جسکے آنے کی بہت جلد امید تھی کوئی مفید کام نہ لیا جاسکتا کیونکہ شیر تجربے مین وہ کام نہین کرسکتا جو کھلے میدان مین کرسکتا ہے۔

(۴) وہ فتح وشکست کو کثرت وقلت فوج سے وابستہ نہین جانتا تھا بلکہ اُسکو خدا کی حکم "کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً" پر یقین کامل تھا۔ وہ تلوار کا دھنی۔ ہمت کا قوی۔ دل کا مضبوط۔ غزا کا شائق جہاد مین فائق۔ عزم کا پکا۔ تہور وشجاعت مین یکتا تھا۔ اُسکو اپنی قلیل مگر مشتاق شہادت اور منتظم جنگ آزمودہ فوج پر یقین تھا کہ اُسکی غازیانہ نگاہون مین دشمن کی کثرت کوئی وقعت نہین رکھتی۔ جن باتون سے اور لوگون کا حوصلہ پست ہوتا ہے اون سے صلاح الدین کا دل زیادہ دلیر ہوتا تھا۔ دشمن کی کثرت جمعیت نے کبھی اُسکو خوفزدہ نہین کیا تھا۔ محاصرہ عکا کے وقت ایک دفعہ یورپ کے سیکڑون جہاز آپہونچے اور مصاحبون کو ہراس ہوا لیکن شیر دل سلطان کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ اور جیسا کہ شیر بھیڑون کو یا شہباز چڑیون کو ہیچ جانتا ہے اسیطرح سمجھتا رہا۔ صلاح الدین نے فوج سوارہ کے چند منتخب دستے مقرر کردیے جنہون نے عیسائی فوج پر ترکتازی (گرولاوار) سے آفت برپا کی اور تاخت وتاراج اور غازیانہ حملات سے رچرڈ کا وہ ناک مین کردیا اور ایک قدم نہ بڑھنے دیا اب رچرڈ نہ تو صلاح الدین پر حملہ کرنے کا حوصلہ رکھتا تھا۔ اور نہ اُسکو رستہ سے ہٹاکر بیت المقدس پہنچ سکتا تھا۔ رسد کا ایک پرکاہ بھی علاقہ سے مسلمان لینے نہین دیتے تھے اور جو رسد ساحل بحر کی طرف سے آتی تھی اُسکو بھی سلطانی فوج سالم نہین پہنچنے دیتی تھی اور سیر وبجابات سے بھی مجاہدین کی آمد شروع ہوگئی۔ پس رچرڈ نے آگے بڑھنا ناممکن اور وہان ٹھیرنا ہلاکت اور محصوری کا باعث سمجھا اُسنے شامی عیسائیون کو کہا کہ میرے سامنے بیت المقدس کا نقشہ کھینچو نقشہ سے معلوم ہوا کہ صرف شمالی جانب ایک چھوٹی سی تنگ جگہ کے سوا اور سب طرف سے شہر ایک وادی سے محیط ہے رچرڈ نے وادی اور اُسکی گہرائی کا حال دریافت کیا۔ جواب ملا کہ نہایت عمیق ہے رچرڈ نے کہا کہ جب تک صلاح الدین زندہ ہے اور مسلمانون مین اتفاق ہے بیت المقدس کا محاصرہ فضول اور تسخیر محال ہے کیونکہ اگر ہم شمالی جانب ٹھیرینگے تو باقی طرف غیر محصور رہین گی اور ہر ایک قسم کی امداد اندر پہونچتی رہے گی اگر ہمنے فوج تقسیم کرکے ایک طرف سے احاطہ کیا تو صلاح الدین جسطرف نکلکر حملہ کرے گا اوسکا صفایا کردے گا اور ہمارے ایک مورچے کی فوج دوسرے مورچے والون کو محصورین کے حملہ کے خوف سے کوئی مدد نہین دے سکے گی۔ ورنہ تمام مال واسباب لٹ جائیگا اندیشہ

درشت
نے کیمپ
نے دیکھا
ایام رسد
اب جا کر
کی تھی

اور دیگر امرا نے متفق ہو کر کہا کہ رچرڈ جہاز پر سوار ہونے اور اپنے ملک کو واپس جانے کے لیے صلح کرنا چاہتا ہی اگر ہمنے صلح منظور نہ کی اور جاڑا آگیا تو سمندر مین جہاز پر جانا رک جائیگا اور اسکو مجبوراً آیندہ سال تک یہین رہنا پڑیگا جس سے مسلمانون کی تکالیف بڑھ جائینگی اب دیندار سلطان کو تعمیل قرآن و رشوری مسلمانان سے باہر نکلنا مشکل ہوگیا اور اب رچرڈ کے پیغام صلح کی طرف توجہ کرنے لگا اور چونکہ کئی بار کے رد و بدل کر بعد رچرڈ کو اپنی تمام شرائط چھوڑ کر صرف سلطانی شرائط کو ہی ماننا پڑا اس لیے اب سلطان کے لیے انکار کی کوئی گنجائش نہ رہی۔ اور ۲۲ شعبان ۵۸۸ھ کو تین سال ۸ ماہ کے لیے عہدنامہ صلح لکھا گیا۔ اور سلطان صلاح الدین و شاہ رچرڈ و دو طرفین کے امرا نے دستخط ثبت کر دیے اس عہدنامہ کی بڑی بڑی شرائط یہہ تہین۔

(۱) عیسائیون کو بیت المقدس کی زیارت کی اجازت دیجائے جو سلطان نے پہلے ہی ہر ایک عیسائی کو دے رکہی تہی

(۲) صور اور عکا عیسائیون کے قبضہ مین رہے صور پہلے ہی انکا تہا اور عکا کو اب تازہ فتح کر چکے تہے۔

(۳) عسقلان جسکو عیسائیون نے تعمیر کر کے نئے سرے آباد کیا تہا اسکو دوبارہ گرا دیا جائے یہ شرط عیسائیون کے لیے مضر اور مسلمانون کے لیے مفید تہی۔

(۴) رملہ اور سمہ عیسائیون اور مسلمانون مین نصفا لنصف رہے یہ علاقہ گذشتہ لڑائیون مین کبہی عیسائیون کے پاس اور کبہی مسلمانون کے پاس رہتے تہے علاوہ اس کے جسقدر علاقہ مسلمان عیسائیون سے فتح کر چکے تہے وہ تمام مسلمانون کے ہاتہہ رہا۔

خیر اس تیسرے کروسیڈ روا مین یورپ نے چہ لاکہہ کے عوض مین ایک شہر عکا لیا۔ باقی تمام علاقہ فلسطین جو سلطان صلاح الدین نے عیسائیون سے تازہ فتح کیا تہا اُس سے ایک بالشت بہی سلطان نے اہل فرنگ کو نہ دیا اس صلح مین مسلمانون کا پانسہ بہاری رہا اہل فرنگ کا تمام جوش و خروش اہل اسلام کے غازیانہ شجاعت کے سامنے گاؤ خورد ہوگیا۔

سلطان نے صلح کے بعد اپنی سلطنت مین منادی کرا دی کہ مسلمانون اور عیسائیون مین صلح ہوگئی ہے۔ اور فریقین ایک دوسرے کے شہرون مین بآزادی تمام آمد و رفت کر سکتے ہین حج کا رستہ کہل گیا ہے صلح کے انجام پر کہیلین اکہاڑے جشن کیے گئے جنمین مسلمان اور عیسائی نہایت تپاک اور محبت سے ملتے رہے۔

اس صلیبی جنگ مین جسقدر عیسائیون کو نقصان پہنچا۔ وہ بالیان بن بازران والی رملہ و نابلس کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے جب یہہ سردار صلاح الدین کے پاس بوقت انعقاد صلح حاضر ہوا تو کہا جو کام حضور نے کیا ہے وہ کبہی کسی مسلمان سے نہین ہوا اور جسقدر نقصان آپ سے عیسائیون کو پہنچا ہے وہ کبہی نہین پہونچا یورپ سے چہ لاکہہ عیسائی آئے تہے جسمین صرف چند ہزار بچکر واپس گئے ہین۔ کچہہ مسلمانون کے ہاتہہ سے قتل ہوئے اور کچہہ قحط و وبا سے

بہ تن ژندہ پیل و بقوت فزون — لبے گردنان را نمودہ زبون
جوانے تنومند و شمشیر زن — جہان سوز و خونخوار و لشکر شکن
فنون سواری بدشمن نمود — مبارز طلب کرد و جولان نمود
ز فوج فرنگی نیامد کسے — کہ ناورد جوید بدو اندکسے
نصاری از و روئے برتافتند — کہ در پہلوانی فزون یافتند
باخر فرود آمد از پشت بور — میان دو صف برنشستہ چو ہور
طعامے بیاوردہ پیشش نہاد — بخورد آن یل نیز و فرخ نژاد
نشان تہور عیان ساختہ — بدشمن ہراسے در انداختہ
عنان تافتہ در روشن روان — بہ لشکر پس آمد چو پیل دمان

صلح مابین سلطان اور اہل فرنگ

رچرڈ نے پھر صلح کا سلسلہ ہلایا اور ساتھ ہی مشہور کر دیا کہ پوپ نے دولاکھ مجاہد اور یورپ سے بھیجے ہین غرض یہہ تھی کہ سلطان ڈر کر صلح پر آمادہ ہو جاوے مگر شیر دل سلطان ان فرنگی چالون کو بخوبی جانتا تھا۔ اگر دولاکھ آ بھی جاتے تو سلطان کے مضبوط ہاتھون اور نڈر دل پر کیا اثر ہو سکتا تھا۔

جب اس سے مطلب نکلا تو رچرڈ نے عاجزی اور انکساری سے صلح کی درخوست کی سلطان گو علانیہ پیغام جنگ دیتا تھا مگر دوسرے سوائے صلح کی گونج کے اور کچھ سنائی نہ دیتا۔ جب یہان تک نوبت پہنچ گئی کہ دشمن صلح کے سوا اور کوئی لفظ ہی منہ سے نہین نکالتا اور ہتھیارون پر ہاتھ ہی رکھتا تو عاشق اسلام سلطان کو فرمان الٰہی "وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" کے سامنے گردن جھکانی پڑی اور بصورت فتح کامل کو صریح فوائد سے دست بردار ہو کر نواح رملہ مین امرائے اسلام کی مجلس منعقد کی سلطان نے اپنی افتتاحی تقریر مین صاف صاف کہدیا کہ ہم بہت کچھ کر چکے ہین اور بہت تھوڑا باقی ہے اسکو ادہورا چھوڑنا اچھا نہین ہے جس قادر مطلق نے اب تک ہمین فیروزمند رکھا ہے وہ آیندہ بھی مدد کریگا۔ اور شاید اس میعادی صلح مین موت مجھے نہ چھوڑے اور فلسطین سے فرنگیون کے نکالنے کا کام نامکمل رہے

سچ ہے "ملوک عادل را بملکوت راہ می باشد" سلطان نے جو کہا وہی ہوا۔

اگرچہ امرا سلطان کے اس استقلال و ہمت و مجاہدانہ بسالت پر بظاہر عش عش کیے بغیر نہ رہ سکے لیکن ملک عادل

پارہ سورہ انفال۔ اگر دشمن صلح کی طرف میلان کرین تو تو بھی صلح پر آمادگی کر۔ اور اللہ پر بھروسہ کر وہ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے

۲۷ صفر ۵۸۹ ہجری یوم بدھ نماز صبح کے وقت بفحوای "کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" سلطان کا روح پر فتوح اعلی علیین کو پرواز کر گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اخلاق و عادات سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ

سلطان صلاح الدین ۵۳۲ ہجری مین پیدا ہوا ملک مصر مین ۲۴ سال اور شام و مصر مین ۱۹ سال سلطنت کی ۵۷ سال کی عمر پائی۔ دمشق مین فوت ہوا۔ اور وہین دفن کیا گیا۔ ۱۷ بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی۔ لیکن کوئی جائداد گھر زمین وغیرہ نہ چھوڑی۔ اُس کے خزانے سے ۴۷ درہم اور ایک دینار کے سوا اور کچھ نہ نکلا۔

مقام غور ہے کہ جو لوگ صرف کثرت روپیہ سے اسلام کی ترقی کا خیال کرتے ہین انکو سلطان صلاح الدین کے حالات پر غور کرنی چاہیے کہ جس سلطان کے خزانے مین ۴۷ درہم اور ایک دینار کے سوا اور کچھ برآمد نہوا وہ یورپ کے زبردست سلاطین اور متمول اقوام کا برسون تک کیسطرح مقابلہ کرتا رہا۔ اور جیتا رہا وجہ یہہ تہی کہ اپنے ذاتی نفس اور سچی ہمدردی سے سلمانون کو اخوت کے مضبوط سلسلہ مین جکڑ دیا تہا۔ اور انکو سیلف ہلپ یعنی اپنی مدد آپ کرنیکا سبق مدت سے دیا تہا۔ اور اپنے مقدس نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تقلید مین امتی امتی کی جگہہ قومی قومی کے بہانے الفاظ اُس کے مُنہ سے نکلتے تہے اسلیے کہ جسطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو غزوات مین اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے تمام مال و دولت تک پیش کر دیتے تہے

اسیطرح سلطان سے سلمان روپیہ پیسے دریغ نہین کرتے تہے سلطان نے اپنے عادات و اطوار سے بخوبی اہل اسلام کے ذہن نشین کر دیا تہا کہ مین تمہارا سلطان نہین بلکہ خادم قوم ہون سلطنت کے لذائذ اور حکومت کے فوائد سے صرف یہی حصہ لیا ہے کہ کڑاکے کے جاڑے اور برف و باران کی شدت مین ایک مختصر خیمہ مین بسر کردن چہتر سلطانی کی جگہہ نیزون کے پہریرے اور ڈنڈون کے سایہ مین دن گذاردون تخت شاہی کی جگہہ گہوڑے کی پشت اور بزم کی جگہہ رزم مجہے مرغوب ہے۔ بیت المال خزانہ شاہی میرے لیے نہین بلکہ مساکین و عاملین کا حق ہے۔ مین صرف امین ہون۔ پس ایسے سلطان کے پاس اگرچہ کوئی محفوظ خزانہ نہ تہا۔ لیکن تمام سلمانون کا زر و مال صلاح الدین رح کا تہا۔

صلاح الدین رح کی جان فروشی اور قومی عصبیت نے مسلمانون مین سچا جوش پیدا کر دیا تہا۔ جس جوش کی ضرورت زمانہ حال کے مسلمانون کو ہے۔ اور مخالف قومین اس جوش کے فرو کرنے مین ہمہ تن مصروف ہین روپیہ اتنا کام نہین کرسکتا جسقدر کہ سچا جوش فائدہ پہونچا سکتا ہے۔ گمنام جاپان نے اسی عملی جوش سے روس کو گرایا۔ اور سلطنت افغانستان اسی جوش کی طفیل جیتی جاگتی اور پہولتی پہلتی ہے۔ ترقی کا جامہ

مرے اور کچھ سمندر مین ڈوب گئے۔

بہادران یورپ تو باجازت سلطان بیت المقدس کی زیارت کرکے روانہ یورپ ہو گئے اور سلطان نے عسقلان کی فصیل گرانے اور عیسایون کو وہان سے نکالکر شہر منہدم کرنے کے واسطے آدمی مقرر کر دیے۔ اور خود رمضان المبارک گذارنے کے لیے بیت المقدس چلا گیا۔ اور اس مقام مہبط انبیا اور ماہ رمضان کے تنویر سے اپنے قلب مطمئن کو منور و معمور کر لیا۔

۵ شوال ۵۸۸ھ کو بیت المقدس سے روانہ ہو کر سرحدی مقامات کا دورہ کرتا ہوا۔ اسی ماہ مین دمشق جا پہونچا۔ دمشق سے نکلے ہوئے سلطان کو چار برس گزر گئے تھے۔ اہل دمشق اپنے عزیز سلطان کے دیدار کو ترس گئے تھے دمشق مین سلطان کی تشریف آوری سے گھر گھر عید تھی۔ لوگ ہر طرف سے سلطان کی زیارت کے لیے جوق جوق دوڑے چلے آتے تھے۔ اور سلطان کی سخاوت و کرم سے فائدہ اٹھاتے تھے متعدد شاہان کے سفیر دربار سلطانی مین تہنیت کے لیے حاضر ہوئے۔ سلطان نے اپنی مشہور فیاضی سے کسی کو محروم نہ رکھا سلطان کا ارادہ حج کرنے کا تھا لیکن امرا نے مشورہ دیا کہ عیسایون کے قول و قرار پر اعتبار نہین اسلیے ایسی حالت مین حج کے لیے جانا خطرے سے خالی نہین جب قافلہ حاجیون کا واپس ہوا تو استقبال کے لیے باہر نکلا اور حرمین شریفین اور مجاہدین وغیرہ کے حالات پوچھ پوچھ کر خوش ہوا۔

اس صلح کے بعد سلطان نے اپنے بھائی ملک العادل اور بیٹے ملک افضل سے مشورہ کیا کہ فرنگیون کی اس صلح کے زمانے مین بیکار رہنا مناسب نہین ہے کیا کرنا چاہیے۔ ملک عادل نے فتح خلاط اور ملک افضل نے فتح روم کا مشورہ دیا۔ مگر اس اولوالعزم سلطان نے کہا کہ دونون پر ایک ہی وقت مین حملہ کرین گے۔ ملک عادل اور شاہزادہ افضل خلاط پر حملہ کرے اور مین خود روم پر حملہ کرون گا۔ اس تجویز پر سلطان نے ملک عادل کو کرک کی طرف تیاری کے واسطے بھیجا۔ ناگہاں سلطان بیمار ہو گیا۔

وفات سلطان

۱۶ صفر ۵۸۹ ہجری کو سلطان مرض تپ سے بیمار ہوا۔ اور مرض دن بدن بڑھتا گیا شہر مین ہل چل مچ گئی۔ حیرانی پریشانی چھا گئی۔ ہر ایک اپنے پیارے سلطان کے لیے اپنی جان قربان کرنے کو تیار تھا۔ اگر اس کے عوض سلطان کی صحت یابی ہو سکتی۔ مگر خدائی کارخانون مین کسی کو دخل نہین اور سوائے ذات ایزد متعال کے کسی کو ثبات نہین اس لیے بحکم ع

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید ز جام دہر مئی کل من علیھا فان ہے۔

اسی ترک احتیاط سے امرا و سلاطین کا گروہ بالعموم آزاد خلیع العذار ہو کر ننگ اسلام ہو رہا ہے اور اُن لوگون کی تن پرستی عیاشی سے اسلام کی جڑ کہوکہلی ہو گئی ہے خدا تعالی اس گروہ کو راہ رست پر لائے تاکہ عام مسلمان بہی بقول الناس علی دین ملوکہم !! دامن شریعت کو مضبوط شوق سے پکڑین۔

سلطان ہمیشہ اوراد و اذکار مین مشغول رہتا تہا۔ اُس کے تمام اوقات علمی عملی۔ بدنی۔ روحانی۔ عبادات مین خرچ ہوتے تہے دنیا کی لذتون کو اُس نے خیرباد کہہ رکہی تہی۔ اور دنیوی محبت دل سے نکال دی تہی۔ اُسکو سماع حدیث کا نہایت شوق تہا۔ ایکدفعہ اُسکو کہا گیا کہ آپنے حدیث ہر ایک موقعہ پر سماع کی ہے لیکن عین جنگ مین صفوف کے درمیان حدیث شریف کا سماع نہین کیا اور یہہ ایک سنت رہ گئی ہے اسیوقت حدیث شریف کی چند اجزا منگوا کر پڑہتے گئے۔ اور سلطان اور اُسکی فوج بحالت سواری نہایت ادب کے ساتہہ سرجہکا کر سنتی رہی۔ اور بعد ازان اکثر موقعہ جنگ مین حدیث شریف کی قرات ہوتی تہی جو مسلمانون کی جانبازی کی راہ نما تہی سلطان بہت بڑا شجاع بہادر قوی دل نڈر بے باک مستقل مزاج اولو العزم جوانمرد تہا۔ دشمن کی کثرت فوج سے کبہی ہاسکے دل پر ہراس ظاہری نہین ہوا تہا۔ بلکہ دشمن کی کثرت سے اسکا مجاہدانہ تہور اور مجاہدانہ عزم زیادہ جوش مین آتا تہا۔ وہ قلیل فوج سے اکثر دشمن کی کئی گنا فوج سے مقابلہ کرتا تہا۔ دشمن کو اگرچہ متواتر امداد پہنچتی تہی۔ اور سلطان کے پاس ہی بچی کہچی فوج ہوتی تہی لیکن یہہ امر زیادہ تر اُسکی دلیری اور شجاعت بڑہانے کا باعث ہوتا تہا۔ لکہا ہے کہ عکہ کے ایام محاصرہ مین مسلمانون نے یورپ سے آنیوالے جدید جہازات کا شمار وقت عصر سے لیکر غروب آفتاب تک شروع کیا تہا جس سے باقی وقت رات دن کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس قدر جہازات یورپ سے آئے ہونگے یہہ تمام جہازات جنگی جوانون اور سامانون سے بہرے ہوئے تہے سلطان کو جب خبر دی گئی تو اُس بہادر سلطان نے بقول سعدی

یکے گرگ را کو بود خشمناک ز بسیاری گوسفندان چہ باک

اسلامی سنجیدگی اور متانت کے ساتہہ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ پڑہ کر کچہہ پرواہ نہ کی اور اپنی شیرانہ جگرداری سے مجاہدین اسلام کی غازیانہ ہمت کو اور بڑہا دیا۔ سلطان کی یہہ عام عادت تہی کہ جبکہ تنور حرب گرم ہوتا تو فوجون کی صفوف مین گہومتا۔ اور میمنہ سے میسرہ اور میسرہ سے میمنہ کو چکر لگا جاتا اور بعض دشمن کی فوج کے گرد بہی گہوم جاتا۔ اور دیکہہ بہال کرتا۔ ہر ایک صف کو بڑہنے ہٹنے یا وغیرہ کی ہدایات خود دیتا۔ اور جنرل اور سپاہی دونون کی ڈیوٹی ادا کرتا۔ غرض کہ صلاح الدین مجموعہ فنون حرب مین بے نظیر اور مدبر سپہ سالار تہا۔ دشمن کے مقابلہ مین عین میدان جنگ مین وہ بیمار ہو گیا۔ لیکن کمال صبر و استقلال سے کام لیا۔ فرزند ہمراہ میدان جنگ مین مقیم رہا۔ کہ کئی مہارے کے دنون مین کمر سے لیکر گہٹنون تک دنبل نکلے ہوئے تہے نہ وہ بیٹہہ سکتا تہا نہ لیٹ سکتا تہا۔ ایک پہلو پر تکیہ لگائے رہتا تہا۔ مگر باوجود اسکے وہ ہر روز بلا ناغہ صبح سے لیکر نماز ظہر تک گہوڑے

حیات جسکے ابھارنے کے لیے یورپ ہمہ تن مصروف ہے محض ترکون کے قومی جوش پر موقوف ہے جسکے ابھارنے
اور بڑھانے مین سلطان ترکی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کر رہا ۔اسی جوش کا چشمہ سرزمین ایران مین ہو نکلا ہے
جس سے غیر ممالک کے قرضہ کو دہنکار رہتا کر ایرانیون نے اپنا زر و مال قومی و ملکی صالح کے لیے پیش کردیا ہے پس مسلمانون
کو عملی جوش کی ضرورت ہے جو بغیر اتباع شریعت غرائن صحابہ کرام ممکن نہین ۔بیدین اور غیر شرع لیڈر کا کوئی اثر نہین
ہوسکتا اور عشرت پسند امرا و سلاطین مسلمانون سے کوئی مفید قومی کام ہو سکتے ہین۔

سلطان صلاح الدین بہت بڑا عالم شافعی المذہب صالح حلیم متواضع صابر و شاکر خلیق اور صاحب اقبال جمیل تھا
جہاد کفار مین بہت بڑا مستعد و سرگرم تھا ۔اسکی فتوحات اس بات پر دلالت کرتی ہین ۔وہ اللہ کی راہ مین بہت
کچھ خرچ کرتا تھا تین سال کے عرصہ مین سلطان نے اٹھارہ ہزار گھوڑے مجاہدین کو بخشش کیے تھے یہ اسکی
عام بخشش کا ہی نتیجہ تھا کہ جو گھوڑا لڑائی کے وقت اسکی سواری مین ہوتا وہ کسی مجاہد کو دیچکا ہوتا یا دینے
کا وعدہ کیا ہوتا ۔اور لڑائی کے بعد فوراً سائل کو دیدیتا ۔اکثر دفعہ لڑائیون مین مستعار گھوڑے پر سوار ہوتا ۔اور جوانہی
گھوڑے سے اترتا مالک کے حوالہ کرتا ۔اسکی مجلس علما فضلا کا مجمع تھا دور دور سے اہل علم و ہنر اس کی اسلامی حمیت
اور عام فیاضی کا شہرہ سنکر اس کے دربار مین جمع ہوگئے تھے ۔انہین صوفیائے صالحین اور علما معززین اور
پرجوش واعظین کی تحریکین اور مذہبی ترغیبین مسلمانون کو جانبازی کا جوش دلاتی تہین سلطان کے سامنے ہمیشہ
عالمانہ بحثین ہوتین اور سلطان بہی خود بحث مین حصہ لیتا ۔اور بڑے بڑے دقیق اور مشکل مسائل فقہی مین رائے
دیتا ۔علما کی اسی دوامی صحبت کا نتیجہ تھا ۔کہ وہ اکثر علما سے بڑھکر احکام اور دلائل شرعیہ سے ماہر ہوگیا تھا ۔وہ
علما و صلحا کی نہایت عزت و تکریم کرتا ۔وہ صلوۃ خمسہ کا نہایت پابند تھا ۔اس سے کبھی کوئی نماز قضا نہین
ہوئی تھی اور نہ بغیر جماعت نماز پڑہی تہی جو اسکی کمال استقامت کی دلیل تہی وہ درگذر اور عفو تقصیرات مین
بے نظیر تہا اس نے کبھی کسی کو گالی نہین دی اسکی مجلس مین سوا ذکر جہاد یا سماع حدیث و قرآن یا عدل و احسان
کے اور کوئی ذکر نہ ہوتا تھا ۔حیا و شرم مین لاثانی تھا ۔سخاوت مین بے عدیل تھا ۔ریا سے نفور تھا ۔وہ ہمیشہ ہشاش
بشاش رہتا تھا ۔اس نے کبھی کسی سائل کو رد نہین کیا تھا ۔اور نہ کبھی کوئی قائل اس کے روبرو شرمندہ ہوا ۔ایک
دفعہ ایک امیر غزا مین شامل نہ ہوسکا ۔سلطان نے سبب دریافت کیا امیر نے بارہ ہزار قرضہ بیان کیا مجھکو
سلطان نے فوراً ادا کردیا ۔تمام خاص و عام امیر و وزیر غلام و آزاد افسر و سپاہی سلطان کی تقلید مین بڑہ بڑہ
کر فیاضیان دکھاتے تھے سلطان کے زہد و ورع کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ عماد کاتب چاندی کی دوات مین لکھ
رہا تھا سلطان نے برا سمجھا ۔عماد نے کہا کہ امام جوینی ایسی دوات کی جواز کی وجہ لکھتے ہین سلطان نے کہا کہ
مین ایسی جواز کا اتباع نہین کرسکتا ۔یہ ہے پابندی شریعت کہ اختلافی مسائل تک احتیاط کی جاتی تھی

ہیر بہروسہ کرتا ہمیشہ توحید کی اشاعت مین سرگرم رہا۔ اور بدعت کے قلع قمع مین مصروف رہا۔ اہل تسنن اور تشبہ دونون
جانتا۔ اس کے عہد مین امن و امان اور عدل و انصاف رہا امام قطب الدین نیشاپوری نے ایک کتاب
کی جسمین اہل سنت و جماعت کے عقاید کو جمع کیا سلطان نے اسکو یاد کر لیا۔ اور اپنے چھوٹے بچون کو بھی یاد
نماز تہجد تک پڑہتا۔ قرآن مجید سنکر زار زار رونے لگتا۔ وہ جہاد مین ہمیشہ سرگرم رہا۔ اس نے جہاد کی محبت
اہل وعیال وطن و مسکن کو ترک کر دیا اور سامان سلطنت مین صرف ایک مختصر سے خیمہ پر قناعت کی
جمین سخت آندہیون اور طوفان باد و باران بسر کرتا۔ ایک رات خیمہ آندہی سے اس کے سر پر آپڑا
مشکل بچا۔ غرضیکہ صلاح الدین مثل خلفائے راشدین بہ تقلید رسول امین تائید اسلام اور اشاعت توحید
مصروف رہا۔

اللہم اجعل مقرہ جنات النعیم وقر عینیہ بالنظر الی وجہک الکریم یا ارحم الراحمین
واحشر بیننا و بینہ فی دار کرامتک مع الذین انعمت علیہم من النبین والصدیقین و
الشہداء والصالحین آمین ثم آمین

محاربات بعد وفات صلاح الدین

صلاح الدین کی تمام عمر مسلمانون کے اجماع و اتفاق اور شام سے عیسائیون کے اخراج مین ہی گذری اور اخیر مدت
تک صلیبی اسقدر مشغول رہا کہ انکو کسی اور امر کے سوچنے کا موقعہ ہی نہ ملا۔ یہہ صلاح الدین کی نیک نیتی کا ثمرہ
قرار دینا چاہیے کہ ملوک طوائف جو ہمیشہ بربادی کا موجب ہوا کرتے ہین وہ اس صلیبی جنگ مین اسلام کے
موجب رحمت ہوئی صلاح الدین نے اُنسے وہی کام لیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے خلیفہ برحق صدیق
اور فاروق اعظم نے قبایل عرب سے لیا تہا۔ ان ملوک طوائف کے ساتہہ صرف یہہ تعلق رکہا تاکہ وہ خلیفہ بغداد کا خطبہ اپنے
علاقون مین پڑہتے تہے ورنہ وہ اپنے اپنے علاقہ مین خود مختار تہے موصل و سنجار وغیرہ مین ملوک اتابک حکمران تہے علاقہ
حمص وغیرہ مین اسد الدین شیرکوہ کی اولاد کی حکومت تہی حماۃ مین تقی الدین عمر کا بیٹا راج کرتا تہا۔ باقی علاقہ صلاح
الدین مرحوم کے ماتحت تہا۔ اور بوقت وفات صلاح الدین مصر مین ملک العزیز عثمان ولد صلاح الدین مرحوم اور
دمشق مین صلاح الدین کا بیٹا ملک الافضل اور حلب مین سلطان کا بیٹا ملک الظاہر غازی گورنر تہا۔ اور ملک العادل
سلطان کا بہائی سلطان کی طرح عام مہمات جنگی کے انتظام مین مصروف رہتا تہا اور ابہی اہل فرنگ کی میعادی صلح
کے دن باقی گذرے تہے کہ سلطان صلاح الدین فوت ہوگیا اور اپنے جانشین کے لیے کوئی انتظام نہ کر گیا جسکا نتیجہ
یہہ ہوا کہ سلطان کی آنکہیں بند ہوتے ہی خاندان ایوبی مین فساد پڑ گیا۔ ملک العزیز والی مصر نے دمشق اپنے بہائی ملک الافضل سے چہین لی

پہ سوار رہتا اور فوج کے ہر ایک حصہ کی خبر لیتا اور لڑائی کی ہر ایک ہدایت خود کرتا۔ اور خود بھی لڑائی میں حصہ لیتا اور پھوڑوں کی شدت پر صبر کرتا۔ لوگ سلطان کی شدید بیماری اور عادت صبوری پر تعجب کرتے تھے سلطان کہتا تھا کہ جب میں گھوڑے سے اترتا ہوں تمام درد و رنج جاتا رہتا ہے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن جوں ہی گھوڑے سے اترتا ہوں وہ تکلیف عود کرآتی ہے یہ بات خرق عادت سے کم نہیں۔ جو سلطان سے ہی مخصوص تھی۔ جاڑے کے موسم میں سلطان اپنی فوج کا حصہ کثیر رخصت کر دیتا۔ اور خود قلیل فوج کے ساتھ دشمن کی اصناف مضاعف فوج کے مقابلہ پر اڑا رہتا جو اسکی کمال تہور اور شجاعت کی دلیل تھی۔ احکام الٰہی اور شعائر نبوی کی نہایت تعظیم کرتا۔ بدعتی اور فلسفی خلیع العذار اشخاص کو سخت سزا میں دیتا تھا تعمیل احکام شرعی میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرتا۔ اور نہایت شریف خلیق رحیم کریم تھا۔ وہ عربوں کا نساب (نسب جاننے والا) کامل اور تاریخ کا عالم تھا جسکی وجہ سے وہ زیادہ مشہور اور مربر قومی خادم بن گیا تھا۔ دنیا کی جغرافیکل حالت سے بخوبی واقفیت رکھتا تھا۔

حسن اخلاق کا یہ عالم تھا۔ کہ ایک دفعہ سلطان مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ پیاس لگی پانی مانگا۔ خادم نے نہ دیا حتی کہ متواتر سلطان نے پانچ دفعہ پانی طلب کیا۔ مگر کوئی پانی نہ لایا۔ آخر سلطان نے چلا کر کہا کہ صاحبان مجھکو تو پیاس نے مار ڈالا اب پانی لا یا گیا۔ اور سلطان نے خادم کو کچھ نہ کہا۔ بیشک آیت کریمہ "وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ" ایسی ہی بے نفس پاکیزہ بزرگان کی شایان ہے۔

ایک دفعہ ایسا بیمار ہوا۔ کہ قریب المرگ ہو گیا۔ جب صحت یاب ہوا حمام میں غسل کے لیے گیا پانی گرم تھا سرد مانگا۔ خادم سے طاس زمین پر گرا اور سلطان پر سرد پانی پڑا ضعف کے سبب سے نہایت تنگ ہو گیا۔ لیکن سوا اسکے اور کچھ نہ کہا کہ تم مجھکو مارنا چاہتے ہو خادم نے عذر کیا اور سلطان نے معاف کیا۔

خاص عکا کے محاصرے میں ۸ ہزار گھوڑے اور خچر مجاہدین کو دیئے اونٹ اُس کے علاوہ تھے چاندی سونے کے برتن اور جنگی آلات اور قیمتی پارچات کا تو کچھ شمار ہی نہ تھا جو سلطان نے تقسیم کیے تھے۔

جب سلطان علیہ الرحمۃ کو حکومت مصر ملی تھی تو سلاطین اسماعیلیہ عبیدیہ کا بے شمار مال اور متاع اور خزانہ اور نفیس و نادر اشیا سلطان کو ملی تھی۔ لیکن اس خدا پرست تارک الدنیا سلطان نے سب کچھ مسلمانوں میں بانٹ دیا اور آپ کچھ نہ لیا۔

اُسکے پاس صوفی فقیر آتے تھے اور انکے لیے سماع کی مجلسیں منعقد کرتا اور جب کوئی صوفی وجد میں آتا پاس ادب فقراء سے کھڑا ہو جاتا اور جب تک وہ فقیر وجد سے فارغ نہ ہو لیتا برابر کھڑا رہتا۔ وہ کبھی کسی سے غرور و تکبر سے پیش نہ آتا۔ اور متکبر سلاطین و امراء کو بہت بُرا جانتا۔

سلطان نے کبھی اہل نجوم و رمل کے قول پر یقین نہیں کیا تھا۔ وہ ذات باری تعالیٰ کو ہی عالم الغیوب جانتا اور

یورپ کی چڑھائی

کئی سال تک اسیطرح کبھی صلح ہوتی تہی اور کبھی ٹوٹتی تہی آخر ۶۱۲ھ ہجری مین پوپ روم نے تمام یورپ مین پھر جہاد کا وعظ کی آگ لگادی اور ردمن کتہلک تعداد کثیر معہ سامان جنگ عکا پہونچ گئے اور ملک العادل بہی مصر سے شام پہنچ گیا اور بلبیسان مین دونون کا مقابلہ ہو گیا۔ مگر ملک العادل کی فوج چونکہ تمام ابہی نہین جمع ہوئی تہی اُس نے بنظر احتیاط لڑائی کو مناسب جانا اور بیسان سے دمشق کی طرف چلا گیا۔ عیسائیون نے بیسان کو لوٹ لیا مسلمان مرد عورت بچہ قید کر لیے۔ اور بانیاس تک علاقہ برباد کر دیا۔ لاکہون مسلمان قتل اور قید کیے گئے۔ یا غلام لونڈی بنائے گئے جب ملک العادل کا اسلامی لشکر جمع ہو گیا تو اپنے بیٹے عیسی کو عکا کو روانہ کیا۔ اور خود بہی لڑائی کے لیے تیار ہو گیا مگر درحقیقت ملک العادل کی حالت کمزور تہی۔

دمیاط کا معرکہ

۶۱۵ھ ہجری مین فرنگی جہازات دمیاط کی طرف بڑہے اور وہان کے گورنر ملک الکامل بن ملک العادل نے عیسائیون کو دمیاط کے قریب آنے دیا اور نہایت بہادری سے روک رکہا مگر اس اثنا مین ملک العادل کی فوت ہونیکی خبر پہنچ گئی اور مصر کے امیر عماد الدین المعروف با بن مشطوب نے ملک الکامل کے معزول کرنے کی تجویز کی جس خبر کے سنتے ہی ملک الکامل لڑائی سے ہاتھ اٹھا کر چلا گیا اور عیسائی بلا روک تہام آنا فانا دمیاط مین داخل ہو گئے اور اہل شہر نے سخت مقابلہ کیا مگر ۸ ماہ کے محاصرہ کے بعد جب کہین سے مدد نہ ملی شہر عیسائیون کو دیدیا۔

وفات ملک العادل

ملک عادل جب مرج صفر واقعہ شام مین فوجین جمع کر رہا تہا عیسائیون نے دمیاط پر چڑہائی کر دی تہی اور ملک عادل مصر کو آرہا تہا کہ مقام عالقین مین پہنچکر بیمار ہو گیا اور ۷۵ سال کی عمر مین ۷ جمادی الآخرہ ۶۱۵ھ کو فوت ہوا اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ دمشق مین دفن کیا گیا۔ مورخین اسلام نے اس کے علم و فضل عقل و تجربہ ہمت تدبیر حسن اخلاق کی بہت کچہ تعریف لکہی ہے۔ لیکن مورخانہ نگاہ سے دیکہا جاوے تو صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کیطرح کوئی بڑا قومی کام ملک العادل سے نہین نکلا جسکی وجہ صلاح الدین کے جانشین کے معاملہ کا غیر فیصل رہنا تہا۔ صلاح الدین کی اولاد مین سے ملک العزیز عثمان مصر مین اور ملک الافضل نور الدین دمشق مین اور ملک الظاہر غازی حلب مین خود مختار حکمران تہے اور ملک العادل صلاح الدین کے ساتہ نیابت اور سپہ سالاری کے کام سر انجام دیتا تہا مگر جب صلاح الدین

اور اپنے چچا ملک العادل کو دیدی اور فضل کو صرخد دیا گیا۔ اور اہل فرنگ سے اور صلح کی میعاد بڑھائی گئی۔ اور سنہ ۵۹۳ ہجری تک قایم رہی۔ بعد ازان بیروت کے مسلمان امیر اسامہ کی زیادتی سے جزائر بحیرہ روم کے عیسائی اور اہل جرمن بتعداد کثیر چڑھ آئے ملک العادل بھی مصری اور شامی فوجین لیکر ایک ماہ سے زیادہ عین ۔ رت پر پڑا رہا اور یافہ کو بزور شمشیر فتح کرکے نواح صیدا مین عیسایون سے نبرد آزما ہوا اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ مگر رات کو پڑ جانے سے کوئی فیصلہ نہ ہوا صبح کو عیسائی بیروت کو چلے گئے وہان کا گورنر اسامہ جسکے سبب سے لڑائی شروع ہوئی تھی بھاگ گیا اور بغیر جنگ بیروت کا بے شمار مال غنیمت عیسایون کو ملا۔ مسلمانون نے علاقہ صور کو برباد کردیا اور عیسایون نے قلعہ تبنین کو جا گھیرا۔ اور خود ملک العزیز بھی معہ لشکر جرار مصر سے آپہونچا۔ اور عیسائی ڈر کر عکا کو چلے گئے۔ اور ملک العزیز مصر کو روانہ ہوگیا۔ اور عیسایون اور ملک العادل مین صلح ہوگئی۔ اور اس تگ و دو مین عیسایون کو کچھ نہ ملا۔

عیسایون کی عہد شکنی

سنہ ۶۰۰ ہجری مین کسی ایک باعث اور لڑائی جھگڑون سے اہل یورپ کا قسطنطنیہ پر قبضہ ہوگیا جسکی تفصیل کا یہ موقع نہین ہے قسطنطنیہ کی فتح کے بعد پھر یورپ والون کو بیت المقدس چھوڑانے کا خبط پیدا ہوا۔ اور عکا پہنچکر اسلامی علاقہ کو تاخت و تاراج کرنے لگے۔ اور نواح اردن تک قید و قتل کا بازار گرم کردیا اور سال بھر ملک العادل اور عیسایون کے درمیان لڑائیان ہوتی رہین آخر اسبات پر صلح ہوئی کہ دمشق اور جسقدر شام کا علاقہ ملک العادل کے پاس ہے بدستور رہے اور ناصرہ عیسایون کو دیا جائے اور رملہ وغیرہ پر جو مسلمانون کے حقوق ہین نصفا نصف ہین آئندہ نہ ہین اس کے بعد ملک العادل مصر کو گیا مگر عیسایون نے حماۃ کو جا گھیرا جہان صلاح الدین کے بھتیجے تقی الدین کا بیٹا ناصر الدین محمد تھا وہ خود بباعث کمی فوج بھاگ نکلا۔ لیکن عام مسلمانون نے عیسایون کو شکست دی اور پھر والی حماۃ اور عیسایون مین صلح ہوگئی سنہ ۶۰۳ ہجری مین ملک غیاث الدین سلجوقی نے انطاکیہ فتح کیا اور عیسایون کو قتل کیا۔

اور سنہ ۶۰۴ ہجری مین عیسایون نے حمص پر حملہ کیا اور وہان کے حاکم اسد الدین شیرکوہ کے بیٹے کو سوا ملک الغازی والی حلب کے کسی مسلمان امیر نے مدد نہ دی ان دونون کی فوج نے عیسایون کا منہ پھیر دیا اور اتنے مین ملک العادل بھی مصر سے فوج کثیر کے ساتھ آپہنچا۔ اور عکا کو آگھیرا عکا کے عیسائی گورنر نے مسلمان قیدی چھوڑ کر اپنا پیچھا چھوڑا لیا۔ یہان سے حمص روانہ ہوا۔ اور قلیعات کو فتح اور تاراج کرتا ہوا طرابلس پہنچا اور جسقدر عیسایون نے اسلامی علاقہ کو برباد کیا تھا اس سے بڑھ کر انتقام لیا۔ اور پھر صلح کا سلسلہ ہلایا گیا۔ مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا مگر حمص عیسایون کے دست برد سے بچ گیا۔

عیسائیون نے دمیاط کو جدید جنگی عمارت سے نہایت مضبوط کیا۔ اور ادہر اودہر آس پاس کے علاقہ کو تاخت و تاراج کرنا شروع کردیا۔ اور ملک الکامل دمیاط سے ہٹ کر مقیم ہوا۔ لیکن کچہ کر نہ سکتا تہا۔ ملک العادل کے لڑکیون کے علاوہ ۱۶ بیٹے بیٹہے رہے تہے۔

مُسلمانون کی مایوس حالت

اسوقت مین جبکہ دمیاط پر عیسائیون کا قبضہ ہوگیا۔ اور یورپ سے عیسائی بتعداد کثیر مشرق کی طرف چلے آرہے تہے۔ اور مشرق مین چنگیزی تاریون نے چین سے لیکر عراق وآذربائجان تک تمام اسلامی ممالک کو تہ و بالا کردیا تہا۔ اور زبردست سلطنت خوارزم شاہی کا نقش مٹا دیا تہا۔ علاوہ اسکے نواح بصرہ مین کئی گاؤن زمین مین دہس گئے تہے ان تمام واقعات نے مسلمانون کو سخت خوف زدہ کردیا۔ ملک معظم عیسیٰ ولد ملک عادل نے دیکہا کہ ایسی حالت مین بیت المقدس کا بچانا بہت مشکل ہے۔ نہ اُس کے پاس کافی فوج تہی نہ روپیہ نہ مسلمانون مین اتفاق تہا۔ اس لیے اس نے بیت المقدس کی فصیل اور جنگی مقامات کو گرادیا۔ تاکہ دشمن بصورت فتح اُسکو اپنا جنگی مامن نہ بنا سکے۔ جو مسلمانون کی کمال کمزوری کا نشان تہا۔ کہ انکی طاقت اسقدر بہی نہ رہی تہی کہ بیت المقدس جیسے شہر کو بچا سکین یا ایک کچہ عرصہ کے لیے محصور رہ سکین۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔

مصر کے مسلمان ہجرت کرنے اور جلا وطنی کرنے کو تیار تہے۔ مگر ملک الکامل نے روک دیا۔ اور اپنے بہائی ملک المعظم جیسے والی دمشق اور ملک الاشرف موسیٰ والی جزیرہ کو لکہا کہ بذات خود مصر پہونچ جائین یا فوجین روانہ کرین ملک الاشرف موسیٰ اسوقت خود خانگی مشکلات مین مبتلا تہا۔ اُس کے کئی مسلمان سردار سرکش اور باغی ہورہے تہے اس لیے کوئی مدد نہ کرسکا اور ملک المعظم بہی اکیلا مصر نہ آسکا۔ مگر ملک الکامل بدستور عیسائیون کے سامنے پڑا رہا کہ ملک مصر کو عیسائی دستبرد سے نہ بچا سکا۔ لیکن عیسائیون کو بہی حوصلہ نہ پڑا کہ ملک الکامل کی قلیل فوج پر جا پڑین۔

یہان تک کہ ۶۱۸ہجری آگیا۔ اور ملک الاشرف کی خانگی موانع بہی دور ہوگئے اور فوراً براہ دمشق مع فوج مصر کو روانہ ہوگیا۔ عیسائی اسلامی امدادی فوج کی آمد کی خبر سُنکر ملک الکامل کے مقابلہ کو ہو پڑے۔

مسلمانون کی فتح

دریائے نیل پر لڑائی ہو رہی تہی کہ ملک الاشرف موسیٰ بہی پہونچ گیا۔ اور مسلمانون کی ہمت کو بڑہا دیا اور لڑائی بلا فیصلہ بند ہوگئی عیسائیون نے پیغام صلح بہیجا مگر بیت المقدس عسقلان طبریہ۔ صیدا۔ جبلہ۔ لاذقیہ۔ وغیرہ بلاد مفتوحہ صلاح الدین اور تین لاکہہ دینار واسطے تعمیر بیت المقدس طلب کیے جو مسلمانون نے نامنظور کیے اور لشکر

کے بیٹے ہمت و شجاعت مین ملک العادل سے کم نہ تہے لیکن عام تجربہ مین وہ عادل کو نہین پہنچ سکتے تہے۔ اگرچہ تجربہ پدری کا اثر مقدم ہوتا ہے لیکن اگر صلاح الدین کو موت مہلت دیتی تو وہ ضرور ملک العادل کو ہی اپنا جانشین مقرر کرتا۔ آخر عام ہر دل عزیزی اور عقل و تدبیر سے ملک العادل ہی سلطنت صلاحی کا مالک ہوا۔ اور اول اول تو ملک العادل اپنے بہتیجے ملک العزیز والی مصر کا تابع رہا۔ جسنے دمشق اپنے بہائی ملک الافضل سے لیکر ملک العادل کو دی ۵۹۵ ہجری مین ملک العزیز مصر مین گیا۔ اور اسکی جگہہ منصور تخت پر بیٹہا لیکن ملک العادل نے منصور حاکم مصر پر قبضہ کر لیا اب صرف علاقہ حلب صلاح الدین کے بیٹے ملک الظاہر غیاث الدین کے ماتحت رہ گیا۔ اس خانہ جنگی سے اسلام کی طاقت کمزور ہوگئی۔ جو اتفاق و اتحاد صلاح الدین نے قائم کیا تہا۔ وہ گہٹ گیا عیسائیون نے زور پکڑا شام مین ملک عادل مقابل ہوسکا اور نہ او کہین لڑ سکا دمشق کا گورنر اپنے بیٹے ملک معظم عیسی کو مقرر کیا جو بقول جلال الدین سیوطی مصنف تاریخ الخلفا شراب خور تہا۔ اور ملک الکامل محمد کو والی مصر ملک الاشرف موسی کو والی جزیرہ مقرر کیا تہا۔ دمیاط کے محاصرہ کے وقت ملک العادل کا انتقال ہوگیا۔ اور اس سے مسلمانون کی اور ہمت ٹوٹ گئی اور عیسائیون کے حوصلے بڑہ گئے۔ تیغ مشطوب کی بغاوت سے ملک الکامل بے دست و پا ہوگیا۔ اور دمیاط جیسا اور مفید بندرگاہ جسکے لیے صدیون سے یورپ اور رومیون نے لگاتار کوششین کین اور ناکام رہے تہے مسلمانون کی کمزوری کے سبب جو خود غرضی اور بے اتفاقی کا نتیجہ تہا عیسائیون کے قبضہ مین آگیا۔

تاریخی واقعات سے ملک العادل اور اسکی اولاد جسکا ذکر آگے آیگا کسی تعریف کی مستحق نہین ضرور مسلمان مورخین نے ملک العادل اور اسکی اولاد کی تعریف مین بہت کچہ لکہا ہے اور اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ ملک العادل اور اسکی اولاد قومی حمیت اسلامی عصبیت شجاعت و بسالت علو ہمت مین کم نہ تہے مگر صلاح الدین کا سا خلوص اور ایثار نہ تہا اس وجہ سے مسلمانون سے کوئی مفید متفقہ کام نہ ہو سکے شرقی قومون خصوصاً مسلمانون کی بڑی بڑی سلطنتون کو اسی ولی عہدی کے کسی باصول قاعدہ کے نہ ہونے سے نقصان پہونچتا رہا ہے۔ اور لائق سلاطین کے مرتے ہی خود غرض اشخاص کا داؤ چلتا رہا اور اسلامی طاقت کو پامال کرتا رہا۔ افسوس کہ صلاح الدین کی سلطنت بہی اسی شرقی مرض سے مضمحل ہوگئی۔ بخلاف اسکے عیسائیون مین اتفاق تہا۔ اور جو زک انہون نے صلاح الدین سے اٹہائی اسکے لیے۔ موقعہ تاڑ رہے تہے صلاح الدین کے خاندان سے فساد نے عیسائیون کی امیدین بڑہا دین اور شام مین کچہ اسلامی علاقہ ملک العادل سے چہین لیا۔ اور اب دمیاط کی فتح سے مصر کی کنجی بہی انکے ہاتہہ آگئی یورپ مین اس فتح سے گہر گہر عید تہی یورپ سے ہزارون خاندان دمیاط کو دوامی سکونت کے لیے چلے آئے۔ جو دوامی قبضہ کے لیے ضروری تہا۔ اور یہی تجویز ہے جو آج کل اہل یورپ نے اپنے مقبوضات واقعہ ایشیا و افریقہ و امریکہ مین نئی نئی فرنگی بستیان بسا کر طاقت قوی بڑہا رہے ہین۔

چہوڑا یا باقی مسلمانون کا عہدنامہ مین کچھ ذکر نہ کیا۔ اس لیئے عیسایون نے سنہ ۶۲۳ ہجری مین حلب پر چڑہائی کی مگر ملک الظاہر غازی ولد صلاح الدین کے نائب شہاب الدین سے ایسی شکست کہائی کہ ہزارون میدان مین قتل ہوئے اور ہزارون قید ہوئی کروڑون کا مال غنیمت مسلمانون کو ملا اور دوسری لڑائی بغن ویرساک کے قریب فوج حلب سے ہوئی۔ جسمین طرفین نے خوب حق شجاعت ادا کیا۔ مگر آخر عیسائی بہاگ نکلے اور بے شمار قتل اور قید ہوئی۔

سنہ ۶۳۵ھ مین ملک الکامل و ملک اشرف دونو بہائی فوت ہوگئے اور ملک الکامل کی اولاد مین اختلاف وفساد پڑگیا۔ ملک الکامل نے ساٹہہ سال کی عمر مین بیس سال مستقل حکومت کی بعد وفات پائی۔

بیت المقدس پر مسلمانون کا قبضہ

سنہ ۶۳۷ ہجری مین ناصر داؤد بن ملک المعظم عیسے والی کرک نے بیت المقدس کو گہیر لیا اور چونکہ کوئی فصیل وغیرہ نہی اس لیے جلدی ہی فتح کرلیا۔ اس کے باپ ملک المعظم نے جو فصیل کو گرایا تہا اسکا آج فائدہ نکلا سچ ہے فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ ۱۱ سال تک عیسائیون کا قبضہ رہا پہلی دفعہ سلطان صلاح الدین نے عیسایون سے چہوڑایا اور دوسری دفعہ ناصر داؤد نے یہہ عجیب اتفاق ہے سنہ ۶۴۰ ہجری مین خلیفہ مستنصر عباسی کا انتقال ہوا۔ اور اسکی جگہہ مستعصم باللہ اخیر خلیفہ عباسی مقرر ہوا جو سنہ ۶۵۶ھ مین ہلاکو خان کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔

ملک الکامل کے بعد مصر مین اسکا بیٹا ملک الصالح ایوب حکمران تہا جسکی لڑائی سنہ ۶۴۲ ہجری مین اپنے چچا ملک الصالح اسمعیل سے ہوگئی۔ اسمعیل والی دمشق نے عکا کے عیسائی بادشاہ سے مدد مانگی مگر شکست کہائی اور دمشق اور بیت المقدس دونو پر ملک صالح ایوب کا قبضہ ہوگیا۔

فرانسیسیون کا مصر پر حملہ

سنہ ۶۴۷ھ مین فلپ شاہ فرانس کی شکست کا داغ مٹانے کے لیے سوئس شاہ فرانس نے پچاس ہزار فوج سے دمیاط کو آگہیرا اور قبضہ کرلیا۔ ملک صالح ایوب لڑ رہا تہا کہ مر گیا۔ اور اسکے بیٹے توران شاہ کے آنے تک ملک صالح کی بیگم مسمات شجر الدر نے تمام انتظام سنبھالی رکہا۔ اور ماہ رمضان مین فریقین کو درمیان خشکی اور تری پر سخت لڑائی ہوئی پہلے پہلے تو عیسایون کا پلہ زبردست رہا مگر آخر مسلمان میدان جیت گئے۔ بروایت مولانا جلال الدین سیوطی حضرت شیخ المشائخ ولی اللہ شیخ عز الدین بن عبد السلام اسلامی لشکر مین موجود تہے اور عیسائی جہازات غضب کی آتش فشانی اور سنگباری کر رہے تہے یہہ حالت دیکہہ شیخ صاحب نے باواز بلند کہا کہ "یا ریح خذیہم" یہ کہنا تہا کہ طوفان آندہی نے عیسائی جہازون کو الٹ پلٹ کر غرق کرنا شروع کردیا۔ اور چٹانون سے ٹکرا ٹکرا کر ٹوٹنے

اسلام لڑائی کے لیے بیقرار ہورہا تہا۔ اور عیسائی کثرت فوج کے گہمنڈ پر بے فکر پڑے تہے کہ اتنے مین چند جان فروش مسلمانون نے دریائے نیل کو چند جگہہ سے کاٹ کر اسکا پانی عیسائی کیمپ پر ڈالدیا اور تمام عیسائی ڈیرون مین کیچڑ اور دلدل ہوگئی۔ عیسائی فوج کے لیے سوا ایک طرف کے اور کوئی طرف چلنے پہرنے کو نہ تہی جسکو کہ ملک الکامل نے روک لیا۔ اب انکو دمیاط پہونچنا مشکل ہوگیا۔ اسوقت ایک جنگی جہاز سامان جنگ لیکر آرہا تہا جسکو مسلمانون نے لوٹ لیا۔ عیسائیون نے ہرچند دمیاط پہونچنے کی کوشش کی مگر کچھہ پیش نہ گئی آخر لاچار ہوکر دمیاط بغیر عوض حوالہ کرنے کے شرط پر امان دی گئی اور دمیاط کی حوالگی تک فلپ بشاہ فرانس اور نائب پوپ اور شاہ عکا وغیرہ قید رکہے گئے ۱۷ رجب ۶۱۸ھ ہجری کو دمیاط مسلمانون کے حوالہ کیا گیا۔ اگر یہہ اتفاقیہ فتح اللہ کی مدد سے نہ ہوتی تو مسلمان دمیاط کے عوض شام کے امصار مطلوبہ دینے کو تیار تہے۔ پس اللہ تعالی کی کمال مہربانی تہی کہ اُس نے دمیاط جیسا مفید بندر بہی دیدیا اور شام کا علاقہ بہی رہنے دیا ۶۲۳ھ ہجری مین الناصر لدین اللہ خلیفہ بغداد فوت ہوا۔ اسکی جگہہ الظاہر بامر اللہ خلیفہ ہوا۔ جو نوماہ بعد مرگیا۔ اور المستنصر اُسکا بیٹا خلیفہ ہوا۔

عیسائیون کا بیت المقدس پر قبضہ

ماہ ذی قعدہ ۶۲۴ھ ہجری مین ملک المعظم عیسیٰ والی دمشق مرگیا۔ اور اسکا بیٹا ناصر داؤد حاکم دمشق ہوا جس سے اس کی چچا ملک الکامل نے دمشق لیکر کرک کا علاقہ اُسکو دیدیا۔ ملک معظم جیسے کو مرنے کی خبر سُنکر یورپ وغیرہ کے عیسائی بیت المقدس لینے کے لیے لاکہون کی تعداد مین جمع ہوگئے جنکے ساتہہ امپراطور فریڈرک تہا جسکو عرب مورخ جمعن یا سلی کا بادشاہ بیان کرتے ہین۔ ملک الکامل مصر سے آپہونچا مگر اپنی کمزوری کے سبب بیت المقدس دینے پر راضی ہوگیا اس شرط پر کہ دوبارہ فصیل نہ بنائی جاوے۔ اور باقی علاقہ مسلمانون کے پاس رہنے دیا جاوے بیت المقدس کے لینے پر عیسائیون کی خوشی اور مسلمانون کے غم کی کوئی انتہا نہ رہی اور یہہ حوالگی ۶۲۶ھ مین ہوئی وَاللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَیَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ۔

تاریخ ابن اثیر

تاریخ ابن اثیر مشہور تاریخ کامل ۶۲۸ھ مین ختم ہوئی اور ۶۳۰ھ مین اسکا لائق مصنف شہر موصل مین فوت ہوا

عیسائیون کی حلب پر چڑہائی اور شکست

مسلمانون مین ہنوز اختلاف تہا کہ ملک الکامل نے بیت المقدس جیسا مقدس اور مشہور شہر دیکر صرف اپنا پیچہا

بخت نصر کے بیت المقدس مین بنی اسرائیل کے ساتھ جو کچھ کیا اوسکو مورخین یہود و نصاری سب سے بڑا حادثہ شمار کرتے ہین لیکن حادثہ تاتار کے ساتھہ اوسکو کوئی نسبت نہین جسقدر مسلمان قتل ہوئے بنی اسرائیل انکا عشر عشیر بھی نہ تھے۔ اور بیت المقدس سے زیادہ آباد اور بارونق شہر چند در چند خاک سیاہ کیے گئے۔ صرف مواضعات اور دیہات کے شمار کے مقابلہ مین ہی بیت المقدس کی کوئی حقیقت نہین رہتی دوئم قرآن مجید کے اٹل اور سچے حکم "اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ" کا پورا ثبوت ملسکتا ہے۔ تاتاریون کا مد مقابل سلطان محمد خوارزم شاہ تھا۔ جو تمام وسط ایشیاء اور ایران کا مالک تھا۔ غرور تکبر و عہد خلافی کی سزا مین تمام اسلامی دنیا کو لے ڈوبا۔ سوم جب تاتاری ترکستان۔ افغانستان۔ ایران۔ بغداد خفچاق وغیرہ تمام چیدہ اور اول درجہ کو ممالک اسلام کے زیر و زبر کر چکے اور شاہی تسلط بٹھا چکے اور اسلام کا کوئی حامی و مددگار نہ رہا۔ اور سب کو یہی امید تھی کہ اسلام کی جگہہ تاتاریون کا مذہب مفتوحہ ممالک مین پہیل جائیگا۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے جو قیامت تک اسلام کا محافظ ہے خود بخود اسلام کی حقانیت کا نور چمک اٹھا اور تاتاریون کو جو اسلام کے سخت دشمن تھے۔ اور جنکے ہاتہون ہزارون علما فضلا صلحا صوفیا محض اسلامی لیڈر ہونے کے جرم مین تہ تیغ ہوئے تھے۔ مسجدین منبر قرآن مذہبی کتابین جلائی گئین اور کوئی بازپرس کرسکا۔ اب یہی تاتاری اسلام قبول کرتے ہین اور اسلام کے محافظ بنتے ہین۔

اس واقعہ کے پڑہنے سے متعصب مخالفین کا یہ اعتراض کہ اسلام بزور تلوار پہیلا ہے ہرگز نہین رہتا۔

چہارم یہہ عرض ہے کہ زمانہ حال کے مسلمانون کو دکھایا جاوے کہ جب حادثہ تاتار مین اسلام کو کچہ نقصان نہین پہنچا بلکہ اپنی صداقت کا اثر اپنے مخالفون پر ڈالکر انہین کو اپنا خادم اور مؤید بنا لیا۔ تو زمانہ حال کی ذلالت و غربت کا دور کرنا خدا کے نزدیک کچہہ مشکل نہین رحمت ایزدی سے ناامید ہوکر اسلامی قواعد و اصول سے روگردان ہونا اسلام کو خود ذلیل کرنا ہے۔ تاریخی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ ترقی کا راستہ نہین ہے جو حال کے زمانہ کے مسلمان ٹٹول رہے ہین۔

حادثہ تاتار سے پہلے جو قدرتی نشان ظاہر ہو

سنہ ۵۹۲ھ مین مکہ شریف مین کالی آندہی آئی۔ لوگون پر سرخ ریت برسی اور رکن یمانی سے ایک قطعہ گر گیا۔

سنہ ۵۹۳ھ مین بہت بڑا تارہ ٹوٹا۔ اس کے بعد ایسی سخت آواز آئی کہ جس سے مکان اور دیوارین ہل گئین۔

سنہ ۵۹۶ھ مین مصر مین ایسا سخت قحط پڑا کہ لوگ قبرون سے مردون کو نکال کر کہا گئے۔

سنہ ۵۹۷ھ مین مصر شام جزیرہ مین اسقدر سخت زلزلہ آیا کہ سنگین مکانون اور قلعون تک گر گئے اور مصر کے پاس بہت سے گاؤن زمین مین دہس گئے۔

لگے اور مسلمانون نے بہی حملہ کردیا اور عیسایون کو شکست دیکر ۲۳ جہاز اور ۹ کشتیان جنگی گرفتار کرلین۔ شیخ صاحب کی کرامت دیکہہ کر کسی نے چلا کر کہا کہ "الحمد للّٰہ الذی ارانا فی امتہ محمد صلے اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم رجلا سخر اللّٰہ لہ الریح" عیسایون نے دمیاط کا رخ کیا مگر مسلمانون نے تیس ہزار عیسایون کو فنا کردیا اور شاہ فرانس معہ چند سرداران کے دارا بن لقمان مین قید کیا گیا۔ اور آخر شہر دمیاط اور تین لاکہہ نقد دینار دیکر رہا ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ شاہ فرانس کا زر فدیہ اسکے وزن کے برابر سونا لیا گیا تہا۔ مگر شاہ فرانس نے وطن پہونچکر پہر لڑائی کی تیاری کی۔ مگر مسلمانون کے دہمکانے سے ڈر گیا۔ اور تین سو کا بیڑا جہازات لیکر ٹونس پر چڑہ گیا۔ اور ۶ ماہ کے محاصرہ کے بعد وہین فوت یا قتل ہوا۔ یہہ واقعہ ۶۶۹ھ کا ہے۔

مصر کے حالات خاندان ایوبیہ

پیچہے لکہا گیا ہے کہ جب لوئس نہم شاہ فرانس نے دمیاط وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور ملک الصالح ایوب بن ملک الکامل حیات کے جہوڑانے کے لیے لڑ رہا تہا کہ مر گیا اور توران شاہ اسکا بیٹا جانشین ہوا۔ دو ماہ بعد معزول کیا گیا اور ملک الصالح ایوب کی ملکہ شجرۃ الدر نے عنان حکومت ہاتہہ مین لی مگر مملوک سردارون کی باہمی نزاع کے سبب یہ عقلمند ملکہ تین ماہ بعد تخت و تاج ملک اشرف کو سونپ کر گوشہ نشین ہوگئی جسنے پانچ سال تک برائے نام حکومت کی اور پہر تخت سے اتار دیا گیا اور خاندان ایوبیہ کا خاتمہ اور مملوکون کی حکومت کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ مملوک دراصل کوہ قاف وغیرہ کے باشندے زرخرید غلام تہے ملک الصالح ایوب بن ملک الکامل نے بارہ ہزار غلام خرید کرکے تربیت کی جو دیگر سلطنت کے رقیبون اور عیسایون کے مقابلہ مین نہایت کارآمد ثابت ہوئی۔ لوئس مقتم شاہ فرانس کو اسی بہادر فوج نے بسرکردگی ترکی جرنیل بیبرز کے دارا بن لقمان مین قید کیا تہا۔ ملک الصالح مذکور کی کمزوری کے سبب آخیر ایوبی سلطان ملک اشرف کو معزول کرکے ملک المعز عزالدین ایبک ترکمانی صالحی ۶۵۳ھ مین تخت مصر پر بیٹہا اور سلاطین مملوک کا بانی ہوا جو اڑہائی سو برس تک خود مختار حکمران رہے اور چند سو سال تک سرزمین مصر مین انکا برائے نام رہا۔ آخر اس بہادر گروہ کا استیصال محمد علی پاشا بانی خاندان خدیویہ مصر کے ہاتہون سے ہوا۔ چنگیز خان مغل نے گو تمام اسلامی دنیا کو برہم کردیا تہا۔ مگر صرف مصر کے مملوکون سے شکست کہائی تہی جسکا ذکر آگے آئیگا۔

حادثہ تاتار

یہ واقعہ اس غرض سے کتاب ہذا مین درج کیا جاتا ہے کہ اول تو ابتدائی عالم سے اب تک بنی آدم پر کوئی ایسا حادثہ نہیں

خدا کا شکر ہے کہ جسنے ہمکو امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک ایسا بزرگ دکہلایا ہے کہ جسکے لیے ہوا مسخر ہوئی ہوئی ہے

مگر خوارزم کی سلطنت پر قابض ہوگئے محمد خوارزم شاہ بن تکش کو بقدر زور ہوا کہ اُس نے بغداد پر چڑھائی کی مگر بوقت برف باری سے اُسکی فوج راستہ میں ضائع ہوگئی اور عام خیال کے مطابق الناصر لدین اللہ خلیفہ بغداد کے لیے تائید آسمانی تصور کی گئی۔ اسی محمد خوارزم شاہ کی حدود ملک چنگیز خان سے ملتی تھیں۔ چند لڑائیوں کے بعد صلح ہوگئی۔ اور تاجروں کی آمد و رفت ہونے لگی۔ محمد خوارزم شاہ کے ایک سرحدی گورنر نے چینی تاجروں پر جاسوسی کا الزام لگایا۔ اور محمد خوارزم شاہ سے عدم احتیاط کا حکم حاصل کیا۔ مگر اس احتیاطی حکم میں ایسے بے احتیاطی کی گئی کہ چینی تاجروں کو قید کر لیا۔ اور انکے مال و اسباب کو چھین کر سلطان محمد خوارزم شاہ کے پاس روانہ کر دیا مغرور سلطان نے عہد نامہ کا کچھ پاس نہ کیا۔ اور وہ تمام اسباب بخارا اور سمرقند کے تاجروں کے ہاتھ فروخت کیا۔ چنگیز خان نے سلطان خوارزم شاہ کو لکھا کہ چینی تاجروں کو چھوڑ دے اور تمام مال اسباب واپس کرے مگر سلطان خوارزم شاہ نے خلاف انسانیت ایلچی اور ہمراہیوں کی داڑھی منڈوا کر نکال دیا یا قتل کیا۔ اور نشہ حکومت میں خود تاتاری علاقہ پر چڑھ گیا۔ اور فتح پا کر واپس آ رہا تھا۔ کہ چنگیز خان سے مقابلہ ہوگیا تین رات دن تک لڑائی رہی اور خون کی ندیاں بہ نکلیں بیس ہزار مسلمان اور اس سے زیادہ تاتاری مارے گئے اور ہر ایک فریق اپنے اپنے وطن کو لوٹ گیا۔

چنگیز خان کی چڑھائی

چنگیز خان تو برابر انتظام فوج کشی میں لگا رہا۔ اور پانچ ماہ بعد فوج کثیر لیکر بخارا کو آ گھیرا۔ مگر خوارزم شاہ کی تمام شیخی ایک لڑائی میں ہی کر کری ہوگئی۔ اور مغلوں کا خوف دل پر چھا گیا۔ بخارا میں تین دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ مگر خوارزم شاہ کی فوج میں طاقت مقابلہ نہ تھی۔ اس لیے بخارا کو چنگیز خان کے ظالم ہاتھوں میں چھوڑ کر خراسان کو چلدیا۔ وجہ اس بزدلی کی یہ تھی کہ صدیوں ترکستان اور خراسان کی مسلمان جہادی لڑائیوں سے نابلد ہو رہے تھے کسی بیرونی دشمن سے ہی مقابلہ کم پڑا تھا سلجوقیوں کے عہد میں ملک شاہ کے بعد ہی خود مسلمانوں کی آپس میں ہی تلوار چلتی رہی اور سنہ ۴۹۰ھ سے لے کر سنہ ۵۹۶ تک سلاطین خوارزم شاہی بھی مسلمان امرا و سلاطین کا گلا کاٹتے رہے کسی غیر قوم یا مقتدر بادشاہ سے تیغ زنی کا موقعہ نہ ملا۔ اس محمد خوارزم شاہ نے چڑھائی کی تو بغداد پر جہاں کا خلیفہ ایک گدی نشین پیر طریقت سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا۔ اور جملہ سلاطین اسلام عباسی یادگار خیال کر کے اسکی عزت کرتے چلے آئے تھے۔ پس ایسا سلطان قوم سے کیا کام لے سکتا ہے اور قوم جسکے ہتھیار مدت سے زنگ آلودہ ہو چکے ہوں۔ اور جنگ کفار سے ناآشنا ہو رہے ہوں مشکل کے وقت کیا کام دے سکتی ہے پس رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان کا نتیجہ سلطان محمد خوارزم شاہ

سنہ ۵۹۹ ہجری مین بغداد مین ستارے ٹوٹنے کہ ٹڈیون کی طرح اُڑتے ہوئے دکہائی دیتے تہے۔

سنہ ۶۰۱ ہجری مین ایک عورت نے بچہ جنا جسکے دو سر چار پاؤن تہے۔

اسکے بعد سنہ ۶۰۶ ہجری مین اہل تاتار نے خروج کیا۔

اور بربادی بغداد سے پہلے سنہ ۶۵۲ ہجری مین عدن مین ایک آگ ظاہر ہوئی جسکے شرارے سمندر کی طرف چلتے معلوم ہوتے تہے۔ اور دن کو دریا سے دہوان نکلتا دکہائی دیتا تہا۔ سنہ ۶۵۴ ہجری مین مدینہ منورہ کے نواح مین آگ ظاہر ہوئی اور ظہور ونزدیک ہی پہلے ایک گرج کی آواز آئی اور پہر زلزلہ شروع ہوا۔ اور پہر قریظہ کے پاس آگ نکلتی معلوم ہوئی جسکے اثر سے وادی شطا مین پانی نکل آیا۔ اور اُس سے ایک بڑے قصر کے برابر شرارے نکلتے دکہائی دیے جس سے مکہ والون کی آنکہین چوندہیا گئین اسکی خبر بقول ذہبی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہوئی تہی سنہ ۶۵۶ ہجری المقدس بغداد مین قتل عام ہوا۔ اور خاندان عباسی کا چراغ گل کیا گیا۔

مختصر حال اہل تاتار

تاتاریون کا ملک منگولیا چین کے ملحق ہے اور منگولیہ ملک کی طرف منسوب ہے جو مغلون کا جد اعلی اور ترکون کی جد اکبر ترک کا حقیقی بہائی تہا۔ ان کے چہرے چوڑے۔ جیسے گندمی رنگ ہوتے ہین خانہ بدوش صحرائی ہر ایک چیز کا گوشت کہا جاتے تہے کسی چیز سے پرہیز نہین غیر لوگون سے نفرت کرتے تہے عورتون تک تلوار باندہتی تہین۔ چالاک محنت کش ظالم خونخوار تہے۔ نکاح ان مین کوئی ضروری نہ تہا۔ ایک عورت کو کئی مرد رکہہ سکتے تہے۔ سورج کے سامنے سجدہ کرتے تہے۔ انکو رسد کی ضرورت نہ ہوتی تہی بہیڑ بکریان ساتہ ہوتی تہین انہین کا گوشت کہا کر گذارہ کرتے۔ انکے گہوڑے زمین کہود کر گہاس کی جڑون کو نکال کر کہاتے۔ دانہ بہوسہ کی کبہی ضرورت نہ پڑتی۔ انکے حالات معلوم کرنے بذریعہ جاسوسی مشکل تہے۔ کیونکہ انکی شکل و شباہت کسی ملک کے آدمی سے نہ ملتی تہی اس لیے جاسوس فوراً پکڑا جاتا تہا۔ انسانی جان کی انکے نزدیک کوئی قدر نہ تہی عجز وانکسار اطاعت وتابعداری کوئی چیز انکے سخت دلون کو نرم نہ کر سکتی تہی۔ سکندر یونانی نے اکثر حصہ کو فتح کیا۔ مگر جس قوم نے اظہار اطاعت کیا۔ وہان سکندر نے ہتہیار نہین نکالا اور اس فتح مین اسکی کئی سال خرچ ہوئی مگر تاتاری قتل عام کے علاوہ اور کچہ جانتے ہی نہ تہے اس قوم مین چنگیز خان نامی ہوا جسکی قومی تاریخ لکہنے کا یہ موقعہ نہین یہہ شخص چین کے اکثر ممالک کا بادشاہ تہا۔ ان دنون مین وسط ایشیا کا سلطان محمد خوارزم شاہ بن تکش بن ارسلان بن اطسن بن محمد خوارزم شاہ بن انوش تگین تہا۔ یہہ نوش تگین ملکشاہ سلجوقی کا غلام تہا اور اسکا بیٹا اور پوتا خوارزم کے بادشاہ ہوگئے اور سلطان سنجر سلجوقی سے کئی معرکہ بہی ہوئے

چنگیز خان نے بیس ہزار تاتاری سوار سلطان کی گرفتاری پر مقرر کیے۔ جو ملک الموت کی طرح پیچھے لگے پر کو سلطان غزنی خراسان رے۔ ہمدان میں سے بہاگتا ہوا ماژندران پہنچا اور کشتی پر سوار ہوکر بہاڑی قلعہ کو چلدیا۔ تاتاری فوج کے پاس کشتی نہ تہی۔ اسلیے مایوس ہوکر واپس چلے گئے اور محمد خوارزم شاہ گمنامی کی حالت میں بحالت افلاس مرگیا اور کفن تک اسکو نہ ملا انہیں کپڑوں میں دفن کیا گیا جو اس کے بدن پر تہے۔" فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

سچ ہے

ہمہ ملک و دولت پذیر زوال | نماند بجز ملک ایزد تعال

ماژندران رے ہمدان قزوین پر تاتاری ظلم

محمد بن خوارزم شاہ کی گرفتاری سے مایوس ہوکر اصفہان ماژندران کو تباہ کرنا شروع کیا اور رے ہمدان کو لوٹ کر برباد کردیا ہر ایک جگہہ وحشی مغل مسلمانوں کے قتل کے علاوہ افعال شنیع کے مرتکب ہوتے رہے اور دیہات والوں سے بہی یہی ظالمانہ سلوک کرتے رہے قزوین والے لڑے اور چالیس ہزار ذبح کیے گئے۔ یہی حال آذربائجان کا ہوا۔ اہل سجستان نے سخت مقابلہ کیا لیکن تہ تیغ ہوئے والیان اربل و موصل نے بحکم خلیفہ بغداد الناصر لدین اللہ مقابلہ کی ٹہانی مگر قلت فوج کے سبب مقابل نہ ہوسکے ملک اشرف اور ملک المعظم پسران ملک العادل ایوبی دمیاط کے چہوڑانے کے لیے اہل یورپ سے دست بشمشیر ہو رہے تہے وہ کچھ نہ کرسکتے تہے غرضیکہ تمام ایران ترکستان خراسان افغانستان دشت خفچاق سرکیشیا مشرقی روس پر ظالم تاتاریوں کا غلبہ ہوگیا جسکی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں ہے۔ کل مذہبی مکان مسجدیں خانقاہیں جلائی گئیں یا گرائی گئیں۔ جو عالم فقیہہ پیر ہاتہہ آیا قتل کیا گیا سوا ان لوگوں کے جو دہلی کے دربار بلبنی میں یا مصر میں پہونچ گئے یہ عجیب بات ہے کہ قیدی مسلمانوں کو جنگ کی پہلی صف میں رکہتے اور مسلمانوں سے لڑاتے اگر پیچہے قدم ہٹاتے تو تاتاری قتل کرتے آگے بڑہتے تو خود مرتے یا مسلمانوں کو مارتے ہر صورت میں ان بیچارے مسلمان قیدیوں کو مشکل ہی مشکل تہی۔

ہمدان والوں سے اسقدر روپیہ مانگا گیا جو وہ ادا نکر سکتے تہے۔ مسلمانوں نے ہر چند عذرات خفیف رقم کے لیے کیے مگر ظالم تاتاری جو قتل وغارت کے لیے بہانہ ڈہونڈتے تہے ہرگز ملتفت نہ ہوئے۔ آخر مسلمانوں نے ہمدان کے ایک عالم فقیہہ کی شمولیت سے تلوار پر ہاتہہ رکہا مغلوں نے شہر کو گہیر لیا۔ خوراک وغذا مسلمانوں کو نہ ملتی تہی۔ اور تاتاریوں کو غلہ وغیرہ کی ضرورت نہ تہی وہ صرف گوشت خور تہے۔ بہیڑ۔ بکری۔ گائی بہینس۔ گہوڑا۔ اونٹ۔ کتا۔ بلی۔ بہور حشرات الارض۔ اور انسان کے گوشت تک کہا جاتے تہے

اور اُسکی تن پرست فوج کو بہگتنا پڑا۔ رسول کریم صلعم فرماتے ہین ؎ ما ترک قوم الجہاد الا عمہم العذاب یعنے جب مسلمان جنگی مشق جہاد وغیرہ چہوڑ دینگے تو مصیبتون مین مبتلا ہونگے۔

یہی وجہ تہی کہ سلطان محمد خوارزم شاہ خراسان کو بہاگ گیا۔ اور اہل بخارا کو امان دی گئی۔ اور قلعہ بخارا کی فتح مین مدد لی گئی۔ مسلمان خندق بہرتے تہے اور قلعہ کے مسلمانون سے لڑتے تہے۔ قلعہ مین صرف چار ہزار مسلمان تہے جو ۱۲ روز تک کفار اور بخارا کے مسلمانون کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور جبتک ایک ایک شہید نہ ہوگیا۔ قلعہ نہ دیا۔ قلعے سے فارغ ہو کر چنگیز خان نے حکم دیا کہ چینی تاجرون کا اسباب محمد خوارزم شاہ نے جس جس کے ہاتھہ فروخت کیا ہے دیدے۔ جسکے پاس اسباب تہا لے آیا۔ پہر سب کو شہر سے نکالکر کل مال و اسباب لوٹ لیا۔ عورتون کے ساتھہ اُنکے وارثون کے روبرو فعل شنیع کیے گئے۔ صرف رکن الدین امام زادہ اور اس کے بیٹے اور صدر الدین خان قاضی سے یہ شرمناک حالت نہ دیکہی گئی تلوارین کہینچ کر کفار پر جا پڑے اور بہتون کو مار کر شہید ہوئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) چنگیز خان نے تمام مسلمانون کو شہید کر دیا۔ اور کوئی نہ بچا یہ واقعہ ۶۱۶ھ ہجری کا ہے۔

سمرقند کی بربادی

چنگیز خان بخارا کو اجاڑ کر سمرقند پہنچا۔ یہان پچاس ہزار سلطانی فوج تہی۔ نامردون سے کچہ نہ ہوسکا باشندگان شہر کو جوش پیدا ہوا جو شہر سے نکلکر لڑے۔ چنگیزی پیادہ فوج انکو شہر سے دور کہینچ لائی اور کمین ہین لاکر محصور کر لیا۔ اور ستر ہزار کو شہید کیا۔ یہہ حالت دیکہہ کر آئینی فوج نے چنگیز خان کو لکہا کہ ہم ترک تمہارے ہم قوم ہین امان دیجائے۔ چنگیز خان نے ہتہیار لیکر سب کو ہلاک کر دیا۔ بخارا اور سمرقند کی جامع مسجدین قرآن مجید ممبر وغیرہ جلا دیئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) کنواری عورتون کی پردہ دری کی گئی۔ زن و بچہ شیخ و شاب سب کو قتل کر دیا۔ یہہ واقعہ ماہ محرم ۶۱۷ھ ہجری کا ہے۔ سلطان محمد خوارزم شاہ نے اہل سمرقند کی مدد کے لیے ایکدفعہ دس ہزار سوار اور ایکدفعہ بیس ہزار سوار روانہ کیے مگر دونون لشکر ڈر کر بغیر جنگ واپس چلے آئے۔ یہہ تہی خوارزم شاہی فوج کی اخلاقی حالت اور ایمانی طاقت جس سلطان کی تعریف مین مورخین بہت کچہ غلو کرتے ہین انہین شاعرانہ تعریفون اور مشرقی تکلفات نے ایشیائی سلطنتون کے اصلی عیوب کو ظاہر نہین ہونے دیا اور برباد کر دیا ہے

محمد خوارزم شاہ کا خاتمہ

علاقہ گرجستان کو خاک سیاہ کرتے ہوئے دربند شروان پر پہونچے مگر یہ درہ بیحد مضبوط اور ناقابل عبور تھا کہ تاتاریون کو گذرنا مشکل ہوگیا آخر یہ چال چلے کہ والی شروان کو لکھا کہ صلح کے لیے دس مسلمان معتبر روانہ کرو شاہ شروان کے معتبرون مین سے ایک کو قتل کیا اور باقی کو کہا کہ اگر درہ سے گذرنے کا راستہ بتادو تو رہا کیے جاؤ گے ورنہ قتل۔ ان کم ہمت امراؤن نے جان کو عزیز جان کر ایک اور راستہ سے تاتاریون کو علاقہ شروان مین پہنچادیا اور اہل شروان کو تہ تیغ کرادیا۔ یہان اقوام آلان لگز ترک خفچاق نے تاتاریون کا سخت مقابلہ کیا۔ تاتاریون نے اہل خفچاق کو یہ دم دیکر کہ ہم تم دونون ایک نسل کے ہین اور مذہب ہی تمہارا جدا ہے کچھ تحفہ تحائف لیکر الگ ہوجاؤ۔ تمہاری ملک و قوم سے ہم آئندہ تعرض نہین کرینگے اہل خفچاق اس پر ہو کر الگ ہوگئے۔ اور باقی اقوام شکست پاکر قتل اور غارت ہوگئین پھر اہل خفچاق کی طرف رخ کیا۔ جو کچھ مارے گئے اور کچھ علاقہ روس مین جو ماسکو سے شمال کی طرف تھا بھاگ گئے اور بحیرہ خزر کا تمام شمالی علاقہ جو اب سرکیشیا کے نام سے مشہور ہے تاتاریون کے قبضہ مین آگیا جنکی نسل مدت تک خوانین تاتار کے لقب سے خود مختار حکمران رہی۔ اور شاہ روس کے بزرگ انکے باج گذار رہے۔

جنگ تاتار و روس

اہل خفچاق روس پہنچ گئے تھے روسیون نے تاتاریون کو روکنے کے لیے اہل خفچاق کی شرکت سے تاتاریون کا مقابلہ کیا اول تو تاتاری ہٹنے لگے اور روسی سمجھے کہ تاتاری ڈرتے ہین دوبارہ یوم تک روسی پیچھے تعاقب کیے چلے آئے جب روسی اس طرح اپنے ملک سے نکل آئے تو تاتاریون نے مڑکر حملہ کیا کئی دن تک لڑائی رہی آخر روسیون کو شکست ہوئی بے شمار روسی اور اہل خفچاق مارے گئے۔

اہل بلغار

اس فتح کے بعد تاتاری علاقہ بلغار پر جا پڑے یہ قوم جنوبی روس۔ رومانیا۔ بلگیریا وغیرہ مین آباد تھی۔ بلغاریون نے کمین لگاکر تاتاریون کو شکست دی۔ اور ہزارون کو قتل کیا اور بہت کم زندہ بچے اس سے مغرب کی طرف تاتاری پیش قدمی رک گئی۔ اور عرب مورخ اس تاتاری لشکر کو تاتار مغرب کہتے ہین۔

واقعات خراسان وغیرہ

یہ تمام حالات ان تاتار مغرب کے تھے جو سلطان محمد خوارزم شاہ کے تعاقب مین تعین کیے گئے تھے چنگیز خان

اور ایسی چیزون کی کمی تہی - گہوڑے انکے زمین سے گہاس جڑ ہون کو کہود کہود کر کہاتے تہے چارہ اور دانہ کی کچھ ضرورت نہ تہی اسلیے قحط کا اثر مغلون پر نہ پڑتا تہا - باوجود اس حال کے اہل ہمدان نے شہر سے نکلکر حملہ کیا وہ عالم فقیہہ اور رئیس شہر سب سے آگے شمشیر بکف تہے مسلمانون کے ہاتہہ سے ہزارون تاتاری قتل ہوئے مگر فقیہہ مذکور جو لڑائی کی جان تہا زخمی ہوگیا - اور مسلمان شہر مین واپس چلے گئے دوسرے دن پہر نکلے اور پہلے دن سے زیادہ تاتاریون کو فنائی النار کیا - اس دن فقیہہ مذکور کو اور زخم لگے اگرچہ کئی ایک زخم شمشیر اور نیزہ کے بہادر فقیہہ کے بدن پر موجود تہے اور خون مین تر بتر ہو رہا تہا مگر صابر و محتسب تہا - اور قتل کفار سے مسلمانون کے دل بڑہتا تہا رات کے پڑنے کے سبب مسلمان شہر مین واپس چلے آئے اور تیسرے دن نکلنے کا ارادہ کیا - لیکن مولوی صاحب (فقیہہ) گو متواتر زخمون نے کمزور کردیا تہا اور سواری کے قابل نہ رہے تہے - لوگون نے رئیس شہر کو جو ایک علوی تہا - بلایا مگر وہ پہلے ہی ایک سرنگ کے رستہ شہر سے نکل گیا اور ایک بلند قلعہ مین معہ عیال پہنچگیا اور قومی غدر اور بے حمیتی کا الزام اپنے ذمہ لے لیا - ہمدان مین جب کوئی صاحب اختیار نہ رہا تو مسلمان ڈہیلے پڑ گئے اور تاتاریون نے ماہ رجب ۶۱۸ ہجری کو بزور شمشیر ہمدان مین داخل ہو کر قتل عام شروع کیا تلوارین کند ہوگئیں اور چہریون سے کام لیا گیا - اور سوا چند اُن شخصون کے جنہون نے کہین چہپ کر جان بچائی - کوئی مسلمان زندہ نہ رہا - انا للہ وانا الیہ راجعون -

تبریز کا تاتاری گورنر تو بہاگ گیا - لیکن مسلمانون نے خود اتفاق کر کے تاتاریون کے مقابلہ پر کمر باندہی اور قلعہ بند ہوگئے تاتاریون نے مسلمانون کی مستعدی دیکہہ کر کچھ نقدی اور پارچات پر صلح کرنے کا ارادہ کیا - مگر یہ غدار قوم صلح کے بعد دہوکہ دیکر پوشیدہ طور سے شہر مین گہس آئے اور قتل عام شروع کیا اور کوئی نہ بچ سکا یہان سے بیلقان پہنچے جہان پر سخت مقابلہ ہوا مغلون نے شہر مین داخل ہوتے ہی - چہوٹے بڑے زن و بچہ - لنگڑے لولے بیمار توانا کو قتل کرنا شروع کیا - حاملہ عورتون کے پیٹ چاک کر کے جنین بچون کو نکال کر قتل کیا - اور عورتون سے بیحیائی برتاؤ کیا - اور کوئی شخص زندہ نہ رہنے دیا - پہر تمام مال و اسباب لوٹ لیا - ابن اثیر کہتا ہے کہ تاتاریون کے ظلم اسقدر ہین کہ آئندہ نسلین ہماری تصنیفات کو پڑہ کر حیران ہونگی اور یقین نہین کرینگی ابن اثیر اس حادثہ کے وقت زندہ تہا اور وہ کہتا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ تاتاری بہاگ گئے یا قید ہوگئے تو باور نہ کرو اور اگر کوئی کہے کہ تاتاری قتل ہوگئے - تو مان لو - کیونکہ اول تو تاتاری بہاگتے ہی نہ تہے اگر کوئی قید ہوجاتا تو فوراً خودکشی کر لیتا اگر کچہہ نہ ملسکتا تو پتہر سے ہی سر پہوڑ لیتا -

دربند شروان

غزنی کے قریب مقابلہ ہوا۔

تباہی خوارزم۔

خوارزم مین تاتاریون کا مسلمانون نے سخت مقابلہ کیا۔ اور پانچ ماہ تک بحالت محاصرہ لڑتے رہے اور موجودہ تاتاری فوج نے لاچار ہوکر چنگیز خان سے مدد مانگی جسنے فوج کثیر روانہ کی اور محصور مسلمانون کو کسی طرح سے مدد کی امید نہ تہی اور نہ کوئی سرپرست تہا تاتاری متواتر حملون سے قلعہ کے قریب تک پہنچگئی۔ اگرچہ تاتاریون کا نقصان بہت ہوتا تہا۔ لیکن کثرت فوج سے محسوس کرتے تہے اور مسلمانون کی عورتین مرد لڑتے تہے۔ آخر تاتاریون کا قلعہ پر قبضہ ہوگیا۔ اور جسقدر مسلمان قلعہ مین تہے قتل کیئے گئے اور دریائے جیحون کا بند توڑکر شہر خوارزم کو غرق و فنا کیا اور اسیطرح سے اس عالیشان شہر کا نقش مٹا یا گیا۔ اور ظلم و عدوان جسکا پتہ دنشان قدیم زمان مین نہین ملتا تاتاریون نے کیے۔

جلال الدین بن خوارزم شاہ اور مغلون کا مقابلہ

خوارزم شاہ کا بیٹا جلال الدین غزنی مین مقیم تہا۔ اور ساٹھ ہزار فوج کے ساتہہ مقابلہ تاتار کیلیے تیار بیٹہا تہا خراسان کی فتح کے بعد تاتاری لشکر غزنی کو بڑہا۔ اور موضع بلق مین جلال الدین سے لڑا تین دن تک جنگ صعب ہوتا رہا تیسرے روز تاتاری بہاگ نکلے اور مسلمانون کو فتح عظیم حاصل ہوئی۔ تعاقب مین ہزارون مغل قتل کیے گئے اور لاکہون کا مال غنیمت ہاتہہ لگا جو زندہ بچا وہ بہاگ کر طالقان مین چنگیز خان کے پاس پہنچا۔ ہرات والے ہی یہہ خبر سنکر باغی ہوگئے جنکو تازہ فوج بہیجکر چنگیز خان نے برباد و ہلاک کیا۔

اس عظیم الشان فتح کے بعد جلال الدین بہادر نے چنگیز خان کو لکہا کہ جو جگہہ تم پسند کرو وہان کہلے میدان ایک فیصلہ کن لڑائی کی جاوے۔ یہہ خط پہنچتے ہی چنگیز خان نے پہلے سے کئی گنا زیادہ فوج جرار غزنی کو روانہ کی اور حوصلہ افزائی کے لیے اپنے بیٹون کو ساتہہ کردیا۔ اسلامی فوج نے بڑہ کر استقبال کیا۔ اور خونخوار جنگ کے بعد تاتاریون کو شکست فاش ہوئی اور ہزارون کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اور لاکہون کا مال غنیمت ملا بیشمار اسلامی قیدی رہا کرائے گئے۔

مگر افسوس کہ فتح عظیمہ کا فائدہ اٹہا نکلا۔ اسلامی لشکر مین امیر سیف الدین بغراق ترک اور ملک خان خوارزم شاہی دو بہادر اور زبردست امیر تہے مال غنیمت پر جہگڑا ہوپڑا جسمین سیف الدین کا بہائی مارا گیا اسی غصہ مین سیف الدین نے مسلمانون کا ساتہہ چہوڑ دیا۔ جلال الدین نے بہت کچہہ منت سماجت کرتا اور روتا رہا

نے ترخانہ۔ اور ترمذ۔ سمرقند۔ بخارا پر تسلط جماکر خراسان پر فوج روانہ کی یہ فوج بلخ وغیرہ کو فتح کرتی ہوئی طالقان پہنچی۔ جو فتح نہ ہوسکا۔ آخر خود چنگیز خان پہونچا اور مسلمان قیدیون کو لڑائی پر حکم دیا۔ چار ماہ تک برابر لڑائی ہوتی رہی لیکن فتح نہ ہوئی۔ آخر جب اندر رسد نہ رہی اور محاصرہ پر زیادہ زور ڈالا۔ تو مسلمان دروازہ کہولکر نکل پڑے۔ سوار تو بزور شمشیر مغلون کی صفون کو چیر کر باہر نکل گئے لیکن پیادہ فوج وہین کٹ گئی شہر و قلعہ گرایا گیا جلایا گیا زن و مرد قتل کئے گئے۔

مرو کا واقعہ جانکاہ

تمام مسلمان ادہر اودہر سے بہاگ کر مرو مین جمع ہوگئے۔ اور لڑائی پر آمادہ تہے چنگیز خان نے بلخ وغیرہ کے تمام ماتحت مسلمانون کو جمع کرکے تاتاری فوج کے ساتہ مرو کو روانہ کیا۔ جہان دو لاکہہ مسلمان مرو کو باہر خیمہ زن تہے لڑائی سخت ہوئی۔ اور مسلمان تاتاریون کے حملون کو استقلال سے روکتے رہے۔ اور بہادرانہ حملہ کرتے رہے مگر تاتاری تو میدان سے بہاگنے کا نام نہ لیتے تہے آخر مسلمان میدان چہوڑ گئے۔ اور بیشمار مارے گئے۔ جو بچے وہ مرو مین محصور ہوگئے اہل مرو بہی پانچ روز تک مقابلہ کرتے رہے۔ آخر چنگیز خان نے امان دیکر والی مرو کو طلب کیا اور آتے ہی قید ہوگیا۔ اور اُس سے زبردستی خط لکہوا کر اہل شہر کو بلوا لیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد تمام عہد و پیمان کو بالائے طاق رکہہ کر امرا اور شرفائے شہر کو عوام کے روبرو طرح طرح کے عذاب سے ہلاک کرنا شروع کیا۔ عورتین بچے تاتاری فوج مین بانٹ دیے۔ اور اسباب لوٹ لیا۔ اور شہر کو گرادیا یا جلادیا۔ سلطان سنجر سلجوقی کی قبر کو جلادیا۔ باقی قبرون کا گرا کر نشان مٹادیا۔ تین دن تک تو لوٹنے کا بازار گرم رہا۔ چوتہے دن تمام اہل شہر خاص و عام قتل کیے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان مسلمان مقتولون کی تعداد ساتہ لاکہہ بیان کی گئی ہے جنکا شمار خود تاتاریون نے کیا تہا۔ ان مقتولون مین بڑے بڑے علما، فضلا، صوفیا، صلحا، زہاد، عباد، اہل صنعت و حرفت تہے۔

نیشاپور

مرو سے فارغ ہوکر نیشاپور پہنچا پانچ دن کے محاصرہ کے بعد شہر پر قبضہ کرلیا عورتون کو قید مردون کو قتل کیا۔ پندرہ یوم تک شہر کو لوٹتا اور اُجاڑتا رہا۔ یہان سے طوس اور مشہد گیا۔ جہان امام علی رضا رضی اللہ تعالے عنہ اور ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ کی قبریں تہی شہر کو ویران کردیا۔ اور ہزارہا بندون کو تہ تیغ کیا۔ اور ہرات کو ... دن کے محاصرہ کے بعد امان دیکر لے لیا۔ اور پہر جلال الدین ولد سلطان محمد خوارزم شاہ مرحوم سے نواح

برداشت کیے ہوئے تہے وانتقام لینے کے لیے تیار تہے اب سنہ ۶۲۴ ہجری مین تاتاری جمعیت کثیر کے ساتہہ
کے قریب پہونچ گئے اور جلال الدین کی فوج نے جو خونخوار جنگ کے بعد مغلون کو شکست دی اور کئی رات تک تعاقب
مین قتل وقید سے ہاتہہ رنگتے رہے سنہ ۶۲۴ ہجری مین چنگیز خان نے وفات پائی اور اسکی جگہہ اسکا چہوٹا بیٹا طولی
خان تخت نشین ہوا جس نے سنہ ۶۲۵ھ مین بہت بڑی زبردست فوج جلال الدین کے مقابلہ پر روانہ کی
اور فریقین مین کئی ایسے کہ ہوئے جنمین اکثر تاتاریون کی فتح ہوتی رہی آخر مین جلال الدین نے فتح پائی
اس فتح کی خبر سنکر طولی خان نے جلال الدین سے خط وکتابت شروع کی اور صلح کے آثار دکہائے جلال
الدین تاتاریون کی طرف سے مطمئن ہوکر اطراف وجوانب کے مسلمان سلاطین اور امراسے برسر پرخاش ہوا ان
کا مال ودولت لوٹنے اور ملک چہیننے لگا اور اسلامی طاقت کو کمزور کرنے لگا۔ اس ظلم وسفاکی سے تمام مسلمان
اُس کے دشمن ہوگئے۔ حتی کہ اُس کا وزیر بہی علیحدہ ہوکر سرکش ہوگیا۔ وجہ یہہ تہی کہ جلال الدین ایک
خواجہ سرا غلام قلج نامی سے کمال محبت رکہتا تہا۔ وہ مرگیا۔ عورتون کی طرح رونے پیٹنے لگا۔ اور فوج
اور امرائے لشکر کو پاپیادہ اُس کے جنازے کے ساتہہ تبریز تک کئی میل چلنے کا حکم دیا۔ اور خود بہی
پیادہ چلا۔ اور باشندگان تبریز کو تابوت کے استقبال کے لیے حکم دیا۔ سب استقبال کو آئے مگر نہ روئے
نہ پیٹے اس لیے معتوب سلطانی ہوئی۔ پہر اُس غلام کی لاش دفن نہ کیا ساتہہ ساتہہ لیے پہرتا تہا۔ منہ سر نوچتا
روتا پیٹتا۔ کہانے پینے تک چہوڑدیا۔ ہمیشہ کہانا غلام مذکور کی لاش کے پاس بہیجتا ایکدن کسی نے
کہا وہ تو مرگیا ہے وہ اسی جرم مین قتل کیا گیا۔
جلال الدین کی اس مجنونہ حالت سے امرا تنگ آگئے اور وزیر کے ساتہہ ملکر باغی ہوگئے یہہ حال دیکہہ کر اور مسلمان
سلاطین اطراف کے خطوط پہونچنے سے تاتاری فوجین چڑہ آئین اور کمزور بیوقوف جلال الدین شہر
بشہر اور گاؤن بگاؤن بہاگتا پہرا۔ اور اُسکا کوئی حامی نہ ہوا۔ اقبال کے بعد اپنی سفیہانہ حرکات سے
حاصل کیا۔ اور کمال ذلت وخفت کی حالت مین ایک کرد کے ہاتہہ سے مقتول ہوا۔ فسبحان الذی لہ
ملکہ وفی ذلک عبرۃ لاولی الابصار۔

ابیات

کرا دانی از خسروان عجم ۔ کہ کردند برزیردستان ستم
نہ آن شوکت وپادشاہی نماند ۔ نہ آن جور بر روستائی بماند
ہمہ ملک ودولت پذیر دزوال ۔ نماند بجز ملک ایزد تعال
اگرچہ بود شہریار جہان ۔ سلیمان بود یا سکندر جوان

اور فضیلت جہاد بتلا تا رہا۔ لیکن سیف الدین تیس ہزار فوج کے ساتھ جدا ہو کر روانہ ہند ہو گیا اور مسلمانوں کی کشتی ڈبو گیا۔ اسی نفاق نے مسلمانوں کے کئی خاندان اور سلطنتیں برباد کی ہیں۔ جہاں سلطان وقت کمزور ہوا زبردست امرا اپنی اپنی کھچڑی پکانے لگے اور نفاق کا جال تننے لگے اور ملک و قوم کو برباد کرنے لگے۔ خدا مسلمانوں کو اتفاق کی توفیق دے۔

جلال الدین کا ہندوستان میں آنا

جب سیف الدین جلال الدین سے جدا ہو گیا تو چنگیز خان کے آنے کی خبر مشہور ہو گئی جلال الدین غزنی کی قبضہ کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ ناچار ہندوستان کو روانہ ہو گیا چنگیز خان بھی یلغار کرتا ہوا آ پہونچا دریای سندھ پر مقابلہ ہوا۔ اور ایسا گھمسان کا رن پڑا کہ پہلے تمام معرکہ اس لڑائی کے سامنے گرد ہو گئے اور تین دن تک برابر ہوتی رہی ملک خان سپہ سالار فوج اسلام قتل ہو گیا۔ اور کفار کی فوج بہ نسبت مسلمانوں کے زیادہ قتل اور مجروح ہوئی گو تاتاریوں کو صریح فتح تو نہ ملی۔ لیکن مسلمان قلت فوج اور کسی طرف سے مدد نہ پہونچنے کے سبب دریای سندھ عبور کر آئے یہاں مختلف روائتیں ہیں بعض کہتے ہیں کہ جلال الدین جب سب طرف سے مایوس ہو گیا۔ اور گرفتاری کا اوسکو یقین ہو گیا تو اپنی والدہ اور بیگمات کو قتل یا غرق قید کے خوف سے کر کے کشتی بغیر گھوڑا دریا میں ڈالدیا اور بہادر جان باز رفیقوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ صرف چار ہزار دوسری کنارے لگے باقی دریا برد ہو گئے خود جلال الدین بھی مع تین خواصوں کے ڈوبتا ڈوبتا بچا اور کہیں دور کنارے جا لگا تین دن کے بعد ساتھیوں سے چنگیز خان کی فوج سے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ دریائے سندھ میں گھوڑا ڈالکر جلال الدین کو گرفتار کرے حالانکہ چنگیز خان اپنے بہادروں کو للکارتا تھا۔

اسوقت ہندوستان کا بادشاہ بلبن تھا۔ اگرچہ ابتدا میں بلبن کے عمال مانع ہوئی مگر جلال الدین نہ دو علاقہ سندہ ساگر پر قابض ہو گیا۔ چونکہ جلال الدین بھی ایام گدائی کے لیے ہندوستان ٹھیرا تھا۔ اور بلبن بھی جلال الدین جیسے جلیل القدر سلطان کی مصیبتوں سے واقف تھا اس لیے کوئی غلط فہمی نہ ہوئی دو سال تک جلال الدین پنجاب واقعہ ہندوستان میں رہا ۶۲۲ھ میں براہ ملتان و سندھ۔ بلوچستان۔ خوارستان۔ واقعہ ایران میں پہونچا۔ اور کرمان۔ اور اصفہان۔ فارس۔ عراق پر قابض ہو گیا۔ اور تبریز۔ آذربایجان وغیرہ ممالک پر بھی اسکا تسلط ہو گیا۔ مگر اکثر جگہہ تاتاریوں کی طرح قتل و غارت کو کام میں لایا جسکی سزا اسکو بھگتنی پڑی۔ اب جلال الدین کا اقبال بہت بڑہ گیا۔ ایران کے اکثر صوبہ اور عراق کا علاقہ اسکے ماتحت تھا۔ اس کے باپ کے ملازم اور فوج اس کے پاس جمع ہو گئی مسلمان جو تاتاریوں سے ظلم

تم اپنے قول مین سچے ہو تو بغداد کی فوجون کو تخفیف کر دیا وہان سے نکال دو۔

اس خط کے پہنچتے ہی ابن علقمی خلیفہ کے پاس حاضر ہوا۔ اور کہا کہ چونکہ تاتاری شکست پاکر واپس جا چکے ہین اور آیندہ انکو کبھی بغداد پر حملہ کرنے کی جرات نہین ہوگی۔ اب ہر طرح امن ہے امن کی حالت مین اسقدر فوج کثیر کی تعداد ایک لاکھ ہے رکھنی فضول ہے۔ بے سمجھ اور زر دوست خلیفہ نے غدار وزیر کی بات مان لی اور وزیر نے فوراً پندرہ ہزار سوار موقوف کر دیئے اور شہر سے نکالدیئے ایک ماہ بعد بیس ہزار اور فوج موقوف کی اور باقی فوج کا بھی اس کارروائی سے دل توڑ دیا۔ اور ہلاکو خان کو اس کارروائی کی اطلاع دی ہلاکو خان اپنی فوج کثیر کے علاوہ مسلمانون کا لشکر موصل و رخلاط ساتھ لیکر روانہ ہوا خلیفہ نے باہر نکلکر مقابلہ کیا۔ اگرچہ ہلاکو کی فوج نے بہت کچھ بہادری دکھائی اور تعداد مین بھی کثیر تھی۔ لیکن بغدادیون کے پرجوش حملون کے آگے تاتاری نہ ٹھیر سکے اور بھاگ نکلے۔ بغداد والون نے دور تک تعاقب کیا۔ اور ہزارون کو قتل و قید کیا۔ فتح کے بعد میدان جنگ مین ڈیرے لگا دیئے شریر النفس بدخواہ اسلام وزیر نے رات کے وقت اپنے آدمی بھیجکر دجلہ کا بند توڑ کر بغدادیون کے کیمپ پر پانی ڈال دیا اور ہلاکو خان کو اطلاع دیدی بیچارے بغدادی بے فکری مین سوئے ہوئے تھے۔ کہ تمام ڈیرون مین پانی پڑ گیا اور راستہ مین ہلاکو خان بھی قضائے مبرم کی طرح آپہنچا۔ مسلمان تو کیچڑ اور پانی مین تر بتر ہو رہے تھے۔ کیا لڑ سکتے تھے بھیڑون کی طرح ذبح ہونے لگے اور کچھ بھاگ کر بغداد پہونچ گئے۔ ہلاکو خان نے محاصرہ کر لیا۔ اور وزیر نے خلیفہ کو کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہلاکو خان کے پاس جاکر صلح کا انتظام کر دون۔ مگر وہان جاکر صرف اپنے لیے ہی عہد و پیمان کیے اور خلیفہ کا نام تک نہ لیا اور خلیفہ کو کہا کہ ہلاکو خان اپنی بیٹی کا نکاح آپ کے بیٹے سے کرنا اور سلجوقی سلاطین کی طرح زیر فرمان رہنا چاہتا ہے۔ اسکی اور کوئی خواہش نہین آپ سے ملاقات کا خواستگار ہے۔ خلیفہ معہ اعیان دولت و علما وغیرہ ہلاکو خان کے پاس واسطے انعقاد صلح حاضر ہوا مگر ظالم ہلاکو نے فوراً خلیفہ اور اس کے ہمراہیون کو قتل کرا دیا۔ اور خلیفہ کا بیٹا بھی ذبح کیا گیا بعض کہتے ہین کہ خلیفہ دریا مین غرق کیا گیا اور پھر بغداد مین داخل ہوکر ۴۰ یوم تک تاخت و تاراج اور قتل و غارت کا بازار گرم رکھا۔ عورت۔ مرد۔ جوان۔ بوڑھے بیمار و تندرست۔ بالغ و نابالغ۔ کوئی ان درندون کے ہاتھ سے نہ بچا۔ دس لاکھ تیس ہزار انسان واقعہ بغداد مین قتل کیے گئے۔ دار الخلافہ اور شہر بغداد لوٹ لیا۔ کتب خانے جلائے گئے اور لوٹ کے بعد بغداد مین آگ لگا دی اور بڑے بڑے مکان جل گئے دجلہ کا پانی کثرت قتل سے سرخ ہو گیا۔

خلیفہ مستعصم ۴۷ سال کی عمر اور ۱۵ سال ۸ ماہ کی حکومت کے بعد ۶۵۶ھ ہجری شہید ہوا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ایشیا مین عباسی خلافت کا خاتمہ ہوا۔ ۳۷ سال تک کوئی خلیفہ نہ ہوا۔

و یا رستم زال شمشیر زن	که مردو غار اشمار ید زن
بدنیا نماندہ کسے دیر یار	بجز ذات ایزد خداوند مار

جلال الدین کا قتل ۶۲۸ھ نصف ماہ شوال مین ہوا۔ اور خوارزم شاہی سلطنت کا بالکل خاتمہ ہو گیا جلال الدین چونکہ آمد و میافارقین علاقہ روم کو بھاگ گیا۔ اور وہین علاقہ آمد مین قتل ہوا۔ تاتاری بہی اُس کی تلاش مین علاقہ مذکور مین جا پہنچے۔ اور تمام علاقہ آمد میافارقین سنجار موصل کو تباہ کر دیا۔ اور کسی کو مقابلہ کی تاب نہوئی۔ جلال الدین کی فوج نے بہی تاتاریون سے کچہہ کم ظلم نہ کیے۔ گویا وہ برائے نام مسلمان تہے۔ اور یہی وجہ تہی کہ وہ جہاد نہین کر سکتے تہے اور کفار سے بہاگتے پہرتے تہے ۶۲۸ھ مین تاریخ کامل ختم ہوئی اور سنہ ۶۳۰ھ مین اسکا مصنف امام عزالدین علی بن محمد شیبانی المعروف با بن اثیر الجزری ۵۵ سال کی عمر پاکر موصل مین فوت ہوا۔ اُس نے موصل۔ بغداد۔ شام۔ بیت المقدس مین تعلیم پائی حدیث و تاریخ کا عالم تہا۔ **اسد الغابہ فی اخبار الصحابہ** اور **تاریخ کامل** کے علاوہ بہت سی کتابین تصنیف کین۔ ہمیشہ تصنیف و تالیف مین مصروف رہا۔ اور شاگردون کو پڑہاتا رہا۔ اُسکا مشہور شاگرد ابن خلکان مصنف تاریخ ابن خلکان ہے

جب تاتاری جلال الدین کو تباہ کر کے خوارزم شاہی خاندان کا نام و نشان مٹا چکے تو سلاطین روم اور شام کی طرف متوجہ ہوئے موصل اور سنجار خلاط والون نے تو اطاعت کر لی اور بہت کچہ تکلیفین اُٹہائین لیکن غیاث الدین کیخسرو سلجوقی شاہ روم نے حلبی نوجوان کی مدد سے مقابلہ کیا اور جنگ سخت کے بعد شکست پائی اور ہزارون رومی مسلمان مارے گئے اب جبکہ مغلون کا راج چین سے روم تک پہیل گیا۔ اور کوئی مسلمان سلطان اور امیر نرہا جو انکا مقابلہ کر سکے تو اب بغداد کی طرف رُخ کیا۔

بغداد پر چڑہائی

سنہ ۶۵۶ھ مین ہلاکو خان نے بغداد پر چڑہائی کی اور خلیفہ کی فوج سے شکست کہائی مگر خلیفہ مستعصم کا وزیر محمد بن علقمی خلیفہ کے کل کاروبار اور مزاج پر حاوی تہا مذہب کا شیعہ تہا۔ بنی عباس کی جگہہ علویون کی خلافت چاہتا تہا اُس نے سوچا کہ تاتاریون کی مدد سے عباسی نقش مٹایا جائے اور پہر علوی خلافت کا سکہ بٹہایا جاوے خلیفہ سنت جماعت مگر کنجوس زر دوست تہا تدابیر ملکی سے بے بہرہ تہا۔

انہین دنون مین بغداد مین شیعہ سنیون کے درمیان فساد ہوا اکثر شیعہ مارے گئے اس سے ابن علقمی کی آتش انتقام اور بہڑک اُٹہی۔ اور ہلاکو خان کو لکہا۔ کہ بغداد حوالہ کرنے کو تیار ہون ہلاکو خان نے لکہا کہ اگر

سلطان الظاہر بیبرس نے اور مصریون نے بیعت کی اور اسی کی اولاد عہد سلطان سلیم عثمانی تک برائے نام خلیفہ رہی۔ سلطنت کا اختیار سلاطین مملوک کے ہاتھہ مین تہا۔ اور عباسیون کی یہ برائے نام خلافت ۹۲۳ھ تک بطور یادگار رہی۔

تاتاریون کے ہاتھ سے شام کی بربادی

بغداد کی فتح کے بعد ہلاکوخان نے شام پر چڑہائی کی جسکا اکثر علاقہ سلطان صلاح الدین مرحوم کے قبضہ مین تہا اگرچہ اسکا بہادر خاندان صدیون تک عیسائیون سے لڑتا رہا مگر تاتاریون کے حملات کی تاب لا سکا ہلاکو نے ملک الناصر صلاح الدین بن ملک العزیز ظاہر غازی بن سلطان صلاح الدین بن ایوب والی دمشق کو اطاعت قبول کرنے کو لکہا پہلے تو دو دفعہ ملک الناصر مذکور متوجہ نہ ہوا۔ مگر تیسری بار کی تحریر سے ڈر کر تحائف بہیجکر مطیع ہوگیا۔ ملک الکامل محمد بن ملک المظفر بن ملک العادل ابوبکر بن ایوب والی میا فارقین مقابلہ سے پیش آیا اور دو سال تک برابر لڑتا رہا۔ آخر اطاعت مان لی تب ہلاکو حلب کو روانہ ہوا گویا نظامی نے اسی واقعہ کا نقشہ کہینچا ہے۔

زمین بر زمین تا با قصائے روم بجوشید دریا بلرزید بوم
علف در زمین گشت چون گنج گم زنعل ستوران بیکان ثم

اس چڑہائی سے خوف زدہ ہوکر عزالدین کیکاوس و رکن الدین قلیج ارسلان پسران کیخسرو سلجوقی والی روم ہلاکو کی خدمت مین حاضر ہوئے اور فتح شام مین ساتہہ رہے۔ اور موصل اور حران والون نے بہی اطاعت قبول کی اور حلب کا والی توران شاہ ایوبی تاتاریون سے لڑا۔ لیکن شکست ہوئی اور ۶۵۸ھ مین حلب مفتوح ہوگیا اور چند لوگون کے سوا تمام ادنیٰ و اعلیٰ قتل کیے گئے یہ خبر سنکر ملک الناصر مع فوج دمشق سے مصر چلا گیا۔ اور تمام علاقہ پر تاتاریون کا قبضہ ہوگیا معاً رہم مین قتل عام ہوا دمشق اور بعلبک کا قلعہ فصیل گرادی۔

تمام اسلامی لشکر مصر مین جمع ہورہا تہا۔ اور تاتاریون سے بچنے کے لیے تدبیر سوچ رہے تہے آخر سب کی رائے لڑائی پر قرار پائی اور ملک مظفر بیبرس مملوک سلطان مصر کی سرکردگی مین مقابلہ تاتار کیلیے روانہ ہوئے۔

مصریون سے تاتاریون کی شکست

اسلامی لشکر کا مقابلہ تاتاریون سے ۲۵ ماہ رمضان ۶۵۸ھ ہجری روز جمعہ کو عین جالوت پر ہوا۔ تاتاری فوج کو سخت جنگ کے بعد شکست ہوئی انکا سردار قتل ہوا۔ تاتاری بیشمار مارے گئے اور مسلمانون کا ایسا رعب چہایا کہ تمام علاقہ شام خالی کردیا دمشق وغیرہ پر پہر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا۔ یہ فتح محض مصر کے سلاطین مملوک کی جانفشانی

ابن علقمی کو جو امیدین تہین پوری نہ ہوئین تاتاریون نے کہا کہ جس نے اپنے بادشاہ کے ساتہہ ایسی بیوفائی کی ہے وہ ہلاکوخان کے ساتہہ کیا وفا کریگا - آخر ذلت سے قتل ہوا - اور داغ بدنامی لے لیا - اور لاکہون مسلمانون کے خون کا گناہ اپنی گردن پر اٹہا لے گیا -

پیشینگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

زوال دولت عباسیہ کی مورخین ابن ملک مؤید اور ابن الوردی نے اپنی اپنی تاریخون مین لکہا ہے کہ خلیفہ ولید بن عبد الملک اموی کے عہد مین علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تہے کہ " ان الخلافۃ تصیر الی ولدہ " یعنے خلافت میری اولاد مین آجائے گی یہ سنکر خلیفہ ولید نے علی مذکور کو اونٹ پر سوار کرکے تشہیر کیا - اور مار اپٹیا - کہ یہہ اس شخص کی سزا ہے جو جہوٹ بکتا ہے اور کہتا ہے کہ خلافت اُس کی اولاد مین آجائے گی مگر علی بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ مار کہاتے تہے اور برابر کہے جاتے تہے کہ " ای واللہ لتکونن الخلافۃ فی ولدی ولا تزل فیہم حتی یاتیہم العلج من خراسان یعنے خدا کی قسم کہاتا ہون کہ ضرور ہی خلافت میری اولاد مین آجائے گی اور مدت تک رہے گی جب تک کہ ایک لنگڑا خراسان کی طرف سے آکر بربادی کرے اور وہ لنگڑا ہلاکوخان تہا - یہہ حدیث تہی علی بن عبد اللہ بیان کرتے تہے یہ اپنے زمانہ مین نہایت زاہد متبرک تہے لوگ انکی بہت عزت و تعظیم کرتے ہر روز ہزار رکعت پڑہتے - قریش مین جسقدر عزت اور کسی کی نہ تہی انکا نام مجاور تہا ایسے زاہد عابد متورع تابعی کی روایت کو رد نہین کیا جا سکتا - اور جس موقع پر سے بحالت مار پیٹ مضمون حدیث بیان کرتے تہے اس سے روایت کی صداقت زیادہ ثابت ہوتی ہے -

ابن خلکان لکہتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس عبد اللہ بن عباس نماز ظہر کے لیے نہ آئے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن عباس کے گہر گئے اور بچہ کو دیکہہ کر علی نام رکہا اور فرمایا کہ یہہ ابا الاملاک یعنی بادشاہون کا باپ ہوگا اور جو کچہہ اس شاہ ولایت ابو الاولیا نے فرمایا تہا ویسا ہی ہوا ۱۳۲ سنہ ہجری سے ۶۵۶ سنہ تک ۳۷ خلیفہ علی مذکور کی اولاد سے ہوئے -

بغداد سے بہاگکر احمد بن ظاہر بن ناصر عباسی مصر پہنچا اور سلطان ملک ظاہر بیبرس نے بمشورہ علما اُس سے بیعت کی اور فوج لے کر روانہ ہوا مگر تاتاریون سے لڑکر شہید ہوا - یہ شخص ۶۵۹ سنہ کے ماہ رجب مین خلیفہ ہوا اور اسی سال کی اخیر مین شہید ہوا - دو تین سال تک کوئی خلیفہ اسلام نہ ہوا ۶۶۰ سنہ ہجری کے اخیر مین ایک اور عباسی شاہزادہ احمد بن حسن بن ابوبکر بن علی بن حسن بن رشید بن المسترشد مصر پہونچا اور بیبرس سے

یکبارگی اسلام پر مسلمانون کو مجبور کرتے ہین اور بظاہر مغلون کا سیلاب بدہ۔ زر و تیغ بت پرستی کی طرف زیادہ تہا۔ انہی مایوسی کے عالم مین نور اسلام چمکنے لگا۔ اور اپنی صداقت کی پایدار اثر دکہانے لگا۔ چونکہ تاتاری نوشت و خواند سے عموماً بے بہرہ تہے اس لیے انتظام سلطنت کے لیے مسلمان خوانندہ اشخاص کے محتاج تہے اس وجہ سے علما اور مہتمدین اہل اسلام کو تاتاری دربار مین جگہہ ملنے لگی اور اسلامی اخلاق کا اثر ڈالنے اور اسلام کے موازنے کا موقعہ نکل آیا چونکہ تاتاری بالعموم مذہباً کسی اصول پر قائم نہ تہے اس لیے اسلام کی مستحکم اصول کی جانچہ پڑتال کی طرف توجہ کرنے لگے۔

ہلاکو خان کے دربار مین کسی تقریب سے اولیائے کرام کا ذکر ہوا۔ اس علاقہ مین خواجہ ابو یعقوب اور خواجہ محمد مد بندی مشہور ولی تہے ہلاکو نے دونون بزرگون کو طلب کیا اور امتحان کرامت کے لیے رستہ مین کچھ دور تک آگ جلادی اور حکم دیا کہ آگ کے بیچ مین سے چلے آؤ دونون صاحب متوکل علی اللہ بیا کہکر کوئی پرواہ نہ کرکے آگ مین سے نکلکر صحیح و سلامت ہلاکو خان کے قریب پہونچ گئے۔ اس سے جہنجلا کر ہلاکو خان نے زہر قاتل کا پیالہ پیش کیا جسکو بلا تامل ان حضرات نے نوش کر لیا اور کچھ اثر نہ ہوا۔ ہلاکو خان نے اب تیسری بار سکہ گلا کر ان ولیون کے گلے مین ڈالدیا مگر جس ذات مطلق کے عشق مین وہ اپنی ہستی و وجود کو برسون کے مجاہدہ سے نیست کر چکے ہوئے تہے۔ اور جملہ اشیاء کی تاثیرات اسی کی مشیت کاملہ پر موقوف ہین اس حقیقی شہنشاہ نے اس فانی و ناچیز ہلاکو کی جملہ تدابیر کو خاک مین ملا کر کرامات محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تجلیات کو روشن کرکے ہلاکو جیسے سفاک دشمن اسلام کے دل کو صداقت اسلام کا قائل کر دیا۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ یہہ کرامت دیکہہ کر ہلاکو خان مسلمان ہو گیا۔ لیکن اگر بظاہر مسلمان نہ بہی ہوا ہو تو اسمین کچھ شک نہین کہ بغض عداوت و قساوت مین ضرور کمی ہو گئی پیغمبر صلعم کی عظمت اسکے دل مین بیٹھہ گئی۔ درباری مسلمانون کا قدر بڑہ گیا۔ اور زیادہ آزادی کے ساتھہ اسلام کی خوبیان بیان ہونے لگین۔ اور ہلاکو کی اولاد تعلیم کے لیے علماء اسلام کے سپرد ہوئی۔ جنکے میمون انفاس سے تاتاری مسلمان ہوگئے۔ ہلاکو خان ۶۶۳ھ مین فوت ہوا۔ اور دس سال بادشاہ رہا۔ اسکا بیٹا ابقا خان ۶۸۱ھ ہجری مین فوت ہوا۔ جو اسلام کا چندان مخالف نہ تہا۔ اسکے بعد اسکا بہائی تکدار بن ہلاکو تخت نشین ہوا۔ جو علانیہ معہ کچھ قوم اور فوج کے مسلمان ہو گیا۔ اور اسکا نام سلطان احمد خان رکہا گیا۔ اور مغلون کو مسلمان ہونے کے لیے حکم دیا جس سے فساد پڑا اور سلطان احمد شہید ہوا۔ یہہ واقعہ ۶۸۳ھ کا ہے اسکی جگہہ ارغو بن ابقا خان بادشاہ ہوا اور اسلام سے مرتد ہو گیا۔ اور بت پرستی کرنے لگا۔ ۶۹۰ھ ہجری مین بیماری صرع سے مر گیا۔ اور کیخاتو بن ابقا تخت پر بیٹہا جو ۶۹۴ھ مین فوت ہوا۔ اور بیدو بن طرغائی بن ہلاکو جانشین ہوا۔ اور ۶۹۵ھ مین قتل ہوا اسکی جگہہ غازان

اور ہمت کا نتیجہ تہا۔
اور تعجب ہے کہ مسلمانون کے بڑے بڑے عالیشان خاندان خلفا سلاطین امرا۔ بہادر اقوام نے تاتاریون کے آگے ہتہیار ڈالدیے۔ صرف مصر اور ہندوستان کے خاندان غلامان نے ان تاتاریون کے دانت کہٹے کیے اور شکست دی جسطرح کہ مصر کے مملوک (غلام) سلطان نے تاتاریون کا منہ توڑ مقابلہ کیا اسیطرح ہندوستان مین بلبن نے مغلون کو بارہا مار مار کر ہندوستان سے نکالا۔ اور بے پناہ مسلمانون کے لیے ایک ہندوستان ہی دار الامان تہا۔ ایک وقت مین دربار دہلی مین ۲۰ شہزادے عباسی سلجوقی۔ خوارزمی۔ اتابک وغیرہ پناہ گزین تہے۔ امرا۔ علما۔ عام مسلمانون کا تو کچھ ٹہکانا ہی نہ تہا۔ یہہ فخر و مباہات جو مصر اور ہندوستان کے غلام بادشاہون کو حاصل ہوا محض پابندی شریعت۔ تقوی۔ ورع سے تہا غرور و تکبر اور ظلم و جبر سے انکو نفرت تہی سلک مظفر سلطان مصر اور ناصر الدین محمود بن التمش اور شاہ بلبن سلاطین ہندوستان کے اخلاقی کارنامون سے تاریخین بہری پڑی ہین ایشیا کے دیگر مسلمان سلاطین اور امرا بالعموم شریعت سے نفور تہے خاندانی عجب و غرور انکو عام مسلمانون مین ہر دلعزیز نہین ہونے دیتا تہا خودکامی اور ذاتی تعیش سے ان مین اسلامی حریت کا جوش پیدا نہین ہوتا تہا عوام مسلمان بقول الناس علی دین ملوکہم نہیات اور محرمات سے ترم نہین کرتے تہے۔ ایسی حالت مین تاتاریون کے ہاتہہ سے جو کچھ ہوا سو وہ انکے اعمال بد کا نتیجہ تہا۔ مگر اللہ تعالی کے ہر ایک فعل مین حکمت ہوتی ہے اور ہم نادان اسکو نہین سمجھ سکتے تاتاری جو اسقدر خرابی کا موجب ہوئے یہی لوگ صداقت اسلام کا مظہر ہوئے۔ خدا تعالی نے تاتاریون کو مجسم قہر الہی کی صورت مین بہیجا اور جس طرح سابقہ امتون کو طرح طرح کے عذاب سے مصایب یا ہلاکت مین مبتلا کیا۔ اسیطرح تاتاری عذاب نازل ہوا جو تنبیہ کے طور پر تہا ورنہ دیگر امم کی طرح اگر مسلمانون کو بہی تباہ کردیا جاتا تو کچھ تعجب تہا۔ لیکن خدا تعالی جو اسلام کا حامی ہے ساخت محمدی کی بقا کا ذمہ وار ہے اُسنے اس ظالم گروہ کو اسلام کی صداقت کے لیے ایک معجزہ بنا دیا۔

تاتاریون کا اسلام لانا

ہلاکو خان ۶۶۳ھ کو فوت ہوا۔ ہلاکو خان نے پندرہ بیٹے چہوڑے اُسکا جانشین ابغا خان بن ہلاکو ہوا جسکے ماتحت ایران عراق۔ موصل۔ شام۔ روم۔ خراسان۔ تہے
جب تاتاریون کو فتوحات کامل ہو چکین اور چین کے سے کر مصر و سندھ کے بیکر پولنڈ و اقعہ روس تک اُنکے تسلط کا ڈنکا بج گیا۔ اور کسی کی چون و چرا کی طاقت نہ تہی اور ہر وقت یہہ خطرہ لگا رہتا تہا کہ دیکھین

ان سے کروڑوں مسلمان پائے جاتے ہین جنوبی ہندوستان مین مسلمان حملہ آورون سے صدہا برس پیشتر اسلام پہونچ چکا تھا۔ اور والیان ملک تک کو گرویدہ کرچکا تھا۔ جو صرف تاجر مسلمانون کا اثر تھا جو تصوف کے رنگ مین رنگے ہوئے اور اشاعت اسلام کے لیے کمر بستہ ہو جاتے تھے اور امید ہے کہ یہہ پاک گروہ مشائخ وصوفیائے علما کے اپنے قدیمی مسلک پر استقلال سے قائم رہ کر حمایت اسلام کرے گا۔ تاریخ اسلام سے یہہ خوبی ظاہر ہے کہ جسطرح حادثہ تاتار سے یہہ نتیجہ نکلا کہ پہلے سلاطین اور خلفاء کے کمزور عیاش غیر شرع جائے نشینون کے وجود سے تاتاریون کے آتشی طوفان نے دنیائے اسلام کو پاک کردیا اور خود بخود اسلام کی منور اور روشن جھلک نے تاتاریون کے تاریک دلون کو روشن کردیا اسیطرح اس حادثہ کے درمیان ایک اور خاندان کا ظہور ہوا۔ جو ہمیشہ وقت سے آج تک برابر اسلام کی حمایت اور حفاظت کررہا ہے جسکا نام خاندان عثمانیہ ہے۔ جسطرح کہ اور امرائے اسلام مغلون سے تنگ آکر ادہر اودہر وطن مالوفہ کو خیرباد کہہ گئے اسیطرح آل عثمان کا مورث اعلی سردار سلیمان شاہ ۶۱۱ سنہ ہجری مین خراسان سے آرمینا چلا آیا اور چنگیز خان کی وفات کے بعد ۶۲۱ سنہ میں علاء الدین سلجوقی شاہ قونیہ کی مدد کے لیے ایک جرار فوج لے کر ایشیا کوچک کو روانہ ہوا۔ اور اپنے فرزند ارطغرل کو بطور ہراول آگے روانہ کیا تاکہ قونیہ اور خوارزم شاہی فوج کی لڑائی ہو رہی تھی کہ عین موقعہ جنگ پر ارطغرل بھی جا پہنچا اور علاء الدین مغلوب ہوا چاہتا تھا۔ کہ ارطغرل کی بروقت بہادری سے فتح یاب ہوا۔ اس خدمت کے صلہ مین سلیمان سپہ سالار فوج مقرر ہوا۔ جو چند سال بعد فرات مین غرق ہوکر مرگیا۔ سلیمان کے چار بیٹے تھے دو علاؤالدین کی خدمت سے علیحدہ ہوگئے۔ اور باقی ارطغرل اور دوندر علاؤالدین کے ملازم رہے ارطغرل اپنی بہادرانہ خدمات کے عوض قونیہ مین سب سے ممتاز امیر بن گیا۔ اور ۶۸۹ سنہ مین نیکنامی کے ساتھہ فوت ہوا اُسکی جگہہ اُسکا بیٹا عثمان جو ۶۵۷ سنہ ہجری مین پیدا ہوا تھا امیر مقرر ہوا۔ اور جہادی فتوحات کے سبب عثمان غازی کے لقب سے مشہور ہوا ۶۹۹ سنہ ہجری مین جبکہ علاؤالدین مغلون کے ہاتھہ سے مقتول ہوا۔ تو عثمان غازی باتفاق اہل قونیہ بادشاہ مقرر ہوا جسنے کہ علاء الدین کی بیٹی سے شادی کی ہوئی تھی یہی عثمان خاندان عثمانیہ کا بانی ہے۔ جس خاندان کا ذکر آئندہ کیا جائیگا۔

سپین ہسپانیہ

ہسپانیہ کی اسلامی سلطنت کا عروج زوال مسلمانون کی عبرت کا باعث ہے جہان مسلمان آٹھہ سو سال تک حکومت ہی نہین کرتے رہے بلکہ علم وفضل ہنر وفنون کی کمال سرپرستی سے۔ جرمن۔ فرانس انگلستان

ارغون بن ابغا بن ہلاکو بادشاہ ہوا۔ اور ۷۰۳ھ مین ہلاک ہوا اب خدابندہ (خربندہ) بن ارغون تخت پر بیٹھا اور اسلام کو رواج دیا اوسکا لقب غیاث الدین مقرر ہوا۔ اُسکے بعد تاتاری گروہ اسلام مین شامل ہونے لگے اور مشرقی تاتار مین بہی اسلام بڑہنے لگا۔ اور جو تاتاری ہندوستان پر حملات کرتے تہے انہون نے بہی مسلمان ہوکر دہلی مین عہد علاؤالدین خلجی مین مستقل سکونت اختیار کرلی اور اسلامی لشکر مین داخل ہوگئے۔

تنبیہ

جو مخالفان اسلام اعتراض کیا کرتے ہین کہ اسلام تلوار سے پہیلا ہے۔ انکو سوچنا چاہیے۔ کہ تاتاریون نے مسلمانون کی تلوار کو توڑ دیا تہا۔ کوئی خلیفہ یا سلطان اسلامی دنیا مین موجود تہا جو اشاعت اسلام تو ایک طرف مسلمان بے گناہون کی جان و مال کا محافظ ہوکر وڑون مسلمان تاتاریون کی شمشیر کا طعمہ ہوچکے تہے۔ اور یہان تک یاس و حرمان طاری ہوگیا تہا۔ کہ ترک اسلام کا خطرہ ہر وقت دامنگیر تہا۔ اسی حالت مین محض صداقت اسلام اپنا اثر دکہا گئی اور جسطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی قلیل جلاوطن بے سروسامان جماعت کے سامنے مشرکین عرب کی تند خو سرکش اقوام نے سر تسلیم محض صداقت اسلام کے سبب جہکا دیا تہا۔ اسیطرح چہ سو سال بعد انوار محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام بذریعۂ اولیائے کرام درخشان ہوئی اور خونخوار بت پرست دشمنون کے دلون کو روشن کرگئے۔ یہہ حقیقی صداقت جسکی نظیر دنیا کا کوئی مذہب پیش نہین کرسکتا یہی صداقت ہے جو زبردست مخالفون کا مقابلہ ہر زمانہ مین کرتی رہی اور کررہی ہے اور کرتی رہے گی۔ اس صداقت کو نہ روپیہ کی ضرورت ہی اور نہ کسی پالیسی کی مخالف اگر ایک طرف روکنے کی تدبیر کرتے ہین تو دوسری طرف سے اسلامی نور چمک اُٹہتا ہے بقول ؎ چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست (?) برآرد۔ مخالفین جلاتے ہین کہ ہائے کس طرح بے یار و مددگار اسلام دنیا کو اپنی طبعی کشش دکہا رہا ہے مگر وہ یاد رکہین کہ جب حادثۂ تاتار مین جسکی ظالمانہ نظیر تاریخ پیش نہین کرسکتی اسلام نابود نہین ہوا بلکہ تاتاریون کو اپنی مضبوط کشش ثقل کا اثر دکہا کر اسلام کا خادم و حامی بنالیا۔ تو آجکل مخالف خواہ کس قدر زور لگائین اور دانت پیس پیس کر حملے کرین اسلام کو نقصان نہین پہونچ سکتا بلکہ ہم خدا سے امید رکہتے ہین کہ تاتاریون کی طرح کوئی اور پرجوش قوم اسلامی خدمات کا بیڑہ اٹہائے گی۔

پس مخالفون کا اعتراض کہ اسلام شمشیر سے پہیلا ہے فضول اور واقعات کے خلاف ہے کئی ایک ایسے ممالک ہین جہان کبہی مسلمان بطور فاتح اقوام داخل نہین ہوئے۔ لیکن وہان بہی کروڑون مسلمان آباد ہین چین لعدو سطی غربی افریقہ مین محض صوفیائے عظام اور علمائے کرام کی پاکیزہ زندگی اور انوار روحانی کے

مین اپنے آقا کی طرح صحابہ کرام کا زندہ نمونہ تہا۔ اور شجاعت و تہور اسلام مین نہایت سرگرم اور حامی تہا۔ اور بات یہہ ہے کہ وہ مبارک زمانہ ہی اس قسم کا تہا کہ ہر ایک مسلمان یہی چاہتا تہا کہ قومی خدمت مین چوٹی پر رہون۔ اور یسارعون فی الخیرات کا مصداق بنون غلام و آزاد ادنیٰ و اعلیٰ ایک ہی قومی رنگ مین رنگے ہوئے تہے امت کی ترقی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے سوا اور کوئی امر انکے پیش نہاد نہ تہا۔ روپیہ۔ جاگیر۔ خطاب۔ و اعزاز۔ اعلی چیز ہی سوائے حمایت اسلام کے انکو پسند خاطر نہ تہی۔

موسی نے ایک ہوشیار جنرل کی طرح عام چڑہائی سے پہلے مسمی طارف کو معہ چارسو آدمیون کے سپین مین حالات دریافت کرنے کے لیے بہیجا تہا۔ جو مفید معلومات اور لوٹ مار کر کے واپس ہوا۔ اور جزیرہ منجورکا منورقہ پر تسلط کر لیا۔

اسوقت سپین مین قوم گاتہہ حکمران تہی اور دو سو سال سے سلطنت کر رہی تہی اونکا شاہنشاہ رازرک شاہانہ شان و شوکت مین مشہور تہا۔ گو عیسائی مورخ گاتہہ سلطنت کی کمزوری اور امرا اسکے باہمی نفاق وغیرہ کی تفصیل دکہا کر اسلامی شمشیر کی برش کو نہ تسلیم کرنے کے لیے رخنہ نکالتے ہین اور ایک عیسائی گورنر کی رفاقت کو وجہ کامیابی بتلاتے ہین لیکن واقعات سے یہہ نتیجہ نہین نکلتا۔

طارق بن زیاد کلہم سات ہزار فوج کے ساتہہ اس سمندر کو طے کر کے ساحل سپین پر پہنچا جو بعد ازان اسی کو نام سے جبل الطارق (جبرالٹر) مشہور ہوا۔ قریط کو فتح کرتا اندرونی حصہ سپین کو بڑہا جا رہا تہا کہ گاتہہ کے فوج مڈی دل آنے کی خبر لگی دونون فوجون کا ایک ندی یا وادی بیکا کے کنارون پر مقابلہ ہوا۔ یہان پانچہزار اور فوج بربری طارق کے پاس پہنچ گئی۔ اور تمام مل ملا کر بارہ ہزار ہوگئی۔ ادہر شاہ رازرق ایک لاکہہ اور بقول عیسائی مورخون کے ۷۲ ہزار فوج رکہتا تہا بہر حال عیسائی اور اسلامی فوج مین کوئی نسبت نہ تہی مقامی حالات بہی عیسائیون کے موافق تہے اور عیسائیون نے مقابلہ بہی برابر آٹہہ روز تک کیا۔ اور خوب جم کر کیا اور اسقدر دیر پا مقابلہ مسلمانی فوج کا نہ رومیون سے نہ کبہی ایرانیون سے ہوا۔ گاتہہ حتی المقدور گاتہہ نے کوشش اور کشش مین کوئی فروگذاشت نہین کی ان حالات مین شکست کا نتیجہ شاہ رازرق کی بداخلاقی اور سردارون کی مخالفت کو قرار دینا سچائی کا خون کرنا اور مسلمان بہادرون کی جانبازی اور تہورانہ کارنامون پر مورخانہ اصول کے خلاف خاک ڈالنا ہے۔ یہہ عظیم الشان فتح۔ اسلامی فوج اور طارق کی ذاتی شجاعت کا نتیجہ تہا جو مسلمانون کو جوش دلا کر مخالف کی فوج مین گہس گیا۔ اور شاہ سپین کو خود طارق نے اپنے ہاتہہ سے قتل کیا۔ عیسائی بہاگ نکلے اور بیشمار قتل و مجروح اسیر ہوئے۔ بہادر طارق نے تعاقب نہ چہوڑا اور عیسائیون نے پہر ایک مقابلہ کیا۔ اور دست بدست لڑائی ہوئی مگر مسلمان بازی لے گئے اس کے بعد طارق نے اپنی

وغیرہ ممالک یورپ کو اپنا شاگرد بنالیا۔ طب۔ تاریخ۔ ریاضی ہیئت۔ علم نباتات فلسفہ۔ انجنیری۔ نقاشی معماری۔ فن جہاز سازی۔ نجاری۔ آہنگری۔ ہر ایک قسم کی صنعت و حرفت کا مخزن ایک سپین ہی تہا مگر باوجود اسقدر علم و فنون کی کثرت کے پہر سپین کی سلطنت اسلامیہ کا بگڑنا اور بگڑنا بہی ایسا کہ باوجود نو سو سال کے آزادانہ اور خود مختار حکومت اور مستقل سکونت کے آج ایک بہی فرد مسلمان کا نام لیوا نظر نہیں آتا و جو صدمہ اسلام کو سپین میں پہونچا ہے وہ روئے زمین پر کسی جگہ مسلمانوں کو نہیں پہونچا پس سپین کے حالات خاص غور کے قابل ہیں اور ان لوگوں کی خاص توجہ طلب ہیں جو صرف مغربی علوم کی تعلیم پڑھتے ہوئے ہیں انکو بنظر غائر دیکہنا چاہیے کہ اگر محض فلسفیانہ خیالات ہی ترقی کے باعث ہوسکتے تو سپین جو فلسفہ وغیرہ علوم کی کان تہا کیوں ڈوبتا اور جسقدر ہم تاریخوں میں سپین کی ترقی علوم و فنون کا حال پڑہتے ہیں لوگ سمجہ سکتا تہا پڑتا ہے کہ کوئی اسلامی ملک سپین کی علمی اور سوفسطائی ترقی کو نہیں پہونچ سکتا۔ ہم مغربی علوم کے درس و تدریس کے برخلاف نہیں زمانہ کی ضرورت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ یورپ کے فنون و علوم کو حاصل کریں بلکہ جہان سے ہمکو کوئی اچہی بات ملے اسکو لے لیں لیکن مغربی علوم پر شیفتہ ہوکر اسلامی صفات اور محمدی اخلاق سے نفرت نہ کریں جو آج کل مغربی علوم کی تعلیم کا عموماً نتیجہ دیکہا جاتا ہے۔

ہم سپین کے حالات نہایت اختصار سے لکہیں گے اور زمانہ عروج و اقبال محض تاریخی سلسلہ قائم رہنے کے لیے لکہا جائے گا۔ عہد زوال کے حالات کی بہی اس خلاصہ میں گنجائش نہیں لیکن زمانہ عروج سے زیادہ ہونگے جن لوگوں نے یورپین مورخوں کی تاریخیں پڑہی ہیں اگر طرز بیان و استدلال یا کہیں کہیں واقعات میں اختلاف پائیں تو معاف کریں کیونکہ نہ ہمارے ماخذ ایک سے ہیں اور نہ غرض تالیف ایک ہے۔

سپین پر اسلامی حملات

خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد ۸۹ھ ہجری میں گورنر افریقہ موسیٰ بن نصیر ہوا۔ یہ نصیر عبدالعزیز بن مروان کا آزاد شدہ غلام تہا۔ اور ابہی خورد سال ہی تہا کہ فتح عراق میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتہ پڑا۔ اور اسلامی احسان و مروت سے اسکا بیٹا اعلیٰ درجہ کی تربیت پاکر عربی شرفا کا ہمسر بنا افریقہ شمالی میں موسیٰ مذکور نے فتوحات نمایاں حاصل کیں یہہ شخص اس قسم کا موحد خدا پرست تہا۔ کہ ایک دفعہ افریقہ میں قحط پڑا نماز استسقا پڑہی گئی خطبہ میں ولید کا نام نہ لیا گیا۔ لوگوں نے اعتراض کیا اس مرد خدا نے جواب دیا کہ ایسے موقعہ پر سوا ذات حی قیوم کے اور کسی فانی مخلوق کا نام لینا جائز نہیں۔

اسی خدا پرست دیندار کا غلام آزاد طارق بن زیاد تہا جو مراکش کے شہر طنجہ کا حاکم تہا۔ یہ شخص بہی مذہبی جسارت

طارق کو مال غنیمت مین ایک ہزار شاہانہ تلوارین اور ستره سو تاج ہاتھ آئے تھے جس سے سپین کی قدامت سلطنت کا پتہ لگتا ہے طارق نے ۲۰ یا ۲۸ رمضان ۹۲ھ کو یہ فتح حاصل کی۔

بہادر طارق آرکی وڈ۔ مالاگا۔ آلویرا کو فتح کرتا ہوا ٹولیڈو دار سلطنت سپین تک پہنچگیا۔ سرداران گاتھ کچھ تو پہاڑون مین بھاگ گئے اور کچھ طارق سے آملے جنپر عیسائی مورخ غداری بے وفائی کا الزام لگاتے ہین۔ جو انصاف سے بعید ہے واقعی پیکا مین یہ لوگ جم کر لڑے۔ شاہ راڈرک کے قتل کے بعد بھی ادھر ادھر ہاتھ پاؤن مارتے رہے۔ اور عزیزون۔ اور متعلقون۔ ملازمون کو لڑاتے۔ تعاقب بھوک۔ پیاس وغیرہ تکالیف مین ضائع کرا چکے اور کوئی انکو امن کی جگہہ نظر نہ آئی تو اسوقت انہون نے ہتھیار رکھے اور صرف جان ہی سے نجات نہ پائی بلکہ مسلمانون کی طرف سے بدستور حکومت مین شریک کیے گئے۔ اور تمام اعلے ذمہ داری کے عہدے انکو دیے گئے۔

موسی گورنر افریقہ کا سپین آنا

جب موسی گورنر افریقہ نے اس عظیم الشان فتح کی خبر سنی بہت خوش ہوا اور ۱۸ ماہ رمضان ۹۳ھ ہجری کو ۱۸ ہزار جوان لے کر طارق سے آملا۔ اس موقعہ پر عیسائی مؤرخ ایک دراز قیاس بات لکھتا ہے کہ موسی گورنر افریقہ طارق کی اس فتح کی خبر سنکر حسد کرنے لگا۔ اور اسکو سپین مین آگے بڑھنے سے روک دیا۔ مگر یہ امر فضول ہے موسی اور طارق کا تعلق باپ بیٹے کا سا تھا طارق کی فتوحات عین موسی کی فتوحات تھین موسی آقا اور طارق غلام اور موسی کا تربیت یافتہ اور یہہ دونون مجاہد فی سبیل اللہ غازی اشاعت اسلام کے حامی ایسے پاک بے نفس لوگون پر حسد کا ذلیل الزام لگانا کمال درجہ کی بیحیائی ہے۔

بہادر موسی کارمونا۔ سیوائل فتح کرتا ہوا ٹولیڈو کے قریب طارق سے جا ملا۔ اور یہان سے تمام اسلامی فوج لے کر کوہ پیرنیز تک پہونچ گیا۔ جہان کھڑے ہو کر چارون طرف نظارہ کیا تو اس نے ارادہ کیا کہ فرانس جرمن آسٹریا۔ اٹلی۔ یونان روم وغیرہ ممالک یورپ کو فتح اور اعلان توحید باری تعالی کرتا ہوا براہ قسطنطنیہ دمشق دار الخلافہ اسلام مین پہونچ جائے نہایت تعجب ہے کہ صرف بیس ہزار فوج کے ساتھ وہ تمام یورپ کی فتح کا یقین کامل رکھتا تھا۔ حالانکہ اسوقت بھی یورپ آباد اور اس مین زبردست طاقتور سلاطین موجود تھے۔ عیسائی فوجین اور مردم شماری کی تعداد کروڑون تھی مگر موسی وغیرہ مسلمان مجاہدین صحابہ کرام کی تقلید کے حبل المتین کو مضبوط طور سے پکڑے ہوئے تھے۔ دین مین جان و مال قربان کرنا انکے نزدیک کوئی بات نہ تھی کفار کو پیٹھ دکھانا گناہ کبیرہ جانتے تھے

چہوٹی جمعیت کو تین حصون مین تقسیم کرکے تمام جزیرہ نما کو چہان ڈالا۔ مگر اسی ایک معرکہ سے ان چند ہزار غازیون کی تمام سپین مین وہاک بندگئی۔ اور کوئی بہاری مقابلہ پیش نہ آیا۔ متواتر شہر و قلعہ مسلمانون کے سامنے سر اطاعت خم کرنے لگے اور مسلمانون کا عام رعب سکہ بیٹھ گیا۔

طارق کا ایک سردار المغیث سات آدمیون کے ساتھ قرطبہ کو بڑہا۔ شام کے وقت بارش و باران کی طوفان مین شہر کے قریب پہنچ کر درخت انجیر پر جو فصیل قلعہ سے ملا ہوا تہا ایک چالاک سپاہی چڑہ گیا اور درخت سے کود کر فصیل پر جا پڑا اور اپنے عمامہ کے ذریعہ کئی ایک ساتہیون کو اوپر کھینچکر کمال چابکدستی سے غافل دربانون کو قید کر لیا اور شہر پناہ کے دروازے کہولدیے۔ اسلامی رسالہ شہر مین داخل ہو کر تمام ضروری مقامات پر قابض ہو گیا۔ گورنر قرطبہ ایک خانقاہ مین جا چہپا مگر تین ماہ کے محاصرہ کے بعد مطیع ہو گیا۔

عیسائی مورخ جو مسلمانون کی بہادری کا اقرار کرتے ہوئے جہجکتے ہین اس موقعہ پر بہی یہودیون کو باعث فتح کہتے ہین۔ لیکن یہہ انکے تعصب کا نشان ہے۔ بہلئے یہودی جو ترازو باز دو کا نذار سود خوار کہین بہی جنگی حرارت نہ رکہتے تہے اور سپین مین عیسایون کے تشدد سے محض ناکارہ دولت کی لالچی قوم تہی تلوار کے نام سے ناآشنا تہے۔ بہلا کیا مدد دے سکتے تہے ہان رسد وغیرہ سامان مسلمانون کو دیا ہوگا اور کئی گنا فائدہ اٹہا لیا ہوگا۔ یہہ تمام فتوحات مسلمانون کی خاص اپنی ہمت و شجاعت کا نتیجہ تہا۔ نہ کہ یہودیون کی مدد اور عیسایون کے نفاق سے ابتدائی مسلمان کبہی بہی غیرون کے دست و بازو کے دست نگر نہین ہوئی۔ سپین کا اسطرح ایک دو معرکون مین ہی چند ہزار غازیون کے سامنے بیدست و پا ہو جانا محض مسلمانون کی مشہور شجاعت کا نتیجہ تہا۔ وہ مسلمانون کی نصف صدی کے اُن کارنامون سے بخوبی واقف تہے۔ جو لاکہون رومیون کے مقابلہ مین اسیطرح چند ہزار بہادر مسلمان عربی شمشیر کے جوہر دکہا کر بڑے بڑے معرکے سر کرتے رہے تہے ہرقل جیسے شاہنشاہ کا مقدس ارض قدس روتے ہوئے چہوڑنا۔ اور اسلامی شمشیر کے خوف سے یورپ بہاگ آنا سپین کے عیسایون کو یاد تہا۔ سپین کے ہمسایہ ملک مین جو کچہ بہادران اسلام کی تلوار نے رومیون اور بربرون سے سلوک کیا تہا اس سے اہل سپین ناآشنا نہ تہے اور خود بہی لاکہون کی جمعیت سے ایک چہوٹا آٹھ دن تک جان توڑ مقابلہ کیا۔ اور تین حصہ فوج کے سامنے سے بہاگنا پڑا۔ پہر ایسی حالت مین سوا مسلمانون کے تہوراند جان فروشی اور شجاعت کی سپین کا سر تسلیم خم کرنا اور کس امر کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ مسلمانون کا اسقدر رعب چہا گیا۔ کہ سرداران گاتھ باوجود جمعیت کثیر کے سامنے بہی نہ ٹہیر سکے اور مسلمان تعاقب مین زیادہ سرگرم ہوئے تو تابعدار خراج گذار بن گئے۔

سے طبعاً نفرت رکہتے تہے انکا زمانہ اُن تمام غیر مشروع امور جبر وظلم - اور اس نفاق اور اختلاف کے دور کرنے
مین خرچ ہوا جو عبد الملک کی سیاست حجاج کے ظلم ولید کے جبر دار کردہ سے بنی امیہ کے برخلاف مسلمانون مین
پایا جاتا تہا - اس لیے سپین مین جو کارروائی ہو رہی تہی وہ اس جگہہ کے اسلامی جوش کا نتیجہ تہا دربار خلافت
سے کوئی مدد نہ تہی ہشام بن عبد الملک کے عہد خلافت مین جب پہر کشور کشائی پر توجہ ہوئی تو مسلمانون نے
۱۰۹ سنہ ہجری مطابق ۷۲۸ء مین ایوگنن پر قبضہ کر لیا - اور عبد الرحمن گورنر سپین نے تمام فرانس کی فتح
کا ارادہ کیا اور ایوٹویز کو جو فتح لوٹور پر اترا رہا تہا - دریاے گارون کے کنارے پر شکست فاش دیکر
ایکوی ٹینا پر چڑہائی کی دوسری طرف سے چارلس شاہ فرانس مقابلہ کو نکلا - ٹور زاور پواٹیرز کے درمیان لڑائی
ہوئی جسمین چارلس نے فتح پائی عیسائی مورخ اس لڑائی کو دنیا کی پندرہ فیصلہ کرنے والی لڑائیون مین شمار
کرتے ہین اور چارلس شاہ فرانس کی شجاعت اور بہادری کے بارہ مین حد سے زیادہ غلو کرتے ہین اس مین
شک نہین کہ چونکہ ابتک عیسائیون نے سپین افریقہ شام بلکہ روم مین بہی کسی جگہہ مسلمانون کو شکست نہین
دی تہی اور آج عیسائی فتح پاتے ہین اس خیال سے جسقدر معرکہ ٹورز کو شاندار خیال کرین بجا ہے -
اور چونکہ فرانس مین مسلمان نہ بڑہ سکے جسکے کئی اور اسباب تہے اس لیے اس توقف و تساہل جسقدر
حاشیہ چڑہا ئین روا ہے لیکن یہہ نتیجہ نکالنا - کہ فرانسیون کی تلوار کے خوف سے مسلمانون فرانس
مین قدم نہین رکہا نادرست ہے عبد الرحمن کا یہ دہاوا محض اسلیے ہوا تہا - کہ فتح فرانس مین ایک سونے
کا بت غنیمت مین ملا جو موتی جواہرات سے جڑاؤ تہا - عبد الرحمن نے حسب شریعت محمدی بت کو توڑ کر
مجاہدین اسلام مین تقسیم کردیا اور خمس عبیدہ بن عبد الرحمن سلمی گورنر افریقہ کے پاس بہیجدیا جسکے وہ ماتحت
تہا عبیدہ اس سے ناراض ہو گیا - کہ کیون سالم بت اس کے پاس نہین بہیجا گیا غازی عبد الرحمن کو ڈرایا دہمکایا
وہ پاک باز مسلمان یہ جواب لکہتا ہے اما بعد فان السموات و الارض لو کانتا رتقا لجعل الله للمتقین بینہما
مخرجًا یعنی تا ان الله قال ان یغنی مما تہدلی بہ " اس کے بعد وہ جانباز بہ نیت غزا چند غازیون کے
ساتہہ اشتیاق شہادت مین فرانس مین گہس گیا اور بغیر کسی قسم کی احتیاط کے باوجود فوج قلیل کے ایسے مقام
پر جہان کسی قسم کی امید امداد کی نہ تہی شاہ فرانس کے مقابلے کے لئے جا پڑا جسکا نتیجہ صریح شکست تہا - رہا فرانس
کی طرف مسلمانون کا نہ بڑہنا اسکی وجہ یہہ تہی کہ ہشام بن عبد الملک کے عہد مین ہی بنی ہاشم مین سے زید بن
علی بن امام حسین نے دعوی خلافت کیا اور یہہ واقعہ ایسا تہا - کہ ہشام کو اسطرف توجہ کرنی ضروری تہی - ہشام
کے بعد دو سال کے عرصہ مین تین خلیفہ مقتول معزول ہوئے اور اخیر خلیفہ مروان الحمار ۱۳۲ سنہ ہجری مین ہی
سلطنت کا خاتمہ کرنیوالا ہوا - عباسی خلیفہ عبد اللہ سفاح نے بنی امیہ کے خاندان اور رفقا کو چن چن

جان دیتے اور بہشت مول لیتے۔ ایسے بہادرون کو اپنے عزم کے پورا کرنے مین کوئی روک سکتا تہا۔ موسی فرانس پہ چڑہائی کی تیاری کر رہا تہا۔ کہ خلیفہ ولید نے موسی کو کسی مصلحت سے واپس دمشق بلا لیا۔ موسی ۹۵ہجری مین واپس ہوا۔ یہہ خیال بہی درست نہین کہ خلیفہ ولید نے کسی بدگمانی سے موسی کو واپس بلایا تہا۔ اگر ایسا ہوتا تو موسی واپسی کے وقت افریقہ اور سپین کو صرف اپنے تین بیٹون مین ہی تقسیم نہ کر جاتا۔ چنانچہ موسی نے سپین مین اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اور مراکو مین اپنے بیٹے عبدالملک کو اور بربر مین عبداللہ کو حاکم مقرر کیا اور خود معہ طارق دمشق کو چلا گیا۔ جہان کہ وہ ولید کی بیماری یا فوت ہونے کے بعد پہونچا تہا۔ ہماری خیال مین اس واپسی کی وجہ صرف یہہ تہی کہ ولید چاہتا تہا کہ اُس کے بعد اسکا بیٹا خلیفہ ہو اور باپ عبدالملک کی وصیت تہی کہ بعد ولید سلیمان بن عبدالملک خلیفہ ہو۔ اب ولید سلیمان کو ولی عہدی سے خلع کرنا چاہتا تہا۔ اور بڑے بڑے سرداروں مثلاً قتیبہ بن مسلم فاتح ترکستان و چینی تاتار حجاج ظالم گورنر عراق کو اپنی رائے سے متفق کر لیا تہا۔ اور موسی بہی چونکہ اسی درجہ کا جلیل القدر عہدہ دار تہا۔ اُسکو بہی اپنا ہم صلاح کرنا چاہتا تہا۔ اسیواسطے موسی کو بہی بلا لیا تاکہ وقت ضرورت اُس کے بیٹے کی امداد کر سکے۔

مگر ولید کے مرنے کے بعد سلیمان بن عبدالملک ہی خلیفہ ہوا۔ قتیبہ بن مسلم جیسا بہادر مروا یا گیا۔ اور حجاج تو مر چکا تہا لیکن اُسکا بہادر بہتیجا محمد بن قاسم فاتح ہندوستان اس جرم و عداوت کے سبب قتل کرا یا گیا۔ موسی کو بہی کوئی ملکی یا جنگی خدمت سلیمان کے عہد مین نہ ملی جس سے ہماری خیال کی تائید ہوتی ہے کہ سلیمان بن عبدالملک موسی اور طارق کی طرف سے صاف نہ تہا۔ بخلاف اس کے سلیمان نے عمر بن عبدالعزیز کو جنہے ولید کی رائے سے اتفاق نہین کیا تہا اور اسی جرم مین تین سال قید بہی کیے گئے تہے اپنا وزیر اور اپنے بعد انہین کو خلیفہ مقرر کرنے کی وصیت کی۔ پس اور کوئی وجہ موسی کی طلبی کی نہین ہو سکتی۔

خلیفہ ولید کے انتقال کے بعد ۹۶ھ مین سلیمان بن عبدالملک خلیفہ اسلام ہوا۔ مگر اُسکو اپنی ولی عہدی کے معاملہ کے سبب سے ولید کے جرنیلون اور مقتدر عہدہ دارون سے بدگمانی رہی اور اُسکا عہد خلافت مین اندرونی سرکشیون کا تدارک ہی ہوتا رہا۔ اور قتیبہ اور محمد بن قاسم جیسے بہادر فاتح ہلاک کئے گئے۔ اس وجہ سے غیر ممالک خصوصاً سپین مین کوئی فتوحات مین ترقی نہ ہو سکی مگر باوجود اس کے اوائل ۹۸ھ مطابق ۷۱۹ء مین عبدالرحمن بن عبداللہ غافقی نے فرانس پر حملہ کیا اور فرانس کے جنوبی حصے المعروف سپٹی مونیا کے امصار کرکاسون اور ناربون پر قابض ہو گیا۔ اور ایکوئی ٹینا پر حملات شروع کر دیے شہر ٹولوز کی فصیل کے نیچے ایوڈیز ڈیوک آف ایکوئی ٹینا نے مسلمانون کو شکست دی اس شکست کی وجہ یہہ تہی کہ اسوقت خلیفہ دمشق امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ تہے جو جنگ و جدل

ہشام بن عبد الملک خلیفہ دمشق کے عہد مین عنبہ بن سحیم الکلبی نے عیسائی مقبوضات واقعہ سپین پر حملہ کیا لیکن ان شرائط پر صلح ہو گئی۔ (۱) نصف علاقہ عیسائی مسلمانون کو دیدین (۲) مسلمان قیدی مع ساز و سامان رہا کیے جاوین۔ (۳) جزیہ ادا کرین (۴) مسلمانون کے دشمنون سے لڑین اور دوستون کی مدد کرین ان شرائط سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عیسائی قومون نے پوری اطاعت مان لی تہی۔

سپین کی سلطنت امویہ

جب ۱۳۲ھ مین خاندان بنی امیہ کا اخیر خلیفہ مروان الحمار قتل اور باقی افراد خاندان قتل قید مفرور ہو گئے اور عباسی اقبال کا ڈنکا بجگیا۔ عبد اللہ (سفاح) بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم تاجدار ہو گیا۔ عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک اموی جریدہ طور سے بہاگا اور دریائی فرات تک سلامت نکل آیا ایک گاؤن مین کچہ دم لے رہا تہا کہ عباسیون کا سیاہ نشان لہراتا نظر آیا۔ پہلے گہبرا گیا۔ اور پہر کچہ سوچ بہائی اور بدنام غلام اور صغیر سن بیٹے کے ساتہہ دریا کو بہاگا۔ دشمن نے ہر چند ٹہیرنے کو کہا۔ مگر وہ دریا تیر غلام اور بیٹے سا تہہ پار اتر گیا۔ اور بہائی دشمنون کے ہاتہہ سے قتل ہوا اب چہپتا چہپاتا۔ دوڑتا بہاگتا پہاڑون۔ بیابانون۔ جنگلون کو طے کرتا ہوا افریقہ پہونچ گیا۔ جہان اسکو اور بہی خیر خواہ رفقا اور اپنے خاندان کے متعلقین ملگئے چارون طرف نظر اٹہا کر دیکہی تو کہین امن کی جگہہ نظر نہ آئی آخر ہسپانیہ کی ہجرت اس خیال سے پسند کی گئی کہ ایک تو سمندر پار عباسیون کے مرکز حکومت عراق سے بہت دور ہے دویم وہان عہدہ دار تمام خاندان بنی امیہ کے تربیت یافتہ اور ممنون احسان مین بہر حال ایک مصیبت زدہ الوالعزم شاہزادہ کو کسی نہ کسی طرف جانا ہی تہا۔ اور ایسی مہاجرت کے لیے سپین سے بہتر اور کون جگہہ تہی سپین پہنچنے سے پہلے شمالی افریقہ کے علاقہ ... مین پانچ سال ہاتہہ پاؤن مارتا رہا۔ اور جب دیکہا کہ عباسی ... اور عباسی خلافت زوال اقبال دن بدن بڑہ رہے ہے ناچار ... کا ارادہ کیا یہان اہل شام اور اہل یمن کے دو گروہ تہے جنمین خلافت کی کمزوری کے سبب نزاع و فساد تہا شامیون کو تو بنی امیہ کے ساتہہ تعلق مخلصانہ تہا ہی مگر اہل یمن کو بہی امیہ سے کوئی عناد نہ تہا

عبد الرحمن نے اپنے غلام ورکو سپین روانہ کیا جو دونون فریقون سے بیعت کا پیغام لایا۔

عبد الرحمن کی عمر اسوقت پوری ... سال کی ... سیرت مین ممتاز۔ قد موزون۔ قوائی جسمانی مشکل اور شباہت مین دلیرانہ اور شاہانہ تمکنت ٹپکتی تہی چند رفقا کے ساتہہ جہاز مین سوار ہو کر سپین کا رخ کیا۔ جون ہی سپین پہونچا تمام مسلمان جوش مسرت سے پیش آئے اور اسکو ...

قتل کیا۔ عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک جان بچا کر سپین پہونچا اور ہسپانیہ کے مسلمانون نے
اسکو بادشاہ بنا لیا۔ اور زبردست عباسی مخالفون کا کھٹکا لگا رہا اور اپنی ۳۳ سالہ حکومت مین عباسی چالون سے
بچتا اور خاص سپین کے اندرونی مشکلات کو بھی دور کرتا رہا۔ اور اس کے بہادر جانشینون کو بھی خلفائے
عباسیہ بغداد کی طرف سے اطمینان نہوا۔ ہارون الرشید خلیفہ بغداد نے شارلمین شہنشاہ فرانس سے صرف
سپین کے خلفائے بنی امیہ کے علی الرغم دوستی کر رکہی تہی ایسی حالت مین سپین کے مسلمان فرانس کو کسطرح فتح
کر سکتے تہے فرانس کی فتح کے لیے خاص اہتمام اور انتظام اور پوری توجہ کی ضرورت تہی جو بوجہ مخالفت خلفائے
بغداد ناممکن تہی تمام شمالی افریقہ مراکو۔ بربر وغیرہ مین عباسی فوجی جلال چہایا ہوا تہا۔ اگر فرانس کے فتح
مکمل کا خلفائے سپین ارادہ کرتے تو غالبًا عباسیون کی بربری فوجین سپین پر حملہ کر دیتین۔ انہین وجوہات
سے مسلمانان سپین فرانس کو فتح نہ کر سکے ورنہ اسکو فرانسیسی تلوار نے کبہی مرعوب نہین کیا اگرچہ فرانس فتح
نہوا اور نہ کوئی اسلامی فوج کشی دلجمعی سے ہو سکی مگر پہر بہی خلفائے امویہ سپین نے کئی دفعہ فرانس کے
جنوبی علاقہ کو ترکتازان اسلام کا جولانگاہ بنائے رکہا۔ پس عیسائی مورخون کا خلاف واقعات یہہ خیال
دلانا ہے کہ ٹورز کی لڑائی نے مسلمانون کو فرانسیسی شمشیر سے ڈرا کر بڑہنے سے روک لیا۔ اور اس لڑائی
کو دنیا کی پندرہ فیصلہ کرنے والی لڑائیون مین شمار کرنا بہی عیسائی مورخون کا خانگی فیصلہ ہے۔ ایک طرف
شہنشاہ فرانس معہ جملہ رعایا برا یا کے اور دوسری طرف بہت تہوڑے سے مجاہدین جو محض شہادت کی آرزو
مین بے احتیاطی کے ساتہہ دشمن کے مضبوط اور ناموس جنگلی علاقہ مین بے یار و مددگار گہس گئے مگر اس معرکہ
کو صرف اس لیے بڑا عظیم الشان معرکہ کہا جاتا ہے کہ عیسائیون نے فتح اور مسلمانون نے شکست پائی اور
بعد مین ان بواعث سے جو ہمنے اوپر بیان کیے ہین فرانس بچ گیا۔ اور عیسائی مورخون کو زور قلم دکہانے کا
موقعہ ملگیا۔

عیسائی مورخ یہ بہی لکہتے ہین کہ معرکہ ٹورز نے یورپ کو مسلمان ہونے سے بچا لیا۔ یہہ ایک اخلاقی اعتراض
ہے جو اسلام پر عائد کیا گیا ہے اگر عیسائی مورخ انصاف سے کام لیتے تو ہرگز یہ کلمہ منہ سے نہ نکالتے۔
تاریخ نہین بتا سکتی کہ کہین بہی مسلمانون نے مفتوحہ ممالک کی مطیع اقوام کو زبردستی مسلمان کیا ہو۔
شام روم آرمینا سسلی وغیرہ جزائر بحیرۂ روم۔ ہندوستان۔ یورپ مین ترکی کی مردم شماری اسبات کی صریح نظائر
ہین کہ مسلمانون کا مفتوحہ ممالک مین یہی مسلک ہوتا تو خود سپین مین کروڑون عیسائی امن و امان کے
ساتہہ ان خلفائے بنی امیہ کے ماتحت کسطرح رہ سکتے کہ جنکو فرانس اور یورپ کے انقلاب مذہبی کا موجب تصور کیا
جاتا ہے۔ بہرحال یہ بہی عیسائی مورخون کا خیال ہے جو محض اپنی تصانیف کو پرجوش اور موثر بنانے کے لیے لکہا گیا ہے۔

ہارون الرشید کے زمانے مین صرف دو سال چند ماہ عبدالرحمن زندہ رہا۔ یہہ عباسی خلفائے نے شجاعت علمیت صلاحیت و دیانت مین جملہ صفات امارت رکہتے تہے۔ ایک ہادی کا چلن مشکوک ہے جو ایک سال کے اندر ہی بار خلافت سے سبکدوش کیا گیا۔ ان خلفائے عباسی نے پولیٹکل خیال سے اس امویہ خاندان کے برخلاف ہر طرح سے کوشش کی۔ ہارون الرشید کی شارلمین شہنشاہ فرانس سے دوستی بڑہ گئی اس اس دوستی کی ابتدا خواہ کس طریق سے ہوئی ہو۔ لیکن خلیفہ بغداد اور شاہ فرانس کی کہین بہی حدود نہ ملتی تہین عباسیون کا مقابلہ عموماً رومی عیسائیون سے تہا جنکے برخلاف فرانس کے عیسائیون سے مدد کی کیا امید ہو سکتی تہی جبکہ پوپ روم جیسا زبردست مذہبی سرغنہ فرانس وغیرہ بلاد یورپ مین اسلام کی مخالفت کا زہریلا بیج بو رہا تہا۔ اس دوستی کا منشا سوائے اسکے اور کیا ہو سکتا تہا کہ سپین کے سلاطین بنی امیہ کی ترقی کو مسدود کیا جائے اور اس دوستی مین فرانس فائدہ مین رہا۔ کیونکہ عبدالرحمن اور اسکی اولاد گو بہادر تہی لیکن یہہ طاقت ان مین ہرگز نہ تہی کہ ممالک محروسہ عباسیہ پر حملہ کر سکین۔ اور کوئی نقصان پہنچا سکین ہان فرانس جسکی بہادرانہ شان مین عیسائی مورخ گیت گا رہے ہین۔ جو امویہ جان فروش غازیون کے ہاتہہ سے بمشکل بچ سکتا اسکو اور برطانیہ کلان۔ بلجیم۔ ہالینڈ کوئی مجاہدین شمشیر کے ہاتہہ سے نہ بچا سکتا اسی عباسیہ شیعہ پر جبکہ سپین کے اکثر سردار عبدالرحمن سے باغی ہو رہے تہے شارلمین نے باغی سردارون کی امداد کی امید پر شمالی ہسپانیہ پر حملہ کیا اور زاراگوزا کی عبرتخیز میدان اور ورہ ران مس ولینہ مین خوش اقبال عبدالرحمن کے مخالفون کے ہاتہ سے ہی اپنی نہایت چیدہ بہادرون کو کٹوا کر ہمیشہ کے لیے سپین کی دست اندازی سے دست بردار ہو گیا۔ اور عبدالرحمن کے لیے مصیبتون کا خاتمہ ہو گیا۔

ہم لکہہ آئے ہین کہ فرانس کو چارلس شاہ فرانس کی تلوار نے بقول عیسائی مورخین نہین بچایا بلکہ عباسیون اور مروانیون کی قدیم رقابت نے بہادران سپین کو فرانس مین اطمینان سے کام کرنے نہین دیا اور خلفاء عباسیہ جنکی تعریف سے اسلامی تاریخین لبریز ہین اس قومی جرم سے ہرگز بری الذمہ نہین ہو سکتے یا یون کہو کہ اگر غازیون پیش قدمی سے عیسائیت کی جگہہ اسلام نے بقول مورخین یورپ جگہہ لینی تہی تو خلفائے عباسیہ نے اسلام کی اشاعت اور ترقی کو روک کر ایک بڑے بہاری اخلاقی جرم کا ارتکاب کیا۔ اور ضرور کیا کیونکہ امویہ یا عباسیہ سب تہے انسان تہے خود غرض سلطان تہے اسلامی خلافت اور امامت کے مقدس اور معظم خطاب کا سوائے عمر بن عبدالعزیز مروانی رضی اللہ عنہ کے ایک ہی مستحق نہین مانا کہ ان مین سے اکثر عالم۔ فقیہہ۔ محدث۔ شجاع۔ مجاہد تہے لیکن شان خلافت صرف حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی ذات بابرکات مین ہی عیان تہا۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے عباسیہ سے ایسے صریح قومی غلطی کا اظہار ہوا۔ اس مین شک نہین کہ اس منحوس واقعہ کی ابتدا

تسلیم کرلیا عباسیون کا گورنر سپین اور یوسف گورنر قرطبہ نے اگرچہ مخالفت کی۔ لیکن عبدالرحمن غالب اور سپین پر قابض ہوگیا ابن مغیث عباسیون کا جنرل افریقہ سے فوج جرار لیکر سپین پر چڑہ آیا۔ اور عبدالرحمن کو کارمونا مین محصور کرلیا۔ دو ماہ کے محاصرے کے بعد جب عبدالرحمن نے دیکہا کہ عباسی غافل و بے پرواہ پڑے ہین رات کو سات سو منتخب بہادرون کے ساتہہ شمشیر بکف جان سے ہاتہہ دہوکر عباسی لشکر پر آپڑا اور سب کو تہ تیغ کردیا۔ مقتولون کے سر کاٹ کر اور ہر ایک کے نام کا پرزہ لکہہ کر اُسکے کان مین لٹکا دیا اور تمام سرون کو ایک حجازی سوداگر کے ہاتہہ منصور عباسی خلیفہ بغداد کے پاس بہیجدیا گویہ ایک وحشیانہ فعل معلوم ہوتا ہے مگر اول تو عباسیون نے نقلاے امویہ کے ساتہہ بڑہ بڑہ کر وحشت انگیز فعل کیے تہے دوئم اُن سرون کی روانگی کو فوج و سرداران عباسیہ پر اپنا بہادرانہ رعب جمانا منظور تہا۔ چنانچہ اس کے بعد عباسی کہلم کہلا عبدالرحمن کے گلے نہ پڑے۔

عباسیون کی شکست فاش نے عبدالرحمن کی کامیابیون کا رستہ کہولدیا۔ چونکہ جن لوگون کے ذریعہ عبدالرحمن کو تخت سپین ملا تہا وہ اُسکو اپنے ذہب بدر رکہنا چاہتے تہے اور عبدالرحمن اس مزاج کا تہا۔ نہین کہ خلیفہ ہوکر کسی سے دبے اسلیے اکثر لوگ باغی ہوگئے۔ سرداران طلیطلہ (ٹولیڈو) بہی قید قتل کیے گئے اور اہل یمن کے سرغنے بہی تباہ ہوگئے اور تمامی اضلاع سرکش سردارون کو بہی مطیع کرلیا۔ اسیطرح عبدالرحمن کے دس سال بغاوت فرو کرنے مین لگ گئے جسمین اُس نے جبر و ظلم اور تشدد سے بہی کام لیا۔ لیکن ایک عبدالرحمن جیسے نودولت کو جسکی مخالفت پر عباسیون کی ماتحت تمام دنیاے اسلام تیار رہے آزاد خیال انتخاب کا سپین مین رہنا صریح ضرر رسان تہا۔ اس لیے اُن تدابیر سے جو ہمیشہ شاہان وقت اس قسم کی بغاوتون کے فرو کرنے مین عمل مین لاتے رہے ہین اور بذریعہ سلطانی سیاست رعب جماتے رہے ہین عبدالرحمن مجبور تہا۔ سپین کے عرب اور بربری جو طارق کے حملے کے وقت سے آباد اور ہر طرح سے اندرونی نظم و نسق مین آزاد چلے آتے تہے اور دربار خلافت سے دور رہنے کے سبب اور پہر خاندان دمشق کی کمزوری کی حالت مین اور بہی زیادہ خلیع العذار بن چکے تہے۔ وہ عبدالرحمن جیسے ہوشیار منتظم کے سلسلہ انتظام مین جکڑنا کب پسند کرتے تہے اسلیے اگر مجبورًا عبدالرحمن کے ہاتہہ سے تشدد ہوا تو اُسکو معذور رکہنا چاہیے عبدالرحمن کو منصور عباسی صقر فروش کہا کرتا تہا یعنے جسطرح چرغ (باز) اپنے شکار پر گرتا ہے اسیطرح عبدالرحمن جریدہ طور سے جنگلون سمندرون کو طے کرکے محض اپنی ہمت و استقلال سے سپین پر قابض ہوگیا غرض یہ اولوالعزم بہادر ۳۳ سال ۴ ماہ کی حکومت کے بعد ۵۹ سال کی عمر مین ۱۷۲ھ ہجری مین فوت ہوا عبدالرحمن کے ہمعصر بغداد کے خلفاے عباسیہ منصور۔ مہدی۔ ہادی۔ ہارون الرشید گزرے ہین

بڑہا دیا تہا ہشام کے بعد اُس کے بیٹے حکم کو اسکا پہل کہانا پڑا۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ خیال اُن لوگون کا ہو سکتا
ہے جو اسلامی اصول اور قواعد خلافت سے ناآشنا ہین یا سپین کی جدید سلطنت اموریہ کی ترقی کے اسباب پر نظر
عمیق نہین ڈال سکے۔
عبدالرحمن اور اُسکی جانشینون کو حادثہ جانکاہ ۱۳۲ھ ہجری کا بہولا نہین تہا اور جو کچہ تباہی و بربادی اس
عالی شان خاندان بنی امیہ پر آئی تہی وہ دنیا کے صفحون پر اب موجود تہی اس تباہی کے اسباب غرور و
عجب عیاشی بددینی۔ خود رائی۔ نفس پرستی۔ علم و عمل کی بیقدری تہی اور عباسیہ خلافت کا استقلال نہین خرابیو
اور بنی دینی خوبیون سے ہوا تہا۔ اور اب سپین کے بنی امیہ عباسیہ طاقت کے مقابلہ مین تبہی قائم رہ سکتی تہی جبکہ ان مین
عباسیون کی نسبت خاص ممتاز اسلامی وصف ہو۔ اور وہ وصف تہی تہا کہ سپین کی حکومت کو مثل عہد خلافت
راشدہ عام علما و فقہا کی کمیٹی بنایا جائے تاکہ پارلیمنٹری حکومت کی طرح ہر ایک مسلمان حکومت کے لیے سپاہی ہو سکے علاوہ
اسکے خلفاء سپین کے لیے صرف ایک عیسائی مغربی اقوام ہی نہین جہان جوہر شجاعت دکہا کر اپنی سلطنت
کو مضبوط یا وسیع کر سکتے تہے اور عیسائیون سے بجز مجاہدانہ خیالات کے جنگ کرنا فضول تہا۔ اور جہادی خیالات
کا پیدا کرنا علماء دین کے ہاتہہ ہوا کرتا ہے ہشام نے اپنی ترقی کی اس فلسفی کو سمجہ لیا اور عام قدر دانی سے عراق
اور حجاز تک کے علماء فقہاء کو سپین کہینچ لیا۔ اور قرطبہ کو مدینۃ المحدثین بنا لیا مشہور مدنی محدث امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب **موطا** کی تعلیم ہونے لگی مذہبی جوش بہت بڑہ گیا جو عیسائیون کی لڑائیون مین نہایت
مفید ثابت ہوا۔ یہہ کہنا بیجا نہین کہ اُس وقت کے مقتدر اور عظیم الشان خلیفہ ہارون الرشید کی فوج و دربار
مین وہ اسلامی جوش پایا جاتا تہا جو سپین کے غازیون مین موجود تہا یہ حکمت و تدبیر اس قسم کی ہے کہ زمانہ حال
کی مسلمان سلاطین مین سے جس نے یہ مسلک اختیار کیا ہے وہ مخالفون کی صدمات سے کچہ عرصہ کے لیے بچگیا ہی
ہمکو کوئی اعتراض نہین کہ ہشام کی نرم مزاجی اور علماء کے رسوخ سے حکم کو مصیبتین پیش آئین عیسائی
مورخ جو ہمیشہ ایسا تیشہ نتیجہ ہی نکالا کرتے ہین کہ جس سے آیندہ مسلمان فائدہ نہ اٹہا سکین بلکہ اور غفلت کے گڑہے
مین گرین۔ اسپر تو کوئی افسوس نہین لیکن بعض مسلمان مورخ جنکو سلاطین و امراء اسلام کی ہر ایک بات تابے
عیب ہی معلوم ہوا کرتی ہے۔ اور بادشاہ خواہ کیسا ہی قوم و ملت کے واسطے غیر مفید ہو اُس کی عام داد و دہش
اور ظاہری شان و شوکت پہ بہی بہول کر اُس کے حق مین لمبے لمبے تعریفی فقرات لکہہ دیتے ہین اس حکم کو بہی
کچہ برا نہین برا نہین لکہتے۔ اس بغاوت علما کی وجہ یہ تہی کہ حکم اپنے باپ دادا کی طرح نہ پرہیزگار و پابند
مذہب تہا اور سلطان کی آزاد مشربی رعیت کے فساد عقیدہ کا باعث ہوا کرتی ہے علاوہ اُس کے دمشق کے
اخیر خلفائے امویہ کی بربادی کا موجب یہی شریعت سے بے اعتنائی ہوئی تہی ایسے خلیفہ کے تخت کو تی

ہی عبدالرحمٰن سے ہوئی کہ اسلام مین دو خلیفہ مقرر ہوئے اس سے پہلے چین سے لیکر کوہ پرنیز اور دریائی گنگ واقعہ ہند سے لیکر سا بیریا تا تورس کے بیابانی علاقہ تک ایک خلیفۃ المسلمین کا خطبہ پڑہا جاتا تہا اور صرف ایک شخص کے اشارے پر اسلامی دنیا کا ہیر پہیر تہا۔ اور ایک واحد شخص کے ہاتہ مین ایشیا، افریقہ یورپ کی کل تہی پس دوسرے خلیفہ کا وجود ایک ضرررسان بدعت تہی جسکا دفعیہ مذہباً ہی درست تہا مگر ہمین یہان خود خانہ پہلو دیکہنا ہے جس سے یہ صاف صاف دکہائی دیتا ہے کہ بہادران سپین کا قدم فرانس مین محض عباسی رقابت کے سبب سے نہ جما۔

ہشام بن عبدالرحمٰن

ہشام ۱۷۲ ہجری مطابق ۷۸۸ء مین تخت ہسپانیہ پر متمکن ہوا۔ اُس کے باپ عبدالرحمٰن نے مسلم و عیسائی ہر ایک گروہ پر اپنی سیاست کا سکہ بٹہلا دیا تہا۔ اور ہر ایک بانی سلطنت کو جو ابتدائی مین مشکلات پیش آیا کرتی ہین انپر غالب آکر پورا تسلط جما لیا تہا۔ پس ہشام کے سامنے میدان صاف تہا۔ ہر ایک نے اسکے سامنے سر اطاعت خم کر لیا۔ مگر ہشام طبیعت کا فیاض۔ رحم دل۔ کریم النفس غربا نواز تہا۔ عبدالرحمٰن جیسے جابر کے بعد اہل سپین کو ہشام ایک فرشتہ ملا اور اُس نے انتظام ملکی اور امن و امان کے پہیلانے مین ہر طرح کوشش کی۔ سلسلہ صوفیائے کا اُس کے عہد مین بہت زور ہو گیا۔ ہر ایک کام اس مذہبی گروہ کے اشارے پر ہوتا تہا۔ اگرچہ ہشام رقیق القلب اور امن پسند تہا۔ مگر شوق جہاد مین باپ سے کم نہ تہا۔ ہشام ۱۷۵ھ مطابق ۷۹۱ء علاقہ فرنگ پر حملات کرتا ہوا شہر اربونہ اور جیرندہ تک جا پہونچا جہان عیسائیون کی فوج کثیر سے مقابلہ ہوا۔ شکست جنگ کے بعد دشمن بہاگ نکلا دونون شہرون کی فصیل و قلعہ گرا دیے گئے تمام علاقہ فتح کرتا ہوا۔ علاقہ برطانیہ مین جا داخل ہوا۔ وہان کئی ماہ تک کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ آخر دشمن کو شکست ہوئی قلعے گرائے گئے۔ اور الکا مال غنیمت لے کر سالما غانما واپس ہوا۔ اس کے بعد پہر ۱۷۸ ہجری و ۱۷۹ھ کو جہاد پر نکلا۔ اور سرحدی اضلاع پر اسلامی رعب جما کر پہر لوٹا یہ نیک نہاد اور بہادر خلیفہ ۱۸۰ھ ہجری مطابق ۷۹۶ء مین فوت ہوا۔

حکم بن ہشام

ہشام کا جانشین اسکا بیٹا حکم ہوا۔ اسکے عہد مین فقہائے قرطبہ نے سرکشی کی بعض مورخین اس بغاوت کا الزام ہشام کے نرم انتظام پر دہرتے ہین اور کہتے ہین کہ چونکہ ہشام نے علماء فقہائے کا اختیار

عبدالرحمن اوسط

حکم کے بعد اسکا بیٹا عبدالرحمن اوسط تخت نشین ہوا۔ یہہ عبدالرحمن رزم بزم دونون مین یکسان تھا۔ باپ کے عہد مین اپنی جنگی لیاقت کا کئی دفعہ ثبوت دے چکا تھا۔ سنہ ۲۰۸ ہجری مین وزیر عبدالکریم کو غزائے کفار پر روانہ کیا بلاد بتہ کے کئی قلعے بزور شمشیر فتح کیے گئے مسلمان قیدی رہا کرائے گئے اور بہت سا مال غنیمت لیکر واپس ہوا سنہ ۲۱۱ ہجری مین عبدالرحمن اوسط نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلاد فرنگ کو بہیجا جسنے دشمن کے ایک بہاری لشکر کو شکست دیکر منتشر کیا اور اسی سال ماہ رمضان مین مسلمانون نے ایک اور ایک فتح نمایان حاصل کی سنہ ۲۱۳ھ مین پہر جبالیکی در برشلونہ اور جزیرہ والون سے دو ماہ تک لڑائی ہوتی رہی اور کئی قلعہ گراکر واپس ہوا۔

یہہ عیسائی جنہون نے اسقدر زور پکڑ کر ہسپانیہ کی اسلامی طاقت کو تردد اور آخر کو کمزور پہر جلا وطن کردیا۔ طارق اور بعد کے مجاہدین اسلام کے خوف سے ہسپانیہ کی شمالی پہاڑی صوبہ آسترازین کے دشوار گذار غارون مین جا چہپے تہے۔ انکی تعداد ۳۰ مرد اور دس عورتین لکہی ہین کچھ تو انکی خفیف تعداد اور کچھ پہاڑون غارون کے رستہ کی دشواری نے مسلمانون کو اس جماعت کی پوری بیخ کنی سے روک دیا۔ باقی عیسائی تو اطاعت قبول کرکے ذمی ہوگئے اور ملازمت تجارت حرفت زراعت کے ہر ایک صیغے مین امن امان سے ترقی کرتے ہوئے عیسائی سلطنت کے عہد سے بہی بڑہ کر فارغ البال ہوگئے۔ اور عیسائیون کی آبادی کا حصہ کثیر اسلامی مدارس مین جو ہر ایک قوم اور مذہب کیلیے نہایت فیاضی سے کہلے ہوئے تہے تعلیم پاکر مسلمانون کے علم ادب اور طریق معاشرت کے قبول کرنے مین نہایت سرگرم ہوئے۔ اور فاتح قوم کے عادات و اطوار کو ہی نہین بلکہ مذہب کو بہی خوشی خوشی مان لیا۔ اور چونکہ اسلام مین قوم و رنگت کی ہرگز تمیز نہین اسلیے یہہ نو مسلم ملکی۔ فوجی۔ علمی غرضیکہ ہر ایک سائٹی مین عربون اور بربریون سے کم ممتاز نہ تہے وہ چالیس مرد و زن کی قلیل جماعت جو وحشی درندون کی طرح غارون مین پناہ گزین ہوئی تہے۔ اس خیال پر جمی ہوئی تہے کہ ہسپین کے اصلی مالک ہم ہین اسلیے انکو جب کبہی موقعہ ملا اپنی جماعت سے باہر بہی مسلمانون کی عیسائی رعیت مین اس جوش کو پہیلاتے رہے حب وطن کے الفاظ مین کوئی ایسا جادو بہرا ہے کہ خواہ انسان کیسی ہی ردی اور کمزور حالت مین ہو۔ مگر حب وطن اور حب قوم کے جوشیلے لفظ ور ایک دفعہ سننے والے کے خون مین جوش پیدا کردیتے ہین۔

غرضیکہ اس پناہ گزین مختصر جماعت کو وقتاً فوقتاً تازہ کمک پہنچتی رہتی تہی اور اسیطرح قوت پاکر غارون سے نکل آئی۔ اور مسلمانون کے سرحدی اضلاع کو لوٹنے لگے اس قوم کے سرغنہ پیلی اوکی سر کی شادی بہادر الفنسو والی کنٹبریا سے ہوگئی اور اسیطرح دونون کے اتفاق سے ایک زبردست جتہ مسلمانون کی برخلاف ہوگیا اور یہہ واقعہ سنہ ۱۵۰ھ کا ہے

لڑائی بہی جہاد وغزا کا درجہ حاصل نہین کرسکتی تہی اور اعتقاد غزا کے بغیر شکل بغیر کامیابی محال تہی پس ان وجوہات سے
علمائے اسلام نے بسرپرستی مولانا یحییٰ تلمیذ امام مالک رضی اللہ عنہ حکم پر زور دینا شروع کیا کہ اپنے افعال و عادات
کو شریعت کے مطابق کرے جب نصیحت اور ملامت سے کام نہ نکلا تو حکم کے معزول کرنے کا منصوبہ کیا۔ اور ہزارون
عجمی جو حکم کے معاون تہے بازاریون کے ہاتہہ سے قتل ہو گئے تمام باغی جمع ہو کر حرم سرائے سلطانی کو
چلے حکم نے یہ دیکہہ کر ایک منتخب دستہ سوارون اپنے چچازاد کے ماتحت باغیون کے گہرون پر جو جنوبی حصہ
شہر مین آباد تہے خفیہ روانہ کر دیا جنہون نے جا کر قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ باغی یہ سنتے ہی حرم سرائے
سلطانی کا محاصرہ چہوڑ کر اپنے گہرون کو بچانے چلے گئے۔ حکم نے دوسری فوج بہیجکر پیچہے سے مصیبت برپا
کر دی اور باغی درمیان مین اکثر فنا ہو گئے لیکن حکم نے عام باغیون کو ہی قتل کیا۔ اور مقتدر علما و فقہا کا
قصور معاف کر دیا اس خانہ جنگی کو دیکہہ کر عیسائیون نے شہر برشلونہ (بارسلونا) فتح کر لیا۔ اور ١٨٧ھ ہجری
مین ٹولیڈو بہی لے لیا۔ حکم نے اپنے چچازاد بہائی کو فوج روانہ کیا جسنے دشمن کو شکست دی مگر اسکا حوصلہ
پست نہ کرسکا جسکی وجہ وہی تہی جو اوپر لکہی گئی ہے جہادی جوش کم ہو گیا تہا۔ فوج کرایہ کی ٹٹو تہی پس ١٩١ھ
مین شاہ لذریق نے لشکر جرار لے کر طرطوشہ کو آگہیرا۔ اب حکم کی آنکہین بہی کہلین اور بمشورہ علما پابند شریعت
ہو کر جہاد کا اعلان دیا۔ ہزارون مجاہدین جمع ہو گئے حکم نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو سرعسکر بنا کر روانہ کیا
اور قبل اسکے کہ عیسائی اسلامی علاقہ مین قدم رکہین۔ اسلامی لشکر عیسائیون پر جا پڑا طرفین کے بہادرون
نے خوب بہادری و مردانگی دی اور قومی خدمت کا خوب حق ادا کیا مگر مسلمان غازی عیسائی جوش پر غالب آگئے
اور میدان جیت گئے عیسائی اکثر قتل اور قید ہو گئے۔ عبدالرحمٰن بہت سا مال غنیمت لیے واپس ہوا۔ تیمنواز
سنہ ٢٠٠ ہجری مین اپنے وزیر عبدالکریم بن مغیث کو غزا کے لیے روانہ کیا جو متواتر مصار فتح کرتا اور
کے قلعے گراتا ہوا عیسائیون کے وسط علاقہ مین جا پہونچا۔ عیسائیون نے اسوقت متفقہ کوشش سے مقابلہ کیا
اور آس پاس کی ممالک کے عیسائی بہی شریک جنگ ہو گئے دونون فوجون کے درمیان ایک دریا تہا اس لیے عبدالکریم
پیچہے ہٹ گیا اور عیسائی جوش مین دریا اتر گئے جو سپہ سالار اسلام کا عین منشا تہا۔ لڑائی کئی دن تک ہوتی
رہی آخر دشمن کئی لاشین میدان مین چہوڑ کر دریا پار بہاگ گیا۔ اور کئی عیسائی جنرل شاہزادہ قید ہو گئے۔
چونکہ دریا بکثرت بارش سے چڑہ گیا۔ اس لیے عبدالکریم پار نہ ہو سکا۔ اور تیرہ روز کی خفیف خفیف لڑائیون
کے بعد واپس ہوا۔ اور سنہ ٢٠٦ھ خلیفہ حکم فوت ہوا۔ یہہ خلیفہ ہارون الرشید کا ہم عصر تہا۔

اپنے مذہبی فرائض کو نہایت آزادی سے ادا کرتے تھے۔ تجارت صنعت و زراعت کا اکثر حصہ انہیں کے ہاتھ تھا۔ کوئی محصول ٹیکس ناجائز ان پر نہ لگی تھی۔ نفرت اور کراہت کا نام تک مسلمانان سپین میں نہ تھا۔ اس لیے امن و امان اور آزادی کے شکریہ میں اسلامی گورنمنٹ کا انتظامی امور میں ہاتھ بٹانا اور مدد دینا لازم تھا۔ لیکن عیسائی جو بیوفائی اور غدر کے پتلے تھے انہوں نے الٹا اسلامی گورنمنٹ کے بگاڑنے کا منصوبہ باندھا اور شمالی سپین کے مذہبی دیوانوں کے جوش بڑھانے کے واسطے سپین کے راہبوں پادریوں کی ایک کمیٹی مقرر ہوئی۔ جسکا سرغنہ یولوجیس سرگرم پادری تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کا انتظام تو ٹھیک ٹھاک ہے۔ شجاعت کی بھی کمی نہیں اس لیے سرحدی عیسائیوں کو زیادہ جوش اور جان فروش بنانے کے لیے اپنی جانیں قربان کرنی شروع کیں اور طرح تو یہ عیسائی مسلمانوں کے ہاتھ سے مر سکتے نہ تھے پس علانیہ بازاروں محلوں میں جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین کرنی شروع کی جسکی سزا موت تھی اور ایسی خودکشی کا نام شہادت رکھ کر ایسے مجرم خودکش کو ولی اللہ بنا کر شمالی سپین اور دیگر بلاد یورپ کے عیسائیوں کو امن پسند مسلمانوں کے برخلاف اکسانے اور دست بشمشیر ہونے کا آلہ بنا لیا۔ اس خفیہ کمیٹی نے مسلمانوں کو بھڑکانے کے لیے ایک فلورا نام مسلمان لڑکی کو بھگا کر اپنے ہاں چھپا دیا۔ پولیس نے سراغ نکالا وہ عیسائی مذہب کا دم بھرنے لگی عدالت نے اس لڑکی کے الفاظ ارتداد اور توہین اسلام پر زیادہ نوٹس نہ لیا صرف سمجھانے کے لیے بھائی کے حوالہ کر دیا جہاں سے پھر عیسائیوں نے بھگائی اور گرفتاری پا کر توہین آمیز کلمات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شان میں کہتی رہی اگرچہ اسکی سزا قتل تھی لیکن عدالت نے رحم کیا کہ صرف قید کی سزا دی اس کمیٹی کے ممبروں نے سر بازار مسلمانوں کو چھیڑنا اور مذہب اسلام اور مقدس بانی اسلام کے حق میں صلواتیں سنانی شروع کیں جب کوئی سبب پوچھتا تو کہتے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس طرح سے شہادت حاصل کریں یہ ناشائستگی جو گورنمنٹ کے قانون مجریہ وقت کے خلاف ورزی سے ان عیسائیوں نے کی جسکی سزا صریحاً موت تھی کسی طرح بھی شہادت کا درجہ نہیں پا سکتی عمداً مذہبی قضیے چھیڑنا اور دوسروں کے دل دکھانا اور عمداً راہ چلتے چلتے مسلمانوں کو دیکھکر پیغمبر اسلام کے شان میں الفاظ ناشائستہ بکنا۔ پاکیزگی کس طرح ہو سکتی ہے۔ یہ تمام شرارت محض عیسائی دنیا کو مسلمانوں کے برخلاف ہتھیار اٹھانے اور عوام میں انتقامی جوش پھیلانے کے لیے تھی۔ عین عید کے دن ایک اعظم رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین کو بازار میں کھڑا ہو گیا اور عام مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ قرطبہ کے عیسائی مجتہد نے معہ پکے عیسائیوں کے اس کی لاش کو نہایت عزت و تعظیم کے ساتھ شہید کر ڈالی۔ گلیشن کا معزز خطاب دیکر دفن کیا اور شاہ و ولایت کا خطاب دیکر اور مریدوں کو ایسی قربانی پر برانگیختہ کیا۔

جبکہ ابھی عبد الرحمن اول نے سپین مین قدم نہین رکھا تھا۔ اور دمشق کی خلافت کا رعب اٹھ چکا اور سپین مین کوئی واحد شخص طاقتور موجود نہ تھا جو سپین کو مخالفون سے بچا رکھتا۔

نکے کے بعد فوراً ہی تمام شمالی صوبے مسلمانون کے مقابلہ پر اُٹھ کھڑے ہوئے اور مغربی صوبہ گلشیا کے عیسائیون کو ساتھ ملا کر متواتر کامیابیون سے مسلمانون کو مار کر جنوب کی طرف ہٹا دیا اور بہت سے شہر مثلاً براگا۔ پورٹو سیٹو کا لیون سالامانکا سیگویا۔ وغیرہ جیسے شہرون پر قبضہ کر لیا۔ اور خلیج بسکے کے سرحدی اضلاع مین مزہ سے رہنے لگے اور بسبب جمعیت قلیل کے جنوبی سپین مین نہ بڑھ سکے مگر ایک خوفناک گروہ قایم ہو گیا عبد الرحمن جس کی علمداری کی حالت مین سپین پہنچا مدت تک اُسکو اسلامی قومون مین ہی رسوخ و اعتبار تدبیر و تلوار سے قائم کرنا پڑا اور جسقدر اُسکو موقعہ ملا اُس نے سپین کی اسلامی علاقہ سے باہر بھی بہت کچھ اسلامی رعب کو قائم کیا اور ان سرحدی سرکش عیسائیون مین جو مقابل ہوا اسکو اچھی طرح بغاوت کا مزا چکھا دیا۔ مگر کئی مشکلات سے جنمین عبد الرحمن اول گرفتار رہا۔ ان لٹیرے عیسائیون کا قلع قمع نہ کر سکا کیونکہ جب فدہ بہی انپر زور پڑتا فوراً پہاڑی دشوار گذار دور دراز مقامات مین پناہ گزین جا ہوتے جہان ایک منتظم فوج کو پہونچنا مشکل ہوتا عبد الرحمن اول کی فوج کشیون سے اتنا ضرور فائدہ ہوا کہ اُس کے بیٹے ہشام نے تین چار معرکے مار کر شمالی سپین کے بڑے بڑے شہر فتح کر لیے اور مسلمانون کا رعب جما دیا مگر اس سے بھی ان سرکش عیسائیون کا استیصال نہ ہو سکا۔

خلیفہ حکم نے اپنی زندہ دلی اور بے اعتنائی شریعت سے مسلمانون کو بھی بغاوت پر مجبور کر دیا اس وقت مین پھر شمالی سپین مین فساد برپا ہوا جسکو فرانس اور اٹلی تک سے مدد ملتی رہی حکم کا وزیر عبد الکریم اور اسی عبد الرحمن اوسط کو متواتر جہات سے عیسائیون کا زور توڑنا پڑا خود اپنے عہد مین عبد الرحمن اوسط نے اور زیادہ سعی دکھائی اور پرجوش عیسائیون کے کئی شہر اور قلعے فتح اور ویران کیے۔ اور ضرور عبد الرحمن بیخ کنی کر دیتا جہان اسلامی فوج کا پہونچنا آسان یا ممکن تھا۔ وہان کے عیسائی جب کبھی موت کی صورت نظر آتی تھی فوراً اطاعت مان لیتے اور جزیہ دینا قبول کر لیتے۔ اور جزیہ اور اطاعت کی صورت مین کوئی مجاہد اسلام تلوار نہین اٹھا سکتا لہذا عبد الرحمن کے بہادرون کو بھی ایسے گروہ صفت مخالفون کو چھوڑنا ہی پڑتا۔ ان وجوہات سے سپین کی شمالی علاقہ مین یہ فساد کا مادہ موجود رہا اور آخر مسلمانون کی جلاوطنی کا موجب ہوا۔ خلیفہ عبد الرحمن اوسط کو صرف شمالی سپین کے عیسائیون سے ہی جو علانیہ مخالف تھے تکلیف اُٹھانی نہ پڑی بلکہ خاص دار الخلافہ قرطبہ کے عیسائیون نے آتشی فساد بھڑکانے مین ایسا سوانگ بدلا جو کسی کے وہم و گمان مین بھی نہ تھا۔ سپین کے عیسائی خلفائے قرطبہ کے ماتحت نہایت آرام کی زندگی بسر کرتے تھے انکو حکومت و سلطنت مین برابر حصہ ملا ہوا تھا تعلیم و تربیت کے دروازے ان کے لیے ویسے ہی کھلے تھے جیسے کہ خاص مسلمانون کے لیے

تو اہی کافی نہین ہوئی بلکہ قوم فاتحہ کی امن پسندی عدل و انصاف آزادی مذہب کی شہرت عامہ زیادہ اثر دکہاتی ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ انگریزی کی وسعت ممالک کا باعث زیادہ تر یہی نیکنامی ہے اسوقت سپین کی اسلامی سلطنت ان اوصاف سے موصوف تہی اور عیسائی بطیب خاطر مسلمانون کی حلقہ بگوش بنتے جاتے تہے بادہ فرزانہ گورنمنٹ کا جو اثر ہوا کرتا ہے وہ عیسایون پر پڑنے لگا تہا چنانچہ بقول عیسائی مؤرخ جو ایسے پادری یوجیس عنزہ شہدائے قرطبہ کی تحریر کا حوالہ دیتا ہے سپین کے عیسائی اپنی قدیم زبان لاطینی اور علم ادب کو نفرت کرتے تہے اور عربون کے برابر زبان دانی مین لیاقت پیدا کرنے کی کوشش کرتے یا دریون کی تصانیف اور انجیل مقدس کی جگہہ عربی نظمون اور فسانون اور مشہور ادبا کی تصانیف اور عربی تحریر کا شوق سے مطالعہ کرتے اور قرآن مجید کی آیات کو بطور سند ادب اظہار فضیلت یاد رکہتے عیسائی عیسائی قوم کے نوخیز عربی زبان کے سوا اور کچہ نہین جانتے اپنے کتب خانون کو صرف عربی کتابون سے معمور رکہتے ہین اور انہین کے مطالعہ سے دلچسپی اور پسندیدگی ظاہر کرتے ہین اپنی زبان اور مذہب کی کتابون کی طرف بہولکر بہی نہین دیکہتے ہزارہا عیسایون مین بمشکل ایک بہی نہین ملتا۔ جو لاطینی زبان مین لکہہ پڑہ سکتا ہو۔ حالانکہ عربی زبان مین شاعری کے درجہ تک عیسائی ترقی کر گئے ہین۔ عربی تہذیب و شائستگی اور عربون کے طریق معاشرت کو قوم خاندان گہرون مین ترقی دے رہے ہین۔ اور اپنی مذہبی قومی ملکی طریق تمدن سے نفرت کرتے جاتے ہین وہ اہل عرب سے محبت اور دیسی بہائیون سے کراہت کرتے ہین۔

پس یہ واقعات یوجیس جیسے مذہبی پیشوا کو صرف اسلامی سلطنت کے استقلال و ترقی کا ہی اظہار نہ تہا اور خاموش اور باطن مین زبردست اور موثر ذریعہ معلوم نہ ہوا بلکہ عیسائی مذہب کی بیخ و بن سپین سے اکہاڑ دینے کا آلہ دکہائی دیا اُس نے اس معاملہ مین عیسایون سے مباحثے کی کتابین تصنیف کین عربی تعلیم یافتہ عیسائیون کو ملامتین کین جنہون نے اسلامی گورنمنٹ کی صلح کل پالیسی آزادمنشی انصاف پسندی انجیل کے بلا مانع درس و تدریس ہر ایک قسم کی آزادی دکہا کر یوجیس کو مفتری ثابت کیا۔ مگر عیسائی مجتہدین نے ایسے لوگون کو خارج از دین کہدیا اور ایسے لوگون سے مایوس ہو کر شمالی سپین کے جاہل اور جنگ جو عیسایون کو جن پر ابہی اسلامی تمدن کا کوئی اثر نہین پڑا تہا۔ اور سپین کی قدیم عظمت کو قائم کرنے کے لیے ہمیشہ مسلمانون سے شمشیر بکف رہتے تہے اپنے خیالات کا حامی سمجہا عیسائی امرا نے بہی یوجیس کے خیالات کے مضبوط کرنے اور لوگون نے ایسے شہدا کی بہیلا کر عوام کو سرفروش بنانے مین کوتاہی نہ کی۔

اب جبکہ ملک مین آثار بدامنی نظر آنے لگے تو گورنمنٹ اسلام نے بہی توجہ کی اور علما کی کمیٹی مین قرار پایا کہ جو لوگ

اس مقتول کی نسبت کئی کرامات اور پیش گوئیون کو منسوب کر کے یورپ کے عیسائیون مین مسلمانون کے ظالمانہ افعال کا شور مچا دیا اس کے بعد ایک عیسائی اسلام لانے کے بہانے قاضی کے پاس گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین بکواس کرنے لگا۔ قاضی نے ہرچند منع کیا مگر باز نہ آیا اور باوجود قاضی کی سفارش کے بحکم سلطان قتل ہوا۔ انہین دنون مین سلطان کے باڈی گارڈ کے ایک عیسائی سپاہی نے جو اس خفیہ کمیٹی کا ممبر اور پادری یوتوجیس کا مرید تھا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی اور مارا گیا۔ اگلے اتوار کو چھ اور راہبون نے قاضی کے سامنے دیوانہ وار چلانا شروع کیا۔ اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنی شروع کی قاضی نے ہرچند سمجھایا لیکن جس منصوبہ کو ٹھان آئے تھے وہ تب ہی پورا ہو سکتا تھا جبکہ وہ قتل کیے جاتے آخر یہہ بھی لہو لگا شہیدون مین مل گئے اسیطرح اور تین راہبون کو خبط ہوا اور خودکشی کے مرتکب ہوئے اسطرح دو ماہ کے کم عرصہ کے اندر گیارہ شخص مارے گئے مجرمون کو شہید اور جہان دفن گئے گئے اسکا نام گنج شہیدان رکھا گیا۔

بس یہہ گیارہ شخص عیسائیون کے ٹہر کانے کے لیے کافی سے زیادہ تھے ہر ایک کے واقعہ قتل کے ساتھہ ایسے خلاف عقل افسانے اور حیرت انگیز داستانین مشہور کی گئین جس سے مقتولون کی بیکسی مظلومی اور مسلمانون کی ظلم وسفاکی وحشت وخونخواری عیسائیون سے شدید مخالفت کا اظہار ہوتا تھا اور سننے والون کو دلون مین ایک قدرتی انتقامی جوش پیدا ہوتا تھا۔ یہ اُس قسم کی کارروائی ہے جیسے کہ زمانہ حال مین آرمینا مقدونیہ کی عیسائی رعایا پر ترکون کی فرضی مظالم کی داستانین گہڑ گہڑ کر یورپ مین ترکی کی عداوت اور نفرت کا بیج بویا جاتا ہے۔ اور یورپ کے اکثر سادہ لوح ان فسانون کو صحیح مان کر ترکون کو ظالم وحشی وغیرہ وغیرہ کے القاب سے پکارتے ہین اور سلطان ترکی کے برخلاف ہر ایک قسم کے خلاف انصاف عملی کارروائی کرنے کو تیار ہو جاتے ہین یہہ سبق جو زمانہ حال مین ایک پولیٹیکل تدبیر بن گئی ہے اسکے ابتدائی موجد قرطبہ کے عیسائی صاحبان تھے۔ جو عیسائیون مین اسی قومی خدمت کے عوض سنٹ ولی شہید وغیرہ کے مقدس لقب سے پکارے جاتے ہین واقعی ان راہبان قرطبہ کی اس قربانی کا سپین ہمیشہ ممنون احسان رہیگا۔ جنہون نے ایک ایسی تدبیر نکالی کہ اپنی عزیز جانون پر کہیل کر عیسائیون مین تازہ جوش بہر دیا اور ہر ایک عیسائی کو مسلمانون کا تشنہ خون بنا دیا۔ اور سپین کی گئی گذری جنگی حرارت کو پہر از سر نو قائم کر لیا۔ قومی شاعرون اور بہاٹون نے ان شہدائے قرطبہ کی شان مین تیغ زبان کے خوب جوہر دکہلائے اور بزم ورزم مین عیسائی جوش کے ابہارنے کے لیے ایک مفید آلہ رہی۔

اس کارروائی نے مسلمانون کی ترقی کو سخت نقصان دیا۔ ملک گیری اور کشورکشائی کے لیے صرف

کے دربار کا معتوف شدہ قوال (کلاونت) فاریاب نام سپین ہو بجر کر عبدالرحمن کے دربار کی زینت بن گیا۔ اور مشرقی تکلفات اور تنعم اور تعیش کے اسباب کا موجد ہوا جس سے سپین کی ادبار کا آغاز ہوا۔ اسی نے تنبور پر پانچواں تار چڑہایا۔ ہزار سے زیادہ راگ رگنیاں اسکو یاد تہین وہ موسیقی کا کامل استاد اور کئی راگیون کا موجد تہا۔ اُس نے طریق معاشرت مین بہی کئی ایک اختراعات کین۔ جواب تک سپین مین اُس کے نام سے مشہور ہین۔

محمد بن عبدالرحمن

عبدالرحمن کے عہد مین قرطبہ کے پادریون نے جو شہادت (خودکشی) کا دل فریب ڈہکوسلا نکال کر سپین کے شمالی سرحدی جنگجو اور دیگر ممالک کے عیسایون مین اسلامی گورنمنٹ کی مخالفت کا بیج بویا تہا سپین کے خاص عیسائی رعایا بہی گو بظاہر کوئی جرارت نکر سکی لیکن ان واقعات قتل کو کب پسند کرتی تہی خلیفہ عبدالرحمن نے متواتر فوج کشی سے عیسایون کے زور توڑنے مین ہرچند کوشش کی مگر اس کشت وخون سے بغاوت کا اور مادہ بڑہتا رہا۔ قرطبہ کی کیمٹی چند عیسایون کی قربانی کو عیسائی جوش کے بڑہنے کا باعث جانکر اور عبدالرحمن اور اسکے اراکین سلطنت کی رحمانہ اور نرم کارروائی سے اور زیادہ دلیر ہوگئی۔ عبدالرحمن جسنے یولوجیس اور دیگر پادریون کو جنپر بغاوت کا الزام ثابت ہوچکا تہا۔ اور مسلمان لڑکی فلورا کا بہکانا اور چہپانا اُس کے ذمہ عاید ہوا تہا۔ مگر عبدالرحمن نے چندروز نظربندی کے بعد سب کو چہوڑ دیا۔ اس سے یولوجیس اور اُس کے ہمراہی زیادہ دلیر ہوگئے مگر اب عبدالرحمن کی جگہہ محمد سریرآرا تہا جسکو کہ عیسائی مورخ ظالم اور ناتربیت یافتہ کہتے ہین مگر انصاف کیا جاوے تو محمد کے سامنے واقعات ہی ایسے پیش آگئے تہے کہ ہر ایک گورنمنٹ کو اسلامی ہو یا کوئی اسکو تشدد کرنا پڑتا ہے عبدالرحمن نے اپنے طویل حکومت مین ہرطرح سے چشم پوشی کی اور عیسایون کی بدزبانی اور اسلامی توہین کو سنا۔ لیکن رحم کو ہاتہ سے نہ چہوڑا او عموماً فہمایش پر ہی بارہا اکتفا کیا نتیجہ یہہ نکلا کہ عبدالرحمن کی تمام عمر عیسایون کے برخلاف جنگ وجدل مین ہی گذر گئی اور نتیجہ بہی کچہہ مفید نہ نکلا۔ اب حسب دستور سلطان کے ہوتے ہی قرطبہ کی عیسائی کمیٹی نے زیادہ مستعدی دکہائی۔ مرد تو شہید ہو ہی چکے تہے یولوجیس کے خیال مین ایک عورت کی قربانی عیسائی جوش ابہارنے کے لیے ضروری تہی اور عورت بہی وہ جو تبدیل مذہب کے سبب عیسائی دنیا مین شہرت پاچکی تہی اور اُسکی معمولی نظربندی کے افسانے نہایت دردانگیز نظمون کے ذریعہ عیسایون کی زبان زد ہوچکے تہے اور اُس کے حسن دلفریب اور اُٹہتی جوانی کی یاد سخت سے سخت دلون کو بہی ہلا دیتی تہی۔ پس یولوجیس نے سادہ لوح فلورا کو قربانی پر آمادہ کیا اور اس شہادت (خودکشی) کو آسمانی بادشاہ کے حضور میں

شہید ہوچکے ہین اور انکو شاہ ولایت عیسائی بنا چکے ہین ان سے توکوئی تعرض نہ کیا جائے۔ لیکن آئندہ جب کوئی ایسا عیسائی مجرم اسلامی عدالت کے حکم سے قتل کیا جاوے اسکو شہید شاہ ولایت کا خطاب دینا جرم ہوگا واقعی گورنمنٹ کا فیصلہ اور احکام کی سخت توہین تہی جبکو کہ گورنمنٹ مخالف مجرم سرکش تجویز کرے رعایا اگر اسطرح عزت کرے یا یون کہو کہ جو گورنمنٹ کی عدول حکمی کرے رعایا کی طرف سے اسکا اعزاز ہو اور یہہ صریح بغاوت تہی جسکا تدارک ہر ایک گورنمنٹ کیا کرتی ہے۔

اسکے بعد بعض سردار قید ہوگئے اور یوتوجیس اور فلورا کو جیل خانہ جانا پڑا۔ پادری یوتوجیس اور باقی پادری رہا کیے گئے اب مسلمانون کے برخلاف عیسایون کا جوش بہت بڑہ گیا۔ اور عبدالرحمن کو ہمہ تن متوجہ ہونا پڑا ۲۲۳ھ مین قلعہ فرات پر چڑہائی کی اور ۲۲۴ و ۲۲۵ھ مین عیسایون کے ممالک پر چند دستہ فوج کے روانہ کیے جنہون نے ہزارہا عیسائی قتل اور قید کیے ۲۲۶ھ مین پہر عبدالرحمن نے آرلوط اور قطانیہ پر فوجین روانہ کین اسجگہہ اسٹریا اٹلی فرانس سے بہی عیسائی بہ تعداد کثیر آگئے مسلمان جنکی تعداد بہت قلیل تہی گہبرا گئے رات بہر لڑائی ہوتی رہی لیکن صبح کی سفیدی نمودار ہوتے ہی مجاہدین اسلام نے ایسا سخت حملہ کیا کہ عیسائی بہاگ نکلے۔ اور کروڑون کا مال غنیمت چہوڑ گئے۔ اولوالعزم عبدالرحمن نے اسی سال اپنے بیٹے عبداللہ کو بلاد فرنگ کو روانہ کیا جسنے ایک سخت جنگ کے بعد ہزارون عیسایون کو قتل کیا اور انکی کوپریون کی مینار بطور یادگار فتح میدان جنگ میں بنوائی اسی سال لذریق عیسائی بادشاہ شہر سالم کے لوٹنے کو آیا جسنے عبدالرحمن کے سردار فرتون بن موسی کے ہاتہ سے شکست فاش کہائی۔ اور جو قلعہ عیسایون نے اسلامی حدود پر تعمیر کیے تہے گرا دیے گئے ۲۲۸ھ مین عبدالرحمن نے حارث بن زنیم کی ماتحت فوج روانہ کی حارث زخمی ہوکر قید ہوگیا۔ اور فوج کو شکست ہوئی۔

عبدالرحمن نے یہ سنکر ایک اور لشکر اپنے بیٹے محمد کے ماتحت روانہ کیا جسنے شاہ غرسیہ کی فوج کے حصہ کثیر کو تہ تیغ کیا۔ اور حارث کو قید سے چہوڑا لیا ۲۳۰ھ ہجری عبدالرحمن نے رومی بیڑا جہازات کو شکست دی ۲۳۵ھ ہجری مین عبدالرحمن نے لشکر جرار جہاد پر روانہ کیا جو عیسایون کو دباتا ہوا بتہ تک پہنچ گیا۔ اور عیسایون کو جم غفیر کو شکست دیکر تتر بتر کیا ۲۳۶ھ ہجری مین بارشلونہ فتح کیا۔ یہ وہ شہر تہا جو خلیفہ حکم کے عہد مین عیسایون نے فتح کیا تہا ۲۳۷ھ مین ایک اور فتح حاصل کی ۲۳۸ھ ہجری مین یہ بہادر خلیفہ ۳۲ سال کی سلطنت کے بعد راہی فردوس برین ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ خلیفہ جسقدر رزم کا شایق تہا اسی قدر بزم کا بہی مشتاق تہا۔ ہارون الرشید کے عہد مین جو تجمل و شوکت اور زیبائش و آرائش بغداد کو حاصل ہوئی تہی اسی کی تقلید مین قرطبہ کو ثانی بغداد بنایا گیا۔ شاندار عمارتون مفید عام کامون کے اجرا۔ علوم و فنون کی قدردانی ملک کی آسایش کے سامان مہیا کیے۔ ہارون الرشید

ارے گئے۔ اسی سال میان فتح ہوا سنہ ۲۴۸ ہجری مین محمد نے نیلونر پر چڑہائی کی اور کئی قلعے فتح کیے۔
سنہ ۲۴۱ ہجری مین برسلونا کے عیسائی حاکم نے مقابلہ کیا سنہ ۲۴۹ ھ مین بتہ کے کئی قلعہ فتح ہوئی سنہ ۲۵۱ ھ
مین محمد کے بیٹے منذر نے لذریق شاہ فرنگ کی فوج کثیر کو بمقابلہ فیح مرکوین خونخوار معرکہ کے بعد پامال کیا
جسمین اور بیشمار قیدی کیے گئے صرف افسران فوج ہی ۲۴۹۲ تہے سنہ ۲۵۲ ہجری بتہ اور ریانہ کے نواح مین فتوحات
نمایان حاصل کین سنہ ۲۵۳ ہجری مین حرفتی کے اکثر قلعہ فتح ہوئے اس کے بعد متواتر ہر سال محمد حملات کرتا
رہا اور عیسائیون کا زور توڑتا رہا سنہ ۲۷۳ ہجری مین خلیفہ محمد فوت ہوا۔
خلیفہ عیسائیون کی بغاوتون مین اسقدر مشغول رہا کہ اُسکی اندرونی ملک کا انتظام بہی درست نرہا خاص قرطبہ کے
عیسائی کیشی زیادہ مار آستین ثابت ہوئی۔
محمد کے بعد اسکا بیٹا منذر ایک سال گیارہ ماہ کی حکومت کے بعد مر گیا اور بدستور بغاوت کا زور رہا۔
منذر کے بعد اسکا بہائی عبد اللہ بن محمد خلیفہ ہوا۔ اُس کے عہد مین بہی عیسائیون سے متواتر معرکہ
ہوتے رہے مگر بغاوت کا استیصال نہ ہوسکا۔ اور سنہ ۳۰۰ھ مین مر گیا۔

عبد الرحمن الناصر لدین اللہ خلیفہ اعظم

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ ایک صدی سے سپین کی اسلامی گورنمنٹ کو کسقدر مشکلات نے گہیر رکہا تہا۔ جو
عیسائی جماعت کہ ابتدائی بہادران اسلام کی شمشیر خارا شگاف سے بچ بچا کر ۳۰۰ کی تعداد مین ایک
غار کے اندر پناہ گزین ہوکر موذی درندون کی طرح دم توڑ رہی تہی اب دم ہوتا کہ خلیفہ سپین کی فوجون
کا مقابلہ کرنے لگے اور سرحدی امصار کو لینے لگے ایک ڈاکو کی حیثیت سے نکل کر شاہ دین پناہ کے خطاب سے
پکارے جانے لگے قاعدہ ہے کہ جب باغیون کا گورنمنٹ قلع قمع نہ کر سکے تو امن طلب طبائع پر بہی اثر پڑنے
سے نہین رہتا۔ بقول خربوزہ سے خربوزہ رنگ بدلتا ہے سرکشی خود مختاری کی آرزو بڑہجاتی ہے عبد اللہ کی
بعض خود غرضانہ حرکات اور منذر کے واقعہ قتل سے مسلمان ہی عبد اللہ کے خیر خواہ نرہے نتیجہ یہ نکلا کہ اکثر مسلمان
صوبے دربار خلافت کی برائے نام مطیع رہ گئے بلکہ اکثر صوبہ خود مختار ہوگئے۔
ایسی نازک حالت مین عبد الرحمن ثالث اکیس برس کا ناتجربہ کار نوجوان اپنے دادا عبد اللہ کا جانشین ہوا
اور سلطنت پر ہر طرف سے مایوسی چہائی ہوئی تہی کہ جوان بخت عبد الرحمن نے عنان حکومت ہاتہہ مین لی اور
تخت پر بیٹہتے ہی اس قسم کی مدبرانہ بہادرانہ چالین چلا کہ جملہ خود غرض سردارون کو کان ہوگئے جس نے
سر اٹہایا اُس کو کچل دیا۔ مسلمان سردارون کے دل سے ہوس خود مختاری نکال کر عیسائی باغیون کے درپے ہوا

جلنے کا ذریعہ بتایا۔ فلورا جو مذہبی خیالات مین مچھ چکی تھی اس شہید گر یو لوجیس کے حلقہ مین آگئی اور جھٹ گرجا سے نکلتی ہی قاضی کے پاس پہنچی اور بے دھڑک اسلام اور بانی اسلام کی توہین کرنے لگی اور اس نادانی مین ایک اور حسینہ بھی اس کے ساتھ تھی۔ قاضی کو ان نوجوان لڑکیون کی حالت پر رحم آگیا۔ اور بہت کوشش کی کہ ان ہر دو باتون سے باز آئین اور اپنے الفاظ کو واپس لین تاکہ رقیق القلب قاضی کو قانون کی تاویل کرنے کے لیے کوئی وجہ مل سکے مگر وہ ہر دو اوستادون سے تعلیم پاکر صرف موت کی طالب تھین اس لیے مجبوراً اون سے قانونی سلوک کیا گیا۔

یو لوجیس جس پر باغیانہ خیالات پھیلانے کے علاوہ فلورا کے بہکانے کا الزام لگا تھا۔ اب ایک اور مسلمان لڑکی کے اغوا کا الزام لگا۔ اور جرم اعانت مین ماخوذ ہوا۔ اور بجائے اس کے کہ معقولیت سے تردید کرتا اس جرم کے علاوہ علانیہ اسلام اور بانی اسلام کی توہین کرنے لگا۔ قاضی ایسے قومی مذہبی لیڈر کے منہ سے یہ کلمات سنکر ہکا بکا رہ گیا اور کہا کہ مین ایک بہت بافتہ عالم کے منہ سے ایسے دل خراش کلمات سنکر سخت حیران ہوا۔ مگر یو لوجیس نے جو منصوبہ باندھا ہوا تھا۔ وہ تہذیب کے تقاضا کے برخلاف تھا۔ شاید تہذیب و تربیت مانع ہوگی مگر اپنی خودکشی (شہادت) سے عیسائی اقوام کا جنگی جوش بڑھتا تھا باز نہ آیا۔

ناچار قاضی نے اس کی مثل مقدمہ اعلیٰ عدالت مین بھیجدی جہان کہ یو لوجیس نے باوجود ممبران کونسل کے سمجھانے بجھانے اور نرمی و حکم کی زیادہ سختی سے بانی اسلام کی توہین کا اعادہ کیا اور کونسل نے مجبوراً اس کی موت کا حکم دیا۔

یو لوجیس جو قرطبہ سے باہر بھی عزت و شہرت حاصل کر چکا تھا چنانچہ ٹولیڈو کے عیسائیون نے یو لوجیس کو ہی اپنا مجتہد بنانا چاہا تھا۔ اس کی موت نے اسلامی گورنمنٹ کو اور بدنام کر دیا۔

فرانس تک کے لوگ قرطبہ پہنچے اور شہدائے قرطبہ کے ہڈیون کو صندوق مین بھر کر فرانس لے گئے اور وہان ہڈیون کی زیارت اور حالات شہادت سنا کر عیسائیون کو مسلمانون کی جان کا دشمن بنا دیا۔ اور ایسے شدید الظلم مسلمانون کے روکنے بلکہ سپین سے نکالنے کے لیے ایک بہت بڑے پیمانے پر تحریک کرنے لگے محمد بن عبدالرحمن جسکو عیسائی مورخ ظالم لکھتے ہین زیادہ چوکنا ہو گیا اور اسکو ملک سے ایسے فاسد مادہ کے دور کرنے مین باپ سے بڑھ کر زور لگانا پڑا۔ اور مفسد اشخاص کو سخت سزائین دین۔ خود نے سنہ ۲۴۲ ہجری مین عیسائیون سے جنگ عظیم کیا۔ اور ۱۸ ہزار مخالفون کو تہ تیغ کیا سنہ ۲۴۲ ہجری مین پامپلونا تک تاخت و تاراج کی گئی۔ اور قلعہ طراسین فتح ہوا سنہ ۲۴۵ ہجری و سنہ ۲۴۶ ہجری مین عیسائی جہازون نے شہر اشبیلیہ کو تاراج کیا۔ جامع مسجد مسلمانون کو قتل کیا۔ اسلامی بیڑہ نے دو عیسائی جہاز جلا دیے اور دو گرفتار کیے۔ مگر مسلمان بہت

مغرور اہل ٹولیڈو کو فاقہ مستی سے مجبور ہو کر مطیع کر لیا۔ اب تمام سپین اس کے زیر حکم تھا اور کوئی متنفس عیسائی بربری عرب عبدالرحمن کے مقابلہ پر انگلی اٹھانے کی جرات نہ کر سکتا تھا چونکہ اب سپین کے حریف خلفائے بغداد اپنی عظمت کو کھو چکے تھے اور وہاں صرف خلیفہ کا عزل نصب قتل و قید ہی ایک قومی کام تصور ہو رہا تھا اس لیے ادھر سے کوئی بڑا خوف نہ رہا تھا۔ مگر عبدالرحمن کی عربی شمشیر نے تمام یورپ کو خوف زدہ کر دیا اور جو خطرہ کبھی موسیٰ بن نصیر اور طارق سے یا عبدالرحمن اول سے یورپ کو پیدا ہوا تھا۔ وہی نقشہ موت اب عبدالرحمن ثالث کے دل ہلا دینے والی فتوحات نے سلاطین یورپ کی آنکھوں کے سامنے کھینچ دیا قسطنطنیہ کے یونانی شہنشاہ اور پوپ روم نے قیمتی تحائف ارسال کر کے میعادی صلح کی اور عبدالرحمان ثالث کی تیغ بران سے اپنے آپ کو محفوظ کیا۔ اور جس طرح کہ شارلیمین شاہ فرانس کی چال خلفائے بغداد سے کام نکال لیگئی تھی اسی طرح عبدالرحمن ثالث کی غلطی نے رومیوں کو فائدہ پہونچا دیا میعادی صلح کے ذریعہ سپین کے گرم جوش مسلمانوں سے اطمینان حاصل کر کے کمزور خلفاء بغداد کے علاقہ پر رومی دھاوی ہونے لگے۔ اور مسلمان تیغ ظلم سے بیدریغ ہلاک ہو گئے مقام حیرانی ہے کہ امویوں اور عباسیوں کی قدیم مخالفت کو نہ ہارون الرشید دور کر سکا اور نہ ہی عبدالرحمن ثالث بلکہ عیسائی اس عداوت سے فائدہ اٹھاتے رہے۔

عبدالرحمن ثالث کی ترقی اقبال اور مجاہدانہ ترددات نے امرائے مراکو اور بربر کو بھی دامن گرفتہ بنا دیا جو بنی فاطمہ کے زیر فرمان تھے واقعی صداقت اسلام کا نمونہ عبدالرحمن تھا۔ جو تقلید صحابہ کرام کی زندہ یادگار تھا۔ علماء فقہا امراء رعایا کوئی فریق بھی اس سے ناراض نہ تھا اسکا کوئی کام قرآن و سنت کے خلاف نہ تھا فتوحات کثیر سے دولت بڑھ گئی اسکے خرچ کے لیے نئے نئے مصرف نکالنے پڑے عبدالرحمن کو اپنا سکہ بٹھلانے اور باغیوں سرکشوں کا زور گھٹانے میں ۱۸ سال گذر گئے تھے اب جبکہ کوئی جولانگاہ نہ رہا تو ملک کی اندرونی ترقی میں مصروف ہوا۔

اشاعت تجارت صنعت حرفت میں کوئی صیغہ نہ تھا جسمیں کہ عبدالرحمان نے ترقی سامان نہ بڑھائے ہوں جدید شہر قصبہ گاؤں بسائے کنوئیں تالاب نہریں۔ ذرائع آب پاشی کھدوائیں محصول تجارت میں کمی اور تجارت کی آزادی بڑھا دی۔ صنعت اور حرفت کی یہان تک قدر افزائی کی کہ مشرق کے مشہور صناع و کاریگروں کو صرف سپین ہی اپنی عزت و قدردانی کی جگہ نظر آنے لگی اور اس قسم کے لوگ چاروں طرف سے سمٹ کر قرطبہ پہونچ گئے۔

اور قدردان عبدالرحمان نے مدینۃ الزہرا مقابل قرطبہ بصرف کثیر تعمیر کرایا جسپر ۲۵ سال تک سپین کی تہائی آمدنی خرچ ہوتی رہی جسکی نظیر دنیا میں نہیں ملتی تھی اس شاندار عمارت میں دس ہزار مرد و زن خدمتگار رہتے۔ مدینۃ الزہرا کے حالات لکھنے کی یہاں گنجایش نہیں عربی تاریخوں کو دیکھنا چاہیے افسوس کہ یہہ دنیا کی بے نظیر عمارت دشمنوں کے ہاتھ سے تباہ ہوئی۔

جو نوجوان شہزادی کو فوج کا سپہ سالار اور فوج مین مردانہ جوش دیکھ کر خفیف سے مقابلون کے بعد خود بخود مطیع ہوگئے اور قلعون اور شہرون کے دروازے اس بلند اقبال خلیفہ کیلئے کہول دیے۔

عبدالرحمن ثالث کے غزوات ۲۲ تک ہین جنکی تفصیل کی یہان گنجایش نہین عبدالرحمن کو تخت نشین ہوئے ابہی تین برس ہی گذرے تہے کہ اردونو ثانی شاہ لیون نے اون کے صوبہ مریڈا کو فصل شہر مریڈا تک لوٹ لیا نوجوان سلطان فورا مقابلہ کو بڑہا اور کئی کامیابیان حاصل کین اور ایک مرتبہ شکست کہائی جس سے عیسائیون نے دلیر ہوکر لیون اور ناوار کی متحدہ فوجون نے تمام علاقہ کو دیوڈ تک تہ وبالا کرڈالا لیکن جلدی سلطانی فوجون سے متواتر شکستین کہاکر شہ پائی اب بہادر سلطان نے دشمن کے استیصال کا عزم بالجزم کرلیا۔ اور دشمن کو مار کر تمام میدانی علاقون سے نکال دیا اور مسلمان باغی ابن حفصون جو اونکا مددگار عیسائیون کو شکست دیکر قلعہ لے لیے اب چونکہ تمام علاقہ فتح ہوگیا جسپر کہ اسکے بزرگون کا کبھی قبضہ تہا۔ اس لیے شایق غزا خلیفہ عبدالرحمن ثالث ... دارالحرب پر چڑہ گیا۔ یہہ قلعہ نہایت مستحکم مضبوط سات فصیلون سے محصور تہا فصیلون کے درمیان خندقین پانی سے لبریز تہین چارون طرف کوہستانی سلسلہ آسمان سے باتین کررہے تہے اس فتح پر خلیفہ ... ن نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اوس کے بعد رومیر عیسائی بادشاہ سے مقابلہ ہوا سلطان کے ساتہ ایک ... فوج اور رومیر کے ساتہ اس سے زیادہ فوج تہی پہلے تو عیسائیون کو شکست ہوئی مگر تازہ مدد کی پہنچنے سے مسلمانون کو شکست دی جہان مسلمان پچاس ہزار مارے گئے یہہ شکست اگرچہ سخت ہولناک تہی مگر بہادر عبدالرحمن کے حوصلہ مین ذرہ فرق نہ آیا۔ اور جہاد کا عام اعلان دیدیا اور مجاہدین نے متواتر کامیاب حملون سے دشمن کو بڑہنے سے روک لیا اور گذشتہ جنگ کے مسلمان شہدا سے بڑہکر عیسائیون کو تہ تیغ کیا۔ اور مسلمان بڑہتے بڑہتے وہان تک پہنچ گئے کہ جہان ابتک فاتح مسلمانون کا قدم نہین پڑا تہا۔ اب دشمن کو سوائے اسکے چارہ نرہا کہ عبدالرحمن کے رحم پر اپنے آپ کو چہوڑدے۔ عبدالرحمن جسقدر تلوار کا دہنی تہا اسی قدر قول کا پکا فیاض رحمدل تہا۔ عیسائیون سے جو وعدہ کرتا اسکی پوری پابندی کرتا۔ اور اصول اسلام کے مطابق عدل وانصاف کرتا۔ دشمن چونکہ پورا زور لگا چکا تہا اور لاکہون بہادرون کو بہادر عبدالرحمن کی تلوار ہمیشہ کے لیے خواب راحت مین سلا چکی تہی اور متعصب عیسائیون نے اسلامی گورنمنٹ کے خلاف جو جو غلط فہمیان پہیلا رکہی تہین وہ دیندار سلطان عبدالرحمن کی عادلانہ سلوک سے غلط ثابت ہوچکی تہین اس لیے اون تمام عیسائیون نے ... سلسلہ ختم کردیا کہ یہان جہان عبدالرحمن کے حملات کا گمان ہوسکتا تہا۔ ٹولیڈو والون کو اپنی لوہا ایسی فصیلون پر بہت بہروسا تہا اور وہ عبدالرحمن کو سابقہ سپہ سالارون کی طرح کمزور مستقل مزاج جانتے تہے مگر جب اولوالعزم عبدالرحمن نے ٹولیڈو کے مقابل ایک شہر زہرا کر محاصرہ کی ٹہانی

کی ترقی نے سپین کو تنزل کے رستہ پر ڈالدیا اور یہہ وجہ تنزل کسیقدر موزون بہی ہے اور جیسا کہ ہم عہد زوال عباسیہ مین لکہہ آئے ہین کہ معتصم خلیفہ بغداد نے انقلاب پسند عربون کو حکومت سے علیحدہ کرکے اون کی ہمدردی کو کہو دیا جو عربون کو عربی خلافت کے ساتہہ تہی اور جسکا وجود ترکون مین ہرگز نہین پایا جاتا تہا اسیطرح عبد الرحمن ثالث نے بہی ان بہادر عربون پر بربرون کے نسل کی ہمدردی کو کہو دیا جو اپنے بزرگون کی فاتحانہ ناموری قائم رکہنے اور بہادر سپوت کا لقب حاصل کرنے کے لیے جان بازیان دکہلانے کے لیے کوشش کرتے تہے عبد الرحمن نے عربون کا زور ہی نہ گہٹایا بلکہ عربی سلطنت کا زور کم کردیا۔

لیکن صرف اسی وجہ کو تنزل کا سبب خیال کرنا درست نہین ہے واقعات سے یہ درست ہوجائیگا کہ اموی سلطنت کے زوال پذیر ہونے کے بعد طوائف الملوکی کے زمانہ مین کوئی غلام سردار زیادہ مشہور نہین ہوا۔ عربون مین سے ہی کوئی نہ کوئی خاندان نامور رہا ہے ہان اگر یہہ کہا جائے کہ غلامون کے بڑہنے سے عربون کے دل ٹوٹ گئے اور دل شکنی نے اموی سلطنت کو غیر ہردلعزیز بنادیا تو صحیح ہے۔

میرے خیال مین اس تنزل کی وجہ عیش پسندی آرام طلبی تہی جو عبد الرحمان ثالث کے اخیر پر اس عہد مین سپین مین چہاگئی۔ عبد الرحمان نے پچاس سال حکومت کی ۹۸ سال کی عمر مین فوت ہوا۔ اخیر ۳۲ سال ہی دار الخلافہ قرطبہ کو عروس ملک بنانے مین ہی گذر گئے اور جسکی تقلید ارکین سلطنت متمولین وغیرہ جملہ اشخاص نے کی اور جسطرح کہ عبد الرحمان ثالث خود اپنی اسلامی خدمات سے خلیفہ اعظم بن چکا تہا اسیطرح وہ اپنے دار الخلافہ کو عباسیون کے دار الخلافہ بغداد سے بڑہانا چاہتا تہا اور بڑہانے گیا۔ اکل وشرب، ملبوسات، عمارات نشست و برخاست وغیرہ طریق تمدن مین وہ وہ جدید فیشن اور پر تکلف طریق زندہ دل اہل سپین نے نکالے کہ بغدادیون کو مات کردیا۔ بس ضرور تہا کہ ان مشرقی تکلفات کا خمیازہ بہی ملتا اور جسطرح کہ اہل چند و محض کتابی کیڑے رہ گئے تہے اسیطرح اہل قرطبہ بہی یونانیون کے مضر اخلاق فلسفہ کو اثر سے دنیاوی عیش و عشرت کے دلدادہ ہوکر اسلامی قیود سے آزاد ہونے لگے اور اسکی بنیاد کو عبد الرحمان ثالث نے نہین رکہی مگر اس نے عام علوم کی اشاعت مین کوشش کی اور بلا تمیز قوم و مذہب ہر ایک علم و فن کے جاننے والے کی قدردانی کی۔ نہایت آزادی کے ساتہہ ہر ایک علم کی تعلیم ہونے لگی اسلیے طبعاً یہہ نتیجہ تہا کہ پر جوش جان فروش مسلمانون کی جگہہ کم ہمت بزدل، خودغرض مذہب سے آزاد قومی لڑائیون سے نفرت کرنے والا گروہ پیدا ہو۔ اگرچہ عبد الرحمان ثالث کی سامنے اور اسکی بعد بہی ایک دو پشت تک اسکا کوئی صریح خراب نتیجہ نہ نکلا۔ مگر اس قسم کا زہریلا مادہ بہا منصور کے مرتے ہی ملک مین پہوٹ نکلا۔ مین ناظرین سے معافی مانگتا ہون اور عرض کرتا ہون کہ میری اس رائے کو غور سے پڑہین۔ اور ہندوستان کے نئے تعلیم یافتہ نسل سے مقابلہ کرین تو معلوم ہوجائیگا کہ نوجوان مغربی تعلیم یافتہ

دارالخلافہ قرطبہ اپنی سنگین فصیلون اور مستحکم عمارتون سے دشمن کے ہر ایک ممکن حملے سے محفوظ تہا۔ اس کے بازار فراخ خوشنما کشادہ نفیس تہے اس کے باشندے اطوار پسندیدہ اخلاق حمیدہ علم و فراست ملبوسات اکل و شرب و شاہسواری مین مشہور تہے۔ قرطبہ یونیورسٹی مین تعلیم پانے کے لیے۔ آفریقہ۔ ایشیا۔ یورپ کے شوقین طالبعلم آتے تہے سپین کے مدارس علم عروض الہیات۔ قانون۔ طبعیات وغیرہ اکثر علوم مین شہرہ آفاق تہے یہ وہ زمانہ تہا جبکہ مہذب برطانیہ کلان کے بزرگ چوبی جہونپڑون مین رہتے اور گہاس پہوس کے فرش پر سوتے تہے۔ نوشت وخواند صرف راہبون کا سینہ بسینہ فن تصور ہو رہا تہا۔ انگریزی زبان جو آج تمام سوم کا مخزن شمار ہوتی ہے ادہوری۔ ناکمل تہی صرف قسطنطنیہ اور اٹلی مین کہین علمی روشنی دکہائی دیتی تہی لیکن اور تمام براعظم یورپ پر ظلمت کی تاریک گہٹا چہا رہی تہی یورپ مین ایک سپین ہی تہا جہان علوم و فنون کا سمندر موجزن تہا۔ اسی کی علمی موجون نے یورپ کو سیراب کرنا شروع کیا تہا۔

عبدالرحمن ثالث سے جسقدر سپین مین تاجداران بنی امیہ گذرے تہے وہ امیر کہلاتے تہے خلفائے بغداد کی کمزوری نے عبدالرحمن کو خلیفہ اعظم الناصر الدین اللہ کے خطاب سے مخاطب ہونیکا موقعہ دیا اور واقعی وہ اس مقدس و معزز خطاب کا ہر طرح سے لائق تہا۔

مگر قانون قدرت ہے ہر کمالے را زوالے سورج کا کمال جب دوپہر کو ہوتا ہے تو پہر زوال شروع ہوتا ہے جسطرح کہ ہارون اور مامون عروجی زمانہ کے بعد خلافت عباسیہ کو زوال شروع ہوا اسطرح عبدالرحمن ثالث کو زمانہ عروج مین بہی تنزل کے اسباب پیدا ہو گئے۔ بغداد کے خلیفہ معتصم باللہ نے جن ضروریات سے ترکون کو اپنا باڈی گارڈ بنایا اور عربون کی جگہہ ترکون کا رسوخ و اعتبار بڑہایا۔ وہی ضرورتین کم و بیش عبدالرحمن ثالث کو پیش آئین عرب اور بربری سردار جو سپین پر فاتحانہ حقوق رکہتے تہے۔ عبدالرحمان ثالث کے دادا و پردادا کے عہد مین خود مختاری کا خیال خام پکا کر ڈیڑہ اینٹ کی مسجد الگ بنا چکے تہے۔ اب عبدالرحمان ثالث نے غلامون کو زرخرید کر کے باڈی گارڈ کے رسالہ مین بہرتی کیا۔ چونکہ یہ لوگ خاندانی غرور اور نسبی فخر نہ رکہتے تہے اسلیے بہ نسبت سرداران عرب و بربر کے اطاعت و وفاداری کا زیادہ اظہار کرتے تہے اور ایسے تو دولت اراکین سے کوئی خطرہ نہ تہا غلامون کی بسرعت سے قدیم خاندانون کا زور گہٹ گیا۔ اور انکی جگہہ غلام امارت اور حکومت کے درجہ کو پہونچ گئے خاندان خلافت کے ساتھ جو عربون کی ہمدردی تہی کم ہو گئی اور غیر نسل کے غلامون نے اگرچہ پرزور ہاتہون کے سامنے سر جہکایا۔ اور عبدالرحمان ثالث کی فتوحات کا اکثر باعث تہے اور اپنے آقا کی خوشنودی اور خدمات اسلامی مین ساعی و سرگرم رہے اور جسطرح کہ مصر کے مملوک غلام خاندان صلاح الدین پر مسلط ہوکر آخر خود مختار فرمانبردار بن گئے اسیطرح سپین کے غلام بہی باعث افتراق سپین ہوئے یہ خیال بعض مورخین کا ہے کہ غلامان

منصفانہ قانون جاری نہ تھا۔ جو غیر مذاہب والون کی آزادی اور ترقی کا ہارج ہو ہم اس عہد کی برکتین نہین گن سکتے ہیں اس کتاب مین صرف زوال وعروج کے دونو پہلو دکھا کر اسباب پر بحث کرنا ہے۔ جو عہد عبدالرحمان ثالث مین مختصر طور سے لکھ چکے ہین خداوند تعالی ایسے جلیل القدر رعایا پرور خلیفہ پر اپنی رحمت کاملہ کی پھول برسائے آمین ثم آمین۔

حکم بن عبدالرحمان ثالث

خلیفہ اعظم عبدالرحمان ۳۵۰ہجری مین فوت ہوا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا حکم المستنصر باللہ خلیفہ سپین ہوا اگرچہ عبدالرحمن ثالث کی شمشیر خون آشام نے سپین کے شمالی عیسایون کی طاقت کو ہی ساقط نہین کیا تھا۔ بلکہ فرانس جرمن اٹلی یونان قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ اُس کی ہیبت سے کانپتے تھے۔ اور اسکی حصول خوشنودی کے لیے مدینۃ الزہرا کی عمارت کے لیے قیمتی اور نادر مصالح بھیج بھیج کر اپنی جان بچاتے رہے۔ لیکن یہ کہنا پڑتا ہے کہ سپین کے بہادر وطن دوست عیسایون نے کبھی بھی یہ خیال ترک نہین کیا۔ کہ ''سپین عیسایون کا ہے'' مسلمانون کو وہ ہمیشہ غاصب ہی سمجھتے رہے یہ لوگ گو جاہل نا تربیت یافتہ تھے لیکن شجاعت اور مذہب و قوم کی حمایت مین بلا کے کالے تھے کٹتے مرتے تہ تیغ ہوتے تھے مگر موقعہ پر پرزے نکالنے سے کبھی نہین چوکتے تھے ہان اسلام کی اس فیاضانہ اصول نے انکو نابود ہونے سے بچا لیا۔ کہ جب دشمن ہتھیار رکھ کے جزیہ دیدے تو پھر تلوار اُٹھانی اسلام مین حرام ہے۔

عبدالرحمان کے مرتے ہی ان شورہ پشت عیسایون نے عہدنامون کو بالائے طاق رکھا اور اسلامی علاقہ کو لوٹ لیا۔ خلیفہ گو زیادہ علم وفن مین محو تھا اور اس حیثیت سے اُسکو ایک پروفیسر یا انجنیر کہا جائے تو بیجا نہین لیکن خاندانی ہمت اور بہادر باپ کی شجاعت سے کافی حصہ رکھتا تھا۔ حکم نے شہر فرو آندین کو پامال اور کئی شہرون کو بزور شمشیر فتح کر لیا۔ عیسایون نے صلح کی درخواست کی جو منظور کی گئی۔ مگر عیسائی ایسے کہان کے امن پسند تھے اور پھر بغاوت کی اور حکم کے غلام غالب نے فتح نمایان حاصل کی اس کے بعد ابن یعلی تجیبی ہذیل غالب نے باری باری فتوحات عظیمہ سے عیسایون کا زور توڑا علاقہ قطونیہ اور تبہ تسخیر کیا گیا۔ اسی سال رومی جنگی بیڑہ اشبونہ مین وارد ہوا مگر سپین کی جہازی طاقت نے جو اُسوقت بحیرہ روم مین کمال طاقتور تھی رومیون کو قبل از جنگ ہی ڈرا کر بھگا دیا۔

یہ فتوحات دو تین سال کے عرصہ مین ہوئین اور باغیون نے یقین کر لیا کہ حکم عبدالرحمان کا لائق جانشین ہے عبدالرحمان ثالث کی ہیبت ہی عام طور پر ایک دو پشت تک سلطنت سنبھالنے کے قابل تھی۔ اس لیے حکم کے

ہین سے کسقدر خلوص دل سے صلوۃ ادا کرتے ہین اور کسقدر روزون کی فرضیت کو مانتے ہین ملائک اور
کتب سماوی کی نسبت انکا کیا خیال ہے یوم الاخر اور حشر ونشر کی بابت انکا کیا اعتقاد ہے جب ان
شرعی امور پر نگاہ سے دیکھتے ہین اس مقابلہ مین صاف تسلیم کرنا پڑے گا کہ بمشکل ونادر فیصدی مغربی تعلیم یافتہ
انگلش کے جوان اسلامی اصول کے پابند اور معتقد ہون پس یہہ بڑے نام مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید حقہ مین اسلام کی کیا خدمت کرسکتے ہین پس یہی نتائج سپین
مین پیدا ہوے جنہون نے اسلام کی حقیقی عملی جوش کو کم کردیا اور خودغرضانہ پالیسی نے اسلام کے اجتماعی حکمت
کو کہو دیا اور خلیفہ اعظم عبد الرحمن کی عالی شان عمارت کو گرادیا نیک نیت عبد الرحمان کا اس مین کوئی قصور
نہین عواقب امور کا علم خدا تعالی جانتا ہے اور جسطرح کہ ہارون الرشید مامون رشید معتصم باللہ کا دامن عیوب
سے پاک ہے۔ اسیطرح عبد الرحمان ثالث کا عہد بہی نقائص سے مبرا ہے۔ یہہ اولوالعزم بہادر خادم اسلام
نیاض عادل منصف خلیفہ ۵۰ سال کی حکومت کے بعد ۳۵۰ ہجری مین سپین کو کمال شان وشوکت
کے ساتہہ چہوڑکر فوت ہوا۔

عبد الرحمان ثالث کے عہد کی ترقیون کے بیان کی اس مین گنجائش نہین شائقین سپین کی عربی تاریخ
مطالعہ کرین مگر یہہ کہنا بیجا نہین کہ جو عظمت قرطبہ کو باعتبار آبادی وترقی دولت حاصل تہی اسکی نظیر آج لنڈن
کے سوا اور کہین روئے زمین پر نہین ملتی قرطبہ دس میل لمبا تہا۔ اور اسیقدر چوڑا ہوگا لیکن کئی باتون مین ابہی
تک انگلستان فرانس اسکا مقابلہ نہین کرسکا۔ ایک مدینۃ الزہرا کی نظیر صدیون تک یورپ نہین دکہا سکیگا۔
اور کس طرح دکہا سکتا ہے کہ جب باوجود اسقدر ترقی فنون سپین جیسے کاریگر انگلستان فرانس پیدا نہیں
کرسکا یا عبد الرحمان ثالث جیسے دریا دل دولت مند بادشاہ تخت پر بیٹہا نہین سکا۔ قرطبہ کی ایک
جامع مسجد ہی ایک ایسی عالی شان یادگار ہے جو اسوقت باوجود ویرانی وپریشانی اور کسی سرپرست بلکہ
نمازیون کے نہ ہونے کے سبب سے اپنا ماتم خود کررہی ہے مگر انصاف اور عبرت پسند آنکہون سے ہزار
زبان سے اقرار کررہی ہے کہ جامع مسجد قرطبہ واقعی تیری نظیر دنیا مین نہین ہے اور تیرا بانی نہایت اولوالعزم صنعت
وحرفت کا قدردان اور اس قسم کا کریم النفس دریا نوال بادل تہا۔ کہ اسکی سیرچشمی کے سامنے قارون کے خزانے
کوڑی کی برابر وقعت رکہتے تہے۔ یہ عالی شان اسلامی یادگارین کوئی قرطبہ ہی سے مخصوص نہین سپین کے
ہر ایک حصے مین۔ مدارس۔ کالج۔ شفاخانے۔ حمام۔ عجائب خانے، کتب خانے (لائبریریان) تفرح
گاہین۔ پبلک کے لیے مباحثون لکچرون۔ جلسون کے لیے مکانات (ہال) موجود تہے۔ ملازمت تجارت
صنعت کے دروازے مسلمان۔ عیسائی۔ یہودیون کے لیے برابر کہلے تہے کوئی ایسا غیر

ہشام بن حکم اور وزیر اعظم منصور

ہشام خوردسال تہا اسلیے اُسکے عہد مین سوا اُسکے وزیر منصور کی فتوحات اور کارنامون کے ہشام کا کوئی واقعہ ایسا نہین جو تاریخ مین لکہنے کے قابل ہو اسلیے منصور کا حال لکہا جاتا ہے یہہ خود بالغ ہونے پر بہی برائے نام خلیفہ رہا۔

منصور کا نام محمد بن ابی عامر ہے جو قبیلہ معافر مین سے تہا اور معافر عرب کے مشہور قبیلہ حمیر کی ایک شاخ ہے یہان عرب فاتح بہادرون مین سے تہا جو شروع شروع مین طارق کے ساتہہ سپین مین داخل ہوئے اسکا باپ معمولی حیثیت کا آدمی یونیورسٹی مین قانون کا پروفیسر تہا مگر منصور کو باپ کا عہدہ و پیشہ پسند نہ تہا۔ طالب علمی کے زمانہ سے نکلکر کورٹ مین ملازم ہوا۔ اور وہان سے خزانے کے دفتر مین کلرک ہوگیا۔ اور اپنی دانائی اور صداقت سے محلسرائے سلطانی تک رسائی پیدا کرلی۔ اور دیانت اور ذکاوت کے سبب خلیفہ حکم کی محبوبہ ملکہ عروہ والدہ ہشام کا خاص معتمد ہوگیا۔ اور حکم نے قاضی اور پہر اپنے بیٹے ہشام کے مقبوضات کا کارکن بنادیا جن خدمات کو منصور نے نہایت دیانت اور امانت نجابت سے پورا کیا۔ خلیفہ حکم کے فوت ہونے پر ہشام تو خورد سال تہا عنان حکومت اسکی مان ملکہ عروہ کے ہاتہہ تہی جسکو منصور پر ہر طرح سے اعتبار تہا جس نے جہاد و غزا مین کمال مستعدی دکہاکر مسلمانون کو اپنا گرویدہ کرلیا۔ اس نو دولت کے بخلاف دو تین خاندانی سردارون نے سر اٹہایا جنکو ہم منافقانہ خیالات پر عزیز جانین دینی پڑین۔ فلسفہ نے ملک مین بد اعتقادی پہیلا رکہی تہی اور علمار اسلام گورنمنٹ کو اسکا باعث قرار دیتے تہے عقلمند منصور نے اس گروہ کے خوش کرنے کے لیے ایسی تمام کتابون کو علمار کے فتوے کے مطابق جلادیا اگرچہ کتابون کے جلانے سے عقاید کا اضطراب دور نہ ہوسکتا تہا لیکن شکستہ دل علمار کو اپنے ساتہہ ملالیا۔ جو آیندہ جہادی لڑیون مین خوب کام آئے اور دوسرا گورنمنٹ کے اس فعل نے گورنمنٹ کے دامن سے داغ بدنامی دہو دیا۔ قدیم خاندانون اور سردارون کا زور گہٹانے کے لیے اس نے بہی عبدالرحمان ثالث کی تقلید کی اور جدید فوج بربر اور افریقہ کے حصون سے بہرتی کی مگر یہہ تجویز عبدالرحمان کی طرح خوفناک نہ تہی۔ عبدالرحمان نے غلامون کا زور بڑہایا جنکا آبائی مذہب عموماً عیسائی ہوتا تہا۔ اور منصور نے بربر اور افریقہ کے مسلمانون کا جن سے کسی خطرہ کا اندیشہ نہ تہا اور یہہ نووارد شاید کسیقدر سپین کے مسلمانون سے زیادہ پرجوش ثابت ہوئے یہہ لوگ اور باقی فوج منصور کی داد و دہش حسن سلوک۔ قدرشناسی شجاعت مربیانہ احسان و شفقت سے منصور کے گرویدہ ہورہی تہی۔ منصور نے اپنی ستائیس سالہ وزارت مین جو در حقیقت خودمختار خلافت تہی پچاس غزوات کیے۔

وقت مین کوئی زبردست مخالف مقابل نہوا۔ بلکہ آردون بن اذفونش اور اسکے چچیرے بہائی مین اختلاف پڑا اور ہر ایک نے حکم سے مدد کی التجا کی۔ آردون بن اذفونش کے مخالف نے حکم کی اطاعت مان لی اور بارسلونا طرکونہ کے عیسائی سردار جو سرکشی کا خیال رکہتے تہے قیمتی تحائف بہیجکر خاشیہ بردار بنگئے اسلامی سرحد کے قریب کے تمام قلعے گرا دیے گئے۔ اور یہہ سخت شرط بہی عیسائیون کو ماننی پڑی کہ سلطان کے مخالفون کے منصوبون سے سلطان کو مطلع کرتے رہین گے اس کے بعد غرسیہ شاہ نے سفیر بہیجکر اطاعت قبول کی ام الذرین ہونہ بیٹے کو خود دربار حکم مین حاضر ہوئی۔ اور اطاعت آمیز عہدنامہ لکہا گیا۔ بلکہ ان سفرائی کی آمد پر کمال درجہ کا جنگی نظارہ دکہایا گیا۔ اور فوجی عظمت دکہانے مین کوئی کسر اٹہانہ رکہی۔ جب یہ لوگ دربار حکم مین حاضر ہوتے سے ٹوپی اور پاؤن سے جوتی اتار لیتے اور خلیفہ کے ہاتھ چومتے اور دعائین دیتے ہوئے کہتے انا عبد امیر المومنین اور الٹے پاؤن واپس جاتے۔ مگر یہہ عبدالرحمن کی سطوت وجبروت اور اس کے تربیت یافتہ سرداران فوج کا تہا حکم خود کتابی کیڑا تہا۔ وہ مطالعہ کتب مین اسقدر محو تہا کہ جنگی نیکنامیون کی طرف اسکو توجہ کرنے کے لیے فرصت ہی نہ ملتی تہی۔ اسکو ہمیشہ اپنا کتب خانہ معمور کرنے کی دہن لگی رہتی تہی۔ مشرقی دنیا کے ہر ایک شہر مین اسنے اپنے ایجنٹ مقرر کیے ہوئے تہے۔ جو نادر کتابین خرید کر کے قرطبہ روانہ کرتے رہتے تہے اگر کوئی کتاب قیمتاً نہ ملتی تو نقل کر کے بہیجتے حکم کی قدردانی کا یہ عالم تہا۔ کہ بعض دفعہ ابہی نفس مضمون مصنف کے دماغ مین ہی ہوتا۔ کہ خلیفہ حکم مطلع ہو کر اسکو گرانبہا خلعت بہیجدیتا۔ اور خواہش ظاہر کرتا کہ اسکا ایک نسخہ حکم کے شاہی کتب خانہ کے لیے روانہ کرے اسطرح حکم نے پانچ لاکہہ کتابون کا ذخیرہ جمع کر لیا تہا جو اسوقت مین جبکہ چہاپہ کا نام ونشان نہ تہا غنیمت سی تہا۔ اور ان پانچ لاکہہ کتابون مین کوئی ایسی کتاب نہ تہی جسکا مطالعہ خلیفہ حکم نے نہ کیا ہو۔ اور اسپر حواشی اور نوٹ نہ لکہے ہون جو اسکے کمال درجے کے مطالعہ پر دلالت کرتا ہے۔

ابو الفرج اصفہانی نے جب اپنی کتاب الاغانی حکم کے پاس روانہ کی تو اس قدردان خلیفہ نے صرف صلہ قیمت مین ایک ہزار دینار بہیجدیے تہے۔

حکم کا علمی مذاق خواہ کسقدر قابل تعریف تہا اور اسکی عہد مین علم طب ہیئت۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ کیمیا۔ طبیعات نے اسقدر ترقی کی کہ یورپ کی ترقی علمی کا باعث ہوا۔ اور یہ اعظم کا استاد مانا گیا۔ لیکن اسقدر علمی توغل نے جو شاہان بااختیار کے ہرگز شایان نہین حکم کو باپ کی غازیانہ نیکنامی حاصل کرنے کے قابل نہ بنایا۔ اگر عبدالرحمان کی طرح شمشیر زن ہوتا تو ضرور مرعوب یورپ مین قدم بڑہا سکتا حکم کی اس صلح پسندی نے عیسائیون کو اپنا آپ سنبہالنے کے لیے خوب موقعہ دیدیا۔ اور آیندہ وقت پر مشکلات کا باعث ہوے حکم سنہ ۳۶۲ھ مین فوت ہوا اور اسکی جگہہ اسکا بیٹا ہشام تقریباً بارہ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔

جب ایلچی واپس گیا اور قیدی عورت کا حال بیان کیا منصور نے فوراً غیرت اسلامی اور حمیت ایمانی سے چڑہائی کی شاہ غرسیہ یہ سنکر حواس باختہ ہوگیا۔ اور لکھا کہ میں نے کیا قصور کیا ہے جس سے حضور نے تکلیف اٹھائی ہے۔ منصور نے کہا کہ تم نے خلاف عہد نامہ مسلمان عورت کو قید رکھا ہوا ہے۔ شاہ غرسیہ نے فوراً عورت مذکور کو معہ اور دو مسلمان عورتوں کے منصور کے پاس بہیجدیا۔ اور اپنی بریت اور صفائی کے لیے عظیم الشان گرجے کو گرادیا۔ اور معافی کا خواستگار ہوا۔

منصور کی ہمت و شجاعت خصوصاً پابندی شریعت کا شہرہ عام ہوگیا۔ اور سپین کے ہر حصہ سے مسلمان اور افریقہ اور بربر تک کے مجاہدین جوان اس کے جہنڈے تلے جمع ہوگئے اس نے کشتال اور لیون کے عیسایون پر جاڑے اور گرمی مین لگاتار حملات پرجوش غازیون کی امنگ اور اسلامی آرزویون کو پورا کرنیکے لیے شروع کردی جاڑے کے موسم میں کم ملکوں پر اور گرمی کے موسم میں سخت ملکون پر دہاوے کرنے لگا۔ اور عیسایون کو جو پہلے فرصت ملا کرتی تہی اب متواتر حملون سے جاتی رہی اور مسلمان ادنی اعلی مشتاق جنگ سپاہی بنگئے اسکی یقینی کامیابیون اور مستحکم سلطنت اور اعلی نظم و نسق نے ان عیسائی سردارون شہزادون کو بھی منصور کی فوجی ملازمت کا شوق دلادیا جو صدیون مسلمانون سے لڑتے بہڑتے رہے تہے انہون سمجھ لیا تہا کہ منصور کے مخالف کو سوائے مقہور ہونے کے اور کوئی چارہ نہین عدل و انصاف عام قدر دانی عیسایون اور مسلمانون کے لیے یکسان تہی یہ عیسائی شاہزادے اور سرداران تمام معرکون مین حصہ لیتے تہے جو منصور عیسایون کے برخلاف کرتا تہا۔ چنانچہ غزوہ عظیم سنٹ یاگو مین سب نے حصہ لیا جسکا حال ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

غزوہ سنٹ یاگو

منصور کا سب سے مشہور غزوہ سنٹ یاگو ہے۔ جو اسوقت صوبہ غلیسیہ کے اخیر مین اور حال کے نقشہ مین پرتگال کی سرحد شمال کی طرف ملک سپانیہ مین گوشہ شمال و مغرب کے تنہا پر واقعہ ہے یہ حضرت یعقوب حواری عیسی کی قبر خیال کیجاتی ہے جو حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے بارہ حواریون مین سے ایک مقدس شاگرد گذرے ہین بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بزرگ بیت المقدس سے داعی الی اللہ ہوکر عیسائی مذہب کی منادی کے لیے نکل کہڑے ہوئے اور یورپ کے اس مغربی انتہائی مقام پر پہونچکر واپس ہوئے اور شام مین فوت ہوئے شاگرد انکی لاش اٹہا لائے اور اس کینسہ مین دفن کردیا۔ اور ہسپانیہ اور

جنمین وہ اور اسکے جنرل ہمیشہ مظفر اور منصور رہے ان غزوات کی تفصیل کی یہان گنجایش نہین صرف چند لکھے جاتے ہین جس سے اسکی حمایت اسلام اور ہمدردی اہل اسلام اور فتوحات عالی شان کا پتہ لگ سکتا ہے۔

غزوات منصور

ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ خلیفہ حکم صلح پسند مطالعہ کتب کا شائق تہا۔ عیسایون کو اپنی حالت درست کرنے کا موقعہ ملا۔ اور حکم کی آنکہین بند ہوتے ہی رومیون کے اتفاق سے عیسائی اسلامی علاقہ پر چڑہ آئے منصور نے ہمت و استقلال سے کام لیا اور سخت لڑائی کے بعد عیسایون کو بہگا دیا۔ خاص و عام کے دلون مین اسکی محبت بڑہ گئی۔ مال غنیمت کو حسب شریعت تقسیم کر دیا اور علما و فضلا کے مراتب بڑہا دیے۔ اور ہر ایک کو باعتبار لیاقت مرتبہ دیا بدعت اور فسق و فجور کا قلع قمع کر دیا۔ شریعت کا اعزاز کیا ان باتون سے منصور گو نو خیز نو دولت تہا مگر اراکین سلطنت سے بڑہ کر مسلمانون مین محبوب تہا۔ اور اسی تقلید صحابہ کرام کا نتیجہ تہا کہ پچاس غزوات کیے اور ہر ایک مین فتمند رہا۔ اسیواسطے اسکا لقب منصور پڑ گیا۔

اسقدر جہادی فضیلت اسپین کیا تمام اسلامی دنیا مین کبہی کسی ایک جنرل کو حاصل نہین ہوئی دمشق کے بنی امیہ اور بغداد کے بنی عباس ایسے فوج کشیون کے بانی ہین۔ لیکن تعداد اور نتیجہ مین کوئی اسکی برابری نہین کر سکتا غزنی (افغانستان) کا مجاہد تاجدار سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ منصور ہسپانوی سے بلحاظ تعداد دوم نمبر پر ہے جسنے ہر سال ہندوستان پر مفید اور کامیاب حملات سے اسلام کی مستقل اشاعت کا رستہ نکالا۔ عجب شان الٰہی ہے کہ ۳۹۲ سنہ ہجری مین منصور کا انتقال ہوا اور اسی سال سلطان محمود غزنوی کے حملات ہندوستان پر شروع ہوئے۔ جو ہمارے اس دعوی کی قوی دلیل ہے کہ اگر مسلمان ایک طرف سے کمزور ہوئے تو کسی دوسری طرف سے کسر نکال لی۔

منصور نے اپنی بہادری اور شجاعت کا اسقدر سکہ جما لیا کہ جسطرح آجکل انگریزی رزیڈنٹ اور ایجنٹ ماتحت ریاستون مین رہتے ہین … اور ریاست کے نیک و بد کے نگران رہتے ہین اسیطرح منصور نے ہر ایک عیسائی ریاست مین اپنے ایجنٹ مقرر کیے ہوئے تہے۔ ابن بتاجہ شاہ غرسیہ کے پاس ہی سفیر رہتا تہا غرسیہ مین ایک گرجا تعمیر ہوا افتتاحی رسم کے وقت منصور کا رزیڈنٹ بہی موجود تہا۔ اور گرجا کے وسیع صحن مین پہر رہا تہا کہ ایک عورت سامنے نظر آئی اور کہا کہ میرا پیغام منصور کو پہنچا دینا کہ تم تو آرام سے زندگی بسر کر رہے ہو۔ اور ایک مسلمان عورت کئی سالون سے قید فرنگ مین مصیبتین برداشت کر رہی ہے تم امیر المسلمین ہو کر خدا کو کیا جواب دوگے۔

کے مغربی کنارے مضمون ذیل کو ادا کرتا ہوا واپس ہوا تہا ؎

الٰہی چہ بحر پیشم بدہ | عنان تگاور کشیدہ شدہ
نبودے اگر بحر اندر میان | بگردیدمے بھر تو در جہان
کہان و جہان را نداوادمے | بمعبودی تو ہمے خواندمے
ولیکن چگونہ روم بیشتر | بحسرت روم بازپس زین سفر

اسی طرح بہادر منصور کو واپس ہونا پڑا۔ منصور کا یہ غزوہ بجنسہ محمود غزنوی کے حملہ سومنات کو مشابہ ہے سنیٹ یاگو ہسپانیہ کی مغربی حد پر ساحل سمندر کے قریب واقع تہا۔ سومنات ہندوستان کے مغربی گوشہ سمندر پر آباد تہا۔ سنٹ یاگو عیسایون کا معبد اور سومنات ہندیون کا مندر رہا۔ منصور اور محمود اور بہی کئی باتون مین ملتے جلتے ہین منصور نے ۳۹۲ ہجری مین وفات پائی اور محمود نے اسی سال ہندوستان پر پہلا حملہ کیا منصور بہی ہمیشہ فوج کو ہمیشہ جہاد پر لگائے رکہتا تہا۔ محمود بہی ہر سال ہندوستان پر حملہ کرتا تہا۔ دینی جوش مین دونون برابر تہے۔ ہان علمیت و فضیلت عامہ مین منصور بڑہا ہوا تہا۔ محمود ایک بادشاہ کے ہان پیدا ہوا اور خود مختار سلطان تہا۔ منصور ایک غریب خاندان سے نکلا اور وزیر اعظم کے لقب سے ممتاز تہا مگر اسلامی خدمات حسنہ مین منصور ان خلفاء و سلاطین سے کسی طرح کم نہین جنکی ذات پر اسلام ہمیشہ فخر و مباہات کرتا رہیگا سنٹ یاگو کی فتح سے واپس ہوکر بمقام حصن یلسیہ عیسائی سردارون کو انعام واکرام دیکر رخصت کیا اور خود فتح کا نقارہ بجاتا ہوا قرطبہ کو لوٹ آیا۔

سینٹ یاگو کی فتح نے منصور کی فتوحات سپین کو مکمل کر دیا اب سپین مین ایسا کوئی علاقہ نہ تہا جہان خلیفہ قرطبہ کا سکہ و خطبہ جاری نہ ہو منصور کی فتوحات کوئی سپین مین ہی محدود نہ ہین۔ بلکہ مراکو اور بربر کے حدود تک پہونچ گئین۔ خلیفہ اعظم عبدالرحمن نے سوطہ پر تصرف کیا تہا منصور نے طنجی اور ساحلی شہر لیلے۔

منصور کی استقلال ہمت کے لیے ایک ہی مثال کافی ہے ایک دفعہ منصور فتح کرتا ہوا دور تک دشمن کے ملک مین چلا گیا۔ رستہ ایک دشوار گذار درے سے گذرتا تہا۔ دشمن نے اسپر قبضہ کر لیا اور رستہ روک لیا بہلا منصور اسکا کیا اثر پڑسکتا تہا مکانات بنانے اور کہیتی باڑی کرنے کا حکم دیدیا اور فوج کو چارون طرف عیسائی علاقہ کی تاخت و تاراج پر مقرر کیا۔ عیسایون مین مقابلہ کی طاقت تو تہی نہین دوامی اقامت کے اطوار دیکہ کر گہبرائے اور پیغام دیا کہ اگر مال غنیمت دے پرو تو درہ سے گذر سکتے ہو منصور نے کہا کہ ایسا کبہی نہین ہوسکتا مسلمان جو چیز ایک دفعہ کفار سے لے چکے ہین وہ واپس نہین دے سکتے۔ بدستور عیسائی علاقہ پر حملات کرتا رہا عیسایون کے ایلچی برابر آتے تہے اور کئی داؤ پیچ کہیلتے تہے مگر منصور پر کچہہ اثر نہ ہوتا تہا۔ آخر عیسایو

متصلہ ممالک یورپ مین سب سے زیادہ اور مقدس اور متبرک زیارتگاہ شمار ہوتی تہی۔ یونان۔ اٹلی۔ بلکہ نوبہ اور مصر تک
کے عیسائی زیارت کے لیے آتے تہے اور منصور سے پہلے کوئی مسلمان حملہ آور یہان تک نہ پہونچا تہا۔ چونکہ یہ مرکز
کیتہلک گرجا تصویرون بتون کے رو سے بت پرستون کے مندرون کی مثال تہا اسلیے منصور نے بت
شکنی کا ارادہ کیا۔ اور اس علاقہ مین جہان تک "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ"
کی آواز نہین پہونچی تہی وہان تثلیث کی جگہہ توحید اور ابنیت کی جگہہ عبدیت کا اعلان کرنا چاہا۔
اور ماہ جمادی الآخرہ ۳۸۷ ہجری کو غزائے کفار کے لیے نکل کہڑا ہوا جب شہر قلیہ مین پہونچا تو عیسائی سردارون
کی جماعت کثیر نے اپنی ذات اور فوج کو فوجی خدمات کے لیے پیش کیا۔ حالانکہ وہ جانتے تہے کہ منصور عیسائی کعبہ
کے فتح کے لیے جا رہا ہے مگر اسوقت عیسائیون کی حالت اسقدر کمزور ہو رہی تہی کہ اُن مین معمولی اخلاقی جرأت
بہی پائی نہ جاتی تہی اور جسطرح کہ آجکل ایشیائی قومون کا حال ہے وہی حالت اسوقت عیسائیون کی ہو رہی تہی۔
اپنے ذاتی مفاد لعہد شاہی اغراض کے حصول کے لیے کمینہ سے کمینہ اخلاقی مذلت کا ارتکاب سے بہی شرم نہ
کرتے تہے اور یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جس گورنمنٹ کا اقبال کمال کو پہونچ جاتا ہے اس کی رعایا مذہبی اور قومی
فوائد کو خیرباد کہہ کر اپنے مذہبی ننگ و ناموس کو صرف ذاتی رسوخ بڑہانے کے لیے گورنمنٹ کی خدمتین
پیش کرتے ہین اور ابتدائی عہد نامے خواہ کچہ ہون لیکن اپنا اعتبار بڑہانے کے لیے خود بخود اپنی گردن پر کئی قسم
کے اخراجات کا بوجہہ اٹہا لیتے ہین یہی حال اسوقت ہسپانیہ کے عیسائیون کا تہا۔ اور اسلامی گورنمنٹ
کا اقبال ترقی کے نصف النہار تک پہونچ گیا تہا۔ قلسہ سے آگے پہاڑی رستہ تہا اسلیے باربرداری
اور کمسریٹ بذریعہ جہازات دریائے ڈوبن واقعہ پرتگال کے رستہ حصن تک پہنچا دیا جہان سے کل
سامان بذریعہ باربرداری لشکر تک پہونچ گیا۔
یہان سامنے ایک مرتفع و دشوار گذار پہاڑ تہا فوج تو کجا معمولی پیادہ کا گذرنا بہی جان پر کہیلنا تہا۔ اولوالعزم
اور مستقل مزاج منصور نے پہاڑ کٹوانا اور سرنگ سے اُڑانا شروع کیا۔ اور جدید سڑک کے رستہ کوہستان
عبور کر گیا۔ اور امصار ساحل سمندر کو فتح کرتا ہوا کوہ موسیہ تک جا پہونچا اور علاقہ تسخیر کرتا ہوا ماہ شوال مین
سنٹ یاگو پہونچ گیا۔ لوگ پہلے ہی بہاگ گئے تہے صرف ایک مجاور رہ گیا تہا جسکی حفاظت جان اور
قبر کی عزت و حرمت بحال رہنے کا حکم دیدیا۔ اور دنیا پرست راہبون کا اسباب اور بت پرستی کا سامان
توڑتاڑ کر لوٹ لیا۔ جنگی مقامات گرا دیے لیکن قبر یعقوب حواری کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔
اس سے آگے شہر سنٹ مالکشی پر پہونچا جو ہسپانیہ کی مغربی انتہائی آبادی تھی جہان سے آگے بحر اقیانوس کا سمندر
اولوالعزم منصور کی مجاہدانہ عزم بالجزم کو روک رہا تہا۔ اور جسطرح کہ عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ عنہ مراکو

رضی اللہ تعالیٰ عنہم جان و مال کو فدائے اسلام کرکے یسارعون فی الخیرات کا نمونہ کامل ہوگئے۔

منصور کی عام فیاضی کا نتیجہ تہا کہ جو عیسائی قید ہوکر آتے تہے منصور کے سلوک رحیمانہ دیکھہ کر اسکی فوج مین شامل ہوجاتے اور اپنی قوم و ملک کے برخلاف ہتہیار اوٹہاتے۔ شیر دل منصور کو کبہی یہ کمزوری اور بزدلی کا خیال نہین گذرا کہ نومسلم جنگ پر کبہی عذر کرینگے اسلیے انکو فوجی اعلیٰ عہدہ نصیب ہوا۔ اس دل کا اسقدر مضبوط اور متحمل شدائد تہا۔ کہ ایک دفعہ اسکے پاؤن مین ایسی بیماری ہوگئی کہ ڈاکٹرون کی تجویز سے داغ دیا گیا۔ مگر منصور برابر امرائے سلطنت سے بات چیت کرتا رہا اور احکام دیتا رہا۔ داغ کے درد کو بالکل محسوس نہ کیا۔ لوگون کو اوس وقت معلوم ہوا جبکہ گوشت اور چمڑے کے جلنے سے بدبو پہیل گئی۔ انتظام کا اسقدر سخت تہا کہ کوچ کے وقت آواز تک سنائی نہ دیتا اور گہوڑون تک کوئی نہ ہنہناتا ایک سپاہی نے بطور دل لگی تلوار میان سے نکالی اسی جرم مین قتل کیا گیا۔ اعتقاد کا اسقدر پکا تہا کہ غزوات جہادی لڑائیون مین جسقدر گرد و غبار اوس کے چہرہ پر پڑتا وہ غلام و خادم رومال سے جہاڑ کر جمع کرلیتے جو جمع ہوتے ہوتے ایک تہیلی ہوگئی تہی اور منصور نے وصیت کر رکہی تہی کہ قبر مین میرے ساتہہ یہہ گرد رکہی جاوے تاکہ بفحوائے حدیث شریف "لا یجمع علی عبد غبار فی سبیل اللہ ودخان جہنم" آتش دوزخ سے نجات ہو چنانچہ اسکی وفات پر ایسا ہی کیا گیا۔ یہہ تہی عقاید کی پختگی جس سبب سے مسلمانون کا ہر ایک گروہ خصوصاً علما منصور کے پسینہ کی جگہہ خون گراتے تہے اور فتوحات کثیرہ کا باعث ہوتے تہے۔ کتاب و تلوار کو علم دوست فرمانبردار کیطرح منصور نے ہمیشہ پہلو بہ پہلو رکہا۔

پوپ اور شاہان یورپ جو سپین کی سرحدی عیسائیون کی سرگرمی بڑہایا کرتے تہے منصور کی چستی و چالاکی اور مسلمانون کی قومی جان فروشی دیکہہ کر دم بخود ہوگئے کسی کو سکت نہ ہوئی کہ عیسائی بہائیون کو منصور کے پنجہ سے چہوڑا سکین اور ان عیسائیون کو آیندہ کے لیے مفید آلہ بنا سکین۔ ہان ان شورہ پشت اور دشمنان اسلام مگر بیکس بے یار و مددگار عیسائی ریاستون کو صرف اسلام کی عام فیاضی اور منصور کی پابندی شریعت نے ہی بچا لیا۔ اسلامی گورنمنٹ کی اطاعت نے جو محض رفع الوقتی تہی اس مادہ فساد کو دور نہ ہونے دیا۔ بلکہ اصول اسلام کی تعمیل کرکے ایسے مطیع اور ذمی کفار کو ہر طرح سے پنپنے دیا۔

آخر یہہ قوم کا دل سوز خادم اور سپین کا مدبر ناخدا اسلام کا پُرجوش حامی۔ تیغ و قلم کا دہنی سنہ ٣٩٢ھ مین جبکہ وہ جہاد پر گیا ہوا تہا فوت ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ترجمہ جس شخص کے چہرہ پر جہادی لڑائیون کی گرد پڑے گی وہ دوزخ مین نہین جائیگا۔

نے منظور کیا کہ جملہ مال غنیمت اور عیسائی قیدی لیکر صحیح سلامت لشکر اسلام درہ سے گذر جاوے اور عیسائی علاقہ کو خالی کردیں مگر منصور نے کہا میرے ساتھی کہتے ہیں کہ وطن پہنچنے تک ہمارے دوسرے جہاد کا وقت آجائیگا اس لیے تب تک ہم اسی جگہ رہیں گے تاکہ آمد و رفت کی فضول تکلیف سے بچیں۔ یہ جواب سنکر عیسائیوں کے طوطے اڑ گئے اور نہایت عجز و الحاح کے ساتھ درخواست صلح پیش کی جب عیسائی تضرع کرنے لگے اور ہر ایک قسم کے شرائط ماننے پر تیار ہوگئے تو بہادر منصور نے اس شرط پر درہ سے گذرنا منظور کیا کہ تمام مال غنیمت و قیدیوں کو عیسائی اپنی باربرداری پر لاد کر حدود اسلامیہ تک پہنچائیں اور اسلامی فوج کو رسد وغیرہ بھی دیں راستہ سے مردوں کی لاشیں اور دیگر موانع اٹھا کر سڑک بنائیں۔ عیسائیوں نے سب کچھ منظور کیا اور مشہور عیسائی ہمدردی کو بالائے طاق رکھ کر عیسائی قیدیوں کو خود ہانک کر مسلمانوں کے حوالہ کر آئے۔

اسلامی اخوت منصور میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ منصور کسی غزوہ سے واپس آرہا تھا کہ راستہ میں ایک عورت نے کہا کہ تمہاری امارت میں میرا بیٹا عیسائیوں کی قید میں پڑا ہے خدا کو کیا جواب دوگے غیور منصور جسکو ایک ایک مسلمان اولاد سے زیادہ عزیز تھا فوراً علاقہ مذکور پر چڑھ گیا۔ اور بڑی تلاش کے بعد اس عورت کے بیٹے اور دیگر مسلمانوں کو قید فرنگ سے رہا کرایا

منصور کی غازیانہ شہرت غیر ملکوں کے مسلمانوں پر مقناطیسی اثر کر رہی تھی چنانچہ بربر کی ایک قوم صنہاجہ وطن مالوفہ کو چھوڑ کر قرطبہ پہنچے اور منصور سے کہا کہ چونکہ آجکل آپکے سوا اور کوئی جہاد فی سبیل اللہ کا شایق نظر نہیں آتا اس لیے آپکے پاس حاضر ہوئی ہیں تاکہ ثواب غزا حاصل کرسکیں۔ منصور نے ساز و سامان سے مدد کی لیکن اس قوم نے اور کسی کو اپنے ساتھ لانے سے انکار کیا۔ صرف بدرقہ ساتھ لے لیا۔ علاقہ جلیقہ میں دو تین لڑائیاں لڑکر دشمن کو شکست فاش دی اور غنیمت کا مال کثیر لے کر واپس ہوئے منصور صنہاجہ کی پرجوش اسلامی حمایت کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور نہایت قدر دانی سے پیش آیا ہسپانیہ کے مسلمانوں کو بھی رشک پیدا ہوا اور غزا کی درخواست کی ہر طرف سے مجاہدین آکر جمع ہونے لگے منصور خود سپہ سالار بنا اور لیون کا رخ کیا۔ جہاں عیسائی بھی بہ تعداد کثیر جمع ہوگئے تھے کئی رات دن تک لڑائیاں ہوتی رہیں ایک دن ایک عیسائی پہلوان جو شکل و شباہت اور ہمت و شجاعت میں بے نظیر تھا۔ دونوں صفوں کے بیچ میں آکھڑا ہوا اور مبارز طلب کیا قوم صنہاجہ کا ایک جوان جلالہ نام مقابل ہوا۔ اور ایک دوسرے پر وار کرنے لگے عیسائی پہلوان نے نیزہ کی وار کی لیکن جلالہ کا بال بال بچ گیا۔ مگر جلالہ نے جو تلوار کی ضرب لگائی تو عیسائی دو ٹکڑے ہوکر گرا پھر عام حملہ کیا گیا۔ اور عیسائی بھاگ گئے۔ اور ہزاروں قید اور قتل کیے گئے بیشمار مال غنیمت ہاتھ لگا۔ یہ ہے امیر المسلمین کی ایثار نفس و ہمدردی و ملت اسلامی اخوت پابندی قرآن و سنت کا نتیجہ کہ قوم جان فروش جنگجو اور مثل عہد صحابہ کرام

صدی مین سپین مین کوئی بیس ۲۰ خود مختار ریاستین بن بیٹھین جن مین سے تسبوائل - الجیراس - غرناطہ زاراگوزا - صیطلہ - وبلنیا - مرسیا - المیریا کے خاندان زبردست تھے جو ہر ایک دوسرے کی جان کا دشمن تہا عیسائی جنکو منصور نے لڑائی کے قابل نہ چہوڑا تہا - اس ضعف صدی مین اپنی طاقت بڑہانے اور مسلمانون یاستون مین تفرقہ اندازی کرتے رہے اور کبہی کبہی دخل درمعقولات کر کے حسب پسند چرب نوالہ بہی حاصل کرتے رہے الفونسو شمالی رئیسون کو ساتہہ ملا کر معقول جمعیت پیدا کر لی اور طوائف الملوکی کے زمانہ مین مسلمان امرا کو اسپین ہی لڑا کر کمزور کرتا رہا اور کئی ایک ضروری قلعہ اور مقام بلا جنگ لیتا رہا - جب مسلمانون مین کوئی صورت اتفاق نظر نہ آئی اور خلیفہ اعظم اور منصور جیسے بہادر کشور کشا کے مسلمانان سپین مین پیدا ہونیکی کوئی امید نہ رہی تو عیسائیون نے ۴۵۶ھ ہجری مین پہلا حملہ اسلامی پر کیا اور سب سے پہلے مشرقی سپین کی شہر بلبنجہ کو فتح کیا اور پھر شہر برشتر اور سرقسطہ کو فتح کیا اور قتل عام کیا قیدی اسقدر ہوئے کہ ایک ایک عیسائی سردار کو پندرہ پندرہ سو کنواری لڑکیان غنیمت مین ملین پر جوش غازیون نے کہین کہین دل کہول کر مقابلہ کیا لیکن وہ صرف ہانڈی کا اُبال تہا - کوئی دیندار سردار یا بادشاہ نہ تہا خود مختار حکام نے اپنے بچاؤ کے لیے عیسائیون سے معاہدے کر رکہے تہے جنکو قومی غداری کا نتیجہ ملجاتا تہا - غرضیکہ اسطرح سے مسلمانون کے بہت سے شہر اور صوبے عیسائیون نے چہین لیے یہانتک کہ دار الخلافہ قرطبہ لینے کے لیے قسمین کہانے لگے ملوک طوائف عموماً اور فونش شاہ ٹولیڈو کو خراج دیتے تہے حتی کہ ابن عباد والی قرطبہ بہی اسیطرح خراج گذار تہا - اب عیسائیون کی طاقت اسقدر بڑہ گئی اور ملوک طوائف اس قدر کمزور ہوگئے کہ انکی معمولی اطاعت اور خراج گذاری پر عیسائی قانع نہ تہے وہ تو عظیم الشان مسلمانون کے دار الخلافہ قرطبہ کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہتے تہے - اس لیے ابن عباد کا مرسلہ خراج واپس کر دیا - اور لکہا کہ اگر فلان فلان قلعہ دیدو تو خراج منظور ہو سکتا ہے ورنہ قرطبہ فتح کیا جائے گا - اور یہہ مراسلہ ایک ایسے سفیر کے ہاتہہ روانہ کیا کہ جسکی اردل مین پانچ سو سوار تہے گویا ایک خاصہ جنگی ہراول تہا - سفیر اس شاہانہ ٹہاٹھ کے ساتہ قرطبہ مین داخل ہوا - ابن عباد والی قرطبہ جسکا دل پہلے ہی جلا ہوا تہا زیادہ بہڑک گیا - اور اسطرز جابرانہ کو خلاف آداب شاہانہ تصور کر کے بقول "کسنور مغلوب یصول علی الکلب" تمام اہل سفارت کو مروا ڈالا - صرف تین کس زندہ واپس گئے جنہون نے اذفونش کو مطلع کیا - اذفونش اگرچہ پہلے ہی محاصرہ قرطبہ کے لیے تیار تہا - مگر ابن عباد کی یہہ جراءت دیکہہ سمجہ گیا کہ اب مسلمانون نے کروٹ بدلی ہے - اس لیے واپس ٹولیڈو کو چلا گیا اور زیادہ اہتمام سے تیاری کرنے لگا - ادہر ابن عباد نے بہی ہاتہہ پاؤن مارنے شروع کیے ایسے نازک حالت مین علماء و مشائخ قرطبہ کا دینی جوش بہڑک اٹہا - اور سب نے اسبات پر اتفاق کیا کہ سپین کے ملوک طوائف عیاش اور آرام طلب

سپین کا عہد تنزل

افسوس منصور رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد زوال شروع ہوا۔ ہشام بن حکم خلیفہ سپین بالغ ہونے پر بھی امور خلافت سے علیحدہ رہا۔ اور ہمیشہ ایسی ہی رنگ رلیان مناتا رہا۔ خلافت اور وزارت کے جملہ کاروبار منصور کے ہاتھ مین تھے منصور کے بعد اسکا بیٹا عبدالملک سلطنت کے کاروبار پر مسلط ہوا۔ اور باپ کے قدم بقدم چلا اسکے سات سالہ وزارت مین امن عیش اور برکات خیرات رہی بدستور غزوات کرتا رہا اور ۳۹۹ھ مین فوت ہوا جسکی جگہہ اسکا بھائی عبدالرحمن کارفرما ہوا۔ ابتدا مین تو باپ اور بھائی کی طرح انتظام سلطنت مین مصروف رہا۔ لیکن آخر عبدالرحمان کو خلافت کی لالچ دامنگیر ہوا۔ اور برائے نام خلیفہ ہشام سے ولی عہدی کا طالب ہوا اور خاندان امیہ کی برائے نام خلافت کا نشان مٹانے لگا۔ اور موجودہ اختیارات پر قانع نہ ہوا۔ بیدست و پا ہشام نے عبدالرحمان کا ولی عہد ہونا منظور کر لیا۔ اور سر دربار مضمون عہد خلافت سنایا گیا۔ جسپر جملہ علما فقہا امرا کے دستخط کر دیئے لیکن شاہزادگان بنی امیہ کو سخت ناگوار گزرا۔ اور فساد کھڑا ہو گیا۔ آخر مغرور اور لالچی خود غرض عبدالرحمان جسکو اپنی طاقت و اقبال کے سامنے سپین مین کوئی مدمقابل معلوم نہ ہوتا تھا۔ اور عبدالرحمان داخل کی اولاد کو کمزور و ہیچ سمجھتا تھا۔ انہین کے ہاتھ سے حرص و تکاثر کی طفیل جان کھو بیٹھا۔ اور جو اتفاق و اتحاد کا درخت اسکے باپ منصور نے لگایا تھا کاٹ دیا۔ اب عبدالرحمان کے قتل سے دربار مین دو فریق ہو گئے ایک تو خلیفہ عبدالرحمان کی اولاد کے مددگار تھے دوسرے عبدالرحمان مقتول وزیر کے ورثا کے ساتھ تھے جو عبدالرحمان وزیر کے قاتلون سے انتقام لینے کے درپے تھے اسلیے پہلے ہشام معزول اور پھر دوبارہ بحال ہوا اور پھر ۴۰۳ سنہ ہجری مین خلیفہ ہشام قتل کیا گیا اور عظیم الشان خاندان بنی امیہ کی خلافت کا نشان روئے زمین سے مٹ گیا۔ اور سپین مین فتنہ و فساد پڑ گیا۔ اور جو تلوارین صدیون تک مخالفین اسلام کی گردنین اڑاتی رہی تھین اب اپنے ہی خلیفہ کا گلا کاٹنے لگین ۲۲ بائیس سال کے عرصہ مین ہی طرح متواتر عزل و نصب قتل و قید کا بازار گرم رہا۔ عرب بربر سقلیو تین گروہ دربار کے مالک تھے جسکا زور چلتا تھا اور اپنے ڈھب کا خلیفہ لا بیٹھاتا تھا۔ جو بیچارہ جان عزیز گنوا کر راہی ملک عدم ہوتا تھا۔ ہر ایک خلیفہ کسی نہ کسی زبردست گروہ یا امیر کا دست نگر یا کٹھ پتلی تھا۔ ان واقعات مین جو جو تشدد اور ظلم ان امویہ شاہزادون پر ہوا انکے لکھنے سے جگر پاش پاش ہوتا ہے جسطرح کہ بغداد کے خلفا تیغ ظلم سے ہلاک ہوتے رہے یہی حال قرطبہ کے شاہزادون کا تھا ایسی حالت مین جبکہ کوئی زبردست طاقت ملک مین نہ رہی۔ ہر ایک صوبہ خود مختاری کا دم بھرنے لگا۔ بغض و نفاق۔ کاہلی عیاشی چھا گئی اور یہہ حالت کوئی پچاس سال تک رہی اور اس نصف

لیکن ابن خلدون اس قوم کو بربر نسل لکھتا ہے۔ جو ابتدائی فاتحان افریقہ کے وقت مسلمان ہوئے لیکن جنگل مین رہنے سہنے کے سبب عام مسلمانون سے انکا میل ملاپ کم ہوگیا۔ اور صحرانشینی سے احکام اسلام بہول گئے صرف شہادتین جانتے تہے اور بس۔ اتفاقاً ایک شخص نے اس قوم سے ۴۳۸ھ ہجری مین کسی طرح حج کیا جہان تمام دنیا کے چیدہ دیندار اشخاص کے افعال و اعمال دیکہکر خیال کیا کہ اسکی قوم کے لاکہون انسان کیسے لایعقل اور اسلام سے بے بہرہ ہین پس حج کی تلاشی نے اپنا زبردست نورانی اثر اس شخص پر ڈالدیا۔ خود بہی شریعت سے واقفیت پیدا کی اور ایک اور صالح متقی عالم عبداللہ گرونی نے اسکی قوم کی تربیت کے لیے افریقہ جانا منظور کیا۔ اور راستہ کی کٹہن مشکلات اوٹہاکر دونون حسب قوم مغرب اقصی مین قوم مذکور کے پاس پہنچ گئے۔

اور شریعت محمدی کی تعلیم دینی شروع کی اور انتظام کے لیے انکا امیر ابوبکر بن عمر مقرر کیا جو قبیلہ متونہ مین سے تہا باہمی اتفاق اور تقلید شریعت سے دن بدن انکے اخلاق و عادات اور جمعیت مین ترقی ہونے لگی۔ آس پاس کے مفسدونکو دباکر سوس الاقصی اور سجلماسہ تک علاقہ مطیع کرلیا ابوبکر کے انتقال کے بعد اسکا بہتیجا ابوبکر بن ابراہیم بن عمر جانشین ہوا۔ جو ۴۶۲ھ ہجری مین فوت ہوا اور جملہ قبائل نے متفق ہوکر یوسف بن تاشفین بن عمر اسکے چچازاد بہائی کو امیر بنالیا۔ جو اتقا و ورع زہد و صلاح شوق غزا ہمدردی اسلام۔ محبت خیر الانام پابندی شریعت مین صحابہ کرام رض کا زندہ نمونہ تہا۔ اُس نے قوم کی ترقی و اقبال کو کمال تک پہنچا دیا اور صحرانشین جاہلون کو اسلامی خصائل سے آراستہ کردیا اور اسقدر حمایت اسلام کا جوش بہردیا کہ سپین کے مسلمان جو کسی وقت تمام روی زمین مین ممتاز اور اقوام کے محسن و استاد شمار ہوتے تہے آج اس چند روزہ ترقی یافتہ قوم کو اپنا محافظ و حامی جاننے لگے اور جو قوم قریباً چار سو سال تک وحشت و جہالت کے سبب گمنامی کی حالت مین پڑ رہی تہی۔ آج محض احکام الہی کی تعمیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخلصانہ تقلید سے اس قابل ہوگئی کہ زبردست اور مقتدر سلاطین امویہ اور عباسیہ کی عالیشان یادگارون کو سنبہالکر شوکت اسلام کو قائم رکہین سپین کی طرح نہ انمین کوئی فلسفہ دان تہا نہ ہیئت دان نہ کوئی طبیعات کا عالم تہا نہ کیمیائی ترکیبون کا موجد نہ کوئی ناچ رنگ کا شایق نہ تکلفات مین فائق نہ شاعری مین غلطان نہ مدح سرائی مین یکتا نہ تنعم پر شیفتہ نہ عیاشانہ زندگی پر فریفتہ نہ مذہب سے کراہت نہ شریعت سے نفرت نہ تاویلات کا شوق۔ نہ الحاد و زندقہ کا ذوق بلکہ قرآن نے جو روحانی و جسمانی ترقی کا سیدھا سادھا شاہراہ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ الخ مین بتلادیا اس پر عمل تہا۔ زمانہ حال مین جاپان کی پچاس سالہ ترقی کو دیکہ کر لوگ عش عش کر رہے ہین لیکن اس قوم کی ترقی کا زمانہ جاپانیون کے عہد کا چہارم ہے۔ مسلمان جو اندہون کی طرح ترقی کے رستہ ٹٹولتے پہرتے ہین اور غیر قومون کی چکاچوند روشنی سے اسلامی خزانون کو نظر اٹہا کر نہین دیکہتے اور اسلامی قواعد کو

بے دین بے غیرت ہوگئے ہین مسلمان بہائیون کے برخلاف عیسایون کی مدد کرتے ہین سپین کا تمام اسلامی علاقہ عیسایون کا خراج گذار ہے اب قرطبہ پر مصیبت نازل ہونیوالی ہے۔ یہی حال رہا تو اسلام سپین چند روز کا مہمان ہے فساد عقیدہ نے اسلامی اخلاص کو دور کر دیا ہے سپین کی سست اعمال مسلمانون سے کچھ نہین ہوسکیگا مدد کے لیے افریقہ کے عربون کو بلایا جاوے اور نصف مال دیکر عیسایون کو ممالک اسلامی سے نکالا جائے قرطبہ کے شیخ الاسلام عبداللہ بن محمد بن ادہم نے کہا کہ افریقہ کے عرب لالچی ہین وہ اسلامی اخوت اور ہمدردی کو نہین جانتے وہ آئین گے تو ہمارے شہرون کو لوٹ لین گے۔ اور عیسایون سے زیادہ مصیبت برپا کرینگے بہتر ہے کہ امیر المسلمین یوسف بن تاشفین والی مراکو کو مدد کے لیے بلایا جائے جو شریعت حقہ کا پابند اور معتقد صحابہ کرام ہے۔

علمار قرطبہ نے شیخ الاسلام کی اس تجویز کو مان لیا اور سب متفق ہوکر ابن عباد والی قرطبہ کے پاس گئے اور تجویز مذکور پیش کی ابن عباد نے مان لی۔ اور بماتحتی شیخ الاسلام چند علمار اکو روانہ کیے گئے۔

امیر المسلمین یوسف بن تاشفین جو عامل بالشریعت تہا مظلوم مسلمانون کی امداد سے کسطرح انکار کرسکتا تہا امداد دینے کو تیار ہوگیا۔ لیکن قبل اسکے کہ اسکی اسلامی خدمات لکھی جائیں امیر المسلمین کی قوم کا حال لکھا جاتا ہے جس سے خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی صداقت ہوتی ہے۔ لن یصلح امر اخر ھذہ الامۃ الا بما صلح الاولون اور ہماری کتاب کی علت غائی یہی ہے کہ بغیر اتباع شریعت مثل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قومی ترقی و اصلاح محال ہے اور اس قسم کے نظائر تیرہ سو سال گذشتہ مین بارہا امت محمدی مین پیش آچکے ہین جنکا مختصر ذکر کتاب ہذا مین کیا گیا۔ خداوند تعالی ہم مسلمانون کو صراط مستقیم پر قائم رکہے جو قرآن و سنت ہے۔ آمین بہ برکت رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

قوم مرابطین امیر المسلمین یوسف بن تاشفین

یوسف بن تاشفین قوم مرابطین سے تہا جو کئی قبائل لمتونہ۔ جدالہ۔ لمطہ۔ وغیرہ پر مشتمل تہی انکی اصلیت مین مورخین کا اختلاف ہے بقول ابن اثیر انکی نسب کے مشہور قبیلہ حمیر سے ملتی ہے جو امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت مین یمن سے بہ نیت غزا شام گئے۔ اور فتوحات ابتدائی مین شامل رہے۔ وہان سے مصر اور پہر موسی ابن نصیر کے ساتہ بلاد مغرب مین پہونچے اور وہان سے طارق فاتح ہسپانیہ کے ساتہہ داد جہاد دیتے رہے اسکے بعد بوجوہات چند در چند جنگی کامون سے علیحدگی اختیار کی اور صحرا نشین ہوگئے اور ان سے کئی قبیلے پیدا ہوئے۔

تہا اور یہہ بے غیرتی پست ہمتی بیدینی اسوقت سپین کے مسلمانون مین عام تہی ۔ جنکا خمیازہ انکو اٹہانا پڑا امیر المسلمین نے بہی ترکی بہ ترکی جواب دیا ۔ اس لڑائی مین یورپ کے اکثر ممالک کے عیسائی اور پادری راہب شامل ہوئے تہے ۔ اور صلیبین اٹہائی تہین اور یہہ پہلا صلیبی جنگ شمار ہونا چاہیے یہان سے ناکام یاب ہوکر یورپ کو پوپ روم نے بیت المقدس پر چڑہا دیا اور لے لیا ۔ یہہ لڑائی ۴۷۹ھ ہجری کے ماہ رمضان مین موضع زلاقہ علاقہ بطلیوس واقعہ غربی اندلس مین ہوئی ۔ امیر المسلمین کو کہا گیا تہا کہ ابن عباد نہین لڑے گا اسلیے ابن عباد کو مقدمۃ الجیش مقرر کیا جس نے شاہ ٹولیڈو کے مقابل پہاڑی پر ڈیرہ جا لگایا ۔ اور فوج امیر المسلمین اس پہاڑی کے پیچہے رہ گئی ۔ شاہ ٹولیڈو نے خیال کیا ۔ کہ اسلامی فوج صرف اسی قدر ہے جو ابن عباد کے ساتہ ہی ہے فتح کا یقین کر لیا ۔ اور ابن عباد کو تاریخ جنگ مقرر کرنے کے لیے لکہا ۔ ابن عباد نے منگل کا دن لکہا جسکو منظور کیا گیا ۔ لیکن دہوکہ دیکر پہلے ہی جمعہ کی صبح کو ابن عباد پر ٹوٹ پڑا اور گہیر لیا مسلمان دہڑا دہڑ گرنے لگے بہادر ابن عباد نے کمال تہور سے مقابلہ کیا اور بے نظیر شجاعت کا اظہار کیا ۔ تلوار کہینچ کر دشمن کے ڈہیر کرنے لگا ۔ اُس کے نیچے تین گہوڑے شہید ہوئے اور خود تلوار و نیزہ کے زخمون سے چور ہو رہا تہا ۔ لیکن لڑائی کے سمندر مین نہنگ خونخوار کی طرح بے خوف خطر تیرتا پہرتا تہا ۔ امیر المسلمین عین لڑائی کے وقت عیسائی کیمپ پر جا پڑا اور جلا کر راکہہ کر دیا اور پہر عیسائی فوج پر حملہ کیا ۔ اسطرح عیسائیون کو درمیان لے کر تہ تیغ کیا اور عیسائی بہاگ نکلے امیر المسلمین یہہ فتح عظیم پاکر چند روز تک اندلس رہا جب واپس جانے لگا تو علما و مشائخ اندلس نے ملوک طوائف کی بیدینی ۔ بدچلنی عیاشی جور و ظلم نفاق و حسد کی شکایت کی کہ یہہ لوگ مسلمانون کی حفاظت نہین کر سکتے آپ انکو برطرف کر کے سپین کے اسلامی علاقہ کو خاص اپنے زیر سایہ لے لین گو علماء سپین کی یہ درخواست معقول تہی ۔ لیکن امیر المسلمین کو اسلامی حیا و شرم مانع ہوئی کہ مجاہد فی سبیل اللہ ہو کر غاصب کا شرمناک خطاب حاصل کرے اسلیے ملوک طوائف کو بندگانہ طور سے پند و نصائح کین ۔ اور منہیات و معاصی کی ارتکاب سے منع کیا اور پابندی شریعت اور کفار سے لڑنے کی تاکید کی اور انکی امداد کے لیے ایک بہاری فوج سپین مین چہوڑ دی لیکن چار پانچ سال تک ملوک طوائف نے کوئی جہاد نہ کیا اور بدستور سابق عیش و عشرت اور غیر مشروع امور مین ڈوبے رہے اور کئی ایک ناجائز غیر شرعی ٹیکس لگا دیے امیر المسلمین کے پاس جب شکایات علی التواتر پہنچنے لگین تو اس دیندار خدا پرست سلطان نے علمائے عراق سے فتوی پوچہا جو یہہ ملا کہ ایسے ملوک سے ملک کا چہیننا شرعًا درست ہے امیر المسلمین اس شرعی حکم کی تعمیل کے لیے ۴۸۳ھ کو ثانی جبل الطارق سے عبور کر گیا اور چند لڑائیون کے بعد بعض کو قید اور بعض کو قتل کر کے مراکو بہیجدیا ۔ اور سپین کے اکثر صوبجات پر تسلط کر لیا امیر المسلمین

تنقیح ترمیم کی رائین پیش کرتے ہین انکو یوسف بن تاشفین کی قوم کی ترقی دوازدہ سالہ کی ہسٹری غور سے پڑہنی چاہیے۔ اور مقابل کی درماندہ پست ہمت سپین کی اسلامی آبادی کے اعلی درجہ کی لیاقت علوم وفنون اور تہذیب وتربیت اور فیشن ایبل تمدن پر خیال کر کے موجودہ خیالات کا مقابلہ کرین تو صاف صاف کہل جائیگا۔ کہ خدا تعالے کا فرمان "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" بالکل درست ہی۔ قوانین واحکام اسلام کو تا قیام قیامت کوئی انسانی قانون پہنچ نہین سکتا۔ اور جسقدر قوم کی ترقی مذہب اسلام کی صحیح اور پوری پیروی سے ممکن ہے اور کسی تدبیر سے ممکن نہین۔ سیاست اخلاق تدبیر منزل مدن کے مضبوط اور مفید قواعد اسلام نے جو وضع کر دیے ہین عمل کرنے کی دیر ہے ترقی ہاتہہ باندہے کہڑی ہے۔ قوم مرابطین نے نہ یورپ سے اخذ کیا نہ امریکہ سے کچھ لیا۔ انپر احسان صرف اسلام اور چند علماے اسلام کا تہا۔

دراصل ترقی تو اخلاقی اور روحانی ترقی ہے جو یوسف بن تاشفین نے فتح زلاقہ کے بعد دکہلادی کہ مال غنیمت مین سے ایک کوڑی نہ لی اور سپین کے مفتوحہ علاقہ مین کوئی پولیٹکل اثر نگاہ اٹہایا اور جب مسلمانون کی پکار اور عراق تک کے علماء نے فتوی دیا تو مجبوراً مسلمانون کے فائدہ کے لیے تسلط کیا۔ دوسری ترقی دنیاوی ہے جسکو آج کل ترقی کہا جاتا ہے ان مین بہی یہ قوم بڑہ گئی جنوبی یورپ کی ایک صدی کی جابرانہ سلطنت کی بنیاد ہلادی اور عیسائی بہادران کو جنکو فتح بیت المقدس کی خوابین آرہی تہین اور آخر درست تہین ایک ہی معرکہ مین ہزارہا عیسائی تہ تیغ کر کے اسلامی شمشیر کا لوہا منوا لیا۔ اور اس فتح سے دولت وعظمت کا دریا مراکو مین بہالیا۔ اور اہل مراکو کو قوم فاتحین مین شامل کر لیا۔ اور جنگی تلوار نے صدیون تک عیسائیون کو کاٹ کر سپین کو پانچسو سال تک سنبہالے رکہا۔

جنگ زلاقہ (سکرالیاس)

جب علماے سپین نے دردانگیز حالات سنائے اور خط معتمد ابن عباد بہی دیا تو غیور امیر المسلمین یوسف بن تاشفین فوراً روانگی سپین کے لیے تیار ہو گیا۔ اور مجاہدین کی فوج جرار لیکر آبناے جبل الطارق عبور کرایا ابن عباد نے بہی اعلان جہاد دے رکہا تہا۔ قرطبہ کی فوج کے علاوہ سپین کے اور علاقون کے والنیٹر (مجاہد) بہی جمع ہو گئے تہے۔ اذفونش بہی یہ سنکر جو پہلے ہی تیار بیٹہا تہا۔ فوج کثیر کے ساتہہ طلیطلہ (ٹولیڈو) سے روانہ ہوا۔ چونکہ سپین کے طوائف الملوک کو اپنا لوہا منوا چکا تہا اُس نے سلطان مراکو کو بہی اسی پانی مین اُتارنا چاہا۔ اور ایک خط تہدید آمیز عربی زبان مین غلو ومبالغہ سے بہرا ہوا روانہ کیا یہ مسلمان منشی سے لکہوایا گیا تہا جو محض چند روزہ دنیاوی عزت کے لیے مسلمانون کے برخلاف عیسائیون کا مددگار

زمانہ حال مین ایران مین ترقی کا سنگ بنیاد رکہا ہے اور خود مختار سلطنت کو پارلیمنٹری حکومت سے بدل کر مثل عہد خلافت راشدہ پابند شوری کر دیا ہے۔ اور افغانستان کی رگ حمیت کو مضبوط کیا ہوا ہے جن ملکون مین یہ گروہ دقعت کہو چکا ہے وہان اسلام واقعی اسلام نہین بلکہ ایک بہروپ سوانگ نظر آرہا ہے اور یہہ بہروپئے مسلمان کبہی بہی اصول اسلام کے پابند نہین ہوسکین گے۔ اور نہ کبہی نور اسلام سے مستفید ہونگے خدا تعالی اپنے فضل و کرم سے صراط مستقیم دکہائے۔

محمد بن تومرت (مہدی) بانی سلطنت موحدین

اس شخص کا حال اس خیال سے لکہا جاتا ہے کہ ناظرین پر یہہ بات کہل جائے کہ مہدی موعود کے عقیدہ نے کسقدر لوگون کو مہدی منتظر کے دعوی پر آمادہ کیا ہے گو وہ کاذب تہا۔ لیکن اسکو کس حد تک کامیابی ہوگئی بانی خاندان اسمعیلیہ عبید اللہ (مہدی) کا حال لکہا جاچکا ہے کہ کس قدر عظیم الشان سلطنت اسمعیلیہ مصر کا موجد ہوا حسن بن صباح نے کیسی خوفناک سلطنت قایم کی اور یہی حال اس محمد بن تومرت کا تہا اس لیے اگر کوئی خبطی چند سال کامیابی بہی حاصل کرے اور چند ہزار یا چند لاکہہ مریدان نہ تسلط بہی پیدا کرے تو بہی اسکی صداقت کی دلیل نہین ہوسکتی اور نہ وہ مہدی بن سکتا ہے ایسے کئی مہدی بن چکے ہین یہہ محمد بن تومرت جبل سوس کا رہنے والا شریف علوی حسنی کہلاتا تہا۔ ملک مغرب مین تعلیم پائی اور پہر مشرق کو چلا گیا۔ اور علماء عراق سے بہت کچہ علمی استفادہ حاصل کیا۔ بقول بعض امام غزالی کا بہی شاگرد تہا۔ عابد زاہد قانع صوم وصلوۃ کا نہایت پابند تہا۔ اسکو ایسی خوابین آنے لگین کہ جسکی تعبیر کی گئی کہ محمد مذکور صلاح امت کرے گا۔ پہلے پہل تو امر معروف اور نہی عن المنکر کرتا رہا۔ علوم پڑہاتا اور شاگردون کی تعداد بڑہاتا رہا جنمین بڑے بڑے جید عالم مثل عبد المومن بن علی الکربلی القیسی ابو حفص عمر بن یحیی اور عبد اللہ ابو تسریسی جیسے فاضل بے مثال تہے عبد اللہ ایک متبحر عالم۔ اور زبردست فاضل تہا۔ اسکو کہا گیا۔ کہ اپنی علمیت کو ظاہر نکرے جبتک کہ بطور معجزہ اظہار کی ضرورت نہ پڑے یہہ شخص کمال درجے کا مستقل مزاج تہا سوائے شیخ کے کسی سے بات چیت نکرتا تہا اسکو لوگ بیعلم گنگ بلکہ پاگل جانتے تہے۔

محمد بن تومرت نے ان تمام باتون کو بخوبی ذہن نشین کر لیا تہا کہ جن سے عوام کے عقیدت وارادت بڑہتی ہے ایک زبردست عالم کے لیے جو علوی حسینی بھی ہو اور زیور صلاحیت سے بہی آراستہ ہو عام قبولیت کا پیدا کرلینا کچہ مشکل نہین۔ اور جب کرامات وخرق عادات ایک انسانی تدبیر اور چند مخلص اور مدبر رفقا کی تائید کا نتیجہ خیال کیا گیا ہو تو ایسے شخص کے لیے عوام کالانعام کے پہانسنے کے لیے میدان وسیع ہوتا ہے

یوسف بن تاشفین سنہ ۵۰۰ھ ہجری مین فوت ہوا اسکے اوصاف حمیدہ سنکر ایشیا کا مشہور فاضل امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ عراق سے مراکو کو روانہ ہوا تھا۔ مگر رستہ ہی مین خبر وفات سنکر واپس ہوگیا۔ یہ ایسا پاکیزہ نفس اور متبع شریعت تھا کہ جب علما نے کہا کہ ایک خلیفہ بغداد کی خلافت پر امت محمدی کے حصہ کثیر کا اتفاق ہے اسکی اجازت بغیر آپکی امارت صحیح نہین اور فاسد امارت کی حالت مین آپکے احکام اولو الامر منکم کے دائرہ مین نہین آسکتے خلیفہ بغداد اسوقت گو عضو معطل تھا۔ اور اُسکی دوستی اور دشمنی کا کوئی اثر نہ تھا۔ مگر اس زبردست سلطان نے شرعی فتوی کے سامنے گردن جھکا دی اور ایلچی مستظہر باللہ خلیفہ بغداد کے پاس بھیجکر اظہار اطاعت کیا خلیفہ نے اسکو مراکو سپین وغیرہ کا والی تسلیم کرکے ناصر الدین امیر المسلمین لقب دیا۔ یوسف بن تاشفین کی وفات کے بعد عیسائیون نے پھر اجماع کیا اور چونکہ یورپ کے عیسائی اب اسلامی ممالک کے مرکز ملک شام مین فتح کا ڈنکا بجا چکے تھے اور بیت المقدس پر نشان فتح گاڑ چکے تھے اب بہادر یوسف بن تاشفین کے مرنے پر پھر سپین کی طرف جھکے اور اذفونش شاہ ٹولیڈو سنہ ۵۰۰ھ ہجری مین لشکر جرار لیکر چڑھ آیا۔ امیر المسلمین علی بن یوسف بن تاشفین بھی مراکو سے فوج لیکر اندلس مین جا پہونچا۔ سخت جنگ کے بعد عیسائیون کو شکست ہوئی اکثر قتل و قید ہوئے چند اور لڑائیون کے بعد اذفونش سے بیس سالہ میعادی صلح ہوگئی۔ لیکن کبھی صلح کو قیام ہوا تھا جو اب ہوتا۔ جبتک ہی مہدیون کا افریقہ مین غل ہوا جنکا ذکر آگے کیا جائے گا۔ اذفونش خود تو عہدنامہ کے خیال سے مقابل نہ آیا۔ لیکن ابن ردمیر نے تمام سپین کی عیسائی فوجین لیکر علی بن یوسف کو سنہ ۵۱۲ھ ہجری مین شکست دی اُس کے بعد علی بن یوسف تو محمد بن تومرت مدعی مہدویت کے جھگڑون مین پھنس گیا۔ اور اُسکا بیٹا ابن ردمیر عیسائی بادشاہ سے لڑتا رہا جسمین ابن ردمیر مارا گیا۔ عیسائی مورخین کا یہہ خیال غلط ہے کہ علی بن یوسف کے خاندان پر ہسپانیہ کے زنانہ مزاج عیش پسند مسلمانون کا اثر پڑا اور اسقدر جلد تباہ ہوئی ہان کچھ نہ کچھ ضرور اثر پڑا ہوگا۔ لیکن بربادی کا موجب ظہور مہدی تھا۔ جو یوسف بن تاشفین کے خاندان کی نسبت البتہ زیادہ گرم جوش سادہ مزاج پابند شرع معلوم ہوتا تھا۔ اور سلاطین مراکو اب جاہ و جلال بر خلاف زمانہ ماضی رکھتے تھے یوسف بن تاشفین کی طرح اُن مین ایسی عادات کم تھین جو عام مسلمانون کے دلون کو کشش کرسکین اُسکو عیسائی متعصب مورخ ملاؤن کی کاروائی سے منسوب کرتا ہے گو یہ ناول نویس مورخ عبارت کی چستی اور منشیانہ طرز تحریر سے ناظرون کو دہوکے مین ڈالدیتے ہین مگر یہ انکی ایک پولیٹکل چال ہے جس سے وہ اس مفید مذہبی گروہ کی محبت اور عظمت کو سادہ لوح ناظرین کے دلون سے اُٹھا کر اسلام کو کمزور کرتے ہین ورنہ قوم مرابطین کی ترقی کا ذریعہ اور یوسف بن تاشفین کی عظمت و شوکت کا وسیلہ ہی علما تھے جس کے سبب سے مختلف قبیلون نے یوسف بن تاشفین کے ہاتھ بیعت کی اور یوسف کو سلطان مغرب بنایا یہی علما مقتدر ہین جنہون نے

ایک کتاب عقاید مین تصنیف کی۔
لوگون کی ارادت بڑھانے کے لیے عبداللہ مذکور کو کہا کہ اب موقع آپہونچا ہے اپنی علمیت و نطق کو ظاہر کرو اور اسکو چال بتادی
ایک دن مہدی مذکور صبح کی نماز کے لیے مسجد مین آگیا۔ دیکھا کہ ایک شخص عمدہ پوشاک پہنے ہوئے محراب مسجد مین بیٹھا ہی
پوچھا تم کون ہو جواب ملا کہ مین عبداللہ الونشریسی ہون مہدی نے کہا کہ تم تو بات چیت کرنے سے عاری تھے۔ اب
کسطرح بولنے لگے اُس نے کہا کہ آج رات کو آسمان سے فرشتہ آیا اور میرے قلب کو دہویا اور مجھکو قرآن اور
موطا پڑھایا مہدی اور حاضرین یہ سنکر زار زار رونے لگے اور امتحان لینے لگے۔ عبداللہ نے قرآن بنہایت
فصاحت سے پڑھا اور مدلل تفسیر کی اور اسیطرح موطا اور مسائل فقہی کے امتحان مین پورا نکلا۔ لوگ جو عبداللہ کو گنگ
(ابکم) جاہل جانتے تھے حیران ہوگئے اور اسکو مہدی مذکور کی کرامت کا اثر مان گئے اور اسکو مہدی علیہ السلام پکارنے
لگے۔ جب دیکھا کہ لوگ اُس کے ارشاد کی تعمیل کو باعث نجات و فلاح جاننے لگے ہین تو اُس علاقہ کے فہمیدہ اور چیدہ
اشخاص جو مہدی کی چالاکیون کو سمجھنے کے قابل یا نادان نوجوانون کو اس شخص سے علیحدہ رہنے کی ہدایت
کرتے تھے انکی ایک فہرست لکھی گئی۔ اور مشہور کیا۔ کہ عبداللہ ابونشریسی کو ایسا نور معرفت بخشا گیا ہے
کہ جس سے وہ جنتی اور دوزخی مین امتیاز کرسکتا ہے اور مجھکو خدا نے اہل دوزخ کے مارنے اور اہل جنت کو چھوڑنے
کا حکم دیا ہے۔ اور مجھکو الہام ہوا ہے کہ فلان کنوئین مین خدا تعالی نے ملائک اور اتارے ہین جو عبداللہ کے قول
کی تائید کرینگے۔ اور اس مطلب کے لیے اُس کنوئین مین اپنے تین رازدار مرید بیٹھا دیے۔ مہدی لوگون
کے ہمراہ کنوئین پر گیا اور دو رکعت نفل ادا کیے اور پہر نہایت خشوع و خضوع سے دعا مانگ کر کہنے لگا کہ یا
ملائکة اللہ عبداللہ ابونشریسی کہتا ہے کہ مین دوزخیون اور بہشتیون کو پہچان سکتا ہون کنوئین کے اندر
سے آواز آئی کہ عبداللہ سچ کہتا ہے لوگون کا اعتقاد اور زیادہ بڑھ گیا۔ مہدی نے اس خیال سے
کہ کنوئین والے شخص اگر زندہ رہے تو شاید راز افشا نہ ہوجائے کہا کہ اس چاہ مین ملائک کا نزول ہوا ہے
اگر کہلا رہا تو اُس مین پلید و ناپاک اشیاء کے گرنے کا احتمال ہے بہتر ہے کہ اس چاہ کو مٹی سے بند
کردیا جائے چنانچہ کنواں بند کیا گیا۔ اور وہ تینون شخص ہلاک ہوگئے۔ مریدان صادق الاعتقاد کا
اسطرح سے جان دینا کوئی عجب نہین حسن بن صباح بانی مذہب ملاحدہ اور شاہ اسمٰعیل صفوی کے رفقا
کے کارنامے تاریخون مین درج ہین۔

مہدی نے اسکے بعد تمام باشندگان کوہستان کو طلب کیا۔ جب سب حاضر ہوچکے تو عبداللہ ابونشریسی نے جس کے
پاس مخالفان مہدی کی فہرست موجود تہی۔ جاہل جوان خوش اعتقاد اشخاص کو جنتی بتلا کر داہنی جانب۔
(اصحاب المیمنہ) کو دیا اور دیگر اشخاص سے ملنے نہ دیا۔ اور اشخاص مندرجہ فہرست مخالفان مہدی کو دوزخی

اور تاویلات کی رکیک دلائل سے اپنے خودغرضانہ دعاوی کی تائید کرسکتا ہے محمد تومرت دلکش اقوال وافعال
سے مریدون کی تعداد بڑہاتا رہا جب اپنی صداقت وصلاحیت کا سکہ بٹہلا چکا۔ تو مراکو پہنچا عورتون کو خچرون
پرسوار کیلئے سنہ آتے جاتے دیکہا جو اس ملک کا عام دستور تہا۔ محمد بن تومرت کو یہہ بات خلاف شرع
معلوم ہوئی خچرون کو مارکر ہنکا دیا ایک عورت گر پڑی جو امیرالمسلمین کی لڑکی تہی اسلیے دربار سلطانی
مین حاضر کیا گیا۔ علمائے مراکو کو مباحثہ مین مغلوب کیا۔ اور دربار مین ایسی پرزور وعظ کی کہ امیرالمسلمین
علی بن یوسف زار زار رونے لگا۔ مالک بن وہیب مآل اندیش زیرک وزیر تہا۔ اُس نے امیرالمسلمین
سے عرض کی کہ یہہ شخص انقلاب پسند ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بہانہ سے ملکی اقتدار حاصل کرنا
چاہتا ہے۔ اُسکو قتل یا قید کرنا مناسب ہے۔ مگر بعض وزرا نے تردید کی اور کہا کہ جس مجلس مین اُسکو
قتل یا قید کا حکم دینا شاہانہ استقلال کے برخلاف ہے ایک تنگدست فقیر سے خوف زدہ ہونا آپ
جیسے امیرالمسلمین کی شان کے برخلاف ہے بے سمجہ وزرا کا یہ جادو اثر کر گیا۔ اور محمد بن تومرت
کو عزت کے ساتہہ رخصت کیا۔ بلکہ اُس سے دُعائے خیر طلب کی۔ دربار سے نکلتے ہی رفقا کو
کہا کہ مالک بن وہیب کی موجودگی مین تمہارے لیے مراکو کا قیام خطرناک ہے۔ یہ سنکر سب وہان سے اغمات
اور پہر ایک دشوار گذار پہاڑ جبل تنمل پر ڈیرہ جا جمائے اور جو جنگجو اور جاہل اقوام کا مسکن اور سوس
کے متصل تہا یہہ واقعہ ۵۱۴ھ ہجری المقدس کا ہے۔

یہان پر وہ لوگون کو وعظ سُناتا اور شرائع اسلام بتاتا اور موجودہ دول کی اطاعت خلاف شرع ظاہر
کرتا اون سے جنگ وجدل کرنے کی ہدایت کرتا رہا۔ خود سادہ اور نہایت کم قیمت پوشاک پہنتا ایک چپاتی
اور تہوڑے سے روغن زیتون پر گذارہ کرتا۔ عموماً صائم رہتا اسقدر زہد وورع اور حمایت شرع کا جوش
دیکہکر خلق کثیر اوس کے ساتہہ ہوگئی جنکا نام موحدین رکہا اور بعض روایات کے حوالہ سے کہدیا کہ مہدی موعود
مغرب اقصی یعنی ملک مراکو مین ظاہر ہوتا ہے چونکہ سید حسینی محمد نام اور مدعی صلاح تہا دس مرید کہڑے
ہوگئے جنمین سے پہلا شخص عبدالمومن تہا انہون نے کہا کہ نشان مہدویت آپ کی ذات مین پائے جاتے
ہین اسلیے مہدی منتظر آپ ہی ہین اور امام مہدی کا خطاب دیکر بیعت عامہ کی گئی۔

اب امیرالمسلمین کی بہی آنکہین کہلین اور اپنی غفلت اور سہل انگاری پر پچہتایا۔ فوجین روانہ کین۔ مہدی مذکور نے
فتح وظفر کی پیشینگوئی اور الہامی دعوون سے فوج کا دل بڑہا دیا جسے شاہی فوجون کو ایسی شکست دی۔ کہ
ور دیون تک بہی اتار لیا اس فتح سے اُسکی مہدویت کا موحدین کو اور زیادہ یقین ہوگیا۔ اور شمالی افریقہ
کے ہر ایک حصہ سے جوق جوق لوگ آکر اُسکی بیعت کرنے لگے۔ اور ایک کتاب مرشل نام توحید مین اور ایک

سکتے بہرحال اُس نے اسلام کی یہہ خدمت ضرور کی کہ مسلمانوں کو سرفروش بنایا اور پرجوش سپاہیوں کی طرح
لڑایا ہسپانیہ گال سے لیکر کوہ پرنیز تک و بحیرہ رقیانوس سے لیکر بحیرہ شام تک تمام مسلمانوں نے سر اطاعت
جھکایا اور یہی امر اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ محمد بن تومرت کے جانشین عام مسلمانوں کے عقائد کی برخلاف نہ
تھے اور اگر کوئی جزوی اختلاف رکھتے تھے تو چندان متعصب تھے۔ محمد بن تومرت کو مہدی منتظر جانتے یہی بڑا
اختلاف تھا۔ جو عام مسلمانوں کو بُرا معلوم ہوتا ہوگا اور سلطنت موحدین کے زوال کا یہی ایک سبب
ہوا۔

عبدالمومن بانی سلطنت موحدین

عبدالمومن نے سنہ ۵۴۱ ہجری تک مراکو کے علاقہ کو صاف کر لیا۔ خاندان مرابطین کے متعلقین کچھ
مارے گئے اور کچھ مطیع ہو گئے ہسپانیہ میں پھر طوائف الملوکی کا دورہ ہو گیا اور قومی اور ملکی فوائد کی
جگہہ ذاتیات کے لالچ میں پڑ گئے۔ غیر مفید علوم کے ورق گردانی سے الجنۃ تحت ظلال السیف پر تو وہ اعتقاد
صادق رہا نہ تھا۔ جو پرجوش طارق بن زیاد وغیرہ فاتحان سپین میں ہوتا تھا۔ دو صدیوں سے افتراق
و نفاق کی مہلک مرض سپین پر چھائی ہوئی تھی حقیقی اتقا و ورع سے محروم ہو چکے تھے عیاشی تن پرستی
میں محو تھے۔ اس لیے وہ اس قابل نہ رہے تھے کہ اپنی حفاظت آپ کر سکیں امیر المسلمین یوسف بن تاشفین نے عیسائی
دست برد سے بچایا مگر سپین کے ملوک و امرا نہ سمجھے یوسف بن تاشفین کی آنکھیں بند ہوتے ہی اسکے خاندان
پر زوال آگیا۔ اور سپین عیسائیوں کا شکارگاہ بن گیا۔ جس شہر یا علاقہ کو چاہتے شکار کر لیتے اور مسلمان حکام
اسلامی وقار کھو کر عیسائی گورنمنٹ کو اپنے استحکام کا باعث جانکر اسلامی جتھہ سے علیحدگی اختیار کر لیتے
بلکہ بعض دنیا پرست تو مسلمانوں کے برخلاف تلوار اٹھا کر۔ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا
وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا کے مصداق بنتے ایسی حالت میں پھر سپین
کے دور اندیش علما اور دیندار مسلمانوں نے دیکھا کہ ملک ہاتھ سے جاتا ہے سپین میں کوئی الوالعزم پر
جوش نظر نہیں آتا۔ جو مسلمانوں کی عام سرپرستی کر سکے اور عیسائیوں کی دست برد سے بچا سکے انکی نگاہ
جدید سلطنت موحدین پر پڑی۔ اور عبدالمومن کے پاس معزز علما کی سفارت بھیج کر درخواست امداد کی عبد
المومن نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور لشکر جرار فوراً سپین میں اتار دیا پہلے پہل تو ملوک طوائف سے
ہی مقابلہ پڑا جنکو پرجوش موحدین کے سامنے ہارنا پڑا اور اسیطرح عبدالمومن کے چند سال ضائع ہو گئے
اور عیسائیوں نے میدان خالی پاکر سنہ ۵۴۲ ہجری میں شہر مریہ پر قبضہ کر لیا۔ علاقہ جیان اور سنہ ۵۴۳ ہجری

مبتلا کر قتل کردیا اور بقول ابن اثیر ستر ہزار مسلمان تہ تیغ کیے گئے جس تجویز سے اس شخص نے مخالفون سے ملک کو صاف کیا کبھی کسی کو یہہ تجویز نہین سوجھی اب جسقدر باقی رہے وہ اُس کے سچے خادم اور جان فروش تھے اور ایسے پر جوش مریدون کا لشکر جرار لے کر امیر المسلمین علی والی مراکو سے لڑنے چلا اس فوج کا سر عسکر عبد المومن تھا مراکو کی شاہی فوج سے ۵۲۴ھ ہجری تک کئی لڑائیان ہوتی رہین جنمین اکثر موحدین غالب رہے اسی اثنا مین مہدی مذکور بیمار ہوکر مر گیا - اور عبد المومن کو اپنا خلیفہ مقرر کر گیا جسنے متواتر لڑائیون سے سلطنت مرابطین کو نابود کردیا اور تمام مغرب کا سلطان اور سلطنت موحدین کا پہلا بادشاہ ہوا جس خاندان کی حکومت ۱۴۲ سال ۶۶۸ھ ہجری تک رہی -

نفح الطیب مین لکھا ہے کہ سلطنت موحدین عظیم الشان اسلامی سلطنت تھی - اور مسلک خلفائے راشدین پر چلتے تھے ۔ اور محمد بن تومرت کا سکہ چلاتے و خطبہ پڑھتے تھے - واقعی یہہ قیاس درست معلوم ہوتا ہے محمد بن تومرت کے دعوی مہدویت اور ترقی کے وسائل غدر آمیز کو اگر قطع نظر کیا جائے تو سلطنت موحدین کی دیگر واقعات حمایت اسلام ہمین بہی سلاطین موحدین کی اسلامی عظمت تسلیم کرنی پر مجبور کرتے ہین سپین کو کوئی مستقل فایدہ نہ پہونچا جسکے وجوہات آگے بیان کیے جائینگے لیکن جنگی فتوحات سپین اور افریقہ سے عیسائیون کے نکالنے کا بہت بڑا کام نکلا - جو عبد المومن کی سچی اخوت اور حمیت اسلام کا کامل ثبوت ہے محمد بن تومرت خواہ مہدی منتظر نہ ہوا ور اُس نے کوئی حقیقی اصلاح بہی نہ کی ہو - لیکن اس مین شک نہین کہ جس جوش عملی کے ذریعہ خاندان مرابطین نے سلطنت حاصل کی اور جنگ کفار مین نام پیدا کیا تہا - وہ جوش اب سلاطین سپین کی بری صحبت یا نشہ سلطنت سے کم ہوگیا تہا - چنانچہ ۵۱۳ھ ہجری مین امیر المسلمین علی بن یوسف بن تاشفین سپین کے عیسائیون سے شکست کہا چکا تہا - گو اس شکست کا باعث انہین موحدین کی سرکشانہ بغاوتین تہین اور اس وجہ سے دلجمعی سے علی والی مراکو عیسائیون سے لڑ نہ سکا بلکہ سپین مین خود آ ہی نہ سکا - اُسکا بیٹا بہی غیر مفید لڑائیان کرتا رہا -

مگر با اینہمہ محمد بن تومرت نے ایک جدید سلطنت کی بنیاد دے جسکو ساتہہ زیادہ تر رابطہ روحانی تہا اس عملی جوش کو قائم ہی نہین رکہا بلکہ اپنے دعوی مہدویت اور سنجیدہ افعال و حرکات سے اور زیادہ پر جوش بنادیا اسلیے اگر بجائے مہدی کے اسکو شیخ طریقت کہا جاتا تو نہایت موزون ہوتا - ضرور اس کے فریب آمیز حرکات اسکو کسی قدر ساتہ خطاب کے لائق نہین چہوڑتے اور کہنا پڑتا ہے کہ بعد کی نسلون مین اس فریبانہ پالیسی کو محمد بن تومرت کی کامیابیون نے زیادہ فروغ دیا - اور حقیقی امامت و کرامت کو مخدوش کردیا چالاک خبطیون نے مذہب کو ایک آلہ جلب منافع بنالیا ہے مثے اُس کی کوئی تصنیف نہین دیکہی اسلیے اُس کے عقیدہ کی نسبت ہم کچہہ نہین

کو فتح کرنا شروع کیا۔ شاہ سسلی نے ۱۵۰ - ایک سو پچاس جہازات کا بیڑا روانہ کیا۔ اسلامی بیڑہ سے سخت لڑائی ہوئی مسلمان فتح یاب ہوئے اور سات جہاز عیسائیون نے گرفتار کر لیے مہدیہ والے چھ ماہ کے بعد امان لیکر شہر سے نکل گئے جو سب کے سب سمندر مین ڈوب گئے اور شاہ سسلی کی اس کمینہ حرکت کا منتقم حقیقی نے انتقام لے لیا جو عبد المومن کی فتوحات سے گھبرایا ہوکر مسلمان رعایا سسلی پر قتل و غارت کا نزلہ گرایا گیا تہا۔ سنہ ۵۵۵ ہجری مین عبد المومن مہدیہ مین داخل ہوا اور بیس دن کے قیام کے بعد مہدیہ کے قدیم والی حسن بن علی کو حکومت دیکر مراکو چلا گیا۔ اور سنہ ۵۵۸ مین مر گیا۔ اُسکا بیٹا محمد جانشین ہوا جو جلدی ہی معزول کیا گیا۔ اور پہر دوسرا بیٹا یوسف امیر المومنین ہوا جو بقول ابن خلکان عالم جلیل فاضل نبیل کامل ادیب مورخ قاری اور قرآن مجید اور صحیح بخاری کا حافظ تہا۔

یوسف بن عبد المومن

عبد المومن بہی عیسائیون کو افریقہ سے نکال چکا تہا۔ مگر یوسف بن عبد المومن نے تو افریقہ کو بالکل ہی صاف کر دیا۔ اور حدود مصر سے لیکر سپین تک کامل تسلط جما لیا جب افریقہ کا قرار واقعی انتظام کر چکا تو ایک لاکھ سوار جرار لیکر ہسپانیہ مین داخل ہوا اور تمام اُن شہرون کو یکے بعد دیگرے عیسائیون سے فتح کرنے لگا۔ جو کبہی مسلمانون سے لیے گئے تہے عیسائیون نے کئی جگہہ جم کر مقابلہ کیا۔ مگر پرجوش موحدین کے سامنے کہین بہی لڑ نہ سکے اور شکست کہاتے کہاتے نوبت باینجا رسید کہ سوائے دار السلطنت ٹولیڈو کی سنگین دیوارون کی کوئی مامون و محفوظ جگہہ نہ مل سکی اور بہادران مراکو کے آگے محصوری کے سوا کوئی چارہ نہ چل سکے استحکامات شہر نے غازیان اسلام کو بہت کچہ روکا اور کئی ماہ تک محاصرہ رہا یہہ وہ زمانہ تہا جبکہ شاہان یورپ سلطان نور الدین سے ملک شام مین شکست پاکر اور طرف مدد دینے کے قابل نہ رہے تہے۔ لیکن اولو العزم سلطان یوسف نے اس عرصہ مین دیگر امصار و بلاد مقبوضہ اذفونش کی فتح و غارت سے دار السلطنت ٹولیڈو کے بازو کاٹ دیے اور عیسائی طاقت کو زائل کر دیا۔ اب اذفونش کو سپاہ و رسد وغیرہ کی کمی ستانے لگی۔ اور سلطان یوسف کی بہادرانہ عزم بالجزم اور مجاہدانہ جوش نے حواس باختہ کر دیا صلح کی درخواست کی جو اذفونش کے ظالمانہ حرکات کے خیال سے نامنظور کی گئی۔ شہر مین پانی نہ رہا تہا لوگ پیاس کے مرے جاتے تہے کئی راتون کی متواتر گریہ و زاری سے اُس ذات باری تعالی نے جسکے خزانہ رحمت سے مومن و مشرک گبر و ترسا دوست و دشمن وظیفہ خوار ہین باران رحمت کو نازل کیا جس سے شہر کے حوض اور تالاب بہر گئے اور محصورین کے حوصلہ بڑہ گئے۔

یوسف نے اسکو آسمانی امداد جانکر ضعیف الاعتقادی سے سات سالہ میعادی صلح کر لی۔ سنہ ۵۶۵ ہجری مین ابن مردنیش مسلمان حاکم مشرقی سپین اور عیسائیون نے ملکر سلطان یوسف کا مقابلہ کیا۔ ایک دو شکستون مین ہی عیسائی تو علیحدہ ہو گئے اور ابن مردنیش کو موت کے منہ چہوڑ گئے جس کی سزا مین ابن مردنیش کا ملک تہ و بالا ہو گیا اور

مین طرطوشہ مین اور اسکے تمام قلعہ اور آلاردہ اور افراغہ فتح کر لیے اور مسلمانون کے خون کی ندیان بہا دین اور اسلامی تسلط کا نام ونشان مٹا دیا۔ ۵۴۷ھ ہجری مین اذفونش شاہ ٹولیڈو نے چالیس ہزار سوار لیکر قرطبہ دار الخلافہ اسلام کا محاصرہ کر لیا۔ یہہ وہی قرطبہ تہا کہ جس سے لاکھون جانباز نکلتے تہے اور جسکی ہیبت سے عام یورپ کانپتا تہا یا اب یہہ حالت ہوی کہ دشمن کہلے بندون ہنسا اٹہاتا چلا آیا۔ اور قرطبہ کو صرف اپنی ہی لوہا لاٹہہ فصیل پر سہارا کرنا پڑا۔ اور سپین مین کوئی ایسا نظر نہ آتا تہا کہ کوئی اسکو اذفونش کی شمشیر خارا شگاف سے بچا سکے ایسی حالت مایوسی مین عبدالمومن نے ابا ذکریا یحییٰ بن یرموز کو قرطبہ کے بچانے کے لیے روانہ کیا۔ لیکن اذفونش نے تمام رستہ روک رکہے تہے مگر ابن یرموز نے پہاڑون مین سے گذر کر قرطبہ کا متصلہ پہاڑ پر ڈیرہ جا لگایا اذفونش قرطبہ کا محاصرہ چہوڑ کر ابن یرموز کے مقابلہ کو چلا۔ قرطبہ کے بہادر جنرل ایوب عمر سائب نے ابن یرموز کو قلعہ مین داخل کر لیا۔ اور اذفونش مایوس ہو کر چلا گیا۔ یہہ قرطبہ کا پہلا محاصرہ ہے جو تین ماہ تک رہا۔ اب عیسائیون نے مسلمان سردارون کو موحدین کے برخلاف بہڑکانا شروع کیا۔ نادان ملوک طوائف عیسائی چال مین آگئے۔ اور عبدالمومن سے لڑنے لگے عیسائی مدد کے بہانہ سے دخل در معقول دیگر مسلمانون مین کامل نفاق کا بیج بونے لگے۔ مشرقی سپین کے حاکم ابن مردنیش کی مدد پر دس ہزار سوار روانہ کیے لیکن شکست کہائی اور تین ماہ کے محاصرہ کے بعد شہر آمریہ موحدین نے لے لیا۔ قحط اور دیگر مشکلات نے موحدین کو کوئی اعلیٰ پیمانہ پر کارروائی نہ کرنے دی۔ لیکن آیندہ عبدالمومن کے بیٹے ابو سعید نے بہت کچہ ترقی دکہائی۔ شہر غرناطہ وہان کے حاکم میمون بن بدر اللمتونی نے عبدالمومن کو دیدیا اور عیسائی امیدون کو ملا دیا۔ اور بہی کئی شہرون کے مآل اندیش مسلمان حکام نے عبدالمومن کی اطاعت اختیار کر کے اسلامی جمعیت کو بڑہا دیا۔ لیکن امیر ابراہیم اور اس کے داماد ابن مردنیش سے لڑائی ہوتی رہی جسمین پہلے تو موحدین کو شکست اور پہر فتح ہوئی۔

عبدالمومن کے عہد کا بہت بڑا کارنامہ فتح مہدیہ واقعہ طرابلس ہے یہہ ایک بہت بڑا شہر تہا۔ سنہ ۳۲ ہجری عبیداللہ المہدی بانی سلطنت اسمٰعیلیہ مصر نے آباد کیا تہا۔ اور عظیم الشان جنگی مرکز تصور ہوتا تہا عیسائیون کا زور دیکہکر مہدیہ کا والی حسن بن علی مراکو مین عبدالمومن کے پاس چلا گیا تہا جسکا ذکر اس سے پہلے لکہا گیا ہے۔

عبدالمومن افریقہ کے دردانگیز اور مہدیہ کی تباہی کا حال سنکر زار زار رونے لگا تہا۔ اور متواتر تین سال تک چڑہائی کی تیاری کرتا رہا۔ سنہ ۵۵۴ ہجری مین ایک لاکہ فوج لے کر بذریعہ جہازات روانہ ہوا۔ اور ٹونس کو فتح کرتا ہوا ترویلہ متصل مہدیہ جا اترا اور ایسے مضبوط شہر کے محاصرہ کو فضول جانکر دیگر امصار واقعہ طرابلس

کد ہے ساٹھ ہزار زرہ ایک لاکھ ترتالیس ہزار خیمہ تھے نقد چاندی کی کچھ انتہا نہ تھی سلطان یعقوب نے خود کچھ نہ لیا تمام مال غنیمت مجاہدین پر بانٹ دیا دس ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ عیسائی بادشاہ چند آدمیوں کے ساتھہ بمشکل جان بچاکر ٹولیڈو پہونچا سر منڈا دیا اور تمام لذاید کو چھوڑ دیا قسم کھائی کہ جب تک مسلمانون کو شکست نہ دونگا نہ بچھونے پر لیٹونگا اور عورت کے قریب جاؤنگا۔ اور نہ گھوڑے پر چڑھونگا۔ اور اس قسم کی پرجوش حرکات دکھائین کہ تھوڑی ہی مدت مین فوج کثیر جمع کر لی۔ اور دوبارہ سلطان یعقوب کے گلے آپڑا۔ لیکن غازیون کی تلوار نے بدستور ہمان آتش در درکاسہ کا نتیجہ دکھلا دیا۔ فتحمندان نے تعاقب سے ہاتھ نہ اٹھایا۔ اور عیسائیون نے جاکر ٹولیڈو ہی مین دم لیا یعقوب نے طویل اور شدید محاصرے سے قلعہ والون کا دم ناک مین کر دیا جبکہ محصورین کے لیے نجات و رہائی کے سب رستہ مسدود ہوگئے تو اسلام کے رحیمانہ اصول سے کام لینا چاہا اور اپنے آپ کو سلطان کے رحم پر چھوڑ کر اپنی جان و مال کو بچانا چاہا۔ کیونکہ انکو یقین تھا کہ یعقوب جیسا پابند شرع عالم سلطان کبھی درخواست امان کو رد نہین کر سکتا اس لیے شاہ ٹولیڈو نے اپنی والدہ بیٹیون عورتون کا کمزور اور قابل رحم ڈپوٹیشن امیر المومنین یعقوب کی خدمت مین روانہ کیا جسکا صاف یہہ مطلب تھا۔ کہ اب کوئی جنگی مرد لڑنے والا نہین رہا۔ شہر مین کوئی سکت نہین ہم عورتین حاضر ہین جو چاہو سلوک کرو شاہی خاندان کی یہ معزز بیکس بیگمات سر دربار سلطان کے حضور مین رو دینے لگین۔ اور نہایت عجز و الحاح سے طالب امان ہوئین امیر المسلمین جو رحم مجسم تھا ان شاہی خاندان کی عورتون کی ایسی عاجزانہ حالت دیکھہ کر رو پڑا۔ اور اگرچہ اسکو اپنی فتح کا یقین کامل تھا اور ٹولیڈو کی فتح سے عیسائی طاقت کا خاتمہ نظر آتا تھا۔ لیکن ایسی کمزور اور بے پناہ عاجزانہ سفارت کا رد کرنا اسلامی جوانمردی سے بعید معلوم ہوا۔ اور عورتون پر ہاتھہ اٹھانا انسانی شرافت کے خلاف دکھائی دیا اس لیے ان عورات کی درخواست پر ٹولیڈو انکے ہی قبضہ مین رہنے دیا اور محاصرہ اٹھا لیا۔ عیسائیون نے تو مطلب نکال لیا۔ لیکن مردانہ عادات اور اخلاقی جرات پر بدنما دھبہ لگا لیا۔ ضرور امیر المسلمین نے ٹولیڈو بلکہ سپین کو کھو دیا۔ لیکن روز روشن کی طرح دکھلا دیا کہ اسلام کے شیدا خلفائے بیکسون۔ مغلوبون عاجزون پر طاقت پاکر کسطرح رحم عفو فیاضی کا سلوک بحکم خدا و رسول کرتے ہین تاریخ نہین بتا سکتی کہ غیر مذہب کے کسی بادشاہ نے ایسے قدیمی خونخوار دشمن کے ساتھ ایسا شریفانہ اور رحیمانہ برتاؤ کیا ہو۔ یعقوب یہہ فتح عظیم پاکر قرطبہ کو چلا آیا اور اسی جگہہ شاہ ٹولیڈو کا ایلچی حاضر ہوا اور پنجسال کے لیے صلح قرار پائی اس فتح عظیم سے سپین مین اسلام کا ڈنکا بج گیا۔ شاعرون نے قصائد فتح کے طومار باندھ لیے۔ اور یعقوب نے بھی عطیات زوافرہ سے انکو مالا مال کر دیا ایک شاعر منفرد نے چالیس بیت کا قصیدہ لکھا اور امیر المسلمین یعقوب نے فی شعر ایک ہزار دینار کی چالیس ہزار دینار انعام دئے یعقوب عیسائی طاقت کا فیصلہ کر دیتا لیکن خدا نفاق کا ناس کرے جو عربون کی طبیعت ثانی ہو چکی تھی افریقہ شمالی کے عربون نے بغاوت کر دی

فوج کثیر ضائع ہوئی ۵۶۷ھ ہجری مین ابن مردنیش مرگیا اولاد کو وصیت کر گیا۔ کہ عیسایون کی دوستی کا اعتبار نکرین اور سلطان یوسف کی اطاعت کرلین چنانچہ اظہار اطاعت پر سلطان یوسف نے کمال عزت کی اور تمام انکا موروثی علاقہ انہین کے پاس رہنے دیا اور استحکام رابطہ کیلیے ابن مردنیش کی بیٹی سے شادی بہی کر لی ۵۷۶ھ مین شاہ سلسلی سے دس سال صلح کی اور ۵۸۰ھ مین مغربی سپین پر حملہ کیا وہین شنترین مین بیمار ہوکر ماہ ربیع الاول ۵۸۰ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور جبل تمل واقعہ مراکو پر مہدی اور عبدالمومن کے پہلو مین دفن کیا گیا۔

یعقوب بن یوسف

یعقوب شریعت محمدی کا نہایت پابند تہا۔ علماء کی قدر کرتا اور اُنکے مشورے پر چلتا حدود شرعی کو اپنے ملک مین خوب جاری کیا جس سے اسکی سلطنت زیادہ ہر دل عزیز ہوگئی ۵۸۶ھ ہجری مین سپین کے عیسایون کو شکست دیکر چند شہر فتح کر لیے۔ شاہ ٹولیڈو جمع آوری فوج کے لیے وقت نکالنا چاہتا تہا اس لیے ۵ سال کے لیے صلح کر لی بڑی وجہ یہہ تہی کہ اسوقت تمام یورپ شام مین سلطان صلاح الدین سے زک اُٹہا رہا تہا اور شاہ ٹولیڈو کو کہین سے مدد کی امید نہ تہی۔ مگر جونہی فراہمی فوج کر چکا۔ اور یعقوب بہی مراکو پہونچ چکا۔ اسلامی علاقہ کو لوٹنا اور مسلمانون کو قتل اور عورتون بچون کو قید کرنا شروع کیا سلطان یعقوب یہہ عہد شکنی سنکر جل گیا فوج کثیر جمع کی۔ مگر عین روانگی کے وقت یعقوب ایسا بیمار ہوا کہ شاہی طبیب بہی مایوس ہوگئے اب افریقہ کے عرب اور بربر جو موقعہ طلب و انقلاب پسند طبائع رکہتے تہے تاخت و تاراج کرنے لگے شاہی فوجین تو بہی بغاوت فرو کرتی رہین اور شاہ ٹولیڈو خوب دل کہولکر سپین پر ہاتھ صاف کرتا رہا اور یہان تک حوصلہ بڑہا کہ سلطان یعقوب کو تہدید آمیز خط لکہا اور طعن و طنز دیکر علانیہ پیغام جنگ دیا۔ بہادر یعقوب فوراً فوج کثیر لیکر سپین پہنچگیا۔ عیسائیون نے دور دور سے ممالک یورپ سے فوجین منگوائین تہین یہہ وہی زمانہ تہا کہ عیسائی صلاحی شمشیر سے خوف زدہ ہوکر بیت المقدس کی آرزوئے فتح کو خواب و خیال سمجہہ چکے تہے اور صرف سپین کو ہی انتقام لینے کا میدان جانتے تہے۔

ارک کا جنگ عظیم

دونون فوجون کا مقابلہ قرطبہ کے شمال موضع ارک مین ۹ شعبان ۵۹۱ھ ہجری کو ہوا۔ عیسایون کے جوشیلے حملے اور مسلمانون کے متہورانہ مقابلہ کے سبب سے مسلمان بہ تعداد کثیر شہید ہوئے اور بہاگ نکلے مگر سلطان یعقوب و مشائخ موحدین کے استقلال و ہمت سے مسلمان لوٹ کر عیسایون پر حملہ آور ہوئے اور اسقدر شجاعت سے لڑے کہ عیسائی بہاگ گئے۔ ایک لاکہہ چالیس ۴۶ ہزار قتل اور تیس ۳۰ ہزار قید ہوئے مال غنیمت مین چہیاسٹہہ ۶۶ ہزار گہوڑے ایک لاکہہ خچر چار لاکہہ

خاندان برباد ہوا تہا۔ انہی بواعث سے موحدین کا استیصال ہوا۔ باہمی کشت وخون اور عزل ونصب کا بازار گرم رہا۔ اس خاندان کے ۱۰ امیر ۶۶۸ سنہ ہجری تک گذرے ہین جو مہدی کا خطبہ پڑہتے اور سکہ چلاتے تہے مگر دسوین امیر ابو سعید ادریس نے مہدی کا سکہ وخطبہ اُڑا دیا اور تکذیب مہدی مین ایک کتاب تالیف کی یہ شخص زبردست عالم تہا۔ مگر ظالم بہی سخت تہا۔ اسکو مغرب کا حجاج کہتے ہین صرف مشائخ موحدین مین سے ایک سو شیخ (عالم) قتل کئے مخالفون کو لاکہون تک مروا یا۔ ایک دن چار ہزار مسلمان قتل کرکے انکے سرون کو مراکو کی دیوارون سے ٹنکا دیا۔ یہہ ظالم ۶۲۳ سنہ ہجری مین مرا تہا۔

والیان ٹیونس

انہین موحدین کی ایک شاخ ٹیونس مین حکمران تہی محمد بن تومرت (المدعی انہ المہدی المنتظر) کے ابن خاص مصاحبین مین سے ایک ابو جعفر عمر الہنتاتی تہا جو عبد المومن کا وزیر اور ولی عہد تہا۔ ولایت عہد تو عبد المومن نے منسوخ کردی لیکن وزارت کا کام کرتا رہا۔ اسکے بعد اسکی اولاد عبد المومن کے جانشینون کو وزیر و مشیر رہی محمد نام کی کے عہد حکومت مین ابو جعفر مذکور کے پوتے عبد الواحد نے ٹیونس پر مستقل قبضہ کرلیا۔ اور ۳۷۰ سال ۹۸۱ سنہ ہجری تک اسکی اولاد کے قبضہ مین رہا ۲۸ حکمران اس خاندان سے ہوئے جنہون نے عیسائیون سے کئی ایک معرکے کیے اس خاندان کا چراغ خاندان عثمانیہ نے گل کیا۔

بنی مرین

بنی مرین ایک بربری قبیلہ تہا۔ خانہ بدوش صحرانشین تہے۔ اور بہیڑ بکری چراتے اور یہی انکی کل کائنات تہی پہلے انکو گہوڑے پالنے کا شوق ہوا۔ اور ہوتے ہوتے شاہسوار بن گئے اور موحدین کی جنگی خدمت کرنے لگے چونکہ سرزمین بربر مین اسیطرح ایک جنگلی قوم مرابطین اور یہہ درویشانہ گروہ موحدین کا محض اتفاق سے شاہ مغرب بن چکا تہا۔ اسلیے یہ کثیر التعداد قوم بہی رئیسانہ خیال پکڑنے لگی۔ سلطان یعقوب کے عہد تک فوجی خدمات سے جنگی حوصلہ بڑہ گیا۔ اور اپنا ایک رئیس محمد بن ابو بکر بنا لیا۔ جو ۵۹۱ سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ اسکا بیٹا عبد الحق ۶۱۴ سنہ تک رئیس قوم رہا اور اپنی طاقت بڑہاتا رہا۔ امیر محمد ناصر بن یعقوب ۶۱۶ سنہ مین مرا اور سلطنت موحدین کا شیرازہ کہلا۔ کئی ایک خود مختار حاکم بنگئے اور عبد الحق مذکور کی جانشین فرزند عثمان نے ۶۳۳ سنہ ہجری تک سلاطین موحدین سے لڑ لڑ کر کئی ایک قبائل کو اپنے ماتحت کرلیا ادہر سلطنت موحدین مین زوال آتا گیا ادہر بنی مرین کی قوت بڑہتی رہی عثمان کا بیٹا محمد ۶۴۳ سنہ ہجری تک اور اسکا بہائی

اور قوم مرابطین کا ایک سردار باغی ہوگیا۔ اس لیے یعقوب کو واپس مراکو آنا پڑا۔ اور بغاوت کو فرو کیا مگر عیسائیون کو پر و بال نکالنے کا موقعہ ملگیا۔

لطیفہ

حضرت شیخ اکبر محی الدین عربی رضی اللہ تعالی عنہ فتوحات مین لکہتے ہین کہ مین ۵۹۱ھ مین شہر فاس و اقعہ مراکو مین تہا اس لشکر موحدین کو دیکہکر ایک مرد خدا ولی اللہ نے کہا کہ خدا تعالی نے اس لشکر کی فتح کا ذکر۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا" مین فرمایا ہے اور لفظ فتحا مبینا سے بشارت فتح نکلتی ہے مبینا کا الف چہوڑکر حساب کرین فتحا۔ مبینا۔ بحساب ابجد ۵۹۱ نکلتے ہین۔ اس ولی اللہ کا الہام تہا جسکے مطابق موحدین کو یہہ فتح عظیم حاصل ہوی یعقوب بعمر ۴۱ سال ۵۹۵ھ مین فوت ہوا۔ بقول شریف غرناطی ابن خلکان کا یہہ خیال غلط ہے کہ یعقوب کی قبر ملک شام مین ہے۔ یعقوب شریعت حقہ کا نہایت پابند اور تعمیل احکام شرعی مین ہمیشہ سرگرم تہا گو اسکا ذاتی معاملہ ہی کیون نہ ہو۔ اس سلطان کی تعریف مین تاریخین بہری پڑی ہین۔

محمد بن یعقوب اور جنگ عقاب

یعقوب کے بعد اسکا بیٹا محمد ملقب ناصر سلطان مراکو ہوا۔ جو انیس ۱۹ سالہ نوجوان ناتجربہ کار تہا۔ باپ کے امرا و زرا اور سپین کے مشہور بہادرون کو بے عزت و قتل کرنے لگا اور شائخ موحدین کو جو سلطنت کی جان تہے۔ اپنے اطوار ناشائستہ سے دل شکستہ کردیا۔ عیسائی جو موقعہ کے انتظار مین تہے بہ تحریک پوپ روم بہ جمعیت کثیر بلاد اسلامی علاقہ پر چڑہ آئے امیر محمد ناصر بہی چھ لاکہہ فوج لیکر مقابلہ کو چلا اور فوج کی کثرت پر مغرور ہوکر باپ دادے کے دستور جنگی کو چہوڑ دیا اور ایسے غرور سے ذلیل ہوا۔ مقام عقاب پر ماہ صفر ۶۰۹ھ ہجری مین لڑائی ہوئی اور عیسائیون نے فتح پائی چھ لاکہہ مسلمانون مین مشکل ایک ہزار مسلمان امیر محمد ناصر کے ساتہ سلامت میدان سے واپس گئے یہہ شکست سپین مراکو وغیرہ ممالک مغرب کے لیے سخت حادثہ تہا۔ آج تک ایسی سخت نقصان رسان شکست کبہی مسلمانون نے عیسائیون سے نہین کہائی تہی عیسائیون نے بہت سے شہر اور قلعے مسلمانون سے لے لیے۔ اس شکست نے سپین ہی مین نہین بلکہ مراکو مین بہی سلطنت موحدین کو نقصان پہنچادیا۔ کئی ایک باغی و سرکش کہڑے ہوگئے۔ ایک نیا حریف خاندان بنی مرین مدعی سلطنت بن گیا۔ اور امیر محمد ناصر ۶۱۰ھ ہجری مین فوت ہوگیا۔ اور خاندان عبد المومن مین فساد پڑگیا۔ اور جن اسباب نے یوسف بن تاشفین کا

یورپ کی یہ امداد زیادہ تر اس وجہ سے تھی کہ کہین مسلمان سرزمین سپین سے نکل کر فرانس وغیرہ ممالک یورپ مین
قدم نہ رکھین اور یہ انکا خیال غلط بھی نہ تھا۔ موسیٰ بن نصیر فاتحہ سپین کے الفاظ اب تک تاریخ کے صفحون پر سونے کے
سنہری حرفون سے لکھے ہوئے موجود تھے عبدالرحمان داخل اور عبدالرحمان ثالث کی اولوالعزمیان ابھی بھولی
نہین تھین منصور کی فتوحات کا ناسور ابھی مندمل نہین ہوا تھا۔ پس یورپ نے یہ سوچ رکھا تھا کہ سپین کی
شمالی ریاستین اسلامی حملات کیلئے سد شدید ہوگئین اور سپین کی اسلامی طاقت کا زوال کم سے کم یورپ کیلئے فراغ
خاطر کا باعث رہے گا اور واقعی دوراندیش اہل فرنگ کی تدبیر درست نکلی اسی کامیاب تجربہ کو یورپ نے مشرقی ممالک
مین وسیع کر دیا خصوصاً ترکی سے عیسائی صوبجات کی علیحدگی اور خودمختاری دلا کر ترکی کو مضمحل کیا گیا ہے۔ یہ تجربہ
سپین سے سیکھا ہے یورپ جو حالات سلف سے مفید سبق لیتی ہے۔ اور تاریخ کو بطور افسانہ نہین بلکہ پولیٹیکل
معلومات کے بڑھانے اور ملکی و سیاسی تدابیر حاصل کرنے کے لیے پڑھتے ہین انہون نے عروج اسلام
کے عہد سے ایسے سبق حاصل کر لیے ہین کہ جنکی تعمیل سے آج روئے زمین کے ٹھیکہ دار بن رہے ہین۔ افسوس
کہ تاریخ جسکے موجد مسلمان ہی تھے آج مسلمانون مین مفقود ہے اور یورپ جو فن تاریخ مین مسلمانون کا شاگرد
تھا۔ آج مورخانہ کمال مین مفید تصانیف کے ذریعہ عیسائی طاقت کو معراج پر پہنچا رہا ہے۔

پس ظاہر ہوگیا کہ یورپ والے جو سپین کے شمالی عیسائیون کو مدد دیتے تھے درحقیقت وہ اپنا بچاؤ کرتے تھے اور ہر ایک
وہین و اختلال کے موقعہ پر ہاتھ پاؤن مارتے رہے اب جبکہ خاندان خلافت تباہ ہوچکا اور پچاس سال تک
کوئی عبدالرحمان یا منصور نہ نکلا بلکہ واحد طاقت کی جگہ ۵ آٹھ خودغرض لالچی شہوت پرست سپین کے مالک بنگئے
اور آپس مین ہی کٹ مرنے لگے بلکہ عیسائیون کی مدد سے بعض مسلمان حکام استحکام سلطنت کرنے لگے جنہون
نے اسطرح خود مسلمانون کو تہ تیغ کیا اور اپنے محسن دوستون کو بھی تباہ کیا اور یحییٰ شاہ طلیطلہ کا اسطرح
استیصال ہوا عیسائی ملازمون اور دوستون نے اسلامی فوج کو کمزور کیا۔ اور پھر تمام علاقہ کو دبا کر طلیطلہ کو طویل
محاصرہ کے بعد لے لیا جو عیسائیون کے استقلال کا پہلا زینہ تھا۔ طلیطلہ پر مرابطین اور موحدین نے سخت حملے
کیے لیکن فتح نہ کر سکے اور آج عیسائیون نے محض رعب و دہشت سے خالی کرا لیا۔ مسلمان رعایا یا قتل کی گئی یا عیسائی بنائی
گئی البتہ جسے مسلمان حاکم کو اس کے عوض ایک اور شہر دیا گیا۔ اسطرح مشرقی وسطی غربی اندلس کے لیے شہر صلح و جنگ
حکمت و تدبیر سے عیسائی چھین رہے تھے کہ یوسف بن تاشفین نے میدان زلاقہ جیت کر عیسائی ترقی کو سد راہ اور تنزل پیدا
مراکو مین چونکہ اپنی سلطنت مرابطین جدید ہی قائم ہوئی تھی اور افریقہ کے عرب بربر شورہ پشت تھے اس لیے یوسف بن
تاشفین سپین مین مستقل طور سے لڑ سکا اور نہ ہی عیسائی طاقت کا قلع قمع کر سکا مگر یوسف بن تاشفین کے مرتے ہی
مراکو مین محمد بن تومرت مہدی کا جھگڑا کھڑا ہو گیا اور سپین کے موقعہ طلب عیسائیون نے فائدہ اٹھا لیا

ابو یحیےٰ ۶۶۵ہ ہجری تک سلاطین موحدین کو زکین دیتے رہے اور ملک بڑھاتے رہے اس کے بعد یعقوب بن عبدالحق نے خاص مراکو ۶۶۸ ہجری کو فتح کر لیا۔ اور موحدین کا اخیر سلطان واثق قتل ہوا۔ اور یعقوب بن عبدالحق کل شمالی افریقہ کا واحد خود مختار حکمران تسلیم کیا گیا۔

عیسایون کی ترقی

ہم پہلے ذکر کر آئے ہین کہ ابتدائے فاتحان سپین کی تلوار نے سپین کے عیسایون کو ایسا خوف زدہ کر دیا کہ بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ طارق نے شاہ سپین کی آٹھ گنا فوج کو شکست دیکر طلیطلہ (ٹولیڈو) جیسے حصن حصین کو جسمین ۲۰ تاجدار حکمران رہ چکے تھے ماور عیسیٰ اور سلیمان علیہما السلام بھی یہان قدم رنجہ فرما چکے تھے بلا مزاحمت فتح کر لیا۔ اور موسیٰ بن نصیر ۳۰ ہزار فوج کے ساتھ یورپ کی فتح کے لیے تیار ہو گیا۔ عیسائی یا تو ذمی ہو کر مطیع ہو گئے یا سپین سے بھاگ گئے ایک چھوٹی سی جماعت ۳۰ یا ۴۰ آدمیون کی پہاڑ کی غار مین سپین کا خیال سے بیٹھی رہی جسکی تعداد نے مسلمان فاتحون کو انکی بیخ کنی کی طرف توجہ نہ لائی اس جماعت کے ذریعہ مسلمانون کی عیسائی رعایا مین خیالات بغاوت پھیلتے رہے اور فرانسیسی بھی وقتاً فوقتاً ایسے لوگون کو مدد دیتے رہے۔ عبدالرحمٰن ثالث خلیفہ اعظم نے اس قدر زور پکڑا کہ سپین کے سرکش عیسائی ہی نہین بلکہ اس اولوالعزم سلطان سے تمام یورپ کانپ اٹھا اور اسکی دوستی اور خوشنودی پر ہی اپنی حیات کا مدار سمجھا سپین کے عیسایون نے بھی خلیفہ اعظم کے باجگذار خدمت گذار بن کر اپنی جان بچالی خلیفہ اعظم کی وفات کے بعد سپین کے عیسایون نے یورپ کی پشت گرمی سے پھر سر اٹھایا۔ اور بیوفائی اور بدعہدی سے مسلمانون کو ستایا [illegible] نے وزیر منصور کو مجاہد فی سبیل اللہ بنایا۔ جسنے یورپ خصوصاً پوپ روم کی امیدون کو خاک مین ملا کر [illegible] تسلط جما لیا۔ کہ عیسائی سردار منصور کے مخالف عیسایون سے لڑتے اور اسطرح منصور کی رضامندی حاصل کرتے رہے۔ منصور کی وفات کے بعد اس قدر فساد بڑا کہ مسلمانون نے اپنے ہی خلفاء کی گردنیں اتارنی جہاد اکبر سمجھ لیا۔ اور آئے دن کے عزل ونصب نے سلطنت بنی امیہ کو گرا دیا اور ایک خلیفہ کی جگہہ پندرہ خلیفۃ اللہ امیر المومنین بن بیٹھے اور آپس مین چھری کٹاری ہونے لگے نفاق و افتراق حسد و بغض سے ایک دوسرے سے ملک چھیننے لگے اور سپین ہو بہو جنگل لاٹھی اسکی سپین کا نقشہ بن گیا۔ اور یہ حالت کوئی پچاس سال تک ہی عیسائی جو ہمیشہ بہادران اسلام کے تاخت وتاراج کی تختہ مشق رہتے تھے اور پنپنے نہ پاتے تھے اس فرصت کے زمانہ مین سپین کی شمالی عیسائی ریاستین جو محض خلیفہ اعظم اور خلیفہ منصور کی رحم دلی سے صفحہ ہستی پر رہ گئی تھین خاصی جنگجو ہو گئین جنگجو پوپ سے ہی مدد بہو پہنچ گئی۔

کوئی ترک تازہ نہ نکلا جو سپین کی خبر لیتا۔ مسلمانون کا تو یہہ حال تہا۔ کہ ہر ایک خاندان تخت سلطنت کا خواہان تہا اور امیر المسلمین بننے کی آرزو ہر ایک زبردست قبیلہ کے لیڈر کے دماغ مین سما رہی تہی اور ادہر عیسایون کے مذہبی اور پولیٹیکل باگ ایک واحد شخص کے ہاتہہ مین تہی جسکے اشارے پر جنوبی اور وسطی یورپ چلتی تہی اور جسکے ارشاد کی تعمیل اور عدم تعمیل کو نجات اور عذاب کا باعث جانتے تہے یہ مقدس اور معزز شخص پوپ روم تہا جب کبہی عیسایون نے مسلمانون سے زک کہائی اور اوسان خطا ہوئے پوپ نے تازہ امداد بہیجوا کر ہمت بندہوا دی اور چونکہ سپین کے مسلمانون کا ادبار یورپ کی سلامتی و اقبال کا نشان تہا اس لیے بطور خود بہی عیسائی جو کہ صلیبی لڑائیون مین حصہ لیتے تہے اور یہ وہ زمانہ تہا۔ کہ عیسائی مشرق کا فیصلہ کر چکے تہے خاندان صلاح الدین مرحوم برباد ہو چکا تہا۔ اور دمیاط جیسے بندرگاہ پر صلیب کا نشان لہرا چکا تہا۔ اور بیت المقدس مین بہی تثلیث کے گیت گائے جا چکے تہے عیسایون کی ایشیائی ترقی کو تاتاریون کے خونخوار طوفان نے روک دیا تہا۔ اب صرف ایک سپین ہی تہا جہان عیسایونکو اظہار تعصب کا موقعہ مل سکتا تہا انکی شاہی طاقت کو مرابطین اور موحدین دونون تسلیم کر چکے تہے گو مسلمان مورخ عیسایون کو اخیر دم تک طاغیہ باغیہ ہی لکہتے رہے۔ موحدین کے عہد زوال مین شاہ سے شاہنشاہ سپین بن گئے۔ جون جون علاقہ عیسایون کے قبضہ مین آتا گیا۔ مسلمان جلاوطن یا عیسائی کئے جاتے رہے اور مسلمانون کو دہکیل دہکیل کر ایک مختصر سے علاقہ مین بند کر دیا۔ جسکا دار السلطنہ غرناطہ تہا یہی تجربہ اب سلطان ترکی پر استعمال کیا جاتا ہے کہ رومانیا۔ سرویا۔ ہرزی گوینا۔ بوسینا۔ بلگیریا۔ صوبجات ترکی اور روم کے مسلمان دم توڑ رہے ہین۔

سپین مین طوائف الملوک تو نفاق اور قومی بیوفائی کی سزا بہگت کر عیسایون کے ہاتہہ سے تباہ ہو چکے تہے صرف ایک دو خاندان رہ گئے تہے جنکو عیسائی ہمیشہ برسرپیکار رکہتے اور مدد کے بہانے سے کوئی نہ کوئی شہر چہین لیتے غرناطہ کی حکومت بنو احمر کے ہاتہہ تہی جو حضرت سعد بن عبادہ خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے تہا اسوقت بنی احمر کا امیر محمد بن نصر تہا اسکا دوسرا رقیب سپین مین ابن ہود تہا۔ ان دونون مین لگاتار فساد اور کشت خون رہتا تہا۔ عیسایون نے ابن ہود کو اپنی دوستی کے سبز باغ دکہانے شروع کیے اور ابن احمر کی روک تہام دہوکہ سے تیس نہایت مضبوط اور مستحکم قلعے لے لیے ابن ہود عیسائی حمایت مین چلا گیا۔ اور مسلمانون کو جو اس سے کم و بیش ہمدردی تہی کہو گیا۔ اور وزیر کے ہاتہہ سے قتل ہو گیا بہلا عیسایون نے اوسکے خاندان کی کیا قدر کرنی تہی جہٹ انتظام کے بہانے سے ابن ہود کے اکثر علاقہ کو ہضم کر لیا جب ابن ہود کو اللہ جل شانہ کے فرمان "الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین ایبتغون عندہم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا"

ترجمہ: ۲۵ سورۃ ن جو لوگ مسلمانون کو چہوڑ کر کافرون سے دوستی کرتے ہین اس امید پر کہ ان سے فائدہ اور عزت ہو اور کسی وقت مدد دینگے یہ تمام باتین عزت وغیرہ کی خدا کے ہاتہہ مین کفار سے کچہ فائدہ نہین ہوگا۔ صوفی

اور کئی شہر لے لیے حتی کہ دار الخلافہ قرطبہ پر بھی حملہ کیا گیا۔ عبد المومن کے حملات نے قرطبہ کو اسوقت تو بچا لیا اور کئی شہر بھی لے لیے۔ لیکن عیسائی گورنمنٹ کو کچھ زیادہ نقصان نہ پہونچا سکا۔ ہان اُسکے بہادر بیٹے اور پوتے نے سپین کی عیسائی طاقت کو اس قدر پامال کیا کہ عیسائی شکست یافتہ بادشاہ کو طلیطلہ کی لوہا لاٹھ فصیل کے سوا کوئی نہ بچا سکا ممکن ہے کہ طلیطلہ کی حصانت بھی مانع فتح ہوئی ہو۔ اور بقول مورخین سلطان کو نزول باران سے تائید آسمانی کا خیال پیدا ہوا ہو اور سلطان یعقوب کو شاہی خاندان کی عورتون پر بھی رحم آیا ہو۔ لیکن بات یہہ ہے کہ وہ مراکو سے زیادہ عرصہ غیر حاضر نہین رہ سکتے تہے اس لیے طویل محاصرہ نہین کر سکتے تہے جس سے طلیطلہ نے دونون دفعہ حالت نزع سے تازہ زندگی حاصل کی اور آیندہ مسلمانان سپین کا سوہان روح بنا۔

محمد بن ناصر یعقوب کو جنگ عقاب مین ایسی بہاری شکست ہوئی کہ چہلاکہہ مسلمانون مین سے صرف ایک ہزار بچے اور جب شکست پاکر بہی عیسائی بڑہتے ہی رہے تہے تو اب فتح عظیمہ کی صورت مین انکی ترقی مین کیا شکل تہی ادہر محمد ناصر کے مرنے سے موحدین مین چل گئی اور پچاس سال یہی حالت رہی جبتک ٦٦٨ھ ہجری مین بنی مرین کے سلطان یعقوب بن عبد الحق نے مراکو فتح نہ کر لیا۔ سپین کے مسلمان تو کئی صدیون سے غیرون کی امداد کے بہروسہ جیتے تہے نہ انہین اسلامی غیرت تہی۔ نہ ایمانی حمیت انما المومنون اخوۃ کی جگہہ انما المشرکون اخوۃ پر عمل کرتے تہے مسلمانون کو چہوڑ کر عیسایون کو مدد دیتے تہے مسلمانون کا گلا کاٹتے تہے اور سپین لڑتے تہے اور باہمی رقابت کی خیال سے عیسایون کو بلا جنگ و جدال مفید اور مضبوط قلعہ شہر دیدیتے تہے اب جون ہی افریقہ کے مجاہدین کی آمد بند ہوئی عیسایون نے تمام سپین کو فتح کر لیا خاص دار الخلافہ قرطبہ ٦٣٣ھ مین لیا گیا۔ لوٹ مار قتل و قید سے جو جو مصیبتین مسلمانون کو پیش آئین اُنکو سنکر سنگدل سے سنگدل شخص بھی بلا خون روئے نہین رہ سکتا جسکی تفصیل کی یہان گنجائش نہین ہے سپین کے مسلمان تو زندہ درگور ہو چکے تہے اہل مراکو مین بھی کوئی ضبط و انتظام نہ تہا ابھی ایک خاندان پیدا ہوا نہین کہ ساتہہ ہی مفسد مخالف ظاہر ہو گئے ہین اور افریقہ کے اس مفسد مادہ نے نہ تو مرابطین کو ٹکنے دیا اور چالیس سال کی مدت قلیل مین ہی انکی سطوت و جرأت کو کہو دیا محمد بن تومرت (مہدی) نے جائز و ناجائز تدابیر سے جدت ارادت کا جوش بہر کر ایک جمہوری سلطنت کی بنیاد رکہی جسکو عبد المومن نے موروثی سے بدل دیا عبد المومن کا زیادہ وقت اپنی جدید سلطنت کے انتظام مین گذرا اُسکے بیٹے اور پوتے نے سپین مین اعلی درجہ کی اسلامی خدمات کین اور عیسائی طاقت کا قریبًا خاتمہ کر دیا۔ افسوس کہ یہہ زمانہ شجاعت بھی چالیس سال تک نہ پہونچ سکا اور افریقہ کی سرکش اقوام نے بغاوتین شروع کر دین اور آخر موحدین کو بھی وہی روز بد دیکھنا پڑا جو مرابطین نے دیکھا تہا۔ کئی سال تک افریقہ سے

تہا کہ جنپر مقابل اقوام کا کبہی اثر نہ پڑا تہا۔
ہان ہندوستان ایک بات مین سپین سے ممتاز ہے کہ سپین کو اُن لوگون نے مسلمانون سے لیا جو اپنے آپکو کا تہہ عیسایون کے وارث جانتے تہے اور صدیون تک مسلمانون سے دست بہ شمشیر رہ چکے تہے اسلیے انہون نے قابو پاکر مسلمانون پر ہر ایک ظلم روا رکہا اور ہندوستان مین ایسی قوم اسلامی گورنمنٹ کی جانشین ہوی جسکو ہندوستان کے فاتح مسلمانون سے سپین کے عیسایون کی طرح کوی کینہ نہ تہا اسلیے سپین کی طرح ہندوستان کے مسلمانون کو اُن تکالیف کا سامنا نہ ہوا جو ہندوستان کے مفتوح اقوام مرہٹہ وغیرہ سے ہوتا

حملات بنی مرین

اہل غرناطہ کی سفارت کی درخواست منظور کر کے سلطان یعقوب نے پہلا حملہ ٦٧٣ھ ہجری مین سپین پر کیا اور عیسایون کو شکست دی دوسرا حملہ ٦٧٧ھ ہجری مین کیا۔ اس دفعہ سلطان بغرض حصول ثواب جہاد خود سپہ سالار رہا۔ ابن احمر والی غرناطہ اور ابو محمد والی مالقہ بہی سلطان کے پاس حاضر ہوئے لیکن سلطان نے انکی باہمی عداوت اور پہوٹ دیکہکر ایسے منافق اشخاص کو فوج کے ساتہہ رکہہ کر بُرا نمونہ دکہانا مناسب خیال نہ کیا اور دونو کو اپنے اپنے علاقون کو واپس کردیا عیسایون نے بہی اجماع سے ۵ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت کا نقشہ جمادیا لڑائی شروع ہوی عیسایون نے قومی جنگ کا خوب حق ادا کیا۔ اور اظہار مردانگی مین کچہ کسر باقی نرکہی لیکن جنت الفردوس زیر سایہ شمشیر ست پر ایمان رکہنے والے مجاہدین بازی لے گئے اور عیسائی بہاگ نکلے انکا بہادر اور قوم کا فخر سپہ سالار ذوقنہ میدان جنگ مین غازیون کی شمشیر جنگ کا طعمہ ہوا۔ چالیس ہزار عیسائی مارے گئے۔ اور ٧٨٣٠ قید اور باقی بہاگ گئے کروڑون کا مال غنیمت ہاتہہ لگا۔ جنگ عقاب واقعہ ٦٠٩ھ ہجری کے بعد یہہ پہلا موقعہ ہے کہ مسلمانون نے عیسایون پر فتح عظیم حاصل کی اس فتح سے شہر رندہ۔ جزیرہ خضرا۔ طریف جبل طارق پر بنی مرین کا قبضہ ہوگیا اس بڑہتی طاقت کو دیکہہ کر عیسائی گہبرائے اور جانتے تہے کہ مراکو کے جانباز بہادرون کا سپین مقابلہ نہین کرسکتا۔ اور مرابطین اور موحدین کی تلوار نے فیصلہ کردیا تہا کہ سپین کے عیسائی گورنمنٹ کو یورپ سے خواہ کس قدر امداد دی جائے مراکو کے جفاکش بہادر پابند احکام اسلام غازیون سے کوی نجات نہین دلا سکتا۔ مراکو کے ان دونون شاہی خاندانون کو افریقہ کے خانگی جہگڑون نے آرام نہ لینے دیا ورنہ وہ فیصلہ کردیتے اس لیے اس دفعہ عیسائی گورنمنٹ نے مسلمانون کی پہوٹ سے فائدہ اٹہانا چاہا۔ سلطان یعقوب کی اس فتح سے ابن احمر والی غرناطہ کو شک پیدا ہو گیا تہا کہ سپین مین صرف اُسی کا کوس لمن الملکی بجے اور طاقت و لیاقت تہی نہین اُس نے خیال کیا کہ بنی مرین

کے عدم حکمی کا نتیجہ مل چکا۔ اور عیسایون کی خود غرض دوستی اُس کے کچھ کام نہ آسکی اور عیسایون کو ابن ہود کی طرف سے فراغت ہو چکی تو اب ابن احمر کے فکر مین پڑے۔ ابن احمر نے بھی بعض جنگی مقامات دیکر پیچھا چھڑا دیا لیکن عیسائی تو اس کانٹے کو نکالنا چاہتے تھے کہ ۶۷۱ھ ہجری مین ابن احمر مر گیا۔ اور اسکا بیٹا محمد الفقیہ ثانی والی غرناطہ ہوا۔ اس نے دیکھا کہ عیسائی ہماری محکومی پر قناعت نہین کرتے۔ تھے یہ۔ تحفہ۔ خراج۔ کوئی شے اُنکے تعصب کو نہین روک سکتی اسلیے ناچار سفارت بطلب امداد سلطان یعقوب بن عبد الحق مرینی والی مراکو کے پاس افریقہ بھیجدی جسنے کئی ایک حملے سپین پر کئے عیسایون کا زور ٹوٹ تو گیا۔ البتہ بنی مرین کے حملات کی وجہ سے ۲۳۰ سال اور مسلمان سپین کی ہوا کہاتے رہے۔

سپین جسطرح ابتدائے فتوحات مین ہندوستان کی اسلامی سلطنت کے مشابہ ہے اسطرح زوال مین بھی مشابہت رکہتا ہے امیہ کے عہد مین سپین اور ہندوستان مین فتوحات شروع ہوئین سپین کا بہادر منصور ۳۹۲ھ ہجری مین فوت ہوا اور سپین کا زوال شروع ہوا۔ اسی سال سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہندوستان پر حملات شروع ہوئے اور جون جون سپین میں سلطنت اسلامی کو ضعف آتا گیا اوسیقدر ہندوستان مین اسلام کا زور بڑہتا گیا۔ ۱۰۱۶ھ ہجری مین سپین کے مسلمانون کو جلاوطن یا مقتول۔ عیسائی ہونا پڑا اور یہی سال ہندوستان کے کمال عروج کا تہا۔ جبکہ جلال الدین اکبر تخت ہندوستان پر جلوہ افروز تہا۔ سلطنت بنی امیہ کے زوال پر جسطرح خانہ جنگیان ہوئین اور طوائف الملوکی کا زور ہوا۔ اور سپین کے مسلمانون پر بے حمیتی اور بزدلی چہا گئی اور بار بار مجاہدین افریقہ کی طرف ہی دیکھنے لگی اور خود بے دست و پا ہو گئے یہی حال اخیر عہد مغلیہ مین ہندوستان کے مسلمانون کا تہا۔ ہندوستان کی مفتوح قوم ہندو مرہٹون نے مسلمانون کو قتل و غارت سے ہاتھ رنگنے شروع کیئے اور بے حمیت مسلمان ابراہیم خان کاردی جیسے مرہٹون کے مددگار بن گئے۔

ہندوستان کے مسلمان طوائف ملوک ہر ایک اپنی اپنی ہی خیر منانے لگا۔ اور مسلمانان ہندوستان کے گناہ بہادران افغانستان پر پڑی اور جو فضیلت جہاد مسلمانان مراکو کو حاصل ہوتی رہی وہی غازیان افغانستان کو نصیب ہوئی۔ غازی احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ نے چند حملات سے اسلامی شوکت کو از سر نو ہندوستان مین تازہ کر دیا۔ اور مشہور معرکہ پانی پت پر داد جہاد دیکر مرہٹون کی تین لاکھ فوج کو تہ تیغ کر کے مرہٹون کی خیالات شاہنشاہی ہند کو ملیامیٹ کر کے ایک تیسری خوش قسمت قوم کے لیے میدان صاف کر دیا۔

اور جو فضل سلاطین مرابطین اور موحدین سے سپین مین ہوئی تہی وہی احمد شاہ غازی سے ہوئی بربری اور افغانی قاطعین نے سپین اور ہندوستان کے کمزور اور بے غیرت طوائف الملوک کا حکومت مین ہاتہ رہنے دیا حالانکہ یہ فاسد مادہ قابل اخراج تہا۔ اور اُسکی جگہہ جدید پر جوش بربری اور افغانی قوم کا زور بڑہتا تا

خوان وعظین کی آتشبازتقریروں نے مسلمانون مین جانبازی کا جوش بہردیا جسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ عیسائی بُرے کو شکست ہوئی کئی ہلاے گئے اور کئی غرق یا گرفتار کیے گئے سپاہ سالار اسلام امیر یوسف بن یعقوب یہہ بحری فتح پاکر اندلس مین داخل ہوا اور چاہا کہ منافق ابن احمر کا فیصلہ کرے اور کچہ مدت کے لیے عیسایون سے صلح کرلی ۔ عیسائی خدا سے چاہتی تھی کہ کسی طرح یہ بلا ٹل جائے فوراً ابن احمر کے برخلاف مدد دینے کو تیار ہو گئے مگر سلطان یعقوب کو عیسائیون کا مسلمانون کے معاملات مین دخل دینا سخت ناگوار گذرا صلح سے انکار کردیا ۔ اور اسی قصور مین اپنے بیٹے یوسف کو سپہ سالاری سے معزول کردیا دوسرے بیٹے ابی زیال کو سپہ سالار کردیا ۔ جسنے ابن احمر کا بہت سا علاقہ فتح کرلیا شہر مریہ کے چھڑانے کے لیے ابن احمر جا رہا تہا کہ عیسایون نے اسکی دار السلطنت غرناطہ کو گھیر لیا ۔ یہہ سُنکر دیندار سلطان یعقوب کو غیرت اسلامی نے اجازت نہ دی کہ نفاق سے عیسائی فائدہ اُٹہائین ابن احمر کے مدد کو تیار ہوگیا ۔ جسنے مالقہ واپس دینے کا اقرار کیا ۔

عیسائی شاہ سپین کی ملاقات

ابن ذونفش شاہ سپین اور اسکے بیٹے شانجہ کے درمیان عداوت ہو گئی شانجہ نے اکثر علاقہ باپ سے چھین لیا شاہ سپین نے سلطان یعقوب سے مدد کی درخواست کی اور سلطان نے اس اختلاف کو غنیمت جانکر درخواست کو منظور کرلیا ۔ ابن ذونفش خود سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا ۔ جسکا شاہانہ اعزاز سے خیر مقدم کیا گیا ابن خلدون لکھتا ہے ۔ کہ شاہ سپین نے مثل ماتحتون کے سلطان کے ہاتہہ تعظیماً چوم لیے مگر سلطان نے فوراً پانی منگوا کر دربار ہاتہہ دہوئے اور انما المشرکون نجس کا عملی ثبوت دیدیا ۔ سلطان کی یہہ احتیاط کمال دور اندیشی پر مبنی تہی ۔ کیونکہ سپین مین عیسایون کا ڈنکا بج رہا تہا ۔ مسلمان قومی خیال چھوڑ کر ذاتی منافع کے لیے عیسایون کا توسل اطاعت ملازمت اختیار کر کے اسلامی جتھہ کو نقصان پہونچا رہے تھے اس لیے سلطان نے اس فعل طہارت سے عیسائی ملاپ کی کراہت کو ظاہر کیا تہا سلطان کا یہہ فعل مذہبی نہین بلکہ ایک پولیٹیکل تہا جسکی مرتکب ہر ایک قوم ہوتی رہتی ہے ساتوان حملہ سلطان نے شاہ سپین کو ایک لاکہہ دینار بطور ضمانت دیا اور سنہ ۶۸۱ ہجری مین لشکر جرار کے ساتھ دار الحرب سپین مین داخل ہوا ۔ قرطبہ کے نواح مین شانجہ سے کئی لڑائیان ہوئین اور پہر طلیطلہ دار السلطنت شانجہ پر حملہ آور ہوا ۔ تمام علاقہ کو تہ وبالا کردیا اور شاہ سپین کو تخت و تاج دلاکر واپس ہوا ۔ ابن احمر شانجہ سے جا ملا مگر کچہ فائدہ نہ ہوا ابن احمر پر چڑہائی کی گئی مگر آخر صلح ہوگئی ۔

آٹہوان حملہ سنہ ۶۹۲ ہجری مین ٹولیڈو پر کیا گیا ۔ مگر فتح نہ ہوا علاقہ تاخت و تاراج کیا گیا ۔

نوان حملہ سنہ ۶۹۴ ہجری مین سلطان یعقوب بہت سی فوج لیکر سپین مین داخل ہوا کئی شہر اور مضبوط قلعے فتح

کا پاؤن اسپین مین جم گیا تو میری طاقت نہین رہے گی۔

عیسائیون نے بہی اس نفاق کو غنیمت سمجہا۔ اور دم دینے لگے کہ ہم تمہاری آزادی مین خلل انداز نہین ہونگے عیسائی سپہ سالار ذقنہ کا سر کاٹ کر ابن احمر کے پاس روانہ کیا گیا تہا تاکہ اسکی تشہیر کی جائے اور اسپین کے ڈرپوک مسلمانون کے دلون سے عیسائی رعب دور کیا جائے مگر ابن احمر نے ذقنہ کا سر نہایت عزت کے ساتہہ عیسائیون کے پاس بہیجکر دوستی کا ثبوت دیا۔ مگر یعقوب جو مسلمانون پر تلوار اٹہانی نہ چاہتا تہا۔ درگذر کر گیا۔

تیسرا حملہ اشبیلیہ پر ہوا۔ اور دشمن کے ملک کو کہونڈ ڈالا مگر عیسائی مقابلہ پر نہ آئے۔ چوتہا حملہ ۶۷۶ھ ہجری مین ہوا اور قلعہ قطیانہ۔ جلیانہ وغیرہ کو بزور شمشیر فتح کیا۔ اس سال شریس پر حملہ ہوا قلعہ ورطہ شلوقہ۔ غلیانہ۔ قناطر فتح کیئے گئے۔ پانچوان حملہ قرطبہ پر ہوا۔ ابن احمر کو اسکی سابقہ حرکات پر ملامت کی اور اتفاق کی ضرورت اور عیسائیون کی شرارت کو سمجہایا بارے ابن احمر راستہ پر آگیا۔ اور فتح قرطبہ کے لیے ساتہہ ہولیا اور قلعہ بنی بشر کو فتح کیا اور قرطبہ کو گہیر لیا۔ عیسائی مقابلہ سے دل چرا گئے اور میدان مین نہ نکلے اور گرد کی تمام قلعے مسلمانون نے فتح کرلیے اور قرطبہ کے مدد کے تمام رستے بند کرلیے جب عیسائی ہر طرح سے ناامید ہوگئے تو صلح کی طرف جہکے اگرچہ دیندار سلطان کو صلح کا پیغام رد کرنا خلاف حکم خدا و رسول معلوم ہوتا تہا مگر قرطبہ جیسے مضبوط اور مستحکم شہر پر بزور شمشیر قبضہ کرنا کچہ آسان نہ تہا۔ عیسائیون نے کئی دفعہ محاصرہ کیا اور باوجودیکہ قرطبہ مین کوئی مقتدر باِرسوخ گورنر نہ تہا۔ مگر قرطبہ کی لوہالاٹھ فصیلون نے ہی عیسائیون کو ناکام واپس کیا تہا اخیر مین مسلمانون نے خود حوالہ کیا تہا۔ غرضیکہ قرطبہ کی فتح طلیطلہ (ٹولیڈو) کی طرح مشکلات پیدا کرتی تہی علاوہ اسکے سلطان یعقوب خلفائے اسپین کی اس عظیم الشان یادگار کو بزور شمشیر فتح کرکے برباد کرنا نہین چاہتا تہا۔ جو حملات کی صورت مین بالکل ممکن تہا۔ مگر سلطان یعقوب نے قرطبہ کے عیسائیون کی درخواست صلح ابن احمر کے پاس بہیجدی اور اسکو صلح وجنگ کا اختیار دیدیا جس نے صلح کو منظور کرلیا یعقوب نے کروڑون کے مال غنیمت مین سے کچہ نہ لیا۔ اور کہا کہ وہ یوسف بن تاشفین کی طرح صرف ثواب جہاد لینا چاہتا ہے۔

ابو محمد والی مالقہ نے ابن احمر سے ڈر کر مالقہ سلطان یعقوب کو دیدیا جس سے ابن احمر بگڑ گیا۔ اور عیسائیون سے سازش کرکے عمال سلطان سے مالقہ چہین لیا۔ اور عیسائیون نے جزیرہ خضرا کو جو بنی مرین کا جنگی ہیڈکوارٹر تہا گہیر لیا اور محصورین کو نہایت تنگ کیا۔

چہٹا حملہ جزیرہ خضرا کے بچانے کے لیے کیا گیا عیسائیون کی عہد شکنی سنکر سلطان حیران ہوگیا اور عام اعلان جہاد دیدیا ۷۲ جہاز مراکو کے اور ۳۷ جہاز اسپین کے کل ۱۰۹ اسلامی جہاز جمع ہوگئے۔ لیکن عیسائیون کے جہازون کی تعداد ۴۰۰ تہی جس سے پایا جاتا ہے کہ عیسائی طاقت کسقدر بڑہ گئی تہی۔ مگر علمائے مورخین او قصبہ

مین کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ شاہ شانجہ پہلے شیرلی مین لی عہد امیر یوسف کا مہمان ہوا۔ اور پہر سلطان یعقوب کے خدمتمین حاضر ہوا۔ سلطان نے اظہار دولت و اقبال کے لیے لاکھون روپے خرچ کر دیئے اور فوجی نظارہ دکھا کر اپنی زبردست طاقت کا نقشہ عیسائی بادشاہ کے دل پر جما دیا۔ جس نے سلطان کی تمام شرائط کو بلا چون و چرا مان لیا۔ شاہ شانجہ نے بیش بہا تحائف پیش کیے۔ لیکن اس فاضل سلطان نے جو علم کا نہایت قدردان تہا۔ کہا کہ جو کتابین مسلمانون کی عیسائیون نے قرطبہ وغیرہ سے لوٹی ہین وہ واپس کیجائین۔ شاہ سپین نے وہ کتابین ۱۶ اونٹون پر لادکر سلطان کے پاس بہیجدین یہہ بہادر سلطان ۲۹ سال کی حکومت کے بعد ۶۸۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سلطان ضرور سپین کی عیسائی طاقت کا فیصلہ کر دیتا۔ لیکن ابن احمر والی غرناطہ کے نفاق و حسد نے کوئی مفید نتیجہ نہ نکلنے دیا۔ یہہ ابن احمر سپین مین زبردست طاقت رکہتا تہا اور بنی مرین کے حملات کو اپنے رسوخ و قوت کے بڑہنے مین ہارج جانتا تہا۔ سپین کا اکثر اسلامی حصہ اُسکی ماتحت یا زیر اثر تہا جس وجہ سے سپین کے مسلمان سلطان یعقوب کی جہادی کارروائیون مین شوق سے شامل نہ ہوتے تہے۔ بلکہ اعراض کرتے تہے۔ اور سلطان مسلمانون پر تلوار اُٹہانی مناسب جانتا تہا۔ اس وجہ سے اُسکو عیسائیون سے اکثر صلح کرنی پڑی اور عیسائی طاقت بنی رہی۔

امیر یوسف بن یعقوب

سلطان یعقوب کے بعد اسکا بیٹا یوسف سلطان ہوا۔ اُس نے ابن احمر اور شانجہ سے تجدید صلح کی مگر مراکو کی انقلاب پسند قومین جو مرابطین اور موحدین کی زبردست سلطنتون کو خاک مین ملا چکی تہین بنی مرین کے برخلاف اُٹھ کہڑی ہوگو اسوقت تو کوئی زیادہ نقصان نہ پہونچا۔ لیکن سرکشی و طغیانی کا مادہ جمع ہونا شروع ہوگیا اور موقعہ طلب عیسائیون نے عہد شکنی کر کے علاقہ سلطانی کو لوٹ لیا۔ اس لیے ۶۸۷ھ ہجری مین سلطان کے سپہ سالار سپین نے دار الحرب پر چڑہائی کر کے عیسائیون کو شکستین دین مگر ۶۹۰ھ کی بحری لڑائی مین مسلمانون نے سخت شکست کہائی اور مسلمان بہ تعداد کثیر شہید ہوئے دوسرے مقابلہ مین عیسائیون کے چند جہاز گرفتار ہوے ۶۹۱ھ ہجری مین سلطان یوسف نے شہر لیس اور اشبیلیہ پر ناکام حملہ کیا۔ اور ۶۹۲ھ ہجری مین ابن احمر والی غرناطہ اور شانجہ شاہ سپین نے سلطان کے برخلاف اتحاد کر لیا۔ جو ایک پولیٹیکل چال تھی۔ ابن احمر کو سپین کا سلطان بننے کا خبط ہو رہا تہا۔ اس لیے وہ سلاطین مراکو کا سپین سے قطع تعلق کرنا چاہتا تہا۔ اور عیسائی جانتے تہے کہ اگر مسلمانان افریقہ کا سہارا نہ ہو تو سپین کے مسلمان ابن احمر ہو یا کوئی اور چلو ائے بے دود

کیے اور مسلمانون کا ایسا رعب چہایا کہ عیسائی کہین بہی جم کر نہ لڑ سکے اور خوف زدہ ہوگئے چنانچہ شاہ سپین نے صلح کی درخواست کی سلطان نے انکار کیا مگر عیسائیون نے زیادہ اصرار صلح کیا۔ اور کہا کہ ہم سلطان کی ہر ایک شرط ماننے کو تیار ہین جب سلطان نے دیکہا کہ عیسائیون کی طرف سے سوائے لفظ صلح کے اور کچہ شنوائی نہین دیتا تو کئی ایک شرائط پر صلح کر لی جنمین سے چند ایک یہہ تہین۔

(۱) مسلمان تاجرون سے عیسائی علاقہ مین کوئی محصول نہین لیا جائیگا۔ جو مسلمانون کی تجارتی دلچسپی اور پولیٹیکل پالیسی پر دلالت کرتا ہے یہہ وہی پالیسی ہے جسپر آج یورپ عمل کر رہا ہے اور کشید زر کے علاوہ وسعت ممالک کا زبردست آلہ بنا رہا ہے۔

(۲) مسلمان امرا اور ملوک کے فسادون مین عیسائی دخل نہین دینگے۔ اس سیاسی چال پر بہی آج یورپ ہی کا عمل ہے عیسائی سلاطین کسی غیر مذہب کے بادشاہ کو یورپ کے معاملات مین دخل دینا نہین چاہتے جس سے یورپ کی ہوا نہین بگڑتی۔

(۳) سرحدی عیسائی ممالک مین گورنر سلطان مراکو کی مرضی کے مطابق ہونگے۔

عجب شان الٰہی ہے کہ آج یہی شرط سلطان روم سے منوائی جارہی ہے۔ اور جن تدبیر سے اسلامی طاقت کمزور اور عیسائی طاقت پرزور کی جارہی ہے ؎ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ مسلمانون کے ہتہیار آج انہین پر چلائے جاتے ہین۔ اور جن تدابیر کے موجد مسلمان تہے آج انہین کے برخلاف اُن تدبیرون سے کام لیا جارہا ہے

یہ وہ مبارک زمانہ تہا کہ شام مین عیسائی طاقت حالت نزع مین تہی۔ یافا۔ انطاکیہ۔ طرابلس کئی قلعون کے بعد دیگر سلطان مصر نے فتح کر لیے۔ اور باقی امصار انصاری بہی دم توڑ رہے تہے۔ چنانچہ عکا۔ صور جیسے مشہور شہر کہ جنکی فتح کو صلاح الدین ایوبی بہی ترستا رہا تہا۔ صلاح الدین خلیل بن قلادون نے ۶۹۰ سنہ ہجری مین فتح کر لیے اور اس عہد مین عثمان غازی جد اعلیٰ سلاطین ترکی ایشیا کوچک مین رومی طاقت کو پامال کر رہا تہا۔ اور ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد قائم کر رہا تہا۔ اور ہندوستان مین سلطان علاؤالدین خلجی راس کماری تک نشان فتح گاڑ رہا تہا۔ اور سرداران مغل (تاتار) مع فوج اور قوم کے خود بخود صداقت اسلام دیکہکر مسلمان ہورہے تہے اور یورپ اسلامی ترقیات کو دیکہکر مبہوت ہو رہا تہا۔ چنانچہ سپین کی عیسائی طاقت ایسی کمزور ہوگئی کہ باوجود ابن احمر کے بہکانے اور ہر طرح کے مدد دینے کے مقابلہ سلطان سے کانون پر ہاتھ دہرا اور صاف اقرار کر لیا۔ کہ سلطان یعقوب حقیقی امیر المسلمین ہے مسلمان اُسکی ارشاد کی تعمیل کو فرض جانتے ہین اور اسی پر اکتفا نہ کی۔ بلکہ رابطہ اتحاد بڑہانے اور سلطان کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے درخواست ملاقات کی سلطان نے اس موقعہ ملاقات پر اسلامی شوکت و عظمت دکہا کر اپنا رعب جمانے

مین طویل محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ سلطان ابو الحسن عیسائیون کے مقابلہ کی تیاری کر رہا تہا کہ افریقہ مین بغاوت
اٹھہ کھڑی ہوئی۔ یہان تک اُس فساد کے زمانہ مین ابو الحسن ۷۵۲ھ ہجری مین فوت ہو گیا اور اُسکا بیٹا ابو المنان
سلطان مراکو ہوا۔ مگر اُسکو اور وارثون نے آرام نہ لینے دیا اور انہین خانہ جنگیون مین خاندان بنی مرین کا ۸۶۹ھ
ہجری مین خاتمہ ہو گیا۔ اور اُسکی جگہہ وزرا کا خاندان بنی اوطاس اور پہر اشراف السعدین مراکو پر قابض ہو گئی
جنسے کوئی اسلامی خدمت متعلق سپین ظہور مین نہ آئی۔ اس وجہ سے انکے حالات قلم انداز کیے جاتے مین اور سپین
کا یہہ حال ہوا۔ کہ بہادر اور اسلام کا خادم ابو الحجاج یوسف ابن احمر نماز عید الفطر پڑہتا ہوا ایک حبشی غلام کے ہاتھہ
سے ۷۵۵ھ ہجری مین شہید ہوا۔ اور اسکا بیٹا محمد الغنی باللہ سلطان غرناطہ ہوا اور ۷۶۰ھ ہجری مین معزول اور پہر ۷۶۳ھ
ہجری مین تخت نشین ہوا۔ مگر اب کی دفعہ اُس نے ہر ایک مخالفت کو دبا لیا۔ اور یہان تک اس کی حکومت وسیع ہوئی
کہ مراکو اور ٹیونس کے سلاطین بہی اُسکی ماتحت ہو گئے اور کئی شہر قلعہ عیسائیون سے چہین لیے وجہ یہہ ہوئی تہی کہ ہنشہ
عیسائی شاہ سپین ۷۵۱ھ مین فوت ہوا۔ اور اسکا بیٹا پطرس بادشاہ ہوا۔ لیکن اُسکا بہائی باغی ہو گیا۔ اسے امیر
الو العزم عقلمند الغنی باللہ نے اسلامی طاقت کو نہایت دانشمندی سے مجتمع کر کے عیسائی ممالک پر چڑہائی
کی ۷۶۷ھ ہجری مین بہت سا علاقہ فتح کر لیا۔ اور سلطان عبد العزیز بن ابو الحسن والی مراکو کی مدد سے جزیرہ
خضرا بہی ۷۷۰ھ ہجری مین فتح کر لیا۔ اور دوبارہ اسلام کو رواج دیا۔ اور غرناطہ کو وہی قرطبہ و الاجلال حاصل ہو گیا
سپین مین کوئی عیسائی ایسا نہ تہا جو اُس کے مقابل ہو سکے تو ابتدا مین ہنشہ کے بیٹون کا نفاق بہی اسلامی
طاقت کا مؤید ہوا۔ لیکن در اصل یہہ وجہ تہی کہ عام بغاوت فساد کے لیے تو سپین کی عیسائی رعایا ہی کافی تہی
اور معمولی لڑائیون اور خاص سپین کے فلسفی مزاج مسلمانون کے مقابلہ کے لیے سپین کے پرجوش عیسائی سلطنتیں
شمشیر بکف رہتی تہین مگر جب کبہی افریقہ کے پرجوش مسلمان میدان مین نکلے اور سپین کے مسلمانون کے
حوصلہ بڑہائے اور بہ ہیئت اجماعی معرکہ آرا ہوئے سپین کے بہادرون کو بجز پوپ کی تحریک و یورپ کی امداد
کے سہارا نہ مل سکا۔ یہ کہنا بیجا نہین کہ سپین سے مسلمانون کو یورپ کی اجماعی طاقت نے نکالا۔ اور جب کبہی
یورپ کی امداد وقت پر نہ پہونچ سکتی مسلمانون کی مجموعی طاقت کا مقابلہ سپین کے عیسائی نہ کر سکے ایسی حالت مین یا
تو جزیہ خراج دیکر وقت ٹال لیا۔ یا مفتوحہ علاقہ چہوڑ کر میعادی صلح کی آڑ لیکر بچ گئے یا بالکل ہی دم سادہ لیے
یہی حالت محمد الغنی باللہ کے عہد مین ہوئی اس بہادر سلطان نے مراکو ٹیونس وغیرہ شمالی افریقہ اور سپین
کی اسلامی طاقت کو مجتمع کر لیا۔ اور ادہر یورپ خصوصاً اٹلی کو جو مقدس پوپ کا صدر مقام تہا ایک ایسا خوفناک
محاصرہ پیش آیا کہ جسکا شان گمان بہی نہ تہا۔ مسلمان عہد امویہ۔ عباسیہ۔ سلجوقیہ مین بہت زور دن پر ہے لیکن
یورپ مین کسی نے بہی مستقل جہادی قائم نہ کی تہی اس سے یورپ صدیون کے تجربے سے اطمینان کر چکا

ابوسعید سلطان مراکو کے بعد اسکا بیٹا ابو الحسن علی تخت نشین ہوا۔ چونکہ جبل الطارق کی فتح سے افریقہ کی مسلمانون کی آمد و رفت مین سخت رکاوٹ پیدا ہو گئی تہی اسلیے ابن احمر ٧٣٢ھ ہجری کو مراکو مین سلطان ابو الحسن کے پاس گیا اور جبل الفتح کے قبضہ کی ضروریات کو ظاہر کر کے فوجی امداد کی درخواست کی سلطان نے اپنے بیٹے ابو مالک کے ماتحت فوج جرار روانہ کی ابن احمر نے بہی سپین مین اعلان جہاد دیدیا۔ مجاہدین بہ تعداد کثیر جمع ہو گئے چھ ماہ کے سخت محاصرہ کے بعد جبل الطارق پر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا۔ فتح سے تین روز بعد عیسائی شاہ سپین بہی آپہنچا مگر ابو مالک اور ابن احمر کے جہادی جوش سے ڈر گیا۔ اور میعادی صلح کر کے واپس چلا گیا سلطان ابو الحسن نے جبل الفتح کو اور مستحکم کر لیا۔ اس فتح کے بعد تلمسان واقعہ شمالی افریقہ مین بغاوت ہو گئی اور سلطان ابو الحسن ادہر مصروف ہو گیا۔ اور عیسائیون نے اسلامی علاقہ سپین مین اودہم مچادی اور ابو الحجاج یوسف المعروف ابن احمر کو بہی خراج گذار بنا لیا۔ مگر جون ہی تلمسان کی بغاوت فرو ہوئی سلطان ابو الحسن نے اپنے بیٹے کو جہاد سپین پر روانہ کیا جو عیسائیون کو دباتا ہوا عیسائی علاقہ مین برخلاف رائے افسران تجربہ کار دور تک نکل گیا۔ اور واپسی کے وقت غفلت کی حالت مین معہ فوج کثیر دشمن کے ہاتہ سے قتل ہوا۔ سلطان اس خبر وحشت اثر کو سنکر نہایت مغموم ہوا۔ اور انتقام کے لیے ایک بیڑا جہازات روانہ کیا جس نے معمولی کامیابی حاصل کی اسکے بعد خود سلطان ابو الحسن اور ابن احمر نے طریف کا محاصرہ کر لیا مگر پرتگالی فوج کے بروقت آپہنچنے سے لڑائی کا نقشہ بدل گیا۔ اور عیسائیون کے حوصلہ بڑہ گئے لڑائی کے وقت کچہ عیسائی فوج اسلامی کیمپ پر جا پڑی عورتون نے خوب مقابلہ کیا جنمین سے ابو الحسن کی دو بیگمون مسمات عائشہ اور فاطمہ نے کمال مردانہ تہور سے مقابلہ کیا۔ افسوس کہ ان بزدل نامردون نے عورتون پر ہاتہ اٹہاتے وقت ذرہ شرم نہ کیا۔ اور مردانہ فتوحات کے خلاف یہہ شیردل شاہزادیان بے مروت عیسائیون کے ہاتہ سے ذبح کی گئین۔ حالانکہ انہین بیگمات کے بزرگ عیسائی بیگمات کی خاطر طلیطلہ جیسے عظیم الشان اور مفید جنگی صدر مقام کے تسلط سے دست بردار ہو گئے تہے۔ اور آج اس اسلامی احسان کا بدلا تلوار سے اتارا گیا۔ ؎ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا
عیسائیون نے کیمپ مین آگ لگا دی۔

جب کیمپ پر یہ آفت آ رہی تہی سلطان ابو الحسن کا بہادر بیٹا عیسائی صفون کو چیر کر قریب فتح کے پہونچ چکا تہا کہ کیمپ کی بربادی کی خبر سن پائی۔ لڑائی مین شکست ہو گئی اور کیمپ کو لوٹ بڑے عیسائیون نے ہر طرف سے حملہ کیا۔ دس ہزار مسلمان شہید ہوئے ابن احمر تو غرناطہ اور ابو الحسن جزیرہ خضرا کو چلا گیا اس شکست سے عیسائی نڈر ہو گئے اور اسلامی علاقہ کو غرناطہ سے بارہ بارہ کوس تک فتح کر لیا۔ ابو الحسن نے پہر [illegible] شکست کہائی اور اس قدر کمزور ہو گئے کہ ابن مرین کا جنگی ہیڈ کوارٹر جزیرہ خضرا بہی عیسائیون نے [illegible]ھ ہجری

ہوڑون کو دانہ کہلاؤن گا - بایزید یلدرم سے یورپ کانپ اُٹہا - اور بایزید جیسے الوالعزم سے یہہ کچھ
بعید نہ تہا کہ وہ اپنے لفظون کو عملی لباس پہناتا۔ قسطنطنیہ کا اُس نے محاصرہ کر لیا تہا۔ کہ مسلمانون کا باہمی
نفاق قسطنطنیہ کی عیسائی زندگی مین اور چند سال بڑہا گیا۔ تیمور نے انگورہ کے میدان مین بایزید کو قید کر کے
یورپ کے سر سے بلا ٹالدی۔ اور ایشیا کوچک مین سلجوقیون کی مردہ ہڈیون مین جان ڈالنے کی کوشش کی مگر
خداوند تعالی نے جسکا علم سب پر محیط ہے ناقص الخلقت تیمور کی انسانی کوششون پر پانی پہیر دیا بایزید یلدرم
کے پوتے مراد خان ثانی نے متواتر حملات یورپ سے ترکی رعب کو قائم رکہا۔ اور پڑپوتے سلطان محمد ثانی
نے قسطنطنیہ کی فتح سے یورپ کا صدیون کا طلسم توڑ دیا۔ اور قسطنطین اعظم کے مقبوضہ ممالک کی وراثت
استحقاق پیدا کر لیا۔ اور یورپ کی متحدہ افواج پر اپنی شمشیر کی بُرائی کو بارہا آزما کر پوپ روم کے صدر کو فتح
کرنے کی تیاری کر رہا تہا کہ پیام اجل کو لبیک کہنا پڑا۔ یہہ ایک صدی کا زمانہ سلطان بایزید یلدرم کے
جلوس سے لیکر سلطان محمد ثانی فاتحہ قسطنطنیہ کے سن وفات تک کا ہسپانیہ کی اسلامی زندگی کو بڑہا گیا۔
اور عیسائیون نے ہسپانیہ مین کوئی فاتحانہ کارروائی نہ کی سلطنت غرناطہ مین دن بدن زوال آتا
گیا۔ اور محمد الغنی باللہ کے بعد سو سال تک کوئی الوالعزم مجاہد پیدا نہ ہو سکا۔ اودہر عیسائیون نے
جب دیکہہ لیا تہا۔ کہ مشرق کی طرف سے سلاطین عثمانیہ دبائے آتے ہین اور ادہر سلطنت غرناطہ کافی
سے زیادہ مضبوط ہوگئی۔ تو سپین کے عیسائیون نے اپنی ترقی کے رستہ مسدود ہی نہ دیکہے بلکہ
موجودہ حالت کا قائم رکہنا کچہہ مشکوک معلوم ہوا۔ اور یہہ عام تاریخی تجربہ ہے کہ جب کسی قوم کی جنگی
حالت تنزل پذیر ہوتی ہے تو وہ ضرور ہی تجارت کی طرف جہکتی ہے۔ مثلاً یہودی - پارسی - ہنود
وغیرہ اسی ضرورت نے ہسپانیہ والون کو بحری سفر کی طرف متوجہ کیا - یا مسلمانون سے مجبور ہو کر کسی
اور بر اعظم کی تلاش مین مصروف ہوئے اور اس سو سال کے عرصہ مین کامل ملاح سیاح ہو گئے
اور سمندری کیڑے بنگئے اور اس سے پہلے جو بحری طاقت سپین اور افریقہ کے مسلمانون کو
حاصل تہی وہ ہسپانیہ کے عیسائیون کو حاصل ہوگئی - اور غرناطہ کی سلطنت جسکو نفاق عیاشی نے نہایت
کمزور کر دیا تہا اس کے چھیننے کے لیے یہی طاقت بہم پہونچائی گئی تہی نیز شاہ فرڈی نند اور ملکہ ازابلا کے نکاح
نے کسٹائل اور اراگون کے دو زبردست عیسائی طاقتون متحد کر دیا۔ اب صرف عثمانیہ ترکون کی تلوار نے
یورپ کو حواس باختہ کر رکہا تہا - غرناطہ پر حملہ کرنے سے روکتی تہی جون ہی سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ سنہ ۸۸۶
مین فوت ہوا اور اس کے بیٹون مین چند سال تک کشت و خون ہوتا رہا اور ترک باہمی خانہ جنگی مین مصروف
ہوئے اور الوالعزم سلطان محمد ثانی کا جانشین بایزید جیسا نرم مزاج سلطان ہوا تو یورپ کو یقین

تہا کہ مشرقی یورپ مین مسلمان مستقل اقامت نہین کرتے یا نہین کر سکتے بلکہ ابتک ایشیائے سے ہی عیسائی طاقت کے پاؤن اکہڑ سکے تہے۔ کئی ایک شہر قلعہ زرخیز علاقہ قیصر روم کے ماتحت تہے اورخود قیصر کے دارالسلطنۃ قسطنطنیہ کے استحکامات جسپر مسلمان ۲۹ دفعہ ناکام حملے کر چکے تہے یورپ کے حوصلہ افزائی کر رہے تہے مگر اچانک جوانمرد ترک عثمان غازی نے اس عریض طلسم کو توڑ دیا اور ایشیائے کوچک کے متعدد امصار قلعجات قیصر سے چھین کر اپنے جانشینون کیلیے وسعت ممالک کا راستہ کہولدیا یہ قوم کا سچا پر جوش خادم بانی خاندان عثمانیہ ۷۲۶ھ ہجری مین عملی کاروائیون سے قرن اولی کا نمونہ دکہا کر فوت ہوا۔ یہہ وہی زمانہ تہا۔ جبکہ ابن احمر اور سلطان ابوالحسن والی مراکو نے چند سال بعد جبل الطارق عیسایون سے فتح کیا تہا۔ اور سپین کا عیسائی بادشاہ دست تاسف ملتا ہوا واپس ہوا تہا۔

سلطان عثمان خان کے بعد اسکے خلف الرشید سلطان اورخان نے اپنی تمام ہمت یورپ کی طرف مصروف رکہی اور بلگیریا سرویا تک کو شہسواران اسلام کا جولان گاہ بنادیا اور بیڑا جہازات بندرگاہ گیلی پولی پر اس کے بہادر بیٹے سلیمان نے مستقل چہاؤنی ڈال لی تہی اور مشرقی یورپ پر تسلط جمانیکا پورا ارادہ کر لیا تہا سلطان اورخان ۷۶۱ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور اُس کے جوانمرد بیٹے سلطان مراد اول نے تخت نشین ہوتے ہی اپنا دارالسلطنت اڈریانوپل مین تبدیل کر لیا اور یورپ و رمقدس پوپ کو ظاہر ہوگیا۔ کہ اب کی دفعہ مسلمان پختہ اور مستقل سکونت کے ارادہ سے آئے ہین۔ اور بلقان صوبہ تہریس البانیا مقدونیہ کے تسلط سے یورپ کو چونکا دیا اور کسووا کے مشہور میدان مین اور جنوبی یورپ کے متفقہ فوج کے لاکہون بہادر تہ تیغ کرکے ترکی حکومت کے پاؤن جما لیے تہے۔ اور جس قدر کہ خطرہ کبہی عبدالرحمن داخل یا عبدالرحمان ثالث خلفاے سپین سے یورپ کو پیدا ہوگیا تہا اس سے بڑہ کر اب یورپ کو خطرات کا سامنا ہوگیا یہی وجہ ہے کہ یورپ خصوصاً پوپ کی تمام توجہ ترکون کی پیش قدمی روکنے مین مستعد ہوگئی اور انکو سپین کی ہوش نرہی سپین کے عیسائی کبہی مسلمانون کی مجموعی طاقت سے عہدہ برآنہ ہو سکے اسلیے بہادر اور دانشمند محمد الغنی باللہ جو افریقہ اور سپین کے مسلمانون کو متحد کر چکا تہا سپین کے عیسائی مقبوضات کو مفتوح کرنے لگا۔ اور اس فرصت کے زمانہ مین کہوئی ہوئی ثروت کو پہر قائم کر لیا۔ عیسایون نے کچھ مقابلے کئے مگر مشرقی یورپ کے مشکلات اور سپین و افریقہ کے مسلمانون کا اتحاد دیکہکر دم سادہ گئے۔ اور جزیہ خراج۔ اطاعت۔ تحائف سے وقت ٹال گئے سلطان مرادخان اول عثمانی ۷۹۲ھ مین اور محمد الغنی باللہ سلطان سپین ۷۹۳ھ ہجری مین فوت ہوگئے۔ الغنی باللہ کی جگہہ اسکا بیٹا یوسف سلطان غرناطہ ہوا۔ لیکن نفاق جو مسلمان کی طبیعت ثانی ہو چکی تہی خاندان بنی احمر مین سرایت کر گیا عیسائی ضرور فائدہ اُٹہا لیتے مگر ادہر سلطان مرادخان کی جگہہ سلطان بایزید یلدرم سلطان ہوا جسنے اپنی سلطنت کو فرات سے لیکر دریائے ڈینوب تک وسیع کر لیا۔ اور علانیہ کہا کہ مین روم واقعہ اٹلی کے گرجے سینٹ پیٹر مین

(۷) کل مسلمان قیدی چھوڑ دیے جائینگے۔
(۸) جو مسلمان افریقہ وغیرہ کو ہجرت کرنا چاہین انکو روکا نہ جائیگا۔
(۹) جو عیسائی مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہو چکے ہوے ہین انکی بازپرس نہین ہوگی۔

عیسائیون کی عہد شکنی اور مسلمانون کا انجام

یہہ عہدنامہ محض غرناطہ جیسے ناقابل فتح شہر کے لیے لکھا گیا تھا جسکی فتح مین عیسائی دوسو سال سے وارث بیس بیس کر مرچکے تھے مگر نیک نیت عیسائیون نے کبھی ان شرائط پر عمل کیا وقتاً فوقتاً سب توڑدی گئین قیمتی [illegible] چھین لین۔ کبھی سرکاری ضرورت کا بہانہ کیا گیا۔ اور کبھی عدول حکمی کا الزام لگایا گیا۔ شریعت محمدی کا نفاذ صرف نکاح تک ہی محدود رہ گیا۔ اوقاف کے ضبط کرنے سے مذہبی مکانات کو اجاڑ دیا حتی کہ مسلمانون کو جبراً عیسائی کرنے لگے عموماً یہ کہا جاتا تھا کہ تمہارے بزرگ عیسائی تھے تم بھی عیسائی ہوجاؤ۔ اور سلطنت کے ان حکومتی کاروبار سے فائدہ اٹھاؤ۔ جو بصورت مسلمان ہونیکے عیسائی گورنمنٹ تمہین نہین دے سکتی اور جب اس لالچ سے بھی کچھ زیادہ عیسائی نہ ہوسکے تو صرف یہ کہا گیا کہ ایسے نومسلم خاندان قانوناً عیسائی نہین بنایا کہلا سکتے۔ اسطرح سے لاکھون جبراً عیسائی کیے گئے [illegible] کے مسلمانون نے یہہ حالت دیکھکر سے دست بگیر و بسر شمشیر تیز بر عمل کیا۔ [illegible] والون مین سے چند ایک کو مار [illegible] پھر اب کیا تھا عیسائی گورنمنٹ کو خاصہ بہانہ مل گیا۔ اور حکم دیدیا کہ جو مسلمان عیسائی مذہب اختیار نہ کریگا وہ قتل کیا جائیگا۔ اس سے لاکھون قتل اور ہزارون عیسائی کیے گئے۔ اور جنہون نے پہاڑی مقامات مین پناہ گزین ہوکر مردانہ مقابلہ کیا اور عیسائیون کو بہ تعداد کثیر قتل کیا۔ وہ بچ رہے اور عیسائی گورنمنٹ ملنے [illegible] لوگون کو مجبور ہوکر سپین سے نکلجانے کے لیے رستہ دیدیا جسکی تعداد بقول مورخین خدا جانتا ہے [illegible] لاکھون مسلمان بے خانمان اپنے ہزار سالہ وطن کو ہزار حسرت و یاس چھوڑ کر مراکو۔ الجزائر۔ ٹیونس قسطنطنیہ شام مصر کو چلے گئے جس سے اکثر افریقہ کے عربون کے ہاتھ سے تباہ و برباد ہوے اور جو مسلمان ظاہر عیسائی ہوگئے تھے اور دل سے مسلمان تھے اگر کبھی نماز وغیرہ کوئی فریضہ اسلام ادا کرتے ہوئے دیکھے جاتے تو آگ مین جلائے جاتے پھانسی پر لٹکائے جاتے جسکی تعداد بھی ہزارون تک پہونچ گئی۔ اور اسطرح سے سپین ۱۰۱۰ھ مین ہی مسلمانون سے خالی ہوگیا۔ ابن احمر کا اخیر سلطان ابوعبداللہ [illegible]

ہوگیا۔ کہ سلطان بایزید سے یورپ کو کسی خطرہ کا احتمال نہین بس اس موقعہ کو غنیمت جانکر سپین کا مضبوط شہر ملقہ اور ۸۹۳ھ ہجری مین مسلمانون سے لیا گیا۔ اور غرناطہ کے تمام علاقہ پر عیسائی تسلط ہوگیا۔ اور اکیلا بے یار و مددگار غرناطہ رہ گیا۔

غرناطہ

جبکہ عظیم الشان خاندان بنی احمر کی طاقت سلب ہوچکی اور باہر سے کوئی بچانیوالا نرہا کیونکہ مجاہدین افریقہ و بحو شیلی کا رآمد امداد تو ایک صدی سے بہی زیادہ عرصہ کی بند ہوچکی تہی عثمانیہ ترکون نے گو کبہی علانیہ مدد نہین کی تہی لیکن انکی خوفناک پیش قدمی معناً غرناطہ کی سلطنت کا بچاؤ کرتی رہی اب یزید ولد سلطان محمد ثانی کی کمزور سلطنت نے وہ ڈر بہی کہو دیا اور خود سپین مدت سے اسلامی عصبیت کہو چکا تہا۔ اس لیے موقعہ شناس عیسایون نے جہٹ غرناطہ کو گہیر لیا۔ اور مسلمانان غرناطہ نے حتی المقدور حوصلہ نہ ہارا طویل محاصرے کی تکالیف بہوک پیاس قتل و جراحت وغیرہ سب برداشت کین مگر قلعہ ندیا۔ محصورین کی اسقدر جگرداری سے ثابت ہوگیا کہ غرناطہ جیسا سنگین اور محکم شہر بزور شمشیر فتح نہین ہوسکتا تو صلح کا سلسلہ ہلادیا گیا۔ اور امان کا وعدہ دیا گیا مسلمانون کو چونکہ اسلامی دنیا کے کسی حصّہ سے مدد پہنچنے کی امید نہ تہی اور مصر اور قسطنطنیہ سے باوجود قاصد روانہ کرنے کے کوئی فریادرس نہ ہوا شہر کی آبادی اور اذوقات مین دن بدن کمی ہو رہی تہی اور محاصرین کی غیر محدود اور زور افزون طاقت مین ہر طرح اضافہ متصور تہا۔ اس لیے مجبوراً ۶۷ شرائط پر غرناطہ حوالہ نصاری ۸۹۷ھ ہجری مین کیا گیا۔ عہدنامہ کی بڑی شرطین یہہ تہین۔

(۱) تمام باشندگان غرناطہ ادنی و اعلی صغیر و کبیر کو جان و مال سے امان دیجائیگی۔
(۲) مسلمانون کے مکانات باغات اور اراضیات وغیرہ جائداد غیر منقولہ سے کچہ تعرض نہین کیا جائیگا۔
(۳) مسلمانون کے جملہ مقدمات دیوانی فوجداری حسب شریعت محمدی فیصلہ ہونگے اور حدود شرعی کو سالم رکہا جائے گا۔
(۴) مساجد خانقاہین۔ مذہبی مکانات اوقاف وغیرہ بدستور رہین گے ان مین کبہی دخل نہین دیا جائیگا
(۵) کوئی عیسائی کسی مسلمان کے گہر مین بلا اجازت داخل نہین ہوسکیگا۔
(۶) عیسائی اور یہودی قوانین مسلمانون مین مروج نہین ہونگے۔

نے نہایت جوش سے اپنی خدمات کو حمایت اسلام کے لیے پیش کیا۔ اور دشمن کو بارہا نیچا دکھایا۔ چنانچہ اخیر وقت
مین بھی مسلمانون نے سپین کے بہادر اور جری اور جان نثار الدرجل اور خود غرض ابوعبداللہ اخیر سلطان
غرناطہ اور غیور جنرل موسی کی بیعت مین جانبازی مین کچھ فرق نہ کیا اور بہرحالت ہر ایک ملک اور ہر ایک
زمانے کے مسلمانون کی یہی اور رہے گی صرف کام لینے والون کی ضرورت ہے جو مقلد صحابہ کرام ہون۔

(۳) اسلام کی سچی محبت یونانیون کے مضر اخلاق فلسفہ نے کم کیا جس سے قومی شہادت کا جوش
فرو ہوتا گیا۔ اور جنگی حرارت دن بدن نقصان پذیر ہوتی رہی۔ قومی احساس پر ذاتیات کا غلبہ
ہوگیا۔

(۴) ایک مقتدر واحد سلطنت کی جگہہ ۱۵ خود مختار ریاستین قائم ہوگئین اور آپس مین لڑکر اخوت اسلامی کی
حبل المتین کو توڑنے لگین اور عیسائیون سے مدد لینے لگین جب عیسائیون کو مسلمانون مین دخل ملا تو انہون
نے اسلامی طاقت کے کم کرنے اور مدد کے بہانے سے مفید اور کارآمد جنگی مقامات باتون ہی باتون مین لے
لیے اور ایک مضبوط طاقت اسلامی مقابلہ کے لیے قائم ہوگئی۔ اور بے سمجھ طوایف الملوک مین سے کئی
خاندان اللہ جل شانہ کے اس سیاسی اور انتظامی فرمان " لا یتخذ المؤمنون الکافرین
اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیءٍ کی عدول حکمی کی سزا مین عیسائی
دوستون کی چالبازیون سے تباہ ہوگئے۔ افسوس کہ دانا یورپ نے اس گر کو اپنا دستور العمل بنالیا
اور مسلمانون کو متفرق اور کمزور کرنے کے لیے نئے نئے تجربون سے ہکو پولیٹیکل علم کا درجہ دے
لیا۔ چنانچہ زمانہ حال مین مسلمان سلاطین ایک دوسرے سے جدا اور باہم آزادی کے ساتہ خط و
کتابت کرنے کے بہی مجاز نہین خود عرب جو مخزن اسلام اور مہبط رسالت تہا وہان اس قاعدہ کو وقت
دیکہا رہی ہے۔ اور نادان مشائخ عرب کو امارت اور خلافت کے لیے ابہارا جارہا ہے پس سپین کی ہی نہین
بلکہ روئے زمین کے مسلمانون کی تباہی کا سب سے بڑا باعث یورپ کی دوستانہ یا مخالفانہ دست
اندازی اور مسلمانونکی نادانی اور نفاق ہے۔

(۵) اسپین کے مسلمان عیسائیون کے عام خلط ملط سے اسلامی شعار اسلامی عزت۔ اسلامی جوش
بہول گئے اور صرف نام کے مسلمان رہ گئے۔ اور عیسائیون کے دم جہانسون مین آکر دولت و اقبال ننگ و
ناموس مذہب و ملت سب کچھ کہو بیٹھے۔

(۶) مسلمانون کا جوش بے قاعدہ اور متکبرانہ تہا جب کبہی مسلمان اٹہے عیسائی نہ ٹہر سکے اسپین کے مسلمان
مغرور ہوگئے بخلاف اس کے عیسائیون نے اگرچہ صدہا سال تک اسلامی حملات کے صدمات اٹہائے لیکن حقیقی

محمد عباس فاس واقعہ افریقہ کو چلا گیا جسکی اولاد ۱۳۰۳ ہجری مین گلیون مین بہیک مانگتی دیکہی گئی تہی جو آل شاہان مغلیہ ہندوستان کی مفلسی اور نادر نسل واقعہ دہلی کے مشابہ ہے نعوذ باللہ من الحور بعد الکور + ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

لکہا ہے کہ اہل غرناطہ نے قسطنطنیہ اور مصر سے مدد مانگی اور قیاس کیا گیا ہے کہ باوجودیکہ وہ مدد دے سکتے تہے کچھ توجہ نکی۔ واقعی یہ ایسا قصور ہے کہ سلاطین ترک اس قومی الزام سے بری نہین ہوسکتے مگر بات یہ ہے کہ عثمانیہ سلطنت مین زوال شروع ہوچکا تہا۔ سلطان مراد ثالث کا اخیر عہد اور سلطان محمد ثالث کا شروع عہد تہا۔ فرانس۔ اٹلی۔ اسٹریا۔ اور دیگر صوبے اور ریاستین متحدہ طاقت سے ترکون کی پیش قدمی روک کر کافی مضبوط ہوگئی تہین۔ عیسائیون کی بحری طاقت بحیرۂ روم پر قابض ہوچکی تہی۔ اور خود ترک ایرانیون کی لڑائیون مین مصروف تہے۔ اور وہ اس قابل نہ تہے کہ دور دراز ملک سپین کے مسلمانون کی مدد کرسکتے امیر یہی ترکی انحطاط عیسائیون کی دلیری اور مسلمانون کی جلاوطنی کا موجب ہوا تہا۔ الجزائر اور ٹیونس ترکون کی ماتحت تہا مگر کسی بہادر امیر کے نہ ہونے اور خود دربار عثمانیہ کے تساہل کے سبب بیڑا اور دیگر عیسائیون کے جہازات کو کاٹ کر سپین کے کمزور مسلمانون کو زبردست عیسائیون سے نہ بچا سکتا تہا پس ہم کہنا پڑتا ہے کہ خدا کی ہی مرضی تہی کہ مسلمانون کا نام ونشان سپین مین نہ رہے اور عیسائیون کی طاقت بڑہے فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔

نتیجہ

سپین کے عروج وزوال کے مختصر حالات لکہے گئے ہین اور یہ مسلمانان عالم کے لیے ایسا عبرت انگیز سبق ہے کہ اُس سے وہ آیندہ اور موجودہ حالت کا اندازہ کرکے اپنے نفع ونقصان کا رستہ تلاش کرسکتے ہین۔ ہم ان وجوہات کو لکہتے ہوئے ناظرین کی توجہ کو بہر غور وعمق کے لیے ادہر کہینچتے ہین تاکہ غافل مسلمانون کو بہی کچھ بیداری نصیب ہو۔

(۱) مسلمانون کی ترقی کا زمانہ خاص وہی شمار ہوسکتا ہے جب کہ مسلمانون کی ہر ایک کارروائی صرف قومی عزت اور محبت کے لیے ہوا کرتی تہی اور اس قومی عزت اور حب الوطنی کا خیال تعمیل احکام قرآن سے پیدا ہوتا تہا۔ جون جون پابندی مذہب کا خیال کم ہوا ترقی رکنے لگی۔

(۲) عام مسلمانون مین ہمیشہ قومی جوش موجود رہا۔ بربادی کا موجب عیاشی۔ بیدین۔ خود غرض سلاطین اور امراء۔ سرغنہ مسلمان ہوئے جب کبہی کوئی پرجوش خادم قوم سلطان یا سردار نکلا عام مسلمانون

کی سبب متعمد الیہ ہوگیا سلیمان کے بعد اُسکا بیٹا ارطغرل بے نظیر جنگی خدمات کے سبب سپہ سالار بن گیا اور ارطغرل کے بعد اسکا بیٹا عثمان خان کمانڈر انچیف ہوا۔ یہہ عثمان خان غازی متعمد علیہ جہادی معرکون اور فتوحات کثیرہ کے باعث غازی کے مقدس لقب سے موسوم ہوگیا۔ اور ۶۹۹ھ ہجری مین جب علاؤالدین سلطان قونیہ مغلون کی لڑائی مین مقتول ہوا۔ تو عثمان غازی باتفاق امرا و رعایا بحق دامادی علاؤالدین کے تخت قونیہ پر جلوس فرما ہوا۔ عثمانیہ سلاطین کا یہہ پہلا سلطان ہے جسکی نسبت سے سلاطین ترکی کو عثمانیہ کہا جاتا ہے۔ اس اولوالعزم سلطان نے تخت پر بیٹھتے ہی چارون طرف نظر دوڑائی تو ایک طرف سلجوقیون کے کنار سلطنت کے نشان دکہلائی دیے جنپر ہاتھ اُٹھانے سے حق مانع تہا اور دوسری طرف سلاطین مصر کا علاقہ واقع ایشیا تہا۔ جنکے ساتھ نبرد آزمائی خلاف اسلام تہی پس اسکو اپنی شجاعت کے جوہر دکہلانے کے لیے عیسائیون سے بہتر کوئی مد مقابل نظر نہ آیا اور رومیون کے علاقہ واقعہ ایشیا کوچک کو اپنی جولانگاہ بنا کر صدیون کے اس عیسائی طلسم کو توڑنے کا ارادہ کر لیا اور چہوٹتے ہی قرا حصار کو فتح کر کے اپنا دارالحکومت بنا لیا۔ اور پہر تہوڑے ہی عرصہ مین ریبنہ کول۔ یعنے شہر کو فتح کر کے دارالسلطنت کو وہان منتقل کر لیا۔ اور صوبہ نیکو میدیا دبنیا قیصر روم سے چہین لیا قلعہ ازنق پر رومیون نے سخت مقابلہ کئی سال تک کیا قیصر قسطنطنیہ نے بیڑہ جہازات مدد کو روانہ کیا۔ مگر خشکی پر اترتے ہی بہادر ترکون نے غارت کر دیا اور پہر شہر مرمرہ پر تسلط کر لیا۔ اور ملوک روم نے عثمان خان کے مقابلہ کے لیے اتفاق کر لیا۔ اور تیس ہزار جرار فوج سے قیون حصاری کے قریب اسلامی لشکر سے سخت جنگ کیا۔ مگر عثمانی فوج جو مشتاق شہادت تہی اور اُن کا غازی سُلطان اپنی ہتورانہ حرکات سے فوج کو جانبازی کا نمونہ دکہا رہا تہا۔ بازی لے گئے۔ اور عیسائی سپاہی اور سردار بیشمار قتل کیے گئے باقی ماندہ بروسہ کو بہاگ گئے۔ سلطان نے تمام علاقہ مین اپنے عمال مقرر کر دیے اور اپنے شہر کو جنگی ہیڈکوارٹر بنا لیا۔ ۷۰۹ھ ہجری مین قلعہ۔ بکلہ آق حصار۔ تو ق حصار کو فتح کر کے مسلمانون کو وہان آباد کیا۔ اور اس صدیون کے دارالحرب مین شعار اسلام کو جاری کیا اسی سال ۷۰۹ھ مین بارود کا اختراع ہوا۔ مگر توپ ۷۶۲ھ ہجری مین نکلی سلطان عثمان خان نے قیصری لشکر پر سکہ بٹہلا لیا۔ اور عیسائیون کو اپنی تلوار سے مرعوب کر لیا تہا۔ پس موقعہ کو غنیمت سمجہا اور مدبر جہانکشا سلاطین کی طرح عیسائی امصار کو مغلوب کرنا شروع کیا۔ ۷۱۲ھ ہجری مین حصن کبوۃ طرفلو۔ تکور وغیرہ کئی ایک مضبوط قلعے فتح کر لیے۔ اور ۷۱۳ھ ہجری مین قلعہ انوس وغیرہ کو لے لیا اور تمام علاقہ کا قرار واقعی نظم و نسق کر دیا۔ ۷۲۲ھ ہجری مین سُلطان نے بروسہ کا

حب الوطنی کو کبھی بھی نہ بھلایا۔ اور موقعہ پر لڑائی سے صلح سے جسطرح ہو سکا مطلب نکال لیا۔ قاعدہ ہے کہ کمزور مگر عقلمند اور مآل اندیش قوم اپنی بہتری کا کوئی نہ کوئی رستہ نکال لیتی ہے۔ یہی خیال سپین کے عیسائیون کا تہا۔ زمانہ حال مین بھی جو مفتوح قومین فاتحہ اقوام کی جابرانہ رو سے نکلجاتی ہین وہ ترقی پا سکتی ہین۔

سلطنت عثمانیہ

اس عظیم الشان خاندان کے مفصل حالات لکھنے کی اس مختصر مین گنجائش نہین ہے اور نہ اسکے متعلق تاریخ کی لکھنے کا یہہ محل ہے یہان صرف چند اسلامی خدمات کا ذکر کرنا منظور اور عروج و زوال کے اسباب ہدیہ ناظرین کرنے مطلوب ہین اس لیے اس خاندان کے سلاطین مجاہدین کے غزوات و ترقی و تنزل کے حالات لکھے جائینگے۔ یہ خاندان تاتاری نسل کی شاخ ترکون مین سے ہے۔ تاریخ اسلام مین پہلے پہل ترکون کا ذکر خلیفہ معتصم باللہ عباسی کے حالات مین آتا ہے جسنے ترکون کو حکومت مین شریک کرلیا۔ اور رفتہ رفتہ خلفائے عباسی پر ترکون کا اسقدر تسلط ہوگیا کہ خلیفہ برائے نام رہ گیا۔ یہہ ترک مدت دراز تک رومی عیسائیون کے حملات روکتے رہے ترکون کے بعد آل بویا کا عروج ہوا جو ترکون سے ملتے جلتے رہے انہون نے بھی جہانتک ہو سکا۔ بڑا بہلا کام کیا آل بویہ کے بعد سلجوقی ترکون کا ایشیا مین ڈنکا بجا۔ جنہون نے قسطنطنیہ تک عیسائی سلطنت کی طاقت کی جڑ کو ہلا دیا اور یہہ بھی تاتاری نسل تہے انہین کے تربیت یافتہ اتابک تہے جنہون نے یورپ کی متفقہ افواج کا منہ توڑ مقابلہ کیا۔ اور اسلام کی آبرو کو بچا لیا۔ یہہ اتابک بھی تاتاری نسل تہے۔ صلاح الدین غازی اگرچہ کرد تہا۔ لیکن اتابکون کا ممنون احسان تہا فارس کے اتابک بھی اسلامی حمایت مین ممتاز رہے مصر کے ملوک گو زیادہ تر غلام تہے مگر ترکون کی تعداد ان مین کافی تہی۔ ایشیا کوچک کے سلجوقی بھی رومیون کی روک تھام کے لیے ایک سد شدید تہے ہندوستان کا خاندان غلامان جنہون نے ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ کی بنیاد رکہی تاتاری نسل تہے۔
خاندان عالیہ عثمانیہ بھی اسی نسل کی ایک شاخ ہے پس یہہ کہنا بیجا نہین کہ ترک اسلامی خدمات گیارہ سو سال سے کر رہے ہین اور قسطنطنیہ کا موجودہ حکمران خاندان شاہی سات صدیون سے حمایت اسلام کا بیڑا اٹہائے ہوئے ہے۔ ہم اس سے پہلے لکھہ آئے ہین کہ حادثہ چنگیزی مین جسطرح اور مسلمان امرا اور خاندان جلا وطن ہوگئے اسیطرح عثمانیہ ترکون کا جد اعلی سلیمان شاہ ۶۱۱ھ مطابق ۱۲۲۴ء مین خراسان سے آرمینا اور پہر وہان سے قونیہ پہونچا اور سلجوقی شاہ قونیہ کو قیمتی امداد دینے

گہنے جنگل عثمان خان کے گہر داخل ہوا اور عثمان کے ناف سے ایک درخت پیدا ہوا کہ جسکا سایہ تمام زمین پر پہیل گیا ہے اور کوہ و بیابان اُس کے نیچے آگئے ہین نہرین اور چشمہ بہ نکلے ہین لوگ پانی پیتے ہین اور نفع اٹہاتے ہین عثمان خان بیدار ہوکر شیخ صاحب کیخدمت مین حاضر ہوا اور خواب بیان کی اُس کی اللہ نے بنور مکاشفہ عثمان خان کو بشارت دی کہ تم بادشاہ ہوگئے اور تماری نسل سے کئی ایک عظیم الشان سلطان پیدا ہونگے اور خلق اللہ کو فائدہ پہنچا ئین گے مین اپنی لڑکی کا نکاح تم سے کرتا ہون اس بی بی کے بطن سے سلطان اورخان ہوا جس کی اولاد سے کل سلاطین عثمانیہ حامی دین اسلام پیدا ہوئے۔

سلطان عثمان خان جو مقدس تلوار بطور ورثہ یادگار چہوڑ گیا تہا۔ وہ ہر ایک جدید عثمانیہ سلطان کی کمر مین بطور نشان تاج پوشی مسجد جامع ایوب مین بند ہوائی جاتی ہے۔ اور اس نیک نیت زاہد متقی۔ پابند قرآن و سُنت عادل و باذل مقلد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک تلوار کا اثر ہے کہ چند سو سال سے سلاطین عثمانیہ اسلامی خدمات۔ یورپ۔ افریقہ۔ ایشیا مین بجا لا رہے ہین کہ جسکی با اقبال قدامت کا مقابلہ یورپ کا کوئی خاندان شاہی نہین کرسکتا۔

سلطان اورخان

غازی عثمان خان کے بعد اُسکا چہوٹا بیٹا اورخان سلطان مقرر ہوا۔ اور بڑا بیٹا علاوالدین وزیر ہوا اور یہ ایک نادر مثال ہے کہ بڑے بہائی نے کمال ایثار نفس سے چہوٹے بہائی کی ماتحتی قبول کی مگر یہہ وزارت درصل ملکی و مالی اختیارات کی رو سے سلطنت تہی۔ اورخان نے اپنی تمام توجہ جنگی امور کی طرف مصروف رکہی اور کشور کشائی مین مشغول رہا اور علاوالدین انتظام ملکی در مفید تجاویز کے سوچنے مین لگا رہتا تہا۔ اُسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ سلطنت عثمانیہ جلدی سے ہر ایک شعبہ دین ترقی کر گئی۔

بروصہ جسکو اورخان باپ کی وفات کے وقت محاصرہ کئیے ہوئے تہا۔ جلد فتح ہوگیا اور اورخان نے اسکو اپنا دارالسلطنۃ مقرر کیا۔ یہہ شہر بلحاظ آبادی۔ رونق۔ شادابی کے ایشیا کوچک مین اول نمبر ہے۔ سلطان اورخان نے تہوڑے ہی عرصہ مین اپنی سلطنت کو کہاڑی ڈاڈینیلز تک وسیع کرلیا اور بڑی فوج کے علاوہ ایک زبردست جہازی بیڑہ بہی تیار کرکے یورپ مین پاؤن جمانے کے لیے کافی سامان مہیا کرلیا۔ ایندرونیکو مین شہنشاہ قسطنطنیہ کے خلاف اُس کے پوتے نے بغاوت کی

محاصرہ کر لیا۔ چونکہ قلعہ وفصیل کمال مستحکم تہی اور سامان جنگ وغیرہ محاصرین کے پاس کافی موجود تہے اس لیے محاصرے نے طول کہینچا اور اولوالعزم اور جفاکش سلطان نے بروصہ کے نزدیک دو قلعے تعمیر کر لیے ایک مین اپنا چچازاد بہائی اور دوسرے مین ایک اپنا غلام جنرل متعین کر دیا۔ اور اسطرح محاصرہ پر زیادہ زور ڈالکر محاصرہ کا ارادہ کر لیا اور خود بہی شہر کو چلا آیا۔ اور دیگر عیسائی شہرون کو فتح کرنے لگا جہان سے کہ کو مدد بہونچتی رہی تہی عقلمند سلطان نے سمجہ لیا کہ قلعہ بروصہ کو بزور شمشیر فتح کرنے اور مسلمانون کو کٹوانے کی جگہہ۔ باقی عیسائی امصار کی فتح سے محصورین بروصہ کی کمر توڑی جائے اور دشمن کو بہوک کے عذاب سے مجبور کیا جائے اس لیے ۷۲۳ھ ہجری مین قلعہ توکر بہ بلاد ملانی اور اخیازی کو اور ۷۲۶ھ مین یلاق آباد۔ قاندری جصن لوبلی جصن صحانو۔ اور سرسبز و شاداب علاقہ قرہ مرسل کو فتح کر کے بروسہ کے بازو کاٹ لیے گئے اور اپنے بہادر بیٹے اورخان کو لشکر کثیر دیکر فتح بروصہ کے لیے روانہ کیا اور خود سلطان عثمان خان مرض نقرس کی شدت کے باعث اپنے شہر مین ہی رہ گیا۔ اور ایام محاصرہ بروسہ مین یا بقول بعض بعد فتح عثمان خان اسی مرض مین ۷۲۶ھ مین ۶۹ سال کی عمر اور ۲۶ سال کی سلطنت کے بعد راہی فردوس برین ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سلطان عثمان خان بہادر عادل صالح یتیمون۔ بیوگان۔ غربا۔ ومساکین۔ کا مددگار شائق غزا و جہاد تہا اس کی تمام عمر مخالفین دین کا زور گہٹانے اور اعلائے کلمۃ اللہ مین بہ تقلید صحابہ کرام گزری اسی تقلید حقہ کی وجہ سے جدہر سلطان عثمان خان نے باگ اٹہائی فتح و نصرت ہمرکاب رہی۔ زہد و تقوی مین نمونہ صحابہ تہا۔ چنانچہ باوجود اسقدر فتوحات و سلطنت کے عظمت کے مرتے وقت صرف۔ پگڑی۔ کوٹ پیٹی۔ تلوار گہوڑا چہوڑ گیا۔ نہ کوئی دولت تہی نہ خزانہ جو کچہ اس کے ہاتہہ مین آتا تہا وہ قوم اور ملک کے فواید پر خرچ کر دیتا تہا۔ اور علما صلحا کی نہایت عزت اور مدد کرتا تہا عقیدہ اسکا اسقدر مضبوط تہا کہ بادشاہی سے پہلے کسی کے ہان سفر مین مہمان ہوا جس مکان مین عثمان خان کو اتارا گیا سوتے دفعہ دیکہا کہ وہان ایک گہونٹی سے قرآن مجید آویزان ہے یہہ دیکہکر اس مکان مین سونا قرآن مجید کی تعظیم کے خلاف سمجہا اور رات بہر ہاتہہ باندہے قرآن کے سامنے صبح تک کہڑا رہا۔

اسی قوت ایمانی کا نتیجہ تہا کہ وہ جملہ غزوات مین منصور و مظفر رہا اور ایشیائے کوچک سے رومیون کی صدیون کی طاقت کو قریبا نیست و نابود کر دیا اور اپنے جانشینون کے لیے ایک وسیع رقبہ کی حکومت کے علاوہ قیصری علاقہ مین فتوحات کا رستہ دکہا گیا۔ سلطان عثمان کو عارف باللہ شیخ ادہ بالی القرمانی سے کمال محبت تہی۔ ایک رات سلطان نے بادشاہ ہونے سے پہلے خواب مین دیکہا کہ چاند شیخ مذکور کے

بے جا نہ ہوگا۔ اور دربار عثمانیہ جادۂ اعتدال سے باہر نہیں نکل سکا سلطان اورخان نے عثمانیہ سلطنت کی بہت بڑی خدمات کیں۔

(۱) یورپ میں فتوحات کا رستہ کھولا اور مسلمانوں کی توجہ کو بجائے باہمی کشت وخون کے ایک ایسی طرف پھیر دیا کہ جس میں مسلمانوں کا ہر ایک فریق بخوشی شامل ہوکر ایک پرجوش اسلامی سپاہی بن گیا اور افسردہ قومی مذہبی حرارت کو از سر نو تازہ کرلیا جس عملی اجتماعی جوش نے یورپ کو بعد میں لب گور تک پہونچا دیا۔

(۲) ایک جان نثار پرجوش منتظم فوج ینگچری قائم کی۔

(۳) جہازی بیڑہ قائم کیا جس کے باعث سمندر پر بھی ترکی تسلط شروع ہوگیا چنانچہ اسی بیڑہ کے ۸۰ جہازات کے ذریعہ عرباشا نے یورپ میں قدم رکھا اور بندر گیلی پولی وغیرہ قیصر کا جنوبی علاقہ فتح کیا گیا۔ گیلی پولی وغیرہ کو امیر سلیمان بن اورخان نے فتح کیا تھا یہ بہادر شاہزادہ گھوڑے سے گر کر فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ شاہزادہ مرادخان فتح یورپ پر مامور ہوا۔ جسنے اپنے بھائی سلیمان مرحوم کی جگہہ کمانڈر ہوتے ہی رومیلیا پر چڑھائی کی۔ اور شہر جوالی کو فتح کیا جو قسطنطنیہ سے تین منزل پر واقع تھا۔ اور لگاتار کفار سے لڑتا رہا۔ اور شہر دھتوقہ کو فتح کیا۔ بوڑھا سلطان اورخان بیٹے کی وفات کے سبب مغموم ہوکر ۷۶۱ ہجری میں ۸۳ سال کی عمر اور ۳۵ سال کی حکومت کے بعد فوت ہوا۔ اور شہر بروسہ میں دفن کیا گیا۔ اس سلطان نے مدارس مسجدیں تعمیر کیں۔ بہادر۔ سخی۔ دیندار شائق غزا تھا۔

سلطان مرادخان اوّل

سلطان اورخان کے بعد اسکا بیٹا مرادخان تخت نشین ہوا۔ اور دارالحکومت بروصہ واقع ایشیا سے ایڈریانوپل واقع یورپ میں منتقل کرلیا۔ جو یورپ میں دوامی اور مستقل حکومت کا نشان تھا۔ مرادخان کے بہادر سپہ سالار شاہین نے جلدی ہی کوہ بلقان تک تمام علاقہ اور صوبہ تریس مسخر کرلیا۔ ترکوں کی اس روزافزوں پیش قدمی اور ترقی سے صرف قسطنطنیہ کے قیصر کو ہی موت دکھائی دی رہی تھی بلکہ تمام مشرقی اور جنوبی یورپ کے گھر گھر میں ماتم بپا تھا اس لیے قیصر قسطنطنیہ اور دیگر شاہان یورپ کی متفقہ فوج نے ترکوں کو یورپ سے نکالنے کے لیے مقابلہ کیا مگر سلطان مرادخان نے سخت جنگ کے بعد تمام یورپ کو دکھلا دیا کہ اسلامی شمشیر دیگر پرجوش مجاہدین کے ہاتھ میں ہو۔ تو یورپ کو سوا شکست کے اور

اور عمر پاشا گورنر ایدین سے مدد طلب کی جو باجازت سلطان فوراً ۲۸ ہزار فوج کے ساتھہ سمندر پار ہوگیا اور بلگیریا سے سرویا تک ترکی جھنڈے گاڑ کر واپس ہوا۔ اور یہہ پہلا موقعہ ہے کہ ترکون کو یورپ مین شمشیر بازی کا موقعہ ملا جس سے فایدہ بہی اٹھا لیا ایشیا کوچک کا بہت سا زرخیز علاقہ قیصر سے چھین لیا۔ اور یورپ کے بندرگاہ گیلی پولی پر بہی سنہ ۷۵۶ء مین ترکون کا قبضہ ہوگیا۔ اور صیا اور رضاقانی قلعہ بہی فتح ہوگئے۔ یورپ مین عثمانیہ ترکون کی یہہ پہلی مبارک فتح ہے۔ اسی سلطان کے عہد مین ینگچری فوج کی بنیاد پڑی

فوج ینگچری

سنہ ۷۶۳ ہجری مین جب سلطان اورخان کو مشرقی یورپ مین فتوحات حاصل ہوئین تو وہان سے حسب شریعت پانچوان حصہ قیدیون کا سلطان کو ملا۔ ایسے قیدیون کی تعداد دن بدن بڑہنے لگی مدبر سلطان نے ان قیدیون مین سے کم عمر عیسایون کو جنگی تعلیم دلانی شروع کی جو سلطان کی الطاف و تربیت سے خاصہ سپاہی نکل آئے اور سلطان نے اپنے پیر و مرشد حاجی بکتاش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دعائے خیر اور تقرری نام کے لیے بہیجا اُس عارف باللہ ولی اللہ نے اپنے سفید آستین کو اُن مین سے ایک کے سر پر رکھ کر اُنکا نام ینی شہری ینگچری رکہا اور دعای بعد فرمایا کہ یہہ لوگ ہمیشہ مظفر و منصور رہینگے۔ یہہ فوج سلطان کی باڈی گارڈ بنائی گئی جسکی تعداد سلطان سلیمان اعظم کے وقت ایک لاکہہ تک پہنچگئی تہی۔ اس فوج نے بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے۔ یورپ مین پہلی باقاعدہ فوج یہی ہے اس سے پہلے جاگیردار وقت ضرورت کے وقت فوج بہیجا کرتی تہی۔ اس فوج نے یہانتک زور پکڑا کہ سلاطین عثمانیہ کا عزل نصب بلکہ حیات و ممات فوج ینگچری کے ہاتہہ تہی اور وہ زمانہ دور نہ تہا کہ جو کچہہ غلامون کے ہاتہہ خاندان عباسیہ اور بویہ کا انجام ہوا تہا۔ وہی آل عثمان کا ہوتا مگر معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو اس خاندان کا قیام منظور ہے جو باوجود اُن تمام خرابیون کے جو دیگر ممالک و خاندانون مین بربادی کا باعث ہوئین اس خاندان کا پایہ خلافت بدستور مضبوط رہا۔ اور ہر ایک عہد مین کوئی نہ کوئی سلطان یا وزیر اعظم مدبر ایسا نکلتا رہا کہ جو اُن خرابیون پر غالب آتا رہا۔ گو فوج ینگچری کی خود سری سے مدت تک سلاطین اور مقتدر امرا کا قافیہ تنگ رہا مگر آخر سلطان محمود خامس نے اس فوج کا قلع قمع کیا اور جدید نظام کے مطابق فوج آراستہ کی گئی جو آج دشمنون کے دانت کہٹے کر رہی ہے اس بات سے انکار انصاف کا خون ہے کہ ینگچری ملک و ملت کے کمال خیر خواہ تہے۔ اور اگر یہہ کہا جائے کہ اسی فوج کے متعصبانہ جوش کے خوف سے سلاطین و وزرا کا قانون قرآن مجید رہا ہے تو شاید

ام مٹادیا۔ فرانس۔ جرمن۔ اٹلی۔ آسٹریا۔ وغیرہ کی متفقہ افواج ایک لاکھ سے دریائے دینوب کے قریب مقام
پولس خونخوار جنگ ہوا۔ اور شکست فاش دیکر بڑے بڑے عیسائی وزراؤن کو قید کرلیا اور سردار سب کے
برو کہدیا کہ تم کیون میرے ملک مین آنے کی تکلیف گوارہ کرتے ہو۔ مین خود جلدی ہی ہنگری جرمن
ی کو فتح کرتا ہوا روم کے بڑے گرجا سینٹ پیٹر کی قربان گاہ پر اپنے گھوڑون کو جو کھلاؤنگا اس جوانمرد
لطان سے یہ کوئی بعید امر نہ تھا۔ اُس نے تین پشت کے متواتر تجربون سے یقین کرلیا تھا۔ کہ عیسائی خوا
ں قدر زور لگائین ترکون کی تلوار کی ضرب نہین اُٹھا سکتے اور بہادر ترک عیسائی فوجون پر ایسے گرتے تھے
یسے شہباز شکار پر۔ ایک صدی کی متواتر فتوحات نے ترکون کو شیر دل بنا دیا تھا۔
بایزید نے تیز اور تند حملات اور دشمن پر غضبناک پھرتی کے ساتھ ایلغار کرنے سے یلدرم (برق) کا خطاب
ل کرلیا۔ لیکن میرے خیال مین چونکہ بایزید کے ہاتھ سے عیسائی اور مسلمان دونون یکسان مار کھاتے
ہے بلکہ مسلمان سلاطین اور رؤسا زیادہ تر بے خانمان ہوئے اور بجلی بھی دوست دشمن خشک و تر کو
مان جلاتی ہے اس خاصیت سے بایزید کو یلدرم کہا جاوے تو زیادہ موزون ہے ایشیا کے سلجوقی
لاطین نے شاید کچھ ابتدائی چھیڑ چھاڑ کی ہو۔ لیکن بایزید جیسے برق مزاج سُلطان کو بہانہ ڈھونڈنے
کیا ضرورت تھی۔ سلجوقی ریاستون کو ایک ایک کرکے مار لیا۔ والیان ریاست یا تو لڑائی مین فنا ہوئے
بھاگ کر بایزید سے بھی زیادہ ظالم و سفاک تیمور گورگان کے پاس پناہ گزین ہوئے۔ قونیہ کا سلطان
ؤالدین تو لڑائی مین قتل ہوا۔ اور اس کی بیٹی تیمور کے پاس پہنچی۔ تیمور اور بایزید دونون یکسان کشور
تائی پر مرتے ہوئے تھے بایزید نے بھی دریائے دینوب سے لیکر فرات تک اپنی سلطنت کو پھیلا
یا تھا۔ اور تمام درمیانی کانٹون کو نکال لیا تھا مصر کے مملوکون کا بہادر سلطان برقوق عثمانی برق
ے کانپ رہا تھا ان تمام مسلمان سلاطین نے تیمور کو اُکسایا۔ تیمور جو ایشیا کے مسلمانون پر تلوار
آزمایش کرچکا تھا۔ عثمانی سلطان کی ترقی کو کسطرح دیکھ سکتا تھا۔ سلجوقی پناہ گزین سردارون کی مدد
ڑائی مین شیر کو چھیڑنا شروع کیا۔ اور کفار کی بجائے مسلمان سلاطین سے جنگ و جدل کو خلاف
رع لکھ کر بایزید کو اسلام کا اخلاقی ملزم ٹھیرایا۔ حالانکہ خود را فضیحت و دیگران را نصیحت کا پورا مصداق خود
مور تھا۔ اس ظالم کے ہاتھ سے لاکھون مسلمان قتل اور ہزارہا شہر قصبہ تباہ ہوئے مگر بایزید نے
رچہ مسلمان علاقون کو اپنی سلطنت مین ملحق کرلیا۔ لیکن کہین بھی قتل عام نہ کیا۔ لڑائی مین کشت خون
ان نہین کرتا۔ قونیہ سلجوقون کا دار الخلافہ محض بایزید کے حسن سلوک اور احسان و مروت سے فتح ہوا
۔ بایزید کے انتظام اور امن و امان کو دیکھ کر کنجیان خود حوالے کی گئین اور اسیطرح باقی قلعجات اور امصار

کچھ نصیب نہین ہوسکتا۔ یورپین فوج کو شکست ہوئی۔ اور ہزارون قتل اور قید ہوئے قیصر قسطنطنیہ کو صلح پر مجبور کیا۔ اور مقدونیہ اور البانیہ کو ممالک محروسہ مین داخل کرلیا۔ یورپ کی جنوبی اور مشرقی سلطنتون نے پہر ترکون کے برخلاف جہاد کا اعلان کیا۔ اور عیسائیون کے پرجوش چند فوج کے ساتھ بمقام کسووا ۱۳۸۹ء مین خونخوار مقابلہ کیا۔ لیکن جان فروش ترکون نے باوجود قلیل فوج کے شمشیر خارا شگاف سے لاکہون عیسائی قتل کیے عیسائی بہت کم زندہ بچ کر گئے قیدیون مین سرویا کا بادشاہ قزال بہی زندہ گرفتار ہوا۔ مگر افسوس کہ سلطان مراد خان ایک عیسائی قیدی کے ہاتہہ سے جو سلطان کے قدمون پر گر کر اظہار اطاعت کر رہا تہا۔ ضرب خنجر سے ۷۹۲ھ ہجری مین شہید ہوا۔ جسکے عوض مین وہ نامرد غدار اور قزال شاہ سرویا قتل کیے گئے اس جنگ عظیم سے سرویا۔ بلگیریا۔ بوسینیا پر ترکون کا تسلط ہوگیا۔ یہ بہادر اولوالعزم۔ عابد زاہد۔ صوفی مشرب سلطان ۶۵ سال کی عمر اور ۳۰ سال کی حکومت کے بعد یورپ مین ترکی سلطنت کے پاؤن جما کر فوت ہوا۔ اور اسکا بیٹا بایزید سلطان ہوا۔

سلطان بایزید یلدرم

بایزید عام شجاعت اور اولوالعزمی مین اپنے بزرگون کے برابر تہا۔ لیکن دیگر اخلاقی امور مین انکا مقابلہ نہین کرسکتا تہا۔ تخت پر جلوس کرتے ہی اپنے بہائی یعقوب کو جو فوج مین ہر دل عزیز تہا قتل کرادیا۔ اور یہ عثمانیہ خاندان مین پہلی برادرکشی ہے جو تخت کی لالچ کے لیے کی گئی۔ یورپ کی مفتوح قومون کی بد اخلاقی عیاشی بہی اسی عہد مین ترکون کو اثر کرنے لگی شاہ سرویا نے بایزید سے اپنی بہن کا نکاح کرکے پیچہا چہوڑایا تہا۔ یا یون کہو کہ عثمانیہ خاندان مین ایک معتبر جاسوس مقرر کیا گیا۔ اور یورپ کا خیرخواہ عیسائی ایجنٹ کراما کاتبین کیطرح بایزید کے ساتھ لگا دیا۔ اوسکی وجہ عیاشی قرار دیا تہا یا نہ غرور بہرحال ایک پولیٹیکل غلطی تہی جسکی بنیاد بایزید نے رکہی اور جسکی تقلید بعد مین سلاطین و امراء ترکی مین عموماً ہوتی رہی امراء ان عورات کا اثر بہی سلطنت کے کاروبار پر کبہی نہ کبہی پڑتا رہا۔ پہر یہ کہنا بیجا نہین ہوگا کہ ترکون کے سادہ اطوار اور اسلامی عادات کا بگاڑ اسی عہد سے شروع ہوا۔ گو اثر مدت کے بعد نکلا ہو۔

بایزید کی شجاعت کا ہم اقرار کرچکے ہین وہ اپنے باپ کے عہد مین ہی کفار کی لڑائیون مین بہت کچہہ نام پیدا کرچکا تہا۔ تخت پر بیٹہتے ہی اوس نے ہر طرف پیش قدمی شروع کی قیصر قسطنطنیہ جسکے پاس بہت ہی تہوڑا علاقہ رہ گیا تہا جسکو سالانہ خراج گذار بنالیا۔ قسطنطنیہ مین بہی مسلمانون کے لیے ایک محلہ اور مسجد تعمیر کرالی اور انکے لیے مسلمان قاضی مقرر کروا دیے۔ ایشیا مین صرف ایک فلاڈیلفیا قیصر کے پاس رہ گیا تہا۔ جسکو فتح کرنے سے قیصر

دمت مین ضرب المثل تہا اوسکی شیرانہ دہاک سے جہان کانپ ہا تہا۔ بہادر بایزید پر ضرور کوئی اثر نہ پڑا ہوگا لیکن فوج کبھی تاثر سے نہین بچی ہوگی خیر کوئی سبب ہو ترکون کو شکست فاش ہوئی اور بایزید ایک سال کی قید مین ہی غم و غصہ مین مبتلا ہوکر بیمار ہوا۔ اور تبریز پہونچکر فوت ہوا۔ اُس کی لاش تیمور نے وابس وم بھجوا دی۔ تیمور نے سلجوقی شاہزادون کو انکی موروثی ریاستین دلا دین گو بظاہر تیمور کا یہہ فعل اچہا دکہائی دیتا ہو لیکن قومی خیال سے نہایت قابل نفرت ہے۔ سلجوقیون کی مدد مردہ اور بوسیدہ ہڈیون مین جان ڈالنا تہا اور ایسے کمزور ہاتہون مین حکومت دینے سے سوا انکی ذاتی تن پروری اور شکم پرستی کے اور کوئی فایدہ قوم کو نہین پہونچ سکتا اور دوسری طرف انگوریہ کی شکست نے بایزید جیسے عالی ہمت شجاع سلطان کو قوم کی سرپرستی سے دور کرکے یورپ کو سہارا ہی نہین بلکہ بچا لیا۔ اور جن ممالک اعصار معابد مین " اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ " کی صبح وشام منادی ہونے والی تھی اسکو تیمور نے روکدیا اور توحید کی جگہہ تثلیث کی معاونت کی۔ تیمور کا یہہ قومی جرم سخت قابل نفرین ہے تیمور نے بایزید کے ساتہہ جو سلوک کیا وہ بقول بعض نرم تہا اور بعضے کہتے ہین کہ لوہے کے پنجرے مین ڈالکر ساتھ ساتھ لیے پہرتا رہا جس ذلت کو بایزید برداشت نکرسکا۔

تیمور کی فتوحات تمام سلاطین سے وسیع تہین لیکن اُسکے ہاتہہ سے مسلمانون کی قتل عام مسجدون کے جلانے اور مسلمان عورتون کی بیحرمتی اور پردہ دری اسلامی ممالک کی بربادی اور عام تاخت و تاراج کے سوا اور کچھ نہین ہوا۔ اور ہمیشہ اُس کی تلوار مسلمانونکا گلا ہی کاٹتی رہی۔ اس لیے وہ اس قابل نہین کہ اُس کا ذکر اس کتاب مین مفصل کیا جاوے۔ تیمور نے سلطان مصر کو کافر لکہا تہا مگر سلطان نے جو جواب دیا وہ ایسے واقعات ہین کہ تیمور کے کافر ہونے مین کوئی شک نہین رہتا۔ تیمور کی عادت تہی یا اُس کی پولیٹیکل چال کہ وہ علمار کو ہمیشہ ساتہہ رکہتا اور انکی بہت مدد کرتا۔ کچھ تو اس مرض و لالچ سے اور کچھ تیمور کے خوف سے علمار تیمور سے کلمہ حق نہین کہہ سکتے ہونگے۔ مگر حلب کے فاضل شیخ محمد بن الشحنہ کی اخلاقی جرات نے تیمور کو ساکت کردیا جبکہ تیمور نے علمارے حلب سے دریافت کیا۔ کہ تم علی معاویہ یزید کے حق مین کیا کہتے ہو۔ ایک حلبی عالم نے مشہور جواب دیکر کہ ہر ایک مجتہد تہا تیمور کو نار اض کردیا۔ مگر فاضل ابن شحنہ نے کہا کہ علی خلیفہ برحق تہے اور معاویہ خلیفہ نہ تہا۔ اور یزید فاسق تہا تیمور کو ساکت کردیا۔ تیمور کی ایسی ظالمانہ حرکات تہین کہ اگر اسکی اولاد مین سلطنت نہ آتی تو مسلمان مورخ ضرور اسکو چنگیز خان اور ہلاکو شمار کرتے اور شاید اسلام سے خارج جانتے مگر مورخین شیعہ کو تو اُسکی تشیع نے اور مورخین اہل سُنت جماعت کو شاہان مغل کی پاس خاطر نے ایسی صاف گوئی سے

گوورا اور انکے سلجوقی حکومت سے بیزار ہوکر بایزید کے حلقہ بگوش بنگئے ضرور بایزید نے تلوار سے بھی کام لیا لیکن
تیمور کی طرح نہین پہر تیمور کا الزام لگانا درست نہ تہا۔ وجہ صرف "دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند" تہی تیمور
بہی دنیا کی فتح کا عزم رکہتا تہا۔ اور بہت کچہ کامیاب ہوا تہا۔ آور بایزید بہی اُس اپنے زمانہ کا سکندر ثانی بننا چاہتا
تہا یورپ کو بے خوف وخطر پکار کر کہدیا تہا کہ مین جلدی ہی تمہاری مذہبی صدر مقام روم واقعہ اٹلی کو شاہی
اصطبل بناؤنگا۔ قسطنطینہ کی استحکامات اور لوہا نما ٹھ فصیلین جو ابتک بہادران اسلام کو روکتی رہی تہین تمہور سلطان
بایزید کی نگاہ مین ہیچ معلوم ہونے لگین۔ اور جہٹ قسطنطینہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور قریب تہا کہ بایزید فاتح قسطنطینہ
کے نام سے مشہور ہو مگر ابہی اور پچاس سال قسطنطینہ کی عیسائی زندگی باقی تہی۔ اور اس زندگی کا باعث خود مسلمان
نے ہی ہونا تہا۔ تیمور اور بایزید کے درمیان خط وکتابت ناکامی سے ختم ہوچکی تہی اور تیمور ہی البادی اظلم
کا مصداق بنکر عثمانیہ سلطنت کے قصبہ سیواس مین قتل عام کرکے بہادر ترکی جرنیل کو مع چار ہزار فوج
کے جنہون نے ہتہیار رکہہ کر اطاعت مان لی تہی زندہ دفن کرا کر اپنی مشہور سفاکی کا ثبوت دیدیا۔ سلطان
بایزید جو قسطنطنیہ مین فتح کا نشان گاڑنے والا تہا۔ مجبوراً محاصرہ سے ہاتھ اٹہا کر تیمور کے مقابلہ کو
روانہ ہوگیا۔ انگوریہ کے نواح مین مقابلہ ہوا۔ لکہا ہے کہ تیمور نے تاتاریون کو جو بایزید کی فوج مین بہ
تعداد کثیر تہے قوم وجنسیت کا واسطہ ڈالکر قابو کر لیا جنہون نے عین لڑائی کے زور شور مین بہاگنا شروع
کیا۔ اور باقی فوج بہی انکی تقلید سے بہاگ نکلے۔ مشہور سلطان بایزید یہ حالت دیکہہ بذات خود تلوار کہینچ
تیمور کی فوج قلب پر حملہ آور ہوا۔ اور تمام صفون کو چیرتا ہوا جہان تیمور موجود تہا۔ جا پہنچا۔ مگر کسی تیموری
بہادر کا حوصلہ نہ پڑا کہ اس عثمانی شیر کا مقابلہ کرے آخر گہوڑے کی ٹہوکر کہانے سے گرا۔ یا یون ہی
کمندین ڈالکر اس شیر ببر کو قید کر لیا۔ شکست کی وجہ صرف تاتاریون کی غداری ہی نہین ہوسکتی بلکہ اور
وجوہات بہی تہے اول تو تیمور کی فوج پانچ لاکہ۔ اور بایزید کی فوج لاکہہ سوا لاکہہ تہی اس موقعہ پر جمع اور
فوج مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ہوگا۔ اور تیسرا بہی تیمور سے پانچوان حصہ فوج میدان جنگ مین
لا سکا اسی سے دونون کی شاہی طاقت کا اندازہ ہوسکتا ہے دوسری وجہ یہہ تہی کہ تیمور کا ظلم گو جہان
سوزی کے درجہ تک پہونچا ہوا تہا۔ لیکن پہر بہی عموماً تاج بخش تہا۔ اور بایزید جس علاقہ اسلامی
کو فتح کرتا رہا وہان کے والیان سلطنت کو بیدخل کرتا رہا اس وجہ سے مصر تک کے سلاطین اُس کو
نفرت سے دیکہتے تہے اور اسکے زوال کے خواہان تہے اس لڑائی مین وہ تمام جلاوطن والیان ملک
تیمور کے ساتہہ تہے انہون نے بغرض انتقام کشی کوئی کسر اُٹہا نہ رکہی ہوگی علاوہ اسکے گو سلطان
بایزید تہور وشجاعت مین بے نظیر تہا مگر گرگ کہن تیمور "اَلحَربُ خُدعَۃٌ" مین زیادہ مشاق تہا اور استقلال

سلطان مراد خان ثانی

سلطان مراد خان ثانی کو تخت پر بیٹھتے ہی ایک مدعی سلطنت مصطفی نامی سے لڑائی در پیش آئی جو اپنے آپ کو سلطان بایزید کا بیٹا بیان کرتا تہا جبکو معرکہ انگوریہ مین مقتول خیال کیا گیا تہا یہ شخص سلطان محمد کے عہد مین شکست پاکر قیصر قسطنطنیہ کے پاس چلا گیا تہا ۔ اور قیصر نے عثمانیہ طاقت کے کمزور کرنے کا ذریعہ جانکر اور یورپین علاقہ کی واپسی کا اقرار لے کر فوج سے مدد کی جسنے اول تو ایک دو جگہہ فتح پائی مگر آخر خود سلطان مراد کے آنے سے شکست پاکر پکڑا گیا ۔ اور پہانسی دیا گیا ۔ قیصر کا علاقہ عہد شکنی کی سزا مین تاخت و تاراج کیا گیا اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا گیا ۔ عین حملہ کے وقت جسکا نتیجہ غالبًا فتح ہوتا ترک ہٹ گئے جسکی وجہ یہہ تھی کہ سلطان مراد خان کو چہوٹے بہائی مصطفی کی خبر پہونچ گئی ۔ اور اس خانگی فساد کا دور کرنا مقدم خیال کیا گیا بغاوت کے فرو کرتے ہی فورًا یورپ کی خبر لینے کو تیار ہو گیا ۔ جزیرہ زانٹی سلطنت وینس سے چہین لیا ۔ اور ذلیل شرائط منوا کر اور یونان کا جنوبی حصہ فوریا اور سالونیکا فتح کرتا ہوا صوبہ ٹرنسیلوینیا واقعہ ہنگری مین داخل ہوا ۔ اور ستر ہزار قیدی لے کر واپس ہوا ۔ قاعدہ ہے کہ جس ملک مین قومی عصبیت موجود ہو وہ شکستہ حالت کو درست کر سکتی ہے اور یورپ اسباب مین جملہ اقوام سے ممتاز ہے سلاطین یورپ نے جو شکست سلطان بایزید سے دریائے ڈینوب پر کہائی تہی اس سے دیکہہ لیا تہا کہ کن اسباب سے ترکون کی جوش پر غالب آ سکتے ہین اور یورپ مین زندہ رہ سکتے ہین ۔ فوج کی بے انتظامی کو دور کیا گیا ۔ اور سلاطین کو چہوڑ کر عام عیسائی آبادی پر سہارا لیا گیا ۔ مذہبی جوش بہڑکایا گیا اور جبتک کہ تمام انتظام ٹہیک ہو سکا عیسائی خاموش رہے اور زیادہ یہی وجہ تہی کہ شکست انگوریہ کے بعد عیسائی سلطان محمد اول کے چند سالہ عہد مین نہ ہلے ۔ اب چونکہ تیاری مکمل ہو چکی او ہنگری کا بہادر گورنر جان ہنیادرس میدان مین نکلا ۔ ترکون کو کئی شکستین ہوئین اور دریائے ڈینوب سے پار گزر کر اور اس سے دلیر ہو کر یورپ کی چیدہ اور بہادر فوج کے ساتہہ بمقام نیشا ترکون کو شکست فاش دی ۔ اور رومیلیا کو لوٹ کر برباد کر دیا اور بے شمار قیدیون اور مال غنیمت کے ساتہہ واپس ہوا ۔ آخر فریقین کے درمیان حد فاصل دریائے ڈینوب قرار پاکر صلح ہو گئی مگر جون ہی ایشیا مین ایک باغی رئیس ابن قرمان نے سر اٹہایا پوپ روم کی اس ایک تاویل سے کہ کافر سے اور مسلمانون سے قول و قرار کی پابندی لازم نہین ہے تحریری عہدنامہ سے ڈہائی ماہ کے اندر ہی اندر عیسائی دریائے ڈینوب سے عبور کر آئے ۔ اودہر سلطان

سد کا ہوگا۔ معزز خاندان صفویہ ایران تیمور اور اسکی اولاد کا ممنون احسان تہا۔ اور ہندوستان خود تیمور کا
خاندان کا مشکور ہا۔ پس تیمور کی برائیان بہی نیکیون سے یاد کی گئی تہین۔ ورنہ اُس نے کوئی ایسی اسلامی
خدمت نہین کی کہ جسکے رو سے وہ قابل تعریف شمار ہو سکے۔ قتل نفوس سے حجاج تو مردود و ملعون خیال
کیا جائے۔ اور تیمور جس نے اصفہان مین ستر ہزار۔ اور دہلی مین ایک لاکہہ قابل رحم قیدی صرف
اس ناجی خیال سے بہیڑون کی طرح ذبح کرا دیے کہ تیمور کے پاس انکی حفاظت کے لیے کافی سپاہ
نہ تہی۔ بعد دہلی کا پندرہ روز قتل عام مزید برآن تہا۔ حلب مین جبکہ مسلمانون کے گلے پر چہری پہر رہی
تہی۔ اور تیموری قتل عام سے بے گناہ مسلمانون کے خون کی ندیان بہ رہی تہین بے رحم تیمور جلسہ
وہیہ مین شراب نوشی کر رہا تہا۔ تیمور نے اگرچہ اپنی طرف سے عثمانیہ خاندان کی بربادی مین کوئی کسر
نہ اٹہا رکہی تہی۔ مگر خدا کو اس پاک اعتقاد خاندان سے خدمت اسلام کا کام ابہی بہت کچہ لینا منظور تہا
تیمور کی انسانی کوششون کو خاک مین ملا دیا۔ اور بایزید کے بعد اُس کے بیٹے محمد اول نے ایشیا مین
پہر عثمانی اقتدار پیدا کر لیا۔ اور جن سلجوقیون کو تیمور حکمران بنا گیا تہا۔ انکی طاقت کو سلطان محمد نے
توڑ دیا۔ یا زیر رسوخ کر لیا۔ یورپ مین عثمانی طاقت کو کچہ زوال نہ پہنچا تہا۔ اُسکی وجہ کچہہ تو یہہ تہی کہ عثمانیہ
سلاطین کی چار پشت کی متواتر شمشیر زنی نے قیصر قسطنطنیہ کو تو بالکل زندہ درگور کر دیا تہا۔ اور عام
عیسائیون کو بہی سرد کر دیا اور ہنگری تک مرعوب اور مبہوت کر دیا تہا۔ سلاطین آسٹریا۔ جرمن۔ فرانس۔
اٹلی بہی چند سال پہلے ایک لاکہہ بہادر معرکہ ڈینوب مین ترکون کی نذر کر چکے تہے اور یہ قاعدہ ہے
کہ ایسی جابر اور مہیب قوم فاتح کا اثر جلدی ہی دلون سے محو نہین ہو سکتا۔ اور یورپ اس
وقت زمانہ حال کیطرح موقعہ شناس اور باخبر بہی نہ تہی۔ یا یون کہو کہ ابہی عیسائی ترکون کے مقابلہ
کے لیے کافی تیار نہ تہے۔ اس لیے انگوریہ کی شکست سے یورپ مین عثمانیہ سلطنت کو کوئی نقصان نہ
پہنچا مدبر سلطان محمد نے عیسائیون سے جدید عہدنامے کر لیے۔ اور عیسائیون نے بخوشی منظور کر لیے
جسسے دل جمعی حاصل کر کے دولت شاہ والی سینوب اور ابن قرمانی سے ایشیا مین معرکہ آرا
ہوا۔ اور فتحیابی کو۔ بلحاظ فتوحات سلطان محمد اول کا عہد کوئی شاندار نہین لیکن اس خیال
سے کہ سلطان محمد نے بگڑی ہوئی کہیل کو سنبہالا اور انگوریہ کی شکست سے جو سلطنت کا خاتمہ نظر آرہا
تہا اس مایوسی کو کامیابی سے بدل دیا اور سلطنت کے پراگندہ اجزا کو جمع کر لیا۔ اور محمد جامع
کے لقب سے مشہور ہوگیا۔ اگر اسکو بانی سلطنت عثمانیہ کہا جائے تو بے جا نہین ہے یہہ
سلطان ۱۰ ماہ ۸ سال حکومت کرکے سنہ ۸۲۴ ہجری مین ۴۸ سال کی عمر مین فوت ہوا۔

فردکیا اور مرتد سکندر بیگ کو شکست دیکر ملک سے نکال دیا۔
طنطنیہ جسکی فتح کی آرزو مین بڑے بڑے عظیم الشان شاہنشاہ مر چکے تھے اور کئی دفعہ ناکامی کے ساتھ
محاصرہ اٹھا چکے تھے اُس کی فتح کی نام آوری محمد ثانی کے نام لکھی تھی عثمان خان کے عہد سے لیکر ابتک
ہر ایک عثمانی سلطان فتح قسطنطنیہ کے لیے قدم آگے بڑھاتا رہا۔ اور قیصر کی طاقت کو محدود کرتا رہا۔ اور بایزید
یلدرم اور مراد خان ثانی محاصرہ بھی کر چکا تھا۔ گویا قسطنطنیہ کی فتح سلاطین عثمانیہ کے پیش نہاد ہمت تھی
اور انکی تمام توجہ اور کوشش اس فتح کی طرف مبذول تھی۔ دیگر سلاطین اور خلفا سے زیادہ سرگرمی
کے ساتھ یہہ کام سلاطین عثمانیہ سے اس وجہ سے سر انجام ہوا۔ کہ خلفائے دمشق کے وقت قیصر روم کافی
طاقت رکھتا تھا۔ اور ایشیا روم کی شمالی اور مغربی حصہ پر برابر قابض رہا۔ خلفائے بغداد نے اپنا دار الخلافہ
قسطنطنیہ سے دور بغداد مین منتقل کر لیا۔ قیصر روم کے زور گھٹانے کے لیے صرف موسم گرما کی یورشین
کافی تھین جنسے ایشیا مین عیسائی زور تو ٹوٹ گیا۔ لیکن عیسائیون کی کثیر آبادی اور خود قیصری اثر کے تسلط نہ اٹھا
اسلام کا یہہ با اقبال زمانہ بھی جلدی ہی ختم ہو گیا۔ خلافت بغداد کے ضعف آنے پر دو سو سال تک
عیسائی اور اسلامی فوجین برابر تول کی لڑائی لڑتی رہین۔ اور مسلمان اور عیسائی رعایا کو برباد کرتی رہین
آخر قسطنطنیہ کی فوجون نے بہت سا اسلامی علاقہ فتح کر لیا۔ اور مسلمانون کو قتل و غارت سے برباد کر دیا یہانتک
کہ سلجوقی بہادرون نے حفاظت اسلام کا بخوبی حق ادا کر کے قیصری فوجون کو مار کر ایشیا کوچک سے نکالدیا۔ قیصر
قسطنطنیہ نے یورپ کی عیسائی طاقتون کی متحدہ کثیر التعداد فوج لیکر خود حملہ کیا اور پر جوش مجاہد الپ ارسلان
کے ہاتھ سے شکست کھا کر قید ہوا۔ مگر سلجوقی شجاعت کا زمانہ بھی جلد ختم ہو گیا۔ اور ملک شاہ کے مرنے پر
سلجوقی سلطنت کا شیرازہ کھل گیا۔ اور ایشیا کوچک مین ایک علیحدہ سلجوقی سلطنت قائم ہو گئی مگر قسطنطنیہ کی
فتح کے لیے اس مین کبھی طاقت پیدا نہ ہوئی سلطان [illegible] نے ارطغرل اور اُسکی قوم کو رومی سرحد پر
جاگیرین دین تو ارطغرل اور اسکے بہادر بیٹے [illegible] کے لیے سوا اسکے اور کوئی ترقی کا رستہ نہ تھا۔
کہ وہ قیصری علاقہ مین قدم بڑھاتے کیونکہ تین طرف اسکے محسن خاندان سلجوقیون کا علاقہ تھا۔ اور انہو
نے اکا تجربہ تھا کہ قسطنطنیہ کی یونانی فوجین کبھی سچے مجاہدین کے آگے نہین ٹھہر سکین عثمانیہ سلاطین کے
لیے عیسائی ممالک سے بہتر اور کوئی جولانگاہ نہ تھا۔ جہان کہ وہ مسلمانون کو مذہبی حرارت سے لڑا سکتے تھے
اور غازیانہ جوش سے کام لے سکتے انکا یہ قیاس بہت ٹھیک نکلا ہر ایک سلطان نے قدم آگے بڑھایا اور
کسی ہی نے دار السلطنت اور مانوپل واقعہ یورپ بدل کر اپنی مستقل نشست یورپ کا اعلان کر دیا۔
قسطنطنیہ کو نیم جان بنا دیا۔ اور میدان کسووہ اور نکوپولس پر یورپ کی متفقہ افواج کو شکست دیکر قسطنطنیہ

مراد جو صوفیانہ خیال کے سبب سے پہلے ہی کچھ زیادہ دنیاوی امور کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اب اپنے بڑے بیٹے علاؤ الدین کی بے وقت موت سے دل برداشتہ ہو کر تخت و تاج نابالغ بیٹے محمد کو دیکر حلقۂ درویشوں میں جا شامل ہوا تھا مگر نصاریٰ کی عہد شکنی کی خبر سنکر پھر اُسکو سلطنت کے بچانے کے لیے صومعۂ درویشی سے نکلنا پڑا اور فوج کی کمان لے کر وارنہ واقعہ ساحل بحیرہ اسود تک جا پہونچا سلطان مراد خان نے جو صوفیانہ خیال کے سبب لڑائی سے گریز کرتا تھا عہدنامہ نیزون سے باندھ کر عیسائیوں سے دکھلایا۔ لیکن مسلمانوں کی مقابلہ میں جبکہ عیسائیوں کو اپنی فتح کا یقین تھا عہدنامہ کی کون پرواہ کرتا تھا لڑائی زور شور سے ہونے لگی عین شدت جنگ میں بہادر لیڈی لاس شاہ ہنگری گھوڑا دوڑاتا ہوا سلطان مراد خان کے خیمہ کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اور سلطان کو مقابلہ کے لیے بلایا سلطان نے گھوڑے کو تیر سے مار کر شاہ ہنگری کو زمین پر گرایا جسکا سر بہادر ینگچریوں نے کاٹ کر عیسائیوں کو دکھلایا اور یہی شکست کا باعث ہوا۔ بڑے بڑے بہادر سردار میدان میں کٹ گئے اور فوج کثیر تہ تیغ ہوئی سلطان جسکے دل پر دنیا کی بے ثباتی کا گہرا اثر ہو چکا تھا اس عظیم الشان فتح کے بعد پھر درویشانہ زندگی کی طرف مائل ہوا تو ینگچریوں کے فساد اور پھر والی البانیا کے فرزند جارج کسترائٹ الموسوم بہ اسکندر تربیت یافتہ سلطان کی بغاوت نے صوفی مشرب مراد خان کو ثابت کر دیا ؎

طریقت بجز خدمت خلق نیست — بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست
تو بر تخت سلطانی خویش باش — باخلاق پاکیزہ درویش باش

بادشاہوں کے لیے حفاظت خلائق سے بہتر کوئی عبادت نہیں اور خدمت خلق سے زیادہ کوئی ریاضت نہیں ہے۔ ینگچریوں کا فساد تو فوراً رفع ہو گیا۔ مگر سکندر بیگ مرتد ہو کر ایک جعلی پروانہ سلطانی کے ذریعہ البانیا پر مسلط ہو گیا۔ سلطان جو پہلے چندبار مدد گذر کر چکا تھا۔ اب کی دفعہ اُس کی سرکوبی پر مستعد ہو گیا۔ مگر سلطان کو جان ہنیادیس گورنر ہنگری کے مقابلہ کو جانا پڑا جو سرویا کو تاراج کرتا ہوا مقدونیہ کو آرہا تھا۔ مشہور تاریخی مقام کسووا پر تین روز کی متواتر خونریز لڑائی کے بعد ہزاروں عیسائیوں کو شکست دیکر واپس ہوا۔ اور ادریانوپل پہونچکر ۸۵۶ھ ہجری ۴۹ سال کی عمر میں بعارضہ سکتہ فوت ہوا۔ اور اپنے بیٹے کو فتح قسطنطنیہ کی وصیت کر گیا۔

سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ

سلطان محمد ثانی ۱۹ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ اور جلوس فرماتے ہی ابن قرمانی کی بغاوت

ہوئی تہا۔ یہہ عظیم الشان شہر ترکون نے محض اپنی شجاعت بہادری سرفروشی سے فتح کیا تہا۔

قسطنطنیہ

قسطنطنیہ قدیم شہر بائی زنیم کے موقعہ پر آباد ہے جسپر باری باری ایرانی اور یونانی قابض رہ چکے تہے۔ اخیر مین قسطنطین اول نے فتح کیا اور اُس کے قریب ہی نیا شہر آباد کیا۔ جسکا نام قسطنطنیہ مشہور ہو گیا قسطنطین وہی عیسائی ہوا تہا جسکے نو مریدانہ اعتقاد کی کوئی انتہا نہ تہی سلطنت روما جب مشرقی اور مغربی دو حصون مین تقسیم ہوئی تو شرقی حصہ کا دار السلطنۃ قسطنطنیہ مقرر ہوا اور ایسا اس قیصر کی عہد سے لیکر ترکون کی فتح تک یہان مستقل سلطنت رہی جسمین بڑے بڑے مشہور اور زبردست شاہنشاہ ہو گذرے ہین اور یورپ ایشیا افریقہ کا بہت سا حصہ اُنکے ماتحت رہا ہے مسلمانون نے پہلے پہل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد مین قسطنطنیہ پر حملہ کیا جسمین بڑے بڑے جلیل القدر صحابی مثل ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے شامل تہے بعد ازان کئی ایک ناکام حملے اور محاصرے مسلمان کرتے رہے۔

قسطنطنیہ تین طرف سمندر سے اور ایک طرف خشکی کی طرف سے محیط ہے خشکی طرف کئی ایک فصیلین اور خندقین کہدی ہوئی تہین جنمین پانی لہرین لیتا تہا سمور چون اور برجون پر توپین چڑہی ہوئی تہین اسوجہ سے قسطنطنیہ کی فتح مشکل نظر آتی تہی سلطان محمد نے قیصر کی اجازت سے باسفرس کے یورپین کنارے پر قلعہ تعمیر کیا اس قلعہ کی بابت مختلف روائتین ہین کہتے ہین کہ سلطان نے قیصر سے بیل کے چمڑے کے برابر زمین لی اور بیل کے چمڑے کی باریک باریک دہجیان نکالکر جوڑ لیا۔ اور اسیطرح ایک طویل رسی کی طرح بنا کر بہت سی زمین اس مین داخل کر لی مگر یہہ ایک افسانہ معلوم ہوتا ہے قیصر اور اسکا تمام دربار ایسا نادان کم فہم نہ تہا جو اتنا نہ سمجھ سکا ہو کہ بیل کے سالم چمڑے مین صرف اسقدر زمین آسکتی ہے جسمین ایک چارپائی بچھ سکے اور اسقدر قلیل المقدار زمین کے لیے سلطان محمد کو جو بہت سا قیصری علاقہ دبا چکا تہا اجازت کی ضرورت ہو پس ہمارے نزدیک یہہ روایت قابل وقعت نہین ہے بہرحال سلطان نے قیصر سے صریح لفظون مین تعمیر قلعہ کی اجازت چاہی اور قیصر نے طوعاً وکرہاً دیدی یا سلطان نے بلا اطلاع قیصر خود بخود قلعہ تعمیر کرنا شروع کر دیا جس سے قیصر کے ساتہہ جہگڑے کا پیدا ہوا۔ اور ممکن ہے کہ سلطان محمد نے حملہ قسطنطنیہ کے لیے بہانہ نکالا ہو کیونکہ وہ جانتا تہا کہ اس قلعہ کے تعمیر سے قیصر خاموش نہین رہے گا۔ اور ایسی حرکات کا مرتکب ہوگا۔ اور وہ دشمنی ابتدا کرے گا۔ چنانچہ قیصر نے سلطان کو تعمیر قلعہ سے روکنا چاہا۔ اور تہدید آمیز خطوط لکہنے شروع کیے سلطان ہر ایک خط کا جواب نہایت متانت اور لیاقت سے دیتا رہا یہان تک

اعظم کی وراثت کا حق پیدا کر لیا اور قیصر کو قسطنطنیہ کی محدود اور مختصر زمین کے اندر سے پا بجولان کر کے خسراج
گذار بنا لیا۔ مگر قسطنطنیہ کی فتح اور قیصر کا نام مٹنے سے بغیر روم کی شاہنشاہی کا خطاب موزون نہ ہوسکتا تھا۔
یہی کھٹکا دور ہوسکتا تھا۔ اس لیے یلدرم نے محاصرہ کر لیا تیموری حادثہ نے قسطنطنیہ کو اس دفعہ بچا لیا۔
یلدرم کے بیٹے نے صرف اتنا کیا کہ یورپ مین ترکون کی ہوا نہ بگڑنے دی۔ اور پوتے کے ساتھ دل کھولکر
عیسائیون نے کامیاب لڑائیان کین جنکا خاتمہ اسی میدان کسووا مین ہزیمت عیسائی بارکر کیا گیا۔ اور قسطنطنیہ
کو بے یار و مددگار بنا کر محصور کیا گیا۔ مگر اس دفعہ بھی ترکون کا خانگی فساد قسطنطنیہ کی عمر بڑھا گیا۔ اس دفعہ کا محاصرہ
کرنے والا مراد خان ثانی فوت ہو گیا۔ اور اپنے بیٹے محمد ثانی کو فتح قسطنطنیہ کی وصیت کر گیا جس نے اس
وصیت کو پورا کیا اس موقعہ شناس وعقلمند سلطان نے سمجھ لیا تھا۔ کہ کسووا کی شکست اور
شاہ ہنگری کی قتل نے عیسائیون کو چند سال تک گلے پڑنے کے قابل نہین چھوڑا۔ اور قسطنطنیہ کے عوض
وہ اپنے گھرون کو ترکون سے بچانا مقدم خیال کرتے ہین۔ صلح کے جدید عہدنامے لکھے گئے جنکو مدبر سلطان
نے اپنے منظور کر کے قسطنطنیہ کے مطمئن حملہ کے لیے رستہ صاف کر لیا۔ پھر اس سے بہتر موقعہ سلطان محمد
ثانی کے لیے اور کون ہوسکتا تھا۔ ترک جوش قومی پابندی مذہب جانبازی کے اوصاف رکھتے تھے اور
اپنے پاک نبی کی بشارتون پر دل سے یقین کرتے تھے۔ ترکون کا سلطان نوجوان اولوالعزم تدبیر و شجاعت
مین بے نظیر تھا۔ اور قسطنطنیہ کا قیصر اس وقت قسطنطین تھا۔ جسنے قسطنطنیہ کے بچانے کے لیے ہر ایک
قسم کی کوشش کی اور اپنے عقیدے کو بھی قسطنطنیہ پر قربان کر دیا اور یونانی اور لاطینی کلیسا کو ایک کر دینے
کے لیے منشا ظاہر کیا اور پوپ روم نے اور جینوا والون نے مدد بھی کی اور پوپ نے عیسائی طاقتون کو تحریک
بھی ہر طرح سے دی مگر باوجود ان تمام مذہبی تحریکون کے عیسائی طاقتون کا قسطنطنیہ کی مدد کے لیے نہ آنا پر جوش
ترکون کی تلوار کے خوف سے تھا وہ چند بار بہادر سردار اور چیدہ فوجین ترکون کی شمشیر کی نذر کر چکے
تھے وہ قسطنطنیہ کی مدد اپنی بربادی سے نہین کر سکتے تھے۔

پس قسطنطنیہ کو اپنی مضبوط فصیلوان اور قدرتی رکاوٹون اور ناصل ہی طاقت پر بھروسہ کرنا پڑا یہ قیاس بھی
واقعات کے برخلاف ہے کہ قسطنطنیہ مین لڑنے والا کوئی نہ تھا۔ قسطنطنیہ کی فوج اور رعایا نے مقابلہ نہایت
جوش سے کیا۔ ترک جسقدر فصیل گرا تے محصورین بنا لیتے۔ محاصرین کی ہر ایک کوشش کو عرصہ تک
ناکامی مین ملاتے رہے قسطنطنیہ مین آبادی کی تعداد لاکھون تک تھی بس جبکہ قسطنطنیہ کی فتح سے یونانی کلیسا
کا خاتمہ نظر آرہا تھا۔ اور لڑائی بھی مسلمانون سے تھی جنکو وہ کافر سمجھتے تھے اور قسطنطین شاہ قسطنطنیہ
دم تک بہادرون کیطرح حفاظت کرتا رہا تو پھر کسطرح باور ہوسکتا ہے کہ قسطنطنیہ مین لڑنے والا

جبکی لگاتار آتشبازی نے شہر والون کو زندہ درگور کر دیا مگر ابہی قلعہ والون کے اوسان قائم تہے اور سمندر کی طرف سے انکو کسی حملہ کا اندیشہ نہ تہا عقلمند سلطان نے جب دیکہا کہ خشکی کے حملات سے کچہ فائدہ نہین ہوا۔ تو چار سو سلطانی جہازون کو ایک نوکہی تدبیر سے بندرگاہ قسطنطنیہ مین داخل کر لیا جس سے محصورین کے اوسان خطا ہوئے مگر قیصر قسطنطین نے اس مایوس حالت مین بہی نامردانہ زندگی پسند نہ کی اور جسطرح کہ سپین کے نامرد سلمانون نے طلیطلہ۔ قرطبہ۔ غرناطہ جیسے شہر جو مضبوطی مین قسطنطنیہ سے کم نہ تہے اپنے ہاتہہ سے عیسائیون کے حوالہ کر کے داغ بدنامی لیا تہا اسطرح قسطنطین نے جیتے دم ترکون کو قسطنطنیہ مین داخل ہونے دیا اخیر وقت جبکہ ترکون کے چارون طرف کے حملات کا جواب دینے کی قسطنطنیہ کو طاقت نہ رہی اور قیصر اور اسکے بہادر رفقا کو قسطنطنیہ کی قسمت کا فیصلہ ہوتا نظر آیا تو سچے محبان وطن کیطرح گرجا سنیٹ ایا صوفیہ مین جاکر اخیری دُعا اور نماز ادا کی اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوکر دوامی نوداع کرتے ہوئے اپنے مورچون پہ چلے گئے۔

فتح کا نظارہ

مسلمان دیندار او متشرع سلاطین ہمیشہ مشائخین متصوفین اور علماء مقدسین کو جہادی لڑائیون مین ساتھ رکہتے ہوئے اور ان حضرات کے یمن انفاس اور برکات اور تاثیر کلمات سے بڑے بڑے معرکے جیتتے رہے ہین سلطان محمد کے بزرگ ہمیشہ اس مقدس گروہ کے عقیدتمند رہے سلطان کا باپ تو دو دفعہ سلطنت کو لات مار کر بقول ؎

مگو جائے از سلطنت بیش نیست ۔۔۔ کہ ایمن تراز ملک درویش نیست

گوشہ درویشی کو ترجیح دے چکا تہا سلطان محمد ثانی کو یہ ارادت بزرگون سے وراثتاً ملی تہی اور ذاتی علمی لیاقت سے وہ زیادہ تر گروہ مذکور کے وجود باجود کی قومی ضروریات سے واقف تہا اس عظیم الشان مہم مین دیگر حضرات متصوفین کے علاوہ حضرت عارف باللہ آقا شمس الدین اور آقا بیق کو بہی اپنے وزیر احمد پاشا کو ہمیجکر شمولیت جہاد کے لیے بلا لیا تہا۔ ولی اللہ آقائے شمس الدین نے وزیر کو بحالت استغراق بنوشتہو فرمایا تہا کہ اسی سال فلان روز فلان جگہہ سے فلان وقت غازیان اسلام شہر مین داخل ہونگے اور تم بہی سلطان کے پاس موجود ہوگے وزیر نے یہ کشفی حالات سلطان سے عرض کر دیے تہے سلطان اور اسکی فوج حملات کرتی کرتی تنگ آگئی۔ آخر جب روز مقررہ کا وقت قریب آپہنچا اور فتح کی کوئی صورت نظر نہ آئی وزیر گہبرایا اور آقائے شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ڈیرہ کی طرف سرپٹ دوڑ گیا اس خدا رسیدہ

کہ میعاد صلح گذر گئی اب سلطان علانیہ فوج کشی مین ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ کئی بہاری بہاری قلعہ شکن توپین ڈھلوائی گئین۔ بندوقین منگوائی گئین۔ گولہ بارود توپین میگزین۔ رسد وغیرہ بکثرت فراہم کیا گیا۔ جس قلعے کا اوپر ذکر کیا ہے اُس کے مقابل ایشیا ساحل پر پہلے ہی قلعہ موجود تہا دونون قلعون پر توپین چڑہا دین جنکی زد سے کوئی جہاز نہ نکل سکتا تہا۔ اسیطرح سے مدبر سلطان نے قسطنطنیہ کو یورپین جہازات کی امداد سے مایوس کردیا۔ ہم اوپر لکہہ آئے ہین کہ ترکون کے خوف نے عیسائیون کو قسطنطنیہ کی مدد سے روکا ہو مگر یہہ بہی خیال ہوسکتا ہے کہ قسطنطنیہ کی مضبوطی اور سامان کثیر اور آبادی وسیع پر یورپ کو بہروسہ ہوگا یہہ قسطنطنیہ مدت تک اپنا بچاؤ کرسکے گا۔ اور جبکہ آٹھ سو سال سے مسلمان بیسیون دفعہ ناکامی کے ساتہہ واپس آچکے تہے تو یورپ کا یہہ بہروسہ بے دلیل نہ تہا۔ ترکون کا نقصان صریح نظر آتا تہا اور اس نقصان سے یورپ کا ہر طرح سے فائدہ تہا یہی یورپ کی خاموشی کے یہہ وجوہات تہے مگر سب سے زیادہ قوی وجہ سلطان محمد کی شیرانہ صولت اور ترکون کی غازیانہ شجاعت تہی پوپ روم نے چلا چلا کر دہائی مچائی اور اطالین کلیسا کی ترقی جتائی اور خود قیصر بہی بہادر جان ہنیادس گورنر ہنگری کی انتظار مین آنکہین پہاڑ پہاڑ دیکہتا رہا مگر پوپ روم کے شیدائی رومن کہتہولک عیسائی میدان مین نہ نکل سکے۔

سلطان محمد ثانی جب تیاری مکمل کرچکا تو مشائخ۔ اور علماء و صوفیاء کو جنکا مقناطیسی اثر مسلمانون پر پڑ سکتا تہا ساتہہ لے کر دو لاکہہ ساٹھ ہزار فوج کی جمعیت سے قسطنطنیہ کو روانہ ہوا۔ اور شہر سے پانچ میل کے فاصلے پر پہنچ کر صفون کو ترتیب دیا ماہ جمادی الاول ۸۵۷ھ ہجری مین محاصرہ کرلیا۔ بہادر سردارون پر مورچے تقسیم کردیے و مناسب موقعون پر گرانڈیل توپون کو نصب کردیا۔ ابتدا مین شہر والے مدت سے جنگی مشق نہ رکہنے کے سبب یا قسطنطنیہ کے استحکام یا قیصر کی کسی مذہبی غلطی کے سبب یا ذاتی عیاشی کی وجہ سے سست رہے لیکن آخر رعایا نے کمال جوش غیرت سے کام لیا ترکون کی توپین جسقدر حصہ فصیل گراتی تہین اُسکو محصورین جہٹ مرمت کرلیتے اور ترکون کو مار کر ہٹا دیتے ترکون نے جو خندق کو بہر کر قابل عبور بنا لیا تہا محصورین نے ترکون کو بزور شمشیر ہٹا کر خالی کرا لیا۔ صرف اندر ہی سے مقابلہ نہ کیا۔ بلکہ شہر سے باہر نکلکر بہی بہادرانہ شبخون کیا گیا۔ اور ترکون کو نقصان پہنچایا گیا۔ اور کئی دفعہ ترکون کے مورچے اور دمدمے برباد کیے گئے۔

مگر ترک جنمین اقبال مند قومون والا جوش ہمت استقلال موجود تہا ایسے نقصانون کی کچہہ پرواہ نکرتے تہے ایک دفعہ بہادر ترک عمیق خندق کو لکڑیون پیپون وغیرہ سے بہر کر خندق کو عبور کر گئے اور فصیل تک پہنچ گئے۔ مگر فصیل کی بلندی اور محصورین کی مدافعت سے ناکام واپس ہوئے گو قسطنطنیہ والون کے پاس بہی کافی توپین تہین لیکن قدردان فنون سلطان محمد خان کے توپخانہ کا کہان مقابلہ ہوسکتا تہا۔

پر غضب تہا استعدر آتشباری کی اور سلطانی جہازات نے بہی گولون کی بہاڑ کی قیصری جہاز غرق ہوگئے قیصر نے قبل از فتح درخواست صلح کی تہی اور سلطان نے قسطنطنیہ کے عوض اور علاقہ دینے کی تجویز پیش کی جسکو بد قسمت قیصر نے نامنظور کردیا قیصر کی لاش عام مقتولون کے ڈہیر مین پائی گئی تین دن تک شہر لٹتا رہا۔ اور تیسرے دن امان دی گئی عیسایون کے معابد انہین کے پاس رہنے دیے ہان گرجا ایا صوفیہ جسکو مظفر و منصور سلطان شہر مین داخل ہوتے ہی مسجد بنا چکا تہا بدستور آج تک عالیشان مسجد شمار ہوتا ہے یونانی بطریق کو بدستور با اختیار رہنے دیا گیا۔ عیسایون کو امداد دے کر اور بالجبر ارسلمان خاندانون کو ایشیاء سے بلا کر قسطنطنیہ مین آباد کیا اور رعایا کو کئی ایک مراعات دی گئین۔

یہ عظیم الشان فتح ۲۹ جمادی الاخرہ ۸۵۷ھ کو ہوئی تہی۔

قبر ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد مین جو لشکر فتح قسطنطنیہ پر مامور ہوا اور حدیث شریف اول جیش من امتی یغیرون مدینہ قیصر مغفور لهم کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے بڑے بڑے اصحاب بشمول ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم جیسے شامل فوج تہے قسطنطنیہ مین حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالی عنہ شہید ہوئے اور کفار کی شرارت بے ادبی کے خیال سے انکی قبر کو زمین کے برابر ہموار کیا گیا سلطان محمد نے حضرت آقائے شمس الدین عارف باللہ سے قبر مذکور کا نشان معلوم کرنے کے لیے عرض کی اُس عاشق باللہ نے نور عرفان سے مراقبہ کر کے فرمایا کہ فلان جگہہ سے نور کے شعلے نکل رہے ہین زمین کہودنے سے کتبہ نکلا جسپر لکہا تہا۔ کہ هذا قبر ابو ایوب انصاری سلطان یہ کرامت دیکہہ کر اس ولی اللہ کی جلال روحانی سے ایسی ازخود رفتگی کی حالت طاری ہوئی کہ زمین پر گرنے لگا مگر پکڑ کر سنبہالا دیا گیا۔ یہہ وہی سلطان ہے کہ جسکا مضبوط اور قوی دل کبہی سخت سے سخت خونریز معرکون مین بہی نہین ہلا تہا۔ مگر اس پر زور صداقت کے سامنے دل کو قابو مین نہ رکہہ سکا۔ اُسکو سلطان محمد کی پاکیزگی اعتقاد خیال کریں یا اس ولی اللہ کا روحانی تصرف ہر طرح اسلامی تنویر کا ایک صحیح اور سچا فوٹو تہا۔ سلطان محمد فاتح نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی قبر بنوادی اور پہر ایک جامع ایوب کے نام سے بطور یادگار مسجد تعمیر کرادی جہان ہر ایک عثمانیہ نیا سلطان بطور رسم تاج پوشی عثمان خان بانی خاندان عثمانیہ کی شمشیر تبرکا کمر مین حمائل باندہتا ہے۔

لے اندر آنے کی ممانعت کور کہی تہی وزیر نے خیمہ کی طناب اٹہاکر دیکہا کہ حضرت سر برہنہ سجدہ مین پڑے ہین۔ اور فتح قسطنطنیہ کی دعا مانگ رہے ہین تہوڑی دیر بعد تکبیر گویان سر اُٹہاکر خیمہ کے اندر سے ہی کہاکہ الحمد للہ قسطنطنیہ فتح ہو گیا۔ وزیر نے جو مڑکر شہر کی طرف دیکہا تو غازیون کو اللہ اکبر کے نعرے مارتے ہوئے فصیل پر چڑہتے ہوئے دیکہا فوراً گہوڑا دوڑاکر موقع پر پہونچ گیا۔ سلطان نے وزیر کو اپنے پاس کہڑا دیکہکر اور وقت و تاریخ فرمودہ شیخ یادکر کے کہاکہ مجہکو فتح قسطنطنیہ سے اسقدر خوشی نہین جسقدر مجہ کو اس امر کی خوشی ہے کہ میرے عہد مین ایسے جلیل القدر مستجاب الدعوات صاحب کشف و شہود ولی اللہ موجود ہین اور فوراً اس فتح کے شکرانہ مین ایک عاجز مخلوق کی طرح بارگاہ احکم الحاکمین سلطان السلاطین مین سجدہ شکر بجالایا۔ اور یہہ کہکر کہ مجہکو فتح قسطنطنیہ ہی کافی ہے مال غنیمت کو فوج کے لیے ہی مخصوص کردیا ہر ایک سپاہی کو بیشمار زر و جواہر اور اقمشہ نفیسہ ہاتہ لگے حملہ آورون کا مقابلہ عیسائیون نے ہر گلی کوچہ مین بہادرانہ کیا۔ جانون کو قربان کیا۔ لیکن ہتہیارون کو ہاتہ سے نہ رکہا اس لیے چالیس ہزار قتل اور ساٹہ ہزار قید ہوئے سلطان بوقت ظہر شہر مین داخل ہوا اور گرجا ایاصوفیا مین ہوکر اذان کا حکم دیا اور بارہ سو سال کی تثلیث کی جگہہ توحید کو رواج دیا۔ نماز ظہر وہین ادا کی اور مسلمانون کی صدیون کی آرزو کو پورا کیا۔ اور جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشگوئی "لتفتحن بالبلد المفعول القسطنطنیة ولنعم الامیر امیرها ولنعم الجیش جیشها" کو دی کی سلطان محمد ثانی کے حق پرست ہاتہون نے دنیا مین روز روشن کی طرح صحیح و صادق کر دکہایا۔ اسی فضیلت کے حصول کے لیے بڑے بڑے خلفا و سلاطین زور لگا چکے تہے۔ مگر مشیت ایزدی نے یہ تاج سعادت فرق محمدی کے لیے امانت رکہا تہا سچ ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؎

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عیسائیون مین یہہ پیشنگوئی مشہور تہی کہ قسطنطنیہ کو وہ بادشاہ فتح کرے گا جو جہازون کو خشکی پر چلائے گا ظاہر بین اسباب پرست اسکو ضرور مجذوب کی بڑ خیال کرتے ہونگے کہ جہازون کا خشکی پر چلنا عادت و نیچر کے خلاف ہے مگر سلطان محمد نے اس انوکہی تدبیر سے جسکا ذکر اوپر کیا گیا ہے صحیح ثابت کردیا۔ اور اس سے ہی عیسائی بزرگون کی پیشنگوئی کے مطابق سلطان محمد نہایت قابل عزت ہے اور وہ تجویز یہہ تہی کہ باسفورس سے لیکر بندرگاہ قسطنطنیہ تک صاف چوبی تختے بچہوا دیے اور چربی سے انکو چکنا کراُن چربی دار تختون پر سے جہازون کو فوج وغیرہ دہکیل کر راتون رات نو میل بندرگاہ تک لے گئے اور صبح ہوتے ہی یہہ جہاز بندرگاہ مین اُتارے گئے۔ قیصر نے اپنے جہازون کو روانہ کیا مگر ترکی توپخانہ نے جو ساحل

مقابلہ ہی نہین کرسکے بلکہ آٹھ سو سال تک مشرقی یورپ مین تو قدم نہ ٹکنے دیا اور خود بارہا اسلامی ممالک و امصار کو مغلوب و مقہور کیا۔ اسکا سبب ہی ایک نہی زبردست طاقت تہی جسکا صدر مقام اٹلی تہا بایزید اور سلطان محمد فاتح کی فتح اٹلی سے یہہ غرض تہی کہ عیسائی مذہب کے صدر مقام کو فتح کرکے یورپ کی مرکزی طاقت کو سلب کیا جائے اگر پوپ کا فیصلہ ہوجاتا تو یورپ بے سر ہوجاتا اور شاہان یورپ کو ایک ایک کرکے مار لینا بالکل آسان تہا مگر مشیت ایزدی سے چارہ نہین سچ ہے ؎ تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ۔ سلطان محمد فاتح کو اپنی قوم و ملت سے دست بشمشیر ہونا پڑا۔ جبکہ سلطان محمد اٹلی کی فتح کی تیاریون مین مصروف تہا ایشیا کے مسلمان حکمرانون نے سلطان کے برخلاف منصوبہ باندہنے شروع کئے ایشیا کوچک کے کمزور سلجوقی حکمران عثمانیہ شاہنشاہی کے روز افزون ترقی سے جلتے اور ڈرتے تہے حسن الطویل ترکمان شاہ ایران جو تیموری خاندان کے زوال پر ایران کا بادشاہ بن گیا تہا۔ عیسائی شاہ طرابزون کے ملک کو اولادی حقوق سے اپنا حق تصور کرتا تہا۔ سلطان کے فتح طرابزون سے برہم ہورہا تہا پس سب لوگ سلطان محمد کے برخلاف کوشش کر رہے تہے سلطان یہہ خبرین سنتے ہی فوراً اٹلی کی مہم چہوڑکر ایشیا کو چل پڑا اور سلجوقیون کو قرار واقعی سزا دیکر قرمان وغیرہ کا بہت سا علاقہ فتح کرکے اپنے بیٹے مصطفےٰ کو گورنر بنا دیا۔ اور چونکہ یہہ دیندار سلطان مسلمانون پر تلوار اٹہانی نہین چاہتا تہا۔ اس لیے شاہ ایران کے گلے نہ پڑا اور اپنی جولانگاہ یورپ کو واپس چلا گیا۔ گو پابند شرع سلطان محمد تو شاہ ایران کو ٹال گیا تہا مگر ایرانیون نے اسلامی اخوت کا پاس نہ کیا۔ اور حسن بیگ شاہ ایران اور یوسف بیگ نے لوٹیرے تاتاریون کو عثمانیہ علاقہ پر چہوڑ دیا۔ اور شہر توقات کو جلا کر راکہہ کردیا۔ اور باشندون کو قتل یا قید کر دیا۔ ایرانی اس سے دلیر ہوکر اور آگے بڑہے اور علاقہ قرمان پر جا پڑے جہان شاہزادہ مصطفےٰ بن سلطان محمد نے ایک خونریز لڑائی کے بعد ایرانیون کو شکست دی اور انکے مغرور سردار یوسف بیگ کو قید کرکے قسطنطنیہ بہیجدیا اس کے بعد ۸۷۵ھ ہجری مین ایرانیون نے یوسف بیگ کا انتقام لینے کے لیے فوج کثیر سے بسرکردگی زینل شاہ بن حسن بیگ شاہ ایران حملہ کیا جسکو بہادر مصطفےٰ نے زندہ نجانے دیا۔ اور لشکر کو پائمال کیا۔ اور شاہ ایران کا تحفہ تہا مگر سلطان محمد اس عرصہ کے اندر کوئی زیادہ مفید کام نہ کرسکا۔ اور ان نیکبخت مسلمانون نے اس اولوالعزم سلطان کا قیمتی وقت کہودیا جون ہی سلطان کو ایشیا کی طرف سے اطمینان ہوا یورپ کی طرف متوجہ ہوا ۸۷۵ھ ہجری وینس کا جزیرہ ادغرد اور البانیا فتح کیا۔ یونان والشیار۔ سرویا۔ بوسینا۔ البانیا۔ ربائرس۔ کریمیا۔ قرمانیہ۔ مجمع الجزائر کے بڑے بڑے جزیرون مین سلطان محمد فاتح نے عثمانیہ تسلط بٹہایا ۸۸۵ھ ہجری مین سلطان نے جزیرہ

سلطان محمد کی دیگر فتوحات

قسطنطنیہ کی فتح سے قیصر قسطنطین اول کے وراثت کا استحقاق حاصل ہوگیا اور یورپ کی فتح کا راستہ صاف ہوگیا جس عیسائی صدر مقام کو ناممکن الفتح خیال کیا جاتا تہا۔ بہادر سلطان محمد فاتح کی شمشیر خاراشگاف کشانے ۱۵ ہفتہ کے محاصرہ سے مسخر کر کے رومیون کی بارہ سو سال کی سلطنت کو خاک مین ملا دیا قسطنطنیہ کے نظم و نسق سے فراغت پاتے ہی کشورکشائی پر متوجہ ہوگیا ۸۶۵ھ ہجری مین بوسینا پر حملہ آور ہوا۔ اور بہت سا علاقہ فتح کر لیا۔ اور ۸۶۱ھ ہجری جزیرہ روڈس سے خراج طلب کیا جسکے بچاؤ کے لیے پوپ روم نے شاہان یورپ کو ترکون کے مقابلہ پر برانگیختہ کیا اور فوج کثیر سرویا کے نواح مین عثمانی علاقہ پر یورش کرنے کے لیے جمع ہونے لگی۔ سلطان مین یہہ کہان تاب تہی کہ دشمن کو اپنے ملک پر حملہ کرنے کا موقعہ دے فوراً سرویا کو روانہ ہوگیا اور ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ بلگریا دار الخلافہ سرویہ کو گھیر لیا۔ عیسائیون نے مذہبی جنگ کا خوب حق ادا کیا چالیس یوم تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ عیسائیون کا بہادر جرنیل جان ہنیاد اس زخمی ہوکر مرا۔ اور آسٹریا کی چالیس ہزار فوج میدان مین کٹ گئی مگر فتح و شکست کا فیصلہ نہوا سلطان نے اُسکی کسر جنوبی علاقہ مین نکال لی اور یونان کا شہر اتہنیز فتح کر لیا ۸۶۳ھ ہجری مین سرویا پر جا پڑا اور سا علاقہ لے لیا ۸۶۶ھ مین ایشیا کے ایک عیسائی سلطنت کو جو خاندان قسطنطین اعظم کی یادگار تہی اور جسکا دار السلطنت بحیرۂ اسود کے جنوبی ساحل پر طرابزون مین تہا فتح کر لیا۔ اسکی وجہ یہہ تھی کہ یہہ عیسائی بادشاہ شاہ ایران کو سلطان محمد کے برخلاف اکساتا تہا اور اسی مطلب کے لیے شاہ ایران کو اپنی بیٹی بہی بیاہ دی تھی سلطان محمد نے مجبوراً اس کانٹے کو نکال دیا ۸۶۷ھ ہجری مین بہادر سلطان نے یورپ مین ترک تازی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ بوسینا ہرزی گوینیا افلاق۔ بعد ازان صقلاب البانیا کو مغلوب کیا۔ اور کئی ایک قلعون پر قابض ہوگیا۔ سرحد پر قلعہ آق حصار تعمیر کیا اور بہاری مضبوط توپون سے مستحکم کر دیا اور بندرگاہ اوٹرانٹو کو فتح کر کے اٹلی پر چڑہائی کے سامان جمع کر رہا تہا اور قریب تہا کہ اپنے پردادا بایزید یلدرم کے قول کو عملی لباس پہنا کر روم کے بڑے گرجا مین ترکی گہوڑون کو دانہ کہلائے مگر اب کی دفعہ بہی مسلمانون کا باہمی نفاق عیسائی مذہب کی کان رومۃ الکبریٰ کو بچا گیا اور مسلمانون کی باہمی بغض و عداوت نے یورپ پر اسلامی جھنڈا لہرانے نہ دیا۔ رومۃ الکبریٰ کی فتح سے یورپ کی کمر ٹوٹ گئی کیونکہ ہر زمانہ مین پوپ روم کی تحریک اور کوشش سے اسلام کے نہایت مقتدر سلاطین و خلفاء کا عیسائی

سلطان بایزید بن سلطان محمد فاتح

افسوس کہ محمد کی آنکھین بند ہوتے ہی اُسکے بیٹون بایزید اور جمشید مین تخت وتاج کے لیے فساد ہو پڑا اور
سلطان محمد نے جن تلوارون کو اٹلی کے لیے تیز کر رکہا تہا۔ وہ خود اسکی پیاری اور جان نثار فوج پر اپنے
بُرش کے جوہر دکہانے لگین پوپ روم جو سلطان محمد فاتح کے مظفرانہ عزم سے ڈر کر روم سے بہاگنے
کی تیاری کر رہا تہا ترکون کی اس خانہ جنگی سے مطمئن ہوگیا۔ عیسائی اُسکو پوپ کی کرامت کہین یا سینٹ کا
معجزہ ہر طرح بچا ... لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشینگوئی کے مطابق خدا تعالی کو دونون
مذہبون کا قیامت تک دوش بدوش قائم رکہنا منظور ہے جو موسی فاتح سپین اور سلطان محمد جیسے
پرزور فاتحون ... لیا ... اسوقت پوپ کو جو ہمیشہ تمام یورپ کو بچاتا رہا۔ اب خود اُسکو کوئی
بچانے والا نہ ... اس بیہوشی کا پاس کرے جسنے سلطان محمد کی وصیت کو جو اُسکی قبر پر کندہ تہی یا
سیر اارادہ رہوڈس کو فتح اور ... اٹلی کو مغلوب کرنے کا تہا" بہلا کر اُسکی اولاد کو آپس مین ہی چہری کٹاری
کر دیا اور کئی ایک لڑائیون کے بعد بایزید مستقل ہوا اس عرصہ مین عیسائی بہت کچہہ سمہل گئے بلکہ مفتوحہ
ممالک کے عیسائی بہی ... تمرد اختیار کرنے لگے۔ بایزید کو جون ہی خانگی جہگڑون سے نجات ملی عیسائی متمردین
کو سزا دینے لگا۔ ۸۸۸ھ مین علاقہ بغدان کے کئی شہر اور ۸۸۹ھ ہجری مین وزیر یعقوب پاشا نے بوسینا کی
والی ورغیل کو قید کر لیا ... لیا یا پر خشکی اور تری دونون طرف سے حملہ کیا گیا اور عثمانی تسلط
قائم کیا گیا۔ البولونیا کا بہت سا حصہ عثمانی علاقہ مین شامل ہوا۔ اور دس ہزار اسیران جنگ لے کر واپس ہوا۔
۸۹۵ھ مین کئی ایک قلعہ فتح کیے گئے بایزید نے اپنی طرف سے جنگی کارروائیون مین کوتاہی نہین
کی مگر ہان وہ سلطان محمد فاتح جیسی لیاقت نرکہتا تہا سلطان محمد کے جانشین کو جس قسم کا مستعد اور اولو العزم
ہونا چاہیے تہا وہ بایزید نہ تہا بلکہ نہ ہوسکا ... اوصاف مین جنکو سلطنت سے کچہہ واسطہ نہین اور وہ سلطان وقت کے
لیے کچہہ ضروری نہین زیادہ میلان رکہتا تہا تصوف کی چاٹ اس خاندان مین غازی عثمان خان سے
وراثتاً اسکو ملی تہی اسکا دادا سلطان مراد خان دو دفعہ تخت سے کنارہ کر چکا اور گوشہ عزلت کو ترجیح
دے چکا تہا۔ بایزید سب سے زیادہ درویش سیرت تہا۔ اسی محبت کا اثر تہا کہ محمد فاتح کا بیٹا
تزکیہ نفسانی کے لیے ... کی طرح ایک چلہ بہی کہینچ چکا تہا۔ پس اس مزاق صوفیانہ کا سلطان
قتل بنی آدم کو کبہی دل سے پسند نہین کر سکتا۔ مگر پہر بہی اپنے زمانہ مین کئی ایک غزوات مین عثمانی
تلوار کے جوہر دکہاتا رہا اٹلی پر حملہ نہ کرنے کی وجہ کچہہ تو یہی درویشانہ مذاق اور کمزور صلحیانہ مزاج

روڈس کے فتح کے لیے ایک لاکھ فوج بذریعہ جہازات روانہ کی یہہ جزیرہ جنگ صلیبی کے وقت سے عیسائیون
کے قبضہ مین تہا اور یہان کے بہادر یوحنا حواری کے نائٹ (شہسوار) کہلاتے تہے جو اسلامی جہاز
سمندر مین دیکہتے لوٹ لیتے اور ترکون کے جہازون پر بہی چند بار ہاتہہ پہیر چکے تہے اس لیے اس کی
فتح نہایت ضروری تہی مگر یہہ جزیرہ ایسا مضبوط تہا کہ ساحل تک جہازون کو پہونچنا مشکل تہا اگرچہ ترکون
نے بہت کچہہ ہمت دکہائی مگر تین ماہ کے محاصرہ کے بعد ناکام واپس ہوئے شاید یہی اولوالعزم سلطان
کوئی اور تدبیر نکالتا۔ لیکن اس عرصہ مین شاہ ایران کے مقابلہ پر خود سلطان کو جانا پڑا جس سے ثابت
ہوتا ہے کہ اب کی دفعہ سلطان ایران کی طرف سے ہمیشہ کے لیے اطمینان حاصل کرنا چاہتا تہا۔
مگر راستہ ہی مین جمعہ کی رات ۵ ربیع الاول ۸۸۶ھ ہجری مین ۵۱ سال کی عمر مین ۳۱½ سال سلطنت
کرکے راہی فردوس برین ہوا۔ سلطان مین وہ تمام صفات موجود تہین جو ایک کشورکشا
شاہنشاہ کے لیے ضروری ہوتی ہین۔ وہ تدبیر وحکمت عملی مین یدطولی رکہتا تہا ہر ایک مشکل کو
تدبیر سے حل کرنے کی کوشش کرتا اور جب تدبیر سے کام نہ نکلتا تو شمشیر پر ہاتہہ رکہتا جسمین وہ اعلی
درجہ کا سپاہی جرنیل تہا۔ ملکی انتظام اور وضع قوانین مین وہ اپنے بزرگون بلکہ شاہان ہمعصر سے سبقت
لے گیا اور اسیوجہ سے وہ سلطان قانونی مشہور ہوا۔ عزم واستقلال مین بے نظیر تہا۔ علوم وفنون
کا نہایت قدردان۔ اور علماء۔ صوفیا۔ کی نہایت عزت کرتا تہا۔ ہم اس کی تعریف مین مورخین اسلام
کے چند فقرات پر کفایت کرتے ہین وہ لکہتے ہین کہ "ہو السلطان الجلیل الفاضل النبیل اعظم
الملوک جہاداً واقواہم اقدماً واجتہاداً واکثرہم توکلاً علی اللہ ہو الذی رتیب
ملک بنی عثمان وقنن لہم قوانین صارت کالطوق فی اجیاد الزمان ولہ مناقب فی فرائد
جلیلۃ وآثار باقیۃ فی صفحات اللیالی والایام ومآثر لا یمحوہا تعاقب السنین والاعوام"
سلطان محمد فاتح تک جسقدر سلاطین عثمانیہ گذرے ہین وہ سب کے سب خالص اسلامی حمیت رکہنے والے
تہے اس کے بعد گو بڑی بڑی فتوحات ہوئین اور دور دراز تک عثمانیہ سلطنت پہیل گئی۔ لیکن اس کے
ساتہہ ہی یورپ کا نفوذ یورپین عورتون تجارتی حقوق کے ذریعہ یا کسی اور طرح سے عثمانیہ سلطنت مین
اثر کر گیا۔ گو بعد مین بڑے بڑے عظیم الشان سلطان مثل سلیمان اعظم وغیرہ سریر
آرا ہوئے یورپین نفوذ کا تپ دق عارض ہو گیا جس نے اس زبردست سلطنت کو سخت ناتوان
کردیا۔

جو صورت لڑکے کو ضائع نہین کیا۔ یہہ سنکر سلطان جو ایک خدا پرست انسان تہا بقول ؎

بجور و سے نگردد خدنگ قضا | سپر نیست مر بندہ را جز رضا

تقدیر الٰہی کے سامنے گردن جہکا کر خاموش ہو رہا۔ اور تن بہ تقدیر دیکر اسکا نام سلطان سلیم رکہا اور شاہزادون کیطرح اس کی پرورش کا حکم دیا سچ ہے واللہ غالبٌ علی امرہ ولٰکنّ اکثر النّاس لا یعلمون واللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شئٍ قدرًا۔

ابیات

گراتیغ قہر اجل در قفاست	برہنہ بہت گوجوشن چند لاست
بہ بد بختی و نیک بختی قلم	بگردید و ماہم چنان در شکم
کند ہرچہ خواہد بر د حکم نیست	کہ جان دادن و کشتن او را یکیست
نہ دانا بسعی از اجل جان ببرد	نہ نادان بناسازخوردن بمرد

سلیم تعلیم و تربیت پاکر صاحب شمشیر و قلم بنگیا اور اپنی فوق العادت شجاعت سے فوج مین ہر لعزیز ہو گیا جب سلطان بایزید لولا ہو گیا اور بیماری نقرس کے سبب چلنے پہرنے سے رہ گیا۔ تو اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ احمد کو ولیعہد مقرر کرنا چاہا۔ سلیم باغی ہو گیا۔ اور اڈرنوپل کی فوجین لے کر باپ سے لڑا اور شکست پاکر قید ہونے کو تہا۔ مگر سلطان بایزید نے تعاقب کنندگان کو روک لیا۔ مگر شاہزادہ احمد ینگچری فوج کے خوف سے جو سلیم کی مددگار تہی سلطان نہو سکا اور ینگچری فوج کے دباؤ کا یہہ پہلا واقعہ ہے۔ سلطان بایزید نے دیکہا کہ احمد تو سلطان ہونے سے رہا سلیم کو بلالیا۔ اور تخت و تاج اُسکو دیکر خود الگ ہو گیا۔ دیمیتوقہ مین باقی ایام زندگی بسر کرنے کے لیے جارہا تہا کہ ایک جگہہ نماز کے لیے اترا وضو کرتے ہی بال جہڑ گئے۔ اور زہر کا اثر شروع ہو گیا اور نماز پڑہنے سے پہلے ہی ۹۱۸ھ مین ۶۲ سال کی عمر اور ۳۱ سال کی حکومت کے بعد سلیم کی بیرحمی سے فوت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

سلطان سلیم اوّل

یہہ سلطان شجاعت علو ہمت عجب سیاست فتوحات عام لیاقت مین خاندان عثمانیہ کے لیے فخر ہے۔ اور اس نے سلطنت عثمانیہ کے لیے بہت کچھ خدمات کین اور سلاطین کو عثمانیہ معزز اور مقدس خطاب خادم و محافظ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کا مستحق اُسی اولوالعزم سلطان نے بنایا جس کے سبب سے

تہی اور کچہہ وہ غیر ہردل عزیز بہی جو جمشید بہائی کے مقابلہ سے پیدا ہوئی اس جمشید کے ہمراہی ہزاروں تباہ ہوئے اُنکے متعلقین اور دوست وغیرہ بایزید کو دل سے نہین چاہتے تہے اور سلطان محمد فاتح جیسا رعب وانتظام نرہا اور اس خانگی فساد سے ترکی طاقت کو بہت کچہ نقصان پہونچا۔ انکا باعث بایزید کو خیال کیا جاے یا مشیت ایزدی کو مان لیا جاے۔ بہرحال کچہہ ہو۔ سلطان محمد فاتح کے منصوبوں سے اُلٹی کو نجات ملگئی۔ اسکا الزام بایزید کے سر تہو نیا موزون نہین مسلمان مورخ اسکی تعریف مین بہت کچہ لکہتے ہین اگرچہ بایزید کوئی بڑی فتح نکرسکا اور سلطان محمد فاتح کا جانشین ہونے کے سبب اپنے عہد کو کچہ شاندار ثابت نکرسکا۔ کیونکہ وہ جبتک سلطان محمد سے آگے بڑہ کر یورپ مین قدم نہ مارتا ہرگز نام پیدا نہ کرسکتا اور یہ ممکن نہ تہا کہ سکندر اعظم کا بیٹا ہی ویسا ہی جہان کشا ہو۔ اور بایزید بہادر باپ کی طرح نبرد آزما ہو۔ مگر ملکی انتظام اور ترقی علوم فنون مین یہ عہد بہت بڑہ گیا۔ سلطان بایزید نے سیکڑون مسجدین خانقاہین مدرسے شفاخانے سرائین تعمیر کین اور پنشن یا تنخواہین معلمون کی مقرر کین مشائخ صوفیا اور علما کی دستگیری سے اشاعت اسلام کو تازہ رونق بخشدی شرفای حجاز اور خادمان حرمین شریفین کے وظائف اور تنخواہین مقرر کین اسی جذب قلوب کا نتیجہ تہا کہ سلطان بایزید کا بیٹا جابر سلیم حرمین شریفین کا خادم اور عرب کا مالک ہوگیا۔ جسکے باعث آج عثمانی سلطان کل اسلامی دنیا کا محبوب اور اسکی ترقی ہر ایک مسلمان کو مطلوب ہے۔

سلطان بایزید کو ایک مشہور منجم نے کہدیا تہا کہ آپ کی سلطنت آپکا بیٹا چہین لیگا۔ جو آیندہ پیدا ہوگا۔ سلطان نے بتقاضاے بشریت حکم دیدیا کہ میرے ہان جو لڑکا پیدا ہو اسکو مار دیا جاے۔ ایک ایک بیگم کے ہان خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ مان رونے لگی۔ دائی کو بہی رحم آگیا۔ اور کپڑے پہنا کر مشہور کردیا کہ بیٹی پیدا ہوئی ہے سلطان کو اطمینان دلادیا جسکا نام سلیمہ سلطان رکہا گیا۔ اور لڑکیون کی طرح پرورش ہونے لگی مگر سلیمہ تمام لڑکیون کو مارتی دباتی ان سے ہر ایک شے چہین لیتی۔ اور مردانہ اطوار ظاہر کرتی ایک دفعہ سلطان عید کے دن حرم سرا مین گیا۔ تمام لڑکیان لائی گئین مٹہایان اور میوجات رکہے گئے لڑکیان حسب عادت مٹہائی میوہ وغیرہ لینے لگین۔ مگر سلیمہ سب کے مارنے اور میوجات چہیننے لگی سلطان حیران ہوا۔ اسی اثنا مین ایک بڑا زنبورہ مٹہائی پر آبیٹہا سب لڑکیان ڈر کر ادہر ادہر خواصون کی گودون مین جا چہپین مگر سلیمہ سلطان بلا خوف وخطر اسی جگہہ مٹہائی کہاتی رہی یہانتک کہ زنبور کو ہاتہ سے پکڑکر مل دیا۔ سلطان یہہ دیکہہ کر زیادہ متعجب ہوا اور دائی کو کہا کہ سچ بتا یہہ لڑکا ہے یا لڑکی دائی نے صاف صاف کہدیا کہ لڑکا ہے مینے صرف خدا اور قیامت کی جوابدہی سے ڈر کر اسے

سے کردیا جسکی ماں عیسائی بادشاہ طرابزون کی لڑکی تہی اس بیوی سے تین لڑکے علی۔ ابراہیم۔ اسماعیل ہوئے جنہیں درویشت کی خون کی آمیزش نے فقر و درویشی کے بجائے شاہانہ جنگی خیالات پیدا کردیے حیدر تو باپ کا انتقام لیتا ہوا شروان والون کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اسی ہوس سلطنت سے حیدر کا جانشین علی اپنے ماموں یعقوب بن حسن شاہ ایران کی فوج سے لڑکر مرا۔ اور ابراہیم و اسماعیل گیلان بہاگ گئے۔ ابراہیم تو اسی نواح مین مرگیا۔ اور اسماعیل جانشین ہوا۔ جو مجموعہ صفات عجیبہ تہا وہ تمام باتین جو عام لوگون کے دلون کو خاص ارادت کی کمند مین پہنسا سکتی ہین اسماعیل مین موجود تہین ہمت و شجاعت مین فرد تہا۔ جنید۔ حیدر۔ اور علی کے متواتر قتل ہونے سے مریدون کا انتقامی جوش بڑہ گیا تہا اور اسماعیل سے عام ہمدردی پیدا ہو گئی تہی شاہ ایران کی مقابلہ کی تو ابہی طاقت نہ تہی علم شروان شاہ کو شکست دیکر دل ٹھنڈا کیا۔ اور اپنی شجاعت کا سکہ بٹہا لیا۔ اور موقعہ پاکر اپنے محسن نانا کی یادگار مٹانے کے درپے ہوا یعقوب بیگ شاہ ایران کے بیٹے الوند بیگ اور ایک اور ترکمانی امیر کو شکست دیکر تبریز کو دار الخلافہ بنا لیا۔ پیرزادہ اور سید تو تہا ہی مریدون کے علاوہ عام شیعون نے اولاد حسین سمجھ کر خوشی سے خیر مقدم کیا۔ اور سنیون نے اس خیال سے کہ ایک مشہور شخصیت مآب خاندان کو سلطنت مل رہی ہے اور حسینی خاندان کے ارادتمند صوفیون کی کئی ایک شاخین ملک مین پہیلی ہوئی تہیں صفویہ خاندان کے عروج کو بری نظر سے نہ دیکہا جسکا عوض اسماعیل نے بہت برا دیا۔ اب چند سال سے فقیر امیر اور گدا شاہ بنگیا۔ چونکہ اسکی چارون طرف زبردست سلطنتین۔ عثمانی مملوک تیموری چنگیزی موجود تہے۔ اور سب کے سب اہل سنت جماعت تہین اس نے اپنے نانا کی جدید سلطنت کو بگڑتے دیکہکر سوچ لیا کہ بغیر مذہبی جوش کے ایسی مقتدر سلطنتون کے درمیان زندگی مشکل ہے اور ان سلاطین سے چونکہ شیعہ لوگ نفرت کرتے تہے اور شیعہ مذہب کا جوش چند بار ملک و سلطنت پر غالب آچکا ہوا تہا اس لیے اس مآل اندیش مدبر نے بہی شیعہ مذہب کی سرپرستی کو ہی اپنی قیام سلطنت کا باعث سمجہا۔ اور سات ترک قبائل کو سرخ ٹوپی پہنا کر قزلباش نام رکہا اور حب علی اور بغض علی کے عقیدہ پر زور دیا اور شیعہ غالی بن گیا اور ۹۰۲ھ ہجری مین کل ایران پر قابض ہوگیا۔

یہ ہے شاہ اسماعیل کی ابتدائی مختصر تاریخ سلطان سلیم اور شاہ اسمٰعیل کے محاربات کے موجبات کو لکہنا شیعہ سنی کے جہگڑے کو تازہ کرنا ہے جو زمانہ حال کے اسلامی اغراض و مقاصد کے خلاف ہے۔ اگر اسمعیل نے ایران مین سنیون کے لاکہون مرد عورت تیغ ظلم سے ہلاک کیے تو سلطان سلیم نے روم کے ستر ہزار شیعون کے ناحق خون کا گناہ اپنے اعمالنامہ مین لکہا لیا۔ اگر شاہ اسماعیل نے شیعہ شاہ قلی کے

آج سلطان **عبد الحمید خان** غازی طال اللہ عمرہ اسلامی دنیا مین خلیفۃ المسلمین و امام المسلمین تسلیم کیے جاتے ہین اور ہر ایک مسلمان جسکے دل مین اسلامی نور موجود ہے سلطان عبد الحمید خان کی تدابیر کی کامیابی کے لیے دست بدعا ہے۔ اگر اس خدمت کو جو خاص آل عثمان کے لیے ہے قطع نظر کیا جائے تو سلطان سلیم اول کا نام مجاہدین اسلام کی فہرست سے خارج کرنا پڑتا ہے۔ اور جو قاعدہ انتخاب ہمنے اختیار کیا ہے اُسکے رو سے جنگی فتوحات کا مفصل ذکر اس کتاب کے اندراج کے قابل نہین۔ سلطان سلیم نے اپنی تلوار کا امتحان صرف مسلمانون کی گردنون پر ہی کیا۔ اور اسلامی ممالک کو ہی فتح یا ملحق کیا۔ اس لیے سلیم نے کوئی ایزادی اسلامی ممالک مین نہین کی بلکہ اور اسلامی خاندانون کو تہ تیغ کرکے انہین کے ممالک کو جہان پہلے ہی اسلام عہد فاروقی سے سالم ہو چکا تہا۔ اور وہ ممالک اسلام کے مرکز تصور ہوتے تہے انہون کو زیر و زبر کیا گو اس مین بقول مورخین سلیم کا قصور نہ ہو مگر چونکہ عثمانیہ خاندان کا ایک زبردست سلطان گذرا ہے اس لیے سلسلہ تاریخ تمام کرنے کے لیے مختصر حال لکھا جاتا ہے سلطان سلیم کا زبردست حریف شاہ اسمٰعیل بانی سلطنت عالیہ صفویہ بن حیدر بن جنید بن ابراہیم بن خواجہ علی بن صدر الدین شیخ صفی الدین اسحاق بن جبرئیل بن شیخ صالح بن شیخ قطب الدین بن شیخ صلاح الدین بن رشید الدین بن محمد الحافظ بن عوض الخاص بن فیروز شاہ زرین کلاہ بن سید محمد الاعرابی بن سید ابو القاسم حمزہ بن امام موسے کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہم تہا۔ شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے صفویہ کہلاتے تہے۔ اس کے بزرگ شہر اردبیل واقعہ ایران مین بطور پیران طریقت درویشانہ متوکلانہ زندگی بسر کرتے تہے خواجہ صدر الدین سے تیمور کو عقیدت تہی فتح انگوریہ کے بعد خواجہ ممدوح کی سفارش سے ترک قیدی رہا کیے گئے۔ جو خواجہ صاحب کے مرید بن گئے اور بسبب جلاوطنی بے خانمانی وہین رہنے لگے ان سپاہی منش مریدون کا اثر خواجہ صاحب کے پوتے جنید پر پڑا جسنے بجائے درویشانہ کے امیرانہ شان ٹہاٹہ اختیار کیا۔ او سلطان جنید بنگیہ جو بظاہر سلطان العارفین مراد لیجاتی تہی مگر در اصل ہوس سلطنت کا مرادف تہا اور اسی خوف سے حاکم آذربائجان نے سلطان جنید کو اردبیل سے نکالدیا۔ اور دیار بکر کے حاکم امیر حسن الطویل ترکمان کے پاس گیا جس نے کمال عزت سے اپنی بہن کی شادی جنید سے کردی جس سے خیالات مین اور بلند پروازی آگئی مگر حاکم شروان کے مقابلہ مین زخمی ہو کر مرگیا اور اسکا بیٹا حیدر جانشین ہوا جسمین باپ اور بیٹے دونون کی طرف سے خیالات امارت موجود تہے حیدر کا ماموں امیر حسن الطویل تیموری شاہزادون کو ایران سے نکال کر خود مختار بادشاہ ہو چکا تہا۔ اس نے اپنی لڑکی کا نکاح سلطان حیدر

کی کوشش کی مگر سلطان سلیم کو شاہ اسمعیل سے کچھ ایسی نفرت تھی کہ درخواست صلح پر مطلق توجہ ہی نہ کی۔ واپسی پر آرمینیا۔ کردستان فتح کیے گئے۔ اور اس طرف اپنی فتوحات کا دائرہ وسیع کر رہا تھا۔ کہ قسطنطنیہ مین ینگچریون کے فساد کی خبر پہونچی اسلیے جرنیل بقلو محمد پاشا کو چھوڑ کر قسطنطنیہ چلا گیا جسنے علاقہ جزیرہ فتح کرلیا اور ایرانیون کو بھی کئی شکستین دین۔

ان دونو بہادر بادشاہون کی لڑائیون مین لاکھون مسلمان ہلاک برباد ہوئے اور سب سے زیادہ افسوس ناک یہہ نتیجہ نکلا کہ بعد مین صدیون تک ایرانیون اور ترکون مین تلوار چلتی رہی اور سطح سے دو پر جوش اسلامی گروہ آپس مین ہی کٹتے رہے اور دشمن فائدہ اُٹھاتے رہے اسی سلطان سلیم کو اگر ایرانی لڑائی پیش آتی تو ایسا جابر سلطان معلوم نہین کہ کیا آفت لاتا پادشاہ اسمعیل بھی اگر اپنے جان نثار ارادتمندون کو کسی مفید مصرف پر لگاتا تو نہ اسقدر مسلمانون پر تباہی آتی اور نہ ایرانی اور عثمانی تناقض اسقدر ضرر رسان پہلو اختیار کرتا یہی وجہ ہے کہ ہم دونون کو جو اپنے عہد مین بہادر شجاع صف شکن فاتح گذرے ہین مجاہدین اسلام مین شمار نہین کرتے۔

سلطان سلیم کی قسمت مین ایک اور قومی جرم لکھا تھا جسکی تردید مین سلطان سلیم کے حمایتی ایسا کوئی عذر نہین پیش کر سکتے جیسا کہ شاہ اسمعیل کے ظالمانہ فعلنے سُنا کر سلطان سلیم کو بری الذمہ کرتے ہین۔

القانسو الغوری سلطان مصر سے پیش آئی۔ وجہ مخالفت چند عثمانی شاہزادون کو مصر مین پناہ دینے یا شاہ اسمٰعیل سے خفیہ سازش کرنے کی بتائی جاتی ہے اس کے سوا اور کوئی وجہ سابقہ عداوت مورخین پیش نہین کرتے دونون سُنت جماعت تھے۔ پس عثمانی شاہزادون کو پناہ دینا کوئی اسلامی یا اخلاقی جرم نہ تھا سلطان سلیم کی تیغ ظلم سے بھاگ کر ان بیکسون نے مصر مین پناہ لی تھی نہ توان بیچارون کو سلیم جیسے قوی بازو سلطان سے مقابلہ کرنے کی طاقت تھی اور نہ کسی اور کو سلیم کے چھیڑنے کی سکت تھی۔ سلاطین مصر بایزید یلدرم کے وقت سے آل عثمان سے ڈر رہے تھے۔ تحائف و ہدایا دیکر اپنا بچاؤ کرتے رہے تھے عثمانی شاہزادون کی پناہ دہی مین محض اخوت اسلامی اور اخلاق انسانی متقاضی ہوئی تھین۔ اگر بے رحم سلیم کے حوالہ کیے جاتے تو یہہ بے مروتی بزدلی۔ نامردی کے خطاب لیتے جو کوئی غیور انسان پسند نہین کرتا۔ سلیم جو اپنے بزرگوار باپ کو زہر دے چکا اور بھائی کا گلا گھونٹ چکا تھا۔ ان بیچارے شاہزادون کو ضرور ہی پھانسی پر لٹکاتا جنکا خون سلطان مصر کے ذمہ ہوتا۔ پس ان بیچارے قابل رحم شاہزادون کی پناہ دہی کو مصر پر فوج کشی کے لیے وجہ جنگ تسلیم کرنا محض خوشامد ہے۔ دوسرا الزام شاہ اسمعیل صفوی سے سازش کرنے کا لگایا جاتا ہے

ہاتھ سے عثمانی علاقہ جلاکر خاک سیاہ کر دیا تو سلطان سلیم نے کون سی رحم دلی سے کام لیا۔ دونون
مسلمانون کے حق مین ہمو رو حجاج تھے۔ ہان اتنا کہنے سے ہم نہین رکتے کہ شاہ اسمٰعیل کو اسکے مرید
اور فوج انسان سے بڑہ کر سمجھتے تھے اور اُسکے سامنے سجدہ کرتے تھے اور اُسکی رضامندی کو نجات اُخروی
کا باعث مانتے تھے۔ اور اُسکو الوہیت و ربوبیت کا مظہر جانتے تھے۔ ادہر سلطان سلیم خدا کی ادنیٰ مخلوق
اور امارت یا خلافت کے درجہ سے زیادہ شمار نہ ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ شاہ اسماعیل کو جو سلیم کے بھتیجون
احمد کے پناہ گزین بیٹون کی مدد کے بہانہ سے اپنے نانا امیر حسن شاہ ایران اور پرنانا عیسائی شاہ طرابزون
کا انتقام لینا چاہتا تھا۔ اور سلیم کے ملک پر چڑہائی کرنے کی تیاری کر رہا تھا اُسکے تمام منصوبون کو سلطان
سلیم کی پیش دستی سے اس قادر مطلق نے جسکے سوا اور کوئی استحقاق الوہیت نہین رکھتا جنگ خالدران
مین جو تبریز کے نواح مین فریقین مین ہوئی خاک مین ملادیا۔ اور اُسکی فوج کی وہ غالیانہ ارادت جسکی نسبت
بیان کیا جاتا تھا کہ شاہ اسمٰعیل نے ایک دفعہ امتحاناً اپنا رومال ایک اونچے پہاڑ سے نیچے
دریا مین گرادیا اور اس رومال کو تبرکاً لینے کے لیے ہزارون خوش اعتقاد پہاڑ سے کود پڑے اور
ایک ہزار جوان اپنے پیرو مرشد پر جانین قربان کر کے دریا مین غرق ہو گئے کسی کام نہ آسکے۔
شاہ اسماعیل کے ایک لاکھ جانباز جنگی بہادرانہ دہاک سے دنیا کانپ رہی تھی۔ ترکون کی شمشیر
سے عہدہ بر آنہ ہوسکے اور خود شاہ اسمٰعیل زخمی ہو کر گرا۔ اور قید ہونے کو تھا۔ اگر جان نثار خادم
سلطان علی بڑہ کر ترکون کو یہ نہ کہدیتا کہ مین شاہ اسمٰعیل ہون۔ اس طرح شاہ اسمٰعیل ہر فرعون
موسیٰ کا صحیح مصداق بنکر عثمانی شیر کے آگے سے بھاگ نکلا۔ سلطان سلیم نے فتح پاکر رحم کو خیرباد کہدیا۔
ہزارون اسیران جنگ قتل کیے گئے قیدیون مین شاہ اسمٰعیل کے چاہتی بیوی بہی تہی جو سلوک اسکے ساتھ
کیا گیا۔ وہ نہایت ہی قابل نفرت تھا شاہ اسمٰعیل کی درخواست اور بیش بہا فدیہ کے باوجود بھی بیگم شاہ کی
حوالہ نہ ہوئی۔ اور ایک ادنیٰ سپاہی کو دی گئی ضرور یہہ ایک ظالمانہ وحشیانہ فعل تھا مگر شاہ اسمٰعیل ایسی
حرکات کا بارہا مرتکب ہوچکا تھا۔ جب کسی سردار امیر بادشاہ پر فتح پاتا تو انکی عورتون کو عام سپاہیون کے
حوالہ کرتا قیدیون کو قتل کرواتا علما صلحا امرا مشائخ ہزارون قتل کرچکا تھا پس سلطان سلیم کے ہاتھ
سے جو کچھ ہوا وہ انتقام واجبی تھا۔ سلطان سلیم ایران کی ملکی فتح اور شاہ اسمٰعیل کی پوری بیخ کنی کرنی
چاہتا تھا مگر خدا معلوم سرزمین روم مین کیا اثر ہے کہ جسطرح رومی فوج نے سکندر کی آرزوٗن کو خاک
مین ملادیا اور وطن کی مقناطیسی محبت سے آگے بڑہنے سے انکار کیا۔ اسطرح اولوالعزم سلطان
سلیم کو جو سکندر کا جانشین تھا رومی فوج نے واپسی پر مجبور کیا۔ شاہ اسماعیل نے ہر چند صلح

عزالدین ایبک ہوا جسکے ساتھ اُس نے شادی بھی کر لی مگر خلیفہ بغداد نے حکم بھیجدیا کہ عورت کے بجائے کسی ایوبی مرد
کو سلطان بنانا چاہیے ملک اشرف موسی بن یوسف بن مسعود بن ملک الکامل بن ملک العادل بن ایوب سلطان
مقرر ہوا۔ جو پانچ سال بعد معزول کیا گیا اور عزالدین ایبک غلام سلطان صالح ایوبی سلطان بنگیا۔ جو
بانی خاندان مملوکان مصر ہوا۔ شجرۃ الدر کے ایماء سے اس لیے قتل ہوا کہ وہ ایک دوسری عورت والی موصل
کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا تھا۔ اور شجرۃ الدر بھی اسی جرم مین عورتون کے ہاتھ سے ماری گئی۔ اور عزالدین
کا دہ سالہ بیٹا سلطان ہوا۔ یہہ خاندان مملوک بحریہ کہلاتا تھا۔ جنہون نے ۱۳۶ سال حکومت کی۔ اور چودہ
سلطان ہوئے تاتاریون کا زور دیکھکر عزالدین کا بیٹا معزول کیا گیا اور ملک مظفر قطز سلطان ہوا۔
اسی بہادر نے خونخوار تاتاریون کو جو تمام اسلامی دنیا کو زیر و زبر کر چکے تھے۔ مرج والبق مین شکست
فاش دیکر اسلام کی آبرو کو بچا لیا۔ اور اُسکا جانشین ملک ظاہر بیبرس تھا جس نے تاتاریون کے
حملات کو روکا۔ اور انطاکیہ۔ بعزرس۔ قیصریہ حصن الاکراد اور قیساریہ۔ یافا۔ مرقبہ وغیرہ کے فتح سے عیسائیون
کا زور ملک شام سے گھٹا دیا۔ اور جسکا ہوتار تیخی مقام عکا تھا اوسے بھی نیم جان بنا دیا۔ یہہ سلطان بہت پرہیزگار پابند
شریعت تھا محمل شریف کے ابتدا اسی کے عہد مین ہوئی جو مسلمانون کی ترغیب حج کے لیے مصر مین
پھرایا جاتا۔ اور حاجیون کی جماعت کثیر کے ساتھ بعزم حرم محترم زاد اللہ شرفا کو روانہ ہوتا۔ اس سلطان
نے خود بھی حج کیا اور صدقات کثیرہ سے مستحقین حرمین شریفین کو مالامال کر دیا اور کعبہ شریف کا اپنے
ہاتھ سے عرق گلاب سے دھویا۔ جو اسکی کمال راسخ الاعتقادی پر دلالت کرتا ہے۔ انہین مملوکون مین
سلطان منصور قلاؤون الصالحی تھا جسنے اسی ہزار تاتاری فوج کو حمص کے نواح مین شکست فاش
دیکر اسلامی جلال کو قائم رکھا تھا۔ اور مرقب جیسے ناممکن الفتح قلعہ کے تسخیر اور صیون اور لاذقیہ اور طرابلس
کے مشہور شہر کو جو ایک سو چراسی سال سے عیسائیون کے قبضہ مین تھا فتح کر کے عیسائی طاقت کو
قریبًا نابود کر دیا۔ اسکی بہادر فوج مملوکون نے طرابلس کے قریبی جزیرہ کو جہان شکست یافتہ عیسائی پناہ
گزین ہوئے تھے بلا کشتی و جہاز سمندر مین گھوڑے ڈالکر اور تیر کر جزیرہ فتح کیا تھا۔ اسی کے عہد مین
مملوکون نے نوبہ واقعہ مشرقی افریقہ کو فتح کیا۔ اسی منصور کا بیٹا صلاح الدین خلیل تھا جسنے عکا کی کامل فتح
سے سلطان صلاح الدین ناصر ایوبی کے روح کو خوش کیا اور اہل فرنگ کی جڑ کو ملک شام سے کاٹ دیا اور
عکہ صور۔ صیدا۔ بیروت۔ انطرسوس۔ اور تمام ساحلی اضلاع کی فتح و تصرف سے فلسطین کی مقدس زمین
کو یورپین اقتدار سے بالکل صاف کر دیا۔ مملوکون کی یہہ اسلامی خدمت تاریخ کے صفحون پر ہمیشہ سنہری
حروف سے لکھی رہے گی۔ مملوک بحریہ کا اخیر سلطان ملک صالح شعبان بن الحسین بن الناصر

لیکن واقعات اسکے خلاف ہین اگر واقعی کوئی سازش ہوتی تو جسوقت سلطان سلیم ایران پر چڑہ رہا تہا اور فوج اسمٰعیل کی لڑائی سے دل چراتی تہی سلطان مصر کوئی عملی کارروائی کرتا۔ اور علانیہ یا خفیہ کسی قسم کی مدد دیتا۔ اگر ایسا ہوتا تو ترکون کو ایرانیون اور مصریون کی مجتمع فوجون کا مقابلہ کرنا مشکل ہوجاتا۔ مگر سلطان مصر کے دیکہتے دیکہتے بہادر اسمٰعیل کی فدائی فوج کا صفایا کیا گیا۔ اور شاہ اسماعیل کی ننگ و ناموس تک برباد ہوگئی مگر سلطان مصر جسکو شاہ اسماعیل کا دوست بلکہ متعصب اور خوشامدی شیعہ لکہنے سے بہی گریز نہیں کرتے کبہی بہی ایرانیون کے کام آیا۔ شام کے علاقہ مین فوج کا جمع کرنا سوا ایک احتیاطی امر تہا ہر ایک مآل اندیش گورنمنٹ سلطنتون کی جنگی تیاریون سے ہوشیار ہو کر بطور تدبیر حفظ ما تقدم سرحدی مقامات پر ایسی تدبیرین عمل مین لایا ہی کرتی ہے اور خاصکر اس صورت مین جبکہ سلطان سلیم جیسا قاہر و جابر کشور کشا ہمسایہ ہو تو ترکی سپہ سالار سنان پاشا کا سلطان سلیم کو لکہنا کہ مین اس خوف کے فرات کے آگے نہین بڑہ سکتا کہ کہین شام کی مصری فوج پیچہے سے حملہ کر کے مجکو سلطانی علاقہ سے جدا نہ کر دے اس سے بہی ہمارے خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ فرات کے آگے عرب تہا جہان پر سلطان مصر کا شاہی تعلق تہا اور پیش قدمی سے ترکون کا صاف منشا سلطان مصر کے علاقہ کو غصب کرنیکا تہا مصری تو حملہ آور نہ ہوئے مگر سلطان سلیم جسکو ہمسایون کے لیے تضائی مجسم تہا خود حملہ آور ہوا۔

مصر کے مملوک

قبل اسکے کہ ہم سلطان سلیم کے واقعات مصر کو حال اجمالاً لکہین۔ مملوکان مصر کا اختصاراً حال لکہا جاتا ہے مملوک بمعنے غلام کے ہین اور جسطرح کہ ہندوستان مین خاندان غلامان گذرا ہے اسیطرح مصر مین غلام مملوک ہوئے ہین سلطان صلاح الدین کے بہائی ملک العادل کے پوتے ملک الصالح نے دیگر دعویداران سلطنت کا زور گہٹانے کے لیے بارہ ہزار غلام خرید کر جنہین زیادہ تر چرکس تہے ایک اپنی فوج قائم کی جسکا نام فوج مملوک رکہا گیا جو ملک صالح کی خدمات وفاداری سے کرتے رہے یورپ کے عیسائی سلطان صلاح الدین ایوبی کے بعد ہی لگاتار مصر اور شام پر حملہ آور ہوتے رہے چنانچہ ایک دفعہ ملک صالح کے عہد مین فرانسیسیون نے مصر کی کنجی دمیاط کو فتح کر لیا۔ اور مصر کو سخت خطرہ لاحق ہوگیا مگر انہین مملوکون نے ترکی جنرل بیبرز کے ماتحت مقام منصورہ پہر عیسائیون کو شکست دیکر فرانسیسی شہنشاہ کو قید کر لیا۔ اور یورپ کے منصوبون کو توڑ دیا ملک صالح کے بعد اسکا بیٹا چند ماہ کی حکمرانی کے بعد مر گیا۔ اور ملک صالح کی دانشمند اور فرزانہ بیگم مسمات شجرۃ الدر نے عنان حکومت ہاتہہ مین لی اور اس کا نائب

کو اسلامی ترقی کا ذریعہ سمجھ چکے تھے اس لیے شام والون نے اس انقلاب کو اسلام اور اپنی ذاتی اغراض کے لیے غیر مفید خیال نہ کیا۔ تمام شہرون نے سلطان سلیم کے لیے دروازے کھول لیے چار ماہ تک سلطان شام مین رہا اور پھر مصر کو بڑہا۔ مملوکون نے اپنا سلطان بہادر طومان بے کو مقرر کر لیا۔ جو غوری کا بھانجا تہا جسنے مقام رضوانیہ پر ترکون کا مقابلہ کیا۔ لڑائی کے عین زور شور مین شیر دل طومان بے معہ اور دو مملوک سردارون کے چند مملوک شاہسوارون کو لے کر ترکی قلب پر اس ارادہ سے حملہ آور ہوا کہ سلطان سلیم کو یا قید کر لائین گے یا مار کر ڈھیر کرین گے یہ بہادر دستہ ترکون کے انتشار مورچون سے نکلکر اور عثمانی صفون کو چیر کر عین قلب مین پہنچ گیا۔ اور سنان پاشا سپہ سالار فوج عثمانی کو جو قلب مین موجود تہا سلطان سلیم جان کر بہادر طومان نے نیزون سے چھید ڈالا اور باقی دو افسرون نے ایک ایک پاشا کو قتل کیا۔ اگر اسجگہہ سلیم ہوتا تو زندہ نہ بچ سکتا۔ طومان بھی یہ بہادرانہ دست برد کر کے برق رفتار گھوڑون کو ایڑ لگا کر صحیح سلامت عثمانیہ مورچون سے نکلکر واپس آ گیا۔ باقی مملوکون نے بھی تہورانہ حملات سے اظہار شجاعت مین کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن عثمانیہ توپخانہ نے ان بہادر شاہسوارون کی ایک پیش چلنے نہ دی اور پچیس ہزار مملوک عثمانی آتش فشانی کی نذر ہو گئے طومان بے چند سوارون کے ساتھ مقام عفویہ کو بھاگ گیا۔

اس شکست کی وجہ خیر الدین بیگ اور غزالی بیگ کو قرار دینا درست نہین ہے اگرچہ انہون نے اپنی قوم اور وطن کے ساتھ غداری کی اور انکی بیوفائی کی وجہ سے ضرور کچھ نہ کچھ مملوک اس لڑائی مین حصہ نہ لے سکے مگر در اصل اگر خیر الدین وغیرہ زور بھی لگاتے تو بھی عثمانی توپون سے عہدہ برآ نہین ہو سکتے تھے۔ رسالہ خواہ کسقدر تہور و شجاعت رکھتا ہو۔ آلات آتش فشان کا ہرگز مقابلہ نہین کر سکتا خصوصاً جبکہ سلطان سلیم جیسا اولوالعزم فاتح سپہ سالار ہو۔ خیر الدین بیگ وغیرہ مملوکون کی قومی بیوفائی اگرچہ نہایت قابل افسوس ہے مگر یقینی شکست کی حالت مین ایک مسلمان سلطان کی طرف رجوع لانا نشان زیرکی ہے اسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ مملوک چھ سو سال تک جزوی طور سے مصر کے حکمران رہے اور انہونین جینے بر دست فاتح کے ساتھ ہی دست شمشیر ہوئے۔ اور ظالم محمد علی پاشا بانی خاندان خدیویہ مصر کی فریبانہ چال سے جب تک تیغ ظلم سے ہلاک نہ ہوئی ملک مصر مین مملوکون کا ڈنکا بجتا رہا۔ بس ہمارے خیال مین ترکون کی فتح کا باعث انکی آئینی فوج اور زبردست آلات آتشین تھے۔ جن سے ترکون کے علاوہ اور مسلمان سلاطین بہت ہی کم مانوس تھے۔

اس فتح کے بعد سلیم کی کچھ فوج قاہرہ پر قابض ہو گئی جسکو بہادر طومان نے بلائے ناگہانی کی طرح

منصور فلاوون تھا ان کے بعد چرکس مملوکون کا دور شروع ہوا جنکا پہلا سلطان برقوق ہم عصر سلطان بایزید برق عثمانی تھا۔ اور اخیر سلطان قانصو غوری تھا جسپر کہ اس بہادر خادم اسلام خاندان کا سلطان سلیم کے خود غرض ہاتھون سے ۳۰۸ سال کی حکومت اور ۲۳ سلاطین کے بعد خاتمہ ہوا۔ اسلام کے سچے بہادرون نے فرنگستان کی اُن آرزون کو خاک مین ملا دیا جو وہ اسلامی ممالک کی تسخیر سے رکہتے تھے۔ ظالم تاتاریون کو بارہا مار مار کر نکالدیا ارمنی عیسائی فرنگیون کے ساتھ ساتھ اسلامی اعصار پر قابض ہوگئے تھے انکو بہی انہین مملوکون نے تہ تیغ کیا۔

پس ایسے حامیان اسلام پر تلوار اُٹھانا سلطان سلیم کی علمیت و دیانت بلکہ اسلامی حالت کی بہی سخت منافی ہے سلطان سلیم جسکی سطوت و جبروت کا مدار صرف اہل اسلام کے قتل پر تہا۔ ارض مقدس حجاز کے تصرف کے لیے رستہ نکالنا چاہتا تہا۔

سلطان سلیم کی مصر پر چڑھائی

سنہ ۹۲۲ ہجری مین سلطان سلیم نے ڈیڑہ لاکہہ فوج کے ساتہہ مصریون پر چڑہائی کی۔ سلطان غوری نے بہی مقابلہ پر آیا اور مرج وابق مین اگست سنہ ۱۵۱۶ء مین خونریز معرکہ ہوا۔ مملوک جنکو اپنی فوج سوارون پر زیادہ بہروسہ تہا سلیم کے توپخانہ نے بہون ڈالا ہزارون اپنے بوڑہے سلطان غوری کے ساتہہ میدان جنگ مین ضائع کیے گئے۔ اس فتح سے شام کے تمام علاقہ پر سلطان سلیم اول کا قبضہ ہوگیا۔ حلب کے خطیب نے خطبہ مین سلطان سلیم کے القاب کے ساتہہ خادم حرمین شریفین زاد اللہ شرفًا کا لقب بڑہا دیا۔ سلطان سلیم اس قبل از وقت خوشامد سے اسقدر مسرور ہوا کہ پچاس ہزار کا قیمتی خلعت عطا کیا۔ اس سے بہی ہمارے دعوی کی تصدیق ہوتی ہے کہ سلطان سلیم کو قبضہ حجاز کا کسقدر خیال تہا اور مملوکون سے لڑائی محض انہین اغراض کے حصول کے لیے کی گئی تہی سلطان سلیم کو اپنے زبردست توپخانہ اور قواعد دان فوج کی ثابت قدمی سے جو بندوقون سے مسلح تہی مصریون کی غیر منتظم فوج پر فتح کا کامل یقین تہا اور جب انہین توپون اور بندوقون کے سبب سے بہادر اسمٰعیل صفوی اور اسکی جانباز فوج قزلباش پر عظیم الشان کامیابی حاصل کرچکا تہا تو سلیم اول جیسا صاحب شمشیر و قلم سلطان مصر کا چرب نوالہ کس طرح چہوڑ سکتا تہا۔ چنانچہ ایک ہی لڑائی سے ہی مصر پر تسلط ہوگیا۔ رعایا چونکہ مسلمان تہی اور یہہ لڑائی محض سلطنت کے لیے تہی اسکو مذہب سے کوئی تعلق نہ تہا۔ اور یورپ کی لڑائیون خصوصًا فتح قسطنطنیہ سے سلاطین عثمانیہ کی عازیانہ شہرت اسلامی دنیا مین پہیل چکی تہی اور شلم وغیرہ کے جوش مسلمان آل عثمان

انہین کا جاری تہا اس سلسلہ مین سلطان سلیم کے داخلہ مصر کے وقت محمد دوازدہم عباسی خلیفہ تہا سلطان نے اس سے علم - جبہ - شمشیر محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام جو نشان خلافت تصور ہوتے تہے لے لیے اور اس خیری نامنہاد خلیفہ عباسی کو اپنے ساتھہ قسطنطنیہ لیتا گیا - اور اس طرح ایک مذہبی مرحلہ خلافت بہی طے کر لیا اور اپنے آپکو عباسیون کا جائز جانشین دکہا کر آل عثمان کو مقدس اور معزز خلیفہ المسلمین کے خطاب کا مستحق بنا لیا اور جسطرح تبریز کے مشہور صناع قسطنطنیہ لے گیا تہا - اسیطرح مصر کی کاریگرون کی جلاوطنی کا باعث ہو کر دار الخلافہ قسطنطنیہ کی ترقی کا سبب ہوا - اور دو سال کے بعد شام مصر عرب فتح کرکے یہہ عالی ہمت عظیم الشان فاتح سلطان واپس قسطنطنیہ ہوا - اور یورپین سلاطین اور رؤسا سے جدید معاہدہ کرکے جنگی جہاز کے بنانے اور بڑہانے مین مصروف ہو گیا - سات بڑے اور ایک سو چہوٹے جنگی جہاز جدید تیار کر لیے اور فوج کثیر ایشیا کوچک مین جمع کرنی شروع کی اور قریب تہا کہ جزیرہ رہوڈس کی فتح سے عثمانی فوج کی اس بدنامی کو مٹا دیتا جو سلیم کے نامور دادا محمد ثانی کے ناکام حملے سے پیدا ہوئی تہی مگر قبل اسکے کہ وہ اپنے ارادہ کو ظہور مین لائے ایک ایسا دنبل نکلا کہ جسمین ایک مرغی رکہتے اور گل جاتی تہی جسکا زہریلا اثر تمام بدن مین پہیل گیا - اور سارے جسم پر دنبل نکل آئے اور کوئی علاج کارگر نہ ہو سکا - اور اسی گاؤن کے قریب کہ جہان اس نے اپنے بزرگوار درویش سیرت باپ کا باغیانہ مقابلہ کیا تہا وہین بقول بعض باپ کی بد دعا کے اثر سے نہایت تکلیف درد و رنج اٹہا کر ۹ شوال ۹۲۶ھ ہجری ۵۴ سال کی عمر اور ۹ سال کی سلطنت کے بعد فوت ہوا -

یہ سلطان بہت بڑا عالم پابند مذہب - مورخ فارسی ترکی کا زبردست شاعر - الوالعزم بہادر جفاکش صاحب تدبیر ورائے - مگر بے رحم تہا اس نے اپنی قلیل مدت سلطنت مین لگاتار فتوحات سے عثمانیہ سلطنت کی وسعت اور عظمت کو بڑہا دیا اور اپنی آئندہ نسل کے لیے اسلامی دنیا کے اندر ایک ایسی مشترک مخلصانہ بنیاد قائم کر گیا کہ جب تک خدمت حرمین شریفین انکے متعلق ہے مسلمان سلاطین عثمانیہ کو جان سے عزیز سمجہتے رہینگے واقعی سلطان سلیم نے خاندان عثمانیہ کے لیے بہت کچہہ قیمتی اور مفید خدمات کین - دو سال کے عرصہ قلیل مین مین سو سال کے ایک بہادر خاندان کے استیصال کے بعد شام مصر عرب مین قرار واقعی انتظام کر لینا سلطان سلیم کی انتظامی اور سیاسی لیاقت کا بدیہی ثبوت ہے - لیکن شام اور مصر - جسنے یورپ کے ٹڈی دل عیسائیون اور خونخوار تاتاری مغلون کو اپنی سرزمین مین قدم نہین لگانے دیا تہا - ترکون کا خیر مقدم کہنا محض اسلیے تہا - کہ سلطان سلیم ایک مسلمان اہل سنت جماعت سلطان تہا اور عام نگاہون مین اسکے افعال پر جوش نظر آتے تہے - اور چونکہ خود مشرقی علوم اور اور زبانون کا زبردست عالم تہا - اس لیے اپنے

پہونچکر تہ تیغ کردیا سلطان سلیم نے اور تازہ زبردست فوج روانہ کی جس نے تین دن رات متواتر خونخوار جنگ کیا اور فریقین کے ہزارہا جوان مارے گئے۔ اور کچھہ فیصلہ نہ ہوا۔ آخر سلطان سلیم نے ایک مملوک سردار کی صلاح سے عام اعلان دیدیا کہ جو مملوک ہتھیار رکھہ دیگا وہ جان سے امان پائیگا۔ چونکہ مملوک اپنی کمزوری اور سلطان سلیم کی زبردست طاقت سے واقف تھے اعلان کے شائع ہوتے ہی آٹھہ سو سرغنہ ہتھیار رکھکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوگئے اور لڑائی بند ہوگئی۔ مگر سلیم نے سب کو دوسرے دن قتل کراکر اپنا نام بے رحم عہد شکن اور قاہرہ کے قتل عام مین پچاس ہزار انسان مارکر سفاک مشہور کرالیا۔ بہادر قرہ بی بھی جان بخشی کا وعدہ لیکر حاضر دربار ہوا۔ جو غدار قوم خیرالدین سے صاف بے لاگ گفتگو کرنے کے جرم مین قتل ہوا۔ طوبان بی پھر نئی فوج بھرتی کرکے مقابل ہوا۔ مگر توپخانہ کے سامنے کچھہ پیش نہ گئی اور ہزارون ہمراہی میدان مین ضایع کراکر ایک عرب سردار کے ہان پناہ گزین ہوا جن احسان فروشون نے مروت کو خیرباد کہکر سلطان سلیم کے حوالہ کردیا۔ اور بہانہ جو سلیم نے محض ایک جھوٹی تہمت لگاکر بہادر مملوکون کے اخیر سلطان کا سر قلم کردیا۔ اور مصر کا گورنر وہی خیرالدین بیگ مقرر ہوا۔ بس سنہ ۹۲۳ھ مین مصر عثمانیہ سلطنت کا ایک صوبہ ہوگیا۔ شام و مصر کے تسلط سے اب ارض مقدس حجاز کا تصرف ضروری تھا مگر یہان سلطان کو جنگی کارروائی کرنے کی کوئی ضرورت پیش نہ آئی۔ شریف مکہ برکات بن محمد کو فرمان بحالی عہدۂ شریف اور قیمتی خلعت بھیجکر ہی مطیع کرلیا۔ جسنے مکہ معظمہ وغیرہ تمام حجاز مین سلطان کا خطبہ و سکہ جاری کردیا وجہ اس خاموشی کی یہہ تھی کہ سلیم کے باپ بایزید مرحوم نے حرمین شریفین کے شرفا علما وغیرہ کو عثمانیہ سلطنت کا وظیفہ خوار بنا لیا ہوا تھا۔ اور سلاطین عثمانیہ نے قدردانی علما و مشائخ مین اسلامی دنیا مین خاص شہرہ حاصل کرلیا تھا علاوہ اس کے خاندان عثمانیہ کا عروج دن بدن بڑھہ رہا تھا اور سلاطین آل عثمان نے اپنے آپ ہر طرح سے محافظ حرمین زادہما اللہ شرفاً کے قابل ثابت کردیا تھا اس لیے اہل حجاز نے اس تبدیلی کو اسلام کے لیے مفید خیال کیا۔ اور واقعی ایسا ہی ثابت ہوا شریف برکات بن محمد نے اپنے بڑے بیٹے شریف ابونمی کو سلطان کے پاس مصر روانہ کیا جسکی کمال عزت و توقیر کی گئی حرمین شریفین کے منتظمین کے لیے بیش بہا وظائف مقرر کیے گئے اور صدقات کثیرہ تقسیم کیے اور تالیف قلوب مین ہر طرح کوشش ہوئی مملوک خاندان سے پہلے مصر کے سلطان شاہان ایوبیہ تھے جو برائے نام خلیفہ بغداد کے ماتحت تھے۔ مگر جبکہ ہلاکو نے المستعصم باللہ اخیر خلیفہ عباسی کو قتل اور بغداد کو تہ تیغ کیا اور کوئی خلیفہ نہ رہا۔ اور مصر مین ایوبیہ خاندان کے زوال پر مملوک فرمان روائے مصر ہوئے تو ملک ظاہر بیبرس نے ایک عباسی شاہزادہ کو جو بغداد سے بھاگکر مصر پہنچا تھا خلیفہ مصر بنا لیا جسکو سلطنت سے تو کوئی تعلق نہ تھا لیکن خطبہ و سکہ برابر

کہلاتا تھا سلیم کے بعد صرف ایک سلیمان ہی وارث تاج و تخت تھا اس لیے سلطان سلیمان کو اپنے بزرگون کی طرح عثمانی شاہزادون کے خون سے ہاتھ رنگنے نہ پڑے۔ اور اپنی مالی و جانی جنگی طاقت کو مخالفین دین کی لڑائیون مین صرف کیا۔

اگرچہ اس وقت عیسائی طاقتین بہت کچھ زور پکڑ گئی تھین اور سلیمان کے باپ اور دادا کی چالیس سالہ حکومت کی عدم فوج کشی کے سبب عیسائی بہت کچھ سنبھل گئے بلکہ چارلس پنجم نے ہسپانیہ۔ ہالنیڈ۔ بلجم۔ ریاستہائی اسٹریا۔ نیلپز۔ سسلی۔ جرمنی کو ایک مجتمع اور متحدہ سلطنت بنا کر شاہنشاہ یورپ کا خطاب حاصل کر لیا تھا۔

اور اس سے پہلے اندلس سے فاتحان عرب کا آخری نشان غرناطہ فتح کر کے اسلامی طاقت کا استیصال کر چکا تھا ہسپانوی اولو العزم جہازران ملک امریکہ کی دریافت کر چکے تھے اور پیرو اور میکسیکو کی سونے چاندی کی کانون پر قابض ہو چکے تھے اور دیگر اقطار عالم کے کئی ایک جزائر اور امصار پر قبضہ کر چکے تھے واقعی یہ وقت اسلام کے لیے نازک تھا اگر آل عثمان کے جوانمرد و مجاہد سلطان سلیمان نے ہمیشہ کے لیے دنیا کو دکہا دیا کہ اگر مسلمانون کا سرپرست بہ تقلید صحابہ کرام محض باعلائے کلمۃ اللہ کو مد نظر رکھ کر انفروا خفافاً و ثقالاً

وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ

پارۂ دہم سورہ توبہ۔

کا اعلان کرے اور اپنی غازیانہ حرکات اور مخلصانہ ترددات سے ہمدردی اسلام کا صحیح نمونہ دکہا دے تو اسکو یورپ کی دولت و ثروت سے کوئی نقصان نہین پہونچ سکتا۔ سلطان سلیمان کے عہد مین امپراطور چارلس پنجم کے علاوہ شاہ فرانسیس اول شاہ فرانس۔ پوپ پیو دہم۔ ہنری ہشتم شاہ انگلستان مجبس ہنڈ والی پولنڈ وغیرہ فرمانروایان یورپ تہے۔ ایشیا مین شاہ اسمٰعیل صفوی ایرانیون مین پرجوش تازہ روح پہونک کر ایک زبردست مستقل سلطنت کی بنیاد ڈال چکا تھا۔ ہندوستان مین جلال الدین جسکو وراثتاً ایک دو صوبے ہی ملے تھے اپنی انتظامی اور جنگی طاقت کے بدولت ایک ایسی سلطنت کا استحکام کر رہا تہا کہ جسکی وسعت کوہ ہندوکش سے لیکر برہما تک پہیلنے والی تہی اور ۲۲ صوبے اور ۵۲ باونواز کی مقتدر سلطنت بننے والی تہی مگر ان مین سے ایک بہی عثمانی تاجدار کی عظمت اور شوکت کو نہین پہونچ سکتا اسی عظمت کی وجہ سے یورپین مورخ اسکو سلیمان اعظم اور مدبرانہ نظم و نسق اور مفید قوانین کی تدوین سے ترک اسکو سلیمان قانونی کہتے ہین۔

یہہ سلطان تین زبانون عربی۔ فارسی۔ ترکی کا زبردست شاعر تھا۔ جیسا کہ وہ حسن صورت مین بے نظیر تھا اسیطرح وہ حسن سیرت مین بے مثل تھا۔ غزا اور جہاد کا نہایت شائق تھا اس کے غزوات کی تفصیل

ہر ایک فعل کو مذہبی رنگ دیکر اپنے بچاؤ کی صورت نکال لیتا تھا جیسے کہ ایرانیون کی لڑائیون کو سنیون کی حمایت کی وجہ مشہور کیا ۔ اور سلطان غوری پر تشیع یا شیعون کی دوستی کا الزام لگا کر عوام کو بگڑنے نہ دیا ۔ چونکہ اسکا ذاتی چال چلن مطابق شریعت دکھائی دیتا تھا ۔ اور مذہبی عقائد مین تعصب کی درجہ تک پہونچا ہوا تھا ۔ اور علماء ۔ فضلاء مشائخ ۔ کی عزت کرتا تھا ۔ اور ساتھ ہی جس طرف باگ اُٹھاتا تھا فتح و نصرت استقبال کو آتی تھی ۔ اور مسلمان ہمیشہ ایسے سلطان کی اطاعت قومی ترقی کے لیے نہایت ضروری سمجھتے رہے ہین اس لیے صرف شام مصر عرب نے ہی اسکے سامنے گردن نہ جھکائی تھی بلکہ شمالی افریقہ کے بہادر خیرالدین نے سلیم کی حمایت مین آمنّا کیا اور عثمانی جھنڈے کے نیچے الجزائر وغیرہ افریقی علاقون مین سلیم کا سکہ و خطبہ جاری کردیا حالانکہ سلیم نے اپنے ہاتھ سے اور ہر ایک قطرہ خون کا بھی نہ گرایا محض اُسکی بہادرانہ شہرت اور ظفرمندی مذہبی جوش کام کرگیا ۔ سلطان سلیم خاندان عثمانیہ مین نہایت نامور جلیل القدر سلطان تھا ۔

سلطان سلیمان اعظم

اب ہم عثمانیہ تاریخ کے اس حصہ مین پہونچے ہین کہ باعتبار شوکت و اقبال و ازدیاد جاہ و جلال عام نظم و نسق اجرائے قوانین فتوحات کثیرہ وسعت ممالک کے روسے صرف سلاطین عثمانیہ ہی سے بڑھا ہوا نہین بلکہ اپنے زمانہ کے تمام شاہان روئے زمین سے ممتاز ہے اگر ہم اس سلطان کو فتوحات کے روسے ولید اموی اور عام انتظامی قابلیت مین ہارون عباسی سے دوئم نمبر پر رکھین تو بالکل بجا ہوگا ۔ صدیون کے بعد یہی ایک سلطان پیدا ہوا جس نے الجزائر واقعہ شمالی افریقہ کے مغربی کنارہ سے لیکر جزیرہ سوماٹرا جاوا تک ایک واحد امیر المومنین کا سکہ بٹھا کر اہل اسلام کی پراگندہ طاقت کو مجتمع کرلیا اور شک نہین کہ سلیمان کے جانشین بھی اگر اس کی طرح اولوالعزم مدبر پابند شرع جفاکش ۔ معاملہ فہم ہوتے تو پھر ایک دفعہ امویہ و عباسیہ واحد خلافت کا نقشہ جم جاتا ۔ اور اسلامی طاقت کے اجزا توڑے پھوڑے نہ جاتے ۔

باپ کی وفات کے وقت صوبہ سروخن کا گورنر تھا اسلیے وزراء نے سلیم کی موت کو سلیمان کے آنے تک اخفا رکھا ۔ ماہ شوال ۹۲۲ھ مین بعمر ۲۶ سال تخت نشین ہوا ۔ مگر اس سے پہلے اپنے لایق باپ کی اعلی تربیت سے ملکی اور جنگی تجربہ حاصل کرچکا تھا ایران کی فوج کشی کے وقت سلطان سلیم اسی کو اپنا جانشین کرگیا تھا جس نے حق نیابت خوب ادا کیا اور یورپین اور ایشیا روم مین کسی کو سر نہ اُٹھانے دیا ۔ سلطان سلیمان نبرد آزمائی اور انتظام ملکی اور علمی فضیلت مین تو باپ کے برابر تھا ۔ مگر دیگر اوصاف مین باپ سے بڑھا ہوا تھا ۔ اُس کا رحم و انصاف یگانہ و بیگانہ دوست دشمن کے لیے یکسان تھا ۔ اسکے عدل و احسان کا دروازہ مسلم و غیر مسلم سب کے لیے برابر

اور فرانس اور اٹلی مین اتفاق نہ تہا اس وجہ سے سلیمان کو عیسائیون پر فتوحات حاصل ہوئین لیکن ہکو اس رای
سے اتفاق نہین ہے۔ اس سے پہلے سلطان مراد خان اول اور مراد خان ثانی بایزید یلدرم محمد فاتح کے ساتھ یورپ کی اکثر دفعہ
مجموعی قوت سے زور آزمائی کرچکی اور ذلت اٹھاچکی تہین مانا کہ اب عیسائی بیدار ہوچکے تہے اور انکی طاقت زیادہ
منتظم اور مضبوط ہوگئی تہی مگر ادہر بہی بتصرف حجاز۔ شام کی پرجوش مسلمان آبادی اور حفاظت حرمین
شریفین زادہما اللہ شرفا سے خلیفۃ المسلمین کے مقدس لقب کی ایزادی سے خاندان عثمانیہ کی طاقت
مین کمال درجہ کا اضافہ ہوچکا تہا اسلامی دنیا مین غزا و جہاد کا پورا جوش اسوقت صرف سلاطین
عثمانیہ مین پایا جاتا تہا مسلمان سلاطین عثمانیہ کی مذہبی حرارت اور اسلامی حمایت کے دل سے قدر کرتے
تہے سلطان سلیمان نے عام عدل و انصاف ظالم حکام کی سزادہی سے عام شہرت حاصل کرلی تہی اور جابر
سلطان سلیم کے وقت کی تمام کدورتون کو اپنی تدبیر و دانش سے دور کردیا تہا فوج بری تو ہمیشہ سے ترکون
کی زبردست تہی جنگی بیڑا جہازات جسکی بنیاد دو سو سال سے پڑی ہوئی تہی ہر ایک مدبر سلطان نے اس
مین کچھ نہ کچھ افاضہ کیا۔ سلطان محمد فاتح کے عہد مین اگر یورپ سے بیڑا جہازات زیادہ قوی نہ تہا تو کم بہی نہ
تہا۔ سلطان سلیم نے ایشیا۔ اور افریقہ کی فتوحات عظیمہ سے فارغ ہوتے ہی اپنی توجہ جہازات کے
بنوانے اور بڑہانے مین ہی خرچ کی تہی اگر موت مہلت دیتی تو یہ اولو العزم سلطان معلوم نہین کہ کیا کیا انقلاب
پیدا کرتا۔ سلطان سلیمان نے بہی بیڑا جہازات مین ترقی دی اور عین اسلامی حمیت و تقلید شریعت کے سبب عام ہمدردی
اہل اسلام کو حاصل کرلیا۔ تو پہر ایسے جوان بخت۔ مدبر شجاع۔ عزیز قوم سلطان کے مقابلہ مین یورپ کا
اتفاق ہی کیا کرسکتا تہا۔ اور یورپ کی خوش قسمتی اور ترکون کی بدقسمتی تہی کہ سلطان سلیمان کا مقابلہ یورپ
نے مجموعی طاقت سے نہین کیا بلکہ سلطان کا دامن عطوفت پکڑکر تازہ زندگی کو حاصل کیا جسکا خمیازہ آج اس جوانمرد
سلطان کی اولاد ان احسان فراموش و دل یورپ سے اٹہا رہی ہے بہرحال اسوقت عیسائیون کی خاموشی کی بنا کی
وجہ عثمانی اقبال کا عروج تہا۔ ہسپانیہ اور پرتگال دور دراز براعظمون کا کہوج نکال کر اپنی اولو العزمی
کا ثبوت دے رہی تہی کیا اگر واقعی ان مین سکت ہوتی تو بیت المقدس کو آل عثمان کے قبضہ مین
جانے دیتے جو کچھ ہوا عثمانی شمشیر کا اثر تہا جسکی وحشت سے ہیمپراطور چارلس پنجم تک کانپتے تہے

حملۂ سوم

جو ایشیائے کوچک سے بارہ میل کے فاصلہ پر جنوب بمغربی گوشہ مین کوہستانی علاقہ ۴۵۰ مربع میل کے رقبہ و
ہزار آبادی کے جزیرہ روڈس یہ ہواء قسطنطنیہ اور مصر کے راستہ کے درمیان واقع ہے صلیبی جنگون کے وقت

کی باتین اس کتاب مین گنجائش نہین ہے ہم مختصر طور سے اس بہادر سلطان کے جنگی کارنامون کا حال لکھتے ہین

حملہ اول

تخت پر جلوس فرما ہوتے ہی اپنے باغی گورنر دمشق سے مقابلہ کرنا پڑا جسکا نام جانبردی بیگ غزالی تہا مصر کے سلطان غوری سے جب سلطان سلیم کا مقابلہ مرج دابق مین ہوا تہا تو یہہ غزالی اور خیر الدین بیگ چرکس ملوک اپنے مالک سے منہ پہیر کر اور بے وفائی کا ٹیکا لگا کر عین اثنائے جنگ مین سلیم سے یہ وعدہ لے کر کہ انکو شام اور مصر کی حکومت دیجائے گی ہین ویسار کی فوج کے ساتھ بہاگ نکلے تہے اور مملوکون کی شکست کا باعث ہوئے تہے سلطان غوری میدان مین مارا گیا۔ اور سلطان سلیم نے مصر کا گورنر خیر الدین کو اور دمشق شام کا گورنر اسی غزالی کو مقرر کیا تہا سلطان سلیم کی وفات پر خود مختار سلطان بن بیٹہا۔ اور حلب کا محاصرہ کر لیا مگر فتح نہ کر سکا۔ اور ناکام ہو کر دمشق کا استحکام کرنے لگا۔ کہ اتنے مین قسطنطنیہ سے ۹۲۶ھ مین فرہاد پاشا فوج کثیر لے کر آپہونچا اور سخت جنگ کے بعد غزالی کی فوج کو تہ تیغ کیا اور غزالی کا سر کاٹ کر سلطان کے پاس روانہ کیا۔ اور شام کا انتظام کر کے فرہاد پاشا واپس ہوا۔ ترکون کی یہہ مستعدی دیکہکر شاہ اسمٰعیل صفوی جو سرحد پر فوج جمع کر رہا تہا دم بخود ہو گیا۔

حملہ ثانی

عیسائی محاربون کا۔ یہہ پہلا محاربہ ہے اور یہہ غزوہ اولین گنا جاتا۔ شاہ ہنگری نے سلطان سلیمان کے ایلچی کو جو وصول خراج کے لیے گیا تہا قتل کر دیا۔ سلطان سلیمان یہہ ظالمانہ حرکت دیکہکر مقابلہ کے لیے ماہ جمادی الآخر ۹۲۷ھ ہجری مین ۵۰۰ جہازات پر فوج میگزین۔ کمسریٹ وغیرہ لاد کر براہ دریائے ڈینوب روانہ ہوا۔ پہلے قلعہ ہو کرذلو کو فتح۔ اور پہر بلگیرڈ کے مشہور معروف قلعہ کو گہیر لیا یہہ وہی قلعہ ہے کہ جہان سے اس سلطان کے بہادر پردادا سلطان محمد فاتح کو ناکام واپس جانا پڑا تہا۔ سخت لڑائی کے بعد فتح کیا گیا۔ اور اس فتح سے عیسائیون پر ایسا رعب چہا گیا۔ کہ خود بخود قلعون کی کنجیان اقبالمند سلطان کے سامنے حاضر کر دین۔

مورخین کا قول ہے کہ سلطان کے یارائے اقبال سے اسوقت عیسائیون مین عداوت برپا تہی۔ اور ہسپانیہ

فتح ہوا مسلمانون کو نہایت خوشی ہوئی اور صدیون کی تکلیف دور ہوگئی اور مادہ تاریخ یفرح المؤمنون بنصر اللہ نکلا۔

حملہ چہارم

شاہ فرانس کا استغاثہ

شاہ فرانس نے مخالفون سے تنگ آکر جب اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھی اور یورپ مین کوئی معاون و مددگار نظر نہ آیا تو سنہ ۹۳۲ ہجری مین ایلچی بھیجکر سلطان سلیمان کے آگے استغاثہ کیا کہ اُس کے ملک کو دشمنون کے ہاتھ سے بچایا جائے سلطان نے محض غیرت شاہانہ سے بے یار و مددگار شاہ فرانس کی درخواست کو منظور کرکے فوج جرار فرانس کو روانہ کردی رستہ مین کئی جزائر مقبوضہ ہسپانیہ موجود تھے مگر ٹرکی بیڑہ نے اپنے بہادر امیر البحر خیر الدین کے ماتحت کارہائے نمایان کیے اور فرانس کے جنوبی اضلاع کو فتح کرکے فرانس کے حوالہ کیا اور اہل فرانس کو اپنا خادم و دعاگو بنا لیا۔ اور نہایت فیاضی اور علو ہمتی سے فرانس کا کوئی شہر جزیرہ بندر گاہ پولیٹکل بہانہ سے نہ لیا حالانکہ اُسوقت اگر سلطان سلیمان چاہتا تو فرانس ہرگز انکار نکرتا۔ کیونکہ اول تو سلطان کی شوکت دوئم ہسپانیہ جیسے دولتمند اور زبردست مخالف کا زور توڑنے کے واسطے ضروری تھا کہ ٹرک کچھ مدت جنوبی فرانس پر متمکن رہین مگر سلطان نے یہہ غاصبانہ الزام لینا پسند نہ کیا کہ فرانسیسیون نے مدد کے لیے بلایا اور دوستی کے لباس مین دشمنون کی طرح کچھ ملک دبا کر ے چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی کا مقولہ صادق کیا۔ یورپین مورخ خواہ اسکا کوئی باعث خیال کرین لیکن فرانسیسیون کی حالت اُسوقت اُس سے بدرجہا ناقص تھی۔ جیسے کہ ٹرکی کی حالت محاربہ روس ۱۸۷۸ء مین تھی۔ یا مصر کے اعرابی پاشا کے فساد کے وقت خود سلطان سلیمان کو قیصر چارلس کے زور گھٹانے کی بہت ضرورت تھی اور گھٹا سکتا تھا۔ کیونکہ شمالی افریقہ کی تمام مسلمان آبادی ہسپانیہ کی عیسائی سلطنت کو اسلام کا جانی دشمن جانتی تھی عثمانیہ بیڑا جہازات کچھ کم طاقتور نہ تھا۔ پس اگر سلیمان نے فرانس کے سر پر کوئی بوجھ نہین رکھا یا موجودہ زمانہ کی یورپین سلطنتون کی طرح کوئی پولیٹکل اڑنگا نہین لگایا تو محض سلطان سلیمان شاہانہ بلند نظری کی وجہ سے تہا۔

حملہ پنجم

سنہ ۹۳۲ ہجری یا سنہ ۹۳۳ مین ہنگری پر حملہ کیا گیا۔ اُسکا سبب یہہ تہا۔ ہنگری والون نے اطاعت کے عہد

سے اہل یورپ کے قبضہ تصرف مین آیا اور یہان کے بہادر سنیٹ جان کے نائٹ (شہ سوار) کہلاتے تھے اور
مسلمان تاجرون اور حاجیون کے جہازات کو لوٹتے اور مسلمانون کو قید کر لے جاتے سلطان اسلام نے
چند بار اُس کے برخلاف کوشش کی۔ لیکن ناکامی ہوئی سلطان محمد فاتحہ جیسا مدبر بہادر بہی کامیاب نہ ہوسکا
جب سے مصر عثمانی ممالک مین داخل ہوا عثمانیہ جہازات بہی انکی تاخت و تاراج کی نشانہ بننے لگے اور قبضہ
مصر کے لیے روڈس کی فتح سلطنت عثمانیہ کی لیے نہایت اہم ہوگئی۔ سلطان سلیمان ماہ رجب سنہ ۹۲۸
کو دو لاکہہ فوج اور چار سو جہازات کے ساتہہ روانہ ہوا اور ماہ رمضان سن مذکور روڈس پہونچا اس
جزیرہ کے صدر مقام رہودس کو عیسایون نے نہایت ناقابل تسخیر بنا رکھا تہا دو فصلیین اندر باہر اسقدر بلند
اور مضبوط تہین کہ محاصرین کا گولہ ہرگز اندر نہین جاسکتا تہا مگر اندر والون کا ہر ایک گولہ محاصرین کو نشانہ
بناتا تہا۔ علاوہ اسکے ہر ایک کوچہ اور محلہ بجائے خود مورچہ تہا۔ ہر ایک فصیل سات گز چوڑی اور دونون فصیلون
کے درمیان ۱۴ گز کا فاصلہ تہا جسکو مٹی اور پتھرون سے بہر کر ہموار کیا گیا تہا اور سمندر کی طرف سے
گول حوض کی طرح ایک کہاڑی تہی جسکے اندر داخل ہونیکا ایک ہی مخصوص دروازہ تہا جسپر بڑی بہاری زنجیر
آہنی پڑی تہی جس سے دشمن کے جہازات بندر رہوڈس مین داخل نہین ہو سکتے تہے دہانہ مذکور کے دونون
طرف برجون پر متعدد گران وزن توپین چڑہی ہوئی تہین۔ فصیل کے باہر بہت بڑے چوڑے خندق کہدے
ہوئے تہے جسپر بہی مناسب موقعون پر توپین نصب تہین اسیلئے خشکی اور تری جسطرف سے مسلمان حملہ
آور ہوتے تہے گولون کی بچہاڑ سے دہڑا دہڑ کرتے تہے اور حملہ آورون کا کوئی گولہ بہی عیسایون کو
نقصان نہ پہونچا سکتا تہا مجبور ہو کر خشکی کی فوجین حملہ کرنے سے رک گئین۔ اور ریت مٹی پتھر کے مورچون
کی آڑ مین پیش قدمی کرنے لگے اسطرح مٹی وغیرہ ڈالکر مورچون کو آگے بڑہاتے گئے اور اس ترکیب سے
ترکی توپخانہ زیادہ کارگر ہونے لگا۔ اور خندق کے قریب پہونچکر اسکو بہی بہر دیا گیا اور بیرونی مورچہ چہین
لیے اور سرنگ لگا کر فصیل بارود سے اُڑا دی گئی اور کئی جگہہ شگاف کر دیے گئے یہہ حالت دیکہکر عیسایون
نے امان چاہی جو دی گئی۔ لیکن رات کو کسیطرح چند امدادی جہاز پہونچ گئے اس سے قلعہ والون کی حوصلہ بڑہ
گئے پہر لڑائی شروع ہوگئی ترکون نے اس حملہ مین بائیس ۲۲ ہزار گولون سے قلعہ والون کو زندہ درگور کر دیا
اور قلعہ کو بہت نقصان پہونچایا۔ عیسایون نے تنگ آکر امان طلب کی جو رحمدل سلطان نے فوراً دیدی
اور چار ہزار کی تعداد مین عیسائی معہ مال و اسباب رہودس سے نکلکر اٹلی اور پہر مالٹا چلے گئے ہزارہا مسلمان
جو مدتون سے عیسائیون کی قید مین تہے رہا کرائے گئے اور مالٹا پر ان نائٹون کا قبضہ برابر سنہ ۱۲۱۳ ہجری
تک رہا جب تک کہ بونا پارٹ نے مالٹا کو فتح نہ کیا۔ رہوڈس کی فتح ماہ صفر سنہ ۹۲۹ مین ہوئی گویا چہہ ماہ کے بعد

گیا۔ بہادر سلطان فتح کے نشان اُڑاتا ہوا اسٹریا کے دارالسلطنۃ ؔوانا سے ایک منزل تک جا پہونچا اور ایک نہایت مضبوط قلعہ کو گھیر لیا۔ اور شاہ اسٹریا کوئی مدد نہ دے سکا اور نہ ہی عثمانی تیر کے مقابل ہو سکا قلعہ والون نے ہر طرف سے مایوس ہو کر بشرط امان قلعہ حوالہ کر دیا اور سلطان نے قلعہ گرا دیا اور اسٹریا کے علاقہ مین اسلامی شمشیر کا سکہ بٹھا کر ۶ ماہ کے بعد واپس ہوا۔

حملہ ہفتم

۹۳۸ھ ہجری مین سلطان سلیمان ایک لاکھ بتیس ہزار ۱۳۲۰۰۰ چیدہ فوج اور چار سو توپین لے کر اسٹریا کے دارالسلطنۃ وانا کے فتح کے ارادہ پر روانہ ہوا۔ اسٹریا والون نے اپنی سلامتی صرف وینا کی چار دیوارون کے اندر محصور ہو رہنے ہی مین خیال کی۔ اور کھلے میدان مردانہ مقابلہ کا حوصلہ نہ ہوا۔ سلطان نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور لڑائی سخت شروع ہو گئی۔ سلطان کی اولوالعزمی اور ہمت و تدبیر اور عثمانی توپخانہ کی عمدگی اور ترکون کی شجاعت سے قریب تہا کہ وینا فتح ہو جاتا اور اسٹریا بھی طاقت کھو کر سلیمان کی اولاد کے لیے مار آستین نہ بنا رہتا۔ مگر خدا کو منظور نہ تہا اور لگاتار بارشون سے دریا اسقدر چڑھ گیا کہ سیلاب کے پانی نے ترکون کے کیمپ کو تہ آب کر لیا اور فوج سلطانی نے درختون وغیرہ پر چڑھ کر پناہ لی اور یہہ حالت دو رات دن برابر رہی سلطان نے مجبوراً محاصرہ اُٹھا لیا۔ اور سلطان نے واپسی کے وقت ہنگری کے شہر ہومکر کے حاکم کی اطاعت قبول کی اور خلعت فاخرہ اور تین گھوڑے معہ مرصع زین عنایت کیے اور قسطنطنیہ کو چلا آیا۔

حملہ ہشتم

اس حملہ کا یہ باعث تہا کہ شاہ اسٹریا نے جرمنی وغیرہ کو ساتھ ملا کر امصار مقبوضہ سلطان مین لوٹ مار شروع کر دی تھی پس سلطان ۹۴۳ھ ہجری کو جرمنی کو سزا دہی کے لیے روانہ ہوا۔ اور امیر البحر احمد پاشا ۱۵۰ جہاز لے کر عیسائیون کی بحری مقبوضات کی فتح پر گیا جسنے کئی ایک شہر قلعہ تسخیر کیے اور سلطان نے جرمنی کے مشہور قلعے اور شہر فتح کر لیے اور اسٹریا کی مدد کا مزہ چکھا دیا اور غنیمت کا کل ذخیرہ لے کر واپس ہوا۔

حملہ نہم

پیمان کو چند بار توڑ دیا تھا اور پند و نصیحت سے راہ راست پر نہین آتے تھے پس سلطان اس دفعہ قرار واقعی انتظام کے خیال سے دو لاکھ یا تین لاکھ فوج جرار کے ساتھ خود سپہ سالار بنکر روانہ ہوا۔ اور بلگریڈ پہونچکر کشور کشائی پر کمر باندھی۔ دریائے صاوہ تک تمام رعایا مطیع ہوگئی شہر ہر ایک کے سامنے پل باندھکر دار الحرب مین داخل ہوا۔ اور پل توڑکر اپنی فوج کی واپسی کا راستہ بند کر دیا اور بہادر سلطان نے فوج سے ظاہر کر دیا کہ بغیر فتح کے واپس جانا محال ہے۔ شاہ ہنگری تیرال لارش جسنے ترکون کی نصف صدی کی عدم توجہ یا غفلت کے سبب فراہمی فوج اور درستی سامان جنگ کا انتظام بخوبی کر لیا تھا۔ اور اپنے آپ کو ترکون کا مدمقابل بلکہ بڑھکر سمجھتا تھا۔ جانباز فوج لیکر دار الخلافہ سے پانچ منزل دور سے ترکون کا مقابلہ کیا دیندار سلطان نے لڑائی سے پہلے عجز و نیاز کے ساتھ خداوند تعالے سے دعا مانگی۔ پھر میمنہ۔ میسرہ۔ قلب۔ و جناح کی ترتیب کی۔ اپنے فوج کے سامنے توپون کے بیلون کی قطار زنجیرون مین جکڑ کھڑی کر دی جنکے اوپر سے گولی اولون کی طرح برستے تھے توپخانے کے پیچھے فوج ینگچری نو صفون مین قائم ہوگی اور اسی فوج قلب مین خود سلطان سلیمان تھا۔ عیسائیون نے قلب پر حملہ کیا۔ مگر بیلون کی باڑ اور گولون کی بچھاڑ سے نقصان کثیر اٹھاکر پیچھے ہٹے اور میمنہ پر جا پڑے جہان رومیلیا کی مسلمان غازیون سے سخت مقابلہ ہوا اور سلیمان کے انتظام صفوف کو نہ توڑ سکے آخر فوج میسرہ پر جھکے جہان کے ایشیا کے اسلامی مجاہدین شمشیر بکف ہوئے اور دشمن کو غضب کی آتش فشانی سے بھون ڈالا اسجگہہ توپ کے گولہ سے شاہ ہنگری ہلاک ہوا۔ اور اسکی فوج غروب شمس تک لڑکر بھاگ نکلی سلطان نے دس منزل تک تعاقب کیا اور بیس ہزار عیسائی میدان مین قتل ہوئے ہزارون قیدی اور کروڑون کا مال غنیمت ملا۔ اور ہنگری کے تمام جنوبی حصہ پر تسلط شاہانہ جماکر ماہ ذی قعدہ الحرام سنہ مذکور واپس ہوا۔

حملہ ششم

...تک تو بلگریڈ عثمانی سیلاب کو روکتا رہا۔ اور اسکی فتح کے بعد ہنگری کی بہادر فوجین وسطے یورپ کے لیے ...ال بھی جسکو جوان دولت سلطان نے ایک ہی خونخوار معرکہ مین نیم جان کر دیا۔ اب جرمنی۔ آسٹریا۔ وغیرہ ... سلطان کے برخلاف اتحاد کر لیا۔ پھر یہہ خبر سنکر کہ شہر بدون مسلمانون سے چھین لیا۔ اور عہد ...توڑ دیا ہے سلطان یہہ سنتے ہی ماہ رمضان سنہ ۹۳۵ ہجری کو روانہ ہوا۔ ہنگری کی شاہزادی ملکہ آزاد سلطان کی خدمت مین حاضر ہوگئی اور سالانہ خراج دینا منظور کیا۔ اور اپنی قوم اور ملک کو سلطان سے بچا لیا۔ سلطان ہنگری سے ہنگر ہاون کو روانہ ہوا۔ جسکو سخت جنگ کے بعد فتح

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ تہا جسکو متعصب شاہ اسمٰعیل صفوی نے برباد کر دیا تہا۔ سلطان سلیمان نے اسکی از سر نو تعمیر کرادی اور وہان ایک بہت بڑا لنگر جاری کر دیا جہان سے غربا و مساکین۔ فقرا طلبہ مسافرون کو مفت کہانا ملتا تہا۔ اور اب تک جاری ہے۔ اس حملہ مین عراق کا آباد اور زرخیز علاقہ ممالک عثمانیہ مین ایزاد ہوا۔ اس مہم کا مادہ تاریخ فتحنا العراق ہے۔
۹۴۱

حملہ یازدہم

خیر الدین پاشا جو ایک رومیلیا کے سپاہی کا بیٹا اور تجارت پیشہ تہا۔ معہ اپنے بہائیونکے ہسپانیہ وغیرہ کے عیسائی قزاقون کی دستبرد اور شمالی افریقہ کے مسلمانون کے میل ملاپ سے قزاق بن گیا۔ اور شمالی افریقہ کی مسلمان ریاستون کی کمزوری کے سبب چند شہرون پر قابض ہوگیا۔ اور کمال مآل اندیشی سے تاجدار سلطان سلیم اول کی اطاعت کو قبول کر لیا۔ اور اُسکے جہازون پر عثمانی علم لہرانے لگا۔ گو وہ خود بہی بہادر امیر البحر تہا۔ مگر عثمانیہ شاہنشاہ کے زیر حمایت آنے سے اسکا اقتدار و استقلال بہت بڑہ گیا۔ اور ہسپانیہ کے زبردست بیڑون کو خیر الدین کے گلے پڑنے کا حوصلہ نہ رہا۔ خیر الدین نے الجزائر کو بہی فتح کر لیا۔ اور ٹیونس کو بہی لے لیا۔ اگرچہ وہان کے فخروج عرب سلطان کی قومی غلطی سے قیصر چارلس کو ٹیونس پر تصرف کرنے اور مسلمانون کے قتل و غارت سے اپنے مذہبی تعصب کے اظہار کا موقعہ ملا تہا۔ مگر خیر الدین نے بہی ہسپانیہ کے جزیرہ منورکا کی اینٹ سے اینٹ بجاکر بدلہ لے لیا۔ سلطان سلیمان کے وقت کئی ایک امیر البحر تہے اور وہ بحری لڑائیون مین کمال مہارت رکہتے تہے مگر خیر الدین کی شجاعت اور مہارت جنگی سب سے بڑہی ہوئی تہی بحیرۂ روم کے عثمانی بیڑہ کا وہی کمانڈر تہا۔ فرانس کی مدد پر بہی یہی عثمانی بیڑہ لے کر گیا تہا۔ اس حملہ مین بہی سلطان نے اُسکو پانچ سَو ۵۰۰ جہازات دیکر روانہ کیا۔ اور خود بہی خشکی طرف سے عیسائیون پر دباؤ ڈالنا چاہا۔ یہہ حملہ ہسپانیہ کا زور توڑنے کیلئے کیا گیا تہا۔ جسنے ہسپانیہ اٹلی اور جنوا وینس کی بحری طاقتون کو ملا کر مہیب صورت اختیار کر لی تہی اگر عقلمند خیر الدین شمالی افریقہ کو عثمانیہ سلطنت سے منضم نہ کرتا تو اس سے چارصدی پیشتر ہی الجزائر اور ٹیونس وغیرہ کو یورپ نگل جاتا۔ مگر دور اندیش خیر الدین کو خدا جنت نصیب کرے کہ سلاطین عثمانیہ کی حمایت سے شمالی افریقہ کے مسلمانون کو اور چار سو سال تک اسلامی زندگی بخشی مگر نہایت حیرانی ہے کہ اس الجزائر کا گورنر خیر الدین تو ایک وقت فرانس کو دشمنون کے ہاتھ سے نجات دیتا ہے اور اسکی تازہ زندگی کا باعث ہوتا ہے اور وہی احسان فراموش خود الجزائر اور ٹیونس کے غاصبانہ قبضہ سے شمالی افریقہ کے مسلمانون کو زندہ درگور کرتا ہے۔ فاعتبروا

سنہ ۹۳۹ ہجری مین سرویہ پر حملہ کیا گیا اور رستہ مین ۱۴ قلعے فتح کیے گئے۔ آسٹریا کا بہت سا علاقہ چھین لیا اور چونکہ آسٹریا تک تمام رستہ صاف کر چکا تہا اور ہنگری۔ سرویا وغیرہ کو مطیع باجگذار بنا چکا تہا۔ اور آسٹریا کے خیر خواہ جرمنی کو آٹھوین حملہ مین مغلوب اور مرعوب کر کے تین سال کی میعادی صلح کر چکا تہا اس لیے اب اکیلے آسٹریا کو مار لینا سلطان کو کچھ مشکل نہ تہا مگر جسطرح سلطان بایزید یلدرم کے ہاتھ سے اٹلی کو مسلمانون کے نفاق نے بچا لیا تہا اسطرح اب ایرانیون کے ارادہ فساد نے سلطان کو عیسایون سے صلح کرنے پر مجبور کیا اور آسٹریا بچ گیا۔

حملہ دہم

شاہ ایران سلطان سلیم کے انتقال پر بھی فوجین جمع کر رہا تہا۔ اور ممالک عثمانیہ پر حملہ کے لیے تیار تہا مگر سلطان سلیمان کی فتح دمشق سے جھجک گیا اور اب چونکہ سلطان ابتدائے تخت نشینی سے اب تک ۱۴ سال سے یورپ کی لڑائیون مین مصروف رہا اور چند سال سے ہر سال آسٹریا وغیرہ کی سرکوبی کے لیے وسطی یورپ کو جاتا رہا اس مصروفیت سے شاہ ایران نے فائدہ اٹھانا چاہا۔ گو بظاہر اور بہی کئی اسباب مخالفت تہے اس لیے سلطان نے سلاطین یورپ سے صلح کر لی سلطان نے سنہ ۹۴۰ ہجری مین اپنے وزیر اعظم کو پہلے روانہ کیا جسنے کئی قلعہ شہر فتح کر لیے اُس کے پیچھے خود سُلطان ہی چل پڑا۔ شاہ ایران ادہر ادہر بہاگتا پھر جب عثمانی فوج نے کہین بہی آرام نہ لینے دیا تو خراسان کو بہاگ گیا۔ سلطان نے تبریز دار السلطنۃ شاہ ایران مین جا مقام کیا اور جاڑا آنے پر بغداد کو روانہ ہوا۔ ایرانی گورنر بہاگ گیا۔ اور شہر بغداد پر سلطان سلیمان کا قبضہ ہو گیا۔ اور اس عباسی دار الخلافہ کی فتح سے کمال ناموری حاصل کی باپ نے عباسیون کے اخیر خلیفہ سے تبرکات محمدی علیہ السلام لے کر استحقاق خلافت حاصل کیا تہا۔ اور بیٹے نے بغداد کی فتح سے خلیفۃ المسلمین کے خطاب کو زیادہ تر موزون بنا دیا بغداد پر قبضہ جمادی الاول سنہ ۹۴۱ مین ہوا۔ بہار آنے پر بغداد سے شاہ ایران کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ مگر شاہ ایران نے عاجز ہو کر صلح کے لیے درخواست اور مسلمانون کی خونریزی اور ملک کی بربادی جتا کر اور دوامی خیر خواہی کا وعدہ کر کے طالب صلح ہوا۔ سلطان سلیمان جسنے کبہی کفار کی درخواست صلح کو بہی مسترد نہین کیا تہا۔ ایک مسلمان بادشاہ کی درخواست کو کسطرح روک سکتا تہا۔ علاوہ اس کے وہ یورپ کی غزوات کا مشتاق تہا۔ اس لیے صلح کر کے قسطنطنیہ کو واپس ہوا۔

بغداد وغیرہ بڑے بڑے ضروری مقامات مفتوحہ سُلطان سلیمان کے تصرف مین رہے بغداد کے قریب ہی

رومیلیا کے عیسائی اگرچہ رعایا تھے لیکن عیسائیون کی مدد سے نہ چوکتے تھے اس لیے سلطان نے سنہ ۹۵۰ھ مین قلعہ والپون - شقلا - لاشور - استبرغون وغیرہ سے عیسائی ناحق شناس قوسا کی طاقت کو معدوم کر دیا۔ اور قلعہ استولین ممالک عثمانی مین شامل کیا گیا مسجدین تعمیر کین اور اسلام کو خوب رواج دیا۔

حملہ پانزدہم

ہسپانیہ نے تو بحیرۂ روم کی بحری لڑائیون مین پورا حصہ لیا اور پھر ایک جگہہ عثمانی بیڑے سے منہ کی کھائی مگر پرتگال بحیرۂ روم سے علیحدگی کے باعث ترکون کی شمشیر کی بُرّانی نہ دیکھہ سکا اور جسطرح ہسپانیہ نے مغرب مین امریکہ کی دریافت سے دولتمندی حاصل کی تھی اسیطرح پرتگال کی عالی ہمت جہازران مشرق کو بڑھے اور افریقہ کی مغربی اور جنوبی کمزور دیسی ریاستون پر تسلط جماتے ہوے بحیرۂ ہند کے درمیان کوس لمن الملکی بجانے لگے اوسوقت ہندوستان مین کئی متعدد اسلامی سلطنتین حکمران تھین۔ شمالی ہندوستان کے صوبجات مین مغلیہ حکومت تھی اور بنگال مین شاہ علاؤالدین۔ دکن مین بہمنی خاندان کی پانچ شاخین حکمران تھین اور گجرات مین سلطان مظفر گجراتی بادشاہ تھا پرتگیزون نے اسی کے علاقہ پر یورشین کین۔ اور چند جزیرہ اور شہر فتح کر لیے چونکہ شاہ گجرات کے پاس جنگی جہاز نہ تھے اور عام مہارت جنگی مین پرتگیزون سے کم تھا اس لیے سلطان سلیمان کے پاس ایلچی بھیجکر پرتگیزون کی قزاقی کی شکایت کی سلطان نے سلیمان پاشا امیر البحر کو ہندوستان کو روانہ کیا جو عدن وغیرہ کو فتح کرتا اور پرتگالی بیڑے کو دباتا ہوا ہندوستان کے مغربی ساحل پر پہنچگیا۔ اور کئی ایک شہر بھی فتح کئے مگر جزیرہ دیو جو پرتگیزون کا صدر مقام تھا۔ باوجود شدید محاصرہ کے فتح نہ ہوسکا۔ اسکی وجہ ناموافقت ہوا یا قلت سامان یا سلاطین ہند کا ساتھ نہ ملنا یہ سب باتین ترکی امیر البحر کی کم ہمتی پر دلالت کرتی ہین ہندوستان جیسے اسلامی ملک مین جہان اسقدر متعدد سلطان تھے ان تمام باتون کا انتظام ہوسکتا تھا۔ اصل بات یہہ ہے کہ ترکی فوج کی جس جبلی خاصیت نے سلطان سلیم اول کو فتح ایران سے فائدہ نہ اٹھانے دیا اسطرح اب ترک وطن کی یاد مین اکتانے لگے اور سکندری فوج کی طرح فتح ہندوستان سے گھبرانے لگے چونکہ صرف پرتگیزون کو عثمانیہ زور دکھایا جاچکا اور بحیرۂ ملتزم وغیرہ عثمانی سمندرون مین پرتگیزی جہازات کے دخول کا اندیشہ نہ تھا۔ اور پرتگیزون کو شاہ گجرات کا تعلق سلطان سلیمان سے معلوم ہوگیا۔ اور ایذادہی کم ہوگئی اس لیے سلیمان پاشا واپس قسطنطنیہ ہوگیا۔

حملہ شانزدہم

یا اولی الابصار مگر جب وہ وقت نہین رہا تو یہہ بھی نہین رہے گا۔ بفحوائے تلک الایام نداولہا
بین الناس ضرور فرانس وغیرہ کا یہہ جال تار عنکبوت کی طرح کمزور ثابت ہوگا صرف ایک کام کرنے
والے پرجوش متقی اولوالعزم سلطان کی ضرورت ہے جو۔ سلیمان۔ سلیم۔ محمد۔ بایزید۔ کی طرح تدبیر و
شجاعت مین یکتا ہو۔ قوم دستور حیات اسلام کے لیے موجود ہے گو مخالفین نے مسلمانون کے قومی
اتحاد کے بگاڑنے مین کوتاہی نہین کی مگر یہہ اسلامی اخوت کا مضبوط سلسلہ کبھی نہین ٹوٹ سکتا اخیر
اس کا تجربہ تو خود زمانہ دکھادے گا۔ ہم اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہین خیرالدین نے
ریاست وینس اور جنوا۔ ہسپانیہ۔ اٹلی کے متفقہ بیڑے کو کمال بہادری اور مہارت جنگی سے
شکست دیکر تباہ کیا ۲۵ جزیرے فتح کرلیے اور اٹلی کے مغربی ساحل کو تاراج کردیا۔ وینس والون
نے ۱۶۷ جہاز کھوکر سابقہ عہد شکنی پر ندامت ظاہر کی اور ٹریپولی اور رومانیا وغیرہ کے قلعہ اور تین لاکھ
ریال نقد دیکر اطاعت قبول کی اس حملہ مین ۱۲ قلعہ عثمانیہ سلطنت مین داخل ہوے۔

حملہ دوازدہم

یہہ حملہ ۹۴۲ھ ہجری مین علاقہ بوسنیا پر کیا گیا۔ اور بہت سے شہر اور قلعہ فتح کرکے اور بیشمار
مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔

حملہ سیزدہم

اس حملہ کا باعث یہہ تھا کہ ہنگری کی ملکہ اردل جو تابع سلطان کے ماتحت اور پروردہ احسان تھی اس کے
مرنے پر آسٹریا نے ملکہ مذکور کا ملک لینا چاہا۔ اس لیے سلطان ۹۴۳ھ ہجری مین جنگ آسٹریا
کے لیے روانہ ہوا۔ مگر جونہی سلطان نے حدود آسٹریا مین قدم رکھا شاہ آسٹریا ڈر کر بھاگ
گیا۔ اور دشوار گذار پہاڑون مین چلا گیا۔ ترکون نے پیچھا کیا لیکن مسافت بعیدہ اور کوہستانی علاقہ
کے سبب قابو نہ آسکا ترکون نے آسٹریا کے ملک کو تاخت و تاراج سے برباد کردیا اور دشمن کے لیے
کوئی فائدہ بخش امر باقی نہ رہنے نہ دیا۔ اور قلعہ اسطبور اور زرشوہ بزور شمشیر فتح کر مظفر و منصور
واپس ہوا۔

حملہ چہاردہم

ملک کے تاراج کرنے مین کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لوٹ مار قتل وغیرہ سے ملک کو برباد کر دیا۔ اسیطرح
ملک اجاڑتا ہوا حدود فارس تک جا پہونچا۔ بہلا ایسا جبر وظلم طہماسپ کی تدبیر اور مروت کا مقابلہ کب
کر سکتا تہا۔ نتیجہ یہہ نکلا۔ کہ بہائی سے عہدہ برآنہ ہوسکا۔ اور بغداد کو چلا گیا۔ جسکا گورنر محمد پاشا تہا وہ
قاسب میرزا کا مخالف تہا۔ میرزا مذکور پر تشیع کی جہوٹی تہمت لگا کر سلطان سلیمان کو ناراض کرنا چاہا مگر
یہہ ہرگز یقین نہین آتا کہ شاہ اسمٰعیل کا بیٹا شیعہ نہو ہان یہہ ہوسکتا ہے کہ باپ اور بہائی کی طرح شیعہ
غالی اور تبرائی نہو۔ یا ضرورت نے اسکو ایسا نہ رہنے دیا ہو۔ اور محمد پاشا نے اسپر الزام تبرا
لگایا ہو۔ اور بغداد کی رہائش قاسب میرزا کو پولیٹیکل وجوہات سے خطرناک جتلایا ہو۔ کیونکہ ابہی چند
سال گذرے تہے کہ سلطان سلیمان نے بغداد کو شیعون سے لیا تہا۔ اور ایک شیعہ شاہزادہ
کا بغداد کے اندر رہنا خلاف مصلحت خیال کیا گیا ہو بہرحال کوئی وجہ ہو قاسب میرزا سلطان کے خوف
سے کردستان کو بہاگ گیا۔ جہان سے قید ہو کر شاہ طہماسپ کے ہا تہہ سے سخت عذاب اُٹھا کر قتل کیا گیا۔
ناظرین حیران ہونگے کہ ترکون نے تین دفعہ ایران پر حملہ کیا۔ اور تینون دفعہ شاہ ایران بہاگتا
پہرا۔ باوجود اس کے پہر دوامی قبضہ کیون نہ کیا گیا۔ وجہ یہہ ہے کہ سلطان سلیم سے پہلے معرکہ جو سلطان
محمد فاتح اور بایزید کے وقتمین ہوئے وہ صرف عثمانیہ ممالک کی حفاظت کے لیے تہے قابل وقعت
پہلا حملہ سلطان سلیم اول کا تہا جو سنہ ۱۰۵ اسمٰعیل پر کیا گیا شاہ مذکور نے اگرچہ دل کہول کر بہادرانہ مقابلہ
کیا مگر سلیم کی منتظم فوج کے سامنے نہ ٹہیر سکا اور اولوالعزم سلیم شاہ اسمٰعیل کے طاقت بالکل ہی پائمال کرنا چاہتا
تہا۔ مگر ایک تو فوج گہر بار کی محبت سے مجبور ہو کر واپسی کی درخواست کر رہی تہی دوسرے شاہ اسماعیل نے ملک
کی زراعت وغیرہ کو جلا کر سلطانی فوج کے لیے ایک پرگا نہین چہوڑا تہا اور قحط نے نازک حالت اختیار
کر لی تہی اسلیے سلیم مجبوراً واپس ہوا اور ایران سے جاتے ہی مصر پر چڑہ گیا۔ وہان کی فتح سے فارغ ہو کر جلد ہی
ہی فوت ہو گیا۔ ورنہ سلطان سلیم کا فتح ایران کے لیے مکرر چڑہائی کرنا اور ایران کو الحاق کی کوشش کرنا کچہ عجیب
نہ تہا کیونکہ سلطان سلیم کو یورپ کی طرف سے کچھ فکر نہ تہی اُن سے عہد بد معاہدے کیے گئے تہے اور اُن میں خود فاتح
قسطنطنیہ کے بہادر پوتے کی گلے پڑنے کا حوصلہ نہ تہا پس وہ اپنی تمام طاقت کو ایکطرف پورا پورا لگا سکتا تہا اس
کی فوج پیادہ اور اعلی درجہ کا توپخانہ خود شاہ اسمٰعیل کو نیچا دکہا چکا تہا اور اسمٰعیل تو دولت تہا پس اس سے اچہا موقع
الحاق ایران کا کوئی نہ تہا اگرچہ وہ مذہبی جوش جو شاہ اسمٰعیل نے شیعون مین بہر دیا تہا اخیر دم تک سلیم جیسے
متعصب سنی المذہب سلطان کو ایران کے دوامی قبضہ سے مانع تہا مگر سلیم کا ہمت و استقلال ان سب
مشکلات پر غالب آ سکتا تہا۔ پس سلطان سلیم کے ایران پر قبضہ کرنے کی وجوہات وہی دو مین ایک فوج کا

ایران کے تخت پر شاہ طہاسپ سریر آور تہا۔ اسکا دوسرا بہائی قاسب مرزا حاکم شروان تہا دونون بہائیون مین اختلاف پڑا اور لڑائی تک نوبت پہونچی قاسب میرزا بہاگ کر سلطان سلیمان کے پاس پناہ گزین اور طالب امداد ہوا۔ سلطان نے بہت سا زر و دولت دیکر اور بکمال عزت و تکریم سے اس احسان کو اتار دیا جو قاسب کے باپ شاہ اسمعیل صفوی نے سلیمان کے چچازاد بہائیون پر کیا تہا۔ شاہ اسماعیل نے جس وعدہ امداد کو پورا نہیں کیا تہا۔ بلکہ غیور سلطان سلیم اول کے ہاتہہ سے خود برباد ہوا۔ اسکے برخلاف سلطان سلیم نے دنیا کو دکہلا دیا کہ عثمانی شہنشاہ تاج بخشی کی کافی طاقت رکہتا ہے اور جو کسی کو وعدہ دیتا ہے پورا کرتا ہے۔ اس حملہ سے صرف اظہار شوکت ہی منظور نہ تہا بلکہ اسمین بہت بڑی پولیٹیکل کامیابی تہی ایک تو قاسب میرزا اگر ایران کا تاجدار بنجاتا تو کم سے کم اپنی زندگی مین تو ترکون کو نہ ستاتا اور ترک ایشیا سے دلجمعی حاصل کر کے یورپ مین زیادہ فراغت اور جرات سے کام کر سکتے۔ دوئم شیعہ سُنی کی خونخوار عداوت جو صدیون کے بعد حریفانہ طور سے عہد شاہ اسمٰعیل سے پہر تازہ ہوگئی تھی دبجاتی اور شاید غالبانہ تشیع کی صورت ہی بدلجاتی سلطان نے قاسب میرزا کو فوج دیکر پہلے روانہ کیا اور خود بہی ماہ صفر ۹۵۵ھ مین روانہ ہوا۔ اور شروان کو فتح کرتا ہوا۔ ماہ جمادی الآخرہ مین تبریز دارالسلطنۃ ایران مین پہونچ گیا۔ اور شاہ طہماسپ وہان سے ہٹ گیا۔ سلطان سلیمان نے حسب وعدہ قاسب میرزا کو تبریز دلا دیا۔ مگر قاسب میرزا نے جور و ظلم شروع کیا۔ رعایا پر جرمانہ کرنے لگا۔ اور لوگون کو ناراض کر لیا۔

عقلمند سلطان نے سمجہہ لیا کہ قاسب میرزا سلطنت ایران نہین سمبہال سکتا اسلیے اسکو ساتہہ لیکر شیروان کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا جسکو کہ شاہ طہماسپ نے عثمانی عمال سے چہنکر سلطان کی چڑہائی کے ارادہ کو زیادہ سرگرم کیا تہا یہہ قلعہ ایرانیون نے نہایت مضبوط کر رکہا تہا محاصرہ کیا گیا اور سُرنگ لگا کر بارود سے کچہہ حصہ اڑا دیا گیا۔ محصورین نے تنگ آکر قاسب میرزا کو شفیع بنا کر امان طلب کی اور فیاض سلطان نے دیدی قلعہ کا حاکم سکندر پاشا مقرر کیا گیا اور جاڑا بسر کرنے کے لیے دیار بکر کو روانہ ہوا ابہی شہر آمد ہی مین پہنچا تہا کہ پہر چہہ لگا کہ شاہ طہماسپ نے سلطان کی واپسی کی خبر سنکر آذربائجان کو تاخت و تاراج سے برباد کر دیا ہے سلطان نے فوراً وزیر احمد پاشا کو فوج جرار دیکر روانہ کیا۔ جو باوجود موسم کے ناموافقت کے مخالف کو بہگاتا ہوا تبریز پہونچ گیا۔ اور طہماسپ کی فوج کثیر کو نواح تبریز مین تہ تیغ کیا قاسپ میرزا نے سلطان سے عرض کیا کہ اگر اسکو کچہہ فوج دیجائے تو اصفہان قم کاشان کی فتح سے جہان کہ شاہ طہماسپ کے خزائن محفوظ ہین دشمن کو سخت نقصان پہونچا سکتا ہے سلطان نے اسکی درخواست منظور کی اور کردون اور ایرانیون کی فوج قاسب میرزا کے ساتہہ کر دی اور خود دریائے فرات سے عبور کر کے حلب کو چلا گیا قاسب میرزا نے

بہتری عثمانیہ رعایا ہوتے ہی میں سمجھنے لگے تھے اور خود بخود سلیمان کی حمایت میں آنا قبول کر رہے تھے مراکو خلفائے سعدیین سے شیخ ابی عبد اللہ محمد سلطان کے برخلاف ونگین مار رہا تھا۔ اور حملہ کا خوف دے رہا تھا۔ سلطان نے ہرچند فہمایش کی لیکن باز نہ آیا آخر الجزائر کے چند سلطانی ملازمون کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

حملہ نوزدہم

پرتگیزون نے افریقہ کے گرد گھوم کر گزشتہ ۹۴۳ ہجری اسلامی ممالک کے بندرگاہون کو تاخت و تاراج کر دیا تھا اسی وجہ سے سلطان نے بیڑۂ جہازات بماتحتی سلیمان پاشا ہندوستان کو روانہ کیا تھا جسنے بحیرۂ عرب اور ہند مین پرتگالی بیڑہ کو ستواتر شکستین دیکر سواحل عرب کو کسیقدر محفوظ کر دیا تھا۔ لیکن پرتگیزون نے جنوبی ساحل عرب پر آفت برپا کر دی سنہ ۹۴۸ھ مین ۸۵ جہازون کے ساتھ بندر جدہ کو گھیر لیا۔ بہادر شریف مکہ ابونمی نے جہاد کا اعلان دیدیا اور مجاہدین کو خوراک اور سامان جنگ اپنی گرہ سے دیا اور نہایت بہادری سے مقابلہ کیا۔ اور چونکہ ترکون کا ارادہ حرمین شریفین پر قبضہ کرنے کا تھا اس لیے شریف مکہ کے ساتھ بہ اسقدر عرب مسلمان جمع ہوگئے کہ پرتگیزون کو پیچھا چھوڑانا مشکل ہوگیا۔ اور ناکام واپس کیے گئے لالچی یورپ کو یہ واقع بخوبی یاد رکھنا چاہیے کہ جبتک شریف مکہ بغیر سلطانی فوج کے ۸۵ جہازونکی پرتگیزی فوج کا مقابلہ کر سکا اور حرمین شریفین کو بچا سکا تو سلطانی فوج کی موجودگی اور روئے زمین کے مسلمانون کی عام ہمدردی کی موجودگی مین حجاز مین یورپ مین قدم کس طرح جم سکتے ہین اُسکے بعد پرتگیز تو اور نہ آئے مگر یمن کے مشائخ نے فساد کھڑا کر دیا جسکو سنہ ۹۶۲ھ مین سلطانی فوج نے فرو کیا۔

حملہ بستم

سلطان پوری توجہ پرتگرون کے استیصال کے لیے اس لیے نہ کر سکا کہ وہ ہسپانیہ کے برخلاف اعلی پیمانہ پر غزا کرنے والا تھا چنانچہ سنہ ۹۶۷ھ مین سنان پاشا کے ماتحت ایک زبردست بیڑا طرابلس کو روانہ کیا طرابلس اور مہدیہ کو چند سال پہلے بہادر جابالی پاشا نے بزور شمشیر ہسپانیہ کے عیسایون سے چھینا تھا اور عثمانیہ حمایت مین آگیا تھا یورپ کی تمام بحری طاقتون کے دوسو جنگی جہازون نے جزیرہ جربہ کو جو مہدیہ کے مقابل تھا فتح کر لیا اور مہدیہ اور طرابلس کے لیے تیاری کر رہے تھے کہ عثمانی بیڑہ نے کچھ جہاز غرق اور کچھ قید کر لیے باقی بحال تباہ اٹلی کو بھاگ گئے عثمانی امرا بیسے جہازات اور عیسائی سردار قید کرکے نہایت شان و شوکت سے واپس قسطنطنیہ ہوا۔

وطن کی یاد مین بیدل ہونا دوم قحط کا پڑنا اور موسم کی ناموافقت۔ سلطان سلیمان اعظم نے پہلے حملہ مین شاہ ایران کو خراسان کی طرف بھگا دیا۔ دار السلطنت پر قبضہ کر لیا۔ اور جاڑے مین بغداد فتح کیا۔ شاہ ایران نے نہایت عجز و الحاح سے درخواست صلح کی اور بغداد اور عراق سلطان کے تصرف مین رہا سلطان سلیمان نے اس حملہ میں باپ سے بڑھ کر فائدہ اٹھایا عراق کے قبضہ سے عرب سے ایران کا تعلق توڑ دیا۔ چونکہ حجاز اور یمن پہلے ہی عثمانی عملداری مین تھے اب فتح عراق سے کل عرب پر آل عثمان کا شاہی تصرف جم گیا اور ایران کی ترقی کو روک دیا۔ دوسرا حملہ طہماسپ میرزا کے لیے کیا گیا اس دفعہ بھی شاہ ایران بھاگ مگر قاسب میرزا لائق ثابت نہ ہوا۔ اور سلطان سلیمان کی مدد سے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکا اور خود سلطان سلیمان شائق غزای کفار تھا اور آسٹریا اور ہسپانیہ جیسے زبردست مخالف یورپ مین رکھتا تھا اور کئی کامیاب لڑائیاں عیسائیون سے لڑ چکا تھا۔ اس لیے وہ سلطان سلیم کی طرح زیادہ عرصہ یورپ سے غیر حاضر نہ رہ سکتا تھا۔ اور ایران کے جدید پرجوش شیعون کے مطیع و منقاد کرنے کے لیے ایک مدت درکار تھی۔ ان وجوہات سے سلیم اور سلیمان جیسے بہادر مستقل مزاج سلاطین ایران پر قبضہ نہ جما سکے علاوہ اس کے سلطان سلیمان جیسا پابند شرع سلطان شاہ ایران کی درخواست کو رد نہیں کر سکتا تھا جیسا کہ کامل فتح کے بعد اگلے حملہ مین ہی ہوا۔

حملہ ہفتم

شاہ طہماسپ نے جون ہی ہوش سنبھالی اور ترکون کے صدمہ کا زخم مندمل ہوا۔ عہد نامہ کو بالائے طاق رکھا اور عثمانی علاقہ کو لوٹنا شروع کیا اس لیے سلطان سلیمان سنہ ۹۶۰ ہجری مین فوج جرار لے کر روانہ ہوا اور دوان کو فتح کرتا ہوا نخجوان پہونچا جو اب شاہ ایران کا دار الحکومت تھا۔ شاہ طہماسپ تو بھاگ گیا۔ اور شہر پر عثمانی جھنڈا لہرانے لگا۔ سلطان سلیمان نے اس دفعہ طہماسپ کو عہد شکنی اور عثمانی رعایا کی ایذا رسانی سے غصہ مین آکر ایران کے قتل و غارت مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا بڑے بڑے شہر گرا دیے ملک اجاڑ دیا گیا۔ شاہ طہماسپ نے پھر بذریعہ ایلچی اپنے گذشتہ افعال سے ندامت ظاہر کی اور صلح کی درخواست کی صلح کے مکمل ہونے پر سلطان سلیمان قسطنطنیہ کو واپس ہوا۔

حملہ ہشتم

جبکہ تمام اسلامی دنیا مین سلطان سلیمان کا اسلامی جوش تسلیم کیا گیا تھا اور شمالی افریقہ کے مسلمان اپنی

کچھ پست کر تہا ور میر پوپاشا نے قلعہ کو چند روز مین فتح کرلیا۔ مگر سلطان شدت مرض اور کثرت بارش کے سبب بہت تکلیف اٹہا کر بسواری پالکی بلگریڈ پہونچا۔ اور وہان سے ملین واقعہ ہنگری مین وارد ہوا جہان ہنگری اور ٹیلونیا کا باجگذار شاہ سجسمنڈ پولی حاضر خدمت ہوکر ادب بجالایا یہان سے سلطان سرکش اقوام کو دباتا اور فتوحات کرتا ہوا اسگدروار (زیگیت) جو سابقہ حملات مین غیر مفتوح رہا تہا اسکو فتح کرنا چاہتا تہا۔ شہر کو پانچ دن کے قلیل عرصہ مین ترکون نے فتح کرلیا۔ مگر قلعہ جو آسمان سے باتین کرتا تہا۔ اور حصانت اور مضبوطی مین بے نظیر تہا۔ اور جسکی گرد دلدل دریائی محیط تہا وہان سرنگ لگانا اور حملہ کرنا مشکل تہا مگر ترکی انجنیرون نے سرنگین تیار کرلین اور دیوار کے قریب تک مورچے بنا کر لیے اور تین حملے بھی کیے گئے مگر فتح کی کوئی صورت نظر نہ آئی سلطان زیادہ بیمار اور کمزور ہوگیا جب زندگی سے مایوس ہوگیا۔ تو نہایت تضرع وزاری سے خداوند تعالی سے فتح قلعہ کے لیے دعا مانگی۔ اور اسکی دعا قبول ہوئی۔ سرنگ کے ذریعہ ایک بڑا برج اڑا دیا گیا۔ مگر فتح کے ساتھہ ہی شاہنشاہ سلیمان اعظم کی روح بھی اعلی علیین کو پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ فتح سلطان کی زندگی مین اور بقول بعض بعد وفات حاصل ہوئی دونون صورتون مین سلطان کی مجاہدانہ عظمت کی صریح دلیل ہے وہ شاہنشاہ اعظم کہ جسکی شوکت واقبال کا ڈنکا یورپ ایشیا افریقہ مین بج رہا تہا اور دنیا کی تمام آسائشین اسکو حاصل تہین ۷۲ سال کے عالم ضعیفی مین جبکہ وہ مرض نقرس سے چل پہر بہی نہین سکتا تہا۔ اور سخت بیمار اور کمزور تہا۔ اسطرح دار السلطنۃ اور محلات شاہی سے دور میدان جنگ مین اپنے جان باز سپاہیون کے ساتھ اپنی ذات کو راہ خدا مین قربان کرتا ہے۔ اور یہی ہمت و ثبات اور محبت جہاد تہی جسنے عثمانیہ سلطنت کو اسقدر مضبوط کردیا کہ یورپ کی متفقہ فوجون کو بارہا خشکی اور تری پر شکستین دیکر دکہلا دیا کہ اسلامی مجاہدین کا مقابلہ دنیا کی کوئی قوم نہین کرسکتی اسوقت ہسپانیہ اور پرتگال کا بحری جلال کمال پر تہا۔ اور جنیوا۔ پاپز۔ اٹلی کے جنگی بیڑے بہی کافی طاقت رکہتے تہے ریاست وینس مخالفون کی امداد کے لیے موجود تہی مگر ترکی امیر البحر خیر الدین پیالی طورغود سلیمان وغیرہ سے کہین بہی عہدہ برآ نہ ہوسکے اور جب غازی سلاطین عثمانیہ نے انکو افریقہ اور ایشیا مین کشورکشائی کا موقعہ نہ دیا تو دور دراز ممالک مین کہو لنے بنانے شروع کیے سلطان سلیمان کو اپنے بزرگون کی نسبت یورپ کی زیادہ قوی سلطنتون سے مقابلہ کرنا پڑا تہا مگر سلطان کا جہادی جوش ہمیشہ غالب آتا رہا اور تعمیل احکام شرعیہ سے مسلمانون کو اپنا گرویدہ بناتا رہا چونکہ ترکی فوج ممالک دشمن مین بزور آزما ہو رہی اور چند متفرق جگہہ لڑ رہی تہی اور سامنے دشمن بہی زبردست موجود تہا اس لیے عقلمند وزیر اعظم محمد پاشا نے سلطان کی

حملہ بست و یکم

شاہ ہسپانیہ نے فتح جربہ اور عیسائی بیڑہ کی شکست کی خبر سنکر چند عثمانی جزیرہ اور شہر تاراج کردیے اور اسکام مین زیادہ سرگرمی مالٹا کے نائٹون نے دکہائی جنہون نے ابہی چند سال پہلے سلطان سلیمان کی مروت سے تازہ زندگی پائی تہی اسلیے سلطان نے ۹۷۳ھ مین سنان پاشا امیر البحر کو ۱۸۱ جہازات دیکر معہ سپہ سالار مصطفے پاشا کے جزیرہ مالٹا کے لیے روانہ کیا۔ مالٹا کو نائٹون نے رہودس سے بہی زیادہ مستحکم کر رکہا ہوا تہا۔ اول قلعہ سنٹ المو کا محاصرہ ہوا۔ زمین سنگلاخ تہی سرنگ لگانا محال تہا مگر ۸ ہزار ترک کٹوا کر بزور شمشیر قلعہ سر کیا گیا۔ اور محصورین مین سے کوئی بہی زندہ نہ چہوڑا گیا۔ پہر دوسرے بڑے قلعہ کو محصور کیا۔ اور دس دفعہ حملے کیے گئے مگر ہر ایک دفعہ ترک پسپا کیے گئے اہل قلعہ نے بیچاری قیدیون کے سرون کو بڑی توپون مین بجائے گولون کے رکہہ کر ترکون پر فائر کیا۔ بیشمار ترک اس محاصرہ کے دوران مین حملہ کرنے کے وقت شہید ہوئے اور کوئی صورت فتح کی نہ نکلی۔ اور سسلی سے عیسائی مدد کے آنے کی بہی خبر مشہور ہوئی۔ اس لیے محاصرہ اُٹہا یا گیا۔ محاصرہ ڈانیا کے بعد سلیمان اعظم کو یہہ دوسری ناکامی تہی۔

حملہ بست و دوم

جب مالٹا کا محاصرہ بحری فوج نے کیا ہوا تہا خود سلطان بری فوج لے کر اسٹریا سے لڑ رہا تہا اور یہی وجہ تہی کہ فریڈ امداد مالٹا نہ بہیج سکا۔ سلطان نے قریباً تمام بڑے بڑے شہر فتح کرلیے اور عیسائیون نے دوچند خراج دیکر اطاعت قبول کی اور سلطان واپس ہوا۔

حملہ بست و سوم

نوجوان میکسمین ثانی قیصر جرمن نے تخت پر بیٹہتے ہی عہدنامہ کو بالائے طاق رکہا اور سلطانی علاقہ کے تاخت و تاراج کرنے لگا اور دو شہرون پر قبضہ بہی کرلیا۔ سلطان سلیمان اب ۷۵ سالہ بوڑہا ہوگیا تہا لیکن بوڑہاپے کے علاوہ درد نقرس مین مبتلا تہا۔ ٹخنے اور پاؤن کی انگلیون مین ورم ہوگیا تہا۔ اطبا نے سفر کو مضر بتایا اور منع کیا۔ مگر اس عاشق اسلام سلطان نے کہا کہ مین غزا و جہاد مین مرنا چاہتا ہون اسلیے ۹ شوال ۹۷۴ھ ہجری کو فوج کثیر لے کر روانہ ہوا۔ اور اسٹریا کے فتح ہونے مین اس دفعہ

مرحوم کے عہد تک کمال پر رہی اور جس خاندان کے مورث اعلی نے بحالت جلاوطنی ۵۰۰ سوار ونکے ساتھ روم مین
آکر پناہ لی تھی تین صدیون کے متواتر اتباع شریعت اور محبت جہاد فی سبیل اللہ سے دنیا کی سب سے زبردست
اور مسلمانون کے حقیقی سرپرست و احد سلطنت بن گئی ہر ایک قوم کی عزت و وقعت اسی جنگی عنصر پر موقوف ہے
اسکے ہوتے وہ تمام اندرونی حوادث سے ہی محفوظ نہین رہتی بلکہ بیرونی ممالک سے بہت کچھہ مالی فواید حاصل کر
سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ راقم نے سلطان سلیمان کے عہد کی انتظامی ترقیون مالی اصلاحون اجرائے قوانین
کا ذکر نہین کیا جسکی اگر تفصیل لکھی جائے تو ایک علیحدہ ضخیم کتاب مین بھی گنجایش نہین ہو سکتی ترقی علوم
مین سلطان سلیمان کی مساعی قابل مشکوری ہین تمام ممالک مین مدرسے جاری کیے بیش بہا دوامی
طور پر معافیات اوقاف معلمونکی تنخواہ اور طلبہ کے وظائف کے لیے مقرر کیے خاص مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً
مین مذاہب اربعہ کے لیے الگ چار مدرسے مقرر کیے ممالک مین علم توحید و تصوف کی تعلیم کے لیے
خانقاہین تعمیر کین - خاص حرمین شریفین مین کئی ایک تعمیرات قیمتی سے ادر ظاہری شان بڑہادی
بس جسطرح کہ سلطنت عثمانیہ کا اس سلطان کے وقت مین عروج ہوا - اسطرح کہہ سکتے ہین کہ اُس کے
مرنے سے ہی زوال شروع ہوگیا - گو اثر دیر سے نکلا ہو - بعد ازان سوا جزیرہ کریٹ اور سائپرس ٹیونس کے اور کوئی اضافہ نہین ہوا - گو وہ موجودہ ضعف مین قبضہ عثمانیہ مین نہین ہے سلطان
سلیمان کے بعد بہی اگرچہ کبہی کبہی ترک عالیشان فتوحات حاصل کرتے رہے لیکن وہ تمام معرکہ عموماً عثمانیہ
ممالک کے بچانے کی غرض سے تھے نہ کہ بڑہانے کے لیے چونکہ ہر ایک اپنے گہر کے بچانے کی کوشش کرتا ہے اور اکثر حالتون مین بچا
لیتا ہے اسطرح ترک عثمانیہ ممالک کے بچاؤ کے لیے اکثر لڑتے رہے اور دشمنون کا منہ موڑتے رہے
جب کبہی کوئی لائق سلطان ہوا یا کوئی بہادر سپہ سالار تو عثمانی عزت و وقار کو قائم رکہا - اور مسلمانون سے
پرجوش کام لیا ہان ترکی فوج ہر ایک عہد مین آبائی شجاعت کے ساتھہ ملک و قوم کی فدائی رہی ہے اور کوئی
نہ کوئی بہادر فوراً پیدا ہو رہی نکلتا رہا ہے اس سے آیندہ کا عہد عثمانیہ جسکو ہم عہد زوال سے تعبیر کرتے ہین بعض
سلاطین کی ظلم ہمتی عیاشی شرعی تقلید کی کمی کے سبب سے شروع ہوا اور عیسائی سلطنتین جو زمانہ کی سختی نرمی اٹہا کر
بہت کچھہ تجربہ حاصل کر چکی تہین عثمانیہ دربار کے غرور و عجب سے بہت کچھ فائدہ اُٹہا چکی تہین خود سلطان سلیمان
اعظم جسکی تعریف و لیاقت مین مورخین متفق اللفظ ہین ایک ایسی غلطی کا مرتکب ہوا کہ جو سلطنت عثمانیہ کے
لیے سوہان جان بن گئی یا یون کہو کہ اُس سے سلطنت عثمانیہ کی آزادی چہن گئی غدار اور رشوت خوار وزرا کی
ذریعہ یورپین سلطنتین دن بدن آگے ہی بڑہتی گئین اور عثمانیہ سلطنت کے ہاتہہ پاؤن باندہتی رہین
او فائدہ اُٹہاتی رہین -

موت کے اخفا مین اسقدر احتیاط کی کہ سلطانی اطبا کو بھی مروا ڈالا اور سلطان کی شدت مرض کو مشہور کر دیا فوج کو حسن خدمات کے صلہ مین انعام دینے شروع کیے امرا کی عزت افزائی اور ترقی مدارج کی گئی۔ اور لڑائی وغیرہ کے تمام فرمان بدستور جاری ہوتے رہے اور کسی سردار وغیرہ کو سلطان کے مرنے کی خبر نہ ہوئی مگر شاہزادہ سلیم کو جو کوتاہیہ مین گورنر تھا خفیہ طور سے اطلاع دی جو ۹ ربیع الاول ۹۷۵ھ ہجری کو بلا اطلاع قسطنطنیہ پہنچگیا اور تخت نشین ہوکر احکام جاری کیے اور دانا و منتظم وزیر اعظم محمد پاشا نے سلطان کی یوم وفات ۷ ماہ صفر ۹۷۵ھ سے لیکر برابر اسٹریلے سے لڑائی جاری رکھی اور کئی شہر فتح کرنے کے بعد فوج کو بلگریڈ کی طرف ہٹانا شروع کیا اور جبکہ قسطنطنیہ مین سلیم ثانی کی تخت نشینی کی خبر موصول ہوگئی تو سلطان کے فوت ہونے کی خبر ۴۸ روز بعد مشتہر کی گئی اور اسقدر عرصہ مین سلطان سلیم کے پہونچنے تک کوئی خلل نہ آنے دیا اسٹریا نے تین لاکھ ریال نقد دیکر ۸ سالہ میعادی صلح سلطان سلیم سے کر لی اور سلیم ثانی باپ کی لاش لیکر قسطنطنیہ کو روانہ ہوا۔ سلطان سلیمان ۴۶ سال کی سلطنت اور ۷۴ سال کی عمر مین فوت ہوا۔ دفن کرنے کے وقت حسب وصیت سلطان سلیمان علیہ الرحمۃ ایک کپڑے مین بندھا ہوا ایک کاغذ ساتھ قبر مین رکھنے لگے۔ شیخ الاسلام نے جو کاغذ پڑھا تو اس مین وہ چند سوال درج تھے جو سلیمان مرحوم نے اسی شیخ الاسلام ابو سعود العمادی سے پوچھے تھے اور اُنکے مقابل مین شیخ الاسلام کے جواب شرعی لکھے تھے اور اُنکے مطابق ہی سلطان مرحوم کاربند ہوتا رہا۔ دیندار سلطان کو چونکہ بازپرس آخرت پر یقین و اعتقاد واثق تھا اسی اپنی تسلی و بریت اور شفاعت کے لیے ایسا مخلصانہ فعل کیا تھا کہ دنیاوی سلطنت مین مینے جو بڑے بڑے کام کیے مین محض پیروی شریعت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے ہین جنکی صحت و سقم کا ذمہ وار شیخ الاسلام ہے سلیمان ایک بندہ فرمان قرآن واجب الاذعان تھا سلطنت رانی مین اُس نے کبھی غرور سلطانی اور تقاضائی نفسانی کو دخل نہین دیا۔ جائے غور ہے کہ سلیمان اعظم جیسا عظیم الشان سلطان جسکی شمشیر خارا شگاف سے یورپ ایشیا و افریقہ کانپ رہا تھا عذاب و عقاب اخروی سے کس قدر ترسان تھا۔ اور کسقدر زبردست عقیدہ رکھتا تھا۔ اور آج وہمی فلسفہ کے شیدا کیا گیا منکرانہ تاویلین کرتے ہین اور کس طرح احکام شریعت سے گریز اور اعتقاد عقبی سے انکار کر رہے ہین۔

تمام ترقیون کی جڑ جنگی طاقت ہے جس طاقت کے بل پر آج یورپ تمام دنیا کا ٹھیکہ دار بن رہا ہے صرف زر و دولت قومی عزت کا ذریعہ نہین ہوسکتی یورپ کے یہودی اور ایشیا کے پارسی اور ہندو کیا کم دولت نہین رکھتے مگر ان مین سے ایک قوم بھی جنگی طاقت کی عدم موجودگی کے سبب مقتدر قومون مین شمار نہین ہوتی کل کی بات ہے کہ گمنام جاپان جنگی طاقت کے سبب نامور ہوگیا ہے۔ مسلمانون کی طاقت سلطان سلیمان

فرانس کو ابہارا جاے اور تباہی سے بچاکر اسقدر طاقتور بنایا جاے کہ ہسپانیہ وغیرہ کی زبردست طاقتون کا مقابلہ کرسکے اور یورپین سلاطین کی طاقت کا وزن برابر رہے اور فرانس اور ہسپانیہ کی رقابت سے سلطنت عثمانیہ آیندہ فائدہ اُٹھاسکے یا فرانس سلطنت ہسپانیہ اور اُسکے مددگارون کو روک سکے اور یہہ چال اُسی قسم کی ہے کہ جسطرح برطانیہ کلان افغانستان سے برت رہی ہے اور تقویت پہنچارہی ہے مگر نتیجہ خدا کے اختیار مین ہے سلطان سلیمان نے تو اِس پولیٹیکل غرض سے یا محض شاہانہ فیاضی سے ایک قابل امداد سلطنت کو جو اب گور تک پہنچ چلی تھی فوجی امداد دیکر بچا لیا اور ان مراعات سے اُسکی مالی حالت کو تجارت کے ذریعہ جو بحیرۂ ہند سے لیکر بحیرۂ روم کے مغربی کنارہ تک عثمانیہ ملکون مین ہوتی تہی سمہال لیا۔ اور جسقدر تجارتی فوائد ہسپانیہ اور پرتگال کو نئی دنیا کے لمبے اور کٹھن سفرون حاصل ہوتے تہے وہ سلطان سلیمان نے اپنے دامن گرفتہ پروردہ فرانس کو پُرانی دنیا مین دیدیے جسمین یورپ کی کسی سلطنت کو دخل نہ تہا اور اگر محض دوست پروری تہی تو ایسی فیاضی کی مثال یورپ ہرگز پیش نہین کرسکتا ان شرائط سے فرانس کا اقتدار بڑہ گیا اُس کے کمزور بیڑے کو عثمانی حمایت کے سبب کوئی مخالف چہیڑ نہ سکتا تہا۔ اور وسیع سلطنت عثمانیہ مین فرانسیسیون کو خود فرانس سے زیادہ آرام دہ وسایل موجود تہے پس فرانس عثمانیہ طاقت کی آڑ مین تازہ زندگی پاکر اِس قدر تقویت حاصل کرچکا کہ وہ یورپ مین اپنی کہوئی عظمت کو دوبارہ قایم کرسکا۔ مگر یہی رعائتین جو فرانس کے لیے ذریعہ نجات اور زندگی ہوئین افسوس کہ سلطنت عثمانیہ کے لیے موجب زوال ہوئین سخت حیرانی ہے کہ تجارتی حقوق کے علاوہ مقدمات دیوانی اور فوجداری کے انفصال کا اختیار بھی فرانسیسی کونسل کو دیدینا سلیمان جیسے عقلمند سلطان نے کسطرح منظور کیا اور فلسطین مین مذہبی اختیار دیکر اسطرح سے۔ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند۔ کے خلاف عمل کیا۔ بات یہی ہے کہ مغرور سلطان نے کمزور فرانس کی ہستی کا کچھ خیال نہ کیا اور چالاک فرانس نے صرف مالی اور تجارتی حقوق ہی حاصل نہ کیے بلکہ سیاسی اور پولیٹیکل اختیارات بہی لے لیے جسکی تقلید دیگر سلاطین یورپ نے بہی بعد مین کی اور کم ہمت یا رشوت خوار دربار عثمانیہ یا بے سمجہ نادان سلاطین کو دہوکہ دیکر ہر ایک نے سلطنت عثمانیہ سے نفع اُٹھانے کی کوشش کی جسکی آج یہہ نوبت ہے کہ ہر ایک منافع والا کام یورپ کے ہاتھ مین ہے اور ہر ایک سفیر یورپ اپنے سفارت خانہ مین سلطان ترکی بنا بیٹھا ہے اور باغیون کے لیے ماوا و ملجا ہے اگر بظاہر تجارتی رعائتین ایسی ہی تہین جیسے کہ مقتدر شاہان مغلیہ نے ابتدا مین انگریزون کو دی تہین۔ اور عروج اقبال کے سبب ترک اور مغل کوئی بہی انجام کو نہ سوچ سکے اور آیندہ کی شدنی امور کی نتایج کو سمجھ ہی کون سکتا ہے ان مراعات سے عثمانیہ سلطنت کو پولیٹیکل فایدہ بہی کچھ نہ ہوا۔ اور فرانس نے کبھی بہی ہسپانیہ یا اسٹریا کے برخلاف

یہ غلطی جو سلطان سلیمان جیسے مدبر سے واقع ہوئی اُن رعایات ذیل کی بابت ہے جو کمزور فرانس کو دی گئین مراعات یہہ ہین۔

(۱) ترکی اور فرانس کی رعایا ایک دوسرے ملک مین آمد و رفت اور معمولی محصول دیکر تجارت کرسکتے ہین۔

(۲) شاہ فرانس ترکی مین جہان چاہے اپنا قونسل مقرر کرسکتا ہے اور وہی فرانسیسی رعایا کی باہمی تنازعات کا فیصلہ کرے گا سلطان حکام اور قاضی دخل نہین دینگے۔

(۳) اگر ترکی اور فرانسیسی رعایا کے مابین دیوانی مقدمہ ہوگا تو فرانسیسی مترجم کے سامنے پیش کیا جائیگا۔

(۴) فرانسیسی رعیت کے مقدمات فوجداری کا اخیر فیصلہ باب عالی کرے گا۔

(۵) شاہ فرانس کے تجارتی جہاز اور پونچانے وغیرہ سامان حرب محفوظ رہین گے اور بلا مرضی شاہ فرانس سلطان اُن سے کوئی کام نہین لے سکیگا۔

(۶) کسی فرانسیسی کے قرضہ کے ذمہ وار فرانسیسی قونسل یا کوئی اور فرانسیسی رعیت نہوگی اگر شاہ فرانس کے ملک مین وہ فرانسیسی ہوگا تو قرضہ بے باق کرادیا جائے گا۔

(۷) شاہ فرانس کی رعایا ترکی مین وصیت کرسکے گی۔ اگر بلا وصیت مرجائے تو اسکا جملہ مال و اسباب قونسل کی معرفت اُسکے ورثا کو پہنچا دیا جائے گا۔

(۸) فرانسیسیون کو ترکی مین کامل آزادی حاصل ہوگی انکو فلسطین کے مقدس مقامات مین اپنے مذہبی عہدہ دار مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اور اُنکے مکانات اور گرجے بشرط اطاعت و نیک چلنی کبھی ضبط نہ کیے جائین گے۔

(۹) اور یورپین سلطنتین جو باب عالی سے اتحاد نہین رکھتین فرانسیسی علم کے نیچے تمام ترکی سمندرون مین جہازرانی کرسکتی ہین اور فرانسیسیون کے زیر حمایت عثمانیہ ممالک مین آسکتی ہین۔

(۱۰) دونون پادشاہ ایک دوسرے کی رعایا کو غلام نہین بنائینگے۔

ان شرائط مین تمام فوائد مالی و ملکی فرانس کو دیے گئے جب سلطان سلیمان اعظم کی طاقت اور تدبر پر اور ساتھ ہی فرانس کی کمزور اور نیم بسمل حالت پر خیال کیا جاتا ہے تو اسقدر وسیع مراعات عطا کرنے کی وجوہات اور کچھ سمجھ مین نہین آسکتین کہ سلیمان سلطانی غرور سے اُسکے نتائج کو نہین سوچ سکا اور ایک ایسی زبردست سلطنت کہ جسکے قدمون پر فتح و نصرت قربان ہوتی ہو اور کوئی اسکے مقابلہ کی طاقت نرکھتا ہو ایک قلیل رحم و احسان پروردہ سلطنت کی نسبت کیا گمان کرسکتا ہے خصوص سلاطین اسلام جنکے پاک دل ہمیشہ نفاق اور بغض کے تعرض سے صاف رہے ہین ہان سلیمان کا یہہ پولیٹیکل خیال شاید ہوگا کہ (فرانس

کہ جسطرح اُسکے باپ سلیم کی شجاعت و لیاقت اُسکے دادا بایزید کی ذلت کا باعث ہوئی تھی وہی حالت پیش آنیوالی ہے
بن جبکہ بیگناہ مصطفےٰ فرط محبت سے سنگدل باپ کے خیمہ مین سلام کرنے کو داخل ہوا وہین بے رحم جلادون کے ہاتھ
سے قتل کیا گیا۔ اور اسی سلطانہ خرم کی شرارت سے دوسرا بیٹا بایزید اپنے بچاؤ کی تدبیر کرتا ہوا مارا گیا۔ اور
اسی طرح اُس روسی خاتون نے اپنے بطنی بیٹے سلیم ثانی کے لیے رستہ بالکل صاف کر لیا اور عثمانیہ خاندان
کے زوال کا بنیادی پتھر رکھدیا جو واقعات آیندہ سے ظاہر ہوگا۔

سلطان سلیمان کا دیوان کے جلسون مین باقاعدہ طور سے حاضر نہ ہوتا۔ اور بلا حصول تجربہ اعلیٰ عہدہ دینا
اور سلطان کے منظور نظر وزیر اعظم کا یہ خود غرضانہ عمل کہ اپنی بیش بہا جائداد کو کسی خانقاہ یا مسجد کے
نام وقف کرنا۔ اور اس جائداد وقف شدہ کا متولی اپنی اولاد کو بنانا اور آمدنی کا حصہ کثیر اپنی اولاد کے لیے
مخصوص کرنا جس کی تقلید بعد امرا بھی کرنے لگے یہی وجوہات زوال شمار کرتے ہین۔ لیکن تھوڑی سی
غور سے ہر ایک کا معقول جواب دیا جا سکتا ہے۔ ان باتون نے سلطنت عثمانیہ کو کوئی زیادہ نقصان
نہین پہنچایا۔ سلطان سلیمان اعظم کے جنگی کارنامہ بطور اختصار لکھے گئے ہین اُسکی ماتحت ۲۱ گورنمنٹین
(صوبجات تھے) (۱) رومیلیا جسمین دریائے ڈینوب کا تمام جنوبی علاقہ یونان تک داخل تھا (۲) مجمع
الجزائر (۳) الجیریا (۴) طرابلس و الغرب افریقہ (۵) اوفن جسمین ہنگری کے شہر شامل تھے (۶) متور
جسمین بنات ٹرنسلونیا۔ علاقہ مشرقی ہنگری داخل تھے (۷) اناطولیہ (ایشیائے کوچک) (۸)
کرمانیہ (۹) سیواس (۱۰) صول قدر علاقہ کوہ طارس (۱۱) طرابزون (۱۲) دیاربکر (۱۳)
وان جسمین علاقہ کردستان اور آرمینا شامل تھے۔ (۱۴) حلب (۱۵) دمشق (۱۶) مصر (۱۷)
حجاز جسمین مکہ مدینہ شامل ہے (۱۸) یمن و عدن جس کے ماتحت خلیج فارس و بحیرہ عرب اور شمال مغربی
ہندوستان کا ساحلی علاقہ بھی ہوتا تھا (۱۹) بغداد (۲۰) موصل (۲۱) بصرہ ان ۲۱ صوبون کے
گورنرون کا عزل و نصب وغیرہ سلطان کے ہاتھ مین تھا۔ اور صوبہ والیشیا۔ اور مالدیویا خراج نقد دیتے
تھے۔ اور خان کریمیا۔ اور شاہ گوسا۔ واقعہ بحیرہ اوٹریا تک لڑائی کے وقت فوج دیتے تھے اور
تمام وسیع ممالک کا انتظام مالی و ملکی نہایت ہی عمدہ کیا گیا تھا۔ اور اسی وجہ سے سلیمان اعظم کی آمدنی
کل روئے زمین کے سلاطین سے زیادہ تھی۔

اس سلطان کو تعمیرات کا بھی بہت شوق تھا۔ علم و فضل کا نہایت قدردان تھا۔ اس کے عہد مین سلطنت
عثمانیہ ترقی کے نصف النہار تک پہونچ گئی تھی جسکے بعد زوال شروع ہوگیا جسکی وجہ بعض سلاطین کا
مناہی و ملاہی مین پڑنا اور تقید شرعی کا چھوڑنا تھا جسکی وجہ سے اسلامی جوش کم ہوگیا اور عیاشی کا شوق

جو اسوقت ترکون کے زبردست دشمن تھے مدوندی سلیمان اعظم کے بیٹے سلیم ثانی نے ہرچند فرانس کو اشریا کے برخلاف ہتھیار اٹھانے کو کہا مگر کامیاب نہوا فتح قبرص کے ایام مین فرانسیسی بیڑے کو بھی اپنے محسن عثمانیہ کی تقلید مین ہاتھہ پاؤن ہلانے کو کہا گیا۔ مگر فرانس کے دیکھتے دیکھتے ہسپانیہ جنیوا۔ نیپلز۔ اٹلی۔ وینس۔ کے متحدہ بیڑے نے عثمانیہ بیڑے کو غارت کردیا جسکا ذکر سلطان سلیم کے حال مین لکھا جائیگا۔ اسوقت بھی فرانس کی دوستی کچھ کام نہ آئی۔ اور یہی چال فرانس بعد مین چلتا رہا۔ یہہ روایت بھی قابل تسلیم نہین ہوسکتی کہ فرانس کے پاس کوئی جنگی جہاز نہ تھا جبکہ اسکے تجارتی جہازون کی تعداد ایک ہزار بیان کی جاتی ہے جو سلطان سلیم ثانی کے اور اسکے بعد عثمانیہ ممالک کے سواحل بحریہ تجارت سے مالامال ہورہے تھے اس لیے فرانس سے جنگی امداد کی امید فضول تھی ہان یہ نتیجہ ضرور نکلا کہ ہسپانیہ کی ترقی کو فرانس مین روک دیا اور ایک زبردست مخالف کی طاقت کو محدود کردیا۔ اگر ہسپانیہ فرانس پر تصرف کرلیتا جو بالکل قرین قیاس تھا۔ تو ہسپانیہ عیسائی دنیا کا واحد شہنشاہ تسلیم کیا جاتا جو عثمانیہ سلطنت کے لیے سخت خطرناک تھا۔ ان وجوہات کے سوا اور کوئی وجہ خیال مین نہین آسکتی۔ کہ سلیمان اعظم جیسے ممتاز سلطان کو جسنے اپنے لائق اور بہادر بیٹے مصطفے کو صرف اس وہم سے اپنے روبرو صرو اڈالا تھا۔ کہ بیٹے کی بہادرانہ ہردل عزیزی کہین بایزید ثانی اور سلیم اول والا ہی نقشہ نکھاوے اور دوسرے بیٹے بایزید کو بھی اسی خیال سے محبت پدری کو خیرباد کہکر قتل کروا دیا تھا۔ فرانس کو اسقدر وسیع اعتبارات کیون دیدیے خیر کوئی وجہ ہو چونکہ بعد مین نتیجہ خراب نکلا سلطان اعظم کا یہ فعل اعتراض سے خالی نہین ہوسکتا۔

صرف یہی یورپ مین نفوذ ہی عہد سلیمانی کے مضر یادگار نہین بلکہ رشوت کا رواج بھی اسی عہد مین ہوا۔ جسکا بانی سلطان سلیمان کا داماد رستم پاشا بیان کیاجاتا ہے۔ جو اپنی ساس سلطانہ خرم کے زور پر جسکو سلطان سلیمان کی طبیعت پر وہی اقتدار تھا۔ جو نورجہان بیگم کو جہانگیر شاہ دہلی پر تھا بچتا رہا۔ صورت وسیرت جوڑ توڑ مین دونو بیگمات برابر تھین جسطرح نورجہان نے جہانگیر کو شہریار کے سوا باقی بیٹون کا مخالف کردیا تھا۔ اسیطرح سلطانہ خورم نے اپنے بطنی فرزند سلطان سلیم ثانی کی ولیعہدی کے لیے سلیمان کے باقی بیٹون کو مقہور کرادیا مگر نورجہان تو اپنے منصوبہ مین کامیاب نہ ہوسکی اور سلطانہ خرم کو کامیابی حاصل ہوگئی جو سلطان کی تندخوئی جابر طبیعت کا نتیجہ تھا۔

سلطانہ خورم دراصل ایک روسی کنیز تھی جسنے اپنی اعلی درجہ کی خوبصورتی سلیقہ شعاری فرزانگی سے سلطان کی مزاج پر قابو پایا ہوا تھا۔ اور دونون بڑے بیٹون مصطفے اور بایزید کی طرف سے سلطان کو اسقدر بدگمان کردیا تھا کہ شاہزادہ مصطفے کی شجاعت ولیاقت اور فوج مین ہردلعزیز ہونا دیکھکر خیال کرلیا

جلدی پوری ہو سکتی ہے ترکی کو صرف سلاطین کے استقلال مزاج اور شاہانہ ہمت اور ذاتی شجاعت کی ضرورت ہے ورنہ یورپ کی گیدڑ بھبکیوں سے ترکی کا کچھ نقصان نہیں ہو سکتا۔ رہا دست بدستی مقابلہ سو اس کی بھی ہمارے زمانہ کے سلطان عبد الحمید خان طال اللہ عمرہٗ نے سابقہ تلافی کر لی ہے اور وہ خشکی میں یورپ کی کسی سلطنت سے مغلوب نہیں ہو سکتا جسکا ذکر سلطان عبد الحمید خان کے حال میں لکھا جائیگا۔

سلطان سلیم ثانی

سلطان سلیم ثانی اپنی والدہ سلطانہ خورم کی کارستانیوں سے عثمانیہ سلطنت کا ایک اور وارث بلا مقابلہ رہ گیا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد ۹۷۴ھ میں تخت نشین ہوا۔ یہ عثمانیہ خاندان کا پہلا سلطان ہے جس نے علانیہ شراب خواری کا ارتکاب کیا جسکی تقلید فوج نے بھی کی اور اسلامی نور جو فتوحات کثیرہ کا باعث ہوتا تھا ماند پڑ گیا۔ اسی مخموری کی وجہ سے عیسائی طاقتیں برابری کا دم بھرنے لگیں ذیکات کی فتح کے بعد اسٹیریا سے تو آٹھ سالہ میعادی صلح ہو گئی تھی۔ اور چند فتوحات کا باعث وہ تجربہ کار بہادر تھے جنہوں نے عرصہ دراز تک سلیمان جیسے شجاع ترین مجاہد فی سبیل اللہ کے زیر تربیت رہ کر بیسیوں معرکوں میں اسلامی شمشیر کے جوہر دکھائے ہوئے تھے۔ اور سلیم ثانی کو محمد پاشا جیسا مدبر فرزانہ خیر خواہ ملک و قوم وزیر اعظم ملا ہوا تھا جسنے سلیمان کی مردہ لاش سے ۴۸ روز وہی کام لیں دار الحرب میں لیا تھا۔ جو خود بہادر اور منتظم سلیمان اپنی زندگی میں لیا کرتا تھا۔ اور دشمن سے برابر لڑائی جاری رکھی۔ اور فتوحات بھی حاصل کیں۔ سلیم اس وزیر کی عزت کرتا تھا۔ اور اسکی رائے پر چلتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سلطان کی مخموری کا اثر انتظام ملک پر نہ پڑا۔ حضرو سلطان کی نالائقی کے سبب عثمانیہ ترقی رک گئی مگر فتح قبرس اور ٹیونس سلیم کے عہد کے عظیم الشان واقعات میں جو بہادر سپہ سالاروں کی کاروائی اور فوج کی جنگی جہاد کا نتیجہ تھا خود سلیم کسی مہم میں کبھی شامل نہ ہوا۔

فتح سائپرس (قبرس)

یہ جزیرہ ریاست وینس کے زیر حمایت تھا پہلے مدت تک مملوک سلاطین مصر کو اسکا خراج ملتا رہا اور سلطان سلیم اول کے عہد سے قسطنطنیہ آتا تھا۔ مگر ریاست وینس سلطان سلیمان کے عہد میں ہسپانیہ وغیرہ کے ساتھ ملکر مخالفانہ کارروائی کر چکی تھی۔ اور سائپرس والے بھی کئی دفعہ سرکشی کے مورد ہو چکے اور حال تک ایسے عظیم الشان وسیع زرخیز جزیرہ کا عیسائیوں کے تصرف میں رہنا دوامی مشکلات کا مرکز بنا

...ہ گیا اور رعایا بھی بقول اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ سست ہو گئی۔

...ابقہ سلاطین شایق غزا و جہاد شمشیر زن کشور کشا مرد میدان تھے سلیمان کے بعد شراب خوری شہوت پرستی و کم ہمتی سلاطین کا خاصہ ہو گیا۔ جنگ و جدل کا دارمدار عموماً وزرا پر چھوڑ دیا گیا۔ جو دو تین پشت تک تو سلیمان اعظم کے تربیت یافتہ تھے عثمانیہ شوکت کو قائم رکھتے رہے اور بعد میں بھی عثمانیہ خاندان کی خوش قسمتی سے ہر ایک عہد میں کوئی نکوئی ایسا عثمانی جرنیل نکلتا رہا جو سلطنت کی وقار کو سنبھالے رہا۔ ضرور سلیمان کے بعد بھی ...ند ایسے سلطان تخت نشین ہوئے ہیں کہ جن کی رگون میں اپنے بہادر فاتح بزرگون کا خون جوش مارتا تھا۔

...ر بعض نالائق سلاطین کی کم ہمتی بزدلی سے فوج خصوصاً ینگچری ایسے لالچی فتنہ پرداز ہو گئے تھے کہ کئی لائق ...زرا بلکہ بعض و غمو سلاطین کی ذلیل موت کا باعث ہوئے۔

یہہ تمام خرابی معدوم تقلید شرعی کے سبب سے پیدا ہوئی سلیمان اعظم کے عہد تک جملہ سلاطین عثمانیہ پکے مسلمان پابند قرآن۔ اور بہ تقلید صحابہ کرام ترقی اسلام کے خواہان تھے اس لیے فوج و رعایا بھی ایسے دیندار سلاطین کو اُولُو الْاَمْرِ مِنْکُمْ جانتے اور چونکہ وہ خود مقتدر بہادر تھے فوج کو سرتابی کرنے کی مجال نہ ہوتی تھی۔ اور سلیمان کے جانشینون مین یہہ اسلامی اوصاف بہت کم موجود تھے اس لیے نہ تو دشمنون پر اثر ڈال سکے اور نہ فوج کو قابو رکھ سکے جسکا نتیجہ زوال ہوا۔

...یندہ کے حالات سے فوج ینگچری کا تمرد سخت رنجیدہ ہو گا۔ لیکن گو بعض دفعہ محض لالچ و خود غرضی کو بھی کام ...ین لایا گیا۔ لیکن عموماً سلاطین کی معزولی اور وزرائی سلطنت کے قتل کے واقعات محض قومی جوش سے پیدا ہوئے۔ جب یہ دیکھا گیا کہ سلطان عیاش ورنہ سلطنت کا کام نہیں سنبھال سکتا تو معزول کیا گیا۔ جب کوئی وزیر یا سپہ سالار مفید سلطنت نہ نکلا تہ تیغ کیا گیا۔ اور یہہ خیال اس بات کی قوی دلیل ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی خیر خواہی عموماً مدنظر ہوتی تھی۔ مخالفت صرف نکمے سلاطین اور ارکان سلطنت سے ہوتی تھی ...کوئی لائق بہادر سلطان یا سپہ سالار وزیر اعظم پیدا ہوا ترکون نے فتوحات کا تار باندہ دیا اور تمام اگلی ...ی کسر نکال لی۔ اس لیے اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ مسلمانون مین ترک ہون یا عجم قومی جوش اور ...طن مذہبی سرفروشی کا مادہ اور قومون سے بڑھا رہا ہے نقص صرف شاہان اسلام و جرنیلون کا ہے ...ر کوئی ان سے کام لینے والا ہو۔ تو ہر زمانہ مین اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کے برابر ہی اُولُو الْاَمْرِ مِنْکُمْ پر جانین قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہین۔ اور شجاعت و بسالت مین ترک و عجم و فرد ہین۔ اسی وجہ سے سلطنت عثمانیہ آج تک یورپ کے محسود سلاطین مین اترائی چلی آتی ہے ...ان کا قومی جلال اور خاندان عثمانیہ سے دلی محبت و خلوص یورپ کی مراد پوری نہین ہونے دیتا اور

اور باقی عثمانی جہازون نے خاص عیسائی قلب پر حملہ کیا اور خود بہادر کپتان پاشا نے سپہ سالار ڈان جان کے جہاز پر حملہ کیا اور ایک گھنٹہ تک سخت گھسان کی لڑائی ہوتی رہی کہ اسی اثنا مین کپتان پاشا جو خود لڑائی مین حصہ لے رہا تھا اور غیر محتاطی سے کام کر رہا تھا ایک گولہ کی ضرب سے شہید ہو گیا اور عیسائی کود کر کپتان پاشا کے جہاز مین آگئے اور اُسکا سر کاٹ کر نیزہ پر بلند کر دیا۔ جس کو دیکھہ کر ترکونکی ہمت ٹوٹ گئی اور شکست کھائی ۱۳۰ ترکی جہاز گرفتار کیے گئے اور ۹۴ جلائے گئے اور تیس ہزار ترک ہلاک ہوئے عیسائیون کے صرف پندرہ جہاز اور آٹھہ ہزار آدمی ضائع ہوئے۔ اس معرکہ سے ترکون کا فاتحانہ رعب یورپ کے دلون سے اُٹھہ گیا۔ اور یورپ کو ثابت ہو گیا۔ کہ اگر یورپ کا باہمی اتفاق ہو تو ترکون پر فتح پانا اور یورپ سے نکال دینا کچھہ مشکل نہین پس ہمارے نزدیک شکست لیپانٹو سے ہی عثمانیہ سلطنت کے زوال کی تاریخ شمار ہونی چاہیے جسکے بعد عیسائیون کے حوصلے بڑہ گئے اور ترک جارحانہ حملات کے عوض عموماً صرف مدافعانہ پہلو پر رہ گئے۔ جیسا کہ حالات آیندہ سے ظاہر ہوگا۔

بیڑے کی تباہی اور شکست کی خبر سُنکر سلطان سلیم ثانی کا بہی نشہ کافور ہو گیا۔ مارے غم تین رات دن کہانا نہ کہایا اور تمام ہمت جدید جہازون کے بنوانے اور تکمیل بیڑے پر صرف کی اور سات ماہ کے عرصہ مین ۱۵۰ جدید جنگی جہاز قسطنطنیہ کے کارخانون سے تیار ہو کر سمندر مین ڈلوائے گئے اور امیر البحر الوج علی ۲۵۰ جہازون کا زبردست بیڑا لے کر آبنائے دار ڈنیلز سے نکلا یونان کے مغربی سمندر مین عیسائی بیڑے سے مقابلہ ہوا ہر چند عیسائیون نے کوشش کی لیکن الوج علی کو یونان کے مغربی سواحل سے نہ نکال سکے۔ اور نہ کوئی شہر عثمانیہ سلطنت کا فتح کر سکے مدبر اور تجربہ کار امیر البحر الوج علی جانتا تھا کہ یورپ کی مختلف قومون کا زیادہ عرصہ تک متفق ہو کر مقابلہ کرنا اور ایک طویل جنگ کو جاری رکہنا مشکل ہوگا اس لیے وہ دانستہ لڑائی کو طول دے رہا تھا چنانچہ نتیجہ حسب مراد نکلا۔ عیسائیون نے کوئی جنگی کامیابی بہی حاصل نہ کی تہی اور وسیع اور متعدد سلطنت عثمانیہ کے ساتھہ ایک طولانی جنگ کا اجرا بعض چھوٹی چھوٹی ریاستون کے لیے وبال جان تہا علاوہ اس کے وینس و ہسپانیہ مین بہی کدورت پیدا ہو گئی تھی اسلیے ریاست وینس نے جسکا علاقہ لڑائی سے برباد ہو رہا تہا اور ترکون کی ہمسائگت کے سبب اسکو زیادہ خطرات کا سامنا تہا اُس نے فرانس کے سفیر کے ذریعہ تیس لاکہہ ڈیوکٹ نقد بطور تاوان اور دگنا خراج دینا منظور کیا اور جزیرہ قبرس کا دعوی بہی چھوڑ دیا جس سے عثمانیہ سلطنت کا سکہ پہر جم بیٹھہ گیا۔ مگر یہ سب کچھہ وزیر اعظم محمد صقلی کی تدبیر و ہمت کا نتیجہ تہا جسنے لیپانٹو کی شکست سے عیسائیون کو کوئی مادی فائدہ نہ پہنچنے دیا اور چند ماہ مین زبردست بیڑہ تیار کر کے دشمن کی قوت کو توڑ دیا۔ اور ترکون کا بحری

تہا پہلے ۹۷۸ ہجری مین ۳۶۰ جہازات مصطفے پاشا کی سرکردگی مین روانہ کیے گئے اور شہر لفقوسیہ دار السلطنت سائپرس کو ایک ماہ کے سخت محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ یہان جسقدر عیسائی مشہور سردار مارے گئے تہے اُنکے سر کاٹ کر چاندی کے طشتون مین رکھکر قلعہ کرینہ والون کو دکھلائے گئے جنہون نے خوف زدہ ہوکر امان لیکر قلعہ حوالہ کر دیا۔ اور وہ چہوڑ دیے گئے اور پہر قلعہ ماغوسہ کا محاصرہ کیا گیا جسکے گرد ۱۰ گز چوڑی اور ۲۹ گز گہری خندق کہودی ہوئی تہی اور قلعہ پر ۲۴۷ توپین نصب تہین بندوقون کا کوئی شمار نہ تہا۔ علاوہ اس کے دیگر سامان آتشین اور آلات جنگ کی مقدار کثیر موجود تہین محصورین کی سخت آتشبازی نے مسلمانون کو سخت نقصان پہونچایا مگر ترکون کی ثابت قدمی اعلیٰ مہارت جنگی اور بے نظیر شجاعت کے سامنے قلعہ کا استحکام اور بیشمار آتش بار سامان کچھ کام نہ آسکا۔ اور یورپ کی امداد سے ناامید ہوکر امان لیکر قلعہ حوالے مصطفے پاشا کر دیا۔ اور محصورین مین کچہ تو یورپ کو چلے گئے اور باقی رعایائے عثمانیہ بنکر رہ گئے اور تمام جزیرہ پر عثمانی جہنڈا لہرانے لگا۔

عثمانی بیڑے کی شکست اور فتح

سائپرس کی فتح سے پوپ روم کو یورپ کے بہڑکانے کا موقع مل گیا۔ اور ہسپانیہ۔ وینس۔ جنوا۔ مالٹا۔ اٹلی نیپلز کی تمام یورپین بحری طاقتون کو ترکون کے برخلاف متحد کر لیا تہا اس لیے فتح سائپرس کے بعد عثمانیہ بیڑے نے مجمع الجزائر کی طرف رخ کیا اور جزیرہ کہمایہ فتح کر لیا۔ اور جزیرہ کور فو تاراج کر دیا۔ یہہ دونون جزیرے ریاست وینس کے ماتحت تہے۔ اور اسیطرح جزیرہ کریٹ۔ زانتی۔ سفلونیا۔ ناو آرینو کو لوٹ لیا۔ اور لنگنو اور انٹی واری کو فتح کر لیا۔ چونکہ ابہی عیسائی بیڑا جمع نہین ہوا تہا۔ اس لیے عثمانیہ بیڑے کے مقابل کوئی نہ ہوا۔ وزیر پرتو پاشا نے جہازات کو مختلف بندرون اور جزیرون مین متفرق کر دیا۔ اور خود مال غنیمت سے بہر پور جہازون کے ساتھ واپس ہوا۔ ابہی خلیج کارنتہ مین ہی لیکر انداز تہے کہ عیسائی متفقہ بیڑا مسینا سے نکلکر جزیرہ سفالونیا سے آگے بڑہا۔ یہہ خبر سُنکر تو پاشا اور آلوچ علی نے کپتان پاشا موذن زادہ علی کو تا تکمیل بیڑہ حملہ سے روکنا چاہا مگر کپتان پاشا جو نہایت متہور تہا اُسنے اس تدبیر احتیاطی کو منظور نہ کیا۔ اور خلیج سے باہر نکلکر لیپانٹو کے قریب صف آرا ہوا۔ عیسائی بیڑے کا افسر ڈان جان شاہ ہسپانیہ کا حرامی بیٹا تہا جو کئی معرکون مین نام پا چکا تہا۔ ڈان جان نے اپنا جہاز اور دو اور امیرون کے جہاز حملہ کے لیے آگے بڑہائے جسکے مقابلہ کے لیے ادہر سے بہی خود کپتان پاشا معہ پرتو پاشا اور خزانچی کے تین جہاز لے کر مقابلہ کو نکلا۔ اور لڑائی شروع ہو گئی۔

پر حملہ آور ہوا۔ قلعہ حلق الواد (غولط) گھیر لیا یہ قلعہ نہایت مضبوط تھا صرف خندق ہی ۶۰ گز گہری تھی جسکو کمال محنت سے بھر دیا گیا۔ فریقین نے خوب داد شجاعت دی۔ مگر آخر بہادر وزیر نے حملہ کرکے بزور شمشیر ۲۴ یوم کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا تعجب ہے کہ یہ قلعہ ہسپانیہ والون نے ۴۳ سال کے عرصہ مین مضبوط کیا تھا۔ اور ترکون نے ۳۴ روز مین فتح کر لیا۔ فتح کے بعد قلعہ گرا دیا گیا۔ اور پھر ٹیونس کے قریب دوسرے قلعہ کو بھی سخت جنگ کے بعد فتح کیا۔ اور وہان کے عیسائی حاکم اور مسلمان فرمانروی حفصی کو قید کرکے قسطنطنیہ واپس ہوا۔ اور ٹیونس عثمانیہ سلطنت مین شامل ہوگیا۔ اور سلطنت آل حفصی کا ۳۷۸ سال کے بعد خاتمہ ہوا۔

سلیم کے عہد مین ایران سے لڑائی نہ ہوئی جسکی وجہ یہہ تھی کہ ایران سلیم اول اور سلیمان اعظم کے ہاتھون ایسے مکرر صدمات اُٹھا چکا تھا کہ جلدی عہد شکنی کی طاقت نہ رکھتا تھا یمن علیان سکنائے جزیرہ دجلہ و فرات کا درمیانی علاقہ نے سلیم کی تخت نشینی کے بعد ہی بغاوت کی تھی جو جلد فرو کی گئی اور یمن کے باغی سردار مطاہر کو عثمان پاشا اور سنان پاشا نے مغلوب کرکے یمن مین عثمانی رعب جما دیا۔

اسٹریا کے ساتھہ بدستور صلح رہی۔ ہنگری۔ ٹرانسلوینیا۔ ماٹوبویا خاص شرائط پر باج گذار رہے ماٹوبویا کا حاکم بغدان پولنڈ کے سجسمنڈ کی سازش سے باغی ہوا مگر شکست کہا کر روس کو بہاگ گیا اور زار اور روس نے دربار عثمانیہ کے خوش کرنے کے لیے عیسائی اخوت اور انسانی مروت کو خیرباد کہکر پناہ یافتہ بغدان کو قتل کرا دیا عجب شان آلہی ہے کہ ایک وقت روس سلطان ترکی سے اسقدر مرعوب تھا کہ ایک عیسائی والی ریاست کو پناہ دینے سے کانپتا تھا۔ اور آج خاص رعایائے سلطانی کو بحالت امن و امان آزادی دلانے کے لیے شمشیر بکف ہوتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار وزیر محمد سقلی نے ایک ایسی تجویز نکالی تھی کہ اگر وہ پوری ہو جاتی تو اُسکی ترقی رُک جاتی۔ کریمیا اور زیراف تو ترکون کی ماتحت ہی تھے۔ دریائے ولگا اور ڈان کا درمیانی فاصلہ الگ جگہہ صرف ۳۰ میل رہ جاتا ہے وزیر مذکور نے یہان ایک نہر کھدوا کر دونون دریاؤن کو ملانا چاہا اگر یہہ نہر کھد جاتی تو عثمانی بیڑہ قسطنطنیہ سے روانہ ہوکر بحیرۂ اسود بحیرۂ زیراف اور دریائے ڈان سے گذر کر نہر مذکور کے رستہ دریائے ولگا مین داخل ہو سکتا اور پھر آسانی کے ساتھہ کسپین مین گھوم سکتا اس سے صرف ایران پر ہی اقتدار جمانے مین سہولت نہ ہوتی بلکہ استرخان اور ساحل ولگا کا تمام تاتاری علاقہ سلاطین عثمانیہ کے زیر حمایت آ جاتا اور روس کو مشرق کیطرف بڑہنے کا موقعہ نہ رہتا وزیر محمد سقلی نے اس مہم کا دارمدار زیادہ تر کریمیا اور تاتاری فوجون پر رکہا اور استرخان کا فتح کرنا مدنظر رکھا گیا جو ابھی چند سال پہلے زار ایوان نے فتح کیا تھا اس مہم مین

اقتدا بدستور قائم کر دیا۔

فتح ٹیونس

سلطان سلیم ثانی کے عہد کا دوسرا واقعہ فتح ٹیونس ہے۔ ٹیونس مین سنہ ٦٢٦ ہجری سے آل حفص حکمران تہی جو سلطنت موحدین مراکو کی ایک شاخ تہی۔ خاندان عبد المومن کے زوال پر ٹیونس ایک مستقل سلطنت ہوگئی اور خشکی و تری مین اُسکی شان و شوکت کا سکہ بیٹھ گیا۔ ہسپانیہ کی نوخیز عیسائی سلطنت اور سسلی و اٹلی کے بیڑون کو تباہ کرتے رہے آخر جسطرح اور مسلمان خاندان برباد ہوئے ہین اسیطرح یہان بہی آل حفص مین اختلاف پڑا۔ اور ایک دوسرے کے برخلاف عیسائیون سے مدد لینے لگے نتیجہ وہی نکلا جو حکیم مطلق قادر لایزال نے اپنی پاک کتاب مین بطور قاعدہ کلیہ فرما دیا ہوا تہا۔ "اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا" یعنے جو لوگ مسلمانون کو چہوڑ کر کفار سے بامید امداد اتحاد کرتے ہین اور کفار کی دوستی سے عزت کی امید رکھتے ہین انکو کفار سے کبہی فائدہ نہین ہوگا۔ عیسائی جو سرزمین ٹیونس مین قدم نہین رکہہ سکتے تہے خود مسلمانون کی حماقت سے مدد کے بہانہ سے آنے لگے اور رفتہ رفتہ غاصبانہ قدم جمانے لگے نوبت یہان تک پہنچ گئی۔ کہ مسلمانون کا قتل و غارت اور ننگ ناموس کی بربادی عام طور سے ہونے لگی۔ سلطان سلیمان کے عہد مین امیر البحر خیر الدین پاشا والی الجزائر نے محض اپنے قوت بازو سے ٹیونس کو فتح کر لیا۔ لیکن محمد حفصی والی ٹیونس نے ہسپانیہ سے مدد طلب کی اور چونکہ ابہی خیر الدین کو سلطنت عثمانیہ سے کوئی مدد نہین ملی تہی اس لیے سخت مقابلے کے بعد ٹیونس سے چلا گیا اور ہسپانیہ والون نے ٹیونس کو خیر الدین سے تو چہوڑ لیا لیکن خود "سے چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی" کا مصداق بنکر ٹیونس کے ہضم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور بظاہر ٹیونس کی حفاظت کے بہانہ سے ایک نہایت مضبوط قلعہ حلق الواد نام تعمیر کر لیا۔ اور اپنا جنگی ہیڈ کوارٹر بنا کر ٹیونس کے بے سمجہ فرمان روا کی آزادی کو اُڑا دیا اور ساحل ٹیونس کو عیسائیون کی واحد ملکیت بنا دیا جسکی طفیل اسلامی جزیرون اور جہازون پر آفت لاتے رہے اب سلطان سلیم ثانی کے عہد مین سنہ ٩٨٢ ہجری جبکہ سلطانی جدید بیڑے نے بہادر آوج علی کے ماتحت یونان کے مغربی سواحل پر یورپ کے متفقہ بیڑے کا غرور فتح لیپانٹو کو مٹا دیا اور ہسپانیہ کے کمزور رفقا کا حوصلہ توڑ دیا مدبر وزیر اعظم محمد صقلی کی تجویز سے سلطان نے دشمن کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھانیکا موقع غنیمت جانکر مشہور جنرل سنان پاشا اور امیر البحر اوچ علی پاشا۔ ۳۰۰ جنگی جہازون کا بیڑا لیکر ٹیونس

(۲) جو فرانسیسی مال و اسباب ترکی علاقہ مین لوٹا گیا ہو اسکا معاوضہ دینے اور لوٹنے والون کو سزا دینے کا سلطان نے وعدہ کیا۔ جو اسوقت محض ترکی تجارت اور آسایش ملک کے لیے بخیال ؎

نکو دار بازارگان و رسول — اگر بایدت نام نیکو قبول

شہنشاہ کہ بازارگان را بخست — در خیر بر شہر و لشکر ببست

تھی مگر آج یہی شرط سلطنت عثمانیہ کے لیے وبال جان ہو رہی ہے (۳) ترکی بحری فوج کو فرانسیسی جہازون کی حفاظت۔ امداد بلکہ مرمت تک حکم دیا گیا۔ اور سب طرح سے فرانس کی تجارت اور بحری طاقت دشمنون سے محفوظ رہ کر عروج پکڑنے لگی۔ مگر احسان فراموش فرانس کبھی بھی بلا مطلب دوستانہ مخلصانہ امداد نکرسکا اور مسلمانون کا کسی عیسائی طاقت سے خلوص دلی کی امید رکھنا بھی بالکل فضول ہے جیسا کہ آیندہ واقعات سے ثابت ہوگا۔

سُلطان مراد ثالث

سلطان سلیم ثانی کی وفات کے وقت اُسکا بیٹا مراد ثالث منیسا مین گورنر تہا۔ اس لیے سلیم کی وفات کو گیارہ روز تک خفا کیا گیا۔ عربی تاریخون مین اُسکی نسبت لکھا ہے "ولم ینقل عنه انه صدر منه شئ من الکبائر یعنے اُس سے کبھی کوئی گناہ کبیرہ صادر نہین ہوا۔ علم و فضل مین بھی بزرگون سے بڑھا ہوا تہا اور سلیم ثانی کیوقت جو شراب خوری کا عام رواج ہوگیا اُسکو بند کیا ہان عورتون کا سلطان کی مزاج مین دخل ہوگیا۔ مگر شاہان یورپ بھی اس مرض سے پاک نہین فرق یہ ہے کہ شاہان یورپ کی بیگمات عیسائی النسل ہونے کے سبب سے بھی قومی ملکی اخلاص رکھتی ہین اور سلطان مراد کی منظور نظر دنیس کی ایک عیسائی نسل خاندانی لیڈی تہی جسنے مذہب تو بدل لیا تہا۔ لیکن قومی اور ملکی جذبات بدستور قائم تھے جس نے دنیس کو بھی ترکون سے بچائے رکہا اور دیگر سلاطین یورپ کی مطلب براری بھی کرتی رہی اسی سلطانہ کا رسوخ کم کرنے کے لیے سلطان کی والدہ نور بانو نے خوبصورت لڑکیون کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر سلطان کی خدمت مین پیش کرنا شروع کیا۔ اور اسیطرح ایک ہنگامہ اس کنیزک سلطانہ حسیفہ سے بڑھ گئی اور سلطان کی والدہ کی غلطی یا خود غرضی سے ایک دفعہ محل سرای مین پانسو مہ جبین کنیزکون کی ایک پلٹن جمع ہوگئی اور سلطان جسکے بزرگ میدان رزم بزم جانتے تہے محلسرے کا قیدی بن گیا اور یہ بھی الزام لگایا جاتا ہے کہ رشوت کا رواج وزرا اور دربار مین اسی عہد سے شروع ہوا۔ بلکہ خود سلطان نے اس خراب عادت مین حصہ لیا۔ دنیس اور فرانس کو تو رعائتین حاصل ہی تھین دیگر سلطنتون

فوج صرف تین ہزار تھی اس لیے استرخان کی قلعہ نشین روسی فوج نے حملہ آور فوج کو پسپا کر دیا اور جو پانچ ہزار سلطانی فوج نہر کھود رہی تھی اُسکو بھی جو شاہزادہ سربی لوف نے پندرہ ہزار کے ساتھ حملہ کر کے تتر بتر کر دیا۔ اور یہہ ترکون اور روسیون کی پہلی لڑائی ہے۔ اس سے پہلے ایک دوسرے کے ہتھیارون سے نا آشنا تھے اور اُسی نا آشنائی کی وجہ سے عثمانیہ وزراء نے ایسی مہم کا انحصار نا منتظم فوج اور غیر قوم پر رکھا جو ترکون کی طرح ہرگز جانین نہین لڑا سکتے تھے اور ممکن ہے کہ تاتاری عثمانیہ ترقی کو اپنی آزادی کا مخل جانتے ہون کیونکہ روسی اگرچہ ریاست استرخان اور قازان کو فتح کر چکے تھے مگر ابھی تاتاری خوانین زار روس کو شکست دینے کی کافی طاقت رکھتے تھے چنانچہ اس ناکامیابی نہر سے ایک سال بعد ہی اکیلے خان کریمیا ہی نے روس کے دار السلطنۃ کو بزور شمشیر فتح کر کے برباد کر دیا تھا۔ اور بخلاف اس کے ترکون کا اقتدار زیادہ مہیب تھا۔ لیکن اس مہم کی ناکامیابی کی وجہ صرف یہی سمجھ مین آتی ہے کہ روسیون کو بہت کمزور خیال کیا گیا تھا اس لیے بہت تھوڑی سی ترکی فوج روانہ کی گئی اور وہ بھی نہر کھودنے والے بیلداروں وغیرہ کی حفاظت کے لیے زیادہ مامور تھی دشمن کی تعداد زیادہ اور اُلٹی جوانی تھی۔ کامیاب ہو گیا۔ اور دریائے ڈان اور دلگا بلکہ نا بزاف سے بھی عثمانیہ رعب اُٹھ گیا اور زار روس کے منہ مین خون لگ گیا جس سے وہ آیندہ بڑھتا بڑھتا سخت خونخوار بھیڑیا بن گیا۔ وزیر محمد صقلی کی غلطی کہو یا سلیم ثانی کی تن پرستی باعث سمجھ لو کہ اُس نے اس نیم وحشی دشمن کو قواعد دان ترکی فوج سے سیدھا نہ کر لیا اور اپنے تحت خان کریمیا کو ہی اسکے مقابلہ کے لیے کافی خیال کیا جس نے ماسکو کی غارتگری سے بابعالی کا یہ خیال صحیح ثابت کر دیا۔ مگر یہہ کوئی مستقل فایدہ نہ تھا۔ اس سے صرف کریمیا کی مدت حیات بڑھ گئی۔ ورنہ نہر کے رکنے سے جو سلطنت عثمانیہ کو نقصان پہونچا اُسکا تدارک نہو سکا روس کی ترقی کے وسائل مشرق اور جنوب کی طرف برابر بڑھتے رہے اور ترکون کے گھٹتے رہے جسکی ابتدائی اسی سلطان سلیم کے عہد مین شروع ہوئی۔ سلطان نے ایک نہایت نفیس حمام قسطنطنیہ مین تعمیر کیا تھا اس مین پاؤن پھسل گیا۔ اور جس طرح گرا تھا وہ سیاہ ہو گیا۔ اور چند روز بیمار رہ کر سنہ ۹۸۲ ہجری مین ۵۲ سال کی عمر اور ۸ سال کی سلطنت کے بعد مر گیا۔ بیت الحرام کی مسجد کی تعمیر اسی سلطان کے عہد مین ہوئی تھی ترکی کا خود غرض دوست فرانس سلیم ثانی کے عہد مین بھی ترکی رعایا کی جیبین کترتا رہا۔ امتیازات مالامال ہوتا رہا سابقہ مراعات کے علاوہ مندرجہ ذیل در رعائتین دی گئین۔

(۱) ہر ایک فرانسیسی کو جو ترکی مین آباد ہو جزیہ سے معافی دی گئی۔ فوجی خدمت سے عیسائی پہلے ہی بری تھے اب مسلمانوں سے بھی فرانسیسی حقوق بڑھ گئے جس سے آیندہ بہت کچھ خرابیان واقع ہوئین

خونخوار جنگ کے بعد شکست دی اور شروان مین جعفر پاشا کو چھوڑ کر خود براہ کریمیا واپس ہوا۔ اور خان کریمیا کو جو بغاوت کا منصوبہ کر رہا تھا شکست دے اور اسکا سر کاٹ کر قسطنطنیہ لے گیا۔ اور مقتول خان کے بھائی کو گورنر کریمیا مقرر کیا۔ قسطنطنیہ پہنچنے پر بہادر پاشا کی نہایت عزت کی گئی سلطان نے دربار عام مین اپنی دستار عثمان کے سر پر رکھی۔ اور اپنی شمشیر بہادر پاشا کی کمر مین باندہ دی اور وزیر اعظم کے معزز عہدہ پر سرفراز کیا گیا۔ جو وزیر محمد سقلی کی شہادت ۹۸۷ھ سے ایک دو تقرریون کے بعد خالی تھا۔ محمد سقلی کے بعد احمد پاشا کی برطرفی پر سنان پاشا وزیر اعظم ہوا تھا۔ جسکو ۹۸۸ھ مین ایران کی مہم پر روانہ کیا گیا۔ اس نے شاہ ایران کی درخواست پر صلح کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور سلطان نے ناراض ہو کر سنان پاشا کو معزول کر دیا۔ جو سلطان مراد کی کمال جنگجوئی پر دلالت کرتا ہے اور فرہاد پاشا ایران کی لڑائی پر ۹۹۱ھ پہونچ گیا۔ جسنے آذربائجان کو کہوند ڈالا۔ اور شہروان مین مضبوط قلعہ بنا کر گرجستان چلا گیا۔ اور وہان کے قلعے تعمیر کر کے انتظام کا سکہ بٹھا لیا۔ مگر ایران کے مقابلہ مین کوئی نمایان فتح نہ دکھا سکا۔ اس لیے وزیر اعظم عثمان پاشا ابن ازادامر ۹۹۳ھ ہجری مین فوج کثیر لے کر روانہ ہوا۔ اور ایرانی فوج کو کاٹتا اور دباتا ہوا تبریز مین جا داخل ہوا۔ اور شہر والون کو امان دیدی اور ایک جدید قلعہ اور ۵۳ یوم مین تعمیر کر لیا۔ اور اہل تبریز کے غدر کے سبب بچون عورتون کو چھوڑ کر قتل عام کیا۔ جس ظلم کے اثر بد سے عثمان نہ بچ سکا اور بیمار ہو کر روم کو واپس ہوا۔ اور تبریز مین تینتس ۳۰ ہزار فوج جعفر پاشا کے ساتھ چھوڑ دی اور ابھی تبریز سے روانہ ہوے چار دن ہی گذرے تھے کہ شاہ ایران کا بہادر بیٹا حمزہ میرزا لشکر جرار لے کر مقابل ہوا وزیر عثمان پاشا نے باوجود سخت بیماری کے خود کمان ہاتھ مین لی اور صبح سے شام تک خونخوار جنگ ہوتا رہا۔ جب کوئی نتیجہ ترکون کے حملات سے نہ نکلا تو بہادر وزیر نے محض توپخانہ سے کام لیا۔ آٹھ سو توپون کے گولے فیروز بخت ایرانیون کی شجاعت کو خاک مین ملا دیا۔ اور بے شمار ایرانی گولون سے ہلاک ہوے اور باقی بھاگ گئے وزیر اسی جگہہ اتر پڑا اور بہادران لشکر کو انعام و اکرام دینے لگا۔ اور آدھی رات کو بخشش کرتا ہوا فوت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ عثمان پاشا اگر بیمار نہ ہوتا تو فتح ایران مین کچھ شک تھا۔ مگر تبریز کی ظالمانہ حرکات خداوند کو پسند نہ آئیں۔

عثمان پاشا کی وفات کے بعد فوج کی کمان سنان پاشا نے لی مگر واپسی کے وقت قلعہ سلماس کے قریب بہادر شاہزادہ حمزہ میرزا نے تیس ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کیا اور ترکون نے سخت نقصان اٹھا کر فتح حاصل کی۔

نے بھی تحفہ تحائف دیکر ممالک عثمانیہ مین باڈن جمائے انگلستان کی مشہور بلکہ کہتر اُن نے اپنے مذہب پروٹسنٹ کے سوا حدانہ عقاید اور رومن کیتہلک عیسایون کی بت پرستی کے خیالات کو پیش کرکے ۱۵۸۳ء مین اپنا سفیر مقرر کرلیا۔ حالانکہ سفیر فرانس بہت کچھ مخالفت کرتا رہا اور فرانس کے بگڑنے کی دھمکی دیتا رہا۔ مگر سلطان نے کچھ پرواہ نہ کی۔ اور ایسطرح شاہ فرانس کی درخواست فوج کشی برخلاف ہسپانیہ کو بہی نامنظور کیا گیا۔ اس مین بہی سلطانہ صفیہ کی شرارت کو دخل تہا فرانس نے جب سلطان سے شکایت کی تو سلطان نے صریح لفظون مین کہدیا کہ اگر فرانس ہمارے کامون پر اعتراض کرے گا تو اُس سے تمام رعائتین چہین لی جائین گی جسکو سُنکر فرانس دم بخود ہوگیا اور خوشامد سے بدستور اپنا مطلب نکالتا رہا۔

سلطان مراد جسکو عیاش لکہا جاتا ہے عثمانیہ جنگی اقتدار قائم رکہنے مین اپنے بزرگون سے کم نہین رہا اسکو صرف وزیر محمد سقلی سے ہی منسوب کرنا بے انصافی ہے وزیر مذکور کی صلاح و مشورہ پر چلنا بہی سلطان مراد کی کمال دوراندیشی پر دلالت کرتا ہے۔ اور اگر اس روایت کو مان لیا جائے کہ مراد ثالث کے عہد مین کسی وزیر کی نہین چلتی تھی۔ اور سلطان عورتون کا محکوم تہا تو پہر اس قدر عظیم الشان فتوحات اور ازدیادی ممالک کا باعث محض عثمانی فوج کو جاننا اور مراد ثالث کو اسکا باعث نہ سمجہنا بہی غلطی ہے ہان قدرتی طور سے مراد کی طبیعت کمزور تھی اور عورتون کی دوامی صحبت سے اور بھی مردانہ اوصاف کم ہوگئے ہونگے۔ مگر پھر بہی عثمانیہ خون موجود تہا۔ ہر ایک مہم مین گہری توجہ دیتا رہا۔

جنگ ایران

بوڑہے شاہ طہاسپ کو بیوی نے زہر دیکر ۹۸۴ھ ہجری مین ہلاک کیا۔ اور اسکا پسر پنجم حیدر جانشین ہوا جو چند گہنٹون کے بعد قتل کیا گیا۔ اور اسکا بہائی خونخوار اسمٰعیل بادشاہ ہوا۔ اور ۱۸ ماہ کے بعد ہمشیرہ کے ایما سے ہلاک ہوا۔ اور طہاسپ کا بیٹا محمد خدا بندہ تخت نشین ہوا۔ مراد اور اُس کے وزرا نے ایران کی ابتری سے فائدہ اُٹہانا چاہا۔ اور ۹۸۶ھ ہجری مین مصطفی پاشا فاتح قبرس کو لشکر جرار دیکر روانہ کیا۔ جو جارجیا۔ گرجستان۔ ٹفلس۔ شروان کو فتح کرتا ہوا موسم جاڑا بسر کرنے کے لیے روم کو چلا آیا۔ اور عثمان پاشا ابن ازدامر کو انتظام کے لیے چہوڑ آیا۔ عثمان پاشا نے والی شروان کی بارہ ہزار فوج کو تہ تیغ کیا۔ اور پہر شاہ ایران کی فوج کے مختلف دستون سے بیس ۲۰ لڑائیان لڑا۔ اور ہر ایک مین فتحیاب ہوا۔ اور پہر تیس ہزار ایرانی فوج کو چار دن کے متواتر

اور ایسی حالت مین مفسدین بدامنی کے پھیلانے مین کوئی کسر اٹھا نہین رکھتے ۔ ظالم اور لالچی حکام ایسے موقعہ پر رعایا کی ناراضگی کو زیادہ بھڑکاتے ہین یہی حال سلطنت عثمانیہ کا ہوا ۔ ایشیا ۔ مصر ۔ تبریز تک فساد شروع ہو گئے مگر لائق وزیرون نے دبائے

جنگ ہنگری

سلطان مراد نے فوج کی توجہ بانٹنے کے لیے ہنگری پر چڑھائی کر دی اور ۱۰۰۱ہجری مین سنان پاشا نے قلعہ تبتریم اور تاتا فتح کر لیا ۔ اور حسن پاشا نے آسترین سپہ سالار کو قید کر لیا ۔ سال آئندہ مین قلعہ قرآن فتح ہوا اور مضبوط اور مشہور قلعہ یانق جسکو عیسائی ناممکن الفتح خیال کرتے تھے محصور کیا گیا ۔ قلعہ کے چارون طرف پانی محیط تھا نہ سرنگ لگ سکتی تھی اور نہ حملہ ہو سکتا تھا ۔ توپون کی آتش فشانی بھی کچھ اثر نہ دکھا سکتی تھی بلکہ ایک دفعہ قلعہ والون نے ایک ایسا تاک کر گولہ مارا کہ علم محمدی علیہ الصلوۃ والسلام گرنے لگا مگر ایک شہ زور جوانمرد غازی نے علم مقدس کو تھامے رکھا ۔ آخر اسی علم محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات سے قلعہ مین وبا پھوٹ پڑی اور محصورین بہ تعداد کثیر مرنے لگے جس سے مجبور ہو کر قلعہ بشرط امان حوالہ مسلمانان کیا گیا ۔

مگر اس کے بعد عیسائی باجگذار ریاستین ۔ ٹرنسلونیا ۔ مالا ٹویا ۔ والشیا بھی باغی ہو کر مخالفون کی مددگار ہو گئین سلطان یہہ خبرین سنکر بیمار ہو گیا ۔ اور ۱۰۰۳ہجری مین پچاس سال کی عمر اور بیس سال ۸ ماہ کی سلطنت کے بعد فوت ہوا ۔

زوال سلطنت

زوال سلطنت کا آغاز تو سلطان سلیمان کے فوت ہونے کیوقت سے ہی ہو گیا تھا ۔ اور سلیم ثانی کی بادہ خواری نے سلاطین کے اسلامی جلال کو کم کر دیا تھا ۔ مگر پھر بھی عثمانیہ سلاطین کی مجاہدانہ شمشیر زنی کا خوف یورپ کے دلون مین ایسا نہین بیٹھا ہوا تھا کہ عثمانیہ سلطنت کو فوراً نقصان پہونچ سکتا علاوہ اسکے سلطان سلیمان اول کی تربیت یافتہ سردار موجود رہے اسلیے فتح ٹیونس اور سائپرس سے اور بہت سا علاقہ مل گیا بقول بعض سلطان مراد کو شہوت پرستی نے نکما کر دیا ۔ تلوار ابھی اٹھائے تو مسلمانون پر ترکی اور ایران کے لاکھون مسلمان نہ تیغ کر کے چند زرخیز صوبے تو لے لیے مگر شیعہ سنی کی مخالفت کو اور بھڑکا دیا ۔ اور موقعہ پا کر شاہ عباس اول نے عہدنامہ کو بالائے طاق رکھکر مدت تک

ترکی فوج کے چلے آنے کے بعد ایرانیون نے تبریز کا محاصرہ کر لیا۔ اور دس ماہ کے ایام محاصرہ مین فریقین مین ۴۸ لڑائیان اور قلعے پر ۵۱ حملے کیے گئے مگر ترکون نے قلعہ ند یا آخر ۹۹۴ھ ہجری مین فرہاد پاشا ترکی فوج جرار لے کر آ پہنچا اور تبریز اور تفلس کو ایرانیون سے نجات دلوائی اور تبریز کے استحکام کے بعد اور دو قلعے تبریز اور دان کے درمیان تعمیر کیے اور فوج اور سامان جنگی سے بھر دیے فرہاد پاشا گرمیون مین ایرانیون سے لڑتا اور جاڑے مین عثمانیہ ممالک مین چلا آتا اسطرح کے متواتر معرکون سے ترکون کا سکہ بیٹھ گیا۔ اور بعد شاہزادہ حمزہ مرزا کے ناگہانی قتل سے ایرانی فوج کا حوصلہ ٹوٹ گیا۔ اور ایران کا اندرونی نظم و نسق بگڑ گیا محمد خدا بندہ شاہ ایران نے درخواست صلح کی مگر قبل از صلح لڑائی شروع ہوگئی اور فرہاد پاشا نے تین دن کی سخت لڑائی کے بعد ایرانیون کو سخت شکست دی اور دوسری طرف گورنر بغداد نے بھی کئی ایک ایرانی گورنرون کو شکست دیکر کئی جنگی مضبوط مقامات فتح کر لیے اور فرہاد پاشا نے قرہ باغ کے صوبہ کو فتح کر لیا۔

اور ۹۹۵ھ ہجری مین محمد خدا بندہ کو اسکا بیٹا شاہ عباس اول معزول کر کے خود تخت نشین ہوگیا۔ یہہ محمد خدا بندہ نابینا تھا جبکہ ترکون سے لڑائی جاری تھی اسوقت ایران کے شرقی حدود پر اوزبکون نے حملات شروع کر دیے شاہ عباس نے نہایت عقلمندی کو کام مین لا کر سلطان مراد سے صلح کی التجا کی اور صوبجات چار جیا۔ شیروان۔ اودستان۔ تبریز۔ معہ صوبہ آذر بائیجان کے دعوی سے دست بردار ہوکر اور عثمانیہ ممالک کی جزو تسلیم کر کے عہدنامہ کر لیا۔ اور یہہ بھی شرط زیاد کی گئی کہ ایرانی اصحاب ثلاثہ کو تبرا نہ بھیجا کرین اور فریقین کے مستقل حدود مقرر ہوئین اور اسیطرح یہ اسلامی جنگ ختم ہوا۔ اور ترکون کو یورپ کی طرف توجہ کرنے کی فرصت ہوئی۔

لیکن سلطانی دربار کا شیرازہ پراگندہ تھا۔ محلسرای کی عورتون اور خواجہ سراؤن کی سفارشون اور رشوت خواری سے معزز عہدے جاگیرین ملتی تھین نتیجہ یہہ نکلا کہ لائق اشخاص کا عنصر دربار سے گھٹتا گیا۔ محمد پاشا گورنر روملیا نے کم مالیت کا سکہ فوج کو تنخواہ مین دینا چاہا کئی جگہہ فوج نے بغاوت کی قسطنطنیہ مین ینگچریون نے سلطان کو محمد پاشا مذکور کے قتل کرنے پر مجبور کیا۔ گو ینگچری پاشا مذکور کی مخالفت مین راستی پر تھے۔ لیکن اس دفعہ سے ینگچریون کے حوصلے بڑھ گئے اور سلطانی رعب مین خلل آگیا۔ اور آیندہ سلاطین کے لیے مصیبتون کا راستہ تیار ہوگیا اور سلاطین کی عیاشی کے بعد یہہ دوسری وجہ زوال سلطنت ہے قاعدہ ہے کہ جب ایک دفعہ حکومت کا رعب کم ہو جائے تو پھر جمنا مشکل ہوتا ہے

اللہ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ پارہ (۱۰) سورۂ توبہ سنا کر ہر ایک حصہ ملک سے شائقین شہادت اس جہادی لڑائی مین حصہ لینے کے لیے جوق درجوق علم مقدس و متبرک کے زیر سایہ جمع ہوگئے اور سلطان اس شان و شوکت اور ٹھاٹھ سے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا کہ معمر لوگون کو غازی سلیمان اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور جاہ و جلال نظر آنے لگا۔

علم محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جو سخت نازک حالت مین کھولا جاتا ہے وہ عام جہاد کے اعلان کے مرادف ہوتا ہے دنیا کے ہر ایک حصہ مسلمانون کو ایسے اثر سے وقت مین قوم اور مذہب کے بچانے اور علم مقدس کی عظمت کے قایم رکھنے کے لیے مقابلہ کفار پر جانا فرض ہوتا ہے اور سلطان ترکی کے پاس یہ ایک ایسی اتحاد اسلام کی کھلی تدبیر موجود ہے کہ یورپ کی کوی سلطنت خواہ کس قدر چالین چلے نازک اور سخت موقعہ پر مسلمانون کو سلطان خادم حرمین شریفین کی مدد سے نہین روک سکتی۔ بشرطیکہ مسلمانون مین نور اسلام اور پابندی قرآن کا مادہ موجود رہے۔ اور انشاءاللہ تعالی قیامت تک رہے گا۔

جنگ عظیم

سلطان محمد (۲۳) شوال ۱۱۲۸ ہجری مین دارالخلافہ سے روانہ ہوا۔ اور بلگیریڈ پہونچکر قلعہ اکرای (ارلا) کو فتح کر لیا۔ آسٹریا کا سپہ سالار عظیم الشان عثمانیہ فوج کے مقابلہ کی طاقت نہ پاکر پہلے تو پیچھے ہٹ گیا۔ اور پہر سات عیسائی طاقتون کی بیشمار فوج کے آجانے سے مقابلہ کو بڑہا۔ سلطان قلعہ معدن کو جارہا تہا کہ تیسری منزل پر عیسائی لشکر نے سلطانی فوج کو روک لیا۔ سلطانی فوج ابہی تیار نہین تھی کہ عیسائیون نے حملہ کر دیا ۲ ربیع الاول جمعرات کو تمام دن شام تک لڑائی رہی مگر فیصلہ نہ ہوا دوسرے دن عیسائی فوج نے زیادہ جوش سے کام لیا فوج جو لوہے مین غرق تہی یکبارگی ٹوٹ پڑی اور ترکون کی صفون کو چیر کر اور بہگا کر سلطانی خیمہ تک پہونچ گئی سلطان جو خود شمشیر زن نہ تہا میدان سے ہٹنے لگا۔ مگر سلطان کے استاد و مشہور مورخ خواجہ سعدالدین رحمۃ اللہ علیہ نے روک کر ثابت قدم رہنے کی التجا کی اور انّ اللہ مع الصّابرین اور انّ مع العسر یسراً کی حوصلہ افزا بشارتین سنا کر سلطان کو میدان جنگ مین قائم رکہا جس نے علم محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کو نہایت پر دلی سے تہام لیا۔ اور دوسری طرف منفرق مسلمانون کو خدا تعالی کا حکم وَمَنْ یولّھم یومئذ دبرہ الّا متحرفاً لقتال او متحیزاً الی فئۃٍ فقد باءَ بغضبٍ مِنَ اللہ وماواہ جھنم وبئس المصیر۔ سورۂ

خدودِ ترکی کو پامال اور سنی رعایا کو تہ تیغ کیا جسکا ذکر آگے کیا جائے گا۔
ینگچری فوج کو قتل وزرا اور سلطان کو مجبور کرنے کی جرات ہوئی اور سلطانی سیاست کا خوف جاتا رہا جسکو دیکھ کر اور طبقات رعایا کو بہی سرکشی کا خیال پیدا ہوا۔ جب اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرّسول واولوا الامرِ منکم پر ایمان رکھنے والون کا یہہ حال ہوا۔ تو عیسائیون کو کیا دیر تھی تینون صوبے ٹرانسلونیا۔ مالدیویا۔ و اتیشیا۔ صدیون کے باجگذار اپنے اپنے صوبون کے متعینہ ترکون کو قتل کر کے میدان مین اتر آئے عثمانیہ سلطنت کے خزانے مسلسل فتوحات کے مال غنیمت اور باج وخراج سے بہرپور رہتے تہے فتوحات کا سلسلہ بند ہوچکا تہا۔ بلکہ رعایا بہی منہ آنے لگی۔ اندرونی انتظام بگڑ گیا۔ مالی حالت ادر کمزور ہوگئی۔

سلطان محمد ثالث (۳)

جب سقدر ابتری جہا رہی تھی مراد (۳) کا بیٹا محمد ثالث تخت نشین ہوا جسنے اپنی ۱۹ بہائیون کو قتل اور باپ کی تمام حاملہ کنیزکون کو دریا مین غرق کرا دیا تاکہ کوئی اور وارث ورقیب پیدا نہ ہو سکے اور یہہ اخیر سلطان تہا جسنے ولی عہدی اور شاہزادگی کے ایام مین صوبجات کی گورنری سے کچہ تجربہ حاصل کیا تہا اسکے بعد بخوف خروج بغاوت یہہ قاعدہ بدل دیا گیا۔ اورشاہزادے دنیا ومافیہا سے بےخبر رہ کر محلسرا کے اندر زنانہ تربیت پلنے لگے اور تخت نشین ہوکر آبائی استقامت وشجاعت کا نمونہ نہ دکھا سکے۔
سلطان محمد ثالث ۳۰ سال کا نوجوان بیدار مغز احکام شریعت کا بڑا پابند تہا۔ مراد کے اخیر عہد مین اسٹریا کیساتھ لڑائی جاری تھی اور میکائیل حاکم افلاق ولیشیا نے کئی قلعے چہین لیے۔ اسٹریا اور ہنگری کی فوجون نے رومیلیا تک علاقہ کہوند ڈالا۔ اور تمام درمیانی علاقہ فتح کر لیا۔ سلطان نے فرہاد پاشا سپہ سالار کو روانہ کیا جسکو عیسائیون کے ہاتھ سے سخت شکست ہوئی۔ اور فوج کا حصہ کثیر میدان مین کٹ گیا۔ سلطان نے فرہاد پاشا کو قتل اور سنان پاشا کو جدید فوج دیکر مقابلہ پر روانہ کیا۔ مگر یہہ بوڑہا جرنیل شمشیر زنی کی تمام سپاہیانہ طاقتین قدرت کے حوالہ کر چکا تہا۔ اس لیے ایسے دشمن غدار سے عہدہ برآ نہ ہوسکا۔ اور شکست یاب ہوا۔ اس لیے خیرخواہان سلطنت نے عرض کی کہ اب وقت آگیا ہے کہ سلطان خود بنفسہ فوج کی کمان لے۔ ہرچند سلطان کی والدہ صفیہ خانم مانع ہوئی لیکن مدبرین سلطنت کی رائے غالب رہی۔ علم محمدی صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نکالا گیا۔ اور مسلمان طالبان جہاد کا اعلان انفروا خفافاً وثقالاً وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل

کی سفارش نسبت عیسائی مفسدین ترکی کے منظور کرنے کی بابت ظہور میں آتی رہی اس بر یوی سفیر فرانس نے کئی ایک عیسائی مجرمین بغاوت کا قصور معاف کرایا نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائی رعایا ترکی کو آیندہ سرکشی کا حوصلہ پیدا ہو گیا۔ اور سفرائے دول خارجہ کو اسطرح سے عیسائی رعایا کو اپنا رسوخ بڑھانے اور سلطانی رعب گھٹانے کا ڈھب آگیا۔ اور زوال سلطنت کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ بیدار مغز سلاطین کبھی بھی اجانب کی دست اندازی کو ملک کی اندرونی انتظام مین گوارہ نہین کرتے کیونکہ ابتدا مین غیر سلطنت کا دخل خواہ کس قدر ہی کم یا موہوم خیال کیا جاوے لیکن آخر رنگ لاتا ہے۔

ایشیائے سلطنتین یورپ کی انہی چالاکیون سے تباہ یا نیم جان ہو رہی ہین فتح سرسین کے بعد چغال زادہ (سقالار زادہ) وزیر اعظم ہو گیا۔ اور اُس نے ان لوگون کو جو میدان سرسین سے بھاگے تھے سخت سزائین دینی شروع کین جسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ اکثر سپاہی کھلم کھلا بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ اور عبد الحمید جاگیردار مفسدین کے ساتھ ملگئے جسنے جمعیت کثیر بہم پہونچا کر ترکون کو کئی شکستین دین اور سلطنت تین سال کے بعد آتش بغاوت کو فرو کر سکی اور باغی سردار کو بوسینا کا گورنر بنا کر بھیجا گیا جہان اُسکی نا تربیت یافتہ فوج کا حصہ کثیر فنا ہو گیا۔

عیسائی معرکہ

فتح سرسین سے عیسائی طاقت کو بہت سا نقصان پہونچا تہا۔ لیکن ابھی انکی طاقت کے وسائل موجود تہے باغی صوبجات کی عیسائی رعایا حب وطن کے جوش اور قوم کی آزادی کے لیے لڑتی تھی۔ اس لیے انکو ترکی کی طرح کچھ زیادہ مصارف بہم پہونچانے کی ضرورت نہ پڑتی تہی علاوہ اس کے۔ جرمن و آسٹریا اٹلی پولینڈ کی فوجین تو علانیہ اور فرانس وغیرہ کے مجاہدین خفیہ باغی عیسائیون کے ساتھ شامل ہو جاتے تہے۔ اس لیے جنگ سرسین کے بعد بہی لڑائی جاری رہی۔

اور ۱۱۰۵ھ ہجری مین سلطان محمد نے محمد پاشا ساطورجی کو گورنر ہنگری مقرر کیا اور اُسنے فوج کفار کو سخت شکست دی اگر حسن پاشا گورنر بوسینا اہمال و غفلت کو کام مین نہ لاتا تو اس دفعہ ایک مخالف بہی بچ کر نہ جاتا۔ مگر نفاق نے کام بگاڑ دیا۔ اور عیسائیون نے قلعہ یافق وغیرہ کئی قلعہ فتح کر لیے اور میکائیل ترکون کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر نیکپولی پہونچ گیا اور محمد پاشا بھاگ گیا اور اسی جرم مین بحکم سلطانی قتل کیا گیا۔ اور میکائیل باوجود حملات متواترہ کے نیکپولی فتح نہ کر سکا۔ اور واپس لوٹ گیا۔ یہہ ایک باجگذار رئیس کی حالت تہی جو محض قومی جوش سے

بادشاہ سنا کر اور سلطان کی استقامت دکہا کر جمع کر لیا۔ مارشل سقالا زادہ جس نے لڑائی مین ابہی تک حصّہ نہین لیا تہا۔ اپنے آقائے نامدار سلطان محمد کو ایسی خطرناک حالت مین دیکھ کر دفعۃً حملہ آور ہوا۔ عیسائی جو فاتح بنکر لوٹ مار کر رہے تہے اُس ترکی شہباز کی جھپٹ اور دیگر مسلمانون کی ٹکر حملہ کی تاب نہ لا سکے اور صرف آدہ گہنٹہ کے بعد ہی بہاگ نکلے۔ پچاس ہزار عیسائی میدان مین مارے گئے۔ یا دلدل مین غرق ہوئے۔ سپہ سالار آسٹریا کا کل خزانہ سامان جنگ ترکون کے ہاتہ لگا۔ ترکون نے بھی یہ فتح عظیمہ جانون پر کھیل کر حاصل کی۔ چنانچہ سپاہیون کے علاوہ چار سو سرداران لشکر اور دس فیلڈ مارشل اور چار امیر کبیر اسلام پہ فدا ہو گئے۔ اور تاج شہادت پہن کر قومی خدمت کا حق ادا کر گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) کہتے ہین کہ جب مسلمان پراگندہ ہو گئے اور سلطان نے میدان مین قائم رہنے اور غازیانہ مقابلہ کا فیصلہ کیا تو اسوقت نہایت خضوع وخشوع سے دعائے فتح ونصرت مانگی اور ابہی تہوڑی دیر ہی گذری تہی کہ مسلمان لوٹ لئے اور فتح کے آثار ظاہر ہونے لگے جو سلطان محمد کی سعادت اسلامی کا نشان تہا۔

خلاصۃ الاثر کی روایت ہے کہ کسی عالم باعمل کو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے خواب مین کہا کہ چونکہ سلطان محمد سعید صالح تہا اس لیے بعد شکست خدا تعالی کی مدد سے یہ فتح عظیمہ حاصل ہوئی بہر حال سلطان مظفر ومنصور ہو کر ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۰۰۵ ہجری مین قسطنطنیہ کو واپس ہوا۔

اس فتح کی مبارکبادین ریاست وینس۔ فرانس وغیرہ نے دینی شروع کین۔ پولنڈ نے بہی قیام اتحاد کی التجا کی انگلستان ابہی مقتدر سلطنتون مین شمار نہ ہوتا تہا۔ مگر مدبر اور فرزانہ ملکہ الیزبتھ کی تدبیر والتجا سے انگلستان نے بہی تجارتی حقوق حاصل کر لیے تہے۔ اس جنگ کرسیس مین انگلستان کا سفیر ترکی فوج کے ساتھ تہا۔ فرانس کا سفارتی تعلق اور خود غرضانہ اتحاد تو مدت سے چلا آتا تہا۔ مگر سلطان محمد کے اخیر عہد مین فرانس کے سفیر بریوی نے بہت کچہہ سلطان کی مزاج پہ قابو پا لیا ترکی کو تو کچہہ فائدہ نہوا البتہ فرانس کے باغیان مارسیلز وغیرہ سلطان کی دہمکی اور بحیرہ روم کی ترکی بیڑہ کی موجودگی سے فرانس کو کچہہ نقصان نہ پہونچا سکے اور محض فرانس کی خاطر سے فلپ شاہ ہسپانیہ کی درخواست اتحاد کو سلطان نے مسترد کر دیا۔ شان الہی ہے کہ ایک وہ وقت تہا کہ فرانس سلطان ترکی کی دوستی کی آڑ مین اپنے ملک کو دشمنون سے بچاتا ہے اور جلیل القدر سلطان بے خوف وخطر مخالفان فرانس کو تہدید آمیز فرمان کے ذریعہ متنبہ کرتا ہے اور آج وہی ہر ایک قسم کی شرارت خلاف اسلام پر آمادہ ہے یہ اُس غلطی کا نتیجہ ہے کہ سلاطین عثمانیہ سے عطائے امتیازات اور سفرائے دول خارجہ خصوصاً سفیر فرانس

سلطان احمد اول

سلطان محمد نے اپنے لائق بہادر فرزند اکبر محمود کو تو سلیمان اعظم کی طرح محض اس وہم سے کہ کہین سلیم اول کی طرح اسکے لیے خطرہ جان ثابت ہو قتل کرا دیا تہا اب دو بیٹے احمد اور مصطفے باقی تہے بڑا بیٹا چودہ پندرہ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اُسکی تاریخ جلوس خیر السلاطین ہے جو خاندان عثمانیہ کا چودہوان حکمران تہا۔ چونکہ اُس نے باپ کے عہد کی تمام بغاوتون سرکشیون کا قلع قمع کردیا اس لیے اسکو بدر خاندان عثمانیہ کہا جاتا۔

سُلطان احمد نے تخت نشین ہوتے ہی علی پاشا وزیر اعظم کو آسٹریا کی لڑائی پر روانہ کیا۔ اور وزیر مذکور راستہ مین مر گیا۔ اور محمد پاشا گورنر رومیلیا کو کمان دی گئی مگر مراد پاشا کی سعی سے ترکون اور آسٹریا مین بیس سال کے لیے صلح ہو گئی جسکی دونون سلطنتون کو ضرورت تہی ترکی کو ایران اور باغیان ملک کی وجہ سے اور آسٹریا کو اندرونی بے انتظامی کے سبب سے صلح کی ضرورت لاحق ہوئی۔

یہ معاہدہ ستواتورک کہلاتا ہے۔ یہہ پہلا موقعہ ہے کہ ترکی نے کسی عیسائی سلطنت کو مساوی درجہ پر تسلیم کیا اور آسٹریا جو ہمیشہ تیس ہزار ڈیوڈک سالانہ خراج سلطان کو دیتا تہا معاف کر کے یکمشت دو لاکہ کرون سلطان نے لینا منظور کر لیا اس سے پہلے سلاطین عثمانیہ آسٹریا وغیرہ کو باغی صوبجات سے زیادہ وقعت نہ دیتے تہے اسی عہدنامہ سے عثمانیہ فتوحات کا سیلاب رک گیا اور وسطی یورپ مین ایک برابر درجہ کی عیسائی سلطنت مستقل وجود قائم ہوئی۔ جس سے آیندہ عیسائیون کے حوصلہ بڑہ گئے۔ اور دیگر صوبجات باجگذار کو بہی سرکشی کی آمنگین پیدا ہو کر مخالفون کی طاقت بڑہانے اور عثمانیہ سلطنت کے زور گہٹانے کا باعث ہو گیا یہہ عہدنامہ محض شاہ عباس والی ایران کی عہد شکنی کے سبب سے ہوا تہا۔ افسوس کہ مسلمانون کا نفاق ہمیشہ مخالفین اسلام کو فائدہ پہنچاتا رہا۔

عباسیہ اور آمویہ مخالفت نے سپین کے اولوالعزم مجاہدین سے فرانس اور مغربی یورپ کو بچا لیا اٹلی اور یورپ کے ہتبرک دار الخلافہ روم کو تیمور کی ہوس کشورکشائی نے بایزید یلدرم کے زبردست ہاتہون سے دوبارہ زندگی دلائی۔ غازی سُلطان محمد فاتحہ قسطنطنیہ اور بہادر سلیم اول اور خادم اسلام سلیمان اعظم رحمہ اللہ اجمعین کی شمشیر بران سے مسلمان شاہان ایران کے نفاق و شقاق نے یورپ کو بچا لیا جسکے بچنے کی بظاہر کوئی امید نہ تہی اور شاہ کی کارروائی نے سلطنت عثمانیہ کے وقار شاہنشاہی کو نقصان پہونچایا۔

استعداد تھوڑے دکھا رہا تھا اور ترک بمشکل کچھ کرنہ سکتے تھے۔

فتح قانیسر

سلطان نے آخر ۱۰۰۸ھ ہجری مین وزیر اعظم ابراہیم پاشا کو روانہ کیا جسنے قلعہ قانیسرہ کو گھیر لیا اور سخت جانگداز معرکہ ہوا۔ اور قریب تھا کہ مسلمانون کو شکست ہو۔ کہ ایک درویش صالح نے شیخ الاسلام صنع الدین جعفر کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ فتح قلعہ کے لیے یہ دعا پڑھو۔ اللّٰھم قوقلوب المؤمنین بقوت الکرام البررہ والق الرعب فی قلوب الکفرۃ الفجرۃ یس دعا شائع ہوگئی اور مسلمان پڑھنے لگے اور اس کے اثر سے یہ عظیم الشان قلعہ فتح ہوگیا۔ اور اسکی خوشی مین سلطنت عثمانیہ مین تین دن تک شہرون کو سجایا گیا۔ اور اظہار خوشی کیا گیا۔ اس واقعہ سے عیسائیون کی پرجوش طاقت اور عثمانیہ فوج کی مایوس حالت کا بخوبی پتہ لگتا ہے کہ ایک وقت ترکون کی وہ مظفرانہ بلند پروازی تھی کہ بڑے سے بڑے ملک کو فتح کرکے بھی سیر نہ ہوتے تھے اور ترقی کے رستہ تلاش کرتے تھے اور یا آج ایک قلعہ کی فتح پر جامون سے نکلے جاتے ہین جو کمزوری اور زوال کا نشان تھا۔ چنانچہ عیسائیون نے جلدی ہی استون بلگریڈ پر قبضہ کرلیا جیکو ترکون نے سخت معرکہ کے بعد واپس لے لیا۔

سلطان نے ۱۰۱۰ھ ہجری مین سنان پاشا ولد چغال کو اسٹریا کے مقابلہ پر روانہ کیا جس نے قلعہ قنیجہ کو فتح کیا۔

ایرانی جنگ

جب سلطنت عثمانیہ ان مشکلات مین مبتلا تھی تو شاہ عباس والی ایران نے عہدنامہ کو بالائے طاق رکھکر اس کمزور موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ ۱۰۱۱ھ ہجری مین تبریز کے ترکی گورنر کو قید کر لیا۔ اور جو ایرانی صوبے ترکون کے ماتحت تھے یکے بعد دیگرے انکو فتح کرنے لگا۔ سلطان نے چغال پاشا گورنر حلب کو شاہ عباس کے مقابلہ پر روانہ کیا مگر سلطان ۱۰۱۲ھ ہجری مین ۳۹ سال کی عمر اور نو سال دو ماہ کی سلطنت کے بعد فوت ہوگیا۔ اور شاہ عباس ۱۰۱۴ھ ہجری تک ترکی علاقہ کو تہ و بالا کرتا رہا۔

کے سوا اور کچھہ نہ کر سکا انگلستان کا عدم وجود اس وقت یکسان تہا ہسپانیہ اپنا رعب اور اعتبار کہو چکا تہا - اسٹریا اور اٹلی اور روس کیتہلک اور پروٹسٹنٹ مذاہب کے جہگڑون مین مبتلا تھی - فرانس سے ترکی کا صدیون کا اتحاد تہا - اور اس اتحاد سے فرانس مشرق مین بہت کچھہ مالی اور سیاسی فوائد اٹھا چکا تہا - پس ان دونون انگریزون کی شرارت سے ایرانیون کو کوئی فایدہ نہ ہوا بلکہ جو کچھہ ہوا محض ترکان کے اپنے زور بازو سے ہوا ہان دونون انگریزون کا ہزارون مسلمانون کے قتل وخون اور شیعہ سنی کی مخالفت کے تازہ کرنے سے دل ٹہنڈا ہوگیا - اور انہون نے یورپ کے بہت بڑی خدمت کی جنگی تقلید مین آج تمام اہل فرنگ ہاتھہ پاؤن مار رہے ہین خدا مسلمانون کو گوش شنوا اور چشم بینا عطا کرے - آمین بحرمت طٰسین -

شاہ عباس کا حملہ

شاہ عباس سنہ ۱۶۰۳ع مین اعلان جنگ کرکے ترکی علاقہ پر حملہ آور ہوا تہا - اور تبریز کے ترکی گورنر کو قید کرکے لایوان قارص کل صوبہ آذربائجان کو فتح کرچکا تہا - جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا - سلطان محمد نے ایرانیون کے مقابلہ پر فوج روانہ کی تھی کہ فوت ہوگیا - سلطان احمد نے کہ جسکے عہد مین بیرونی مشکلات کے علاوہ اندرونی بغاوتون کا بہی زور رہا سنہ ۱۰۱۲ ہجری مین سنان پاشا بن جغال پاشا کو شاہ عباس کے مقابلہ پر روانہ کیا جس نے اول تو کچہ فتوحات حاصل کین مگر بہر بعض وزراء کی مخالفت کے سبب شکست یاب ہوا - اور فوج کا حصّہ کثیر ہلاک ہوا - اور اس فتح سے شاہ عباس کا قبضہ ان تمام صوبجات ایرانی پر ہوگیا - جو کبہی ترکون نے فتح کیے تہے اور بغداد پر بہی ناکام حملے ہونے لگے - سنہ ۱۰۲۶ ہجری مین بوڑہے جوانمرد مراد پاشا کو فوج عظیم دیکر ایران روانہ کیا گیا - جسنے بڑہاپے کے سبب فوج کی کمان نصوح پاشا کو دیدی اور خود دیار بکر مین بیمار ہوکر مرگیا - انا للہ وانا الیہ راجعون -

بہادر نصوح پاشا آگے بڑہا اور شاہ عباس کو جنگ عظیم کے بعد شکست دیکر تبریز پر بزور شمشیر قابض ہوگیا اور شاہ عباس نے پہاڑون مین پناہ جالی اور درخواست صلح کی نصوح پاشا نے اس شرط پر صلح منظور کی کہ سلطان ترکی کا ایران مین خطبہ جاری کیا جائے اور مصارف جنگ کے علاوہ جسقدر ایرانی حملون سے ترکی رعایا کا نقصان ہوا ہے وہ بہی شاہ عباس ادا کرے - شاہ عباس نے جسکو ترکی سپاہ کی مستعدی سے اپنی بربادی کا یقین ہوچکا تہا - ان ذیل شرائط کو مان لیا اور فوج عثمانیہ کو سر سے ٹال دیا جو روم کو واپس چلی آئی - مگر شاہ عباس نے ان شرائط کو پورا نہ کیا اور کئی سال تک جلد

خدا تعالیٰ موجودہ شاہان اسلام کو توفیق اتفاق واتحاد عطا کرے کہ جسطرح یورپ باوجود مختلف عقاید کے ایشیائی قومون خصوصاً مسلمانون کے مقابلہ کے لیے دو قالب یک جان ہوجاتے ہین اسی طرح یہہ بھی بقائے اسلام کے لیے ایک دوسرے کے معاون و مددگار رہیں ۔ اور اجانب کی ریشہ دوانیون سے نجات پائین ۔

باب عالی نے جسطرح ایران کے خوف سے اسٹریا سے صلح کر لی اسیطرح ٹرنیلو نیا مین بٹلم گابور بیت اللحم گبرا کو جدید حاکم بنا دیا جو سلطنت عثمانیہ کا خیرخواہ رہا تہا ۔ اور پولینڈ سے بھی تجدید صلح کی گئی ۔ وینس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا ۔ ہالینڈ کو اب پہلی مرتبہ فرانس اور انگلستان کی طرح تجارتی حقوق دیے گئے ۔ اور اہل ڈچ کی بدولت ترکی مین تباکو کا رواج ہوا اور قہوا کا تو پہلے ہی سلیمان اول کے عہد مین رواج ہوچکا تہا ۔

محاربات ایران

باب عالی نے یورپ سے اسطرح فراغت حاصل کر کے ایران کی طرف توجہ مبذول کی جہان شاہ عباس اول نے ترکی کو بہت نقصان پہونچا دیا تہا ۔ شاہ عباس بہادر اولوالعزم تو تہا مگر کہا جاتا ہے کہ اس عہد شکنی کے باعث وہ انگریز بہائی سر انٹونی شرلی اور سر رابرٹ شرلی تہے جنہون نے شاہ عباس کی نوکری ملازمت کر لی ہوئی تہی ۔ اور فنون سپاہگری خصوصاً قواعد اور توپ اندازی مین مہارت کامل رکہتے ہے چونکہ سابقہ معرکون مین ترکون نے ینگچری فوج پیادہ کی استقامت اور قواعددانی اور توپخانہ کی عمدگی کے سبب ایرانیون کو پامال کیا تہا ۔ اس لیے شاہ عباس کو ایسے لوگون کی ضرورت تہی ۔ جب ان دونون انگریزون کا دربار ایران مین رسوخ ہوگیا ۔ تو یورپین خاصہ کے مطابق مسلمانون کی بیخ کنی کے درپے ہوگئے ۔ سب سے مفید تجویز یہی سوجھی ہوگی کہ اسلامی سلطنتون کو باہم لڑا کے کمزور کرایا جاوے ۔ اور کم سے وسطی یورپ کو ترکی کے ہاتھ سے چھوڑایا جاوے امرائے ایران گو اس اسلامی جنگ کے مخالف تھے مگر سپہ سالار ایران علی وردیخان کی تائید اور خود شاہ عباس کی ہوس ملک گیری اور عثمانیہ سلطنت کی بے انتظامی نے شاہ عباس کو عہد شکنی پر آمادہ کر دیا ان دونون انگریز عہدہ دارون نے شاہ کا حوصلہ یہہ کہکر بڑہا دیا کہ وہ شاہان فرنگستان کو بھی ترکون کے برخلاف لڑائینگے سر انٹونی شرلی ۔ جو اس کام کے لیے یورپ گیا اسکو کچہ کامیابی نہ ہوئی ۔ اُس نے تو منہ نہ لگایا جرمن وغیرہ نے اس تجویز کو تو پسند کیا ۔ مگر عیسائی صوبون کی معمولی بغاوتون یا سابقہ لڑائیون کے اہمارنے

کردیا اور مصطفے کو معزول کر کے سلطان عثمان کی بیعت کرادی سلطان مصطفے نے تین ماہ سلطنت کی

سلطان عثمان بن احمد اول

یہہ سلطان تنومند خوبصورت جوان خلیق و ادیب بہادر و عقلمند تہا ترکی مین شعر بہی کہتا تہا سلطان مصطفے نے وزیر اعظم محمد پاشا کو ایران کی لڑائی کے لیے روانہ کیا تہا۔ سلطان مصطفے کی معزولی کی خبر سنکر بطلب انتقام واپس قسطنطنیہ چلا آیا۔ مگر یہان پہونچکر اُسکو معلوم ہوگیا کہ استحکام سلطنت کے لیے یہہ عزل و نصب ضروری تہا اس لیے پہر دوبارہ سنہ ۱۰۲۹ھ مین محاربہ ایران کے لیے روانہ ہوگیا اور ایرانیون کو تنگ کردیا اس لیے شاہ عباس نے درخواست صلح پیش کی اور جو حدود دونون ملکون کی سلطان سلیم ثانی کے عہد مین تہین وہ مقرر کی گئین۔

حملہ پولنڈ

جبکہ ایران کی طرف سے کچہہ اطمینان حاصل ہوگیا۔ تو بہادر سلطان عثمان نے پولینڈ پر چڑہائی کردی جو ہمیشہ خلاف عہد نامہ شرارت کرتا رہتا تہا۔ اس مہم کی کمان اسکندر پاشا کو دی گئی جسنے فتح عظیمہ کے بعد تینتیس ہزار پول کو قتل کیا۔ اور باغی غیسائی گورنر کا سر کاٹ کر سلطان کے پاس قسطنطنیہ بہیجدیا۔ اور اہل پولنڈ نے علاوہ خرچہ جنگ کے ایک لاکہہ پاؤنڈ خراج سالانہ دینا منظور کیا۔ اور اسطرح سے ترکون کا سکہ بٹہادیا۔

یورپ کا متفقہ جنگ

سلطان عثمان جو شجاعت اور تہور کے علاوہ موقعہ شناس مدبر سلطان تہا اسکندر پاشا کی فتح عظیمہ سے پولینڈ کی کامل فتح کرنے پر تیار ہوگیا اور یورپ کے مذہبی جنگ سے اُسکو اس کانٹے کے نکالنے کا موقعہ ملگیا۔ پس سنہ ۱۰۳۰ ہجری مین سلطان سلیمان اعظم مرحوم کی زرہ بکتر لگا کر ۲ لاکہہ مجاہدین کا لشکر لیکر روانہ ہوا۔ اس جرار فوج مین ایک لاکہہ باقاعدہ فوج تہی۔ پولینڈ والون نے یورپ سے امداد طلب کی اور جرمن آسٹریا۔ فرانس۔ اٹلی۔ روس کی فوجون کے علاوہ خود سجمند شاہ پولینڈ کے ساتھ ۹۰۰۰۰ لے

عثمانیہ ایفائے وعدہ کی انتظار کرتا رہا کچھہ تو ایشیا کوچک وغیرہ کی بغاوتوں کچہ باب عالی کے تساہل اور زیادہ تر شاہ عباس کی ذاتی شجاعت سے ۱۰۲۵ سنہ ہجری تک یہی حال رہا۔ یہانتک کہ خود شاہ عباس نے ہی ترکی علاقہ پر حملہ کر دیا سلطان احمد نے وزرا کے کہنے سننے سے خود میدان جنگ مین جانے کا ارادہ کیا مگر حرم سرا کا نازپرورہ سلطان عین روانگی کے وقت جبکہ سلطانی کیمپ باسفرس کے ایشیائی ساحل پر لگ چکا تہا اور سلطان کی چڑائی کی خبرین دور دور تک پہیل چکی تہین یہہ بزدلانہ کلمہ کہکر اب لڑائی کے لیے مناسب وقت نہین رہا یہہ مہم آیندہ سال تک ملتوی کیجائے رہ گیا۔

اور ۱۰۲۵ سنہ ہجری مین نصوح پاشا کو مقابلہ پر روانہ کیا گیا۔ جسنے سخت جنگ کے بعد کئی ایک قلعہ فتح کیے کثرت برف اور شدت سردی سے بہت سی فوج ضائع ہوگئی۔ اور لڑائی رک گئی۔ اور نصوح پاشا اس شبہ مین کہ وہ شاہ عباس سے مل گیا ہے بحکم سلطان قتل کیا گیا۔ اور شاہ عباس بدستور رعایائے سلطانی کو تہ تیغ کرتا رہا۔

سلطان احمد اول ۱۰۲۶ سنہ ہجری ۲۵ سال کی عمر اور چار سال کی سلطنت کے بعد فوت ہوگیا۔ اور اسکی جگہہ اسکا بہائی مصطفے بن محمد تخت نشین ہوا عثمانیہ خاندان کا قانون وراثت یہہ ہے کہ خاندان کے اہل ذکور مین سے جو عمر مین بڑا ہو وہ تخت نشین کیا جائے۔ اور برادرکشی کی ظالمانہ رسم کے سبب آج تک ہر ایک متوفی سلطان کا بیٹا ہی تخت نشین ہوتا رہا تہا۔ مگر سلطان احمد کی نرم دلی یا مصطفے کی زاہدانہ زندگی کے سبب مصطفے زندہ رہا اور عمر مین بڑا ہونے کے سبب تخت نشین ہوا اور سلطان احمد کی وصیت بھی یہی تھی اگرچہ وہ نہایت دیندار متقی پرہیزگار تہا اور ہر ایک لذات دنیوی سے کنارہ کش تہا۔ شاہانہ لباس سے اسکو نفرت تھی۔ سبز رنگ کا چوغہ پہنتا تہا۔ چرب غذا نہین کہاتا تہا صرف خشک چپاتی پر گذارہ کرتا۔ غرضیکہ ایک تارک الدنیا زاہد تھا۔ امور سلطنت سے دلچسپی نہین رکہتا تہا۔ یہہ اوصاف اگرچہ ایک معمولی مسلمان کے لیے قابل فخر تہے لیکن عثمانیہ خاندان کے سلطان کے لیے جسکے سلطنت کا شیرازہ بگڑا ہوا تہا۔ ان اوصاف کے علاوہ۔ الوالعزمی جنگجوئی۔ محنت شاقہ۔ تدبیر۔ شجاعت رعب۔ سیاست کی ضرورت تھی جو باغیان سلطنت کو مقہور اور دشمنان ملک کو مجبور کرسکین اور سلطان مصطفے ان خصائل سے معرا تہا۔ اس لیے مفتی اعظم مولانا اسعد بن سعد الدین خدمتمین عارف باللہ شیخ محمود کے حاضر ہوا۔ جو اس عہد مین مسلمانون کا معتقد علیہ تہا سلطان مصطفے کی معزولی اور عثمان بن سلطان احمد کی تخت نشینی کی رائے پیش کی شیخ ممدوح نے اتفاق کیا وہان سے اٹہہ کر وزیر نے مصطفے آغا کو تجویز مذکور سے مطلع کیا وزیر نے شاہزادہ عثمان کو تخت نشین

جنہے بلا اطلاع مصطفےٰ قیدخانہ مین جاکر سلطان عثمان کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ اور کئی امرے کے گھر لٹ گئے۔ یہہ واقعہ ۸ ماہ رجب سنہ ۱۰۳۱ ہجری کا ہے۔

تاریخ شہادت سلطان عثمان

مات سلطان البرایا　　فھو فی الاُخری سعید
قال لی الھاتف ارخ　　اِنَّ عثمان شہید

یہ ہونہار سلطان ۱۸ یا ۱۷ سال کی نوجوانی اور چار سال ایک ماہ کی سلطنت کے بعد شہید کیا گیا۔ مگر دو روز کے بعد ہی لشکر عثمانی نے داؤد پاشا وزیر اعظم سے مطالبہ کیا۔ کہ کیون تمنے سلطان عثمان کو خود بخود قتل کر دیا ہے اس سے بڑا فتنہ برپا ہوگیا اور سلطان عثمان کے قتل سے بیس روز بعد داؤد پاشا ہی قتل کیا گیا۔ اور جو لوگ کہ قتل سلطان مین دخل رکھتے تھے سب قتل کیے گئے اور انکے گھر بار لٹ گئے۔ باشندگان اناطول اور اسکے امرا انتقام خون کے لیے کھڑے ہوگئے انہون نے سلطان مصطفےٰ کی بیعت نکی اور باغی ہو گئے اور ملک مین سخت فساد پڑ گیا حتیٰ کہ ۴ ذیقعدہ سنہ ۱۰۳۲ ہجری مین ایک سال ۴ ماہ کی سلطنت کے بعد معزول کیا گیا اور چند ماہ بعد فوت ہوگیا۔

سلطان مراد چہارم

مصطفےٰ کی جگہہ سلطان مراد احمد تخت نشین کیا گیا جبکی عمر اسوقت گیارہ سال سات ماہ کی تھی یہ سلطنت کے لیے بہت ہی نازک وقت تھا۔ اندرونی انتظام بگڑا۔ فوج سرکش۔ گورنران ملکوکات باغی شاہ عباس نے ایشیا کے صوبون کا حصہ کثیر دبا لیا تھا۔ عیسائی صوبون سے بھی سلطانی رعب اٹھ چکا تھا۔ ادہر ہر طرف سے سلطنت کی تباہی کی خبرین آ رہی تھین کہ صغیر سن مراد چہارم سلطان ہوا۔ مگر اسی عمر مین بقول ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی　　می تافت ستارۂ بلندی

علامات فراست و شجاعت ظاہر تھین۔ استقلال شاہانہ چہرہ سے عیان تھا۔ وہ ابتدا مین اپنے فرزانہ والدہ ماہ پیکر کے کہنے پر چلتا رہا۔ وہ جوان ہو کر شہہ زور شجاع ملتہہ بہادر طاقتور نکلا۔ وہ اس قدر شاہ زور تھا کہ گیارہ تہ کی آہنی چادرون کو جنکی موٹائی چار انچ ہوتی ہے تیر سے چیر ڈالتا۔ اور کوئی پہلوان اسکا تیر نہ نکال سکتا۔

ہزار فوج تھی لڑائی نے بہت طول کھینچا اور طرفین سے دو لاکھ جوان ہلاک ہوئے اگرچہ میدان ترکون کے ہاتھ رہا۔ اور بیشمار مال غنیمت اور کئی قلعے بھی سلطان نے لیے مگر پولینڈ کا استیصال نہ ہوسکا اور چند فاتحانہ شرائط منوا کر سلطان عثمان واپس ہوا۔ اور نہایت شان و شوکت سے داخل قسطنطنیہ ہوا۔

سلطان کا ارادہ حج اور قتل

سلطان سے پہلے چند سلاطین کمزور اور عیاش تھے انکے عہد مین رعایا بھی پابند شرائع نہ رہی قہوہ خانے مثل بھنگڑ خانوں کے بدمعاشوں کے اسٹیشن بنگئے شراب کا عام رواج ہوگیا۔ تمباکو بھی ترکون کا ایک قومی تمدنی شعار بن گیا سپاہی خصوصاً ینگچری جو کبھی سلطنت کے ظفرمند فوج تھی آج سلاطین عثمانیہ کے واسطے وبال جان ہوگئی تخت نشینی کے انعام کے حاصل کرنے کے لیے سلاطین کے عزل و نصب کو بھی ایک فرض عین جانتے تھے۔ سلطان عثمان نے ان تمام خرابیون کے دور کرنے پر کمر باندہی اسنے پولیس کا انتظام کڑا کر دیا۔ اور خود پولیس کا نگران ہوا۔ قہوہ خانے وغیرہ بند کردیے شراب کا رواج روک دیا۔ لوگ جو عموماً ان باتون کے عادی تھے سلطان سے نفرت کرنے لگے یہ ینگچری جو ایک لالچی گروہ تہا۔ اور جنمین جبن و نامردی کمال درجہ کی نفوذ کر گئی تھی سلطان کے فاتحانہ ارادون اور انعام و اکرام نہ دینے کے سبب سے سلطان کے مخالف ہورہے تھے عقلمند سلطان اس سرکش گروہ کی ہتکنڈون سے واقف تہا اُس نے ارادہ کرلیا کہ جب تک ینگچری فوج کا زور نہ گھٹایا جائے سلطانی رعب نہین جم سکتا اور نہ سلطنت کا انتظام چل سکتا ہے۔ سلطان نے تجویز سوچی دمشق ہوکر عربون اور کردون کی نئی فوج بہرتی کرکے قسطنطنیہ واپس آئے اور ینگچریون کو تباہ کرے اس لیے حج بیت اللہ شریف کا ارادہ کیا۔ اور ماہ رجب سنہ ۱۰۳۱ ہجری مین شاہی خیمہ وغیرہ اسکدار مین لگائے گئے۔ ینگچریون کو بھی سلطان کے اصلی ارادہ کی بھنک پڑ گئی انہون نے سلطان کو ارادہ حج سے روکنا چاہا اور فتوی لکھا لیا کہ انّ السلاطین لایکلفون بالحج۔ سلطان یہ فتوی سنکر سخت ناراض ہوا۔ اور بدستور ارادہ حج پر قائم رہا۔ فوج اور مفتی نے دلاور پاشا وزیر اعظم۔ دفتر دار۔ مولائے عمر معلم سلطان کو قتل کرنے کے لیے طلب کیا۔ انہین لوگون کو باعث تحریک حج خیال کیا جاتا تہا۔ سلطان نے ان عہدہ دارون کے حوالہ کرنے سے انکار کیا اور دو روز تک اصرار و انکار ہوتا رہا آخر سپاہیون نے سلطان مصطفے کو قید خانے سے نکال کر تخت نشین کرلیا۔ اور وزرائے مذکور اور سلطان عثمان یدی قلعہ مین قید کیا گیا۔ سلطان مصطفے کا بہنوئی داود پاشا وزیر اعظم بنایا گیا

لیے عذاب دیا جسکے اخفا کا اسپر خواہ مخواہ الزام لگایا جاتا تہا۔ اور یہ دجلہ کے وسط مین عام لوگون کو دکہا کر کشتی پر جلادیا گیا۔ اور بغداد مین سنیون کے خون سے ندیان بہادین۔ دو مشہور علمائے اہل سنت نوری آفندی اور عمر آفندی کو امیر المومنین ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے سب و تبرا کرنے کو لیے حکم دیا۔ جو انکار کرنے کے جرم مین درخت پر لٹکائے گئے اور سکہ بھکلا کر دونون علما پر ڈالا جس سے دونون مظلوم شہید ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بکر مرحوم کا لائق بیٹا محمد جو گورنری بغداد کا امیدوار تہا اسکو شاہ عباس نے خراسان بہیجکر قتل کرا دیا۔ اور خود کچھ عرصہ بغداد مین ٹہیر کر حافظ پاشا کے مقابلہ کے لیے موصل کو چلا گیا اور طویل محاصرہ کے بعد ناکام بغداد کو واپس ہوا۔ اور حافظ پاشا قسطنطنیہ سے جدید فوج لیکر واپس ہوا۔ اور بغداد کا محاصرہ کیا۔ مگر فوج نے بگڑ کر حافظ کو قید اور مراد پاشا کو سپہ سالار مقرر کیا۔ اور پہر حافظ پاشا کو بحال اور پھر اسکے قتل کا ارادہ کیا۔ اور حافظ پاشا نے حکمت عملی سے فوج کو قابو کیا۔ اور محاصرہ اُٹہا لیا۔ اور شاہ عباس نے حافظ پاشا کا پیچہا کیا۔ اور موقعہ پا کر حملات کرنے لگا۔ آخر ایک موقعہ پر عام مقابلہ ہوگیا جسمین حافظ پاشا نے مخالف کو شکست فاش دی اور ایرانی بہ تعداد قلیل زندہ واپس گئے اور حافظ پاشا نے مراد پاشا کو جو فوج کی بغاوت کا اصلی محرک تہا قتل کرا دیا حافظ پاشا بحکم سلطانی حلب کو واپس ہوا۔ اور معزول کیا گیا۔ اور خلیل پاشا سر عسکر مقرر ہوا۔ جو مر گیا۔ اور اُسکی جگہہ خسرو پاشا مقرر ہوا جو ڈیڑہ لاکھ فوج لے کر مہم ایران پر روانہ ہوا۔ بغداد کا محاصرہ کیا گیا۔ اور باوجود سخت جنگ کے کوئی نتیجہ نہ نکلا اس لیے ناچار موصل کو چلا گیا۔ اور ایک جلسہ دعوت مین بلا کر اُن تمام سردارون کو قتل کر دیا جو باعث اختلال تہے۔ اور چالیس ہزار اور جدید فوج قسطنطنیہ سے طلب کی مگر معاملات بدستور الجھے رہے اور شاہ عباس کی زندگی مین بغداد فتح نہ ہوسکا۔

شاہ عباس اول ۱۰۳۶ہجری مین فوت ہوا۔ یہہ خاندان صفویہ ایران کا فخر اور سرتاج تہا شاہ اسمعیل بانی خاندان صفویہ کی طرح بہادر محب وطن اور اہالی شیعہ مین کمال درجہ کا ہردلعزیز تہا۔ اُسکی فتوحات خصوصًا استرداد مقامات متبرکہ بغداد۔ کاظمین۔ سامرہ۔ نجف اشرف۔ کربلائی معلی سے وہ عام شاہی درجہ سے ولایت و کرامت کے پایہ گرامی مین متصور ہونے لگا۔ اور اس نے واقعی وہ کچھہ کر دکھلایا جو شاہ اسمعیل سے بھی نہ ہوا تہا۔ وہ تمام ملک جو چند عظیم الشان سلاطین عثمانیہ نے بہت قیمتی جانیں دیکر فتح کیے تہے وہ شاہ عباس نے واپس لیے مگر اصل بات یہ ہے کہ اگرچہ شاہ عباس جنگی اور ملکی لیاقت مین ممتاز نہ تہا مگر ایران کی خوش قسمتی تھی کہ شاہ عباس کے عہد مین ایک بھی سلطان

شاہ عباس کا بغداد فتح کرنا

سلطان عثمان کے قتل اور مصطفےٰ کے دوبارہ جلوس اور رعیت کی بغاوت کی خبر سنکر شاہ عباس عثمانیہ علاقہ پر ٹوٹ پڑا۔ اور ایران کا وہ تمام علاقہ جو سلاطین عثمانیہ نے فتح کیا تھا۔ ایران سے ملا لیا بلکہ خاص ترکی علاقہ کا ملحقہ حصّہ بھی دبا لیا۔ ایک بغداد باقی تھا جس پر چند ناکام حملہ شاہ عباس کر چکا تھا بغداد کا گورنر یوسف پاشا تھا۔ اسمین اور ایک جرنیل بکر آصوباشی مین مخالفت پڑ گئی اور ایک جرنیل نے وزیر کو مار ڈالا۔ اور بغداد پر متصرف ہوگیا۔ اور دار الخلافہ کے فساد و شورش کی خبر سنکر خود مختار بن بیٹھا۔ دار السلطنۃ قسطنطنیہ سے اسکی سرکوبی کے لیے حافظ پاشا کو فوج کثیر دیکر روانہ کیا گیا یہ خبر پاکر بکر آصوباشی نے شاہ عباس کو لکھا کہ اپنے معتبر بھیجدین تاکہ بغداد انکے حوالہ کردیا جائے شاہ عباس نے تین سوار ایرانی خلعت گران بہا دیکر بغداد روانہ کیئے حافظ پاشا نے محاصرہ کیا۔ مگر فصیل قلعہ کی استحکام اور ایرانیون کی مزاحمت کے سبب فتح نہ کرسکا۔ اور باغی گورنر کو سند امارت بغداد بھیجدین تاکہ وہ ایرانیون کے حوالے بغداد نہ کرے۔ بکر آصوباشی نے اسکو نعمت غیر مترقبہ جانا اور ایرانیون کے سر کاٹ کر فصیل کے کنگرون پر لٹکا دیے اور شاہ عباس کے خلعت کو پھاڑ کر پاؤن مین روند ڈالا۔ شاہ عباس یہ خبر سنکر فوج جرار لیکر بغداد پر چڑھ آیا۔ اور بغداد حوالے کرنے کے لیے کہا۔ بکر آصوباشی نے جسکو بغداد کی کمال استحکام اور سلطنت عثمانیہ کی طاقت پر حوصلہ تھا جواب دیا کہ اگر شاہ عباس جیسے دس شاہ ان بھی زور لگائین تو بھی بغداد فتح نہین ہوسکتا۔ بکر آصوباشی نے قلعہ کی توپون سے ایرانیون کو بھوننا شروع کیا۔ اور حافظ پاشا نے کور حسین پاشا کو کچھ فوج دیکر مدد پر روانہ کیا۔ جسکو ایرانی جرنیل نے صلح کا مشورہ کرنے کے لیے طلب کیا۔ اور کہات لگا کر دھوکے سے مع ہمراہیان قتل کیا۔ اور پھر ترکی کیمپ پر یکبارگی حملہ کرکے بھگا دیا۔ اور اسباب لوٹ لیا۔ اب بغداد اکیلا رہ گیا تین ماہ تک محاصرہ رہا باشندے طول محاصرہ اور قحط سے تنگ آگئے۔ چنانچہ بعض مُردے کھانے لگے اور اکثر باشندے شہر سے نکلکر ایرانی کیمپ مین چلے گئے۔

بکر آصوباشی کا بیٹا محمد جسکے سپرد قلعہ کی محافظت تھی شاہ عباس سے یہ عہدہ لیکر کہ باپ کی جگہ اسکو حاکم بغداد بنایا جائے گا۔ ایرانیون سے ملگیا اور رات کے وقت قلعہ مین داخل کر لیا۔ اور بکر قید ہوکر شاہ عباس کے پاس حاضر کیا گیا۔ جہان اسکا ناخلف بیٹا محمد موجود تھا وہ باپ کو سابقہ حرکت پر ملامت کرنے لگا۔ شاہ عباس نے بکر کو لوہے کی پنجرے مین بند کرکے جلتی آگ مین ڈال کر حصول خزانہ کے

تک تین لاکھ جانباز فوج سلطانی علم کے نیچے جان دینے کے لیے تیار تھی سلطان نے اپنے سپاہیانہ حرکات
سے فوج کے دلون کو قابو کر لیا۔ ہوا تہا۔ وہ اپنے سپاہیون کے برابر ہر ایک مصیبت جہیلتا اگر انکو کبہی کہانا
نہ ملتا تو سلطان بہی نہ کہاتا۔ برف و باران کی تکلیف مین فوج کے ساتھ شریک رہتا چھ ماہ تک زین اسکا
سرہانا۔ گہوڑے کی جھل اوسکا بچہونا اور فرش خاک اسکا پلنگ رہا۔ سلطان مراد اُس سے دو سال
پہلے دیوان اور تبریز کی فتح مین ایرانیون کو اپنی شمشیر کے جوہر دکہا چکا تہا۔ اور فوج مین اثر لعز بندی
اور ملک مین نیکنامی حاصل کرچکا تہا۔ لڑائی مین خود سپاہیون کی طرح حصّہ لیتا تہا۔ رستہ مین
ظالم اور خائن حکام کو سزائین دیکر غریب رعایا کی دعائین لین خندق کے کہودنے اور مورچے بنانے
مین فوج کا شریک رہا۔ غرضیکہ سُلطان مراد نے قدیم عربون (صحابہ) کا صرف لباس ہی نہین پہنا تہا
بلکہ ان بزرگون کے عادات حمیدہ کو بہی اختیار کر لیا تہا۔ شاہ ایران بہی فوج جرار لیکر تبریز سے ایلغار
کرتا ہوا بغداد کی مدد کو پہونچ گیا۔ اور دریائے دجلہ کے کنارے فریقین مین سخت خونخوار جنگ ہوا۔
ایرانیون نے جان فروشی مین کوئی کوتاہی نہ کی۔ اور حملون کی تار باندہ دی مگر سلطان مراد چہارم
جو اپنے عہد کا سکندر ثانی اور رستم ہمتن تہا۔ اپنی ذاتی شجاعت اور قواعدان فوج کے سبب
میدان جیت گیا۔ اور شاہ ایران ہزارون جوان کٹوا کر بہاگ گیا۔ اب بغداد کو کوئی بچانے والا نہ تہا محاصرہ
کیا گیا۔ سرنگین لگائی گئین۔ اور ترکی توپخانے نے کئی برج گرا دیے۔ سُرنگ کے اڑنے سے ایک
جگہہ سے ۸۰ گز دیوار اُڑ گئی جس راستہ سے ترکون نے اندر جانے کی کوشش کی مگر بہادر ایرانیون نے
شگاف فصیل پر ایسی سخت لڑائی کی کہ ایرانی گولہ باری سے ہزارون جانین دیکر ناکام واپس ہوئے
سلطان نے وزیر اعظم طیار پاشا کو بزدلی کا الزام دیا جسپر یہہ نمک حلال وزیر تیسرے دن خود حملہ
آور ہوا۔ اور ایرانی گولیون کی بچہاڑ سے بہادر وزیر کا منہ چھلنی ہو گیا۔ مگر منہ نہ موڑا ترکون نے
جان باز سردار کے تقلید مین جان توڑ حملہ کیا۔ طیار پاشا تو وہین شگاف فصیل پر شہید ہو گیا مگر ترک قلعہ
مین داخل ہو گئے اور چالیس یوم کے محاصرہ کے ۸ شعبان ۱۰۴۸ ہجری بروز جمعہ کو دار السلام بغداد فتح ہو گیا
بیس ہزار یا بقول بعض پچاس ہزار ایرانی قتل ہوئے اور ترک دس ہزار مارے گئے۔ ایام محاصرہ مین
ایکدن ایک دیوہیکل ایرانی پہلوان نے قلعہ سے نکلکر للکارا کہ ترکون مین جو سب سے زیادہ شہ زور جوان ہو
مبارزت کے لیے میدان مین نکلے۔ چونکہ زیادہ زوردار جوان اسوقت خود سلطان مراد تہا یہ کلمہ
سنتے ہی مقابل جا کہڑا ہوا۔ اور طویل نبرد آرائی کے بعد مخالف کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ تلوار خود اور
کھوپری کو توڑتی ہوئی ٹہوڑی تک چلی گئی اور اس لڑائی مین جنگ مبارزت کی سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

تخت عثمانیہ پر نہ بیٹھا جو شمشیر زن کشور کشا ہوتا۔ شاہ عباس کے جسقدر مقابلے ہوے وہ ترکی جنرلیون سے ہوتے رہے جنکے سامنے چند بار نہایت ذلیل شرائط پر درخواست صلح کرنی پڑی۔ دربار قسطنطنیہ نہایت مشکلات مین مبتلا تھا۔ باغیون نے سلطانی فوج کا دم ناک مین کیا ہوا تھا۔ اباز اور ابوالحسن نے ایشیا کوچک مین اور فخرالدین نے شام مین فساد مچا رکھا تھا۔ ینگچری اور سلطانی سپاہی سلاطین کے عزل و نصب اور کارآمد تجربہ کار وزرا کے قتل کو ہی ایک ملکی خدمت سمجھ بیٹھے تھے اور تاج عثمانیہ کی وہی حالت تھی جو المتوکل خلیفہ بغداد کے عہد مین خلفائے عباسی کی تھی مگر باوجود اس کے ڈیڑھ لاکھ تک فوج معہ سامان جنگ شاہ عباس کے مقابلہ پر روانہ کرتی اور شاہ عباس کا ایران سے آگے عثمانیہ ممالک مین غاصبانہ قدم نہ رکھنا ایران اور ترکی کے اصلی وسائل طاقت کو ملحوظ نہ کرنے کے صحیح اندازہ مین عباس نے ترکی جنرلون پر جہان فتح پائی عموماً فوج کی باہمی عداوت و بے انتظامی کے سبب سے تھی اور ایک دو موقعون پر بزور شمشیر بھی کامیابی حاصل کی تو وہ بھی ایک جنرل کے مقابلہ مین کچھ قابل فخر نہین ہے بغداد کو دھوکہ سے فتح کیا گیا۔ آرام طلب سلطان محمد اور احمد کے بعد ایک نوجوان اور بہادر سلطان عثمان نکلا تھا جسکے وقت مین شاہ عباس نے کوئی وسیع کارروائی نہ کی۔ مصطفے کے عہد مین بغداد فتح ہوا۔ سلطان مراد کی صغیر سنی مین کچھ انتظام نہ ہو سکا۔ مگر سلطان مراد نے جونہی اندرونی بغاوت کا انتظام کر لیا۔ اور فوج اور امرا کے باغی عنصر کو فنا کر کے سلطانی رعب جما لیا۔ بغداد کی طرف رخ کیا۔ اگر شاہ عباس زندہ ہوتا۔ غالباً وہی نتیجہ نکلتا جو سلیم اول سلیمان اعظم اور شاہ اسمعیل صفوی کے خونخوار معرکون کا نکلا تھا۔ مراد کی اٹھتی جوانی شاہ زور کی جنگی شوق نے ترکون مین نئی روح پھونک دی تھی مفسدین کا قلع قمع اور بغاوت کو دفع دفع مراد کے زبردست ہاتھون نے کر دیا۔ ان تمام باتون سے فراغت پا کر جوانمرد اولوالعزم سلطان مراد چہارم بغداد کے فتح کے لیے روانہ ہوا۔

فتح بغداد

۱۰۴۸ہ ہجری مین سلطان مراد چہارم ایک لاکھ فوج لے کر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ اور عثمانیہ تاجدار کا چند پشتون کے بعد بتقلید سلاطین اولین خود بنفسہ فوج کی کمان لینے اور قدیم عربون کا جنگی لباس پہن کر نکلنے کی خبرون نے ممالک عثمانیہ مین جوش بھر دیا۔ ایشیا کوچک شام۔ کردستان۔ جزیرہ عراق۔ مصر۔ عرب کی جنگجو قومین اور فوجین سلطان کی ہمراہ ہو گئین حتی کہ بغداد سے پہنچے

آج فرانسیسی علم نہ لہرا سکتا۔ ورنہ کریٹ ہی عیسائی تصرف مین چلا جاتا۔

مراد نے مہم ایران سے فارغ ہوکر البانیہ وغیرہ کے عیسائی متمردین کا بہی استیصال کردیا۔ ظالم رشوت خوار۔ بدچلن لوگون کو سخت سزائین دیکر امن قائم کردیا۔ ینگچری فوج جو شتر بے مہار تہی اُسکو ہزارون شوریدہ سرون کو قتل کرکے انتظام بیٹہا دیا۔ مفتی صاحب جو بات بات پر سلاطین کے برخلاف فتوی دینے کے عادی ہورہے تہے ایک مفتی اعظم کے قتل سے ہی دم سادہ گئے۔ باغی سردار یا تو ہلاک کئے گئے یا سلطانی طاقت کے سامنے سر تسلیم خم کرکے وفادارانہ خدمات بجا لانے لگے اور سلطنت عثمانیہ کا بیرونی ممالک مین وہی وقار قائم ہوگیا جو سلیمان اعظم کے وقت مین تہا۔

ناظرین تاریخ پر واضح رہے کہ سلطان مراد نے گیارہ سال کی عمر مین سلطنت حاصل کی اور سوقت سلطنت کیحالت نازک دیکھکر یورپین مدبرون کو سلطنت عثمانیہ کے زوال کامل کا یقین ہوچکا تہا۔ اور انکو ہرگز سلطنت کے سنبہلنے اور پنپنے کی امید نرہی تہی۔ چنانچہ زمانہ حال کی طرح مراد کا ہمعصر انگریز مورخ سٹر بیٹر بیلیز سلطان مراد کی کمسنی اور سلطنت کی بے انتظامی دیکھکر عیسائی سلاطین کو صلاح دیتا ہے کہ وہ متفق ہوکر ترکی کے حصے بخرے کرلین۔ مگر شان الہی ہے کہ وہی دنیا کا نہایت مشہور اولوالعزم کشور کشا ثابت ہوتا ہے اور ترکی کے پراگندہ اجزا کو جمع کرکے عثمانیہ عظمت کو بڑہاتا ہے اور تین سو برس گذرنے تک سلطنت عثمانیہ بدستور محسود اقران ہے چلی آتی ہے کو موجودہ سلطان عبد الحمید خان سلمہ اللہ المنان کے عہد مین چند عیسائی صوبہ ترکی کے قبضہ سے نکل گئے ہین اور بظاہر مورخین کے نزدیک ہماری الزام ہے لیکن یہہ افسوسناک حادثات اٹل تہے۔ جنکی بحث سلطان عبد الحمید خان کے حالات مین کی جائے گی۔ مگر وقت کے مطابق سلطان عبد الحمید خان نے عثمانیہ طاقت کو اسقدر مضبوط کرلیا ہے کہ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ یورپ کی کوئی واحد طاقت خشکی مین ترکی سے مقابلہ نہین کرسکتی بشرطیکہ سلطان اپنی مقدس طاقت خلافت کو کام مین لانے کی ضرورت محسوس کرے۔ اور خدا تعالی اُس مشکل وقت کو نہ لائے۔ ورنہ محمد فاتح اور سلیمان اعظم کا زمانہ نظر آنے لگیگا۔ وجہ یہہ ہے کہ ایران کے سوا کل اسلامی دنیا ایشیا افریقہ یورپ مین اہل سنت جماعت ہین اور ایران بہی زمانہ کا رنگ دیکھکر عام اسلامی جماعت سے الگ نہین ہو سکتا۔ پس کل مسلمان خادم حرمین شریفین سلطان ترکی کے خیر خواہ ہین۔ گو یورپ والون نے مسلمانون کو بہت سی زنجیر قلت مین جکڑا ہوا ہے۔ لیکن وقت پر سب ٹوٹ جائینگے اور معلوم ہوجائے گا کہ ترکی طاقت کے وسائل کس قدر وسیع ہین۔

عنہم بھی پوری ہوگئی۔ بغداد مین امام اعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی کے مقبرون کی مرمت کا حکم دیا جنکو شیعون نے بہت کچھ گرا کر بگاڑ دیا تہا۔ اور قلعہ و فصیل کی مرمت از سر نو کردی اور دس یا بارہ ہزار فوج بغداد مین چھوڑ کر واپس قسطنطنیہ ہوا جہان وہ مظفرانہ شانانہ طمطراق کے ساتھ ۱۰ اجون ۱۶۳۹ء عیسوی کو داخل ہوا۔ سلطان فولاد کے چمکدار زرہ بکتر لگائے ہوئے اور سکندر کی طرح چیتے کی کہال کندھون پر ڈالی ہوئی اور دستار مین مرصع کلغیان لگائے تاتاری شاندار اسپ باد پا پر سوار ہاتھ مین ہتھیارون کا گٹھا لیے اور ۳۰۰ یا ۵۰۰ ایران کے خوانین ہتھکڑیان پہنے ساتھ قید کیے ہوئے دارالخلافہ مین داخل ہوا۔ اور ہر طرف سے بارک اللہ غازی مراد کے سو ہا نعرے سنکر اور سلام کا جواب دیتا ہوا محل شاہی مین داخل ہوا۔

بغداد مین جو قسطنطنیہ سے بہت دور اور ایران کے نہایت قریب واقعہ تہا وہان صرف دس بارہ ہزار فوج چھوڑ کر سلطان کا چلا آنا اسباب کی کافی دلیل ہے کہ اُس نے شاہ ایران کو ایسا کمزور کر دیا اور ترکی رعب جما دیا تہا۔ کہ شاہ ایران سے مکرر حملے کی اُسکو ہرگز امید نہین تہی چنانچہ جلدی مین شاہ ایران نے درخواست صلح پیش کر دی سلطان مراد جو دو مسلمان بادشاہون کے جنگ و جدل کو ہرگز پسند نہ کرتا تہا۔ اور یورپ کے عیسائیون کے لیے وقت نکالنا چاہتا تہا۔ صلح پر راضی ہوگیا۔ اور جو حدود سلطنت سلطان سلیمان اعظم کے عہد مین دونو ملک کے تھی وہی مقرر ہو کر صلح مکمل ہوگئی۔ اس سے اریوان تو ایران کو دیا گیا۔ اور بغداد ترکی نے لیا۔ اور پھر اسی سال تک ترکی اور ایران مین کوئی فساد نہ ہوا۔

بغداد سے واپس آکر سلطان مراد نے سلطنت کی خستہ حالت بحری طاقت کو از سر نو مضبوط اور محکم کرنے کا ارادہ کیا۔ اور کامیاب بہی ہوا۔ فرانس جو اپنے خود غرض سفیر کے دخل در معقول اور معزورانہ کارروائی کے سبب سلطان مراد کے عہد مین مشرق مین اپنا رسوخ کہو چکا تہا۔ اور اُس کی جگہہ ہالینڈ اور انگلستان اپنا اڈا جما رہا تہا۔ بہت کچھ مخالفت کے بعد آخر سلطان کی دوستی کے بڑہانے کے فکر مین ہوا اور جب تک کہ سلطانی احکام فرانس کے بچاؤ کے بارہ مین جاری ہوئے تو بربری بحری قزاقون کے ہاتھ سے فرانس کے تجارتی جہازون کو بحیرہ روم مین آنا مشکل ہوگیا۔ بلکہ فرانس کے ساحلی بنادر بہی ہمیشہ مسلمانون کے ہاتھ سے تاراج ہوتے رہے۔ اور یہہ اثر عثمانیہ بیڑے کا تہا جسکے خوف سے فرانس وغیرہ بربری قزاقون کا کچھہ بگاڑ نہ سکتے تہے اگر بعد مین بہی عثمانیہ بیڑا مضبوط ہوتا تو ٹیونس اور الجزائر پر

رے کی سواری سے ڈرتا تھا۔ چنانچہ جب تاجپوشی کے لیے چلا تو تخت رواں پر سوار ہوا۔ شروع شروع وزیر اعظم قرہ مصطفےٰ کی لیاقت اور دیانت سے ابراہیم کی بدچلنی کا اثر سلطنت پر نہ پڑا۔ مگر آخر یہ فرزانہ ست باز اس احمق سلطان کے ہاتھ سے قتل ہوگیا۔ اور سلطان کو کوئی روکنے والا نہ رہا جس خزانہ کو سلطان مراد نے بھرپور کیا تھا وہ چند سالوں میں ہی اس شہوت پرست سلطان نے برباد کردیا ارکان سلطنت نے ابراہیم کو معزولی سے تین ماہ بعد قتل کردیا ابراہیم نے ۸ سال ۹ سلطنت کی ۳۳ سال عمر پائی۔

ابتدائے محاربات روس

مگر جنگی کارناموں کے لحاظ سے کمزور ابراہیم کا زمانہ بھی خالی نہ رہا۔ مراد چہارم کے آخری حصہ ۱۶۳۶ء مین کاسکون (قزاقون) نے قبضۂ ذاف کو جو بحیرۂ ازاف اور دریائے ڈان کے دہانہ پر واقع ہے ترکون سے چھین لیا تھا۔ ابراہیم کے عہد مین وزیر اعظم قرہ مصطفےٰ نے ۱۶۴۱ء عیسوی مین ایک بر دست فوج اور بیڑہ جہازات قسطنطنیہ سے بہر فتح کرنے کے لیے روانہ کیا۔ خان کریمیا بھی تاتاری فوج لیکر ہم مین شامل ہوگیا یہ کاسک زار روس کی ماتحت تھے جنھون نے ترکی فوج کو تین ماہ کے سخت جنگ کے بعد واپس ہٹا دیا غیور وزیر نے دوسرے برس زیادہ شدت سے حملہ کیا۔ اور خان کریمیا بھی ایک لاکھ مجاہدین لے کر شامل جنگ ہوگیا۔ روسیون کے حوصلہ پست ہوگئے اور شہر کو آگ لگا کر رات وقت بھاگ گئے اور زار نے معاملہ ازاف سے بے تعلقی ظاہر کرکے سابقہ اخلاص دوستی کی تجدید کی درخواست کی کیونکہ روس اسوقت سلطنت عثمانیہ کی ٹکر نہ تھا۔ اُس نے اپنی آیندہ سلامتی ترکون کی دوستی مین خیال کی۔ ترکی جرنیل نے شہر کو از سر نو مرمت کرکے بیس ہزار فوج ازاف مین دوامی طور سے مقیم کی روس کے کاسک ترکی رعایا کو اور کریمیا کے تاتاری روسی رعایا کو لوٹتے رہے اور روسیون اور ترکون کی لڑائی کا یہی آغاز ہے دونون سلطنتین ایک دوسری کی ذمہ الزام لگاتی رہین۔ آخر ابراہیم نے صاف لکھدیا کہ اگر زار روس کاسکون کے افعال کا ذمہ وار بنے اور خان کریمیا کو قدیمی خراج دینا شروع کرے او وعدہ تاتاری فوج زار روس کے برخلاف مدد نہیں دے گا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت روس اسقدر کمزور تھا کہ ترکی اپنے ایک ماتحت باجگذار صوبے کی حیثیت سے بھی روس کو کم وقعت دیتی تھی۔ اور کریمیا کی ریاست روس کے پرخچے اُڑانے کے لیے کافی طاقت رکھتی تھی چنانچہ ۱۶۴۴ء عیسوی مین خان کریمیا نے روس کے جنوبی صوبجات تک روسیون کو بھگا کر تین ہزار قید کیے اور روسیون نے اگرچہ ازاف

سلطان مراد کی تخت نشینی کے وقت جسقدر خرابی تہی اُسکا عشر عشیر بہی اب ترکی مین موجود نہین مراد کے عہد مین فوج مفسد مخالف تمام ایشیائی صوبون مین بغاوت اور قتل و غارت کا بازار گرم تہا شاہ عباس جیسا بہادر ترکون کو شکست پر شکست اور فتوحات کا دائرہ وسیع کر رہا تہا ۔ سلطان عمرہ شطرنج سے زیادہ وقعت نہ رکہتا تہا ۔ اور متواتر عزل و نصب سے سلطنت کا دیوالہ نکال چکا تہا ۔ خزانہ بالکل خالی تہا ۔ کہوٹا سکہ مروج تہا ۔ مگر باوجود اسکے ایک لائق سلطان نے کیسی خوش اسلوبی سے بگڑی ہوئی حالت کو سنبھال لیا ۔ تو زمانہ حال مین جب ایشیا مین بالکل امن و امان ہے فوج سلطان پر جان دینے کو تیار ہے دنیا کا ہر ایک مسلمان سلطان کے لیے دست بدعا ہے ایران بھی برادرانہ تعلق رکھتا ہے جو کچھ ہو رہا ہے محض یورپ کی ایک دو سلطنتون کا طفیل ہے ۔ اس حالت مین نا امیدی کی کوئی وجہ نہین جب سلطان مراد نے انتظام درست کر لیا ۔ تو اب صرف یورپ کی گیدڑ بھبکیون اور ریشہ دوانیون سے ترکی کو کچھ نقصان پہونچ نہین سکتا ۔ مانا کہ سلطان عبد الحمید خان شمشیر زن نہین مگر اُسکا تدبر و دانش مخالفون نے بہی تسلیم کیا ہوا ہے اور زمانہ حال مین شاہ وقت کا جسقدر مدبر و مآل اندیش ہونا ضروری ہے اسقدر جنگجو کی ضرورت نہین ہے لڑائی کا مدار آجکل جرنیلون پر ہے جسکی ترکی مین کبہی کمی نہین رہی ۔ پہر جو لوگ تاریخ عثمانیہ سے واقف ہین اُنکو اس بات کو ماننے مین ذرا بہی تامل نہین ہو سکتا کہ خواہ یورپ کس قدر دانت پیس پیس کر ڈہول کی جال پہیلائے سلطنت عثمانیہ معدوم نہین ہو سکتی ۔ ایک سخت معرکہ کے بعد ترکی جلال یورپ مین پہر قائم ہو سکتا ہے جو آزاد شدہ عیسائی صوبون کی بدولت ایک ایک دن ہو کر رہے گا ۔ اور سلطان ترکی دکہا دیگا ۔ کہ وہ مراد اول اور سلیمان اعظم کا فاتح سپوت ہے ۔

یہ تو جملہ معترضہ تہا ۔ سلطان مراد کے عہد مین سیلاب سے بیت الحرام کا کچھ حصہ گر گیا تہا ۔ اس لیے جدید عمارت بنوائی گئی ۔ اور کعبہ کا جدید دروازہ تعمیر ہوا ۔ قدیم دروازہ خزانہ شاہی مین تبرکاً رکہا گیا ۔ یہہ سلطان بہادر حامی شرع منتظم مدبر تہا ۔ اور ریاست وینس پر چڑہائی کرنے کی تیاری کر رہا تہا ۔ کہ شدت بخار سے ۹ شوال ۱۰۴۹ھ ہجری کو ۲۹ سال کی عمر اور ۱۶ سال گیارہ ماہ پانچ دن کی حکومت کے بعد راہی ملک بقا ہوا انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

سلطان ابراہیم بن احمد

سُلطان مراد کا کوئی بیٹا نہ تہا ۔ سلطان ابراہیم اسکا بہائی تخت نشین کیا گیا ۔ جو عیاش ۔ ظالم ۔ خود رائے فضول خرچ تہا ۔ حرم سرائے مین مدت تک رہنے سے زنانہ صفات کا اس مین غلبہ ہو گیا تہا ۔

نہی۔ فرانس جو صدیون سے ترکی حمایت مین مالی اور سیاسی فائدہ اٹھا تا رہا تہا اسوقت کہلم کہلا عیسائی بہائیون کی مدد کے لیے غداری پر اتر آیا۔ اور ترکی کی دوستی اور عہدنامون کو بالائے طاق رکھکر میدان جنگ مین نکل آیا مالٹا کے نائٹ اگرچہ خود مختار تھے مگر فرانس کے زیر رسوخ تہے اور وہان فرانسیسی بہی بکثرت آباد تہے اسی بنا پر سفرائے انگلستان اور ہالنڈ نے مالٹا کے ناٹون شرارت کو فرانس کے سر تہوپا تہا اور کم ظرف سلطان نے فرانسیسی جہازون کو قید کر لیا۔ کریٹ پر حملہ مالٹا والون کے سبب سے ہوا تہا پس کسی نہ کسی طرح فرانس کا ضرور خفیہ اس شرارت مین ہاتھ تہا۔ اور سلطانی حملہ کی صورت مین تمام رومن کیتہلکون مین جوش پیدا ہوگیا۔ اور فرانس مین مسلمانون کی لڑائی کا عام مذہبی جوش سے اعلان ہونے لگا مکار فرانس نے پہلے تو ہر طرح سے خفیہ مدد دی اور فرانسیون کو وینس کی فوج مین بہرتی ہونیکا اختیار دیا گیا۔ روپیہ اور جہازات بہی وینس کو دیے گئے۔ اور جب اس سے علانیہ نکلا تو خود فرانس نے جنگی جہاز اور فرانس کے ایما سے ہسپانیہ نے بہی تو جنگی جہاز روانہ کیے۔ یہہ تمام جوش دیکہہ کر یوسف پاشا سپہ سالار افواج کریٹ جو مزید کمکی فوج کی درخواستین سلطان کے پاس روانہ کرچکا۔ اور کچہہ نتیجہ نہ نکلا تہا۔ اور تیمو اور رخانیہ کی فتح کے بعد خود قسطنطنیہ آیا اور قبل اس کے جدید بیڑہ تیار ہو سلطان نے اسکو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ تجربہ کار یوسف پاشا نے جو کریٹ اور عیسائی بیڑے کے جوش سے واقف تہا۔ عذر کیا اور ناقدر شناس سلطان نے اس خیرخواہ سلطنت کو قتل کرا دیا۔ جسکا خمیازہ سلطنت کو بہگتنا پڑا۔ ناکمل بیڑا تو مجمع الجزائر مین ہی طوفان کی نذر ہوگیا۔ اور یوسف پاشا کے لائق جانشینون سے کریٹ فتح نہ ہوسکا اور پچیس سال تک محاربہ کریٹ نے طول پکڑا۔

سلطان محمد چہارم بن ابراہیم

سلطان ابراہیم کے حرکات ناشائستہ سے لوگ ناراض تہے محلسرا کی عورتون کا حکم چلتا تہا عہدے بکتے تہے رشوتین چلتی تہین۔ خزانے عیاشی مین صرف ہوتے تہے معمولی خراج بڑہا دیا گیا۔ اور جدید ٹکس لگائے گئے خیرخواہان سلطنت کو ذلیل اور قتل کیا گیا۔ ایک چہوٹی سی ریاست وینس کے مقابلہ مین کوئی کامیابی نہ ہوسکی ان خرابیون کے دور کرنے کے لیے ابراہیم کو معزول کیا گیا اور پہر فساد کے اندیشہ سے قتل ہوا۔

ابراہیم کی جگہہ اسکا بیٹا محمد چہارم سات سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اس وقت سلطنت بگڑی ہوئی تہی۔ انتظام بگڑا ہوا تہا۔ فوج شتر بے مہار تھی۔ ارکان دولت کی کچہہ نہ چلتی تہی۔ وزرائے

پر سخت حملہ کیا۔ لیکن موسی پاشا ترکی گورنر سے کئی معرکون مین شکست پاکر پسپا ہوئے اور بارہ سو روسیون کے سر کاٹ کر بطور نشان فتح قسطنطنیہ بہیجدیے گئے اور آیندہ اسلام خان غوری خان کریما روس اور پولینڈ پر حملہ کرکے چالیس ہزار روسی پکڑ لایا۔ اگر خان کریما کو سلطنت سے مدد دیجاتی تو روس کو یا تو برباد یا اس کی طاقت محدود کر دیتا مگر بے سمجھ سلطان ابراہیم نے زار روس کی شکایت پر خان کریما کو لکھا کہ عیسائی قیدی جو خلاف معاہدہ قید کیے گئے ہین انکو رہا کرنا چاہیے۔ خان کریما مآل اندیش سردار تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ ہم سلطان کے غلام ہین مگر روسی دہوکہ سے صلح کرتے ہین وہ صرف پر پرزے نکالنے کے لیے فرصت ڈہونڈہتے ہین اور یہ عجز والحاح تب تک ہی ہے جب تک کہ ہماری تلوارین اُن کے سرون پر ہین اگر انکو موقع دیا گیا تو بحیرۂ اسود کا شمالی اسلامی حصّہ ہی نہین بلکہ جنوبی سواحل بہی روسی بیڑے تاراج کر دین گے دربار عثمانیہ کی تساہل سے دو نہایت مضبوط مقام روسیون کے قبضہ مین آچکے ہین اور وہان روسیون نے بیس سے زیادہ چہوٹے چہوٹے قلعہ بنائے ہین اگر ہم اس سال بہی یونہی دیکہتے رہے تو روسی اکریان پر متصرف ہوجائین گے اور صوبے مالڈیویا کو فتح کرین گے قاصد سلطانی تو یہ جواب سنکر ناکام واپس ہوئے مگر خان کریما کی بے لاگ باتون کا عیاش سلطان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور جو کچہہ اس مدبر خان نے کہا تہا ویسا ہی ظہور مین آیا۔

محاربہ کریٹ

ابراہیم کے عہد کا دوسرا مشہور واقعہ جنگ کریٹ ہے جنگی بنا اسطرح شروع ہوئی کہ مالٹا کے نائٹون کے جنگی جہازون نے ترکی جہازون کو جو مصر یا عرب کو جا رہے تہے پکڑ لیا۔ اور کریٹ کے گورنر نے مالٹی قزاقون کو کریٹ مین خاطر و مدارات سے اُتارا۔ اور ہر طرح سے حوصلہ دیا۔ کریٹ اسوقت ریاست وینس کے ماتحت تہا جس سے ترکی کی صلح چلی آتی تہی سلطان یہ حال سُنکر سخت ناراض ہوا۔ ۴۰۰ یا ۴۴۸ جہازات کا جنگی بیڑا تیار کرکے جس مین پچاس ہزار فوج تہی ڈارڈنیلز سے روانہ کر دیا۔ اور مالٹا پر حملہ کرنے کی افواہ اُڑا دی گئی۔ مگر جب یہ بیڑا کی جنوبی ساحل پر پہونچا تو یوسف پاشا سپہ سالار نے سلطان کے احکام جو اب تک خفیہ رکہے گئے تہے افسران فوج کو سُنا دیے ترکی بیڑہ کریٹ کے بندرگاہ خانیہ پر بلا مزاحمت اتر گیا۔ وینس والون نے گو ترکون کو تنگ کیا۔ لیکن کریٹ کے کئی شہر ترکون نے فتح کر لیے اور خانیہ بہی سنہ ۱۶۴۵ء اور رتیمو سنہ ۱۶۴۶ء مین فتح ہوگیا بسنہ ۱۶۴۷ء جزیرہ کا صدر مقام کینڈیا کا محاصرہ کر لیا گیا جو برابر بیس برس تک قائم رہا۔ یہ طوالت محض سلطان ابراہیم کی سفاہت اور کم عقلی سے ہوئی جسکی کسی کو ہرگز امید

اول تو شکست ہوئی مگر آخر فتح اور خود وینس امیر البحر کا جہاز ترکون کے لوگون سے ڈوب گیا۔ اس بحری جنگ مین جنہون نے بہادری دکہائی تہی انکو انعام وخلعت دیے گئے۔ اور بزدلون کو قتل کرایا گیا۔ اس سے آیندہ کے لیے ہر ایک کے کان کہڑے ہوگئے اور فوج کا انتظام درست ہوگیا۔ اور تہوڑے عرصہ بعد جزیرہ ٹینی ڈوس و لمنوس فتح کیا گیا۔ اور صوبہ دلیشیا مین بہی کئی برسون کے بعد ترکی فتوحات کا دورہ شروع ہوا۔ موسم زمستان مین ٹرنیلونیا کے عیسائی باغی حاکم کے برخلاف چڑہائی کی جو ترکی جرنیلون کے مقابلہ مین ایک دو فتح پا چکا تہا۔ اور اسکو شکست فاش دی اسکو اور حاکم والیشیا کو معزول کرکے ۴۱۷ سال کے قدیم خاندان بصارابہ کا خاتمہ کیا۔ اور اپنی غرض کے مطابق ایک جدید گورنر مقرر کرکے اور چالیس ہزار ڈیوکٹ سالانہ خراج مقرر کرکے واپس ہوا۔ مگر اس نمک حرام جدید گورنر نے بہی وہی وتیرہ بغاوت اختیار کیا اور ترکون کے علاوہ ان عیسائیون کو بہی جو سلطنت عثمانیہ کی وفاداری مین ثابت قدم رہے تہے ہزارون کی تعداد مین قتل کر دیا۔ اور ترکون کو دہکیل کر دریاے ڈینیوب کے پار کر دیا وزیر اعظم نے جدید فوج قسطنطنیہ سے بہیج کر دریاے باغ لوئی کے کنارون پر سخت شکست دی۔ اور باغی گورنر جان بچاکر پہاڑون کو بہاگ گیا۔

ان عیسائی صوبون کی متواتر بغاوتون کے باوجود یہ عیسائی حاکم کا مقرر کرنا اور ممالک محروسہ مین شامل نہ کرنے کی یہ وجہ خیال مین آسکتی ہے کہ ان تمام صوبون کی عام رعایا عیسائی تہی جو فتح کی حالت مین جزیہ دینا قبول کرتی اور اطاعت مان لیتی ایسی صورت مین اسلام ایسے لوگون کو ذمی قرار دیکر انکی سلامتی کا ذمہ دار ہو جاتا ہے مذہبی اور پرائیویٹ معاملات مین انکو آزادی ہوتی ہے۔ اور عیسائی رعایا ہو یا کوئی اور جسطرح اس مذہب کا حال ان لوگون کی اطمینان کے مطابق حکمرانی کرسکتا ہے غیر مذاہب کے حکام کام نہین چلا سکتے اور گو چند سال غیر مذہب کی رعایا دم بخود رہی لیکن اصلی رضامندی کبہی نہین ہو سکتی اور شکایت کا بازار گرم رہتا ہے جسطرح کے برطانیہ عظمی اور ہندوستان کا حال ہے سلطنت عثمانیہ اسی عام مراعات کی وجہ سے چار سو سال سے زیادہ تک صوبجات سرویہ وغیرہ مین غالب ہی عام رعایا سلطنت کے سلوک سے خوش تہی بیتفقہ سلطنتون کی شرارت اور مذہبی تعصب سے ان صوبون کی حکمران بہی کبہی بغاوت کرتے رہے اور جب تک کہ ترکون کی جنگی طاقت کا سکہ جارہا سلاطین یورپ کی شرارت سے نقصان نہ پہونچ سکا۔ جزیہ اور اطاعت کی صورت مین مسلمان سلاطین غیر مذہب کی رعایا پر کوئی زیادتی نہین کرسکتے۔ اور یہ اسلامی رعایت صرف یورپین صوبون سے ہی نہین کی گئی۔ بلکہ ہندوستان کی یہ سکہ دار ہندو ریاستین جو آج نظر آرہی ہین اسی اسلامی فیاضی کی یادگار ہین۔ دوسری صورت تہی کہ عیسائی

کا عزل و نصب جاری تھا۔ ملک مین امن وامان کا نام تک نہ رہا۔ اور یہہ حالت کوئی دس سال تک رہی جو سلطان محمد کی نابالغی کا زمانہ تھا۔ اور سلطان اور اُسکی لائق والدہ کسی لائق وزیر کی تلاش مین تھی کہ خوبی قسمت سے قرعہ وزارت محمد پاشا کوبرلی کے نام پڑا جو ایک بڑا فاضل تجربہ کار مدبر تھا۔ سنہ ۱۰۶۶ ہجری مین اُس نے عہدہ وزارت کا چارج لیا اور سلطنت کی بگڑی کل کو درست کرنے لگا۔ یہہ وزیر ایشیا کوچک کے قصبہ کوبری مین پیدا ہوا تھا اور سلطانی باورچی داروغہ اسپان خان سامان اور پھر اپنی لیاقت سے ترقی پاتے پاتے دمشق طرابلس یروشلم البانیا کی گورنری پر وسیع تجربہ حاصل کر چکا تھا۔ اور ایسی نازک حالت مین اعیان سلطنت کی نگاہ صرف محمد پاشا کوبرلی پر پڑی کہ وہ شائد کام سنبھال سکے انہون نے والدہ سلطان کے پاس محمد کوبرلی کی سفارش کی۔ اس ہشتر سالہ بوڑھے نے ان شرائط پر وزارت منظور کی کہ اُسکی کل تجاویز بلا حجت قبول کر لے جایا کرین اور اُسکے انتظام مین دخل نہ دیا جائے اور مجھپر کامل اعتبار کیا جائے اور کسی کی شکایت میرے برخلاف نہ سنی جائے والدہ سلطان نے حلف اُٹھائی کہ یہہ تمام شرائط پوری کیجائینگی۔

وزیر اعظم محمد پاشا کوبرلی کا حسن انتظام

وزیر نے سلطنت کو اُن تمام شیاطین کے وجود سے پاک کرنا شروع کیا جنہون نے مدت سے بدامنی کر رکھی تھی قسطنطنیہ مین جاہل ومتعصب مشائخ کا ایک گروہ موجود تھا جو اپنے خلاف عقائد اشخاص کو مروا ڈالتے۔ اور فساد کرواتے ایسے مفسدین کو جلاوطن کر دیا۔ اور انکے ایک بڑے شیخ کو جو گستاخی سے پیش آیا تھا قتل کرا دیا۔

یونانی بطریق اعظم جسنے حاکم والیشیا کو سلطنت کی کمزوری دکہا کر بغاوت پر آمادہ کرنا چاہا تھا اور عیسائیون کو سلطنت کے برخلاف لڑائی پر آمادہ کر رہا تھا پھانسی پر لٹکوا دیا۔ اور خفیہ پولیس کا محکمہ اسقدر وسیع اور مستعد مقرر کر دیا کہ اُس سے کسی سازش کا راز پوشیدہ نرہتا تھا۔ اس سخت انتظام مین اگرچہ ۳۶ ہزار آدمی قتل کیے گئے۔ لیکن ترکی کے وسیع علاقہ ایشیا افریقہ یورپ مین کسی کو چون وچرا کرنے کی طاقت نرہی اور تمام بغاوتین اور فساد دور ہوگئے امن وامان قائم ہوگیا سلطنت کا رعب جم گیا۔ فوج مطیع ومنقاد ہوگئی۔ سلطنت کا دیوالہ پن جاتا رہا۔ اعتبار بڑھ گیا۔ خزانے کی حالت سدہر گئی۔ اندرونی انتظام سے فارغ ہوکر وینس امیر البحر کے مقابلہ پر فوج روانہ کی جسنے وہانہ وارڈ نیلز کو محصور کر رکھا تھا

مختلف سلطنتوں کی طاقت برابر رہنے سے دنیا مین امن رہتا ہے اسیطرح ہر ایک ملک کی رعایا کے مختلف فرقوں کی مالی قوت کے ہموزن رہنے سے اُس ملک مین فساد کم ہوتا ہے۔ وزیر کی تیسری نصیحت پر ہر ایک سٹیٹ گورنمنٹ کا عمل رہا ہے۔

چوتھی نصیحت حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل ہے آپ فرماتے ہین ما ترک قوم الجہاد الا عمہم العذاب ہر ایک قوم کی عزت و وقار کا راز ہی جنگی طاقت ہے۔ سلاطین عثمانیہ نے جب سے اس اصول کو چھوڑ دیا ہے ادبار و زوال کی گھٹا چھا گئی ہے۔ فوج آرام طلب، بزدل ہو گئی سلاطین لڑائی کے نام سے کانپنے لگے اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ اس کے بعد سلطنت عثمانیہ کو ہر ایک سلطان کے عہد مین محاربات پیش آتے رہے مگر وہ عموماً مدافعانہ تھے جس سے حملہ آور دشمن کا حوصلہ اور اعتبار بہے بڑھتا رہا۔

وزیر محمد پاشا کی وصیت کے مطابق اسکا بیٹا احمد کوبرلی وزیر اعظم ہوا۔

احمد کوبرلی کے محاربات

جو فضیلت علمی مین باپ سے بڑھا ہوا، اور عام لیاقت ملکی اور جنگی مین اُس کے برابر تھا اور فیاضی اور رحمدلی مین باپ سے زیادہ تھا۔

احمد کوبری کو باپ کی طرح کسی داخلی بغاوت کا سامنا نہ ہوا۔ البتہ وینس اور اسٹریا کے ساتھ جنگ جاری تھی دونوں نے صلح کا سلسلہ ہلایا۔ مگر چونکہ منافقانہ طور سے دفع الوقتی کے لیے تھا اسلیے فرزانہ وزیر نے بے سود نامہ و پیام سے تنگ آکر اسٹریا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اور اسقدر اعلی پیمانہ پر تیاریان کین کہ سلیمان اعظم کا زمانہ یاد آگیا۔ خود محمد چہارم اڈریانوپل تک فوج کے ساتھ گیا۔ اور وداعگی کے وقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا علم خود اپنے ہاتھ سے وزیر احمد پاشا کوبرلی کے حوالہ کیا۔ جو ایک لاکھ اکیس ہزار باقاعدہ فوج اور ۱۲۳ میدانی اور باران گران زن قلعہ شکن توپین ساٹھ ہزار اونٹ و دس ہزار خچر مین لیکر روانہ ہوا تاتاری اور دیگر مجاہدین کی فوج اسکے علاوہ تھی اس لشکر جرار فوج کا مقابلہ قیصر آسٹریا نہ کرسکا۔ اور ہنگری اور ٹرنسلوینیا کے کل میدانی علاقہ پر ترکون کا قبضہ ہوگیا۔ نوحل کا مضبوط قلعہ جو ہنگری کی کلید تصور ہوتا تھا فتح ہوگیا جس سے تمام متصلہ قلعون نے خود بخود اطاعت قبول کرلی۔ اور موسم سرما کے سبب پیش قدمی رک گئی تھی قیصر نے پوپ روم کو لکھا کہ وہ دول یورپ کو امداد کی تحریک کرے پوپ کے کہنے سے فرانس اور جرمن اٹلی کی بیشمار فوج مذہبی جوش کے ساتھ میدان جنگ مین پہونچ گئی۔ وزیر نے جاڑا گذرتے ہی

رعایا پر جبرا مسلمان حکام مقرر کیے جاتے اور بصورت سرکشی انکو فنا کیا جاتا لیکن یہ ممکن ہی نہ تہا بلکہ صریح خلاف ملکداری ہے سات سو سال کا زمانہ حکومت کبہی عثمانیہ خاندان کو نصیب ہوتا۔ اور نہ اب تک محسود اقران رہ سکتا۔

اسٹریا نے بہی جنگ سی سالہ سے فراغت پاکر ہاتہ پاؤن مارنے شروع کیے اور چند شہر فتح کرلیے یونانیون نے بہی بغاوت اور لوٹ مار شروع کی ان تمام معرکون مین ڈیڑلاکہہ عیسائی قتل کیے گئے۔ اور وزیر اعظم کی تدبیر ودانش سے فتح حاصل ہوئی۔

فرانس جو مدت سے منافقانہ چال چل رہا تہا محمد پاشا کوبرلی کے عہد مین اُس چال سے باز نہ آیا اور شاہ فرانس کا ایک خط پکڑا گیا جو وینس والون کو سلطنت عثمانیہ کے برخلاف لکہکر ابہارا گیا تہا اس سے وزیر اعظم کا غصہ بڑہ گیا۔ اور بگاڑ کہلم کہلا ہو گیا۔ فرانس وینس کے علاوہ اسٹریا کی مدد پر بہی تیار ہو گیا۔ مگر بہادر وزیر اعظم نے کچہہ پرواہ بہی نہ کی۔ اُسکو بہادر ترکون کی تلوار پر پورا اعتبار تہا کہ فرانس اسکا کچہ بگاڑ نہین سکتا بلکہ وہ مشرق مین فرانس کا دم ناک مین کر سکتا ہے۔

اسی اثنا سنہ ۱۰۷۲ ہجری مین وزیر اعظم محمد پاشا کوبرلی فوت ہو گیا اس پیر مرد جوان ہمت وزیر نے ہنگیرین کی سرکشی اور ایشیا کوچک کی بغاوت کا خاتمہ کیا اور فتح کریٹ کیلیے رستہ صاف کیا۔ باجگذار عیسائی صوبون ٹیلونیا و ایشیا وغیرہ ریاستہائے ڈینوب کو از سر نو محکوم کیا۔ بحری طاقت کو درست کیا۔ نیپیر اور ڈان واقع روس کے کنارون پر قلعہ تعمیر کر کے بحیرۂ اسود کے شمالی علاقہ مین عثمانیہ سکہ بٹہا دیا۔ مالی انتظام سے سلطانی خزانہ بہر دیا۔ غرضیکہ ایک مستقل مزاج اور مدبر وزیر نے چند پشتون کی بگڑی ہوئی کل کو درست کر دیا۔ مرتے وقت وزیر نے سلطان محمد چہارم کو چار وصیتین کین (۱) عورتون کی صلاح پر کبہی نہ چلنا۔ اور ہر وقت محلسرا مین نہ پڑا رہنا۔ (۲) کسی رعیت کو بے اندازہ دولتمند نہ ہونے دینا۔ نہ کبہی کسی ایسے شخص کو وزیر بنانا۔ (۳) خزانے کو ہمیشہ معمور رکہنا۔

(۴) فوج کو کبہی بیکار نہ رہنے دینا ہمیشہ فوجون کو مصروف کارزار رکہنا۔

پہلی نصیحت کی عمدگی سے گو کسی کو کلام نہین۔ دوسری نصیحت پر عمل نہ کرنے کا نقصان سلطنت عثمانیہ بہگت رہی ہے دولت کمانے کے تمام ذرایعہ عیسائیون کے ہاتہ مین ہین اور سلطنت عیسائی شاہوکارون سے دبتی ہے۔ انہین شاہوکارون نے قرضہ کی آڑ مین مصر چہین لیا ہے گورنمنٹ انگریزی خواہ کس قدر محتاط اور مآل اندیش ہے مگر ہندوستان مین رعیت کے ایک خاص فرقہ کی زیادہ دولتمند ہونے سے آج سنہ ۱۹۰۷ عیسوی کے مفسدانہ ہنگامے پنجاب اور بنگال مین ہو رہے ہین۔ واقعی جس طرح

اور یہی حال احمد کوپرلی کے عہد مین رہا سلطان محمد نے ان خیرخواہان سلطنت کے انتظام مین کبہی دخل دیا بہر بہہ اعتراض کہ اسکے وقت مین بہی عہدہ رشوت وسفارش حرم سرائے سے ملتی تہی فضول ہین اس ترکی ان ترکی سیلاب کو اس دفعہ یورپ کی مذہبی اتحاد نے روکا۔ اور چونکہ غالبانہ شرائط پر صلح ہوگئی اس لیے وزیر اعظم کو اس وجہ سے اور نیز کریٹ کی مدت کے متدائرہ محاربہ کے فیصل کرنے کے لیے واپس آنا پڑا یہان اسکو پہر یورپ کے متحدہ جہازات سے مقابلہ ہونے کا پورا یقین تہا۔ کریٹ کا محاربہ اور محاصرہ عرصہ ۲۵ سال سے چلا آتا تہا۔ اور فتح کا میسر نہ ہونا ترکون کے ضعف پر دلالت کرتا تہا۔ اور اس داغ بدنما کا مٹانا اسٹریا کی لڑائی سے زیادہ مقدم تہا۔ یہہ وجوہات ہین جن سے وزیر احمد کوپرلی کو واپس آنا پڑا۔

فتح کریٹ

احمد کوپرلی جرار فوج لیکر سنہ ہجری مین جہازون پر سوار ہوگیا۔ اور فوج کو فتح قسطنطنیہ۔ جنگ خالد و محاصرہ رہوڈس بلگریڈ کے تاریخی واقعات سنا سنا کر سرفروش بنادیا۔ بیڑا بخیریت خانیہ بندرگاہ کریٹ مین پہونچ گیا۔ اور کینڈا کا محاصرہ شروع ہوگیا۔ ترکی انجنیرون نے جو احمد پاشا کوپرلی کی سرپرستی مین سلیمان اعظم کے عہد جیسی لیاقت انجنیری حاصل کر چکے تہے۔ محاصرہ کینڈا مین خوب مہارت دکہائی۔ محصورین نے خوب مردانہ مقابلہ کیا۔ وینیس اٹلی فرانس ہسپانیہ کے جہازات نے لڑائی مین حصہ لیا۔ صرف فرانس سے بہادر ڈوک لافولاد کے ماتحت مذہبی جنگ کے مشتاق پندرہ ہزار فرانسیسی کریٹ کو بچانے کے لیے پہونچ گئے اور تہوڑا نہ جنگ کے بعد پسپا ہوئے فرانسیسیون اور مالٹا کے نائٹون نے چند بار بحری اور بری حملے کیئے مگر ہر دفعہ ترکی توپخانہ اور بحری فوج سے نقصان اٹہا کر ہٹتے رہے اور کینڈا کا محاصرہ نہ اٹہا سکے جب فرانسیسیون وغیرہ کو یقین ہوگیا کہ کینڈا وغیرہ کسی طرح نہین بچ سکتا تو نہایت ناکامی سے کریٹ سے نکل گئے اور کئی جہاز ترکون کی نذر کر گئے ریاست وینس نے ہرچند کریٹ کے بچانے کی کوشش کی مگر وزیر اعظم کے زبردست ہاتہون سے نہ بچا سکے آخر محصورین نے ہر طرف سے مایوس ہو کر قلعہ بشرط امان حوالہ کر دیا۔ اور تمام کریٹ پر عثمانیہ قبضہ ہوگیا۔ اور احمد کوپرلی مظفر و سالما و غانما واپس ہوا۔ شان الہی ہے کہ جس کریٹ کو تن تنہا عثمانیہ بیڑے نے یورپ کے متفقہ بیڑے کو شکست دیکر فتح کیا تہا۔ وہ قریبا ڈہائی صدی کے بعد بحری کمزوری کے سبب یورپ کے متحدہ بیڑے نے چہین لیا۔ پس اسوقت اور آجکل کی طاقت کا اس سے بخوبی

بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ اور قیصر کے جدید تعمیر کردہ قلعہ تری وار کو فتح کر کے مسمار کر دیا۔ سپہ سالار اسٹریا جو اب تک مقابلہ سے دل چرا رہا تھا یورپ کی امدادی فوج کے آنے سے دلیر ہو گیا۔ اور سنٹ گوتھرڈ کے میدان میں شکست کھانے کے بعد ترکوں کو میدان سے ہٹا دیا جسکو یورپین مورخ فتح کامل تصور کرتے ہیں لیکن نتیجہ پر نگاہ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گو وزیر کو مخالف کی پالیسی یا اپنی کسی غلطی سے نقصان اُٹھانا پڑا۔ لیکن ابھی اُسکی طاقت اسقدر مضبوط تھی کہ وہ لڑائی کو عرصہ تک جاری رکھ سکتا تھا اور کامل فتح کی امید رکھتا تھا۔ بخلاف اسکے خود اسٹریا میں تو یہ سکت تھی نہیں کہ عظیم الشان سلطنت عثمانیہ اور مدبر احمد پاشا کوبرلی کا مدت تک مقابلہ کرسکے اور اسکے ہمراہی عیسائی فرانس وغیرہ بھی زیادہ عرصہ تک اس خطرناک جنگ کے صدمات اُٹھا نہ سکتے تھے جنگ سے پہلے قیصر اسٹریا کی درخواست صلح میں یہ شرط تھی کہ جدید مفتوحہ علاقہ وزیر چھوڑ دے اور معاہدہ ستوارک کی بنا پر عہدنامہ کیا جائے جسکو وزیر احمد کوبرلی نے نامنظور کیا تھا۔ اور اس جنگ عظیم کے بعد بھی معاہدہ حسب منشاء وزیر اعظم ہوا۔ جدید مفتوحہ علاقہ ترکوں نے نہ چھوڑا۔ اور نہ معاہدہ ستوارک کا لحاظ کیا گیا۔ وزیر نے ہر طرح سلطنت عثمانیہ کے حقوق کو فائق رکھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر واقعی اسٹریا کو غلبہ ہوتا۔ یا اس غلبہ کے قائم رہنے کی اسے امید ہوتی تو ہرگز دب کر ایسی مصر شرائط پر صلح نہ کی جاتی جبکہ فرانس جرمن اُنکی اسکو ابھارنے والے موجود تھے جو کچھ ہوا وزیر اعظم احمد کوبرلی کی مستعدی و دانشمندی اور ترکوں کی تلوار کے خوف سے ہوا مورخین یورپ کا قاعدہ ہے کہ وہ ترکوں کی اعلیٰ سے اعلیٰ ظفرمندی کو بھی دبی زبان سے مانتے ہیں اور اگر کہیں عیسائیوں کو کامیابی ہوتی ہے تو صفحوں کے صفحے سیاہ کیے جاتے ہیں اور ادنی ادنی عیسائی سرداروں کی بہادری کے افسانوں سے زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں یہی حال اس جنگ کا ہے۔ مگر جب اخیر میں اسٹریا نے ذلیل شرائط کو مان لیا اور ترکوں نے اس مہم میں ہوخل جیسے مستحکم اور مضبوط قلعہ کے علاوہ کئی قلعہ وسیع جدید علاقہ اسٹریا اور ہنگری کا ممالک محروسہ میں ملا لیا۔ تو فتح و غلبہ کا اور کیا نشان صریح ہو سکتا ہے۔ مکرر معرکہ آرائی سے بھی یہی فائدہ ہونا تھا جو اجرائے جنگ سے پہلے عثمانیہ شمشیر کے خوف سے وزیر اعظم نے حاصل کرا لیا۔ پس اس مہم میں اگرچہ اولوالعزم وزیر کا منشا پورا نہ ہوا اور دنیا پر تصرف نہ ہو سکا مگر عثمانیہ رعب بیٹھ گیا۔

کہا جاتا ہے کہ اسوقت ترکی فوج کا نظام درست نہ رہا تھا۔ اور جرمن وغیرہ نے جدید اسلحہ سے کام لینا شروع کیا تھا ترکی جرنیل کچھ تجربہ کار نہ تھے محض سفارشوں سے افسر بنائے گئے تھے۔ ممکن ہے کہ یہ باتیں درست ہوں لیکن محمد پاشا کوبرلی جسنے عہدہ وزارت قبول کرتے ہوئے والدہ سلطان سے وعدہ لیا تھا کہ اُس کے انتظام میں دخل نہ دیا جائے اور کسی کی سفارش نہ کی جائے اور سلطان نے اس وعدہ کو پورا کیا

ترکی فوج کے آنے سے سپہ سالار پولینڈ کو ہٹنا پڑا اور ابراہیم پاشا نے صوبہ پوڈولیا کو فتح کر کے پولینڈ کے دوسرے صوبہ گلیشیا پر حملہ کر دیا۔ اور جان سوبی نے جو اب میکائیل کی متوفی کی جگہہ پولینڈ مقرر ہو گیا تہا۔ گہبرا کر خان کریمیا کے ذریعہ درخواست صلح کی۔ اور یوکرین متنازعہ صوبہ کے علاوہ کامی نیک اور پوڈولیا بہی ترکون کو دیدیا۔

اور یہہ بہادر اولوالعزم فخر اسلام وزیر سلطان سلیمان اعظم کا عثمانی جلال قائم کر کے واپس ہوا۔

اور کریٹ اور علاقہ کا سک واقع روس اور پولینڈ کی فتح سے سلیمانی علاقہ سے زیادہ ملک وسیع کر دیا۔ مگر تکمیل صلح سے تین دن بعد یہ ترکون کا آفتاب قوم کا فخر۔ اسلام کا حامی۔ سلطنت کا جامع اور واضع قوانین فاضل اجل۔ عالم اکمل۔ عادل و باذل۔ مدبر و شجاع۔ پندرہ برس کی وزارت۔ اور اکتالیس برس عمر عالم شباب مین راہی فردوس برین ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

کوبرلی کے عہد مین یورپین سلاطین کی پالیسی

اسٹریا کی جنگ مین فرانس جرمن۔ روس۔ پولینڈ۔ اٹلی کی فوجین متحدہ طاقت سے زور آزمائی کر چکی تہین اور اسٹریا ذلت کی شرائط مان چکا تہا۔ اس فتح سے ترکون کی خشکی کی لڑائی کی دہاک بندھ گئی۔ اور کریٹ کے محاربہ مین وینس۔ فرانس جینوا۔ ہسپانیہ کے عیسائی بیڑے نے شکست کہائی اور خشکی و تری کی ناکامیون سے یورپ سہم گیا۔ بربر کے قزاقون نے اٹلی۔ فرانس۔ بلکہ آئرلینڈ تک کے بندرگاہون کو تاراج کر دیا۔ اور سلطنت عثمانیہ کی فوج بحری کے خوف سے اُن بربریون کا کوئی بال بیکار نکر سکا فرانس جسکو بربری جہازون سے زیادہ نقصان پہونچ رہا تہا۔ اور جزیرہ روم مین سے کوئی اسکا جہاز سلامت نگذر سکتا تہا۔ شکایت کرتا رہا۔ مگر احمد پاشا کوبرلی جو فرانس کی غداری و بدعہدی کا بہی کافی انتقام جانتا تہا۔ ٹالتا رہا۔ فرانس نے ہر چند قطع تعلق اور اعلان جنگ کا خوف دلایا مگر احمد پاشا کوبرلی ان گیدڑ بہبکیون سے کیسے ڈرتا تہا۔ ہر دفعہ متانت سے جواب دیتا رہا۔ اور فرانس کا مشرق مین اقتدار مٹاتا۔ اور فرانسیسی تجارت کو نقصان پہونچاتا رہا۔ ترکی اور فرانس کی بگاڑ کے زمانہ مین انگلستان اور ہالینڈ ترکی مین اپنا اعتبار جماتے رہے اور تجارتی حقوق حاصل کرتے رہے فرانس نے جب دیکہا کہ وزیر احمد پاشا کی چال ہر طرح زبردست ہے اور فرانس کی دوستی و دشمنی کی وہ کچھ پرواہ نہین کرتا۔ اور فرانس اکیلا کیا تمام یورپ سلطنت عثمانیہ کا کچھہ بگاڑ نہین سکتا۔ اور ہر فرانس تجارت کی کساد بازاری سے دن بدن مغلوب ہوا جاتا ہے اور اسکی انگلستان اور ہالینڈ مشرقی تجارت سے چہین رہے ہین مجبوراً چاپلوسی اختیار کی اور مدبر وزیر

اندازہ ہوسکتا ہے اس کمی کو سلطان عبدالحمید خان خلداللہ تعالی دور کر رہا ہے اور وقت کے مطابق ہر سال جنگی جہازات کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ مگر یورپین اقوام کیطرح سلطان کے علاوہ جبتک مسلمان تاجرون کمپنیون کے جہاز ار موجود نہ ہون اکیلا سلطان یورپ کی بحری طاقت کا مقابلہ کسطرح کرسکتا ہے ایران اگر اسطرح توجہ کرے تو اسلامی بیڑے مین بہت کچھ اضافہ ہوسکتا ہے۔

جنگ پولینڈ و روس

اس لڑائی کی وجہ یہہ ہے کہ وہ کاسک (قزاق) جنکا علاقہ یوکرین کریمیا پولینڈ ماسکو کے درمیان واقع تہا، شاہ پولینڈ کی زیادتیون سے تنگ آکر سلطان محمد چہارم کے ماتحت ہوگئے اور سلطان نے انہین مین سے ایک کو یوکرین کا گورنر مقرر کردیا۔ پولینڈ اور روس جو ان کاسکون کو سد سکندری جانتے تہے اور ان کاسکون کے ذریعہ ممالک عثمانیہ مین لوٹ مار کراتے رہتے تہے یہہ خبر سُنکر بگڑ گئے، باب عالی سے خط وکتابت کرتے رہے مگر اس زمانے کے زبردست پالٹیشن مدبر وزیر احمد پاشا کوبرلی نے پولینڈ کی ہر ایک تحریر کا جواب دندان شکن دیکر صاف کہدیا کہ شہنشاہ اسلام کا فرض ہے کہ جو مظلوم اس کی بارگاہ مین رجوع کرے ظالمون کے پنجہ سے اُن مظلومون کو نجات دے اگر ظالم راہ راست پر آکر مظلوم کا پیچہا نہ چہوڑے تو خدا پر بھروسہ کرکے اپنی شمشیر بران سے فیصلہ کرے۔

پولینڈ اور روس نے یوکرین کے کاسکون پر حملہ کردیا اس لیے وزیر اعظم احمد پاشا کوبرلی ۱۰۸۲ھ ہجری مین فوج جرار لیکر روانہ ہوا، ہو یا الیشیا اور مالدویا سے گذر کر دریائے نیسٹر کے کناری قصبہ خوزیم پر سلیم غوری خان کریمیا بہی تاتاری فوج لیکر آملا اور شہر قنیجہ کو اور پہر ناقابل فتح شہر کنسیا کامی کو ترکون نے نو دن کے محاصرہ کے بعد فتح کرلیا۔ اور تہوڑے عرصہ بعد شہر ممبرگ بہی ترکون نے بزور شمشیر لے لیا۔ اور کئی قلعہ اور شہر عثمانی بہادرون نے تسخیر کرلیے جب میکائیل شاہ پولینڈ نے دیکہا کہ نہ خود وہ عہدہ برا ہوسکتا ہے اور نہ روس اسکو بچا سکتا ہے اس لیے ڈر کر صلح کرلی۔ اور صوبہ پوڈولیا ترکون کو اور یوکرین سُلطان کے ماتحت کاسکون کو دو لاکہ بیس ہزار ڈیوکٹ نقد سالانہ خراج اور اسی ہزار ڈیوکٹ یکمشت دینے کا وعدہ کیا مگر جب اس فتح عظیم کی خبر آسٹریا اور پوپ روم کو پہونچی تو انگاروں پر [illegible] شاہ پولینڈ کو صلح پر ملامت اور بغاوت کی تحریک کی وزیر اعظم پکر حملہ آور ہوا۔ پولینڈ کا سپہ سالار جان سوبی اسکی دریائے نیسٹر سے اتر آیا اور والیشیا اور مالدویا کے عیسائی بہی بے وفائی اور بے حیائی سے پولینڈ والون کے ساتھ شامل ہوگئے۔ روسیون نے بھی کافی مدد دی اول اول تو ترکون کو کمی جمعیت کے سبب شکست ہوئی مگر جدید

ثابت ہوگئی مسیح یہ سامان موت دیکھ کر سلطان کے قدموں پر گر پڑا اور اپنا مسیح کاذب ہونا مان لیا اور مسلمان ہوگیا۔ اور صداقت اسلام کے وعظ کہنے لگا جس سے ہزاروں یہودی مسلمان ہوگئے۔

دوسرا مسلمان جو مدعی مہدویت تھا۔ قوم کا کرد تھا۔ علاقہ موصل میں اُس نے بہت زور پکڑا اور خلق کثیر اُسکی مطیع ہوگئی جسکو گورنر موصل نے پکڑ کر سلطان کے پاس بھیجدیا۔ اور اُس کے ساتھ بہی وہی مسیح کاذب والا معاملہ پیش آیا۔ مگر اُس نے توبہ سے انکار کیا۔ اور اپنی ضد پر قائم رہا جس کی پاداش میں مارا گیا اور بقول بعض سلطان نے اُسکو چھوڑ دیا جو عام شورش اور فساد عقاید پر خیال کرنے سے بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے ایسے مہدی اور مسیح کاذب کی قبولیت اور شہرت پر غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے خواہ انسان کیسے خبط یا غلطی یا خود غرضی میں پڑا ہو۔ اگر جذب قلوب اور ارادت بڑہانے کے وسائل سے واقف صاحب علم ہو کسقدر کامیابی حاصل کرسکتا ہے لیکن یہہ کامیابی ہرگز صداقت کی دلیل نہیں ہوسکتی ہزار مرید ہوں یا لاکھ امامت یا رسالت کے معز زدعوی کے لیے کافی وجوہات نہیں خداوند تعالیٰ ان وساوس سے امان میں رکھے۔

قرہ مصطفے کی وزارت اور شرمتین

احمد کوبرلی کی وفات کے بعد قرہ مصطفے جو سلطان کا داماد اور احمد کوبرلی کا نائب اور خسر پورہ تھا۔ حرم سرائے کی سفارش سے وزیر اعظم ہوگیا۔ یہہ وزیر۔ نالائق۔ مغرور۔ خود غرض تھا۔ اسلیے خاندان کوبرلی نے جو سلطنت کی عظمت بڑہادی تہی۔ اور فوج کو یورپ کے مقابلہ کے لیے کافی تیار کرلیا تھا۔ اس نالائق اور ناتجربہ کار مدمغ وزیر نے اس عظیم طاقت عثمانیہ کو اپنی خودرائی سے صرف سخت نقصان پہونچایا۔ بلکہ سلطنت کے انحطاط کا رستہ کہولدیا۔ سلطنت عثمانیہ کا زوال زیادہ تر نالائق وزرا اور کم ہمت سلاطین کے سبب ہوا ہے۔ عام ترکی فوج۔ مسلمان رعایا کا کچھ قصور نہیں انکو جب کبھی کوئی لائق سرپرست ملا یورپ کی مجموعی طاقت کو پامال کردیا۔ ترکوں اور دیگر مسلمانوں کا قومی جوش ہر زمانہ میں موجود رہا ہے اور رہیگا۔ کمی صرف کام لینے والوں کی ہے جو اسلام کا سچا جوش رکھتے ہوں۔

روسی جنگ

مصطفے پاشا کو سب سے پہلے روسیوں سے لڑائی پیش آئی جسکا باعث یہہ تہا کہ جو کاسک واقعہ روس احمد کوبرلی کے عہد میں سلطنت عثمانیہ کے ماتحت ہوئے تہے اُنہوں نے زار روس کی اطاعت قبول کرلی

جو فرانس کے مغرور سفیرون کا غرور توڑ چکا تہا۔ اور انکو دخل درمعقول دینے کو قابل نہ چھوڑا تہا۔ جدید عہدنامہ پر راضی ہوگیا۔ اور فرانس کو مقام متبرکہ واقع قدس کا متولی چالیس سال بعد مان لیا۔ لیکن بحیرۂ قلزم کی جہاز رانی کی اجازت نہ دی جسکو مفتی مکہ معظمہ نے بہی بخیال دور اندیشی مخالفت کی تہی۔ افسوس کہ قلزم کے عیسائی جہاز رانی سے جو خطرہ عہد فاروقی اور ہارونی سے لیکر خیر خواہان اسلام ہمیشہ تصور کرتے رہے تہے وہ اخیر مین اس رائے صائب کی ترک کرنے سے موجودہ مسلمان بالمشافہ دیکھہ رہے ہین اور آج اسی غلطی کی تلافی کے لیے حجاز ریلوے کی پولیٹیکل ضرورت سلطان عبد الحمید خان کو پیش آئی ہے جسکی تکمیل کے بغیر نہ تو حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفا محفوظ رہ سکتے ہین اور نہ خطۂ عرب پر خلیفۃ المسلمین کی انضباط کامل ہو سکتا ہے۔

لطیفہ

سلطان محمد چہارم کے عہد مین جبکہ وزیر احمد پاشا کو برلی محاربہ کریٹ مین مشغول تہا سنہ ۱۰۷۶ ہجری مین ایک یہودی امام سباتہائے نام نے ازمیر واقعہ قدس مین دعوی کیا کہ جس مسیح کی موسی علیہ السلام نے پیش گوئی کی تہی وہ مین ہی ہون۔ یہودی عیسی علیہ السلام کو مسیح موعود نہین مانتے تہے اور دوسرے مسیح کی انتظار کرتے تہے۔ یہہ شخص خوبصورت فصیح اللسان عالم یہودی تہا یہودی تمام طرف سے اس کے پاس آنے لگے یورپ کے تمام ممالک کے یہودیون نے اسکا دعوی تسلیم کر لیا بعض علماء یہود نے انکار کیا۔ جسپر بلوے ہونے لگے۔ گورنر یروشلم یہودیون کی کثرت اجماع سے حیران تہا آخر گورنر نے یا وہ خود بخود قسطنطنیہ کے یہودیون کے بلانے سے قسطنطنیہ چلا آیا۔ رستہ مین جوق جوق یہودی اور کہین کہین عیسائی و مسلمان بہی اسپر ایمان لاتے رہے یہودیون نے اسکو مہبط وحی مان لیا اور کئی کرامات اور خوارق اس سے منسوب کر دیئے۔ جب یہہ شخص قسطنطنیہ پہنچا تو مدبر وزیر نے اسکو قید کر لیا۔ مگر ضعیف الاعتقاد یہودی باجازت وزیر جیل خانہ مین جا کر زیارت اور قدم چومنے لگے وزیر نے جو اس لہو کو کم کرنا چاہتا تہا۔ زائرین پر محصول لگا دیا۔ مگر خوش اعتقاد یہودی بدستور جاتے رہے اور جیل مین گنجائش نہ رہی سلطان محمد چہارم نے اپنے روبرو طلب کیا جو ٹوٹی پہوٹی ترکی زبان مین غیر فصیح گفتگو کرنے لگا۔ سلطان نے کہا کہ تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہون کپڑے اتار کر میدان مین کہڑا کیا۔ اور سکہ پہیکلا کر اسپر ڈالنے یا تیر اندازون کو تیر مارنے کا حکم دیا۔ سلطان نے کہدیا کہ اگر تم سچ مسیح ہو گے سکہ یا تیرون سے بچ جاؤ گے اور تمہاری صداقت

مدد کے لیے لکھا گیا جس خبر کو سنکر اسٹریا بدحواس ہو گیا۔ اور سلطان کی خدمت مین ایلچی بہیجکر تجدید صلح کا خواستگار ہوا۔ مگر وزیر نے ایسی شرائط پیش کین جسکو قیصر اسٹریا منظور نہ کر سکا۔ اور پوپ کی تحریک سے شاہ پولینڈ نے عہدنامہ کو بالائے طاق رکہکر ۸۵ ہزار فوج سے اسٹریا کو مدد دینے کا وعدہ کیا۔ فرانس نے شاہ پولینڈ کو سمجہایا اور اسٹریا کی رفاقت اور ترکون کی مخالفت کے نقصان جتائے مگر شاہ پولینڈ جان سوبی اُنکی بات مین نہ آیا۔ اور نہ بہی لڑائی کو جوش مین بڑہا چلا گیا۔ اسیطرح پوپ کی تحریک سے جرمن کی ریاستین بہی اسٹریا کے ساتہہ ہو گئین۔

وزیر مصطفےٰ ۲ لاکہہ ۷۰ ہزار باقاعدہ فوج کے علاوہ تاتاری وغیرہ فوجون کے جنکی مجموعی تعداد سات لاکہہ تک دوبارہ سو توپین لیکر سنہ ۱۰۹۴ ہجری مین روانہ ہوا۔ اسقدر فوج کثیر کبہی جمع نہین ہوئی تہی بظاہر کامیابی یقینی تہی اور قیصر اسٹریا جسکے پاس صرف ۳۳ ہزار باقاعدہ فوج تہی ہاتہہ پاؤن بہول گیا۔ اور وئینا ایک جرنیل کے حوالہ کر کے بویریا کو بہاگ گیا۔ اور ۶۰ ہزار آبادی کو بہی بہگا لے گیا۔ مگر باقی ماندہ لوگ طلبائے مدارس اور کاریگرون تک شہر کے بچانے کے لیے مستعد ہو گئے۔ اور دن رات قواعد سیکہنے شروع کر دیے۔ بہادر کونٹ آف لارین نے جو موجودہ شاہ کا مورث اعلیٰ تہا بیس ہزار فوج قواعد دان قلعہ مین داخل کر دی اور خود شاہ پولینڈ کی انتظار مین باہر رہا۔

مصطفےٰ پاشا نے اول تو قلعہ یانق فتح کیا۔ اور پہر وئینا کو روانہ ہوا۔ راستہ مین ایک سو قلعے فتح و تاراج و منہدم کر دیے گئے زراعت اجاڑ دی۔ ہزارون بیکس قتل کیے گئے ایک لاکہہ عیسائی قتل کیے گئے اور لونڈی معہ بچہ تین تین قرش تک بیچے گئے غرضیکہ اس حملہ مین تمام اسلامی اصول کو خیرباد کہا گیا اور ظالمانہ کاروائی مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا جسکا نتیجہ اس متکبر وزیر کو ملگیا۔ خود قتل فوج کو شکست سلطنت کا زوال شروع ہو گیا۔

وئینا نہایت مضبوط اور مستحکم عمارت کے لحاظ سے نہایت خوبصورت تہا عثمانی انجنیرون نے مورچہ بندی اور سرنگ لگانے مین کمال مہارت دکہائی ترکون نے چالیس اور محصورین نے سترہ سرنگین اڑائین ترکون نے اٹہارہ اور عیسائیون نے ۲۴ دہاوے کیے۔ اور ایک ایک انچہ زمین پر فریقین کٹتے مرتے رہے اور دادِ مردانگی دیتے رہے آخر بچاس دن کے محاصرہ کے بعد ایک بڑی سرنگ اور دو روز بعد دوسری سرنگ ترکون نے اڑا دی جس سے سالم پلٹن اس شگاف سے گذر سکتی تہی اگر دیگر سرداران فوج کے مشورہ کے مطابق اسوقت عام بلہ کیا جاتا تو اس ترکی سیلاب کو کوئی روکنے والا نہ تہا اور وئینا ضرور فتح ہو جاتا۔ مگر خود غرض اور بے تدبیر وزیر نے اس خیال سے کہ اگر شہر عام بلہ سے فتح کیا گیا تو مال غنیمت سے صرف اسکو پانچوان حصہ حسب قاعدہ ملیگا۔ اور باقی سپاہی لینگے حملہ کرنے کا حکم ہی نہ دیا اور ایسے عمدہ موقعہ سے فائدہ نہ اٹہایا۔ اب شاہ پولینڈ اور جرمنی کی افواج کی آمد آمد کی خبرین بہی آنے لگین اور سرداران فوج نے کہا کہ قبل پہنچنے اس امدادی فوج کے وئینا کا فیصلہ کرنا چاہیے مگر اس خود پسند وزیر نے جسکو اپنی کثرت فوج اور اسٹریا کی شکستہ حالی سے فتح کا یقین کامل تہا نہ تو وئینا پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور نہ پولینڈ وغیرہ کی فوجون کے روکنے کا کچہ انتظام

اور زار پر سلطان کی کسی تحریر کا اثر نہوا۔ آخر وزیر نے چڑھائی کی اور کاسکون کا شہر جہرین یا مہرین بقول مورخین اسلام فتح کیا گیا۔ اور نمک کی کان پر قبضہ کیا گیا۔ جسکے سوا اسوقت روس کے پاس اور کوئی کان نمک نہ تہی۔ اور اس فتح کی خوشی مین دار الخلافہ اور دیگر شہرون مین خوشی کے جلسے کیے گئے۔ اور سجائے گئے بقول یورپین مورخین ترک دریائے بوگ سے خوف زدہ ہوکر پیچہے ہٹ گئے اور صلح ہونے پر علاقہ متنازعہ روس کو دیا گیا۔ اور یہہ روس کی پہلی کامیابی شمار ہوتی ہے اس مین شک نہین کہ روسی جاہل و وحشی اور نو دولت اور نو خیز ہونے کے سبب دیگر عیسائیون سے زیادہ سرفروش تہے اور جنگی تکالیف کو اورون کی نسبت زیادہ برداشت کر سکتے تہی۔ ممکن ہے کہ نالائق وزیر پر ان باتون کا اثر ہوا ہو لیکن یہ کہنا کہ روسی ترکون سے زیادہ زبردست یا بہادر تہے ٹہیک نہین کم ہمت وزیر مصطفی کیلئے خاندان کوبرلی اسقدر جنگی سامان جمع کر گیا تہا اور ترکون کو ایسے مفید قومی رستہ پر ڈال گیا تہا کہ اگر مصطفی عقل و تدبیر سے کام لیتا اور اولو العزمی کو کام مین لاتا تو اسوقت روس کی طاقت زائل کرتا اور ماسکو کا فتح کرنا بالکل آسان تہا کریمیا کے تاتاریون کے علاوہ استرخان وغیرہ کے تمام تاتاری مسلمان ترکون کا خیر مقدم کہتے مگر افسوس کہ یہہ خود پسند عیاش۔ لالچی۔ وزیر ڈر گیا کسی اور سبب سے آگے نہ بڑہا جسکو یورپین مورخون نے شکست پر محمول کیا خیر کچہہ ہو روسیون کے منہ مین خون لگ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وزیر نے یہ صلح اسٹریا سے جنگ کرنے کے لیے کی تہی جسکی میعادی صلح مین ابہی چند سال باقی تہے۔ اور اندرونی بغاوت سے اسٹریا کا قافیہ تنگ تہا۔ ہنگری کا ایک میر کونٹ ٹکلی اسٹریا کی فوجون کو کئی شکستین دے چکا تہا۔ اور فرانس نے بہی اسٹریا کو زندہ در گور کر دیا تہا۔ اودہر کونٹ ٹکلی نے سلطان محمد چہارم سے امداد کی التجا کی دوسری طرف فرانس نے زور دیا کہ اسٹریا کی کچلنے کا یہ عمدہ موقعہ ہے اسلیے وزیر مصطفی روس کے ساتہہ جلدی فیصلہ کرنا چاہتا تہا۔ اور وہ روس کی نسبت جس نو دولت سے وزیر کو چندان خطرہ نہ تہا ترکی کے قدیمی دشمن اسٹریا کا کچلنا زیادہ ضروری جانتا تہا۔ اس لیے روس سے ذلیل شرائط پر صلح کرکے فراغت حاصل کی اور روس کا حوصلہ بڑہا دیا۔

جنگ وانیا

وزیر نے باوجود مخالفت شیخ الاسلام و چند دیگر وزرا کے جو قبل از اختتام میعاد صلح لڑائی کرنا خلاف اصول اسلام بتاتے تہے لڑائی کی تجویز پاس کر لی اور ابراہیم پاشا گورنر بوڈہ لیا کو کونٹ ٹکلی کی

امراؤن بربری ریاستون سے عثمانی اقتدار کہو دیا اور دوستی کے لباس مین اسقدر نقصان پہونچایا کہ دشمنی کی حالت مین ناممکن تہا۔ یہہ ہے یورپ کی دوستی۔ ترکی چونکہ خود کئی سلطنتون سے لڑرہی تہی فرانس سے علانیہ بگاڑ نہین چاہتی تہی بلکہ غدار فرانس کئی ایک عائتین ایسے وقت مین حاصل کر رہا تہا۔

عیسائیون کی فتوحات

یورپ والون نے جو بہ تحریک پوپ روم مذہبی اتحاد برخلاف اسلام قائم کیا تہا اس کے رو سے وینس۔ بسٹریا پولینڈ۔ روس سے چو طرفہ جنگ شروع ہوگئی۔ وینس والون نے امید سے بڑھ کر کامیابی حاصل کی یونان کا حصہ کثیر فتح کیا۔ البانیا او رسواحل بحیرہ ایڈریاٹک کے علاقہ کو تاخت و تاراج اور تسخیر کر لیا۔ اسٹریا کے سپہ سالار شاہزادہ یوجین نے ہنگری کے کئی امصار و قلعہ فتح کر لیے اور پولینڈ والون نے بہی شکست کے بعد ترکون کو نقصان پہونچایا۔ روسیون نے تاتاریون کا دم ناک مین کر دیا۔ اس لیے سلیمان پاشا وزیر اعظم سے جسنے چند فتوحات بہی حاصل کی تہین۔ اخیر ناکامیابی کے سبب فوج بگڑ گئی۔ اور وہ پے قتل ہوگئی۔ سلیمان پاشا بہاگ کر قسطنطنیہ پہونچا۔ جہان فوج کے خوف سے سلطان نے سلیمان پاشا کو قتل کرا دیا۔ اور اسکی جگہہ سیواس پاشا وزیر اعظم ہوا

سُلطان محمد چہارم کی معزولی

سُلطان محمد چہارم نے سلطنت کا تمام بوجہہ صدر اعظم پر رکہا ہوا تہا۔ خود ہمیشہ شکار اور لہو لعب مین مشغول رہا محمد اور احمد کوپریلی کی وزارت کے دنون مین تو اس علیحدگی کا کچھ اثر نہ پڑا۔ اور نہ کسی نے خیال کیا۔ مگر ان لائق وزرا کے مرنے کے بعد سلطان کی اس علیحدگی اور لہو پسندی کو لوگ محسوس کرنے لگے جب لائق مصطفے پاشا کی ہاتہون سلطنت تباہی کی حد تک پہونچی۔ کہ جبکو وزرا براہیم اور سلیمان بہی سنبہال سکے عیسائیون کی فتح کی خبرین آنے لگین کئی شہر دشمن نے چہین لیے اور تب بہی سلطان نے شکار کے شغل سے ہاتہہ نہ اٹہایا۔ اور نہ سلطنت کے کاروبار مین توجہ کی قحط سے ملک تباہ ہو رہا تہا۔ آتش زنی کے متواتر واقعات سے رعایا الگ برباد ہو رہی تہی ایسی حالت مین سلطنت کی بہتری اسی مین خیال کی گئی کہ سلطان محمد چہارم کو معزول کیا جائے چنانچہ یہہ سُلطان سنہ ۱۰۹۹ ہجری مین ۴۰ سال کی حکومت اور ۴۶ سال کی عمر مین تخت سے اُتار اگیا۔ اور ۵ سال بعد مر گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

یہ سلطان علم دوست علم پرور تہا۔ علم تاریخ کا بڑا شائق تہا۔ مورخین کی بہت قدر اور پرورش کرتا تہا اپنے عہد کے واقعات لکہنے کے واسطے وقائع نگار مقرر کر رکہے تہے۔

کیا حالانکہ اگر نالائق وزیر کوشش کرتا تو دریائے ڈینوب پر فوج پولینڈ کو روک سکتا تھا۔ دشمن بڑھا چلا آیا۔ اور یہاں کچھ بھی خیال نہ کیا گیا۔ ترکی لشکر جو ۱۸۔۲۰ میل کے دور میں پھیلا ہوا تھا برانیوں کی طرح غافل اور بےخوف و خطر پڑا ہوا تھا۔ اپنے اپنے کام میں لگا ہوا تھا کہ عیسائیوں نے ایک سخت حملہ کر دیا اور نادان وزیر کی اسوقت آنکھیں کھلیں جب جانباز عیسائی عین کیمپ میں پہونچ گئے۔ اور زبردست حملے سے فوج کے ایک حصہ کو بھگا دیا۔ اتنے بڑے لشکر کا ایسے ناگہانی حملہ کے وقت انتظام مشکل تھا۔ بے سود دن بھر کے مقابلہ کے بعد ترک ہر طرف سے بھاگ نکلے کچھ مارے گئے اور کچھ آوارہ ہو گئے۔ بقیۃ السیف نامرد مصطفے پاشا کے ساتھ بلگریڈ پہونچ گئے دس ہزار ترک لڑائی میں مارے گئے۔ اور دیگر بیشمار مال غنیمت کے علاوہ توپیں ہی تین سو تھیں شکست کے بعد ترکی فوج جو ویانا کا محاصرہ کئے ہوئے تھی بیفائدہ لڑتی رہی جسکو نقصان کثیر اٹھانا پڑا۔

قتل وزیر مصطفے پاشا

جب اس شکست کی خبر سلطان محمد چہارم کو پہنچی تو مصطفے پاشا کو ماہ محرم سنہ ۱۰۹۵ء میں قتل کرا دیا اور اسکی جگہہ ابراہیم پاشا وزیر اعظم ہوا۔ دنیا کی شکست سے یورپ مارے خوشی کے اچھلنے لگا۔ اور سبکو ترکوں کے زوال کا یقین آگیا۔ پوپ روم نے یورپ سے ترکوں کے نکالنے کیلیے تمام یورپ میں آگ لگا دی۔ آسٹریا۔ پولینڈ روس ریاست وینس ہر طرف سے مقابلہ پر کھڑے ہو گئے۔ ماتحت عیسائی صوبہ سرویہ۔ بوسنیا۔ وغیرہ باغی ہو گئے عیسائی رعیت بھی بیوفائی پر کمربستہ ہو گئی۔ اور اسطرح کی چار طرفہ لڑائی سے بہت سا عثمانی علاقہ بھی قبضہ سے نکلگیا۔ اور کچھ انتظام نہ ہو سکا۔ اس لیے ابراہیم پاشا معزول ہوا سنہ ۱۰۹۷ ہجری میں سلیمان پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا۔

فرانس کی بیوفائی

فرانس جسکی تحریک سے قرہ مصطفے نے آسٹریا سے جنگ چھیڑی تھی صرف ظاہرانہ چالیں چلتا رہا اور آسٹریا سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا رہا۔ اور ترکوں کو بہکاتا رہا۔ اور سوائے ایک دو آسٹریا کے شہروں پر قبضہ کرنے کے اور کوئی صریح عملی کارروائی نہ کر سکا بلکہ اس شکست کے بعد اس نے شمالی افریقہ کی اسلامی ریاستیں دبانے اور بحیرہ روم میں فرانسیسی بحری اقتدار جمانے کا موقعہ حاصل کر لیا۔ سلطان روم بقدر مشکلات میں پھنسا تھا کہ وہ اپنے ماتحت ریاستہائے بربر کو مدد نہیں پہونچا سکتا تھا پس ایمان دار فرانس نے اپنے دوست ترکی کے ماتحت علاقوں پر حملہ کر دیا پہلے الجزائر کو پھر طرابلس اور مراکو کو مغلوب کرکے سلطان ترکی سے بالا بالا ہی براہ راست حسب مرضی خود معاہدہ کرلیا

امن و امان آزادی سے زندگی بسر کرتے رہے تہے - اور اسٹریا کے متعصب و ظالم حکام کے چندروزہ حکومت سے
تنگ آ گئے تہے اور ترکون کی ماتحتی کو اسٹریا کے مقابلہ مین نعمت جانتے تہے - پس ایک لاکہہ باقاعدہ فوج لیکر وزیر
روانہ ہوا اور اسٹریا کی فوج کو کئی شکستین دیکر تمام بڑے بڑے شہر مثلاً - ہلیسا - وڈین - سمندریا - بلگریڈ - فتح
کر کے سلطانی سکہ جما دیا - اور وزیر مظفر و منصور ہو کر واپس ہوا -

سنہ ۱۱۰۲ھ مین پہر اسٹریا نے سر اٹہایا اور وزیر مصطفے سے شکست پائی اس سال ماہ رمضان مین سلیمان مرض
استسقا مین مبتلا ہو کر پچاس سال کی عمر اور تین سال نو ماہ کی حکومت کے بعد فوت ہوا - سلطان سلیمان کے عہد مین
روسیون اور پولون کے مقابلہ مین کریمیا کے خان نے بہت کچہہ کامیابی حاصل کی روس اور پولینڈ کی متفقہ
فوج کو شکست ہی نہ دی بلکہ خود حملہ آور ہو کر پولینڈ کو پامال کر دیا - مگر ونیس کے مقابلہ مین ترکون کو ہر جگہہ
زک ملی - مورea کا صوبہ کلہم ونیس والون نے فتح کر لیا - اور ملکی انتظام کا سکہ بٹہا لیا - اور ایڈریاٹک کی
سواحلی علاقہ کو بہی لے لیا -

مصطفے کوبرلی جو اپنے باپ اور بہائی کے جملہ اوصاف رکہتا تہا بہت سے نقصون کو دور کر کے زبردست حریف
اسٹریا کے مقابلہ کو روانہ ہوا - کیونکہ روس و پولینڈ و ونیس سب کی جرأت کا باعث یہی ایک قیصر اسٹریا تہا -
اسکے مغلوب ہونے سے باقی تینون مخالف سلطنت عثمانیہ کا صدمہ نہین اٹہا سکتے تہے سلطان سلیمان
نے خود علم مقدس وزیر اعظم مصطفی کوبرلی کے حوالہ کیا تہا - اور وزیر جنگ اسٹریا کو جا رہا تہا - کہ سلطان سلیمان
فوت ہو گیا - اور سلطان احمد اسکا بہائی تخت نشین ہوا - اور مصطفے کوبرلی بدستور وزیر اعظم رہا وزیر نے بلگریڈ
پہونچکر کل سامان درست کر لیا - اور دریائے ڈینوب کے کنارے کنارے آگے بڑہا - اور شاہزادہ لوئیس اسٹریا
کی فوج لے کر مقابلہ کو نکلا - بمقام سالان کیمان دونون فوجون کا مقابلہ ہوا - ترکی بیڑے نے فتح پائی
مگر خشکی پر معاملہ برعکس نکلا - سرداران فوج کی رائے تہی کہ ترکی مورچون کے پیچہے ہو کر اسٹریا والون کے حملہ کا
انتظار کیا جائے مگر وزیر اعظم نے جو ایک مشہور جرنیل تہا اسکو بزدلی خیال کیا لڑائی شروع کر دی توپخانہ کو آگے
بڑہا یا گیا - مخالف نے دوسری طرف جدہر علم مقدس لہرا رہا تہا - بڑہنا شروع کیا - اسمعیل پاشا نے ایشیائی
فوج کے ساتھ شاہزادہ لوئیس پر حملہ کیا اُس کے سوار اُن باڑہون جو سپہ سالار اسٹریا نے درخت کاٹ کر اپنی
کیمپ کے گرد لگا دیے تہے پہنس گئے اور اسٹریا کے توپخانے نے انکو بہوننا شروع کیا - اور اسمعیل پاشا کو واپس
ہٹنا پڑا - عیسائی توپخانہ نے خاص وزیر کی فوج کو بہی نقصان پہونچایا - وزیر جو تہور اور شجاعت مین بے نظیر تہا
بجائے اسکے کہ کسی اور جرنیل کو حملہ کا حکم دیتا اپنی خاص اردل کے رسالہ کو لے کر تلوار کہینچ کر اللہ اکبر
کے نعرے مارتا ہوا - عیسائیون کی فوج قلب پر ٹوٹ پڑا - اور شیر نر کی طرح عیسائی صفون کو چیرتا ہوا

سلطان سلیمان ثانی بن ابراہیم

سلطان محمد چہارم کے بعد اُسکا بہائی سلیمان ثانی سلطان ہوا جو ۴۵ سال قید حرم سرائے مین رہ کر بہت کچہہ متانت و انکساری کفایت شعاری غربا پروری کا مادہ حاصل کرچکا تہا۔ یہہ سلطان پابند شرع متقی و دیندار تہی ہر ایک قسم کے لہو لعب سے متنفر تہا مگر اُسکو سلطنت ایسے وقت مین ملی جبکہ سلطنت کی جڑین ڈہیلی ہو رہی تہین چارون طرف سے شکست کی خبرین آ رہی تہین خزانے خالی تہے فوج مین سرکشی و تمرد کا زور و شور تہا۔ ینگچری اپنے افسر کو مار کر اور وزرا کے قتل کے درپے ہو گئے اور کئی ایک زیر لب مار گئے۔ وزیر اعظم سیاوس پاشا (سیاوس پاشا) بہی مردانہ مقابلہ کرتا ہوا ینگچریون کے ہاتھ سے قتل ہوا اور اُسکی جگہہ بوڑہا اسمعیل پاشا مقرر ہوا آسٹریا نے بہت سا علاقہ فتح کر لیا اور ونیس والون نے کئی شہر لے لیے اس لیے اسمعیل پاشا بہی تین ماہ بعد معزول کیا گیا۔ اور تکفور طاغی مصطفے سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین وزیر ہوا۔ اور اُسکی جگہہ عام انتخاب سے مصطفے کوپرلی برادر احمد کوپرلی وزیر اعظم ہوا۔ فوج لیکر آسٹریا کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ مگر آسٹریا نے بلگریڈ جیسے ضروری اور مضبوط قلعہ کو فتح کر کے ہنگری وغیرہ سے ترکون کو نکال دیا یہ خبر سُنکر سلطان سلیمان نے خود بذاتہ جہاد پر جانیکا ارادہ کیا۔ مگر خزانہ خالی تہا۔ اس لیے مجبورًا رعایا سے درخواست امداد کی گئی۔ اور ہر ایک متمول کو دو دو سو سوار دینے کو کہا گیا۔ مگر آسٹریا نے ہنگری۔ ٹرنیلونیا۔ سرویا۔ بوسینا وغیرہ کی طرف سے برابر پیش قدمی جاری رکھی اس لیے سلطان نے ذوالفقار آفندی کو سفیر بنا کر قیصر آسٹریا کے پاس انعقاد صلح کے لیے روانہ کیا اور یہ پہلا موقعہ ہے کہ عثمانیہ سلطان کسی عیسائی سلطنت سے خود درخواست صلح کرتا ہے۔ قیصر آسٹریا جسکے بزرگون کو فیاض سلاطین عثمانیہ بارہا لب گور تک پہنچا کر اُسکی درخواست صلح کو منظور کر کے تازہ زندگی بخش چکے تہے اب ایک دفعہ کی کامیابی سے غرہ ہو کر آنکہون پر بے مروتی کی پٹی باندہ کر سفیر عثمانیہ سے اس قسم کے آداب و تسلیم کا خواہان ہوا جو ایک مسلمان کو کبہی گوارہ نہ ہو سکتی تہی۔ وہ تین جگہہ سجدہ کرائے اور پہر نہایت عجز و انکسار کے ساتہہ مراسلہ سلطانی کو قیصر کے ہاتہہ چوم کر دینے سے عثمانیہ سلطان ایک ماتحت باجگذار رئیس سے زیادہ وقعت رکہتا ہوا دکہائی نہ دیتا تہا۔ علاوہ اسکے شرائط بہی اسقدر کڑی اور سخت تہین کہ جسکو غیور سلیمان ثانی منظور نہ کر سکتا تہا۔ اس لیے دس ماہ کے فضول نامہ و پیام کے بعد سلطان سلیمان ثانی نے جب دیکہا کہ مغرور قیصر صلح نہین کرتا اس لیے لڑائی پر نکلا سلطان اور وزیر اعظم مصطفے نے اپنے اپنے تمام سونے چاندی کے برتن گلوا کر دار الضرب مین بہجدیے اور دیگر ارکین سلطنت اور پرجوش حامیان اسلام نے بہی ہر طرح کی مالی۔ جانی امداد دی وزیر نے عیسائیون کے تالیف قلوب مین بہی کوئی کوتاہی نہ کی چنانچہ صوبجات مفتوحہ کے عیسائی جو صدیون سے سلاطین عثمانیہ کے زیر سایہ

سلطان مصطفےٰ ثانی بن سلطان محمد چہارم

سلطان احمد کے بعد اسکا بھتیجا سلطان مصطفےٰ ثانی تخت نشین ہوا۔ یہہ سلطان بہادر اولوالعزم جنگجو تھا تخت نشینی سے تین روز بعد ہی فرمان ذیل جاری کیا۔ جسکا خلاصہ عربی لکھا جاتا ہے

فرمان سلطانی

لا یجوز لعبید اللہ ان یتمتعوا بالراحۃ وھم علی سریر السلطنۃ فمن الآن وصاعداً احتم ان التلذذ والکسل یھجر من دولتی العلیۃ لان الاعداء قد احاطوا بمملکۃ الاسلام واستاسروھم و سوف نأسرھم ان شاء اللہ تعالی واسیر امام جیوشی لان جدی سلیمان العظیم الذی تصاعد رائحۃ الطیب من قبرہ لم یکن یرسل وزرائہ فقط للجہاد بل کان یخرج بنفسہ للنیابۃ فی الجہاد المقدس ان فخرہ ومجدہ قد انتشر فی جمیع الاقطار المسکونۃ وانا سوف اصنع نظیرہ فاطیعوا امیر المومنین و السلام۔

اس دانا اور محب قوم سلطان عثمانیہ نے سلطنت کی کمزوری اور دشمنوں کی سینہ زوری کی صاف صاف وجہ اس فرمان مذکور مین بتلادی ہے کہ چونکہ سلطان عثمانیہ۔ عیاش۔ اور آرام طلب۔ کاہل۔ جہاد۔ لڑائی سے گریز کرنے والے تھے اور لڑائی کا تمام بوجہ وزراء پر ہی چھوڑ رکھا تھا۔ اس لیے مخالفون نے چارون طرف سے شکستین دینی شروع کین اور سلطنت کی عزت مٹنے لگی وہ سلاطین عثمانیہ کو بہ تقلید سلیمان اعظم مجاہد فی سبیل اللہ۔ بنانا۔ قتال شائق غزا ہونا ضروری جانتا تھا۔ اور جنگی کمان کو خود ہاتھ مین لینا سلطنت کے عروج کے لیے ضروری بتاتا ہے اس فرمان کو دیکھکر جو ایک ایسے سلطان اور اسکی ارکان کے وعقل کے تجربہ کا نتیجہ ہے جو سلطنت کی نسبت اپنی ذاتی ذمہ داریون اور مشکلات کو زیادہ تر سمجھ سکتا ہے سلطنت عثمانیہ کے زوال وانحطاط کا باعث کسی اور چیز کو قرار دینا غلطی بلکہ نادانی ہے اور یہہ اصول وہ ہین جس سے ہمیشہ دنیا کی سلطنتوں کو عروج وزوال ہوتا رہا جس قوم کی جنگی طاقت مضبوط انتظام درست بادشاہ بہادر وہ قوم دیگر اقوام مین زبردست ہی تھی سلاطین آل عثمان نے جو حرم سرا کی چاردیواری سے باہر نکلنا چھوڑ دیا اور جنگی کاروبار کو محض وزراء سلطنت پر رکھا تو اسکا نتیجہ یہہ نکلا۔

(۱) سلاطین کا جنگی بہادرانہ رعب کھویا گیا جنگی فوج نڈر ہوگئی۔ اور تخت وتاج کی مالک ہوگئی اور سلاطین ہمیشہ دبتے رہے اور وقار سلطانی کھوتے رہے۔

قلب فوج تک ہو بڑھ گیا اور کشتون کے پشتے لگانے لگا ۔ اور باقی فوج اسلام بہی اسیطرح ٹوٹ پڑی اور قریب تہا کہ بہادر وزیر کی تلوار دشمن کا فیصلہ کر دیتی کہ اس بے احتیاطی کے حملہ مین گولی کے لگنے سے گرکر اور شہید ہوکر سلطنت کی امیدون پر پانی پہیر گیا ۔ وزیر کے حمایت اور ہمراہی اور دیگر مسلمان جو ابہی شیرون کی طرح لڑکر دشمن کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تہے محبوب قوم وزیر مصطفی کوبر لی کی شہادت کی خبر سُنکر حواس باختہ ہوگئے اور بے سر ہونے سے بے انتظام ہوگئے جسکا نتیجہ عیسائیون کی فتح ہوا ۔ ترک ۲۸ ہزار شہید ہوئے کل ترکی کیمپ و ایکسو پچاس توپین عیسائیون کو ملین اور اس شکست سے صوبہ ہنگری ترکون کے قبضہ سے نکلگیا وزیر مصطفی کو یہ شکست محض تہوڑے سے ہوئی ورنہ اگر خود زندہ رہتا تو شکست کا ہرگز وہم و گمان نہ تہا اس سے پہلے مقدونیہ اور البانیا مین فتح پا چکا تہا ۔ اور کل مفسدین سے ملک خالی کر چکا تہا ۔ یہہ وزیر بہادر منتظم مدبر بے تعصب تہا اسکی عیسائی رعایا ویسا ہی دل سے پیار کرتی تہی جیسے کہ مسلمان چنانچہ اکثر عیسائیون نے اس وزیر کا عام لطف و رحمت اور عدل و انصاف بے تعصبی دیکہکر خود بخود عیسائیون کے برخلاف ترکون کا ساتھ دینا اختیار کر لیا تہا ۔

سلطان احمد ثانی بن ابراہیم

مصطفی کوبر لی کی شہادت پر علی پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا جسنے تنگ کر انگلستان اور ہالینڈ کے ذریعہ آسٹریا سے مصالحت کرنیکی تجویز کی جسکو فرانس پسند نکرتا تہا ۔ فرانس چاہتا تہا کہ ترکی اور آسٹریا کی لڑائی جاری رہے اور اپنے قدیم دشمن آسٹریا کی اس مشغولی سے فائدہ اٹہائے یہہ خود غرض دوست کبہی بہی اپنے قدیمی محسن سلطان ترکی کی مہمون مین دوش بدوش ہوکر ترکی کے دشمنون سے نلڑا ہمیشہ روبہ بازی کی چال ہی چلتا رہا ۔ انگلستان اور ہالینڈ کا عثمانیہ پولٹیکل خارجی امور مین دخل دینے کا یہہ پہلا موقعہ ہے آسٹریا نے ایسی سخت شرطین پیش کین کہ باب عالی نے خلاف شان خلافت سمجہکر مسترد کر دین اور لڑائی بدستور جاری رہی اور علی پاشا اپنی بدمزاجی کے سبب معزول ہوکر جزیرہ قبرس مین جلا وطن کیا گیا ۔ اور حاجی علی پاشا گورنر حلب وزیر ہوا جسکے عہد مین سمرنا زلزلہ سے اور قسطنطنیہ کا چوتہا حصہ آگ سے برباد ہوا ۔ حاجی علی برخاست کیا گیا ۔ اور بغلو مصطفی پاشا وزیر ہوا ۔ اب آسٹریا والون نے ۲۰ ہزار فوج بہیجکر مقام بلگریڈ کو گہیر لیا ۔ باب عالی نے جرار فوج اور کمک بلگریڈ بہیجدی اور محاصرہ اٹہادیا ۔ اسپر بہی تدبیر ہی کی پولینڈ اور ولیشیا مین بہی ترکون کو شکست ہوئی اہالی وینیس نے جزیرہ کیوس فتح کر لیا ۔ اس نازک حالت مین سلطان احمد [illegible] سنہ ہجری ۵۲ سال کی عمر مین تین سال ۸ ماہ کی سلطنت کے بعد فوت ہوا ۔

سنہ ۱۱۰۹ ہجری مین فرانسیسی جنرل یوجین فوج کثیر لیکر ٹوٹا اور سلطانی امصار پر آپڑا۔ سلطان خود مع وزیر اعظم فوج جرار لیکر اسٹریا کی فوج کے مقابل کو روانہ ہوا۔ رستہ مین کئی قلعہ اور شہر فتح کیئے اور خفیف معرکون میں اسٹرین فوج کو شکست دی جنرل یوجین جنگی لیاقت اور تجربہ مین بڑہا ہوا تہا وہ ہر ایک سلطانی تجویز کو کاٹتا تہا اور جن مفید مقامات کو سلطان لینا چاہتا تہا اُن مقامات کو مدبر جرنیل نے پہلے ہی مضبوط کر رکہا تہا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ سلطانی وزرا مین نفاق تہا وہ کسی مفید مشورہ پر متفق نہین ہوسکتے تہے اور انہی امور کو وجہ شکست قرار دیا جاتا ہے لیکن وزیر اعظم کے منصوبے اگر پورے اترتے تو ضرور ترکون کو فتح ہوتی مگر جعفر پاشا نے جسکو جنرل یوجین نے قید کر لیا تہا۔ جان کے خوف سے وزیر کے جنگی منصوبون سے جنرل یوجین کو مطلع کر دیا۔ پس ۱۱ ستمبر ۱۶۹۷ء کو جبکہ سلطان اور کل فوج سواران اور توپخانہ کا حصہ کثیر دریائے تہی اسکو عبور کر چکا تہا اور صرف وزیر فوج پیدل کے ساتہ دائین کنارے پر رہ گیا تہا۔ یکایک آپڑا اور صرف دو گہنٹہ دن باقی تہا۔ کہ لڑائی شروع کر دی گئی سلطان اور اسکی فوج کا حصہ کثیر دریا عبور نہ کر سکا۔ اور نہ لڑائی مین حصہ لے سکا۔ سرکش ینگچریون نے اپنے افسرون کو ہی قتل کرنا شروع کیا۔ وزیر الماس پاشا شہید ہوگیا۔ اور ترک بدحواس ہوکر بہاگ گئے سلطان یہ حالت دیکہکر باقی فوج لے کر تیمیسور کو چلا گیا۔ اور بیس ۲۰ ہزار ترک مارے گئے۔ جب یورپین مورخ مانتے ہین کہ دو گہنٹہ دن باقی تہا کہ لڑائی شروع ہوئی اور شام تک میدان صاف ہوگیا۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی مقابلہ نہین ہوا۔ محض ترکون کی غفلت اور ناتجربہ کاری باہمی نااتفاقی ینگچریون کی غداری۔ اور جنرل یوجین کی ہوشیاری مآل اندیشی سے فتح حاصل ہوئی نہ سلطان کو اپنی شجاعت دکہانیکا موقعہ ملا اور نہ ترکون کو دل کہول کر دشمن سے مقابلہ آراہونا نصیب ہوا۔ جنرل یوجین نے ایسے وقت حملہ کیا جبکہ سلطان اور فوج کا حصہ کثیر دریا سے عبور کر چکا تہا دن غروب ہونے کو قریب تہا نہ سو وقت فوج اس قدر جلدی واپس آسکتی تہی اور نہ مورچہ بندی ہوسکتی تہی اگر سلطان دریا سے گذر کر حصہ بہی لیتا تو باغلب جو شکست پاتا پس اس شکست سے سلطان پر سوء تدبیری کی بزدلی کا الزام نہین لگ سکتا۔

اس شکست زنٹا کے بعد سلطنت کی خوش قسمتی سے حسین کوپرلی بن حسن محمد کوپرلی کا بہتیجا وزیر اعظم ہوا۔ جسنے مالی وملکی اصلاحات سے سلطنت کو سنبہال لیا۔ جدید فوج بہرتی کرکے اسٹریا وینس روس کے مقابلہ پر روانہ کی مگر یہ مدبر وزیر سلطنت کی مالی کمزوری سے واقف تہا اس لیے فرانس انگلستان ہالینڈ کی وساطت سلسلہ صلح ہلایا گیا۔ اور فرانس۔ انگلستان۔ روس۔ اسٹریا۔ وینس۔ پولونیا۔ ہالینڈ کے وکلائ نے ۲۷ ہفتہ مین ۳۶ اجلاس کرنے کے بعد معاہدہ کارلووٹز مرتب کیا جسکے رو سے اسٹریا کو ہنگری۔ ٹرنسلونیا سرا اور کل صوبے سلیوونیا کا بادشاہ تسلیم کیا گیا۔ اور سلطنت عثمانیہ کا بازو کٹ گیا۔ اسکے فتوحات ہی بند نہ ہوگئیں

(۲) سلاطین کے جنگی امور سے علیحدگی اور تعیش نے دیگر امرا و رعیت پر بہی اثر ڈالا اور بقول الناس علی دین ملوکہم بنایا ہی جہادی جوش کہو بیٹہی۔

(۳) جسطرح کہ سلاطین کے سامنے میدان جنگ مین فوج جانین لڑا سکتی ہے اسطرح وزرا کی ماتحتی مین جان فروشی کی امید کم ہوسکتی ہے وزراے کا عزل و نصب بلکہ موت و حیات فوج کے ہاتہہ ہوگئی۔ کمزور سلاطین فوج و سپاہ کے مطالبات سے انکار کرنے کی جرأت نرہی۔

پس سلطان مصطفی ثانی کا فرمان نہایت قابل قدر تہا۔ اور وہ سلطنت عثمانیہ کا طبیب حاذق تہا۔ سلطان کی یہہ تشخیص جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث شریف، ما ترک قوم الجہاد الا عمہم العذاب کی تعمیل مین تہی سلطان نے خود جنگ آسٹریا کے لیے جانیکا قصد کیا۔ دیوان دیوان امرانے تین دن کے کمیٹی بعد عرض کیا۔ کہ خود سلطان میدان مین نجائین وزیر کو روانہ کرین مگر بہادر اور مشتاق جہاد سلطان نے خود فوج کی کمان لی اور بلگریڈ سے روانہ ہوکر مشہور قلعہ تمیسوار، قران سیبس۔ لیا۔ لوکاس وغیرہ کئی قلعے فتح کرلیے۔ اور لوکلس کے قریب آسٹرین فوج کو جو اعثمانیہ لشکر سے پانچ گنا تہی خونخوار معرکہ کے بعد بہگا کر جنرل فیترانی کو معہ نصف فوج تلوار کی گہات اوتار دیا اور تمام توپخانہ اور سامان جنگ وغیرہ ترکون کے ہاتھ آیا۔ تاتاریون نے پولینڈ پر حملہ کرکے ممبرگ تک ملک کو تاخت و تاراج کردیا اور موسم جاڑا بسر کرنیکے لیے ہنگری کے قلعون مین کافی فوج چہوڑ کر ایڈریانوپل کو واپس ہوا۔

اسی سال پیٹر اعظم زار روس نے جو نہایت اولوالعزم بہادر جفاکش پادشاہ گذرا ہے ترکون کی کمزور حالت دیکھکر بحیرہ ازاف پر حملہ کیا اور تین مہینہ کے محاصرہ کے بعد تبیس ہزار روسی ترکون سے کٹوا کر واپس ہوا۔

جسطرح کہ سلطان مصطفے ثانی کو خشکی مین فتوحات حاصل ہوئین اسیطرح بحری فوج نے بہی دو دفعہ وینسی جہازون کو وینسی معمر امیر البحر حسین پاشا نے شکست دیکر جزیرہ ساؤدساقس، کو فتح کرلیا۔

سلطان کا غزوہ ثانی

سلطان کو خبر پہنچی کہ آسٹریا نے جنرل فیترانی مقتول کی بدنامی دور کرنے کے لیے مشہور بہادر فرانسیسی جرنیل یوجین کو فوج کثیر دیکر مقابلہ کو روانہ کیا ہے۔ اس لیے سلطان مصطفے ہی ۱۱۰۸ھ کو ایک لاکہہ فوج سے کر قسطنطنیہ سے نکلا اور ایڈریانوپل پہنچکر بمشورہ وزراے خود وہین مقیم رہا عثمانیہ لشکر نے کئی میدان فتح کیے اور عیسائی بمقصد دکتیر تسلی ہونے اور یوجین شکست پاکر واپس ہٹ گیا۔ اور سلطان فتحیاب ہوکر دار السلطنۃ کو واپس چلا آیا

جنگ آسٹریا

لے سکتا تہا جو معاہدہ کارلوویز کے رو سے ترکون کے قبضہ سے نکل گئے تہے اور اسیطرح روس سے ازاف بہی
واپس کیا جا سکتا تہا۔ اور نو دولت زار روس کو کچلا جا سکتا تہا۔ اور یہ امر سلطان احمد کی بزدلی یا لاپرواہی
اور مدبرین سلطنت کی نادانی پر محمول کرتے ہین لیکن اصل بات یہہ ہے کہ سلطنت عثمانیہ ایک تو میعادی صلح کا اندر عہد
شکنی کرنی خلاف اصول اسلام جانتی تہی دوم عیسایون کے جہگڑون سے الگ تہلگ رہنا چاہتی وہ کسی سلطنت کو اپنا
دلی خیرخواہ نہین جانتی تہی اور آسٹریا سے چند بار نقصان اٹہا چکی تہی جسکو ہر دفعہ یورپ کے عیسائی ملک خصوصاً فرانس
جرنیل یوجین نے میدان اثنا مین شکست دی تہی۔ خیر کچہہ ہوا خدا کو ہی منظور تہا کہ روس کی طاقت بڑہے۔

روس سے لڑائی اور پیٹر اعظم کی ذلت

روس نے ۱۱۲۰ھ ہجری مین سویڈن پر جسکا علاقہ بحیرہ بالٹک کے مشرقی اور جنوبی کنارون کے وسیع صوبون تک
پہیلا ہوا تہا چڑہائی کردی۔ چارلس شاہ سویڈن نے اسی ہزار فوج کے ساتہ پیٹر اعظم زار روس کو گہیر لیا۔ اور کئی قلعہ
اور شہر فتح کرلیے اور ماسکو دار السلطنۃ روس سے صرف دس دن کے رستہ پر پہنچگیا۔ الکو اپنی مرکز فوج سے دور
ہو جانے اور ایک امدادی دستہ کے تباہ ہونے سے وہ ایک وابہ مین بارہ ہزار سویڈن کی فوج کی ہمراہ گہر
گیا اور غیور متہورون کی طرح زار کے مورچون پر حملہ آور ہوا۔ آخر جو تہور کا نتیجہ ہوتا ہے وہ اس بادشاہ کو بہی
بہگتنا پڑا۔ روسی گولون سے چارلس کی فوج ہلاک ہو گئی۔ اور خود زخمی ہو کر تہوڑی سی فوج کے ساتہہ دریا تیر کر
ترکی علاقہ مین چلا گیا۔ اور وہان سے سلطان احمد کی خدمتمین قسطنطنیہ حاضر ہوا جہان اسکی کمال درجہ کی خاطر
و مدارات کی گئی۔ اور ہر ایک قسم کا سامان عیش عشرت مہیا کیا گیا۔ چارلس نے سلطان سے مدد کی درخواست کی مگر میعادی
صلح کا توڑنا نامناسب سمجہا گیا۔ لیکن خود زار نے عہدنامہ کا پاس نہ کیا چارلس جو ایک ہزار سویڈش سوار پولینڈ
کے سرحد کے قریب عثمانیہ علاقہ مین چہوڑ آیا تہا۔ انپر حملہ کرکے قتل کردیا۔ اور اس سے عثمانیہ سلطنت کی حرمت کا
کچہ پاس نہ رہا یہ کارروائی بمنزلہ اعلان جنگ تہی بابعالی کی شکایت پر بہی زار روس نے کچہ توجہ نہ کی بلکہ چارلس شاہ
سویڈن کے ترکی علاقہ سے نکالنے کا مطالبہ کیا۔ آزاف اسود کے بندرگاہ کی قلعبندیان کی گئین۔ کئی
ایک جدید قلعہ تیار کیے۔ اور خان کریمیا کے کچلنے کا پورا سامان کرلیا۔ پولینڈ کو اپنے ساتہہ ملالیا سلطنت عثمانیہ
مین زیادہ تر کلیسائی یونانی کے عیسائی تہے سب کو آزادی دلانیکا دہوکہہ دیکر ترکون کے مخالف کردیا اور اسی
وجہ سے پیٹر اعظم ترکون سے چہیڑ خانی کر رہا تہا سلطان کی عیسائی رعیت کے بگڑنے سے عثمانیہ سلطنت کی کمزوری
اور خود پیٹر اعظم کی نیکنامی متصور تہی وہ عیسائی دنیا مین حامی دین مسیح بنکر آیندہ یورپ مین اپنا اقتدار جمانا
چاہتا تہا۔ ان سب باتون کو وزیر اعظم بنظر غور دیکہتا رہا مگر سلطان احمد کی آرام طلبی سے کچہ نہ کر سکا۔ مگر جبکہ

بلکہ عیسائی سلاطین کو ممالک عثمانیہ کے غصب کرنے کا ڈہب آگیا چنانچہ پیٹر اعظم نے اس کی تقلید مین آیندہ جارحانہ حملات شروع کیے آسٹریا سے تو معاہدہ کارسودیز کے مطابق ۲۵ سال کی میعادی صلح ہوگئی لیکن پیٹر اعظم نے دو سال سے زیادہ صلح نہ کی کیونکہ ترکی پر متواتر حملات کرنے چاہتا تھا اور بدنیت دول یورپ اسکو اوکسا رہی تہین وہ سمجھ چکا تھا کہ ترکون مین وہ سچا جوش نہین رہا جو محمد فاتح یا سلیمان اعظم کے وقت مین تھا اور روسیون کی اٹھتی جوانی تہی اس لیے اس نے اضاف پر چڑھائی کی اول تو شکست کھائی مگر دوسری بار ازاف کو فتح کرلیا حسین کوبرلی نے جنگی بیڑا روانہ کیا جسنے کسی قدر کامیابی حاصل کی مگر ازرف اس سے واپس نہ لے سکا حسین کوبرلی نے پل - مدارس - مساجد - فوجی بارکین - حوض - نہرین - ہر ایک شعبہ مین ترقی دی - ملک کی بغاوت کو دور کیا - اس وزیر کا بھتیجا آتش بازی کنیز کے عشق کے جرم مین قتل کیا گیا - اور نیک نہاد وزیر اسی بدنامی و غم کی وجہ سے مستعفی ہوگیا حسین کی جگہہ ظالم اور جاہل دولت بان پاشا سرلی وزیر ہوا جو اپنی سفاکی اور نالائقی کے سبب چار ماہ بعد معزول ہوکر قتل کیا گیا - اور اسکی جگہہ سامی پاشا وزیر ہوا - اس نے حسین کوبرلی کی قدم بقدم چلنے کی کوشش کی عدل و انصاف کو شیوہ بنایا - ظالم اور رشوت خوار حکام کو سزائین دینے لگا - ینگچریون کے افسرون کو بھی کوبہی کوڑے پٹوائے گئے - ینگچری جو خلیع العذار ہورہے تہے اس دباؤ کو نہ سہار سکے اور علما جو معاہدہ کارلووز سے سلطان کے برخلاف تہے سب نے ملکر شورش کردی اور سلطان مصطفے کی معزولی کا فتوی لکھا گیا - اور شیخ الاسلام فیض اللہ آفندی قتل ہوا سلطان مصطفے نے یہ فتوی سنکر خود بخود ہی اپنے بھائی احمد کو تاج اور عصا دیدیا اور سلطنت سے علیحدہ ہوگیا - اور ۸ سال چار ماہ کی حکومت ۴۱ سال کی عمر ۱۱۱۵ہجری مین معزول اور ۱۱۱۶ہجری مین فوت ہوا -

سلطان احمد ثالث بن سلطان محمد چہارم

سلطان احمد نے تخت نشین ہوتے ہی پیٹر اعظم زار روس کو اس کی پیشقدمی اور زیادتیون پر متنبہ کیا - بحیرہ ہود کی طرف سے مضبوط قلعبندیان کی گیئن - اسی عہد مین روس سویڈن سے فرانس آسٹریا سے لڑ رہا تھا - فرانس نے ہرچند کوشش کی کہ ترکی آسٹریا اور روس کے برخلاف اعلان جنگ کرے مگر فرانس جو ہمیشہ اپنے ذاتی فائدہ کے لیے ایسی تجویزین پیش کرتا رہا تھا - او کبھی بھی رفیق شفیق بنکر ترکون کے دشمنون سے معرکہ آرا نہ ہوا تھا - اس کی اسوقت کے ہل پکار کا کچھ اثر نہ ہوا اور سلطان احمد یہ کہکر کہ گوشت محروندان سگ علیحدہ رہا - کہا جاتا ہے کہ اگر سلطان چاہتا تو اس موقعہ پر وہ ان تمام صوبجات ہنگری اور ٹرنیلو نیاء کو واپس

ایسے غداروں بے وفاؤن کی دوستی دشمنی کی چندان پرواہ نکرتی تہی انکو محض بہادران اسلام کی تلوار پر بہروسہ تہا اور گویہ عیسائی گورنر ترکون کی شمشیر سے ڈرتے ہی ہون لیکن اپنے ہم مذہب حامی کلیسا پیٹر اعظم کی برائی ہرگز نہین چاہتے ہونگے اور وہ ہوکہ دیگر انکی شکست اور ترکون کی فتح کا باعث ہرگز نہین قرار دیے جاسکتے اور کانٹی مرگورنر مالڈیویا کا زار کو مشورہ مترا ساً دیتا ہی بعید از قیاس ہے اگر زار کو اس مشورہ سے فائدہ حاصل ہوتا اور وہ ترکون کے گورام پر قابض ہوجاتا تو اس کانٹی مر کے تعریفین کیجاتین پیٹر اعظم خود ناتجربہ کار بچہ نہ تہا کہ ایسے دہوکہ مین آجاتا۔ بہرحال جو کچھ ہوا۔ وزیر اعظم محمد پاشا ملتان جی کی حسن لیاقت اور دیگر عثمانیہ کمانڈرون کی شجاعت سے ہوا محمد پاشا آزمودہ کار جرنیل تہا۔ اُس نے ایسے رستہ سے اپنا لشکر دریائی ڈینوب سے پار کر لیا کہ دشمن کچھہ نہ کرسکا اور جہان خان کریمیا بہی تاتاری فوج لیکر آملا دریا پر بہتہ پر روسی فوج سخت مزاحمت کی مگر دس ہزار تاتاری دریا تیر کر پار ہو گئے جنکو کوئی روک نہ سکا اس طرح کی بہادر جان باز فوج محمد پاشا کے زیر کمان تہی۔ پیٹر اعظم نے بظاہر اسباب دریا پر بہتہ اور دلدل کے درمیان مین ایک محفوظ مکان اپنے کیمپ کے لیے منتخب کیا۔ اس سے انکی فوج کے دونون بازو حملہ سے محفوظ خیال کیے گئے تہے اور جدہر سے حملہ کا امکان تہا وہان خندقین مورچے تیار کرلیے تہے مناسب موقعون پر توپین نصب کی گئی تہین پس ہر ایک مدبر اور محتاط جنرل یہی کرسکتا ہے جو پیٹر اعظم نے کیا مگر عثمانیہ کمانڈرون نے انکی ان حیلہ حفاظتی تدابیر کو خاک مین ملادیا ترکی زبردست توپخانہ نے دریائی سے اُن کو ہٹادیا اور ذرائع آبنوشی کو بند کردیا۔ اور متواتر حملات سے پیٹر کو زندہ درگور بنادیا اور بیرونی امداد اور رسد کا راستہ روک لیا۔ اور ترکون کی دو لاکھہ فوج کثیر کے مقابلہ مین پیٹر اعظم کیلیے میدان شمشیر مکیف نہ ہوسکا۔ اور جس فوج کی وجہ سے وہ ترکون کو برباد کرنا چاہتا تہا۔ وہ خود اسی کی خرابی کا موجب ہوئین۔ محمد پاشا نے پیٹر کو چارطرف سے گہیر لیا اور اُن پہاڑیون پر جو روسی کیمپ کے چارطرف تہین قبضہ کر لیا روسیون نے دو دن خونخوار معرکہ میں خوب داد مردانگی دی مگر ترکون کو پہاڑیون سے نہ ہٹا سکے اور سخت نقصان اٹہا کر پسپا ہوئے۔ وزیر محمد پاشا نے اس طرح عمدگی سے روسی فوج کو محاصرہ کیا کہ پیٹر اعظم کے اوسان خطا ہوگئے۔ اور قید یا ہلاکت کا اُسکو پورا یقین ہوگیا۔ اس ناامیدی کی حالت مین اس کی ملکہ کیتہرائن نے جو ایک مشہور چالاک عورت اور کئی ایک افسرون کی معشوقہ رہ چکی تہی اور اپنے حسن سلیقہ سے پیٹر اعظم پر پورا قابو پائے ہوئی تہی۔ قیصر کو صلح کرنے کی رائے دی جسکو اُسنے بخوشی منظور کرلیا۔ ملکہ نے زرکثیر معہ اپنے زیورات کے بطور نشان عجز وزیر محمد پاشا کے پاس بہیجکر پیٹر کا خط لطلب صلح اپنے مدار المہام کے ہاتھ روانہ کیا جسکو وزیر نے منظور کیا اور عہدنامہ یہ لکہا گیا جسکی بڑی بڑی شرطین یہہ تہین۔

چارلس کی متواتر امداد وخوشامد اور والدہ سلطان کی اصرار اور خود روسی سفیر کی بے ادبی سے جبکا جہاز بلا اجازت سلطان حرم سرائے سلطانی کے نیچے آ کھڑا ہوا تہا رعایا کے علاوہ سلطان بہی غصہ کو ضبط نکرسکا علاوہ برین فرانس نے جو مدت سے لڑائی کے لیے ابہار رہا تہا سلطان کو اس کی ترقی اور سینہ زوری سے بخوبی آگاہ کیا اور لڑائی پر زور دیا۔ اور خان کریمیا جسکو روس کی روز افزون طاقت سے اور زبردست تیاریون سے اپنی یقینی موت نظر آرہی تہی پیٹر اعظم کی چالاکیون سے سلطان کو خبردار کیا اور جنگ کے لیے ان تمام بواعث سے سلطان احمد نے بڑے زور وشور سے تیاریان شروع کین پیٹر اعظم نے جو ابہی ایک سال مکمل تیاری کے لیے ترکون سے مقابلہ کرنا نہین چاہتا تہا۔ اپنے سفیر کی معرفت سلطان کو لڑائی سے ٹالنا چاہا مگر مندرجہ بالا واقعات ایسے صریح اور صاف تہے کہ جس سے پیٹر اعظم کی بدنیتی عیان تہی پیٹر اعظم نے بہی اعلان جنگ کیا اور مذہبی لڑائی کے پیرایہ مین عیسائیون کو جوش مین لایا۔ مالڈیویا۔ اور ولیشیا کے صوبون کو آزادی دلانے اور کل یورپین ترکی مین کلیسائی یونانی کو رواج دینے اور ترکون کو یورپ سے نکال دینے اور آیا صوفیہ پر پہر صلیبی علم لہرانے اور سابق یونانی شاہنشاہون کے نشانات کو تازہ کرنے کا اشتہار دیدیا اور یہہ جادو ایسا چلا کہ یونان اور جبل اسود تک کے عیسائی پیٹر اعظم کو اپنا خیرخواہ اور عیسائی مذہب کا حامی سمجہنے اور ترکون سے بغاوت کرنے پر آمادہ ہوگئے گورنر والیشیا اور مالڈیویا جو صدیون سے سلطان کے نمک خوار اور باجگذار تہے روس سے مل گئے ان باتون سے پیٹر اعظم کو فتح کا یقین کامل تہا اور وہ فتح کے نشہ مین سرشار صوبہ مالڈیویا مین داخل ہوگیا کہتے ہین کہ اس کی فوج بہوک اور بیماری سے بہت ضائع ہوئی لیکن اگر واقعی بہوک سے مری اور بیماری بہی بہوک سے اغلباً پیدا ہوئی ہوگی تو اسے پیٹر اعظم ایک ڈاکو سے زیادہ حیثیت نہین رکہتا۔ اگر وہ واقعی شاہ کشورکشا ہوتا یا اس کے پاس وسائل وسیع ہوتے تو عثمانیہ جیسے وسیع سلطنت پر حملہ کرنے کی حالت مین کبہی ایسی بے سروسامانی کے ساتہہ دشمن کے ملک مین قدم نہ دہرتا جہان قبل از مقابلہ ابتدائی منزلون مین ہی بہوک سے فوج مرنے لگی۔ غالباً اسکو ترکی کے عیسائی اور عیسائی گورنرون سے امداد رسد کی امید ہوگی۔ مگر یہ اسکی زیادہ جہالت تہی کوئی مآل اندیش گورنمنٹ محض غیر ملک کے سہارے پر ایسی مصیبت مین نہین پڑسکتی۔ اس لیے جہان تک قیاس کیا جاتا ہے یہہ یہ تمام باتین یورپین مورخون نے پیٹر اعظم اور اسکی عیسائی فوج کے نامردانہ شکست کا داغ بدنامی مٹانے کو لیے بنائی ہین مورخین یورپ کا قاعدہ ہے کہ جب عیسائی فتح پاتے ہین تو ان کی شجاعت و بسالت مین زمین وآسمان کے قلابے ملائے جاتے ہین اور جب مسلمان فتح پاتے ہین تو اتفاقیہ امور کو باعث بتایا جاتا ہے یہ بہی قابل تسلیم نہین کہ ترکی کے عیسائی باغی گورنر پیٹر اعظم کے برخلاف ہوگئے تہے ممکن ہے کہ ترکون کی زبردست تیاریون اور جرار اور کثیر فوج کو دیکہکر ان باغی صوبون نے بظاہر ترکون سے منافقانہ چال چلی ہو۔ مگر ترک

پس اگر پیٹر قید بھی ہوجاتا تو بھی صلح ہوتی اور معاہدہ پرتھ سے زیادہ ذلیل شرائط اور کیا ہو سکتی ہین جسقدر عثمانیہ علاقہ زار نے فتح کیا تھا وہ واپس دینے اور تمام جدید قلعون کو جس سے خان کریمیا اور ترکی کو اندیشہ تھا۔ گرانے اور انکا جنگی سامان ترکون کے حوالہ کرنے اور پولینڈ اور رعایا کے خان کریمیا پر حملات نکرنے اور عثمانیہ رعایا کو نہ ستانے اور سلطان کے پناہ گزین چارلس شاہ سویڈن کو آیندہ تکلیف نہ پہونچانے اور اسکو بلامزاحمت اپنے ملک مین واپس جانے وغیرہ کی شرطین کی گئین۔ اس سے زار کی پیش قدمی کو روک دیا گیا۔ اور علاقہ ازاف واپس لیا گیا سالانہ باج گذار خان کریمیا کی عزت کو قایم رکھا گیا چارلس شاہ سویڈن کا حق مہمانی ادا کیا گیا اور روس کو آیندہ کارروائی مخالفانہ سے روکا گیا۔ اور شروع سے اول تک فاتحانہ اور مظفرانہ الفاظ عہدنامہ مین درج کیے گئے پس ہمارے خیال مین زار کی قید یا ہلاکت سے بھی یہی نتیجہ نکلتا جو عقلمند وزیر نے بغیر زیادہ فوج کٹوانے کے اُٹھا لیا۔ رہا اس کی بربادی جو اسکو منظور نہ تھی۔ اگر وزیر صلح نہ بھی کرتا وہ برباد نہین ہو سکتا تھا۔ بہرحال پیٹر کی مجبوری اور درخواست صلح ترکون کی شجاعت اور وزیر کے عمدہ انتظام کے سبب سے تھی پیٹر نے نہایت عجز والحاح سے درخواست صلح کی اور تحائف مین اپنی بیوی کے زیورات تک دیکر اپنی نازک حالت کو ظاہر کیا۔ محمد پاشا کی جگہہ اگر کوئی اور جرنیل ہوتا بشرطیکہ مروت فراست سے بہرہ رکھتا وہ بھی اس درخواست صلح کو رد نہ کر سکتا۔ ترکون کی یہ کامیابی کئی ایک یورپین نامیون کے بعد شروع ہوئی ہے ذلیل عہدنامہ کارلویز کا داغ ترکون کے دلون سے نہین مٹا تھا۔

وہ آسٹریا سے انتقام لینے کے لیے انگارون پر لوٹ رہے تھے عہدنامہ کا پاس اور سلطان احمد کا تغافل ترکون کو روک رہا تھا۔ دوسری طرف ریاست وینس نے جو موریا وغیرہ کی فتح سے سلطنت عثمانیہ کے جنوبی حصہ کو پامال کر دیا تھا اُس کے لیے بھی دانا وزیر کو جلد موقعہ نکالنا منظور تھا سو جو اجرائے جنگ کی حالت مین نہین نکل سکتا تھا۔ پس جب پیٹر اعظم ذلیل ہو چکا۔ تمام علاقہ واپس اور آیندہ دست اندازی سے دست بردار ہونے کا وعدہ کیا۔ جس سے اس طرف سلطانی اقتدار عہد سلیمانی کی طرح جم گیا۔ تو پھر آگے بڑھنا اور وینس اور آسٹریا کی طرف توجہ نہ کرنا سخت غلطی تھی۔ افسوس کہ سلطان احمد اور اُس کے مشیرون کو یہہ صلح پسند نہ آئی۔ اور سلطان نے ناراض ہو کر وزیر محمد پاشا کو معزول کر کے ایک جزیرہ مین قید کر دیا جہان وہ بہادر اور عقلمند وزیر ایک ماہ بعد فوت ہو گیا۔

سلطان کی ناراضگی کی چند وجوہات ہو سکتی ہین۔ چارلس شاہ سویڈن صلح کے مخالف تھا

اور وہ وزیر

(۱) قلعہ ازرف اور اسکا علاقہ زار سلطان کو واپس دیگا ۔

(۲) قصبہ ٹاگزن اوک اور کامی نشکی کے قلعہ بندیان منہدم کیجائین گی اور کبھی جدید قلعہ نہین بنایا جاویگا اور ان قلعون کا تمام جنگی سامان ترکون کو دیا جائے گا۔ پولینڈ اور ان کاسکون کے معاملات مین جو خان کریما اور پولینڈ کے ماتحت ہین زار روس کبھی دخل نہین دیگا۔

(۳) روسی سفیر قسطنطنیہ مین نہین رکھا جائے تاکہ عیسائیون کو بہکا نہ سکے اور تجارت دونون ملکون کی آزاد رہے گی ۔

(۴) مسلمان قیدی رہا کیے جاوین گے ۔

(۵) روسی شاہ سویڈن کو تکلیف نہین پہونچائین گے اور اُسکو بلا مزاحمت اپنے ملک مین واپس جانے دینگے اور ممکن ہو تو شاہ سویڈن سے صلح کرلین گے ۔

(۶) ترک روسی رعایا کو اور روسی ترک رعایا کو اذیت نہین پہنچائین گے ۔

اخیر مین عہدنامہ کے نیچے وزیر نے اپنی قلم سے یہہ الفاظ فاتحانہ لکھے کہ مین اپنے شاہنشاہ آقائے نعمت کی خدمت مین زار کی سابقہ بداعمالیون کے نظرانداز فرمانے اور اس عہدنامہ کے منظور کرنے کی مودبانہ التماس کرتا ہون وزیر نے جلیل القدر دو روسی افسر یرغمال مین لے لیے اور پیٹر اعظم نہایت غمگین و شرمسار پروتھ کے نامبارک کنارون سے اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ اور ایسے مہلک و سخت حادثہ سے جان بچالے گیا۔ وزیر محمد پاشا کی اس کاروائی پر مورخین کی مختلف رائین ہین لیکن کہتے ہین کہ وزیر نے اپنے مصاحبون کی خود غرضی سے یہہ عمدہ موقعہ کہو دیا بعض کہتے ہین کہ وزیر نے زار کے حملہ سے ڈر کر صلح مان لی مگر یہہ دونون قیاس درست نہین گو ایک دو مصاحبون نے صلح پر زور دیا اور انکی بات بہی چلتی تہی ۔ مگر محمد پاشا جیسا فرزانہ اور مدبر جسنے پیٹر اعظم کی تمام چالاکیون کو مات کردیا تہا کسی مصاحب کے چکمہ مین نہین آسکتا تہا۔ دوسرا خیال خلاف واقعہ ہے روسیون نے محاصرہ توڑکر باہر نکلنے کے لیے نہایت کوشش کی اور سخت حملہ کیے لیکن محمد پاشا کے نظام کو نہ توڑ سکے۔ اب تیسرا اعتراض یہہ کہا جاتا ہے کہ اگر وزیر صلح نکرتا اور لڑائی جاری رکھتا تو ضرور اُسکی طاقت ہمیشہ کے لیے ٹوٹ جاتی۔ زار پیٹر اعظم یا تو قید ہوجاتا یا ہلاک ہوجاتا ۔ مگر ذرہ غور کی جائے تو پہلا اعتراض بہی درست نہین جنگ مین ممکن تہا کہ ترکی فوج کو بہی کوئی نقصان پہنچ جاتا اگر زار قید ہو جاتا یا ہلاک تو بہی ماسکو کے تخت پر کوئی کوئی امرا بیٹھ جاتا اور اس سے صلح ہی ہوتی کیونکہ ترک اس قابل نہ تہے کہ روس کے وحشی ملک کو ہمیشہ کے لیے ماتحت رکہ سکین جبکہ اُس کی اپنی باجگذار عیسائی رعایا روسیون کا دم بہرتی تہی اور آسٹریا کا قیصر زار روس کا دوست آیندہ لڑائی کے لیے تیار تہا۔

کا تسخیر قعین کا ل تھا مگر نہایت اسٹریا نجیکی بیحاد صلح مین دو سال باقی تھے نامہ کو بالائے طاق رکھہ کر باجالی کو پیغام بھیجا کہ قسم
سے لڑائی بند کیجائے اور وینس کے بسقدر نقصانات ہوئے ہین پورے کیے جائین ورنہ لڑائی کے لیے تیار رہین۔

جنگ اسٹریا

غیور وزیر اعظم اس دہمکی کو کب گوارا کر سکتا تھا۔ فوراً جنگ کے لیے تیار ہو گیا اور ڈیڑہ لاکھ فوج لیکر مقابلہ کو نکلا۔ پیٹروارڈن
پر دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ تجربہ کار کہن سال فرانسیسی جرنیل آوجین کے مقابلہ پر وزیر داماد علی پاشا
نے بہی مورچہ بندی اور صف بندی مین کوئی کوتاہی نہ کی اور جسقدر کہ ایک محتاط اور زیرک جرنیل تدبیر حفظ ما تقدم
کو عمل لا سکتا ہے سب عمل مین لائی گئین۔ صف بندی نہایت عمدگی سے کی گئی اور خندقین اور مورچے اس
ترکیب سے بنانے شروع کئے کہ قریب تہا کہ آوجین پیٹر اعظم کی طرح محصور ہے دست و پا ہو جائے آوجین بہی اس چال کو سمجہ گیا
اور اسکو مجبوراً اپنے مورچون سے نکلنا اور ایک فیصلہ کن جنگ کرنا پڑا ۱۳ اگست ۱۷۱۶ء کی صبح ۷ بجے لڑائی شروع
ہوئی۔ جرمن رسالہ نے جو زیادہ گرانڈیل تہا۔ ترکی رسالہ پر حملہ کرکے اسکو پسپا کر دیا مگر ترکی میسرہ کے ینگچریون نے
اسٹرین فوج پیدل کی صفون کو درہم برہم کر دیا۔ اور آتش فشانی سے بہون دیا۔ اور عیسائی میمنہ بہگا کر قلب مین
گہس گئے وزیر اعظم نے ابہی لڑائی مین کوئی حصہ نہین لیا تہا مگر جب ترکی میمنہ کا کمانڈر احمد پاشا شہید ہو گیا اور میمنہ
کی فوج میدان سے ہٹنے لگی وزیر یہہ حالت دیکھہ کر رہ نہ سکا اور بجائے اسکے کسی اور جرنیل کو مدد پر بہیجتا خود اپنے شاف
کے افسرون کو لیکر اور احتیاط کو ہاتہہ سے دیکر رن مین جا گہسا۔ اور میمنہ کی شکست یافتہ فوج کو سنبھال اور مسلمان ہر
طرف کشتون کے پشتے لگا رہے تہے اور فتح پانے کو تہے کہ بہادر وزیر کی پیشانی مین ایک گولی لگی جسکے صدمہ سے
وہ بیہوش ہو کر گہوڑے سے گرا ہمراہی اسکو اٹہا کر کارلوٹز لے گئے جہان وہ دوسرے روز راہی فردوس برین ہوا۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ حالت دیکہکر محافظین علم مقدس گہبرا گئے اور علم مقدس کو بحفاظت بلگریڈ لے گئے
مگر ترکی میمنہ کی ینگچری جو بہادر احمد گورنر رومیلیا کے زیر کمان دشمن کا مقابلہ بہادرانہ کر رہے تہے۔ مگر میدان
سے علم مقدس کے واپس جانے اور وزیر کی شہادت سے دل شکستہ ہو گئے اور میدان سے ہٹ گئے۔ آوجین
کو یہہ فتح کچہ لیاقت اور بہادری سے حاصل نہین ہوئی تہی۔ وزیر کی اتفاقیہ شہادت نے ترکون کی بنی بنائی بات
کو بگاڑ دیا۔ وزیر علی پاشا شجاعت اور تہور مین آوجین سے بڑہا ہوا تہا عقل و تدبیر مین کم نہ تہا مگر مشیت ایزدی
سے چارہ نہین۔ اس لڑائی مین تین ہزار جرمن اور چہہ ہزار ترک قتل ہوئے جس سے پایا جاتا ہے کہ یہہ کوئی
خونخوار لڑائی نہ تہی اور ترک کوئی بدحواسی سے نہین بہاگے وہ اپنی فوج کو سلامت میدان سے نکال لے گئے
اور یہی دلیل اسبات کی ہے کہ اگر آوجین بزور شمشیر فتح حاصل کرتا یا اسکو ترکون کی واقعی شکستہ حالی کا

کی شکایتین لکھ لکھ بھیجتا تھا سلطان احمد اور اُسکی والدہ چارلس کی طرفدار تھے۔ خان کریمیا نے بھی سلطان کو وزیر کی شکایتین لکھی تھین سلطان احمد جو کچھ زیادہ تامل اندیش نہ تھا وزیر کے دشمنون کے بہرے مین آگیا۔ جنکو وزیر کی کامیابی اچھی نہین لگی تھی۔ محمد پاشا کی جگہہ یوسف پاشا وزیر ہوا۔ اور اُسکو لڑائی کا حکم دیدیا گیا۔ مگر یہہ وزیر بھی صلح کا خواہان تھا اور اسنے ۲۵ سالہ میعادی صلح کی خواہش ظاہر کی جس سبب سے یوسف پاشا بھی وزارت سے علیحدہ کیا گیا۔ اور یوسف پاشا کی جگہہ سلیمان پاشا وزیر ہوا۔ اسکے وقت مین بھی چارلس روسی عہد نامہ کو توڑنے اور مکرر اعلان جنگ کے لیے کوشش کر رہا تھا اور سلطنت عثمانیہ سے تیس ہزار فوج مانگتا تھا مگر سلیمان پاشا عہد شکنی نہین کرتا تھا اُس نے چارلس کو ترکی سے چلا جانے کے لیے نرمی سے کہا مگر چارلس نے منظور نہ کیا اور بہت سختی سے پیش آیا۔ وزیر بھی جو چارلس کو مبدء فساد اور باعث جنگ جانتا تھا مجبور ہو کر سختی پر اوتر آیا۔ اور شاہ چارلس کو قید کر کے ایک قلعہ مین نظر بند کر دیا۔ سلطان احمد کو اپنے معزز مہمان کے ساتھ یہہ بدسلوکی شاہانہ خیال سے پسند نہ آئی اور سلیمان پاشا معزول کیا گیا۔ اور اُسکی جگہہ بہادر داماد علی پاشا وزیر ہوا۔ چارلس اپنی کوششون سے باز نہ آیا اور اُسنے باب عالی کو محاربہ روس کے لیے آمادہ کر دیا مگر انگلستان اور ہالینڈ نے جنکا اب ترکی مین خوب طوطی بول رہا تھا لڑائی کو روک دیا۔ انہین دنون مین چارلس کو اپنی بہن کا خط ملا جسنے اُسکو سویڈن مین واپس بلایا تھا۔ اس لیے وہ بعزت مرخص کیا گیا۔ سلطان نے آٹھ گھوڑے بیش قیمت معہ زین مرصع قبا و شمشیر زرنگار علاوہ زر کثیر کے چارلس کو دی اور چھہ سو اردلی چاوش ہمراہ کر دیے جو آسٹریا جرمنی کے رستہ گیارہ سو میل کا رستہ ۱۷ دن مین طی کر کے سویڈن پہونچ گیا۔ اہل سویڈن نے نہایت خوشی منائی اور یہہ بہادر بادشاہ ۱۱ دسمبر ۱۷۱۸ع کے محاصرہ فریڈرک شال واقعہ ناروے مین توپ کے گولے سے ہلاک ہو گیا۔

فتح موریا

داماد علی پاشا کو روس کے ساتھ ایک طویل میعادی صلح سے یکسوئی حاصل ہوگئی تھی۔ اور محمد پاشا متوفی وزیر کے تدبر سے اُسکو ریاست وینس کی سرکوبی کے لیے اچھا موقعہ مل گیا تھا مگر قبل اسکے کہ ترکی سے ابتدا ہو وینس کے جہازون نے عثمانیہ جہازون پر حملہ مارا اور باغیان مانٹی نگرو کو بھی مدد دی پس انہین وجوہات سے وزیر اعظم داماد علی پاشا نے ۱۱۲۶ہ ہجری مین ایک لاکھ فوج اور ایک سو جنگی جہاز لے کر کارنتھ پر حملہ آور ہوا۔ فوج وینس نے خشکی اور تری ہر جگہہ شکست کھائی اور قلعہ کارنتھ۔ پالامیڈے۔ ناپولی ڈی۔ ارگوس اور مجمع الجزائر کے تمام جزیرے اور تمام صوبے موریا اور کریٹ کے دو باقی ماندہ شہر سو دن کے عرصہ مین فتح کیے گئے اور کارفو کا محاصرہ کیا گیا جس کے بعد وہ وینس کی تمام مقبوضات واقعہ بحیرۂ ایڈریاٹک کو فتح کرنا چاہتا تھا۔ اور

سلطنت عثمانیہ سخت مشکلات مین مبتلا رہی یورپ مین اُسکو چارون طرف لڑنا پڑا۔ اور سلاطین اور بعض وزرا کی آرام طلبی کاہلی سے عیسائیون نے زرخیز صوبے دبا لیے ایسی حالت مین اگر ایران بہی ہاتہ پاون ہلاتا تو ترکی کے لیے سخت مصیبت کا سامنا ہوتا۔ مگر ایران نے وجوہات بالا یا اندرونی خرابی سے جو دن بدن غالبًا تعصب کے سبب ملک مین پہیل رہی تہی کوئی حرکت نہ کی اس خاندان کا اخیر بادشاہ حسین تہا۔ جو سلطان مصطفے اور احمد کا ہمعصر اور نرم دل تہا۔ اور متعصب ملاؤن کے ہاتہ مین کٹہ پتلی تہا۔ اہل سنت جماعت پر محض سُنی ہونے کے سبب سے ظلم صریح ہونے لگے ایران کے باشندے تو شاہان صفویہ کی تحریک و ترغیب سے زیادہ تر شیعہ ہو چکے تہے۔ اور جو سنی قدرے قلیل باقی تہے وہ غیرت مذہبی کہو چکے تہے مگر قندہار اور ہرات کی عام آبادی سنی المذہب اور افغان تہی افغان ابتدائے آفرینش سے آزادی پسند بہادر رہے ہین سلاطین غزنویہ اور غوریہ کے زیر علم اشاعت اسلام کی اعلا خدمات کر چکے تہے تاتاریون اور مغلون نے بہی افغانون کی حریت کو قائم رکہا۔ اور کشورکشائی مین اُنسے خوب کام لیا مغلون کی کمزوری کے سبب ہرات اور قندہار ایران کے ماتحت ہوگیا۔ مگر افغانون نے صفویہ تاجداروں کے سامنے بہی اپنے عقاید اور عصبیت مین فرق نہ آنے دیا۔ سلطان حسین شاہ ایران کے وقت جبکہ سنیون کو ستانا ہی ایک ملکی ترقی کا راز خیال کیا جاتا تہا اہل سُنت جماعت کی شکایت ظلم عام ہوگئی۔ اور گرگین خان نو مسلم ایرانی گورنر کی بدچلنی سے افاغنہ قندہار کا جوش بڑہ گیا۔ اور قندہار پر اور پہر ہرات پر افغانون کا قبضہ ہوگیا۔ ایرانی فوج کو متواتر شکستین ہوئین اور محمود خان ولد میرویس افغانون کے سردار نے اصفہان دار السلطنۃ ایران کا محاصرہ کر لیا۔ اور شاہ حسین صفوی نے ۱۱۳۵ہجری کو ۳۰ سال کی حکومت کے بعد اطاعت قبول کی۔ اور حسین ۷ سال قید رہ کر قتل کیا گیا۔

جب افغان اصفہان پر مسلط ہوگئے تو سلطان حسین کا بیٹا طہماسپ شمالی علاقون کو چلا گیا اور قزوین مین تخت نشین ہوا۔ مگر اپنی مے خواری اور نالایقی کے سبب افغانون پر غالب آسکا۔ محمود نے اصفہان کو فتح اور سلطان حسین کو قید کر لیا۔ اور بظاہر شاہ ایران بن گیا۔ لیکن ملک مین فساد کہڑا ہوگیا اور سلطنہ مٹہ سکی پیتر اعظم زار روس جو نہایت اولوالعزم کشورکشا تہا جسکو معاہدہ پروتہ کے ذلت آمیز عہدنامہ سے یورپ مین علاقہ بڑہانے کا موقعہ نہ ملا تہا۔ ایران کی خرابی کو دیکہہ کر اُس کے مُنہ مین پانی بہر آیا اور ایران کو غصب کرنے کی تیاری کرنے لگا۔ باب عالی اس اغتصاب کو کب گوارا کر سکتا تہا اس سے ترکون کی مشرقی حدود نہایت مخدوش ہوجاتی تہین اور مشرق مین روسی اقتدار بڑہنے سے عثمانیہ طاقت کو زوال آنے کا اندیشہ تہا اس لیے باب عالی نے بہی فوج جرار روانہ کی تاکہ روس کو ایران کے قبضہ سے روک سکے۔ مگر مرزا طہماسپ شاہ ایران نے نادانی سے زار روس سے معاہدہ کر کے بحیرہ خزر کے کنارے کنارے

یقین ہوتا تو وہ کبھی ڈیڑھ لاکھ ترکوں کو سلامت جانے دیتا۔ بہرحال ترکوں نے کیمپ کھونے اور وزیر کے شہادت سے سخت نقصان اٹھایا اور آسٹریا کے لیے فتوحات کا راستہ صاف کر دیا۔

یوجین اس فتح کے بعد آگے بڑھا اور جو ہنگری میں آخری علاقہ رہ گیا تھا ۱۷ سال بعد عیسائیوں نے ترکوں سے فتح کیا۔ جنرل یوجین نے سرویا وغیرہ عیسائی صوبوں کی رعایا کو باغی کرا دیا۔ ان عیسائیوں کے علاوہ دیگر ممالک یورپ۔ جرمن۔ فرانس۔ وغیرہ کے پرجوش عیسائی مجاہد جنگ کے لیے جنرل یوجین کے ماتحت جمع ہو گئے۔

داماد علی پاشا کے بعد خلیل پاشا وزیر اعظم ہوا جو لشکر جرار لیکر اوڑیا نوپل اور وہاں سے بلگریڈ پہونچا جسکو یوجین نے محصور کر رکھا تھا۔ مگر نامرد اور احمق وزیر کی سوئی تدبیر سے مسلمانوں کو ۱۱۲۹ھ ہجری میں کامل شکست ہوئی اور بلگریڈ پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس جرم میں خلیل پاشا معزول ہوا۔ اور محمد پاشا وزیر ہوا۔ مگر سلطنت کی بگڑی کل کو نہ سنبھال سکا اور ۲ ماہ بعد موقوف کیا گیا۔ اور ابراہیم پاشا وزیر ہوا۔ جسنے سلطنت کی متواتر شکستوں اور دشمن کی کامیابیوں سے تنگ آکر صلح مناسب سمجھی انگلستان اور ہالینڈ کی ثالثی سے معاہدہ پاسرووز نمبر ۲۱ جولائی ۱۷۱۸ء عیسوی کو مکمل ہوا جسکے رو سے آسٹریا کو تیمسوار۔ بلگریڈ۔ سمندریا۔ رینک وغیرہ والشیا۔ سرویا۔ بوسینا۔ بیش قیمت علاقہ دیا گیا اور عثمانیہ اقتدار خاک میں ملگیا۔

جن اصول پر آسٹریا نے یہ مفتوحہ علاقے لیے انہی اصول پر موریا و جزائر مفتوحہ سلطنت عثمانیہ کو مل گئے اور جس ریاست وینس کے امداد کے بہانے سے آسٹریا نے ہتھیار اٹھائے تھے اسکو برباد کرا کر خود فائدہ اٹھا لیا۔ سلطان نے اسیطرح دیگر عیسائی ریاستوں سے بھی معاہدے کر لیے اور یورپین جھگڑوں سے نجات پائی۔

ابراہیم پاشا یورپ کی سلطنتوں سے معاہدہ کر کے سلطنت کے اندرونی انتظام میں مشغول ہو گیا۔ تمام خرابیوں کو دور کیا۔ قلعے تعمیر کیے۔ مساجد اور مدارس کی رونق بڑھائی اور وہ خارجیہ معاملات میں الجھنا نہیں چاہتا تھا۔ مگر پیٹر اعظم کی حرص و آز نے اسکو جلدی ایران کی طرف متوجہ کر دیا۔

محاربہ ایران

معزز اور مقتدر خاندان صفویہ ایران کا زوال شاہ عباس اول کے فوت ہوتے ہی شروع ہو گیا تھا اور بعد میں کوئی اولوالعزم جوانمرد پیدا نہ ہوا۔ کچھ اس سبب سے اور کچھ سابقہ صدمات سے جو عثمانیہ لڑائیوں میں ایران کو پہونچے زیادہ تر اس وجہ سے کہ عثمانیہ سلطنت کو وسائل قوت کا دائرہ بہ نسبت ایران نہایت وسیع تھا۔

سلطان مراد چہارم کے فتوحات کے بعد کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ اور فریقین عہدنامہ پر قائم رہے اسی عرصہ میں

اسکا خمیازہ سلطنت عثمانیہ بہگت رہی ہے۔ ایران کو تو قومی جان نثار اولوالعزم ایشیا کے فخر نادر نے سنبھال
لیا مگر جو علاقے سلطنت عثمانیہ نے لیے تھے وہ اُس کے پاس نہ رہے کچھ تو اُس وقت نادر نے واپس لے لیے تھے
اور باقی صوبجات معہ اپنے علاقہ کے روس کی نذر کرنے پڑے۔ اور یا بعالی کی اس پولیٹیکل غلطی کا نتیجہ ہے۔
کہ روس جسکو یورپ مین حدود سلطنت کو بڑہانے کا موقعہ مشکل ملسکتا تہا۔ ایشیا کی طرف متوجہ ہوگیا اور بحیرہ ازوف
سے لیکر کوہ ہندوکش جزیرہ سہگلیا قین تک تمام سلمانوں کے کئی ایک زبردست فاتح اقوام کا شہنشاہ بنگیا
اور وہی سلمان جو کفار کے لیے سوہان جان تہے آج انہین کافرون کے اوزار بن رہے ہین اور اسی وسیع
طاقت کا نتیجہ ہے کہ ۱۸۷۷ء کے محاربہ مین سلطنت عثمانیہ کو سخت ذلت اٹھانی پڑی۔ مگر یہ بالکل واجبی سزا
ہے دعوی تو ہو خلافت کا اور خود اپنے ہاتہہ سے مسلمانون کے جان و مال کو کفار کے سپرد کیا جائے اور بہادر
محمود و اشرف افغانون کے برخلاف عیسائی سلطنت سے معاہدہ کیا جائے جسطرح کہ یورپ مین کمزور عیسائی
سلطنتین دول عظام کی امداد سے قائم چلی آتی ہین اگر اسی اصول پر کمزور خاندان صفویہ کو قائم رکہا جاتا تو ہرگز
پیٹر اعظم کو تقسیم ایران کا حوصلہ نہوتا۔ مانا کہ ایران کے شیعون کے ظالمانہ حرکات جو اہل تسنن سے کرتے رہتے تہے
بہت کچہہ مانع تہین۔ لیکن زار روس اور قیصر آسٹریا کے عقاید مین بہی تو ویسا ہی تخالف تہا اور رومن کیتہلک
عیسائی کلیسیا یونانی کے معتقدین پر کچہہ کم ظلم نہین کرتے تہے مگر عقلمند شاہان یورپ نے پولیٹیکل اغراض کے مقابلہ مین مذہبی
متعصبانہ خیال کو کبہی پیدا ہونے نہین دیا سلطنت عثمانیہ کے اقبال کے زمانہ مین یورپ خصوصاً روس گمنامی کی حالت مین
پڑا تہا ہسپانیہ کی مقتدر اور خوفناک طاقت کو سلیم و سلیمان اعظم وغیرہ جیسے زمانہ شناس سلاطین نے بحیرہ روم مین محدود بلکہ نابود
ہی کر دیا تہا۔ فرانس سلطان کا دامن گرفتہ تہا آسٹریا مقابل تہا جسوقت سابق علاقہ اور جزیہ خراج دیکر اور بعض دفعہ یورپ کے
عام امداد سے بچتا رہا اور بچاؤ کی تدبیر سوچتا رہا۔ ضرورت نے اسکو جفاکش جنگجو تجربہ کار قواعددان بنا دیا اور نالائق سلاطین
عثمانیہ کی کاہلی عدم تدبر سے ترکون کے برخلاف عیسائی جتہہ مضبوط ہوگیا جسکو بہادر ترکون نے بارہا محض بزور شمشیر پراگندہ
کیا۔ مگر معاہدہ کارلوز کے وقت سے بابعالی پر کامیابی حاصل کرنیکا گر عیسائیون کو خوب یاد آگیا۔ آسٹریا تو ہنگری
وغیرہ عیسائی صوبجات دبوچ کر فوق حاصل کر چکا تہا۔ اور پیٹر اعظم سے معاہدہ کرکے ہسکو ازاف پولینڈ۔ کریمیا مین علاقہ بڑہانے
کا وعدہ دیچکا تہا۔ اور نادان بابعالی انگلستان ہالینڈ کے حکمون مین آکر نیک و بد نہ سمجہتا تہا۔ فرانس کے مشورے اگر
کبہی مخلصانہ بہی ہوتے تہے تو چونکہ وہ کبہی وقت پر کام نہین آیا تہا بلکہ ہمیشہ آسٹریا کی لڑائیون مین فوج
اور روپیہ سے مخالفون کو مدد دیتا رہا تہا اس لیے جسوقت کہ فرانس آسٹریا اور روس کے برخلاف تہا اور سلطنت عثمانیہ کیلئے انتقام
کشی کا عمدہ موقعہ تہا باب عہد نامہ جسکے مخالفون نے کبہی پرواہ نہ کی تہی یا سابقہ صدمات کی خوف سے جو جنرل یوجین
کے ہاتہہ اٹھائے تہے آسٹریا اور روس کو نہ چہیڑا گیا مگر جون ہی ایران کی حالت بگڑی ایک دشمن غدار زار روس کی دعوت

کے تمام علاقے جس مین اضلاع استرآباد۔ مازندران۔ گیلان۔ شروان۔ داغستان کا کچھ حصہ ہی شامل تھا
زار روس کو دیدیے۔ باب عالی یہہ سنکر زیادہ چوکنا ہوگیا۔ اور یقین کر لیا کہ نالائق طماسپ کے ہاتھ سے ایک
نہ ایک دن ایران مین روسی سلطنت کا سکہ جم جائے گا۔ افغان جنہون نے ابہی ایران پر قبضہ کیا تھا۔ ملک
پر انتظام نہین جما سکے تھے ایران کے صوبون مین افغانون کے برخلاف رعایا اُٹھ کہڑی تہی۔ پس
پیٹر اعظم کا مقابلہ افغانون سے مشکل نظر آتا تہا۔ اور ہر طرح سے روسیون کی کامیاب پیش قدمی ایران بلکہ ترکی
کے لیے ضرر رسان تہی۔ پس ان وجوہات سے ایران پر چڑہائی کی گئی۔ پیٹر اعظم جو پولیٹیکل چالون مین نہایت
مشاق تہا۔ ترکون کی تیاریون سے ڈر گیا۔ اُس نے خیال کیا کہ مسلمان سلطان کے مقابلہ مین ایک
اسلامی ملک مین کامیابی محال ہے۔ جبکہ اسی سلطانی فوج کے سامنے عیسائی ممالک مین بحالت
ذلت موت سے نجات پا چکا ہون اس وجہ سے چالاک زار نے سلطان کو گانٹھنا چاہا۔ فرانس کا سلطان
کے ہان دوستانہ اعتبار تہا۔ اور فرانس سے زار نے اب اتحاد کر لیا ہوا تہا۔ پس سفیر فرانس کے
ذریعہ جسکی وزیر اعظم عثمانیہ سے گہری دوستی تہی ایران کے برخلاف ترکی اتحاد کرا دیا اور ایران
کی حصہ بخری کا منصوبہ کیا گیا۔ جو علاقہ روس کے زیر اثر آچکے تہے وہ تو چالاک پیٹر نے اپنے پاس رکہے
اور تبریز۔ ہمدان۔ کرمان شاہ کے علاوہ جارجیا کا حصہ کثیر فتح کر کے صوبجات منگریلیا۔ امرشیار
اور دیگر علاقجات کوہ قاف جو بحیرۂ اسود کے مشرق مین واقع تہے ترکی نے دبائے اور یہہ ایسی کارروائی
تہی جو ایک خلیفۃ المسلمین کے لیے ہرگز شایان نہ تہی اسلامی سلطنت کی بربادی کے لیے
ایک عیسائی سلطنت سے معاہدہ کیا گیا۔ اور اسلامی جمعیت کو خیرباد کہہ کر مسلمانون کی آبادی
کثیر اور زرخیز اسلامی ممالک کو جو قرون اولی کے مجاہدین اسلام نے ہزارون قیمتی جانین دیکر تسخیر کیے تہے
سلطان احمد کے بے غیرت دربار نے زار روس کے قبضہ مین چلے جانے کو پسند کر لیے۔ اگرچہ
نالائق طماسپ نے خود بہی زار روس سے معاہدہ کر کے ان علاقون کا دینا منظور کر لیا تہا۔ مگر وہ ایران سے
مخروج تہا۔ اور افغان والی ایران ستہے۔ سلطنت ترکی بخوبی روس کو ادہر سے نکال سکتی تہی۔ او چالاک
پیٹر میں نہ یہ طاقت نہ تہی۔ کہ ایرانی علاقہ پر بزور شمشیر قبضہ رکہہ سکے باب عالی کو اگر جمعیت مذہبی
یا پولیٹیکل فراست ہوتی تو اگر خاندان صفویہ سلطنت ایران کے سنبھالنے کے قابل نہ رہا تہا تو جدید افاغنہ
سلطنت کو ہی مدد دیتا اور نو دولت محمود و اشرف افغان شاہان ایران سے اگر روس کی طرح معاہدہ
کیا جاتا تو افغان اس کو بہت خوشی سے تسلیم کرتے اس سے نہ تو روس کے پاؤن بحیرۂ خزر کے علاقہ
مین جمتے اور نہ ایک پرجوش جدید سلطنت افاغنہ کے پاؤن اُکہڑتے یہ غلطی جو باب عالی سے ہوئی

سلطان احمد ثالث کی معزولی اور سلطان محمود اوّل بن سلطان مصطفیٰ کا جلوس

جب ان شکستون کی خبرین پہونچین تو سخت گھبراہٹ اور کھلبلی پیدا ہوگئی۔ وزیراعظم ابراہیم پاشا جنگی تساہل کے جرم مین قتل کیا گیا۔ اور سلطان احمد ۱۱۴۳ھ ہجری مین ۲۷ سال گیارہ ماہ کی حکومت کے بعد معزول ہوا ور ۶۰ سال کی عمر ۱۱۴۹ھ مین فوت ہوا۔ اس سلطان کے عہد مین وزیر ابراہیم پاشا کی تدبیر سے اندرونی ملک مین امن رہا۔ علمی ترقی ہوتی گئی ایک شاندار عمارتین تعمیر کی گئین۔ پہلا مطبع قسطنطنیہ مین جاری ہوا۔ اور پیر اعظم کو ذلت اور ریاست ونیس کو شکست ہوئی۔ اور موریا فتح کیا گیا۔ لیکن آسٹریا کے مقابلہ مین مرزکین اٹھانی پڑین اور ہنگری وغیرہ کا صدیون کا مفتوح علاقہ آسٹریا کے حوالہ کیا گیا۔ اور دیگر صوبجات سرویا۔ مانٹی نگرو درشیا وغیرہ کو ترکی جوا اتارنے اور دول یورپ کو سلطنت عثمانیہ کے پر و بال نوچنے کا حوصلہ پیدا ہوگیا۔ اس سے بعد ترکی کا ہر ایک دن بدتر ہی آ رہا۔ آئندہ جو کبھی فتوحات حاصل ہوئین وہ یا تو سلاطین یورپ کے توسط سے ہوئین یا انکا فائدہ کوئی دیرپا نہ ہوا اور ہی روس جو بحیرہ اسود کے کنارون سے محض وزیراعظم محمد پاشا کی فاتحانہ مروت یا غلطی سے ذلیل شرطین مان کر رہا ہوتا تھا آئندہ سلطنت عثمانیہ کی غفلت یا جہالت سے ایک اژدہائے خونخوار بن گیا۔ سلطان احمد ثالث نے جو قابل رحم ایران کے وسیع علاقہ پر تسلط جما لیا تھا۔ وہان سے بھی شمشیر نادری سے ترکون کو پسپا ہی ہونا پڑا۔ اور آئندہ سلطان محمود کو ہزارون بہادر ترک کٹوا کر اور کروڑون نقصان اٹھا کر اسی سابقہ حدود پر قناعت کرنی پڑی پس یہ کہنا غلط نہین کہ سلطان احمد ثالث کا عہد حکومت عثمانیہ خاندان کے لیے نہایت ہی نامبارک ثابت ہوا۔

اور اسکا آخری وزیر ابراہیم پاشا ہرگز جنگی اور پولیٹکل لیاقت نہین رکھتا تھا خود سلطان عیاش فضول خرچ تھا اسکے ابتدائی عہد کی کامیابیان محض لائق وزرائے محمد پاشا اور داماد علی پاشا کی بدولت ہوئی تھین فوج ہر وقت سلطنت پر جان نثار ہوتی رہی بعد مین صرف سپہ سالارون اور وزیراعظم کی بزدلی سے زکین اٹھانی پڑین۔

سلطان محمود اوّل بن سلطان مصطفیٰ ثانی

سلطان محمود اول تخت نشین تو ہوگیا۔ لیکن باغی فوج کئی ہفتون تک قسطنطنیہ مین قتل و غارت کرتی رہی سلطان احمد کی تعمیر کردہ کئی شاہی عمارتین جو یورپ کی طرز پر بنائی گئین تھین مسمار کی گئین خلیل ابانوی سرغنہ باغیان کے حسب مرضی عزل و نصب عہدہ داران ہونے لگا۔ لوگ تنگ آ گئے آخر خان کریمیا اور قبالوق وزیراعظم مفتی وغیرہ ارکان

تقسیم ایران کو منظور کر لیا۔ اور امیر المومنین کے مقدس لقب کو بٹہ لگا لیا۔ ایران کو دو طرف سے کوبانا شروع کیا ایک طرف نادر تبریز وغیرہ فتح کیے گئے اور دوسری طرف احمد پاشا گورنر بغداد نے کرمان وغیرہ نوچنا شروع کیا۔ اشرف افغان شاہ ایران نے یہہ لکھکر باب عالی کو مسلمانون کے سامنے سخت نادم کیا کہ اہل سنت جماعت مسلمانون کے برخلاف عیسائی کفار سے اتحاد شان خلافت سے بعید ہے جسکا اثر دیانت باب عالی پر کچھ نہ ہوا لیکن عثمانیہ فوج کے ترکون نے اس لڑائی کو خلاف اسلام جانکر کچھہ تندہی نہ کی اور اشرف خان کو فتح حاصل ہوئی باب عالی نے ایران کا مفتوحہ علاقہ لیکر میر اشرف خان کو شاہ ایران تسلیم کیا جسکو نادر نے بہگا دیا۔

نادر شاہ

یہہ ایران کا سرتاج ایشیا کا فخر۔ ملک و ملت کا حامی قوم افشار کے ایک غریب خاندان مین پیدا ہوا اسکا باپ امام علی ایک غیر مشہور تہا ابتدا مین نادر کی وجہ معاش پوستین دوزی اور بعد مین چوری تہی بیس سال کی عمر مین ڈاکو ترکمانون کے ہاتہہ معہ والدہ قید ہوا۔ والدہ تو قید ہی مین ہی مر گئی اور نادر کسیطرح چہوٹکر ایران واپس چلا آیا اور سلطنت کی ابتری کے سبب راہزنی کرنے لگا۔ ایسی بے انتظامی اور بادشاہ گردی مین ایسے پر جوش بہادران کو مددگارون کی کیا کمی ہوتی ہے تین ہزار آدمی لیکر مارد ہاڑ اور افغانون سے لڑنے لگا۔ افغانون کا نکالنا ایران کے تمام محبان وطن کو منظور تہا۔ اور ایرانیون کو ایک ایسے جوان مرد قومی فدائی کی ضرورت تہی جو ایران کو مخالفون سے نجات دے افغانون کے برخلاف ایران کی شیعہ آبادی کا جوش بڑہا ہوا تہا شاہ طہماسپ نے بہی ہر طرح نادر کی ہمت بڑہائی اور اپنی ملازمت مین لیکر انعام و خطاب سے عزت افزائی کی پہلے وہ ایک راہزن تہا اب باضابطہ شاہی جرنیل اور ایرانی سپہ سالار بنگیا۔ لوگون کے توہمات اور خدشات دور ہوگئے اور افغانون کے اخراج ایران غرض متحدہ مین سب نادر کے ساتھہ شریک ہوگئے نادر نے کمال شجاعت و اولوالعزمی سے افغانون کو ایران سے نکال دیا اور محافظ ملک و ملت کا لقب پا لیا سچے محبان وطن کیطرح حدود سلطنت ترکی سے ایرانی علاقہ واپس لینے کا قصد کیا چالاک زار روس نے تو واپسی علاقہ کی شرط پر صلح کر کے شیر دل نادر سے پیچھا چھوڑا لیا مگر باب عالی کو عجب غرور نے نادر کے بہادرانہ جوش کا کچھ خیال نہ کیا۔ اس لیے بہادر نادر نے تبریز اردبیل وغیرہ بڑے بڑے شہر ترکون سے فتح کر لیے اور اریوان کو محاصرہ کر لیا۔ کہ اتنے مین اسکو ہرات کے افغانون کی بغاوت دبانے کے لیے خراسان جانا پڑا جسکا حال آگے بیان ہوگا۔

ترکون کو ایرانیون سے زیادہ تکلیف دی ہوگی بس شکست کا یہہ عذر لنگ ہے ترکون کو یہہ فتح محض اپنی قسمت و بازو اور بہادر سپہ سالار کی جنگی لیاقت سے حاصل ہوئی تہی یہہ لڑائی ۱۱۴۶ھ ہجری مطابق ۱۷۳۳ء کو ہوئی۔ ابہی یہہ خبر بغداد نہین پہنچی تہی کہ بغداد کی ترکی فوج شہر سے باہر نکلکر ایرانیون کو شکست دی اس فتح عظیمہ کے بعد طوپال عثمان نے ایک اور ایرانی دستہ فوج کو بمقام لیتان شکست فاش دی اور کچہہ فوج کردستان سے ایرانیون کو نکالنے کے لیے روانہ کی

نادر کی فتح

نادر نے اس شکست کے بعد اعلی درجہ کی تدبیر و ہمت و استقلال اولوالعزمی دکہائی شکست یافتہ فوج کو بجائے تشنیع و ملامت و سزا و عقوبت کے تسلی حوصلہ انعام و اکرام دیا جنگ سامرہ مین جسقدر کسی کا نقصان ہوا تہا اُس سے دوگنا اُس کو دیدیا اس طرح ایرانیون کو ترغیب و تحریص دیکر ابہی تہوڑا ہی عرصہ گذرا تہا کہ فوج جرار لے کر ترکون کے مقابلہ پر آگیا مگر طوپال عثمان کی فتح کی خبر سنکر وزرائے عثمانیہ نے مارے رشک و حسد کے طوپال عثمان کو نہ تو ادد بہیجی نہ رسد و میگزین بلکہ فوج کی تنخواہ بہی ندی ان بدخواہان سلطنت کی بدنیتی کے سبب طوپال عثمان کی فوج کی حالت بگڑ گئی اور سامان کی کمی سے وہ جنگ کرنیکے قابل نرہا علاوہ اسکے وہ بیمار تہا کمزوری او ضعف اسقدر تہا کہ گہوڑے پر سوار نہ ہو سکتا تہا۔ لڑائی کے وقت تخت روان پر سوار ہوا اس بہادر نے ان مشکلات کے باوجود اپنی طرف سے کوئی کسر اٹہا نہ رکہی مگر فوج کی بے سر و سامانی اور اپنی ناتوانی کے سبب جوش نادر سے بازی نہ جیت سکا نہ ترک سوارون کی شکست دیکہکر پیادہ فوج کے بہی پاؤن اکہڑ گئے اور طوپال عثمان کا سر ایک ایرانی سپاہی کاٹ کر نادر کے پاس لے گیا اور ہزارون ترک مارے گئے۔

احمد پاشا والی بغداد نے صلح کی لیکن سلطان محمود نے اس ذلیل صلح کو منظور نہ کیا۔ اور عبداللہ پاشا والی مصر کو فوج جرار دیکر نادر کے مقابلہ کو روانہ کیا جسنے قارص کے نواح مین نادر کی فوج سے جو ترکون نسبت ۱/۴ حصہ تہی شکست کہائی اور خود لڑائی مین مارا گیا اور سلطان محمود کو مجبوراً نادر سے صلح کرنی پڑی اور جو شرائط احمد پاشا والی بغداد کے ساتہہ ہوئی تہین انہین شرائط پر معاہدہ لکہا گیا اور جو کچہہ سلطان احمد نے افغانون کے فتنہ کے وقت ایران کا علاقہ لیا تہا سب کچہہ واپس کر دیا۔ باب عالی کی غلط اور خود غرضانہ پالیسی کا نتیجہ سوا مسلمانون کے قتل و شیعہ سنی کی مخالفت بڑہنے کے اور کچہہ نہ نکلا۔

رُوس سے جنگ

چالاک زار روس نادر کی بہادرانہ مستعدی اور فتوحات دیکہکر ڈر گیا۔ اور ۱۷۳۵ء مین بذریعہ مصالحت تمام مفتوحہ

دولت کے مشہور خلیل کو سلطان کے سامنے قتل اور پندرہ ہزار باغی قتل یا پھانسی دیے گئے اسطرح چھ ماہ کے بعد سلطنت کو اس بلا سے نجات ملی اور ایران کی ترکی فوج کو مدد پہونچائی گئی جسنے چند خفیف فتوحات کے بعد شاہ طہماسپ کو ہمدان کے قریب شکست فاش دی اور بالآخر صلح ہوئی۔ نادر سلطان محمود سے دریائے ارس کو حد فاصل قرار دیکر صلح کرلی جس سے اریوان تفلیس نخجوان داغستان اور پنج ضلع علاقہ کرمان شاہ کی ترکی کو دے گئی۔ اور تبریز ہمدان اردبیل لارستان جو ترک فتح کر چکے تھے شاہ طہماسپ کو دے گئی۔ مگر ایرانی قیدیون کی رہائی کی بابت کچھ ذکر نہ تھا اس عہدنامہ سے عام ترک تو مفتوحہ علاقے واپس ہونے کے سبب اور ایرانی اسیران ایران کے رہا نہ ہونے کے سبب ناراض تھے اور طہماسپ کو ایرانی قوم و ملک کا دشمن جاننے لگے نادر نے جو ایسے موقعہ کی انتظار مین تھا۔ ایک عام فرمان کے ذریعہ باشندگان ایران پر اس عہدنامہ کے نقصان اور ترکون سے اجرائے جنگ کے فوائد بیان کیے اور لوگون کو طہماسپ کی طرف سے دل برداشتہ کردیا اصفہان پہونچکر طہماسپ کو معزول اور اسکے ہشت ماہہ بیٹے عباس کو تخت نشین کر کے سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ مین لی اور بغداد پر چڑھائی کردی۔

بغداد کا محاصرہ اور نادر کی شکست

سلطان احمد کی معزولی کے بعد قسطنطنیہ مین فوجی بغاوت سے سخت بدامنی رہی۔ اور سلطان محمود اول ایران کی طرف توجہ نکرسکا نادر نے اس موقعہ سے خوب فائدہ اُٹھالیا اور ترکی کا بہت سا علاقہ فتح کرلیا اور اس سے دلیر ہوکر بغداد پر چڑھائی کی گئی۔ احمد پاشا والی بغداد شکست پاکر قلعہ بغداد مین محصور ہوگیا نادر کی اسقدر دلیری اور سینہ زوری کے حالات سنکر باب عالی نے طوپال عثمان پاشا کو فوج جرار دیکر روانہ کیا۔ یہہ نامور وزیر اعظم۔ مدبر شجاع فیاض متواضع منکسر المزاج حق شناس تجربہ کار جرنیل تھا ہسپانوی قزاقون کی لڑائی مین ایک زخم کے لگنے سے وہ لنگڑا ہوگیا۔ اور طوپال عثمان مشہور ہوا۔ ترکی زبان مین طوپال لنگڑے کو کہتے ہین۔ نادر طوپال عثمان کی آمد کی خبر سنکر بارہ ہزار فوج محاصرہ بغداد مین چھوڑکر باقی فوج لیکر طوپال عثمان کے مقابلہ کو چلا بغداد سے ۶۰ میل دور دجلہ کے کنارے موضع سامرہ کے قریب عثمانی فوج سے مقابلہ ہوا۔ نادر بہادر اور اسکی فوج نے خوب داد مردانگی دی۔ لیکن طوپال عثمان کی جنگی لیاقت اور شجاعت نے کچھ پیش نہ جانے دی طوپال عثمان کے عمدہ انتظام کے سامنے نادر کی کوئی تجویز نہ چل سکی اور ایرانیون کو شکست ہوئی خود نادر عین میدان جنگ مین ترکون کے ہاتھ گرفتار ہونے کو تھا کہ ایک ایرانی سپاہی کی وفاداری سے بچ گیا اور شکست پاکر دو سو میل تک پیچھے مڑکر ہی نہ دیکھا۔ انگریزی مورخ ملکم کا یہہ قیاس غلط ہے کہ عرب کی گرمی اور دھوپ سے ایرانی گھبرا گئے ایرانیون کی نسبت ترک زیادہ سرد ملکون کے رہنے والے تھے اسلیے عرب کی گرمی اور دھوپ نے

طاقت سے بلا توسط غیرے خود بخود ہی سیدھا کیا کرتے تہے اب ارا کین سلطنت کی کمزوری خود غرضی سے دول یورپ کی شاکی ہوئی مگر یورپ والے ترکون کے کب دوست تہے۔ جبتک کہ تیاریان مکمل ہوئین باتون مین ٹالتے رہے روس نے صرف اس بات پر ہی کفایت نہ کی بلکہ ترکی کی عیسائی رعایا کو بہی بہڑکانا شروع کیا۔ اپنی چالون پر غرہ ہوکر روس نے بحیرہ ازوف اور عثمانیہ رعایا کے تاتاریون پر حملہ کردیا اس لیے باب عالی نے بہی ۱۱۴۹ھ ہجری کو بعد تکمیل صلح ایران روسی مقابلے کے لیے فوج روانہ کی جسمین ترکون نے فتح پائی مگر اسٹریا اور جرمن کی مدد سے روس نے قلعہ ازاف کے سامنے ترکون کو شکست دی اور روسی علاقہ پر تصرف کرلیا اور اسٹریا نے صوبہ سرویا پر قبضہ جما لیا اور قلعہ نیش بہی لے لیا۔

ترکی جدید فوج کے آنے سے اسٹریا کی فوج کو قلعہ نیالوغہ کے سامنے شکست دی اور متواتر فتوحات سے اسٹریا کی فوج کو مفتوحات صوبجات سے نکال دیا اور بحری لڑائیون مین اسٹریا کے ساتہہ جہاز جلادیے اسٹریا کی فوج ہر ایک موقعہ پر شکین اٹہاتی رہی جسکو اسٹریا کے جرنیلون کی پہوٹ کا نتیجہ بتاتے ہین مگر یہہ عیسائی مورخون کی بے انصافی ہے۔ جنرل یوجین کو ایک دفعہ دریائی تہی اسپر محض چالاکی اور دہوکہ سے اور دوسری دفعہ بہادر داماد علی کے مارے جانے سے فتح حاصل ہوئی تہی۔ اور دنیا ہی وزیر مصطفے کی نادانی سے ترکون کے ہاتہہ سے بچا تہا اور اس سے پہلے صدیون تک اسٹریا ترکی کو جزیہ اور خراج دیکر جان بچا رہا تہا کو اسٹریا کے پاس جدید اسلحہ تہے مگر عثمانیہ آلات کی تلافی ترکون کی شجاعت کرتی رہتی تہی اور نسبتاً کچہہ زیادہ کمی نہ تہی ایک سنگین کی زیادتی سے کیا ہوسکتا تہا اس معرکہ مین وزیر اعظم بکن محمد نے عثمانیہ بہادرون سے نہایت قابلیت سے کام لیا اور بیسیون معرکون مین کسی جگہہ بہی جدید اسلحہ و نظام اسٹریا کے لشکر کو بچا سکا۔ اور علاقہ تمر ویا۔ بوسینیا وغیرہ سے اسٹرین نکالے گئے۔ وزیر نے صرف اسپر اکتفا نہ کی بلکہ اسٹریا کے علاقہ ہنگری پر چڑہ گیا۔ اور اسٹریا کی فوج کو شکست دیکر ہنگری کے قلعہ سمندریا ارسووا۔ میڈیا۔ کو فتح کرلیا۔ ان شکستون سے بدحواس ہوکر قیصر اسٹریا نے تازہ جرار فوج دیکر دو قابل اعتبار جرنیلون والس اور نیبرگ کے ماتحت روانہ کیا اور سب کو یقین تہا کہ اب ترکون کو ضرور شکست ہوگی مگر اس دفعہ بہی ترکون نے ثابت کردیا کہ انکا کمانڈر لائق اور بہادر اور کافی سامان جنگ ہو تو وہ ہر ایک مخالف سے میدان جیت سکتے ہین کو سابق وزیر کی جگہہ جدید وزیر اعظم محمد پاشا تہا مگر یہہ بہی جنگی لیاقت مین اپنے مقدم سے کم نہ تہا قیصر کا حکم تہا کہ کہلے میدان مین مجموعی طاقت کے ساتہہ جنگ کیا جائے اس لیے اسٹریا کے جرنیل ارسوا کی طرف بڑہے اور وزیر اعظم مقام کروزکا کے قریب ایک بلند اور مستحکم مقام پر قابض ہوگیا اور تمام مفید جنگی موقعون پر مورچے قایم کرلیے جسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ لڑائی ہونے پر ترکون کی آتشبازی نے فوج اسٹریا کو بہون ڈالا۔ اور فوج سوارون سوارون کو فوج پیدل اور توپخانہ سے الگ کردیا اور مخالف کی فوج میمنہ پر حملہ کرکے بہگا دیا سپہ سالار اسٹریا تمام فوج

ایرانی علاقہ خالی کردیا اور نادر کو منت کش بنالیا۔ زار دل سے چاہتا تہا کہ وہ ترکون سے ذلیل عہدنامہ کا بدلہ لے اور نادر کو انتقام لے اور نادری فتوحات سے اسکو یقین ہوگیا تہا کہ ایرانی جسطرح شاہ اسمٰعیل طہماسپ اول شاہ عباس کے وقت مین سلطنت عثمانیہ کی جنگی مشکلات کا باعث ہوتے تہے اسیطرح نادر ترکون کی تمام توجہ اپنی جانب منعطف کرسکیگا اور شاید زیادہ تر کمزوری او خفت کا سبب ہوسکے اور طوپال عثمان او عبداللہ پاشا کی شکستون سے زار کی یہ امید کچھ مشکل بہی نظر نہ آتی تہی مگر نادر کی لڑائی طول کھینچتی تو آسٹریا جس سے زار نے پہلے ہی ترکون کے برخلاف اتحاد کرلیا ہوا تہا عہد شکنی پر آمادہ تہا زار نے ایران کے چند صوبے جسکو نادر بزور شمشیر بہی خالی کرا سکتا تہا خود بخود صلح سے خالی کردیے اور نادر کو ترکی کے برخلاف ابہارنا شروع کیا۔ بلکہ جو ترکی فوج ایران کو جارہی تہی اسکو دریائے کوبان سے عبور کرنے دیا عقلمند نادر نے توکئی مصالح سے سلطان محمود سے دائمی صلح کرلی۔ اور سلطان مراد چہارم کے عہدنامہ کے مطابق حدود مقرر کرلین اور ادہر فراغت پاکر کمزور سلطنت بخارا خوارزم۔ ہندوستان کی فتح سے عظیم الشان فاتح بن گیا اور غالبانہ شیعہ پن چہوڑکر اہل سنن کی طرف رجوع کیا اور تقلید فقہ مین امام جعفر رضی اللہ عنہ کو اپنا امام تصور کرکے ایک نیا شیعہ مذہب نکال دیا جسمین خلفائے اربعہ کی خلافت کو حق مانا جاتا۔ اور سب و تبرا نہ کیا جاتا تہا۔ اس کی خواہ خاندان صفویہ کا استیصال ہو کیونکہ شیعہ مذہب مین سادات اہل بیت خلافت و امامت کی زیادہ مستحق خیال کئے جاتے ہین اور یہ عقیدہ اغراض نادر کے منافی تہا یا اسکی وجہ یہہ ہو کہ وہ افغانستان ترکستان ہندوستان کو فتح کرنا چاہتا تہا۔ اور ان ممالک کے عام باشندے سنت جماعت تہے اور شیعہ سلطان کا ان ممالک پر تسلط بیٹہانا ایک مذہبی جوش کا مقابلہ تہا۔ اور اس تبدیلی مذہب سے افغانون غیرہ کا آدہا کینہ دور ہوگیا۔ اور نادر کا مطلب حل ہوگیا۔ ان شرقی ممالک کے فتح کے بعد نادر ظلم و سفاکی کے سبب اپنے ہی سردارون کے ہاتہ سے قتل ہوگیا۔ اور ایران مین اُس کا جرنیل محمد خان قاچار اور محمد خان کے بعد اُسکا بہادر بہتیجا فتح علی شاہ قاچار جد بزرگ شاہ کج کلاہ حضرت محمد علی شاہ قاچار شاہ ایران مسلمۃ المناق ہوا۔

عیسائی معرکے

زار روس کو ایران کی طرف سے تو ناکامی ہوئی مگر چونکہ نادری لڑائیون مین ترکی بہت کچہ کمزور ہوگئے تہے اس لیے اُسنے پولینڈ مین دست اندازی شروع کی اور قیصر آسٹریا بہی روس کو مدد دینے کا وعدہ کیا ترکی پولینڈ کو آزاد رکہنا چاہتے تہے اور خود پولینڈ مین اب چندان طاقت نہ رہی تہی فرانس جسوقت آسٹریا سے جنگ کر رہا تہا ترکی کو لڑائی کیلیے آمادہ کرتا رہا روس اور آسٹریا کے ارادون سے مطلع کرتا رہا مگر بابِ عالی نے کچہ توجہ نکی اب جو کہلم کہلا روس نے پولینڈ میں دست اندازی کرنے لگا تو باب عالی کی آنکہین بہی کہلین اور وہ ترک جو کبہی اپنے مخالفون کو محض بزور شمشیر اور اپنی ہی

شرائط پر صلح کرلی تہی اس لیئے روس نے بہی اس شرط پر صلح کرلی کہ روسی وہ تمام متصرفہ علاقہ واپس کردینگے جو انہون نے بزور محاربہ فتح کیے کوئی روسی جہاز تجارتی ہو یا جنگی بحیرۂ اسود اور بحیرۂ آزاف مین داخل نہ ہوسکیگا۔ قلعہ ازاف کو منہدم کیا جائے علاقہ کبطاش جسکو روس نے وجہ جنگ قرار دیا تہا۔ آزاد کہا گیا۔ اور روس کے تمام دعوون پر پانی پہیر دیا گیا۔ اس عہدنامہ بلگریڈ سے سلطنت عثمانیہ کا وقار سلطانی پہر پیوستہ صدی گذشتہ مین قائم ہوگیا۔

تنبیہ

ناظرین پر روشن ہوگیا ہے کہ ترکی سپہ کی شجاعت و حب قومی ہمیشہ موجود ہی رہی ہے اُسکو کبہی نقصان نہین پہونچا۔ صرف قصور سپہ سالارون اور سلاطین کا رہا جب کبہی کوئی لائق سپہ سالار رہا اُس نے کبہی میدان جنگ سے شکست نہین کہائی بلکہ مخالفون کے صدیون کے غرور و تکبر کو خاک مین ملادیا۔ ہر ایک موقعہ پر مسلمان تاافقین غیر عیسائیون سے زیادہ میدان جنگ مین حاضر ہوتے رہے جس سے انکا جنگی مذاق اور قومی جوش بخوبی ثابت ہوتا ہے صرف قصور نالائق سپہ سالارون کا رہا۔ یا عیاش سلاطین کا جنکی وجہ سے ترکون کو زکین اُٹہانی پڑین آیندہ بہی اگر عثمانیہ فوج کو لائق کمانڈر ملتے رہے تو یہہ بہادر ترک دنیا کی کسی جنگی قوم سے کم نہین رہینگے اور ہمیشہ کے لیے اسلامی آبرو کو قایم رکہ سکین گے۔ خدا تعالی لائق اور شیر دل سلاطین و سپہ سالار عطا فرماتا رہے

شاہان روس

یہ معاہدہ روس ملکہ اینی سے ہوا تہا جو پیٹر ثانی نبیرۂ پیٹر اعظم کو معزول کرکے ۱۷۳۰ع مین تخت نشین اور ۱۷۴۰ع مین فوت ہوئی تہی۔ اور اُسکی جگہہ معصوم شاہزادہ برنزوگ بادشاہ ہوا جسکو پیٹر اول کی بیٹی ایلزبتہہ معزول کرکے ۱۷۴۱ع مین تخت نشین ہوئی یہہ عاشق مزاج ملکہ جنوری ۱۷۶۲ع مین فوت ہوئی اور اُسکا بہانجا پیٹر سوم بادشاہ ہوا مگر چند ماہ بعد اُسکی بیوی کیہترائن خاوند کو قتل کرکے بادشاہ بن گئی جسکی جنگی کارروائیون کا آیندہ ذکر کیا جائے گا۔

سلطان محمود نے سویڈن سے عہدنامہ جارحانہ مدافعانہ کیا جو آج تک کسی سلطنت سے نہین ہوا تہا مگر اب سویڈن اس قابل نہین رہا کہ اُسکی دوستی ترکی کو روسی مقابلہ مین کچہ مدد دے سکے اسی سلطان کے عہد مین فرقہ وہابیہ کا ظہور ہوا جسکا ذکر سلطان سلیم کے عہد مین کیا جائیگا یہہ سلطان ۱۱۶۷ہ ہجری ۶۰ سال عمر ۲۴ سال کی سلطنت کے بعد فوت ہوا۔ یورپ مین فتوحات مین سلطان محمود اول کا زمانہ نہایت مبارک اور شاندار گذرا ہے جسکے بعد روسی غلبہ کا دورہ شروع ہوا۔ اس کے بعد سلطان عثمان بن مصطفے ثانی تخت نشین ہوا کئی وزرا کے قتل

کو لڑاتے گھمسان کا جنگ کرتے رہے لیکن ترکون نے آخر انکو میدان سے ہٹا دیا اور تمام پہلی شکستون کا انتقام کیا جنرل والس دس ہزار سپاہی کٹوا کر قلعہ بلگریڈ مین پناگزین ہوا۔ جسکا وزیراعظم نے فوراً محاصرہ کر لیا۔ اور قریب تھا کہ ترک بزور شمشیر قلعہ فتح کر لیتے کہ جنرل والس اور نیپرگ نے وزیراعظم سے مصالحت کی التجا کی انگلستان اور ہالینڈ نے بھی آسٹریا کی سفارش کی مگر غیور وزیر نے جوان ہیجون کی خود غرضی سے ناراض تھا انکار کیا۔ اور صاف کہدیا کہ بغیر سفارش فرانس صلح منظور نہین ہوگی وزیر اول تو فرانس کا اعتبار یورپ مین بڑھانا چاہتا تھا دوم اسکا یہ خیال تھا کہ قیصر ایسی بے عزتی اور ذلت اختیار نہین کرے گا۔ کہ اپنے قدیمی دشمن سے جسکو چند سال پہلے شکست دے چکا تھا التجا کرے اور اسکو اپنی ذلیل زندگی کا باعث بنائے۔ مگر غرض بری بلا ہے اور یورپ اس مطلب مین زیادہ ہوشیار ہے۔ قیصر جسکی فوجین دو سال متواتر شکستین کہا رہی تہین اور تمام چیدہ اور بہادر جنرل ترکون کے ہاتھ سے ذلیل ہو چکے تھے اور روس جسکے لیے عہد شکنی کی گئی تہی گو اول اول تو کامیابی حاصل کرتا رہا مگر آئندہ اسکی پیشقدمی رک گئی تہی۔ آسٹریا کے کچھ کام نہ آسکا عیسائی صوبون اور رعایا کی بغاوت و شقاوت بھی ترکون نے شمشیر سے زائل کر دی تھی اس لیے مجبوراً اوسکو فرانس سے درخواست ثالثی کرنی پڑی جسکی ضمانت پر یکم ستمبر ۱۷۳۹ء کو عہدنامہ پر فریقین کے دستخط ہو گئے اس عہدنامہ کے رو سے قلعہ بلگریڈ معہ توپخانہ سامان جنگ آرسووا۔ بوسینا۔ سرویا۔ والیشیا کے وہ تمام اضلاع جو معاہدہ پاسارووٹز کے رو سے آسٹریا نے ترکی سے چہینے تہے ترکی کو واپس دینے کو وعدہ ہوا۔ اور ۲۷ برس کے لیے میعادی صلح کا عہدنامہ لکھا گیا۔ آسٹریا نے اسقدر مروت کی کہ اپنے دوست روس کو بالکل نہ بہلایا جسکا مظفر و منصور وزیراعظم کی زبردست فوج کے ہاتھ سے اب بچنا مشکل تھا کیونکہ آسٹریا سے فراغت پاتے ہی وزیراعظم نے روسی سپہ سالار مارشل میونگ کی خبر لینی تہی۔ جسکو ابہی ترکون کی کمی فوج نے ہی زیادہ پیشقدمی سے روکا ہوا تہا عہدنامہ مین لکھا گیا کہ ترکی روس سے بہی صلح کریگی۔

مارشل میونک جو کریمیا مین بہی تاخت و تاراج کا بازار گرم کر چکا تہا اور تاتاریون کی غفلت سے کئی شہر کریمیا کو فتح کر کے ازرف پر تصرف کرتا ہوا۔ براہ پولینڈ صوبہ مالڈویا کو روسی سلطنت سے ملحق کر کے صوبہ بصربیا مین داخل ہو گیا تہا اور معرکہ خوزین مین ولی پاشا کو شکست دیکر مطیع کر لیا۔ مگر دریائے نسٹیر کے قریب ترکون اور تاتاریون کی چالیس ہزار فوج سے سخت کہائی اور مارشل میونک ہزارون جوان کٹوا کر اور شکست پا کر یوکرین کو واپس ہٹ گیا اور آسٹریا کی شکستون کی خبر سنکر اس کے تمام منصوبے خاک مین ملگئے اور وہ تمام زر کثیر جو روسی جاسوسون کے ذریعہ ترکی کی عیسائی رعایا کے بہکانے مین یونان تہسلی تک خرچ کی گئی تہی سب رایگان گئی اور چونکہ اکیلا روس بہادر ترکون کا مقابلہ نکر سکتا تہا اور آسٹریا نے نہایت ذلیل

عیسائیون مین آتش بغاوت مشتعل کر رہی تہی۔ البانیہ۔ سرویا۔ مانٹی نگرد۔ والشیا مالدیویا کے عیسائیون نے بغاوت برپا کر دی ایک یونانی پادری نے بوقت حملہ روس یک لاکہہ یونانیون سے ترکون پر حملہ کرنے کا وعدہ کیا یہہ تو یورپ کا حال تہا۔ ایشیا مین جارجیا اور امریشیا کے عسائی باجگذار صوبون کو ترکون سے لڑا دیا اور ملکہ کیتہرائن نے یہہ تمام جال پہیلا کر اور پرشیا کو اپنے ساتہہ ملا لیا۔ سلطان فرانس پر لڑائی کے لیے زور ڈال رہا تہا اور اسکا سفیر تن من دہن سے وزرائے عثمانیہ کو روسیون سے لڑانے کے لیے ہشیار کر رہا تہا۔ اور سب سے زیادہ خان کریمیا روسیون سے جنگ کرنے کے لیے بیتاب ہو رہا تہا کیونکہ روسی طاقت کی ترقی سے سب سے پہلے کریمیا کی زندگی کا خاتمہ تہا۔

ان جملہ اسباب نے سلطان پر سخت اثر ڈالا اور اعلان جنگ کیا گیا ترکی مین چونکہ اسوقت چارون طرف بغاوت شروع تہی اور عیسائیون کے علاوہ مسلمان حاکم علی بیگ نے مصر مین علم استقلال بلند کر کے شام تک کا علاقہ غصب کر لیا تہا اور عرب شیخ ضاہر نے عکہ چہین لیا تہا سلطان نے عیسائی باغیون کی سرکوبی کے لیے فوج روانہ کی اور یونانیون کو معہ روسی اور امدادی فوج کے شکست دی۔

لیکن روسی حملہ آور فوج کے مقابلہ مین صرف چالیس ہزار فوج ترکی جا سکی۔ یہی وجہ ہے کہ یہہ اعلان جنگ قبل از تیاری اور سلطان اور بابعالی کی شتابکاری کا نتیجہ سمجہا جاتا ہے اس معرکہ مین ایشیا کی فوجین شامل نہ ہوسکین جس کا نتیجہ شکست ہوا۔ اور روسی بندر اور کربان اور اسمعیلیہ قلعجات ڈینوب پر قابض ہو گئے مگر جدید ترکی فوج کے آنے پر آیندہ سال ترکون نے روسیون کو کئی شکستین دیکر عثمانیہ حدود سے باہر نکال دیا اور ہزارون روسی لڑائی اور طاعون سے ہلاک ہو گئے آسٹریا اور پرشیا نے صلح کرانی چاہی مگر شرائط ایسی پیش کین جنکو بابعالی منظور نہ کر سکا۔ اس لڑائی مین سب سے زیادہ بہادرانہ کارروائی خان کریمیا کی تہی جسنے اعلان جنگ ہوتے ہی روس کی جنوبی صوبون کو تاخت و تاراج اور روسی دستون کو تہ تیغ کر کے ۳۵ ہزار روسی قید کر لیے تہے اور جو کارروائی کیتہرائن نے ترکی کی عیسائی رعایا سے کی تہی اور سلطان کے برخلاف بغاوت کرائی تہی اسیطرح اس مدبر و فرزانہ خان نے روسی رعایا کو زار کے برخلاف ورغلایا اور ایک متعدد روسی باجگذار صوبون کو بغاوت پر آمادہ کر دیا تہا اور یہہ تمام اثر اُس کے جارحانہ حملہ آرائی کا نتیجہ تہا جسکو سلاطین عثمانیہ نے ترک کر کے اپنا فاتحانہ اعتبار کہو دیا تہا افسوس کہ یہہ بہادر خان کریمیا کہ حملہ سے واپس آتے ہی بیمار ہو گیا اور ایک یونانی عیسائی ڈاکٹر کی شرارت سے زہر سے ہلاک ہوا۔ جو غالبا ملکہ کیتہرائن کے اشارے سے ہوا تہا۔

مکرر جنگ

جب صلح نہ ہو سکی تو ۱۱۸۶ ہجری مین وزیر اعظم محسن پاشا اور حسن پاشا امیر البحر مختلف راستون سے روسیون کے مقابلہ

کے بعد راغب پاشا وزیر ہوا تین سال چند ماہ حکومت کرکے ۱۱۷۱ھ میں فوت ہوا۔ اسکے عہد میں عیسائیوں سے کوئی محاربہ نہیں ہوا

سلطان مصطفےٰ ثالث بن احمد ثالث

یہہ سلطان مستعد اور ہر فن میں کامل تہا ابتدا مین تو محمد راغب پاشا وزیر اعظم کی کوشش سے اندرونی انتظام میں بہت کچھ اصلاح ہوگئی یورپ مین خود عیسائی دول دست و گریبان اور سلطنت ترکی کے اتحاد کی خواہان تھی مگر راغب پاشا نے نہایت غور و فکر کے بعد پرشیا کے شاہ فریڈرک سے اتحاد کرنا چاہا جو یورپ مین اپنی بہادری کا سکہ جما چکا تہا اور آسٹریا اور روس کی ترقی کو روکنے کے لیے ترکی کی دوستی کو ضروری جانتا تہا۔ انگلستان کی کوشش سے یہہ معاملہ اتحاد بہت کچہ طے ہو چکا تہا کہ راغب پاشا فوت ہوگیا اور سلطان مصطفےٰ پرشیا کی جانب چہوڑ کر آسٹریا کی طرف مائل ہوگیا۔ فریڈرک شاہ پرشیا سلطان مصطفی کی یہ عدم توجہی دیکہہ کر روس سے مل گیا۔ اور دونون نے پولینڈ کی تقسیم کا معاہدہ کرلیا۔ پولینڈ جو ترکی کا باجگذار اور اندرونی انتظام مین آزاد چلا آتا تہا جنگ ہفت سالہ مین فرانس کا خیر خواہ رہا تہا۔ اور شاہ فرانس کا بیٹا شاہ پولینڈ کی بیٹی سے بیاہا گیا تہا اسلیئے فرانس پولینڈ کا طرفدار تہا۔

روسی جنگ

ملکہ کیتہرائن جو اپنے خاوند پیٹر ثالث کو قتل کرکے خود تخت نشین ہوئی تہی ایک اولوالعزم چالاک عورت تہی گو وہ عصمت اور عفت سے دور تہی لیکن وہ تمام صفات جو شاہان کشورکشا کو ضروری ہوتی ہین وہ سب کیتہرائن مین موجود تہیں وہ موقعہ اور وقت کو خوب پہچانتی تہی۔ اسنے سوچ لیا تہا کہ پولینڈ کا حقیقی خیرخواہ فرانس جنگ ہفت سالہ سے نیم جان ہو رہا ہے۔ وہ تو میدان مین نہین آسکتا ترکی کو بزور ہٹا یا جائے گا پس شاہ پولینڈ کے مرنے پر ایک شخص جسکا ناجائز تعلق کیتہرائن سے رہ چکا تہا۔ شاہ پولینڈ کردیا جسکو رعایاے پولینڈ نے نامنظور کیا اور فساد کہڑا ہوگیا۔ اور اسی فساد کے روکنے کے بہانہ سے روسیون نے پولینڈ مین دست اندازی شروع کردی سلطان کیتہرائن کی اس بے ایمانی سے سخت ناراض ہوگیا۔ اور اعلان جنگ کرنا چاہتا تہا مگر کم ہمت اور لالچی ارکین دولت کی جہالت کے سبب جو عیار اور چالاک زارینہ کے چکمون مین آئے ہوئے تہے سلطان کی رائے سے متفق نہوے اور جنگی کارروائی رکی رہی اور کاغذی گہوڑے ہی دوڑاتے رہے اور دربار روس پر تحریری اعتراضات کی بوچہار ہی کرتے رہے۔ جن کے جواب دینے مین روسی زیادہ چالاک تہے اور سہو قت جبکہ نالائق وزرا عثمانیہ بے فایدہ خط و کتابت مین اپنا وقت کہو رہے تہے بلکہ کیتہرائن صرف پولینڈ مین ہی جال نہین بچہا رہی تہی بلکہ ترکی کی عیسائی رعایا کو بہی ترکون کے برخلاف ترغیب بغاوت دے رہی تہی کہین مذہبی غیرت دلائی جاتی اور کہین روپیہ پیسہ خرچ کیا جاتا جاسوس اور خفیہ گماشتہ فوجی اور پادریون تک اس کام مین مشغول تہے اور ہسلی اور یونان تک

سمجھے گئے اور روس بازی لے گیا۔ اور ترکی سمندرون مین روسی جہازات کی آمد و رفت کو جائز قرار دیا گیا۔
باقی مفتوحہ علاقہ والیشیا۔ اور مالدوبیا۔ اور جارجیا امرشیا واپس تو کیے لیکن اول دو صوبون مین تو صرف نگار روسی مداخلت کو روا رکھا گیا جو بعد ان صوبون کے تصرف سلطنت عثمانیہ سے نکلنے کا باعث ہوا اور جارجیا۔ اور (؟) واقعہ ایشیا بھی ایسی مہمل شرائط پر واپس ہوا۔ جو آخر روسی تصرف کا باعث ہوا۔ کلیسائے یونانی معتقدین کی حمایت کے کئی حقوق زار روس کو دیے گئے جس سے آیندہ روسیون کو عیسائیون کی حمایت کی بہانہ سے ترکی مین دست اندازی کا موقعہ مل گیا۔ نقد ایک کروڑ روپیہ تین برسون مین ترکی نے دینے کا وعدہ کیا اسی عہدنامہ کی رو سے زار روس کو قیصر و شاہ تسلیم کیا گیا جس سے اب تک انکار کیا جاتا تہا۔ تمام شرطین ۲۸ تہین اس عہدنامہ سے سلطنت کا کمال زوال شروع ہوا اور آیندہ ہر ایک معرکہ مین کوئی نکوئی علاقہ ترکی کے قبضہ سے نکلتا ہی رہا۔

ان روسی معرکون کی تفصیل کی اس مختصر مین گنجایش نہین ہے اور کتاب کے نفس مضمون سے بہی خارج ہے۔ عثمانیہ تاریخون مین جو عربی ترکی انگریزی اُردو وغیرہ زبانون مین لکھی گئی ہین شائقین کو مطالعہ کرنا چاہیے یہان صرف اختصاراً بیان کیا گیا ہے۔

اس صلح کے بعد وزیر اعظم محسن پاشا قسطنطنیہ کو واپس ہوا۔ اور رستہ مین اڈریانوپل پہنچ کر فوت ہوگیا۔ اور عزت پاشا وزیر ہوا سلطان عبدالحمید نے امور سلطنت کے اصلاح اور باغیون کی بیخ کنی پر کمر باندہی لیکن عہدشکن روس نے عہدنامہ کو بالائے طاق رکہکر حدود مقررہ سے آگے ہی دست اندازی شروع کر دی اور کریمیا جسکو مطلق العنان آزاد عہدنامہ کنارجی مین دکہلایا گیا تہا۔ اسپر حملہ کر دیا۔ خان کریمیا اگرچہ ایک بہادر قوم کا سرپرست تہا اور خود مردانگی سے مقابلہ کرتا رہا اگر وہ زبردست روس سے جو خان کریمیا اور سلطان دونون کی متفقہ فوجون کو شکست دیکر عہدنامہ کنارجی مین ترکون کی امداد سے کریمیا کو ناامید کر چکا تہا۔ اکیلا کیا کر سکتا تہا بس وہ تاتاری جو عرصہ دو سو سال سے روسیون کو مارتے کاٹتے رہے تہے اور چنگیز خان کے نام کو یورپ مین قائم رکہے ہوئے تہے اب بے یار و مددگار ہوکر روسیون کی تلوار کا طعمہ ہونے لگے۔

سلطان عبدالحمید ان متواتر تعدیون اور خلاف عہدنامہ زیادتیون کو شکر پیچ و تاب کہاتا تہا مگر ملک کی بے انتظامی اور عیسایون اور مسلمانون کی بغاوت کے سبب کچھ کر نہین سکتا تہا۔ آخر بہادر حسن پاشا امیرالبحر کی شجاعت سے بیشمار باغی قتل کیے گئے اور عرب شیخ ظاہر جو برسون سے علاقہ سوریہ عکہ مین فساد کر رہا تہا اسکو شکست دیکر قتل کیا اور باغی گورنر بغداد کا بہی حشر ہوا۔ اور پہر موریا کے یونانی باغیون کی سزادہی پر مامور ہوا جنمین سے ہزارون قتل کیے گئے اور از سر نو مطیع کیے گئے۔ ملکہ کہتراین جو کریمیا پر قبضہ کر چکی تہی اور باب عالی اپنی کمزوری طاقت کے سبب سے خاموش ہو رہا تہا اس سے دلیر ہوکر ملکہ کہتراین نے عثمانیہ عیسائی رعایا کو اوبہار کا ناشروع کیا۔ اور جاسوسون

کیونکہ دونون نے روسیون کو شکست دی اور تمام روسی توپخانہ مگزین چھین لیا۔ اسی اثنا مین سلطان مصطفیٰ ثالث ۱۱۸۷ھ ہجری اور ۵۷ سال کی عمر اور ۱۶ سال کی حکومت کے بعد فوت ہوا۔

سلطان عبد الحمید اول بن احمد ثالث

سلطان مصطفیٰ ثالث کے بعد اُسکا بہائی عبد الحمید اول تخت نشین ہوا۔ اور اُسوقت روسیون سے سخت جنگ ہو رہا تہا عجب شان کبریائی ہے کہ جسطرح عبد الحمید اول کے لیے اُسکا بہائی مصطفیٰ روسیون کا معرکہ عظیم چہوڑ گیا تہا۔ اوسیطرح سلطان عبد الحمید ثانی کے لیے اسکا بہائی مراد روس کا محاربہ ۱۸۷۷ع چہوڑ گیا تہا۔ اور افسوس ہے کہ نتائج بہی دونون معرکون کے یکسان سلطنت عثمانیہ کے برخلاف نکلے جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔

سلطان عبد الحمید اول نے نہایت تندی سے فوج فراہم کی اور صدر اعظم کو چار لاکہہ فوج دیکر روانہ کیا چند لڑائیون کے بعد وزیر اعظم کو شکست ہوئی۔ اور وہ شوملہ مین گہر گیا۔ اور اسی مشکل حالت مین فوج ینگچری سرکش ہوکر وزیر اعظم کو میدان جنگ مین چہوڑ کر واپس چلی آئی جس سے وزیر اور اسکی فوج کے حوصلے پست ہوگئے اور صلح کی درخواست کی گئی۔ اور ۱۷ جنوری ۱۷۷۴ع بمقام کناری شرائطے ہو گئین اور ۲۱ جنوری کو دستخط ہوگئے۔ اوسکی بڑی بڑی شرطین یہہ تہین۔ (۱) آزاف۔ کلبرن۔ کرچ۔ ینی قلعہ۔ کبرطاس۔ کے علاقہ سلطنت عثمانیہ سے نکل گئے۔ اور روسیون کے قبضہ مین چلے گئے۔ یہہ وہ علاقہ تہے جنپر روسیون کے دانت پیر اعظم کے وقت سے چلے آتے تہے جو سات پشت اور ساٹہہ سال کی متواتر کوششون کے بعد ملکہ کیتہرائن نے سلطنت روس مین ملائے اور ع اگر بدر نتواند بسر تمام کند۔ کی مثال کو صحیح ثابت کر دیا۔

(۲) شرط یہہ تہی کہ کریمیا۔ کوبن۔ آور دریائے نیپر۔ و برواکے درمیانی علاقہ اور نیز دریائی بوگ اور نیسٹر کے درمیانی علاقہ تا بحدود پولینڈ کے تمام تاتاریون کو مطلق آزادی دی گئی۔ اور شرط لکہی گئی کہ ان علاقون کے خان کا انتخاب کرنا خود ان تاتاریون کے ہاتہہ ہوگا۔ اور سلطنت عثمانیہ یا روس ان تاتاریون کے پولٹیکل۔ ملکی۔ فوجی کسی معاملہ مین دخل نہین دینگے روس کو تو پہلے ہی کوئی اختیار نہ تہا۔ اور سلطنت عثمانیہ کو کئی صدیون کے بعد بے اختیار کیا گیا۔ اور بہادرون کی کان کریمیا وغیرہ کو جو ہر ایک معرکہ مین لاکہہ لاکہہ ناک اسلام پر جان نثار کرنیوالے جوان مرد سلطان کی خدمت مین حاضر کرتا رہا تہا سلطان سے الگ کر دیا اور کریمیا کے جو ترکون کے پشت گرمی سے ہمیشہ روس کو چنے چبا تا رہا تہا بے دست و پا کر دیا اور اسلامی اتحاد وجہتہ کو پراگندہ کیا گیا۔ یہہ شرط بظاہر تو تاتاریون کی آزادی کے خیال سے اچہی دکہائی دیتی ہوگی مگر در اصل دور اندیش روسیون نے ترکون کے قطع تعلق سے کریمیا وغیرہ کے الحاق کا رستہ صاف کر لیا تہا جسکو سلطان اور اسکے وزیر کمزوری یا نادانی

مورخ بہت کچہہ غلو و مبالغہ کرتے ہین کئی پشت سے شمشیر زنی کی آبائی اور اسلامی جوہر کہو کر محلسرای کی زنانہ زندگی کوہی خاصہ سلطانی جانتے تہے۔ اور انکی دیکہا دیکہی ترکون مین بہی فاتحانہ اولوالعزمی نہین رہی تہی۔ بخلاف اسکے روس جو وحشیانہ گمنامی مین پڑا تہا اب بہادرانہ خصائل سے اولوالعزم فاتح بن چکا تہا جو دہشت کبہی ترکون بلکہ انکی مطیع فرمان باجگذار تاتاریون کی تہی وہ اب روسیون کی طرف سے ترکون پر چہا گئی تہی۔ اور یہہ سزا فرمان الٰہی اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ کی رو سے ترکون کو بہگتنی پڑی تہی۔ اور ہر طرف سے ترکون کی شکست کی خبرین آرہی تہیں۔

روسیون نے قلعہ بلگریڈ۔ قلعہ بندر۔ سرویا وغیرہ علاقہ جات واقعہ دریاے ڈینوب سے ترکون کو نکال کر اپنا قبضہ جما لیا۔ اور مشہور اور مستحکم قلعہ اسمعیلیہ بہی فتح ہونیکو تہا کہ اسی اثنا مین شاہ جرمن جسنے روسیون کے ساتہہ ترکون کے برخلاف معاہدہ جنگ کر رکہا تہا مر گیا۔ اور اسکے جانشین بہائی نے روسیون کا ساتہہ چہوڑ کر بوساطت انگلستان آسٹریا اور روس کی طاقت روز افزون سے ڈر کر سلطان سے اتحاد کر لیا۔ اور وہ تمام عثمانیہ علاقہ جو آسٹریا سے ملکر فتح کیا گیا تہا۔ سواے ارزگیم کے واپس کیا گیا۔ اور روس کو صلح کے لیے لکہا گیا مگر جنگجو کیتہرائن نے شرائط صلح کو نامنظور کیا۔ اور لڑائی کو جاری رکہا۔ قلعہ اسمعیلیہ کو گہیر لیا جسمین تیس ہزار ترکی فوج موجود تہی ترکون نے نہایت جانبازی سے مقابلہ کیا اور جب تک کہ سامان جنگ اور رسد نے جواب ندیا مخالف کی کثرت فوج اور شدت محاصرہ کا ترکون پر کچہہ اثر نہ ہوا۔ افسوس کہ سلطان اس بہادر فوج کو ضعف سلطنت و نالائق وزرا کی بزدلی اور سوء تدبیری کے سبب کوئی مدد نہ پہنچا سکا۔ محصورین بہوک اور موت کا عرصہ تک مقابلہ کرتے رہے اور دن بدن انکی تعداد کم ہوتی رہی اور حملہ آور روسیون کے ساتہہ تازہ امدادی پرجوش فوج شامل ہوتی رہی اور مقتول و مجروح روسی فوج کی تلافی کرتی رہی فریقین کی لڑائیون مین اسقدر مردون کی لاشین تو اح قلعہ مین جمع ہوگئین کہ روسیون نے انہی لاشون سے خندق کو بہر کر عبور کر لیا اور اسکے وقت فصیل قلعہ پر چڑہ گئے اور شہر مین داخل ہوگئے مگر قلعہ والون نے کمال مردانگی و سرباختگی سے ہر ایک کوچہ و بازار مین مقابلہ کیا اور جبتک کہ ترکون کا کمانڈر شہید ہوا اور اس قلیل مگر بہادر جماعت کا آخری مسلمان شہید نہ ہوگیا لڑائی بند نہ ہوئی۔ روسیون نے تین دن تک قتل عام کیا۔ جوان۔ بوڑہے۔ زن و بچہ ہر ایک کو تلوار کے گہاٹ اتار دیا۔ صرف جنگی مرد تیس ۳۰۰۰۰ یا تینتالیس ہزار قتل کیے گئے اور دس ہزار زیادہ ہو عورتین بچے بوڑہے اس شمار سے علاوہ تہے۔ اسمٰعیلیہ کے محصورین سے ایک مسلمان نہر کے راستہ بچکر نکل آیا جسنے قسطنطنیہ مین اس واقعہ ہائلہ کی خبر پہونچائی اور اسی سے سلطان اور اسکے ارکین سلطنت خصوصاً سپہ سالار کی نالائقی صاف عیان ہوئی کہ خبر رسانی کا کوئی انتظام نہ تہا اور اسقدر جانباز مسلمانون کو موت کے منہ مین ڈال گیا تہا۔ اور ان بے یار و مددگار مسلمانون کی خبر تک نہ لی گئی لہذا اس جرم مین وزیر اعظم حسن پاشا فوج کو مطابق

مخالفت کا بیج بویا تو سلطنت عثمانیہ نے بھی بصلاح انگلستان اعلان جنگ کر دیا۔ اور انگلستان اور سویڈن۔ اور پولینڈ نے مدد دینے کا وعدہ کیا مگر افسوس کہ موقعہ پر کسی نیک نیت نے بھی ایفائے وعدہ نہ کیا۔

جنگ روس و آسٹریا۔

اس دفعہ ترکون کے برخلاف روس اور آسٹریا دونون نے ملکر لڑائی شروع کی تھی اور تیاری بھی اعلی پیمانہ پر کی گئی تھی اور فرانس بھی اگرچہ صریحًا مقابلہ پر نہ آیا۔ لیکن درپردہ روس کو مدد دیتا رہا۔ ملکہ کیتھرائن خود فوج کے ساتھ تھی اور دوسری طرف سے شاہ آسٹریا فوج لے کر چڑھا تھا۔ مقابلہ پر یوسف پاشا صدر اعظم بھی گیا جسنے میدان فتح اسلام مین خونخوار جنگ کے بعد آسٹریا کی فوجون کو شکست دی اور آسٹریا کے مقبوضہ و مفتوحہ کئی قلعہ فتح کر لیے اور ایک موقعہ پر شاہ آسٹریا ترکون کے ہاتھ قید ہوتا ہوتا بچ گیا تھا۔ مگر لڑائی کا سلسلہ بند نہ ہوا۔ دوسری طرف روسیون نے ترکون کو شکست دیکر سوبہ بغدان پر قبضہ کر لیا۔ اور کئی ایک جنگی اور شہر قلعہ اور شہر فتح کر لیے۔ چونکہ انگلستان سویڈن پولینڈ مین سے کوئی سلطنت معاہد ترکون کی مدد کو نہ نکلی اور اب اکیلے ترک ان دو غدار دشمنون کا مقابلہ زیادہ عرصہ تک نکر سکتے تھے اسلیے وزیر اعظم نے سلطان کو صلح کے لیے لکھا مگر سلطان عبد الحمید اول اسی اثنا سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین ۶۶ سال کی عمر اور ۱۶ سال کی حکومت کے بعد فوت ہو گیا۔

سلطان عبد الحمید کا عہد سلطنت عثمانیہ کے لیے نہایت نامبارک نکلا اور جس کمزوری کی بنیاد سلطان مراد چہارم کے بعد پڑی تھی اُسکا مضر نتیجہ بدقسمت سلطان عبد الحمید اول کو بھگتنا پڑا۔

سلطان سلیم ثالث بن مصطفی ثالث بن احمد ثالث

سلطان عبد الحمید اول کے بعد اسکا بھتیجا سلطان سلیم ثالث تخت نشین ہوا جسنے جمع آوری فوج اور انتظام ملک پر توجہ مبذول کی اور بیڑہ جہازات کو درست کرایا۔ تھوڑا کچھ فوج صوفیہ مین جمع ہو گئی۔ اور وزیر اعظم یوسف پاشا اور امیر البحر حسن پاشا کی سرکردگی مین روس و آسٹریا کے مقابلہ کو بھیجی گئی اور ۸ ماہ تک مختلف لڑائیان ہوتی رہین جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ ترکون کو شکست ہوئی اور تمام توپین اور گودام کھو بیٹھے اس لیے یوسف پاشا معزول اور کنج احسن پاشا وزیر اور اسکی معزولی پر جحازی حسن پاشا سنہ ۱۲۰۴ھ مین وزیر اعظم ہوا مگر وہ بھی دشمن کے مقابلہ مین ناکام رہا۔ اُس کے مرنے پر شریف حسن پاشا وزیر اعظم ہوا۔ ادہر تو باب عالی وزراے کی تبدیل و تغیر مین مصروف تھا۔ ادہر سلطنت مین سے گذر ان جرنیل سپہ سالار ہی کی لیاقت کے موجود ہوا کرتے تھے اس مین اب ایک بھی سپہ سالار نہین ملتا جو دشمن کو روک سکے خود سلاطین عثمانیہ جنکی تعریف مین مسلمان

سلطان سلیم کی اصلاحات

سلطان سلیم کے وقت ہر ایک صیغہ مین ابتری پڑ رہی تہی۔ نہ صیغہ مال کا انتظام درست او نہ صیغہ فوج کا ملک کو پشتی جاگیر دارون رشوت خوار عہدہ دارون۔ لالچی اجارہ دارون۔ خود سر کاری عہدہ دارون اور باغی مفسدون نے ویران کر رکہا تہا۔ فوج خود سر بے انتظام شتر بے مہار تہی۔ جدید فنون جنگ اور استعمال الآت جدیدہ سے ناواقف تہے اور انکو سیکہنا حرام جانتے تہے گو ایک صدی سے عیسائی فوجون سے زکین اُٹہا رہے تہے۔ مگر جاہلانہ تعصب سے ان مفید حربیہ قواعد کو عمل مین لانا خلاف مذہب جانتے تہے کوئی مدبر او خیر خواہ سلطنت وزیر یا عقلمند سلطان ان نادان متعصبین سے ڈر کر فنون جدیدہ کو جاری نہ کر سکتا تہا۔ کئی سپہ سالار وزیر اعظم ان سرکش لوگون کے ہاتہ سے قتل ہو چکے تہے مصر شام عرب۔ مین مسلمان باغی سلطنت کو پریشان کر رہے تہے۔ عرب پر فرقہ وہابیہ متصرف ہو چکا تہا جسکا ذکر آگے کیا جائے گا۔

ایسی حالت مین جبکہ سلطان کو معاہدہ جاسی جنگ روس سے فراغت ہوئی تو وہ انتظام مین مصروف ہو گیا اور سب سے پہلے وہ فوجی انتظام کی درستی کے درپے ہوا۔ جنگ گذشتہ مین یوسف پاشا سر عسکر نے روسی لفٹنٹ قیدی کے ذریعہ جسکا اسلامی نام عمر پاشا رکہا گیا تہا۔ یورپین طرز پر ایک پلٹن مرتب کی اور سلطان نے اسکی قواعد دیکہکر معلوم کر لیا۔ کہ عیسایون کی کامیابی کا راز یہی جدید قواعد ہے بس فرانس سے انجنیر اور توپچی اور قواعد سکہلانے والے اتالیق اور صناع اور کاریگر منگوائے گئے مگر جاہل ینگچریون نے آلات جدید کے استعمال سے انکار کر دیا اور جاہلانہ جوش پر اتر آئے جسکو سلطان سلیم نے نہایت عقلمندی سے فرو کیا۔ اور یورپین قواعد اوسی عمر پاشا کی پلٹن تک ہی محدود رہی مگر ترکی مین اصلاح کی بنیاد پڑ گئی۔ ملکی انتظام مین سلطان سلیم نے وصولی خراج و ٹیکس کا کام براہ راست عہدہ داران ملکی کے سپرد کیا اور حریص اور ظالم ٹہیکہ دارون کو یک قلم موقوف۔ وزیر کے اختیارات محدود جاگیر داری کا رواج آیندہ معدوم کیا۔ اور گورنری صوبجات کی میعاد تین سال اور دیوان (مجلس شوریٰ) کے ممبرون کی تعداد بارہ ۱۲ کر دی جنکے مشورہ بغیر وزیر اعظم کچہ نکر سکتا تہا ملک مین تعلیم کو رواج دیا مدارس جاری کیے۔ چہاپہ خانہ (مطابع) کو آزادی دیگئی مگر یہ کام کوئی دلون کا نہ تہا۔ مسلمان ان نیک تجاویز کو بدعت خیال کرنے لگے اور مفسدین عوام کو بہکانے لگے مصر مین مملوکون نے عثمانی گورنرون کو بیدست و پا کر دیا اور شام مین ایک گورنر نے علم استقلال بلند کیا۔ وہابیون نے جنکا آغاز سلطان محمود اول کے عہد مین ہوا تہا۔ اور سلطنت یورپین مشکلات کے سبب عرب کی طرف توجہ نہ کر سکے تہے اب اسقدر زور پکڑ لیا۔ کہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً کو بہی فتح کر لیا۔ اور اب شام پر چڑہائی کرنے کے ارادے کر رہے تہے ایسی حالت مین فرانس جسکی اتحاد

قتل کیا گیا اسپر مؤرخین کا افسوس درست نہین جسکو اپنے زمانہ کا زبردست بہادر کہا جاتا ہے - لیکن اسکی بہادری سے قوم کو فائدہ دیا اسقدر بہادر مسلمان عرصہ تک محصور رہے اور دشمن کے حملون کو روکتے رہے مگر مدد نہ پہونچائی گئی - اور آخر سب روسیون کی تیغ ظلم سے ہلاک ہوگئے -

اب میر یوسف پاشا وزیر بنایا گیا جسنے روسیون سے جو دریائے ڈینوب گذر آئے تھے ۱۲۰۵ ہجری مین کئی مقابلے کیے جسمین فریقین کے تخمیناً ۲ لاکھ آدمی ہلاک ہوئے آخر انگلستان کے مشہور مدبر وزیر پٹ نے اپنی گورمنٹ کو صاف کہدیا کہ انگلستان کی خارجی پالیسی ہمیشہ یہہ ہونی چاہیے کہ یورپ مین موازنہ طاقت قائم رکھنے کے لیے بشرط امکان روس کی طاقت کو بڑھنے اور ٹرکی کی طاقت کو گھٹنے نہ دیا جائے -

اور یہی خیال شاہ پرشیا کا تھا جو روس اور آسٹریا کی ترقی سے خوف زدہ تھا اسلیے ان دونون سلطنتون نے ملکہ کیتھرائن کو صلح پر مجبور کیا - اور ۱۲۰۶ھ مطابق ۱۷۹۱ء بمقام جاسی عہدنامہ لکھا گیا اگرچہ روس کو بہت سا علاقہ مفتوحہ چھوڑنا پڑا - مگر پھر بھی اسکی حد یورپ مین دریائے نیسٹر تک وسیع ہوگئی اور بوگ اور نیسٹر کا درمیانی علاقہ روس نے غصب کرلیا - ایشیا مین تمام عیسائی صوبے تفلس جارجیا آرمینیا سلطنت عثمانیہ کے قبضہ سے نکال کر آزاد کیے گئے -

اور روس کے لیے آیندہ الحاق کرنے کے واسطے رستہ صاف کر دیا گیا - عہدنامہ جاسی ۱۷۹۱ء جسکے روسی ملکہ کیتھرائن کی آرزو کی پورا نہونیکا انگلستان اور پرشیا دعوی کرتا ہے درست نہین مانا کہ روسیون کو ڈینوب کے آرپار کی فتح حاصل ہوچکی تھین مگر اس سے آگے بڑھنا اور قسطنطنیہ کو خطرہ مین ڈالنا آسان نہ تھا - اسلامی جوش موجزن ہو رہا تھا حسن پاشا وزیر اعظم کی قتل سے اس رنج و افسوس اور قومی جوش کا پورا اندازہ ہوسکتا ہے جو فوج اور عام مسلمانون مین پہیل گیا تھا - اس جوش کی موجودگی مین قسطنطنیہ کا فتح کرنا اور ایک خلیفہ المسلمین پر غالب آنا کوئی بچون کا کھیل نہ تھا چالاک کیتھرائن ان مشکلات سے بخوبی واقف تھی - پس اس فاتحانہ جنگ سے جو فوائد ممکن تھے - وہ انگلستان اور پرشیا کی مخالفت کے باوجود بہی اسکو حاصل ہوگئی - یورپ مین بہی وسیع علاقہ دبا لیا - اور ایشیا مین چند زرخیز آباد مفید اور بہادر دنگی کان صوبجات سلطنت عثمانیہ سے علیحدہ کردیے اور آیندہ اپنا شکارگاہ بنالیے - انگلستان اور پرشیا جو عہدنامہ جاسی کا ہماری احسان جتاتے ہین روسیون نے خصوصاً عیسائیون کی بہتری اور ترکون کی کمزوری کا باعث ہوئے ان یورپین جانبازون کی ثالثی اور ترکون سے دوستی محض اسلیے تہی کہ ترکون کو جہانسہ دیکر عیسائیون کے مطالبات منوا دیا کرین اور اسطرح عثمانیہ سلطنت کی جڑ کاٹتے رہے اور اسکے بعد مین بہی ان منافق دوستون کا یہی حال رہا مشہور شہر اڈیسہ بہی اسی وقت روسیون کے قبضہ مین دیا گیا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم لَا اِلٰہ الا اللہ لا والد لہ ولا شریک لہ فی ملکہ وبعد ذلک وانی عبد اللہ
واحترم نبیہ والقران العظیم وانہم مسلمون مخلصون ان فقرات عربیہ سے صاف ظاہر ہے
کہ نپولین نے ایک پکے مسلمان کی طرح توحید و نبوت اور قرآن مجید کا اقرار کر لیا۔ اپنی قوم کو مسلمان مخلص قرار دیا
ہے ابن اللہ کے عقیدہ سے جو عیسائیت کی روح و رواں ہے صاف انکار کیا گیا۔ پس عام مسلمانوں کی لیے جو ایمان
کے لیے اقرار باللسان کی شرط ضروری جانتے ہیں اور ذات باریتعالی کو صاحب اولاد ماننے کے سبب عیسائیون کو
مشرک مانتے ہیں نپولین نے ان ابتدائی فقرات میں اس شرط کو کسیقدر پورا کر دیا اس تصنع و تکلف سے
غرض یہہ ہے کہ اہل اسلام کے مذہبی اور جہادی جوش سے پہلو بچایا جاوے وہ جانتا تھا کہ تمام یورپ کے سلاطین اسی
مصر کے ایک حکمران سلطان صلاح الدین غازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مجاہدانہ محاربات سے کس ناکامی اور ذلت
کے ساتھ مایوس واپس کیے گئے تھے۔ اور انہیں مصریون نے داد جہاد دیکر لوئی شاہ فرانس کو قید کر لیا تھا۔ نپولین
اس اسلامی جہاد کی پرجوش کیفیت سے واقف تھا پس اسکو مسلمان بننا پڑا۔ تاکہ عام مسلمان اسکو بھی مسلمان سلطان
جان کر مذہبی لڑائی سے ہٹ جائین اور ملکی لڑائی میں نپولین کی ہر طرح کامیابی تھی۔
نپولین نے اپنے اس عقیدہ اسلامی کے ثبوت میں پوپ روم کی اس کرسی کے توڑنے پھوڑنے کا ذکر کیا جس کے ذریعہ
وہ عیسائیون کو مسلمانون کے برخلاف جنگی تحریک کیا کرتا تھا اور مالٹا کے ان نائٹون کی سزادہی کا بھی ذکر کیا جو مسلمانون
کے سخت دشمن تھے اور اسلامی جہازات کو تاخت و تاراج کرتے رہتے تھے اگرچہ نپولین کی یہہ حرکات خاص فرانس کے
پولیٹیکل اغراض کے حصول کے لیے تہین مگر چالاک نپولین نے دنیا سے بیخبر مسلمانون پر منت کرم داشتن کا مغالطہ
کیا۔ وہ مسلمان بنکر مصر سے آگے بھی اسلامی خلافت کا دم مارکر ہندوستان جہین ابہی اسلامی شاہی کے نشان
باقی تھے اور یورپ مسلمانون کو بھی ہندوستان کا سلطان جانتی تھی اور ایشیا مین فرانسیسی جال پھیلانے کے لیے
نپولین کو منافقانہ طور سے مسلمان بننا پڑا۔ اگر وہ واقعی مسلمان ہوتا تو اس کی خلافت اسلامی کی کامیابی میں
ذرہ بھی شک نہ تھا مسلمانون کو ایک بہادر فاتحہ کی نہایت ضرورت تھی جو مسلمانون مین مدت سے مفقود تھا۔
مگر نپولین کی یہہ ضمیر فروشی محض عوام مسلمانان مصر کو دہوکہ دینے اور مقابلہ سے ہٹانے کے لیے تھی جسمین وہ
کسی قدر کامیاب ہوگیا اس اعلان میں جو تمام مسلمانون کے نام تھا نپولین نے مصر مین آنے کی وجہ سلطان
سلیم کی امداد اور مفسد مملوکون کے اخراج سزادہی ظاہر کی اور لکھا کہ وہ سلطان اور مسلمانون کا دوست
اور مصریون کو مملوکون کے ظلم سے نجات دینے اور سلطنت عثمانیہ کا شاہی اقتدار جمانے کے لیے آیا ہے۔
نپولین کی اسی اختراع کردہ تدبیر سے بعد مین انگریزون نے فائدہ اٹھایا۔ اور سلطان اور خدیو مصر کی امداد کے
بہانہ سے عربی پاشا کی لڑائی کے لیے مصر مین داخل ہوگئے ہین۔

قدیمہ کے خیال سے سلطان سلیم دوم یورپ کے ساتہہ ملکر فرانس کی جمہوری سلطنت کے برخلاف نہین ہوا تہا اور انگلستان اور پرشیا جو فرانسیسی مخالفت کے عوض مین روس سے صوبجات مفتوحہ دلانیکا وعدہ کرتے تہے سلطان نے قدیمی رفاقت فرانس کے خیال سے فرانس کے برخلاف ہتہیار نہین اٹہائے تہے اوس وقت احسان فراموش فرانس نے سلطنت عثمانیہ کے مشکلات پر غور کرکے فیصلہ کیا کہ سلطنت عثمانیہ اسقدر کمزور ہوگئی ہے کہ اسکا سنبہالنا مشکل ہے ضرور ایک نہ ایک دن سلاطین یورپ اور دیگر مخالفین اسکی تکا بوٹی کر لینگے پس بے دوستون کی طرح فرانس نے سب سے پہلے خود ہی اس ناجیانہ فعل کا ارتکاب کیا۔ اور مصر کو آسان شکار تصور کیا جہان سے باغی مملوک سلطانی اقتدار کو نقصان پہونچا چکے تہے۔ اور خود کسی بڑی سلطنت خصوصاً نپولین بونا پارٹ جیسے بہادر کی ٹکر کا صدمہ برداشت نکر سکتے تہے۔

فرانسیون کا مصر پر قبضہ

صلیبی جنگون کے زمانہ سے فرانسیون کے دانت مصر پر تہے اور کئی دفعہ ناکام حملہ کر چکے تہے فرانس کا مشہور بادشاہ لوئی جو یورپ مین لوئی مشہور ہے کچہہ حصہ مصر کا فتح کر چکا تہا مگر سلطان صالح ایوبی کے عہد مین بہادر مملوکون کے ہاتہہ سے شکست فاش کہاکر قید ہوا۔ اب پہر وہ قدیمی خیال تازہ کیا گیا۔ اور چونکہ ہندوستان مین انگلستان فرانس کے اقتدار کو کہوکر اپنا غالبانہ تسلط جما چکا تہا۔ اور مشرق مین اسکی دن بدن شاہانہ طاقت بڑہ رہی تہی۔ اسلیے نپولین نے ہندوستان کی فتوحات کا راستہ نکالنے یا اس خوف سے کہ کہین انگلستان مصر پر بہی قبضہ کرلے ناگہانی طور سے ۲ محرم سنہ ۱۲۱۳ھ کو فرانسیسی جہازات بندر سکندریہ مین داخل کرلیے۔ اہل سکندریہ جو لڑائی کے لیے ہرگز تیار نہ تہے کسیقدر لڑے لیکن امان لیکر ہٹ گئے اور سکندریہ پر فرانسیون کا قبضہ ہوگیا چالاک نپولین نے عام مسلمانون کو یہہ دہوکہ دیا کہ مین سلطان کا دوست ہون اکثر مملوکون کو سزا دینے کے لیے آیا ہون۔ فرانسیون کے پہونچتے ہی برائے نام عثمانیہ گورنر ابو بکر پاشا تو قسطنطنیہ چلا گیا۔ اور ملک سیاہ سفید دو مملوک سرداروں ابراہیم بیگ و مراد بیگ کے ہاتہہ رہا۔ جو مصری فوج لیکر حسب دستور نکلے اور فرانسیون کا اعلان وہان پہونچ گیا جس سے یورپین پالیسی جو وہ مشرقی باشندون سے برتتے رہے اور جس سے مسلمانون کو نادان جاہل بنا کر اپنا الو سیدہا کرتے رہے بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔

اعلان فرانس بنام مسلمانان مصر

اس اعلان کا آغاز اسلامی اصول و عقاید کے مطابق حسب ذیل ہوگیا تہا۔

اب علما کی آنکھین بھی کھلین لیکن بجائے اسکے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ سچے مجاہدین کی طرح شمشیر بکف مقابلہ اعدا کے لیے میدان مین نکلتے وہ صحیح بخاری اور اسم لطیف کے اوروظائف پڑھنے پر ہی زور دیتے رہے حتی کہ فرانسیسیون کی آمد آمد کی خبرین گرم ہونے لگین لوگون کے دل ڈہل گئے دولت مندون نے قیمتی اسباب و اشیاء کو چھپانے اور محفوظ مقامات مین رکھنے لگے۔ پھر جامع ازہر مین امرا و علما کی کمیٹی ہوئی اور مورچہ بندی او مقابلہ کی تجویز پاس ہوئی مسلمانون نے دل کھولکر چندے دیے اور سامان حرب مہیا کیے۔ بہادر مراد بیگ بھی مملوکون اور فلاحین مصر اور عربون کو جمع کرکے آملا۔ مگر مصری ایک برات سے زیادہ حقیقت نہ رکھتے تھے ان کم ہمت امرا کو اتنا بھی معلوم نہو سکا کہ دشمن کس راستہ سے آرہا ہے۔ یہانتک کہ وہ سر پر پہونچ گیا اور ان براتیون کو بہوننا شروع کیا۔

مراد بیگ اور اسکے مملوکون نے ہرچند بہادرانہ حملے کیے مگر فرانسیسیون کی مربع بندی کو نہ توڑ سکے اور نہ آتشباری سے عہدہ برآ ہو سکے ہزارون جوان کٹوا کر واپس ہوئے اور مصریون کا کیمپ جون کا تون لاکھون کی قیمت کا فرانسیسیون کے ہاتھ لگا۔ اس ہزیمت کے بعد مصری شہر کو واپس لوٹ آئے اور مال اسباب لیکر نہایت پریشانی اور ابتری سے بھاگنے لگے جنکی تفصیل سے قلم قابو مین نہین رہتا جو لوگ مصر سے نکلے انکو عربون اور دیہاتیون نے لوٹ لیا۔ اور محتاج و مفلس بنا دیا مصریون نے بذریعہ تاجران فرانس بونا پارٹ سے امان کی درخواست کی جس عقلمند اور مدبر نے امان کے علاوہ مصری عدالتہائے دیوانی اور فوجداری کا اختیار بھی علماء مصر کے حوالہ کر دیا صرف وصول محاصل کا انتظام فرانسیسیون کے ہاتھ مین رکھا۔ دس مشائخ مصر کی ایک کمیٹی دیوان مقرر کی گئی اور تمام مقدمات کا انفصال حسب شرع محمدی بدستور سابق ہونے لگا ہر ایک فرانسیسی دگنا دگنا مول دیکر مصریون سے چیزین خریدنے لگا جس سے مصری مطمئن و فارغ البال ہوکر فرانسیسیون سے مل جل گئے اور جابر مملوکون کی نسبت وہ فرانسیسیون کی حکومت سے زیادہ خوش ہو گئے بونا پارٹ نے صرف مصریون کو حکومت مین ہی حصہ دیا بلکہ انکی مذہبی رسوم کو بھی مثل مسلمانون کے ادا کرنے لگا اور اپنے آپ کو ایک مسلمان یا کم سے کم ایک بے تعصب عیسائی موحد ظاہر کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ عمامہ وغیرہ اسلامی لباس پہن لیا اور مجالس مولود نبوی علیہ السلام مین خود حاضر ہوکر نہایت خشوع و خضوع اور عزت و احترام سے بیٹھنے لگا۔ اسی طرح دیگر ملکی تہوارون مین شامل ہو کر مغائرت کو دور کرنے لگا جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مصری تمام کدورتون اور نفرتون کو بھول گئے اور مصر مین کوئی خدشہ نہ رہا جو چال نپولین چلا تھا کبھی کسی فاتح کو نہین سوجھی گو اسکو منافقانہ طور خیال کیا جائے لیکن بظاہر عطائے اختیارات حکومت (سیلف گورنمنٹ) اور مذہبی آزادی مسلمانون کا طریق معاشرت اختیار کرنے سے بونا پارٹ فیاض فاتح۔ آزاد مشرب وسیع خیال غیر قومون پر حکومت کرنیکے لائق ثابت ہوتا ہے اگر سلطان سلیم انگریزون اور روسیون کے ساتھ نہ ملتا اور بونا پارٹ پر اسکو اعتماد ہوتا یا بونا پارٹ ہی سلطان کی کسیطرح تسلی کر سکتا۔ تو بونا پارٹ ضرور اپنے ارادہ تسخیر ہندوستان مین کامیاب ہوجاتا

نپولین نے اعلان مذکور مین مملوکون کے ظلم و سفاکی۔ جہالت و سفاہت مصر کی بربادی و تباہی خلیفۃ المسلمین سلطان سے سرکشی و بغاوت کو لون مرچ لگا کر زیادہ زور سے ظاہر کیا اور مشائخ علما و قضات کو جو مذہبی جنگ کے محرک خیال کیے جاسکتے تھے انکو خاص طور سے مخاطب کر کے لکھا کہ وہ تمام مسلمانون کو سمجھادین کہ فرانسیسی پکے مسلمان اور سلطان سلیم دام ملکہ کے خیر خواہ حقیقی ہین وہ سلطان کے دشمن مملوک باغیون کو مصر سے نکالنے اور سلطنت عثمانیہ کا سکہ بٹھانے کے لیے آئے ہین پس جو لوگ ہمارے ساتھہ متفق ہونگے اور اغراض مذکورہ کے حصول مین امداد دینگے انکو انعام و اکرام دیا جائیگا مناصب بڑے ملے جائینگے۔ معافیات اور جاگیرین عطا ہونگی اور جو لوگ مملوکون سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے گہرون مین مقیم رہینگے اور لڑائی مین حصہ نہ لینگے انکو بھی کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائیگا لیکن جو لوگ مملوکون کا ساتھہ دینگے انکا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹایا جائیگا۔ انکا مال و اسباب لوٹ جائیگا۔ زن و بچہ قید کیے جائینگے انکے گاؤن جلائے جائینگے لیکن جو قصبہ شہر گاؤن اطاعت اختیار کرینگے انپر عثمانی علم نصب کیا جائیگا۔ اور یہی پالیسی تھی انگریزون نے ہندوستان کے شاہان مغلیہ کا کچھ عرصہ تک برائے نام علم مغلیہ نصب کیے کر ہندوستانیون کو بدگمانی پیدا ہونیکا موقعہ نہ دیا تھا اعلان مین مذہبی آزادی اور حرمت مساجد وغیرہ مکانات مذہبی کا بھی وعدہ کیا گیا اور اعلان کے اخیر مین یہ عبارت درج تھی

"المصریون بالجمعهم ینبغی ان یشکروا الله تعالی علی انقضاء دولة الممالیك قائلین بصوت عال ادام الله اجلال سلطان عثمان ادام الله اجلال العسكر الفرنساوی لعن الله الممالیك واصلح حال الامة المصرية" مضمون اعلان سے ظاہر ہے کہ نپولین نے ان تمام عقائد سے انکار کیا کہ جس سے مسلمان فرانسیسیون کو دیگر عیسائیون کی طرح کافر جانتے تھے توحید کے اعلان نبی کریم۔ اور قرآن عظیم کے اقرار کو قبول کیا اور ساتھہ ہی عثمانیہ سلطنت کی خیر خواہی اور مخالفین سلطان یعنی مملوکون کے اخراج اور دفع فساد کا ادعا کیا اور یہ ایسا نسخہ تھا کہ جسکے اثر نے واقعی عام اہل اسلام اور علما کو مملوکون کی امداد سے الگ کر دیا۔ عثمانی سلطان کے دوستون فرانسیسیون سے لڑنا جو خاص سلطان کی مدد کے لیے آئے ہون خود خلیفۃ المسلمین سے لڑنا تھا جنکی مذہب ہرگز اجازت نہین دیتا اسی غلطی اور دہوکہ مین آکر مملوکون کو صرف مصری فوج کی دل برداشتہ گروہ کے ساتھہ حمایہ کے قریب فرانسیسیون سے مقابلہ کرنا پڑا مملوکون کے پاس نہ جدید ہتہیار تھے اور نہ قواعددان فوج تھی مذہبی جوش جس سے ہمیشہ مصری عیسائیون کو زک دیتے رہتے تھے وہ بھی عیار نپولین نے کہو دیا تھا۔ مقابلہ ہوتے ہی فرانسیسی توپخانہ نے مصری ہراول کو بھون ڈالا جو شکست پا جیزہ پہونچ گئے اور پرسنقیل مین دو فوجون کا مقابلہ ہوا۔ مملوک شاہ مراد اول نے جنہون نے اپنی تلوار کا امتحان بارہا فرانسیسیون مشغول ترکون کی گردنون پر کیا تھا بڑھ کر حملے کیے۔ لیکن افسوس فرانسیسی توپخانہ کے سامنے ان بہادرون کی شہادت کے سوا اور کوئی فائدہ نہ نکلا! مسلمانون کو شکست فاش ملی مراد بیگ صعید کو اور ابراہیم بیگ صحرائی شرقی شام کو بہاگ گیا۔ اور مراد بیگ کا بیڑہ جہاز تندہی فرانسیسی نے جلا دیا۔

عثمانیہ سے بخوبی مدد ملسکتی تہی اور عثمانیہ بیڑہ بہی اسکا ہاتہہ بٹا سکتا تہا خشکی کی لڑائی کے لیے تمام دنیا عاصی فرانسیسیوں کے برخلاف سلطان سلیم کا ساتہہ دیگی ہندوستان تک پہونچنے سے پہلے ہی بونا پارٹ اپنی غلطی کا خمیازہ اٹہائیگا اور انگریزون کی تواعدان فوج خواہ قلیل ہی کیون نہ ہو مسلمانون خصوصاً ترکون کے ساتہہ ملکر خوب کام کرسکتی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بہادر نلسن جو بونا پارٹ کے پیچہے لگا ہوا گیا تہا۔ تا تا ٹائیلز کار نو ہوتا ہوا۔ اور سراغ لگاتا ہوا سکندریہ پہونچ گیا۔ مگر بونا پارٹ نلسن کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنی فوج خشکی پر اتار چکا اور اسکندریہ کو فتح کرچکا تھا آخر نلسن کا فرانسیسی بیڑہ سے مقابلہ جزیرہ ابوقیر کے قریب ہوا۔ جو سکندریہ سے تہوڑی دور سمندر مین واقع تہا۔ انگریزی بیڑہ کو کامل فتح ہوئی اور فرانسیسی بیڑا معہ اُسکے امیر البحر کے تباہ ہوگیا۔ صرف پانچ جہاز جنگی نامرد کمانڈر نے لڑائی مین حصہ نہین لیا تہا۔ سلامت بچ کر مالٹا پہونچ گئے اور اس بیڑہ کی تباہی سے بونا پارٹ جو ایشیا مین سکندر و تیمور کی طرح فتح کا ڈنکا بجانا چاہتا تہا مصر کے سرزمین مین زندہ درگور ہوگیا۔ نہ وہ ہندوستان پہونچ سکتا تہا نہ فرانس واپس جاسکتا تہا۔ گو مصر مین اُس نے مدبرانہ قابلیت سے انتظام کا سکہ بٹہا لیا تہا۔ لیکن مصر کی جنوب اور مغرب مین غیر آباد سوڈان اور صحرای اعظم تہے شمال مین انگریزی او عثمانی بیڑے ناکہ بندی کیے ہوئے تہے مشرق مین عرب تہا جہان اُسوقت ایک گرم جوش اور جان فروش فرقہ وہابیہ عثمانیون کی جگہ اپنا اقتدار جما چکا تہا جسکے ساتہہ بونا پارٹ کا کوئی دہوکہ چل سکتا تہا اور نہ وہ بزدل مصریون کی طرح فرانسیسیون کو مسلمان سمجہہ سکتے تہے۔ اور اگر فرانسیسی سرزمین عرب مین قدم دہرتے تو مقامی مشکلات کے علاوہ عام اسلامی مخالفت کا شکار ہوجاتے بس بونا پارٹ سخت تذبذب مین مبتلا ہوگیا سلطنت عثمانیہ کا لشکر شام جو مہم مصر کے لیے تیار ہو رہا تہا آخر اُسکی جا جا مقابلہ کو تیار ہوگیا اُسکا خیال تہا کہ مصر کے علاوہ شام پر قبضہ ہوجاویگا۔ اور پہر وہ سلطان پر دباؤ ڈال کر یا کسی اور طرح سے مفید سمجہوتہ کرکے ہندوستان فتح کرنے کے قابل ہوسکے گا۔ یا شام خصوصاً قدس کی تسخیر سے وہ نیکنامی حاصل کرسکیگا جسکی آرزو مین یورپ کی تمام جلیل القدر شاہان مرتے رہے ہین اور مجموعی طاقت کے زور لگاکر بجز یاس و حسرت اور کچہہ فائدہ نہ اٹہا سکتے ہے۔ غرضیکہ بہادر نپولین شام کو بڑہا۔ اور یافہ کے چار ہزار بہادر ترکی فوج کو جنہے بیاس نمک سلطانی بونا پارٹ کا سخت مقابلہ کیا تہا۔ فتح کے بعد اس دلیل و ذلیل پر کہ اُسکے پاس حفاظت کے لیے کافی فوج نہین ہے۔ نہایت سفاکی سے گولیون کی بارمار مار کر قتل کیا جو گولی سے بچا وہ سنگین سے ہلاک کیا گیا۔ یہ ہے فرانسیسی تہذیب جسکا عوض خدا نے بذریعہ طاعون لیا۔ اور ہزارون فرانسیسی کتے کی موت مرتے رہے۔ بونا پارٹ یافہ کے بعد عکہ کو روانہ ہوا جسکو احمد پاشا جزائر نے خوب مستحکم کر رکہا تہا گو وہ اسکا مخالف نپولین تہا۔ مگر جس لیاقت اور شجاعت سے اُس نے عکہ کو بچایا بلکہ باہر نکل کر دہاوے کرتا رہا اُس سے ثابت ہوگیا کہ جزائر پاشا بہی جنگی لیاقت مین نپولین سے کم نہ تہا فرانسیسی توپون نے کئی بار فصیل قلعہ مین شگاف

ہندوستان مین فرانسیسی بہت کچھہ دخل پانے کے بعد انگریزون سے زکین اٹھا چکے تھے لیکن ابتک کئی ہمقند دیسی امرا انگریزون کے برخلاف تھے اور فرانسیسی کئی ایک ریاستون مین ملازم و اتالیق فوج کی حیثیت سے فرانسیسی جال پھیلا رہے تھے انگریز ہندوستانی طریق تمدن سے نفور اور دیکھنے مین مغرور اور بونا پارٹ اور اسکے ساتھی فرانسیسی ہندوستانی قالب مین ڈہل جانیوالے اور سیلف گورنمنٹ کو نہایت فراخ دلی سے دینے والے تھے پس اگر بونا پارٹ مصر کے تصرف سے ترکون سے بگاڑ نہ کرتا اور کسی طرح ہندوستان پہونچ جاتا تو فرانسیسیون کی کامیابی مین شک تھا اگر اُس سے غلطی ہوئی اور اُس نے یہ خیال نہ کیا کہ جبکہ وہ آسٹریا روس انگلستان جیسی سلطنتون سے بگاڑ رکھتا ہی اور سلطان سلیم گو اُسوقت مشکلات مین مبتلا تھا مگر دیگر سلاطین یورپ کی مخالفت کے موقعہ پر سلطان اسکو کس قدر تکلیف پہو سکتا ہی اور خلیفۃ المسلمین کے اعلان جنگ کے مقابلہ مین بونا پارٹ کا تصنع اور تکلف اور ادعای اسلام کیا کام آسکتا ہے اور سلطانی جنگ کی حالت مین انگلستان جسکے کچلنے کے لیے وہ یہہ تمام تدبیرین سوچ رہا ہے وہ اسکو کیا بچا سکتا ہے۔

ترکی اور انگلستان و روس مین اتحاد

دول یورپ خصوصا انگلستان مدت سے سلطان پر زور دیرہا تھا۔ کہ فرانس کے برخلاف کارروائی کرے مگر قدیمی رفاقت کے خیال سے سلطان علیحدہ رہا۔ اب جو بونا پارٹ نے مصر پر قبضہ کر لیا اس لیے سلطان بھی انگلستان اور روس کے ساتھ شامل ہوگیا۔ ضرورت نے روس اور ترکی جیسے دو دشمنون کو بھی متحد کر دیا۔ روسی بیڑہ جہازات کا عثمانیہ بیڑے نے نہایت شان و شوکت سے استقبال کیا۔ اور روسی و ترکی بیڑون نے ملکر جزائر یونین پر حملہ کیا جو اسوقت فرانسیسیون کے قبضہ مین تھا۔ اور کارفو وغیرہ جزائر کو فتح کر کے ایک جمہوری ریاست ماتحت سلطنت عثمانیہ قائم کی گئی جسقدر فرانسیسی سوداگرون کی تجارتی کوٹھیان سلطنت عثمانیہ مین تھین لٹ گئین بحیرہ روم اور شام دیسر کی وسیع تجارت جو صدیون سے فرانسیسیون کے ہاتھہ مین تھی سب برباد ہوگئی آسٹریا اور روس کی متفقہ فوجون نے اٹلی مین فرانسیسیون پر آفت برپا کر دی انگلستان نے جسکو بونا پارٹ کے قبضہ مصر سے زیادہ خطرات کا سامنا تھا ادہر تو سلطان سلیم کو جنگی کارروائی پر آمادہ کیا جسنے شام اور رہوڈس مین مقابلہ بونا پارٹ کیلیے جنگی تیاریان شروع کردین۔ شام کی فوج کی کمان جزائر پاشا گورنر عکہ کو دی گئی۔ اور رہوڈس کی فوج مصطفے پاشا کی ماتحت کی گئی بحری جنگ کا بیڑہ انگلستان نے اٹھایا جو بہادر اور فخر انگلستان امیر البحر نلسن اور سر سڈنی ہتہ کی ماتحت تھا۔

نلسن اولوالعزم شجاع اور بحری محاربات مین فرانسیسی امیر البحر سے زیادہ ہوشیار تھا انگریزون کو یقین تھا کہ بحری لڑائی مین نلسن فرانسیسی بیڑے کو شکست دے سکے گا۔ جبکہ اسکو بحیرہ روم اور شام مین ملحقہ علاقہ

دول یورپ کی مخالفانہ چالوں کو تار عنکبوت کی طرح توڑ دیا واقعی وہ انگریزی بیڑہ کی موجودگی بحیرۂ روم کے سبب عثمانیہ سلطنت کے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا تھا جبکہ عثمانی اور روسی بیڑے نے فرانسیسی بیڑے کو بحیرۂ یڈریہ تک کی مشرقی ساحل پر غارت کر دیا اور جزائر آیونین اور بحیرۂ مذکور مشرقی ساحل کے اضلاع و قصبات ترکی کے قبضہ میں آچکے تھے یہ علاقہ فرانس کو ۱۷۹۷ء میں ریاست وینس کے معدوم کرنے سے ملا تھا جنکو نیک نیت اسٹریا اور فرانس نے ملکر نابود کیا تھا روس نے اسکے عوض میں جارجیا واقع ایشیا سلطان کی رضامندی سے اپنی سلطنت میں داخل کر لیا جو ابتک روس کے قبضہ میں چلا آتا ہے۔ مگر جزائر آیونین دو سال بعد ہی اس عذر پر کہ وہاں کی عیسائی رعایا سلطانی حکومت قبول نہیں کرتی روس کے قبضہ میں چلے گئے۔ اور ۵ سال بعد نپولین نے روس کو شکست دیکر واپس لے لیے اور پھر انگریزی سرپرستی میں آگئے۔

فرانسیسیون کا مصر کو خالی کرنا

نپولین تو مشکلات صدر سے گھبرا کر اوائل اگست ۱۷۹۹ء کو انگریزی بیڑے سے چھپتا ہوا فرانس پہنچ گیا۔ اور مصر میں جنرل کلیبر معہ ۲۵ ہزار فوج رہ گیا۔ ترکوں نے خونخوار معرکہ کے بعد العریش کو فرانسیسیوں سے چھین لیا۔ اور انگریزوں نے بحیرہ روم کے تمام ناکے بند کر لیے اور مصر میں طاعون بھی پھوٹ پڑی جسمیں مراد بیگ جو اب فرانسیسیوں کے زیر رسوخ آچکا اور انکی طرف سے ہی سعید کا حاکم تھا مر گیا۔ کلیبر کی فوج کو بھی طاعون سے نقصان پہنچا۔ اور انہیں بوجہ ضعف کو وجہ درخواست صلح قرار دیتے ہیں جو جنرل کلیبر نے انگریزی امیر البحر سے کی اور دسمبر ۱۷۹۹ء کو عہدنامہ پر دستخط کیے گئے شرائط یہہ تہیں۔ (۱) سلطنت عثمانیہ نے جسقدر علاقہ فرانس کا فتح کیا ہے فرانس کو واپس دیا جاوے یہہ علاقہ جزائر آیونین وغیرہ تھا۔

(۲) ترکی اور فرانس میں بدستور سابق سفارتی تعلقات قائم ہو جائیں۔

(۳) تین ماہ تک لڑائی بند ہے تاکہ اس عرصہ میں فرانسیسی مصر کو خالی کر سکیں۔

مگر انگریزی وزارت نے جو فرانسیسی فوج کی کمزوری سے بخوبی واقف تھے اور ہندوستان کی فتح کرنیوالی اس فوج کو بخوبی ذلیل کرنا چاہتے تھے صلح کو منظور نہ کیا۔ اور کہدیا کہ جبتک فرانسیسی فوج مصر بطور اسیران جنگ اپنے آپ کو حوالہ نکرے صلح نہیں ہو سکتی جسپر غیور کلیبر بھی بگڑ گیا۔ مگر یہہ شکلی شیخی چندروزہ تھی جو لوگ مصر کی فرانسیسی فوج کی حالت ضعیف خیال کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ نپولین کے بعد ۸ ماہ ہی گزرنے نہ پائے تھے کہ جنرل کلیبر جو نپولین کا دست راست اور بہادر و منتظم شمار ہوتا ہے ایک العریش کی فتح ہونے اور سلطنت عثمانیہ کی سر توڑ جنگی تیاری کی خبر سنکر ہی مصر چھوڑنے پر راضی ہو گیا جسکے قبضہ کو اسکا آقا نپولین فتح ہندوستان کے لیے ضروری جانتا تھا پس اگر نپولین

گیا اور فوسکاف سے گذرنے کے لیے عام پر جوش حملہ کیا گیا مگر بہادر ترکون نے گو ہزارون جوان کٹوا دیے لیکن فوسکاف سے آگے ایک قدم نہ بڑہنے دیا اور ہر حملہ مین فرانسیسون کو نقصان کثیر اٹہا کر پسپا ہونا پڑا ایسے حملے فرانسیسون نے ۸ اور ترکون نے ۲ ایسے کیے تہے جس سے محصورین کی ہمت استقلال زیادہ ثابت ہوتا ہے نپولین دو ماہ تک اسی طرح بے سود حملے کرتا رہا۔ آخر ناکام ہو کر محاصرہ اٹہا لیا۔ وجہ ناکامی جدید تربیت یافتہ فوج کا قسطنطنیہ سے آنا اور نپولین کو کسی طرف سے مدد کا نہ پہونچنا اور مصر کو مصطفی پاشا کے حملے سے بچانا بیان کیا جاتا ہے لیکن اگر یہہ بواعث درست بہی ہون تو بہی اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نپولین ہرگز فتح شام کے قابل نہ تہا۔ اُس نے روانگی مصر کے وقت جو خیالی پلاؤ پکائے تہے وہ ایک ناتجربہ کار جرنیل کی شان سے بعید تہے مانا کہ اسکی فوج نہایت بہادر قواعد دان تہی لیکن ترکون کو حلوائے بے دود سمجہنا جسکا خمیازہ اُسکو عکہ کے معرکہ مین بہگتنا پڑا مصطفی پاشا پر اسکو مصر پہونچکر کامل فتح ہوئی مگر اُس فتح سے اُسکو کچہ فائدہ نہو اسلطان سلیم نے اور تازہ کثیر فوج تخلیہ مصر کے لیے روانہ کی اور انگریزی فوج بہی ساتہہ شامل ہو گئی انگریزی بیڑہ نے بحیرہ روم کا راستہ بند کر رکہا تہا۔ کوئی فرانسیسی جہاز مصر تک پہونچ سکتا تہا۔ اور نہ نپولین کو فرانس کی کوئی خبر پہونچ سکتی تہی۔ روس آسٹریا۔ فرانسیسی فوج کو ملک اٹلی مین زک دیرہے تہے اسکا اسکو مطلق علم نہ تہا جب سر سڈنی سمتہ انگریزی امیر البحر نے سال بہر کی اخبارون کا فائل نپولین کے پاس اسکو اندوہناک کرنیکے لیے بہیجدیا تو نپولین کو فرانس کے مشکلات علم ہو گیا۔ اُس نے یقین کر لیا کہ ہندوستان کی آرزو تو پوری ہوتی نہین اور ترکی فوجین اور انگریزی جہاز مصر سے باہر سر بہی نہین نکلنے دیتے اور موجودہ فوج خواہ کسقدر جرار ہو مگر ایک اسلامی ملک مین ایک اسلامی سلطان سے جسکے ٹڈی دل فوجین لگاتار آرہی ہین کبتک اس فوج کے ساتہہ لڑا سکیگا جبکہ فرانس سے ایک جہاز تک پہونچنا مشکل ہے ایسی حالت مین اُس نے مصر سے واپس چلنے کی تجویز کی کچہ تو انگریزون کے خوف سے اسکے بیدل فوج کے بگڑنے کے خیال سے جنرل کلیبر کو مصر مین نائب مقرر کر کے اور ہدایات کی طویل یادداشت دیکر ۲۲ اگست ۱۷۹۹ء کو خفیہ طور سے رات کے وقت جہاز پر سوار ہو گیا۔ اور محض خوش قسمتی سے انگریزی جہازون سے بچ کر فرانس پہونچگیا۔ جہان پہنچتے ہی اس بہادر نے لڑائی کا نقشہ بدل دیا۔ اور اپنی فتوحات کثیرہ کے سبب سے شہنشاہ نپولین بونا پارٹ بن گیا۔

نپولین کے تعجیل واپسی مصر پر انگریز اور فرانسیسی مورخ مختلف رائین رکہتے ہین انگریز تو نپولین کو بزدل و بیوفا کہتے ہین اور فرانسیس ایک محتاط اور خیر خواہ ملک بتاتے ہین۔ لیکن بات یہہ ہے کہ اگر نپولین مصر مین اور قیام رکہتا تو اس کا حشر بہی وہی ہوتا جو اس کے بعد نائب جنرل کلیبر کا ہوا اور آخر اسکو بہی انگریزون سے درخواست صلح کرنی پڑتی اور جو ذلت اسکو کئی سال بعد معرکہ واٹرلو مین اُٹہانی پڑی وہ ابہی ترکون اور انگریزون سے برداشت کرنی پڑتی۔ نپولین نے نہایت دوراندیشی کو اختیار کیا خود بہی زبردست مخالفون سے صاف بچکر نکل گیا اور فرانس کو بہی جاکر بچا لیا اور تمام

لیکر عادلیہ تک پہونچ گیا تھا۔ اور انگریزون نے دمیاط اور رشید کو فتح کر لیا۔ مصری جو پہلے سمجھے بیٹھے تھے اور فرانسیسی دعوون کو جو سلطان سلیم کی دوستی اور امداد کی نسبت کیے جاتے تھے غلط اور دروغ جان چکے تھے فرانسیسیون سے بیزار ہو گئے جنرل کلیبر کے قتل ہونے پر جنرل مینو فرانسیسی جو درحقیقت مسلمان ہو چکا ہوا تھا۔ فرانسیسی فوج کا کمانڈر تھا اس نے ہر چند اپنے مسلمان ہونیکا کچھ اثر ڈالا۔ لیکن علماء عظام خلیفۃ المسلمین کے مقابلہ پر فوج کفار کو جنکا جنرل گو مسلمان تھا ہرگز مدد نہین دے سکتے تھے اس لیے فرانسیسیون نے لوٹ مار قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا ۱۴ مقتدر عالم قتل کیے گئے اور ایک رات دن جامع ازہر فرانسیسیون کے گھوڑون کا اصطبل رہا۔ اور کئی قسم کے افعال شنیع فرانسیسیون سے سرزد ہوئے اور تمام عادلانہ دعوی جو ابتدا مین کیے گئے تھے گاؤخورد ہو گئے۔ اور قاہرہ کے قلعہ کو خوب مضبوط کیا گیا۔ اور جنگی سامان سے بھر دیا۔ اور تمام مصر کی فوجون کو قاہرہ مین جمع کر لیا۔ مگر اب وزیر یوسف پاشا مغربی جانب سے انبابہ تک پہونچ گیا تھا اور فتح پا چکا تھا دوسری طرف سے انگریزی فوج فتح کا نشان اڑاتی آرہی تھی۔ اس لیے فرانسیسیون نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی اور مصر کو ماہ صفر سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین دولت عثمانیہ کے حوالہ کر کے چلے گئے۔ اور یوسف پاشا ۲۹ ماہ صفر سنہ ۱۲۱۹ ہجری کو داخل قاہرہ ہوا۔ فرانسیسی تسلط تین سال ایک ماہ رہا جس مین سے خود نپولین سات ماہ مصر رہا۔ اور پھر عکہ کو چلا گیا۔ اور وہان سے فرانس پہونچا۔ اور اٹلی آسٹریا۔ پرشیا۔ روس۔ سب کو شکست دیکر شاہنشاہ فرانس بن گیا۔ مگر واٹرلو کے میدان مین دول یورپ کے متفقہ فوجون نے ہرا دیا اور فخر انگلستان ہاوہ ونگٹن سپہ سالار برطانیہ نے قید کر کے جزائر آنبا مین بھیجدیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔

نپولین کے حملہ مصر کے نتائج

اس لڑائی سے فرانس اور ٹرکی کو تو سخت نقصان البتہ انگلستان ہوا اور روس کو عظیم الشان فائدہ ہوا فرانس کا اقتدار مشرق مین معدوم ہو گیا۔ اور اسکو جو کبھی ہندوستان سے انگریزون کے نکالنے کی توقع تھی وہ ہمیشہ کے لیے جاتی رہی بخلاف اسکے انگلستان اسی تاریخ سے شاہنشاہ ہندوستان بنگیا چنانچہ سنہ ۱۸۰۲ء مین فرانسیسی مصر سے نکلے اور انگریزون نے سنہ ۱۸۰۳ء مین ہندوستان کے دارالسلطنۃ دہلی پر قبضہ کر لیا۔ اور شاہان مغل کے جانشین بن گئے۔ اور اسی لڑائی سنہ ۱۸۰۰ء مین مالٹا جیسا ضروری اور اہم جزیرہ انگریزون کو فرانسیسیون سے مل گیا جب سے بحیرہ روم پر بھی انگریزی رعب جم گیا۔ اور بحیرہ روم اور شام مین اور مقبوضات کے حصول کا لالچ پیدا ہوا۔ جو بعد مین وقتاً فوقتاً پورا کیا گیا۔

نپولین نے مصر کے لیے انگریزون کی آنکھین کھولدین کہ ہندوستان پر تب ہی تسلط رہ سکتا ہے کہ مصر پر قبضہ کیا جائے اور اس تاریخ سے مدبران انگلستان مصر کے لیے ہاتھ پاؤن مارنے لگے جو آخر کامیاب ہو گئے

خود بہی ہوتا تو اسکو بہی اب یا کچہ عرصہ بعد درخواست صلح ہی کرنی پڑتی اور جس ذلت سے بچنے کے لیے ہوکین مصر سے پوشیدہ طور پر واپس چلا گیا تہا وہ خود نپولین کو جنگ واٹرلو سے پہلے ہی برداشت کرنی پڑتی صلح کے نامنظور ہونے پر جنرل کلیبر نے جنگی تیاری شروع کی اور مصریون کے نام ایک فرمان جاری کیا کہ وہ بدستور جادۂ اطاعت پر قائم رہین جو انحراف کریگا اسکا گہربار جلایا جائیگا۔ اور مال و اسباب لٹ جائیگا۔ زن و بچہ قید کیے جائینگے۔ مطیع فرمان لوگون کو عزت دیجائیگی اپنی زبردست طاقت اور مخالف کی کمزوری کو نہایت تفصیل سے بیان کیا۔ اور انگریزون کی نسبت بہہ گندہ الفاظ استعمال کیے۔

وھؤلا تقلزناس خوارج حراية وضاعتهم القاء العداوة والفتن والعتمل مغزهم فان الفرنساوية كانت من الاحباب الخلص للعثملي فلم يزالوا حتى اوقعوا نسبة بينهم العداوة والشر وران بلادهم ضيقة وجزيرتهم صغيرة ولوكان نسبة وبين الفرنساوية طريق مسلوكة من البر لامحي اثرهم والمحي ذكرهم من زمان بلا يل وتاماوفي شانهم واي شي خرج من ايديهم فان لهم ثلاثة اشهر من حين طلوعهم الى البر والى الآن لم يصلوا الينا والفرنسيس عدد قدومهم وصلوا في ثمانية عشر يوم فلوكان فيهم همة او شجاعة لوصلوا مثل وصولنا وغيرة اس اشتہار مین فرانسیسون نے جسقدر تعلی کی ہے اسکی تکذیب چند دنون بعد ہی خود ہوگئی انگریزون کو فرقہ خارجی اور حرامی کہنا فرانسیسی چہچورا پن ہے جس صفت مین یہہ قوم مشہور ہے فتنہ پردازی اور عداوت پیدا کرنی تمام یورپ کا خاصہ ہے خود فرانسیسی انگریزون سے کم نہین عثمانی ضرور سوقت انگریزون کی بات مانتے تہے لیکن سوقت جبکہ نیک نیت فرانسیسون نے دوستی اور رفاقت قدیمہ کے ہوتے دشمنون سے پہلے سلطنت عثمانیہ کے اجزا نوچنے شروع کردیے اور چپکے چپکے ہی مصر پر قبضہ کرلیا اپنی فوقیت اور انگریزون کی کمزوری اور جزائر برطانیہ کی کم وسعتی کو جتایا اور خشکی کا رستہ فرانس اور انگلستان کے درمیان ہونیکو فرانسیسون کے ہاتہہ سے انگریزون کے بچنے کا سبب بتایا۔ مگر مصر کی بری لڑائی مین یہہ فرعونی خیال غلط ثابت ہوگیا اور جسقدر اس اشتہار مین جہوٹے دعوے کیے گئے تہے وہ مغرور فرانسیسون کی ذلت کا باعث ہوئے۔

سلطان نے ماہ شوال ۱۲۱۵ھ مین فوج جرار مصر کو روانہ کی خشکی کی فوج یوسف پاشا کی ماتحت تہی اور بحری فوج انگریزی میر البحر کے ساتہہ تہی انگریزون نے لہا ذی قعدہ کو اسکندریہ کے قریب فرانسیسون کو شکست دی جسمین فرانسیسی نقصان کثیر اٹہاکر اسکندریہ مین چلے گئے دوسری لڑائی مین پندرہ ہزار فرانسیسی مارے گئے اور قلعہ بند ہوگئے۔ انگریزون اور ترکون نے محاصرہ کرلیا۔ اور تمام رستہ بند کردیے سمندر کا پانی چہوڑکر اسکندریہ کی نواح کو ایک دلدل بنا دیا۔ اور فرانسیسون کو زندہ درگور کرکے ہر ایک طرف سے مایوس کردیا۔ اب چونکہ وزیر یوسف پاشا بہی چالیس ہزار کی فوج

کچھ زیادتی کرین تو روسی سفیر کے مطالبہ پر اسکو فوراً دور کیا جائے چونکہ سلطان کی عام عیسائی رعایا اکثر کلیسا یونانی مذہب رکھتی تھی اس سے سلطان مشتبہ ہو گیا۔ سلطان ہنوز فتوح الوقتی کرتا رہا اور موقع کے انتظار مین رہا کہ اتنے مین نپولین نے اسٹریا پر فتوحات حاصل کرین اور ایسے صوبون پر قبضہ کر لیا جنکی حد سلطانی حدود سے ملتی تھین اور سلطان سلیم کو سابق سے زیادہ روسیون کے برخلاف اعلان جنگ کرنے کے لیے اوکسایا سلطان نے جو روس کی دوستی سے بیزار ہو رہا تھا جنگی تیاریان شروع کردین جسکو روس اچھی نگاہ سے دیکھہ سکا اور عیسائی گورنرون اور رعایا کو سلطان کے برخلاف بھڑکاتا اور ہتھیارون اور روپیہ سے مدد دینی شروع کی۔ سلطان نے نپولین کی درخواست اتحاد کی طرف زیادہ توجہ کی جسنے روس و انگلستان کے ساتھ صلح کرتے وقت یہہ شرط مقدم رکھی تھی کہ سلطنت عثمانیہ کی آزادی اور اصلاحی پالیسی کا مقدم اصول ہے فرانس کا مدبر سفیر سباسٹیانی نے سلطان سلیم کے دل پر فرانس کی دوستی کا نقشہ جما دیا۔ روس نے بلا اعلان جنگ سلطانی صوبہ والیشیا اور مالڈیویا پر قبضہ کر لیا اور انگریزون نے ترکون کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر آبنائی ڈاردنیلز مین داخل ہو کر عثمانیہ جہازون کو نقصان پہونچایا۔ مگر نپولین نے جو شاہ پرشیا کو شکست دیکر محاربہ روس کے لیے تیار بیٹھا تھا۔ اسنے سلطان سلیم کے حوصلہ بڑھانے مین کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور اسکے سفیر سباسٹیانی نے بہی مفید مشورون سے سلطان کو ہر طرح سے مدد دی۔ انگریزی بیڑہ جو ڈاردنیلز سے بلا مزاحمت گذرنے سے دلیر ہو گیا تھا ترکون کی مستعدی اور اسلامی جوش اور قسطنطنیہ کی مضبوطی اور استحکام دیکھکر آگے نہ بڑھ سکا اور نہ سلطان پر دباؤ ڈال کر اسکو فرانسیسون کے برخلاف کر سکا تو قسطنطنیہ کے قریب زیادہ ٹھیرنے مین اپنی ہلاکت خیال کی کیونکہ آبنائی ڈاردنیلز کی ناکہ بندی ترک بصلاح و مدد فرانسیسی انجنیرون کے نہایت پہرتی سے کر رہے تھے واپسی کے وقت انگریزی امیر البحر کو ثابت ہو گیا کہ اگر ڈاردنیلز سے گذرنا ممکن ہے تو سلامت واپس جانا ممکن نہین چنانچہ چند جہاز اور سیکڑون بہادر سپاہی اسی درہ دانیال کی نذر کرکے جان بچا کر نکلا۔

روسیون کے مقابلہ مین دریائی دینوب پر وزیر اعظم مصطفی پاشا چلبی اور مصطفے پاشا بیرقدار نے چند فتوحات پائین اور ممالک عثمانیہ سے نکالدیا چونکہ سکندر بال زار روس کو اپنے دوست شاہ پرشیا کی شکستون اور نپولین کی الوالعزمی سے اندیشہ لاحق ہو گیا تھا اس لیے ترکون کے مقابلہ مین زیادہ ٹھیر نہ سکا۔ اسمین شک نہین کہ نپولین نے جو وعدہ سلطان سلیم سے کیا تھا اسکو بہت کچھ پورا کیا تجربہ کار افسر اور انجنیر سلطان کے پاس روانہ کیے جنہون نے جدید توپ حرب اور فنون انجنیری ترکون کو سکھلانے شروع کیے انگریزی بیڑے کے لئے آبنائی ڈاردنیلز سے نکلکر روسی امیر البحر سے ملکر پہر حملہ کی دہمکی دی اور سلطان پر دباؤ ڈالا کہ نپولین کے برخلاف کرنا چاہا مگر اب سلطان کے دل پر نپولین کی صادق دوستی کا گہرا اثر پڑ چکا تھا۔ اس لیے انگریزون نے مصر پر قبضہ کرنے کی ٹھان لی۔ مصر پر فرانسیسون کے نکلنے کے بعد محمد علی پاشا البانوی اور مملوکون کے درمیان لڑائی جھگڑے چلے آتے تھے۔ اور

اور یہہ نقصان سلطنت عثمانیہ کا ہوا جسکی بنیاد نیولین نے رکہی تہی سلطنت عثمانیہ کو جو جزائر آیونین کی حکومت بطور پریذیڈنٹی دی گئی تہی دو سال بعد ہی روس غیور کے بہکانے سے عیسائی رعایا نے سلطان کی اطاعت سے انکار کیا۔ اور نیک نیت روس نے ۱۸۰۲ء مین اپنے ماتحت کر لیا اور خود ہی جو صوبہ بسارابیا واقعہ کاشیا ان جزائر کے عوض مین سلطان سے لیا تہا وہ ہی واپس دیا۔ گویا روس ہی ہر طرح فائدہ مین رہا۔ فرانس اور ترکی کو ہر طرح سے نقصان برداشت کرنا پڑا۔

فرانس کی ترکی سے صلح اور انگریزون اور روسیون سے جنگ

اسکے بعد نیولین نے مخالف سلطنتون سے ۱۸۰۲ء مین صلح کر لی۔ اور بعد ازان ترکی سے بہی صلح کر کے سابقہ مراعات کے علاوہ بحیرہ اسود مین جہازرانی کی اجازت لی اور مشرق مین اپنا اقتدار جمانا شروع کیا جو انگلستان کو ہرگز منظور نہ تہا کچہ تو اس اتحاد سے اور زیادہ تر اس سبب سے کہ انگلستان نے جزیرہ مالٹا اور روس نے جزائر یونین فرانس کو واپس نہ دیا۔ لڑائی ٹہن گئی۔ اور آسٹریا بہی انگلستان اور روس سے مل گیا۔ اور ۱۸۰۵ء مین تینون سلطنتون نے فرانس پر حملہ کر دیا۔ اسوقت نیولین کو ترکی کی دوستی کی نہایت ضرورت تہی اُس نے لائق سفیرون کے ذریعہ سلطان کی سابقہ کدورت کے دفع کرنے کی کوشش کی دوسری طرف گو انگلستان نے کسوقت ترکی سے کوئی صریحاً مادی فائدہ تو نہ اُٹہایا مگر وہ حملہ مصر کے وقت سے سلطنت عثمانیہ سے نہایت مدبرانہ طور سے پیش آنے لگا وہ ترکون کو کمزور اور اپنے آپ کو طاقتور سمجہنے لگا جس سے سلطان سلیم کے دل مین گرہ بیٹہنے لگی اور روسیون نے تو صریحاً فاتحانہ فرانسیسی چال اختیار کی دوستی کے لباس مین وہ سلطنت عثمانیہ کی کمزوری کا سامان کثیر جمع کر رہا تہا صوبہ جارجیا تو پہلے چہین چکا سلطان سے جدید مفتوحہ علاقہ جزائر ایونین بہی چہین لیا صوبہ الشیا اور مالڈیویا کو یہہ رعایت دلادی کہ وہان کا عیسائی گورنر سلطان اور زار کے مشورے سے مقرر کیا جایا کرے اور اکیلا سلطان اسکو معزول نہ کر سکے گویا ان دونون صوبون مین زار نے باتون ہی باتون مین سلطان سے نصف اختیارات سلطانی چہین لیئے اور آبنائے باسفرس اور ڈاردنیلز مین روسی بیڑے کو گذرنے کی اجازت دینے سے بحیرہ ایڈریاٹک اور نواح یونان مین روسی طاقت بہی بڑہ گئی تہی اور باوجود سلطان کی مخالفت کے اسکے ماتحت صوبجات البانیا اور مانٹی نگرو سے فوج بہرتی کی گئی تہی جس سے آیندہ سلطان کے برخلاف بغاوت پہیلانیکا اندیشہ تہا۔ بحیرہ اسود کے جنوبی اور مشرقی ساحل پر جو سلطان سے روسیون نے حقوق حاصل کئے تہے وہ سلطنت عثمانیہ کے لیئے مہیب صورت اختیار کر رہے تہے جنگ ایران کے وقت زار روس نے سلطان سے دریائے فاس پر چند قلعہ تعمیر کرنے کی اجازت حاصل کی تہی اسکے علاوہ اور کئی قلعہ بہی خلاف مرضی سلطان تعمیر کر لیئے بلکہ خاص سلطانی قلعہ اناکریا پر بہی قبضہ کر لیا۔ اور ان تمام باعث کدورت کی موجودگی مین سُلطان سے درخواست کی کہ سلطنت عثمانیہ کی تمام ایسی رعایا کہ جو کلیسا یونانی کے پیرو تہے آیندہ زار روس کی حفاظت مین سمجہا جائے اور اگر ترک انپر

(۲) اس فرقہ کے حالات پڑھنے سے آپ اس نتیجہ پر بآسانی پہونچ جائینگے کہ کس طرح سے ایک پرجوش اور عامل بالشرع شخص اور گروہ عام مسلمانوں میں اپنا رسوخ بڑھا سکتا ہے اور عام مسلمان شرعی احکام کی تائید کرنے والے شخص کی متابعت کس قدر جلد اور ارادت صادقہ سے کرتے ہیں۔

اس فرقہ کا بانی شیخ محمد بن عبد الوہاب بنی تمیم میں سے تھا سنہ ۱۱۱۱ھ میں سرزمین نجد میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ اور بھائی شیخ سلیمان باعمل اور مرد صالح اور شیخ طریقت تھے چونکہ خاندان علما میں سے تھا بچپن سے ہی تعلیم شروع ہوئی اور جوں جوں عمر بڑھتی گئی علمی لیاقت میں بھی اضافہ ہوتا گیا اور مدینہ منورہ میں متعدد مشائخ سے علم حاصل کیا اور دیکھا کہ مسلمانوں میں بعض ایسی بدعات و عادات رائج ہو گئی ہیں کہ عوام اس کو جزو مذہب سمجھے بیٹھے ہیں۔ بہرکیف وہ ان امور کے خلاف جنہیں وہ خلاف اسلام و منشائے رسول اکرم صلعم سمجھتا تھا اپنی پوری طاقت سے کھڑا ہو گیا اور تعلیم سے بکلی فراغت حاصل کرنے پر اپنے وطن نجد میں جہاں اس کو قومی اور خاندانی وجاہت حاصل تھی اپنے ان خیالات کی اشاعت شروع کی چونکہ ہماری کتاب کو عقائد سے بحث نہیں صرف پولیٹیکل حالات کو پیش کرنا مقصود ہے نیز ہندوستان وغیرہ میں ایک ایسا گروہ بتعداد کثیر موجود ہے جس کے عقائد شیخ موصوف کے عقائد سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں اور دیگر فرق اسلام کی انکے موافق یا مخالف بہت سی تحریرات ملک میں شائع ہو چکی ہیں جن سے شائقین اس گروہ کی مذہبی حالت کے متعلق کافی غور و فکر کر سکتے ہیں۔ لہذا اس حصہ کو ہم نظر انداز کر کے صرف اس گروہ کے پولیٹیکل حالات لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

شیخ موصوف کو نجد میں باوجود بہت سی مخالفتوں کے کسی قدر کامیابی ہوتی گئی چونکہ توحید کی طرف بلانا اور کل انواع شرک و بدعت سے روکتا تھا عام مسلمان اسکی تعلیم کی طرف توجہ کرنے لگے اور جو اسکے پیرو ہو جاتے علاوہ نہایت پرجوش ہونے کے پابند صوم و صلوٰۃ و عامل شرع بن جاتے۔ ہوتے ہوتے شیخ موصوف کو طبقہ امرا تک رسائی ہوتی چلی گئی اور امرار درعیہ سے (جو اس علاقہ میں سب سے زیادہ طاقت رکھتے تھے) ملا اور وہ بطیب خاطر شیخ محمد بن عبد الوہاب کے پیرو و جاں نثار ہو گئے چنانچہ سنہ ۱۱۷۱ھ امیر محمد بن مسعود والی درعیہ بھی اس جماعت میں شامل ہو گیا اور امیر موصوف کی تمام قوم شیخ کی اطاعت میں داخل ہو کر بلا تنخواہ کے فوج بن گئی۔

اور اس طرح شیخ موصوف کی طاقت میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا۔ جب اس نے اپنی طاقت کو کافی عروج پر پہنچا لیا تو سنہ ۱۲۰۰ھ میں اسنے نجد و درعیہ کے علاوہ تمام شرقی عرب۔ الحصا۔ بحرین۔ عمان۔ مسقط۔ اور شمال میں بغداد اور بصرہ اور جنوب میں الحرار۔ الخیوف۔ ذوات الخیل۔ الحربیہ۔ فرع۔ جہینہ تک کے علاقے

سلیم یورپین مشکلات کے سبب مصر کی طرف توجہ نہیں کر سکتا تہا ایسے وقت مین محمد بیگ الفی مملوکون کے سرغنہ نے انگریزون سے مدد طلب کی انگریز جو ایسے موقعہ کے انتظار مین تہے یکم محرم ۱۲۲۲ھ کو ۴۲ جہازون کا جنگی بیڑا لیکر اسکندریہ پر حملہ آور ہوئے اور سخت گولہ باری کے بعد باشندگان اسکندریہ نے امان لیکر شہر حوالہ کر دیا۔ اور پہر رشید کو فتح کیا گیا۔ اور رشید والون نے سرکشی کری انگریز بہ تعداد کثیر قتل کر دیے اور باقی اسکندریہ کو چلے آئے محمد علی پاشا نے جہاد کا اعلان کر دیا اور جنگ کیلیے تیار ہو گیا۔ اور فوج کثیر لیکر اسکندریہ کو روانہ ہوا۔ محمد بیگ مملوک جسنے انگریزون کو بلایا تہا وہ مر چکا تہا اور باقی مملوکون کو محمد علی پاشا نے اس قابل نہین چھوڑا تہا کہ وہ انگریزون کے مستقل قبضہ مصر کا باعث ہو سکین اور خود انگریزی فوج بقدر نہ تہی کہ تن تنہا مصری اور پہر سلطانی فوج کا مقابلہ کر سکے اس لیے محمد علی پاشا سے صلح کر کے ماہ محرم ۱۲۲۳ھ کو اسکندریہ خالی کر کے ملک مصر سے چلے گئے۔ اسی سال سلطان سلیم معزول ہوا۔ ذکر وہابیون کے فتنہ کے بعد لکہا جائیگا۔

وہابی سلطنت

ہم اس سلطنت کا حال اس کتاب میں درج کرنا نہیں چاہتے تھے بدیں خیال کہ اسلامی فرق میں باہمی مناقشات کے پھیلنے کا خوف ہوتا ہے مگر چند خیالات سے ہم لکھنے پر مجبور ہیں۔

(۱) سرزمین عرب خصوصاً مشرقی عرب بالعموم فتنہ و فساد کی معدن رہا ہے مسیلمہ کذاب مسمات سجاح۔ طلحہ بن خویلد اسدی۔ اسود عنسی۔ مدعیان نبوت اسی حصہ میں ہوئے ہیں۔ قوم خوارج کا سرغنہ جس کو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اس کا مولد بھی یہیں تھا۔

پس سلطان ٹرکی کے برخلاف یمن کی بغاوت یا عسیر کے فتنہ و فساد جو کبھی کبھی سننے میں آیا کرتے ہیں ان سے مسلمانوں کو گھبرانا نہیں چاہیئے شیخ محمد بن عبد الوہاب جس کا مولد علاقہ نجد تھا۔ کے متبعین کی قوت بھی کچھ دنوں اتنی بڑھ گئی تھی کہ کل جزیرہ عرب پر انہی کا دار و درہ ہو گیا۔ اور چوتھائی صدی تک حکمرانی کرتے رہے مگر سلطان سلیم ثالث کے ایک صوبہ نے ہی از سر نو اس علاقہ کو بغیر کسی خاص مشکل کے فتح کر کے مثل سابق سلطنت عثمانیہ کے مقبوضات میں شامل کر دیا بفضل تعالےٰ آپ تو خلافت عظمےٰ کی طاقت میں دن بدن ترقی ہو رہی ہے تو اب بھلا کس کی مجال ہے کہ خم ٹھونک کر سامنے نکلے۔

یہ سب خارجی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ ہے لیکن سلطان نہیں چاہتا کہ ان مسلمانوں کو جن کو بعض لالچی مشائخ اور بھیس بدلے عیاروں نے اپنے دام تزویر میں پھنسا لیا ہو تباہ و برباد کرے۔ بلکہ پند و نصائح و غلط فہمی کے رفع کرنے کی کوشش میں رہتا ہے۔

اسکے بعد یہ فاتح گروہ مکہ معظمہ کا عازم ہوا چونکہ موسم حج تھا غیر ملکوں کے علاوہ شامی مصری حاجی بھی بہ تعداد کثیر
موجود تھے اور دفور جوش کے سبب ان سب کے اس جنگ میں شامل ہو جانے کا خطرہ تھا یہ فوج طائف ہی
میں ٹھہر گئی اور شریف غالب جو تن تنہا بارہ سال سے اس پرجوش گروہ کا مقابلہ کر رہا تھا اور جسکی ہال پکار پر بھی
سلطنت عثمانیہ جو ان دنوں سخت مشکلات میں مبتلا تھی کچھ بھی مدد نہ کر سکی اس دفعہ عبدالعزیز بن محمد بن مسعود
پاشا ودسر گروہ وہابیاں کے مقابلہ کی طاقت اپنے میں نہ پا کر جدہ چلا گیا اور اسی طرح بقیہ ساکنان مکہ نے بھی نتائج
جنگ سے خائف، کر امان لیکر شہر امیر عبدالعزیز کے سپرد کر دیا اور ۸ محرم ۱۲۱۸ھ کو امیر مذکور از روے مصالحت
مکہ معظمہ میں داخل ہوا اور چودہ روز مقیم رہا اور جدہ میں امیر غالب کو محصور کر لیا اگرچہ گولہ باری سے بہت سے
مسلمان قتل ہوئے مگر جدہ کو فتح نہ کر سکا کیونکہ جدہ میں سلطانی فوج بماتحتی شریف پاشا گورنر جدہ بھی کسیقدر موجود تھی
اور اس ترکی فوج نے باقاعدہ مورچہ بندی سے انکو کامیاب نہ ہونے دیا اور آٹھ روز کے محاصرہ کے بعد ناکام ہٹ گئی
اور مکہ معظمہ میں شریف غالب ہی کے بھائی عبدالمعین کو شریف مکہ مقرر کر دیا اور تھوڑی سی فوج مکہ معظمہ چھوڑ کر چلے
گئے اور اس طرز عمل سے اس گروہ نے ثابت کر دیا کہ انکو حامی مکہ کے قول و اقرار پر پورا اعتماد ہے اور صرف دیگر
فرقہ اسلام کیطرح محض اپنے لئے سترقیا سادات کے طالب ہیں ورنہ اس غالب کے بھائی کو جو پچاس سال
متواتر لڑتا رہا تھا کبھی شریف مکہ نہ بنایا جاتا بہ تعیف میعزالعزیز اور اسکے ہمراہیوں کے جاتے ہی امیر غالب معہ
شریف پاشا گورنر جدہ اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں امیر عبدالعزیز کی غیر حاضری کا اکر مکہ معظمہ پر بدستور قابض ہو گیا
امیر عبدالعزیز نے کچھ عرصہ کیلئے مکہ معظمہ کا خیال چھوڑ دیا اور دیگر قبائل عرب سے نپٹنے لگا اور طائف بدستور وہابیوں
کے قبضہ میں تھا جسکی حکومت عثمان مضائفی کے سپرد تھی یہ بہادر امیران قبائل کو جو مکہ و مدینہ کے نواح میں آباد تھے
مطیع کرنے لگا جب یکے بعد دیگرے سب پر کامیاب ہو گیا تو بہت جرار لیکر مکہ معظمہ کا محاصرہ کر لیا اور وسائل آمد و رفت
کو قطعاً بند کر دیا جب اہل مکہ کی ضروریات زندگی و سامان اکل و شرب ختم ہو گیا تو بعض لوگوں نے درمیان پڑ کر امیر
غالب اور عثمان مضائفی کے درمیان صلح کرا دی اور اس گروہ نے اپنے لئے مکہ میں پوری آزادی کا فیصلہ کرا لیا اور
اقرار کیا کہ تا قیام صلح شریف غالب ہی شریف مکہ رہیگا اور اہل مکہ کو کسی قسم کی تکلیف نہ دیجائیگی اس طرح آخر ذی القعدہ
سنہ ۱۲۲۰ھ کو دوبارہ مکہ معظمہ پر انکا تسلط ہو گیا۔ اور امیر غالب ہی بدستور شریف مکہ رہا اسکے بعد مدینہ منورہ پر بھی اس
گروہ کا تصرف ہو گیا اور اس طرح کل جزیرہ نما عرب سے عثمانی اقتدار اٹھ گیا۔ اور مدینہ منورہ کی حکومت اپنے ایک امیر
مبارک بن مضیان کے سپرد کی اور چونکہ یہ ہر اس کام کا جو قرون ثلثہ کے بعد لوگوں نے اپنی رائے سے شروع کر دیا ہو
بدعت کے ذیل میں شمار کرتے تھے تمباکو پینے کی سخت ممانعت ہوئی۔ نیز شام و مصر سے جو محمل شریف آتا ہے اسکو
بھی روک دیا کہ خیر القرون میں اس کا رواج نہ تھا اور جسطرح کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو جسکے نیچے

پر تسلط جما لیا ان جہات سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ اور شام کے درمیانی ملک کو فتح کر لیا۔ اس طرح اس کے ملک کی حدود شام اور حلب تک پہنچ گئی۔ اور بغداد کے تمام عربوں کو بھی مطیع کر لیا۔ چونکہ عرب بالعموم مشائخ قبائل کے ماتحت تھا اور یہ تمام مشائخ سلطنت عثمانیہ کے ماتحت تھے۔ اور سلطنت عثمانیہ اس وقت عیسائی سلاطین سے برسر پیکار تھی۔ اس لئے اس فرقہ کی ترقی کی کوئی بھاری مزاحمت نہ ہو سکی۔ دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ یہ جماعت جنگجو اور مستعد و زیادہ سرباز تھی۔ نیز محمد بن عبدالوہاب کی تعلیم اور وعظ توحید کی طرف بلانے اور شرک و بدعت سے ہٹانے کے لئے تھے۔ قبائل رفتہ رفتہ اس نو دولت گروہ کے مطیع ہوتے گئے۔ یہ مسعود بن سعید بن سعد بن زید شریف مکہ کے زمانہ کا حال ہے جو ۱۱۶۵ھ میں فوت ہوا۔ محمد بن عبدالوہاب نے اپنے ہم خیال چند علما کو مکہ معظمہ میں حاجیوں پر اپنے خیالات ظاہر کرنے کیلئے بھیجا اور وہ باوجودیکہ ان کے مخالف علما نے ان کے کام میں سخت رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کی۔ مگر اپنے ادائے فرض سے باز نہ آئے اور اپنے خیالات کو برابر پھیلاتے رہے جب مخالف علما نے اور کوئی داؤ چلتا نہ دیکھا تو قاضی مکہ سے ان پر فتوے کفر لگانے پر زور دیا جس نے ان پر کفر کا فتوے لگا کر انکو قید کرنے کا حکم دیدیا اور اس گروہ کے لوگوں کو حج کرنے کی بھی ممانعت کر دی۔

اتفاقاً ان میں سے چند علما بھاگ کر درعیہ پہنچ گئے۔ کل علاقہ میں اس خبر کے پہنچنے سے تہلکہ سا مچ گیا چونکہ جو علما قید کئے گئے تھے ان اطراف میں ان کے شیدائیوں اور متبعین کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ لہذا کل قبائل ان علما کو مخلصی دلانے اور بلا روک ٹوک حج کو آ سکنے اور اپنے عقائد خیالات کی اشاعت کی اجازت حاصل کرنے کیلئے مکہ شریف پر چڑھائی کرنے کی تجویز پر متفق ہو گئے اور اس تجویز کو عملی صورت میں لانے سے قبل شریف مکہ کے حلقہ اثر سے باہر کے علاقہ جات کو بھی فتح کر لیا جب وہ اپنی اس تمہیدی کارروائی سے ۱۲۰۵ھ تک فارغ ہوئے تو اپنے ان مطالبات کو امیر مکہ پر پیش کیا۔ جنکی نامنظوری پر شریف غالب سے لڑائی چھڑ گئی چونکہ محمد بن مسعود امیر درعیہ فوت ہو چکا ہوا تھا اور خود شیخ محمد بن عبدالوہاب بھی ۱۲۰۶ھ میں ۹۵ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ عبدالعزیز بن محمد امیر درعیہ سے امیر مکہ غالب کی قریباً پچاس لڑائیاں ہوئیں اور کئی بار امیر غالب مظفر بھی ہوا اور اپنی پوری طاقت سے مقابلہ پر ڈٹا رہا اور لاکھوں روپے بھی گرہ سے خرچ کر دئے اور اسکے ہمراہیوں نے بھی بہادرانہ جانبازی کے خوب جوہر دکھائے لیکن اس ترقی پذیر نو دولت گروہ کا عروج بڑھتا گیا اور امیر عبدالعزیز نے ان قبائل کو بھی کہ جو امیر مکہ کے ماتحت تھے اپنا مطیع کرنا شروع کر دیا اور ۱۲۱۰ھ میں فوج کثیر سے طائف کا محاصرہ کر کے بزور شمشیر فتح کر لیا

نہایت خوشی کی گئی۔ اور اسیطرح سے مصر میں اظہار جوش کیا گیا۔ اور سلطان نے بجیان سے جانے والون کو انعام کثیر دیا۔ اور محمد علی پاشا کا مرتبہ بڑھا دیا۔ عثمان مضایقی امیر وہابیہ کو شریف غالب نے قید کرکے قسطنطنیہ روانہ کیا۔ جہاں وہ قتل کیا گیا۔ اور محمد علی پاشا مکہ معظمہ پہونچا کہ شریف غالب کی زبردست چالون سے ڈر گیا اور اسکو روانہ قسطنطنیہ کردیا اور اسکے بھتیجے یحیی بن سرور بن ساعد کو شریف مکہ مقرر کیا۔ اور محرم سنہ ۱۲۲۹ھ میں مبارک بن مضیان وہابی امیر مدینہ منورہ گرفتار کرکے قسطنطنیہ بھیجا گیا۔ جہاں وہ بعد گشت شہر قتل کیا گیا۔ اور شریف غالب کو سالونیکا میں نہایت عزت و تکریم سے رکھا گیا جہاں وہ سنہ ۱۲۳۱ھ میں فوت ہوا۔ اور وہیں دفن کیا گیا جسکی قبر ایک مشہور زیارت گاہ ہے۔ شریف غالب ۲۶ سال امیر مکہ رہا۔ اسکا سارا زمانہ وہابیون سے لڑتے ہی گذرا اور اسی کی تدبیر صائبہ سے بغیر جنگ وہابی امرا اور فوج ایک حصہ جہان سے بھاگ گئی۔

محمد علی پاشا جب صوبہ حجاز پر تصرف کرچکا۔ تو وہابیون کے لیے قریب بیشہ۔ بادو غامد عسیر کو فوجیں روانہ کیں اور خود بھی اسکے پیچھے پیچھے ماہ شعبان سنہ ۱۲۲۹ھ کو روانہ ہوا۔ اور وہابیون کے علاقہ میں پہونچکر جنگ شدید کے بعد قتل و غارت کیا۔ اور وہابی بہ تعداد کثیر قید کیے گئے۔ اسی سال کے ماہ جمادی الاولی میں سعود بن عبد العزیز بن محمد بن سعود امیر وہابیہ فوت ہوگیا۔ اور اسکی جگہہ اس کا بیٹا عبد اللہ امیر مقرر ہوا۔ محمد علی پاشا حج کرنے کیلئے واپس ہوا۔ اور رجب سنہ ۱۲۳۰ ہجری تک مکہ معظمہ میں رہا۔ اور انتظام عرب اور وہابی سلطنت کا استیصال کرتا رہا۔ اس کے بعد محمد علی پاشا تو ۱۷ ماہ حجاز میں رہ کر واپس مصر چلا گیا۔ اور اس عرصہ میں محمد علی نے حجاز وغیرہ علاقہ جات عرب سے وہابی تسلط اٹھا دیا۔ از روی عقیدہ عام عرب پہلے ہی وہابیون کے مخالف تھے۔ صرف فاتحانہ اقتدار تھا جو محمد علی کے زبردست ہاتھون سے دور ہوگیا۔ اور صرف درعیہ میں وہابی طاقت رہ گئی۔ جہاں عبد اللہ بن سعود کی آبائی حکومت تھی جسکے مقابلہ پر محمد علی پاشا نے اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کو روانہ کیا۔ اور حسن پاشا کو والی مکہ مقرر کیا۔ وہابیون کے امیر نے اس شرط پر درخواست صلح کی کہ محمد علی پاشا کے ماتحت اس کی امارت قائم رکھی جاوے۔ مگر محمد علی نے منظور نہ کی اس لیے ابراہیم پاشا سنہ ۱۲۳۲ ہجری کو درعیہ پہونچ گیا۔ اور کئی ماہ تک خونخوار معرکہ ہوتے رہے جسمیں وہابیون نے کمال درجہ کی شجاعت اور بہادری دکھائی مگر مصری فوج توپ انداز اور توپخانہ کے آگے کچھ پیش نہ گئی۔ اور ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۳ ہجری کو عبد اللہ بن سعود امیر وہابیہ معہ امرا و سرداران گرفتار ہوگیا۔ اور درعیہ فتح ہوکر برباد کیا گیا۔ اور عبد اللہ بن سعود محرم سنہ ۱۲۳۴ ہجری کو مصر پہونچا جسکی محمد علی نے خوب عزت کی اور وہاں سے قسطنطنیہ روانہ کیا گیا جہاں وہ معہ ہمراہیون کے قتل کیا گیا۔ اور اسطرح سے سلطنت وہابیہ کا خاتمہ ہوگیا۔ لیکن ابراہیم پاشا کے واپس جانے پر بدستور علاقہ نجد پر اسی خاندان کی حکومت قائم ہوگئی اب تک انہی کے متعلق ہے اور سلطان ٹرکی کے پورے وفادار ہیں۔

ایک مرتبہ رسول اکرم صلعم کچھ وقت کیلئے لیٹ گئے تھے اور اس بنا پر لوگوں نے اسکی خاص تعظیم شروع کردی تھی بدین خیال
تڑوا دیا کہ ہوتے ہوتے اسی سے کسی شرک کی بنیاد نہ پڑجائے متبعین محمد بن عبد الوہاب نے بھی جن قبروں پر کہ خلاف حکم
شریعت پختہ گنبد بن رہے تھے اور لوگ ان قبروں پر شرکیہ حرکات کے مرتکب ہوتے تھے سب گرادئے اور اسی طرح
ان کی ہردلعزیزی میں فرق آتا گیا - ادہر سلطان محمود کو کچھ یورپ کی مخصومتوں سے فراغت ہوئی تو اسنے محمد علی پاشا گورنر مصر
اس فرقے کے سزا دینے کے لیے حکم دیا جس اولو العزم مدبر نے ماہ رمضان ١٢٢٦ھ کو فوج جرار بسر کردگی اپنے بیٹے
طوسون پاشا کے خشکی اور تری دونون طرف سے روانہ کی جس نے پہنچتے ہی ینبوع کو فتح کرلیا - اور صفرا اور جدیدہ کے
درمیان وہابیون نے مع دیگر قبائل عرب جو انکی ماتحت تہے سخت مقابلہ کیا -

اور اس مصری فوج کو اسقدر تہ تیغ کیا کہ بہت ہی تہوڑے زندہ بچ کر واپس گئے محمد علی پاشا نے اب آگے سے زیادہ
سرگرمی سے تیاری کی اور خود وہابیون سے لڑنے کو نکلا شعبان ١٢٢٧ھ کو فوج پیادہ و سوارون کے علاوہ ١٠ بڑی
توپین اور تیرہ چہوٹی توپین ساتہہ لین پہلی شکست اسواسطے ہوئی تھی کہ نوجوان طوسون پاشا نے محض تلوار سے
عربون کو سیدہا کرنا چاہا تہا - اور شریف غالب امیر مکہ سے صلاح و مشورہ نہیں کیا تہا محمد علی پاشا جو شجاعت اور تہور کے
علاوہ تدبیر و حکمت مین بہی فرد تہا اور اپنے عہد کا ایک مشہور پالیٹیشن شمار ہوتا تہا اس نے شریف غالب کے ذریعہ مشائخ
عرب کو جو وہابیون کے ماتحت تہے اور جنہون نے پہلی لڑائی مین مصریون کو شکست دی تہی توڑنا شروع کیا - اور
انعام و اکرام اور جاگیر و معافی کی عطائی سے سرداران عرب کو اپنی طرف کہینچ لیا - اور اس تدبیر سے صفرا اور جدیدہ
پر بغیر جنگ قابض ہوگیا - اور تمام علاقہ جو وہابیون کے قبضہ مین تہا - محمد علی پاشا کے تصرف مین آنے لگا - اور
اسی طرح اخیر ماہ ذیقعدہ ١٢٢٧ھ کو محمد علی مدینہ منورہ مین داخل ہوگیا - اور جو کچہ وہابیون نے منہدم کیا تہا -
اسکو مرمت کرادیا جو مصری فوج بذریعہ جہازات آرہی تہی وہ محرم ١٢٢٨ھ مین جدہ پہونچ گئی چونکہ شریف غالب
مکہ معظمہ مین موجود اور محمد علی پاشا کا خیر خواہ تہا اس لیے جون ہی جدہ مین فوج پہونچ گئی اور محمد علی نے مدینہ منورہ
اور اسکی نواح مین سلطانی سکہ بٹہا دیا - اور مکہ معظمہ کو روانہ ہوا - وہابیون کی جسقدر فوج مکہ مین تہی بہاگ گئی -
اور عثمان مضایقی فاتح مکہ یہہ حال دیکہکر بغیر اسکے کہ کہین بہادرانہ ہاتہہ دکہلائے طائف سے مع وہابی فوج کے بہاگ
گیا یہہ واقعہ ماہ ربیع الاول ١٢٢٨ھ کا ہے گویا سات ماہ مین محمد علی پاشا نے حجاز مقدس کی سرزمین سے وہابیوں
کا اثر کہو دیا - اور حرمین شریفین زاد اللہ شرفاً اور متبرک مقامات طائف اور جدہ کے کنجیان مع بشارت فتح
حجاز قسطنطنیہ سلطان کی خدمت مین بہیجدین جنکا استقبال نہایت عزت و تکریم اور شان و شوکت سے کیا گیا -
کنجیان سونے چاندی کے تہالون مین رکہی تہین اور اسکے آگے آگے سونے کی انگیٹہیون مین عود و عنبر وغیرہ
بخورات جلاتے اور فوج پا پیادہ چلتی تہی - قلعون اور توپخانون سے توپون کی شلک کی گئی - شہر کو سجایا گیا - اور

سلطان سلیم ثالث کی معزولی

سلطان سلیم ثالث تخت نشینی کے وقت سے یورپ کی وضع پر نظام جدید کے موافق فوج تیار کرنا چاہتا تھا اور اس لئے امتحاناً ایک جدید پلٹن بھی تیار کی جسنے محاربہ عکہ میں نپولین کے مقابلہ میں نظام جدید کے فوائد کو سلطان اور اسکے چند روشن خیال امرا پر ظاہر کر دیا تھا۔ مگر فوج ینگچری اور عام مسلمان جنمیں متعصب علما بھی شامل تھے جدید انتظام کے اجرا کے مخالف تھے اور اسکو اپنی جہالت سے تشبہ بالکفار سمجھتے چند بار ینگچریوں نے اسپر بغاوت و سرکشی کرنی چاہی مگر مدبر سلطان سلیم اسکو دباتا رہا اور نظام جدید کو تعویق ہی میں ڈالتا رہا۔ مگر جب کبھی سلطان کو موقع ملا کچھ نہ کچھ نظام جدید بڑھاتا رہا۔ ینگچری جو صدیوں سے متمرد اور سرکش گروہ تھا۔ سلطان نے اس گروہ کو توڑ دیا۔ انکے فساد کے دنوں میں عیسائی رعایا کے ہاتھوں بہت نقصان پہنچایا تھا۔ شیخ الاسلام سلطان کا ہم خیال تھا مگر [illegible] انیہ اپنی ناراضگی کا اظہار نہ کر سکے یہہ شیخ الاسلام ۱۸۰۶ء کے شروع میں فوت ہوگیا اسکی جگہہ عطاء اللہ آفندی شیخ الاسلام ہوا۔ اور جدید قائم مقام موسیٰ پاشا بھی ایک بدباطن اور نمک حرام شخص تھا۔ یہہ دونوں سلطان کے برخلاف تھے انھی وزیروں نے فوج یمق طائیہ کو یورپین وردی پہننے کا حکم دیا جو جہلا فوجی قواعد کو بھی خلاف ایمان و اسلام جانتے اور کفار کے ساتھہ تشبیہ مانتے بھلا یورپین وردی کو جو صریحاً تشبہ دکھائی دیتا تھا کس طرح پہن سکتے تھے اسی پر فوج مذکور اور فوج جدیدہ میں لڑائی چھڑ گئی ینگچری جو پہلے ہی جدید نظام کو صرف خلاف ایمان ہی نہیں جانتے تھے بلکہ اپنے استیصال کا سامان خیال کرکے مزاحمت کرتے رہتے اور سلطان اور اُس کے ہم خیال وزرا کو دشمن جانتے اس موقعہ پر فوج یمق طائیہ سے مل گئے اور عام مسلمان جو یورپین نظام کو کفر و بدعت خیال کرتی تھی باغیوں کے معاون ہوگئے اور عطاء اللہ آفندی سے اُن امرا و وزرا کے قتل کا فتویٰ لے لیا۔ جو یورپ کے فوجی نظام کے اجرا کے حامی تھے اس متعصبانہ فتوے سے کئی متعدد امیر معہ رفقا قتل کیے گئے اور کئی ایک نے یہودیوں اور عیسائیوں کے گھروں میں چھپ کر پناہ لی۔ سترہ جلیل القدر امرائے عثمانیہ کا سر قلم کیا گیا۔ اور قسطنطنیہ کی گلیوں میں خون کی ندیاں بہائی گئیں تین دن تک قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ اور پھر یہہ بکتے ہوئے سلطان سلیم کو پکڑنے چلے کہ ای سلطان تو امیر المومنین نہیں جسنے اسلام کو کفر سے مشابہ کر دیا تو نے خدا پر توکل کرنا چھوڑ دیا اور یورپین نظام پر فتح کا مدار سمجھا ہے اور ضروریات زمانہ سے ناواقف یا خودغرض عطاء اللہ نے فتویٰ دیدیا کہ جو سلطان مخالف قرآن چلتا ہو وہ قابل معزولی ہے چالاک مفتی کا فتویٰ تو درست تھا۔ لیکن کہاں احکام قرآن شریف اور کہاں اسلحہ جنگی۔ اور ترتیب قواعد کا استعمال خدا اس جہالت کا ناس کرے جو ہمیشہ مسلمانوں کو برباد کرتی رہی ہے اور اسقدر جاہل تھے کہ جن وسائل سے کفار نے انکی جنگی طاقت کو زائل کیا ہے انکا کسی مذہبی عقیدہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس جرم

ہلکو مورخانہ خیال سے اس بہادر اور پرجوش فرقہ کی پائمالی کا سخت افسوس ہے۔ اگر آج عرب پر یہہ واحد طاقت قابیہ حکمران ہوتی بہ نسبت موجودہ ضعیف الاعتقاد مشائخ عرب کے اسلام کے لیے زیادہ تر معنون خادم ہوسکتی تہی اور یقین ہے کہ یہہ گروہ کسی غیر اسلامی طاقت کا بیرون مین اثر سرزمین عرب مین غیر مسلمون کا رسوخ واقتدار نہ بڑہاتی۔ اور نہ حال کی طرح عرب مین طوائف الملوکی کا سمان دکہائی دیتا۔

ان حالات کے پڑہنے سے ناظرون پر واضح ہو گیا ہے کہ وہابیون کا زور عرب مین ۲۰ سال رہا ہے۔ اور ۲۴ سال خاص مقدس علاقہ حجاز زیر تسلط رہا۔ عدن سے لیکر جدہ تک تمام عرب مین انکی سلطنت قائم ہوگئی اور یہہ خالص عربی سلطنت تہی۔ اور تخمینا ایک صدی تک سلطنت عثمانیہ عرب کی طرف توجہ نہ کرسکی لیکن جب اسقدر مضبوط اور مدت دراز کی سلطنت کو سلطنت عثمانیہ کے ایک گورنر نے برباد کردیا۔ اور سلطانی تسلط بٹہادیا۔ تو زمانہ حال مین مخالفون کی یہہ آرزو کہ عرب مین کوئی خالص عربی سلطنت سلطان عثمانیہ کے مقابل قائم کی جائے ایک مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہین رکہتی۔ باغی امام یمن ہویا شیخ کویت کوئی بہی سلطنت عثمانیہ کی ٹکر کا صدمہ برداشت نہین کرسکتا اور نہ عام مسلمانون کو خلیفہ مسلمین کے برخلاف کرسکتا ہے۔ جس طرح کہ سابقہ سلاطین عرب کے معاملات مین کچہ زیادہ بے چینی نہین دکہائی۔ اور مدت دراز کے صبر وتحمل کے بعد وہابی سلطنت کا استیصال کردیا۔ اسیطرح جب سلطان نے زیادہ توجہ فرمائی تمام کانٹے نکل جائینگے۔ مگر سلطان مسلمانون کے برخلاف کوئی زبردست جنگی کارروائی کرنا نہین چاہتا وہ مشفقانہ پند ونصائح سے ہی عموما کام نکالتا ہے اور اخلاقی اثر سے گرویدہ کرنا چاہتا ہے جس مین اُن کے بزرگ اکثر کامیاب ہوتے رہے ہین۔

سلیم کو بچانے چلا آتا تہا۔ اپنے آقائے نعمت سلیم کی لاش دیکہہ کر حیران و ششدر رہ گیا۔ مگر اُسکو کہا گیا کہ وہ سلطان سلیم کے ماتم مین رہیگا تو شاہزادہ محمود کو بہی ہمیشہ کے لیے کہو دیگا اسلیے فوراً بیرقدار محمود کی بچانے کو چلا ظالم مصطفٰے نے سلطان سلیم کے ساتہہ ہی اپنے بہائی محمود کے قتل پر بہی قاتل مقرر کر دیے مگر محمود خنجر کا ایک ہی زخم کہا کر بہاگ گیا۔ اور ایک محفوظ مکان کے کوٹہے پر چڑہ گیا۔ جہان دشمن نہ پہونچ سکے کہ اتنے مین بیرقدار نے پہونچکر محمود کو بذریعہ سیڑہی نیچے اتار لیا اور تخت نشین کیا اور مصطفٰے کو قید کر دیا جسکی چند ماہ کی حکومت مین یورپ کی پالیسی بدل گئی۔ سلطان سلیم نے انگریزون اور روسیون کے برخلاف نپولین کی شہ سے روسی جنگ شروع کیا تہا اور ابہی چند ماہ پہلے نپولین بمقام فونگن سٹن بہرے دربار مین کہہ چکا تہا۔ کہ سلطان سلیم کو مجہ سے وہی تعلق ہے جو داہنے ہاتہہ کو بائین ہاتہہ سے ہے۔ لیکن جون ہی سلطان سلیم معزول اور ترکی فوج نے بغاوت کی وہ ترکی مین نظام جدید کے اجرا سے ناامید ہو گیا۔ اُس نے یقین کر لیا کہ نظام جدید جسکے بغیر سلاطین یورپ سے مقابلہ مشکل ہے جبتک ترک اسقدر نفرت کرتے ہین کہ اپنے امیر المومنین تک کی پروا نہین کرتے ایسی سلطنت یورپ مین کبہی قائم نہین رہ سکتی۔ بیوفاؤن کی طرح اس سلطنت کی برخلاف حصے بخرے کرنیکے منصوبون مین شامل ہو گیا۔ کہ جسنے محض اسکی دوستی کے بہروسہ پر انگلستان اور روس سے لڑائی مول لی تہی۔ نپولین بمقام فریڈلینڈ ۱۴ جون ۱۸۰۷ء کو روسی فوج کو سخت شکست دے چکا تہا۔ اور روس عثمانیہ علاقہ مالڈیویا سے فوج واپس منگوا چکا تہا۔ جنگ فریڈلینڈ کے بعد نپولین اور زار روس نے بمقام ٹلسٹ ملاقات ہوئی اور علانیہ عہدنامہ جسمین کچہہ پاس طرح ترکی کے صوبجات مالڈیویا اور والیشیا کا روسیون سے خالی کرنے کا ذکر تہا ایک خفیہ عہدنامہ دونون بادشاہون مین لکہا گیا جسکے روسے فرانس کو صوبجات بوسینا۔ البانیا۔ اپائرس۔ یونان تہیسلی۔ مقدونیہ اور روس کو والیشیا۔ مالڈیویا۔ بلگیریا۔ اور آسٹریا کو سرویا ہنیز لینے کی تجویز کی گئی۔

نپولین کی اسقدر جلدی ہی پالیسی بدلنے کی بہاری وجہ یہہ تہی کہ وہ روس کی نسبت انگلستان کو فرانس کا تجارتی اور ملکی رقیب جانتا تہا۔ ہندوستان مین فرانسیسی تجارت اور اقتدار انگلستان کے ہاتہہ سے خاک مین مل چکا تہا۔ اسکی مصری فتوحات اور ایشیائی منصوبونکو انگلستان ہی نے ہمیشہ کے لیے پائمال کیا تہا۔ اسی انگلستان کی بگاڑنے کے لیے ترکون کو سبز باغ دکہلائے گئے تہے مگر سلطان سلیم کی معزولی اور ترکی فوج بغاوت سے اُسکی یہہ امید کہ کبہی ترک انگلستان کو مشرق مین نیچا دکہا سکین گے جاتی رہی اُسکو ضرورت پڑی کہ روس کا نٹہ کر انگلستان کو اکیلا بے یار و مددگار بناوے اور روس کے منہ مین جبتک ترکی صوبجات کا تر لقمہ نڈال لیتا اور سلطنت عثمانیہ کی مخالفت مین زار روس کا ہم نوالہ بنتا۔ اور روس سے اتحاد مشکل تہا۔ پس خود غرض

مین ناقدرشناس قوم کے ہاتہہ سے سلطان سلیم ثالث ۱۲ ماہ ربیع الاول ۱۲۲۲ھ کو ۱۸ سال اور ۸ ماہ کی سلطنت کے بعد معزول ہوا بمنافق مفتی کا فتویٰ سنکر جو بظاہر دوستانہ کلمات کہتے ہوئے اور مغموم صورت بنا سلطان کو پاس حاضر ہوا تہا سلطان سلیم بلا حجت اور بلا کسی اظہار رنجش کے اپنے پرانے مکان مین چلا گیا جہان وہ سلطنت سے پہلے ۲ سال تعیم رہا تہا راستہ مین مصطفی بن عبد الحمید اول ملا جو تخت سلطنت پر جلوس فرمانے کے لیے جا رہا تہا۔ کہا کہ بہائی تخت نشینی مبارک ہو مینے قدیم فوج کو فنون حرب سے عاطل اور مقابلہ دشمن سے مغلوب دیکہہ کر انتظام ملک اور تقویت دین اور استحکام سلطنت کے لیے فرنگیون کے جنگی قوانین وضوابط کے موافق جدید فوج تیار کی تہی پرانی فوج نے بغاوت کر کے مجہے معزول کر دیا۔ اور مین اپنے نئے گہر جاتا ہون جہان علیحدگی مین زندگی بسر کرون گا۔ تم نے ان لوگون سے رفق و ملاطفت اور تدبیر و حکمت سے پیش آنا۔ مگر سلطان مصطفے نے کچہ توجہ سے نہ سنا اور جب سلطان سلیم نے معانقہ کرنا چاہا تو وہ بہی نہ کیا۔ جب سلیم نظر بندی کے مکان مین داخل ہوا تو وہان شاہزادہ محمود سلطان مصطفے کا بہائی سلطان سلیم کی حالت دیکہہ کر زار زار رونے لگا۔ سلیم پر بہی رقت طاری ہو گئی اور اس نظر بندی کے زمانے مین محمود تجربہ کار سلطان سلیم سے سلطنت کے انتظامی امور اور آیندہ کی ضروریات کی تعلیم پاتا رہا۔ جسکا نتیجہ اس نے اپنے عہد حکومت مین خوب دکہا دیا۔ اور ینگچریون کو جنہون نے صدیون سے سلاطین اور وزرائے سلطنت کا دم ناک مین کیا ہوا تہا۔ برباد کر دیا۔

سلطان مصطفی چہارم بن سلطان عبد الحمید اول

یہ سلطان تیس سال کی عمر مین ۲۹ مئی ۱۸۰۷ء کو تخت نشین ہوا۔ اس نے وعدہ کیا کہ سلطان سلیم نے تحت لیے جو فرنگیون کا نظام جاری کیا تہا اور جدید فوج ملازم رکہی تہی سب کو موقوف کر دیگا۔ اور جنہون نے انکو تخت دلایا تہا۔ انکی ہاتہہ مین کٹہہ پتلی بن گیا۔ مفتی عطار اللہ اور قائم مقام موسی پاشا سیاہ و سفید کے مالک بن گئے ریکک کا پاشا مصطفی بیرقدار اور وزیر اعظم مصطفی پاشا چلبی انکے برخلاف تہے چونکہ اب روسیون سے صلح ہو چکی تہی اس لیے بیرقدار جو سلطان سلیم کا نمکخوار وفادار تہا انتقام کے لیے اٹہہ کہڑا ہوا۔ اور فوج جرار لیکر قسطنطنیہ پہونچ گیا اور سلطان سلیم کو پہر سلطان بنانا چاہا۔ سلطان مصطفے نے یہہ خبر سنکر سلطان سلیم اور اپنے بہائی محمود کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ ان دونون عثمانی یادگارون کے قتل ہونے سے وہ اکیلا وارث تخت عثمانیہ رہ جاتا اور پہر اسکو معزولی کا خطرہ نہ تہا۔ سلطان سلیم نماز عصر پڑہ رہا تہا کہ ظالم قاتل اسکے کمرہ مین پہنچ گئے اور ابہی نماز سے فارغ نہین ہوا تہا کہ ظالمون نے حملہ کر دیا۔ اور زمین پر پہینکدیا۔ سلطان سلیم جو ایک تنومند جوان تہا شیر کیطرح اٹہہ کہڑا ہوا اور بہادرانہ مقابلہ کرتا ہوا گرا جسکو گلا گہونٹ کر شہید کیا گیا۔ بیرقدار جو وفاداری کے جوش مین سلطان

طبیعت کا نتیجہ تہا۔ اس بارہ مین مدبران انگلستان نپولین سے بڑہ کر عاقبت اندیش اور فرزانہ نکلے جنہون نے فرانسیسون کی جگہہ جہٹ پٹ رشتہ اتحاد قائم کرلیا۔

سلطان محمود خان ثانی بن سلطان عبدالحمید خان اول

سنہ ۱۲۲۳ھ ۲۳ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اور سلطان مصطفے قید کیا گیا۔ اور مصطفی پاشا بیرقدار نے قاتلان سلطان سلیم کو چن چن کر قتل کرا دیا۔ اور وزیر اعظم بنا یا گیا۔ اور نظام جدید کے اجراے کے لیے علما اور ارکان دولت اور سرداران فوج کی کمیٹی کی اور یورپین قوانین حرب کی تعلیم کی ضرورت کو بالتفصیل ظاہر کیا۔ ان لوگون نے اسوقت اسکی تجویز کی تائید کی مگر دل مین ناراض تہے بیرقدار اس منافقانہ رضامندی کو واقعی رضامندی جانکر فوج جدید کی تربیت مین مصروف ہوگیا۔ اور خاص اپنی وفادار ہمراہی فوج کو دارالخلافہ سے رخصت کردیا ینگچری وغیرہ جو نظام جدید کے سخت مخالف تہے وزیر کو علانیہ بازارون مین کافر کہنے لگے اور بیرقدار کے کفر و موت کے اشتہار لکہہ لکہہ کر عام نظرگاہون اور خاص بیرقدار کے مکان کے دروازہ پر لگانے لگے اور آخر اسقدر فساد کیا کہ بیرقدار کے مکان کو آگ لگا دی جسمین کہ پاس ہی بارود بہرا تہا۔ بارود کے ساتہہ ہی خیرخواہ سلطنت بہادر وفادار نمک حلال وزیر اعظم مصطفے پاشا بیرقدار بہی اڑ گیا۔ اسکی موت کے ساتہہ ہی اسکا گہر بار اور کئی ایک ارکان سلطنت جو نظام جدید کے مؤید تہے قتل و غارت کیے گئے۔ امرا کے علاوہ جس سلطانی مکان بہی جلائے گئے۔ اور اس آتش زدگی سے قسطنطنیہ کا حصہ کثیر جل گیا۔ فوج جدید قتل اور پراگندہ کی گئی۔

وزیر اعظم یوسف پاشا بنایا گیا۔ اور عطاء اللہ آفندی موقوف اور محمد عارف آفندی شیخ الاسلام مقرر کیا گیا۔ سلطان محمود نے مصلحتاً نظام قدیم کی بحالی اور نظام جدید کی موقوفی کا حکم دیدیا سلطان مصطفے نے یہہ حال دیکہکر فوج ینگچری کو بغاوت آمیز اور اپنی بحالی کا خط لکہا جو ایک عالم کے ہاتہہ پڑ گیا۔ جسنے دیگر علما کو دکہانے کو بعد مفتی اعظم کے پیش کردیا جہان بحث و مباحثہ کے بعد یہہ امر قرار پایا کہ جبتک سلطان مصطفے زندہ ہے فتنہ و فساد رہیگا اور سلطان مصیبتین اٹہاتے رہینگے اسکا قتل ضروری ہے اس تجویز کے عرض کرنے کے لیے سنبل آفندی قاضی قسطنطنیہ کو سلطان محمود کی خدمت مین بہیجا جسکا جواب نیک نیت سلطان نے یہہ دیا کہ مین اپنے بہائی کے قتل کا حکم کس طرح دے سکتا ہون جبکہ مین اسکے ہر ایک ارادہ کو روک سکتا ہون قاضی کی ہر ایک دلیل کی سلطان محمود تردید کرتا رہا۔ یہانتک کہ قاضی نے حدیث شریف "اذا اجتمع خلیفتان فاقتلوا احدھما" سنائی یہہ حدیث سنکر وہ بیدار سلطان مغموم اور خاموش رہ گیا۔ اور دوسری طرف منہ پہیر لیا اور کچہہ جواب دیا قاضی یہہ کہکر

نپولین نے نہایت غداری سے اپنے رفیق صادق ترکی کو عین مصیبت کے وقت موت کے منہ مین ڈالدیا۔ یہہ یورپ کے اس بادشاہ کا اخلاقی نمونہ ہے جو شجاعت اولوالعزمی ہمت و استقلال مین اپنے عہد مین بے نظیر گذرا ہے۔ مگر افسوس کہ یہہ شخص بھی فرنگی خاصہ سے پاک نہ تہا۔ فرانس جو سابق مین کئی دفعہ موقعہ پر ترکی کو ایسی مصیبت مین ڈال چکا تہا۔ وہی نتیجہ نپولین کی دوستی سے حاصل ہوا۔ اور خدا کی پاک کلام کی صداقت ظاہر ہوگئی آیۃ کریمہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا یُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ؕ سورۂ آل عمران پارہ چار۔ نپولین کو بھی اس غداری کا بدلہ مل گیا جب دونون حریص بادشاہون مین مکمل تصفیہ نہوا اور لڑائی کی نوبت پہونچی اور ترکون سے روسیون نے صلح کر کے یکسوئی حاصل کی تو فرانسیسیون کو تن تنہا مقابلہ مین روسی فوج سے سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ اور اسی تاریخ سے نپولین کا زوال شروع ہوا جسکی سزا مین نپولین کو سنیٹ ہلینا مین قید ہونا پڑا۔ اور نپولین نے جس ترکی کو ناقابل علاج نیم جان مریض تصور کیا تہا۔ اُسیکو آیندہ انگلستان نے ایک مفید آلہ بنا کر مشرق مین اپنے مقبوضات کو خوب مستحکم کر لیا۔ اور عود وہ نیم جان ترکی کہ جسکی تربیت و سلامتی سے نپولین نے ناامید ہو کر روس کے ساتھہ ملکر خیالی تقسیم بھی کر لی تہی آج یورپ کے جملہ قواعد جنگ سے اعلی تربیت پا کر یورپ کی کسی سلطنت سے فوج کم نہین رکھتی اور دول عظام مین سے ہر ایک کے ساتھ خم ٹھوک کر مقابلہ کر سکتی ہے۔ رہا تمام یورپ کا مقابلہ وہ عام اسلامی اتحاد پر موقوف ہے جس اتحاد کا انجام اُس قادر لایزال کی قدرت سے بعید نہین کہ جسنے نظام جدید کے دشمن ترکون کو زمانہ حال کے فنون حرب مین ایسا ماہر کر دیا ہے کہ غازی عثمان پاشا شیر پلونا جیسے مدافع اور مارشل ادہم پاشا جیسے فاتح پیدا کر دیے ہین ایک نے تو لاکھون روسیون کو مع اُنکے شاہنشاہ کے مٹھی بھر جماعت کے ساتھہ چھ ماہ تک محض مہارت جنگی سے روکے رکہا اور دوسرے نے یونانی فوجون کو ایک ہفتہ کے اندر شکست پر شکست دیکر تہسلی فتح کر کے یورپ کو دکہا دیا کہ ترک یورپ مین اپنا جنگی وقار قائم رکھنے کی کافی طاقت رکھتے ہین۔

نپولین جیسا کہ غدار و بیوفا ثابت ہوا ویسا ہی واقعات سے نتائج نکالنے مین خام نکلا۔ اُس کی فراست و ذکاوت غلط ثابت ہوئی۔ یا یون کہو کہ عام فرانسیسی طبائع کی طرح وہ بھی چھچھورا پن سے خالی نہ تہا۔ ترکون مین نظام جدید کے اجراء سے ناامید ہونا۔ اور ترکی کو ناقابل علاج خیال کر لینا۔ نپولین کی جلد باز

اور یہی حال روسیون کا بوسینا کے پاشا کے ہاتھ سے ہوا جسنے روسیون کی زبردست حملہ اور فوج کو نقصان کثیر پہنچا کر شکست فاش دی۔ مگر افسوس کہ یہہ پاشا بہی اپنی بعض متمردانہ حرکات سے وزیر اعظم کے نزدیک باغی خیال کیا گیا تہا۔ اسی وجہ سے وہ روسیون کا تعاقب کر سکا۔ اور مسلمانون کے نفاق سے روسی فوج بچ گئی۔ یہہ پاشا بعد مین صفائی ہوجانیکے بعد نہایت وفاداری اور شجاعت سے دشمنون کا مقابلہ کرتا رہا۔ ۱۸۱۱ء کے معرکون مین روسی اگرچہ کوہ بلقان تک پہنچگئے لیکن ترکون نے آخر دریاے ڈینیوب عبور کر کے اور روسیون کو نکال کر ولایت پر قبضہ کر لیا اور کئی ایک شہر بہتین دیکر روسیون کو سخت نقصان پہونچایا۔ یہہ تمام کامیابیان ترکون کے قومی جوش کے سبب سے تہین اگر عام افسر بہی لائق ہوتے تو ضرور اسوقت ترک اپنے کہوئے ہوے سابقہ علاقہ کو واپس لے سکتے۔ مگر افسرون کی ناقابلیت کی وجہ سے ایک موقعہ پر تینتیس ۳۳ ہزار ترکی فوج نرغہ مین آ گئی اور ہتہیار رکہنے پر مجبور ہوے ترکون نے اور کئی علاقہ پر کسر نکال لی جبکہ روس اور ترکی کی لڑائی ۱۸۰۹ء مین شروع ہوئی تہی تو اسیوقت فرانس اور آسٹریا کی لڑائی چہڑ گئی تہی۔ زار سکندر اول نے نپولین کے ساتہہ ترکی کے حصے بخرے کا معاہدہ کیا ہوا تہا جو آخر یورپ مین ترکی کے علاوہ ایشیا پر بہی وسیع کیا گیا۔ بچارے ترکون کو کوہ طارس سے پرے کے علاقہ مین دہکیل دینے کی خیالی تجویز کی گئی مگر قسطنطنیہ کا قبضہ زار روس لینا چاہتا تہا۔ کچہ تو اس سبب سے ان دونون حریص اور مغرور بادشاہون مین اور کچہہ آسٹریا کی لڑائی کے سبب سے زار سکندر اول اور نپولین مین بگڑ گئی۔ زار سکندر اول آسٹریا کا خیر خواہ دلی تہا علاوہ اس کے آسٹریا کے مغلوب ہونے سے اسکو خطرہ تہا کہ کہین اولوالعزم نپولین روس پر بہی حملہ نہ کر دے زار اور نپولین کی دوستی محض اس لیے تہی کہ زار تو ترکی کا نوالہ ہضم کر سکے اور نپولین انگریزون کو مات دے سکے ورنہ نپولین ترکی کی بربادی نہین چاہتا تہا چنانچہ اس نے دسمبر ۱۸۰۹ء مین ایک عام مجلس مین زار سکندر اول کی فتوحات پر اظہار خوشی کرتے ہوئے صاف کہدیا تہا کہ اب میری حدود سلطنت عثمانیہ سے ملحق ہو گئی ہین۔ اگر باب عالی نے انگلستان کے مہلک مشورون کو چہوڑ دیا تو اسکی حفاظت کرون گا اور اگر وہ انگلستان کی مکاری اور دغابازی کی دباؤ مین آگیا تو مین ترکی کو نقصان پہونچاؤن گا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نپولین ترکی کا اسقدر حبیب و جانی دشمن نہ تہا جسقدر کہ زار سکندر اول۔ نپولین تو صرف انگلستان کی صلاح و مشورہ نہ ماننے سے ترکی کا محافظ بن سکتا تہا۔ اور زار روس بربادی اور صوبجات ترکی کے لیے بغیر کسی طرح راضی ہو سکتا تہا۔ اس لیے ترکی اور روس کی لڑائی چہڑ گئی نپولین کا آسٹریا سے اعلان جنگ کرنا صاف ظاہر کر رہا تہا کہ شہر یار کے دوست روس کی مصروفیت سے نپولین فتح آسٹریا کا فائدہ جسکے بعد اسکی حدود ایک طرف سلطنت عثمانیہ سے اور دوسری طرف روس سے مل جائیں گی۔ اور یہہ اسکا اختیار ہوگا کہ جسطرف چاہے توجہ مبذول کر سکے۔ زار سکندر اول کا مقابلہ سلطان محمود نہایت شجاعت اور استقامت سے کر رہا تہا۔ اور ترکون کا مذہبی جوش کمال درجہ پر موجزن تہا اسلیے زار کو بڑے بڑے معرکون مین [illegible]

کہ ان السکوت اقرار سلطان کے پاس سے نکل آیا۔ اور بستانجی باشی کو سلطان مصطفی کے قتل کا حکم سنا دیا جو چند ماتحتون کو لیکر مصطفی کو مارنے کو چلا سلطان مصطفی یہہ سنکر فرش مین چھپ گیا۔ اور تلاش کرنے سے نہ ملا۔ آخر اسکا جو تا فرش کے پاس دیکہا گیا۔ اور فرش کے الٹنے سے سلطان مصطفی کو پکڑ لیا اور گلا گہونٹ کر مار ڈالا۔ علما قاضی ملکہ کے واپس جانے اور دیر لگانے سے سمجھے کہ سلطان محمود نے اپنے بہائی کے قتل کا حکم نہین دیا وہ سب معہ شیخ الاسلام سلطان کی طرف قتل مصطفی پر زور دینے کے لیے روانہ ہوئے مگر انکے پہونچنے سے پہلے ہی سلطان جہروکہ مین سے اپنے بہائی کی مردہ لاش دیکہہ کر رو رہا تہا۔ علما سمجھ گئے کہ مصطفی قتل کیا گیا۔ اس لیے سلطان کو تسلی و تعزیت اور دعائین دیتے چلے گئے یہہ واقعہ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۲۳ھ کا ہے۔ سلطان مصطفی نے ۱۴ ماہ سلطنت کی اور تیس سال عمر پائی۔

سلطان محمود اسکے بعد جدید نظام کا خیال بظاہر چہوڑ دیکر انتظام ملکی مین مصروف ہو گیا مگر اس نے دل مین ٹہان لیا کہ جبتک مفسد ینگچریون کو تہ تیغ نہ کیا جائے سلطنت کا انتظام اور قیام محال ہے مگر وہ مآل اندیش اور متحمل سلطان موقعہ کا انتظار کرنے لگا اور بالفعل ینگچریون وغیرہ کی تالیف قلوب کرنے لگا۔

روسی محاربہ

انگلستان نار روس اور نپولین کے علانیہ اور خفیہ عہد نامہ سنہ ۱۸۰۷ع کا حال سنکر ہکا بکا رہ گیا تہا۔ مگر اس نے فوراً ترکی کو گانٹہہ لیا اور ۵ جنوری سنہ ۱۸۰۹ع کو ترکی سے صلح کر لی۔ روس اور فرانس نے ہر چند اس صلح مین مزاحمت کی اور دہمکی بہی دی مگر سلطان نے ایک نہ سنی اور ترکون کا جوش دن بدن بڑہتا گیا۔ کل قوم روس کے ساتہہ لڑائی کا مطالبہ کرنے لگی اور قوم نے فیصلہ کر لیا کہ اب کی دفعہ کسی خود غرض اور مکار دوست کو درمیان مین نہ لایا جاوے صرف اپنی تلوار پر بہروسہ کر لیا جاوے۔ اس لیے ہر ایک فوجی صیغہ مین نہایت مستعدی سے کام شروع ہو گیا اور بیڑہ کی تیاری کا حکم دیا گیا اور چند دنون مین دس جنگی جہاز سب طرح سے لیس ہو گئے سرحدی قلعون مین تازہ فوج روانہ کی گئی۔ گو قوم مین جوش بہت تہا۔ مگر کام لینے والے آپس مین چہری کٹاری ہو رہے تہے چنانچہ دو جرنیلون کی ذاتی مخالفت کے سبب سے ترکون کے دو فریق ہو کر آپس مین ہی لڑنے لگے۔ اس لیے روسیون کو چند فتوحات ہوئین۔

اور ۲۲ اکتوبر کے جنگ تاتاریزا مین ترکون نے بہی روسیون سے خوب بدلہ لیا۔ دوسرے سال سنہ ۱۸۱۰ع مین روسیون نے شوملہ۔ اور ریچک کے حملات متواترہ مین وزیر اعظم کی فوج سے سخت نقصان اٹہا کر شکست پائی

انکی فوجی طاقت مین کمی نہین آئی تہی کو بعد مین کبہی کبہی مملوک سرکشی کرتے رہے مگر سلطنت عثمانیہ انکو معمولی تنبیہ دیکر اپنا
انتظام کرتی تہی۔ اور مملوکون کی فوجی طاقت بدستور قائم رہی۔ سلطان سلیم ثالث کے عہد مین انہین مملوکون نے انگریزون
کو برخلاف سلطنت عثمانیہ بلایا تہا۔ اور اب بہی ایک طاقتور گروہ موجود تہا۔ محمد علی پاشا جو مقدونیہ کے قصبہ قولہ
مین ۱۷۶۹ء کو پیدا ہوا تہا قوم سے البانوی (ارنووط) تہا جو فوج یوسف پاشا کی ہمراہ فرانسیسیون کو مصر سے
نکالنے آئی تہی اُس مین محمد علی بہی ملازم تہا محاربہ مین محمد علی نے کمال درجہ کی شجاعت دکہائی اور اس کے صلہ ترقی
پائی تہی اور اسی تہور اور شجاعت و تدبیر کے سبب جلدی ہی قائم مقام کے درجہ تک ترقی کر گیا۔ اور ۱۲۱۳ھ
ہجری مین حکومت مصر کا اعلی رکن بن گیا۔ یوسف پاشا کے بعد خسرو پاشا والی مصر ہوا۔ فوج اُسکے مخالف
ہو گئی جسکا سرغنہ بہی محمد علی تہا خسرو پاشا حکومت مصر سے علیحدہ کیا گیا۔ اور طاہر پاشا گورنر مصر ہوا
مگر ۲۳ روز کے بعد مفسد فوج کے ہاتھ سے قتل ہوا جسکی جگہہ احمد پاشا والی مدینہ منورہ گورنر کیا گیا۔ مگر مملوکون
نے اُسکو بہی منظور نہ کیا۔ اور مملوکون کے سردار ابراہیم بیگ کو والی مصر اور محمد علی کو اسکا نائب مقرر کر لیا مگر ابراہیم
بیگ کے قتل کا بہی منصوبہ کیا گیا جسپر وہ جان بچاکر بہاگ گیا۔ اور اُسکا تمام گہربار لٹ گیا۔ اب سب مزاحمتون کو
دور کر کے محمد علی ہی اکیلا مالک سیاہ و سفید بن گیا۔ باب عالی نے رشید پاشا حاکم سکندریہ کو والی مصر مقرر کیا جسنے
جور و ظلم سے لوگون کو ناراض کر دیا۔ اور مظلومون نے محمد علی کو اپنا حامی قرار دیا۔ اور ابراہیم بیگ بہی باغیون
سے آملا کئی ایک خونخوار معرکون کے بعد باب عالی نے محمد علی پاشا کو ولایت جدہ کا فرمان بہیجدیا اور اسطرح اس مادہ
فساد کو مصر سے نکالنا چاہا۔ مگر فوج اور علماء نے اُسکو خود بخود والی مصر مقرر کر دیا۔ اور سلطانی گورنر کو نکالدیا۔ یہ واقعہ
۱۲۲۰ ہجری کا ہے اُسکے بعد مصر مین دو عملی رہی۔ اور باب عالی نے یہہ خبر سنتے ہی دو تین ماہ بعد محمد علی پاشا
کو والی تسلیم کر لیا۔ جسنے کئی ایک فرانسیسی ملازم رکہہ کر اپنی فوج کو یورپین طریقہ پر فنون حرب سکہا کر آراستہ
کیا اور مصر کا قرار واقعی انتظام کر لیا۔ مگر اُسکو مملوکون کی طرف سے برابر خطرہ و اندیشہ لگا رہتا تہا۔ یہانتک کہ
باب عالی نے اُسکو وہابیون کے عرب سے نکالنے پر مقرر کیا۔ اُسوقت اُسکو اندیشہ ہوا کہ کہین اُسکی غیبت مین مملوک مصر مین
فساد برپا نہ کرین چونکہ بالائی مصر مین ابتک ان کی حکومت اور طاقت موجود اور تعداد کافی تہی اسلیے اُسنے وہابیون کی
لڑائی کا عام اعلان کرتے وقت تمام سرداران مملوک کو فرمان سلطانی سنانے اور حجاز پر فوج کشی کا مشورہ کرنے
کے لیے قاہرہ مین طلب کیا۔ چونکہ وہابیون کی لڑائی مذہبی تہی اور حرمین شریفین مین جسقدر وہابیون نے
بے ادبی اور مزارات کی بےحرمتی اور حاجیون سے ظالمانہ بدسلوکی کی تہی اور ہزارون اہل سنت کو تہ
تیغ کیا تہا۔ ان خبرون کو سنکر تمام مصری وہابیون کے برخلاف تہے اسلیے مملوکون کو قاہرہ آنے مین کوئی بدگمانی
پیدا نہ ہوئی قاہرہ کے قلعہ مین سب مدعو کیے گئے اور برجون اور خاص خاص جگہون مین محمد علی پاشا نے تفنگچی

نیچا دیکھنا پڑا۔ اور جس کامل فتح کی امید مین اُسکو خوابین آرہی تہین وہ کافور ہو گئین۔ اُس نے سمجھ لیا کہ ترکی پر فتح تو فاید ہو لیکن اُدہر اسٹریا کی شکست یقینی اور اس سد سکندری کے ٹوٹنے سے نپولین جیسے فاتح کے دوش بدوش ہو کے کئی خطرات کا سامنا ہے اس لیے اس نے ۱۸۰۹ء اور ۱۸۱۰ء کچھ فوج اسٹریا کی مدد کو روانہ کی تھی۔ اس باعث اور نیز کئی ایک امور کے سبب سے دونون مین پورا بگاڑ ہو گیا۔ اور بہادر نپولین ۵ لاکھ جرار فوج لیکر ماسکو دار الخلافہ روس پر چڑھ گیا۔ روس نے جھٹ پٹ بابعالی سے درخواست صلح کر دی اور درالثیا۔ اور بالڈیویا۔ ترکون کے حوالہ کر کے دریائے پروتھ کو حد فاصل قرار دیدیا۔ نپولین نے ہر چند بابعالی کو کہا کہ روسیون سے لڑائی جاری رکھنے کی صورت مین کریمیا وغیرہ صوبجات ترکی کو واپس لائے جائینگے مگر نپولین جو سلطان سلیم جیسے صادق دوست کی معزولی پر بھی ترکی کی تقسیم مین روس سے شامل ہو گیا تہا اور اُس نے مخفیہ عہد نامہ کر لیا تہا۔ اب کسطرح بابعالی اُسکی باتون مین اسکتا تہا۔ اسمین شک نہین کہ اگر ترک جنگ جاری رکھتے تو اُسکا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جاتا۔ اس صلح سے روس کو بہت بڑا فایدہ پہونچا - اور فرانس اور ترکی کو نقصان ہوا۔ اسی فوج نے جو ترکون سے پیچھا چھوڑا کر واپس گئی تھی نپولین کی ایک حصہ فوج کو تباہ کیا۔ اور اُسکی امیدون پر پانی پھیر دیا۔ اور نپولین کے آیندہ زوال کا باعث ہوا۔ ترکی نے اس معاہدہ سے اپنے سخت دشمن روس کو بچا کر اپنی مشکلات کو بڑھا لیا۔

سلطان محمود کی مشکلات

اس سلطان کا زمانہ نہایت مشکلات و مصائب سے بھرا ہوا ہے چنانچہ فوج ینگچری باغی تہی۔ علما متمرد تہے جنہون نے تمام ملک عرب پر تسلط کر لیا۔ ہوا تہا۔ مملوکون۔ سربون۔ البانوبون۔ یونانیون۔ دروسون۔ کردون شامیون۔ مصریون۔ اور سرکش پاشاؤن کی متواتر بغاوتون سے اندرون ملک مین سخت بدنظمی تہی۔ اور دول خارجہ پر بھی کچھ اعتماد نہ تہا۔ روس سے سخت خطرہ تہا۔ فرانس سے اندیشہ تہا۔ انگلستان کی دوستی پر اعتماد نہ تہا مگر ایک سلطان محمود تہا جسنے ان تمام مشکلات کا مقابلہ نہایت بہادرانہ استقلال سے کیا۔ گو بعض مین ناکامی ہوئی مگر سلطان محمود کی تدبیر و شجاعت پر کوئی اعتراض نہین ہو سکتا۔ ان مین سے چند اہم مہمات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مملوکون کی تباہی اور محمد علی پاشا کے ابتدائی حالات

مملوکون کا تاریخی مختصر حال سلطان سلیم اول کے حال مین لکھا جا چکا ہے۔ جب سلطان سلیم اول نے مصر کو مملوکون سے فتح کیا تہا تو اُس نے مملوکون کو بہی حکومت مین شریک کیا تہا جو مصر کے گورنر عثمانیہ کے ماتحت کام کرتے تہے

یونانی جو روسی سرحد سے دور تھے کچھ زیادہ حرکت نکر سکے مگر اندر ہی اندر ترکون سے نفرت بڑہانے کے سامان پیدا کیے جاتے رہے اور بذریعہ خفیہ مجالس قومی جوش بڑہایا جاتا رہا۔

اول اول نپولین کے مقابلہ کے لیے سلطان سلیم ثالث کے عہد مین عثمانیہ اور روسی بیڑون نے ملکر فرانسیسی بیڑے کو بحیرہ اندریاتک مین تباہ کیا۔ تو اسوقت روسیون اور یونانیون مین عام تعارف پیدا ہوا۔ اور عام یونانیون پر روسیون کو اپنی مذہبی ہمدردی کا زیادہ اثر ڈالنے کا موقعہ ملا۔ اُس کے بعد ۱۸۰۲ء میں جب جزائر ایونین پر روسی اقتدار قائم ہوا۔ تو روسیون کو یونانیون کے ورغلانے کا اور زیادہ موقعہ ملا۔ اور یونانیون کے دلون مین روسیون کی عظمت اور ترکون سے مخالفت ترقی پذیر ہوتی رہی۔ جبتک کہ نپولین نے روس کو شکست دیکر پھر ایونین کو دوبارہ نہ لے لیا۔ روسی مورخ یونان مین عثمانیہ مخالفت کا بیج بوتے رہے اس روسی تحریک اور شہ اور مذہبی جوش کے علاوہ یونانی سلطنت عثمانیہ کے عام فیاضانہ تعلیم کی اشاعت سے روشن خیال اور آزادی پسند بہی ہو چلے تھے نپولین کی لڑائیون مین بحیرۂ روم سے فرانسیسی تجارت مٹ چکی تہی اور انکی جگہہ یونانی تاجرون نے جگہہ لی تہی جنکے جہاز عثمانیہ جہنڈے کے تلے بے خوف وخطر سواحل بحیرۂ روم مین گشت کرتے پہرتے تھے اس سے یونانی بہت بڑے دولتمند ہوگئے اور دولتمندی کے علاوہ انکی ہی تجارت سے کامل ملاح جہازران بہی بن گئے چنانچہ اُس وقت یونان کے بیس ہزار ملاح فن جہازرانی مین مہارت تامہ رکہتے تھے۔

سلطان محمد فاتحہ کے عہد سے انکی مذہبی آزادی برقرار رکہی گئی تہی۔ بطریق اعظم (لاٹ پادری) کو صدیوں سے وہی حقوق عطا تھے جو ترکون کی فتح سے پہلے تھے اس لیے لاٹ پادری ترکون کے برخلاف کارروائی کرنے کی طاقت ملکی عہدون پر وزارت اور سفارت کی جلیل القدر عہدون تک یونانی مامور تھے۔ عام انتظام وصول محاصل کا کام یونانیون کے سپرد تہا جس سے تمام دیہاتی رعایا پر بجائے ترکون کے یونانیون کا زیادہ اثر تہا خاص یونانیون کے ایک فوج ملیشا صوبہ یونان مین ترکون نے رکہی ہوئی تہی جس سے یونیون کی جنگی حرارت بہی معدوم نہین ہونے پائی تہی یہہ تمام باتین خودمختاری اور بغاوت کے لیے کافی سامان تھے۔ مگر یونانی ایسی کسی مفید موقعہ کے انتظار مین تھے کہ غدار اور دشمن قوم علی پاشا نے یونانیون کے دلون مین باغیانہ جوش بھر دیا۔

یہہ علی پاشا محمد علی پاشا کی طرح البانوی اور اپنے زمانہ کے مشاہیر مین سے گذرا ہے افسوس جسطرح کہ یہہ دونون بہادر مدبر البانوی سردار ابتدا مین سلطنت عثمانیہ کے خیرخواہ رہے ہین اسیطرح اگر اخیر مین بہی وفاداری مین ثابت قدم رہتے تو سلطنت کو بہت کچھ فوائد حاصل ہوتے یہہ علی پاشا ۱۷۵۰ء مین پیدا ہوا۔ اس کا باپ

البانوی سپاہی پوشیدہ بٹہا دیے اور جب سب سردارانِ مملوک جمع ہو گئے دروازہ بند کیے گئے۔ مملوکون پر بندوقون کے فائر کیے گئے۔ بیچارے مملوک چونکہ بے ہتہیار ہے بندوق و تلوار سے قتل ہونے لگے اور چاشت سے شام تک یہہ وحشیانہ قتل ہوتا رہا اور جسقدر قلعہ مین مملوک دہوکے سے بلائے گئے تہے سب قتل کیے گئے۔ اور جو قلعہ سے باہر اور دیگر حصص ملک مین تہے حکام نے قتل کرا دیے بارہ سال کی عمر تک کے کل نوکور ہلاک کیے گئے۔ صرف معدودے چند حبش کو بہاگ گئے اور اسطرح سے اس بہادر اور پرجوش گروہ کا استیصال کیا گیا۔ محمد علی پاشا جو مصر کا خود مختار سلطان بننا چاہتا تہا اُس نے اپنے اور اپنی اولاد کے لیے مصر کا میدان صاف کر لیا۔ مگر مصر کو بہادرون سے خالی کر دیا جسکا نتیجہ آج اُسکی اولاد بہگت رہی ہے یہہ واقعہ ماہ صفر ۱۲۲۶ھ کا ہے اس کے بعد محمد علی پاشا نے وہابیون کے محاربہ کے لیے اپنے بیٹے طوسون پاشا کو روانہ کیا اور پہر خود وہابیون کے مقابلہ پر گیا جسکا حال پہلے لکہا جا چکا ہے۔

بغاوت یونان

در تمام اندرونی فسادون اور بغاوتون کو تو سلطان نے دبا لیا سرکش پاشاؤں اور مفسد سرغنون کو اسیر یا قتل کر دیا مگر یونان کی بغاوت جب تک کہ صرف یونانیون سے تعلق رکہتی تہی دبائی جاتی رہی اور جب متعصب سلاطین یورپ نے دخل دیا تو کام بگڑ گیا۔

یونان اگرچہ سلطنت عثمانیہ کے عادلانہ قوانین سے پرامن زندگی بسر کرتے تہے مگر قومی اور مذہبی جوش ضرور دلون مین موجود تہا فطرتاً آزادی اور اپنی قومی سلطنت کی بحالی کی امنگین دلون مین رکہتے تہے یورپ کی زبردست سلطنتین اٹلی۔ فرانس۔ آسٹریا۔ جرمن۔ ہسپانیہ۔ انگلستان۔ کو یونان سے اختلاف کے سبب زیادہ ہمدردی تہے وہ سلطنت عثمانیہ کے مقابلہ کی طاقت بہی نہ رکہتے تہے اس لیے یونان سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کے عہد سے سلطان احمد ثالث کے عہد تک امن وامان سے رہا۔ مگر جب پیٹر اعظم نے ریشہ دوانیان شروع کین چونکہ یونان مذہب کلیسا یونانی کا معتقد تہا۔ اور پیٹر کی الوالعزمی سے روس گمنامی کے حالت سے نکلکر دول عظام مین شمار ہونے لگا تو یونان بہی ترک کے دیگر عیسائی صوبجات کی کامیابی دیکہہ کر بغاوت پر آمادہ ہو گیا جسکو بالآخر ترکون نے سخت خونریزی کے بعد فرو کر لیا۔ اور پیٹر اعظم کو بہی ذلیل کیا۔ پیٹر اعظم کے بعد ملکہ کیتہرائن نے جو سب سے زیادہ جنگجو اور جوڑ توڑ مین اوستاد تہی بہت بڑے پیمانہ پر سلطنت عثمانیہ کے عیسائیون مین سازش کا جال پہیلا دیا۔ ہتہیارون۔ روپیہ خرچ سے ہر طرح مدد دیکر عیسائیون کو برانگیختہ کیا۔ یونان مین لوگون کی مخالفت کا بیج خوب بو دیا ترک چونکہ عرصہ تک روس سے برابر طول کی لڑائی لڑتے رہے اس لیے

سلطان محمود نے ڈینوب کی طرف تو فوج روانہ کر کے باغیون کا قلع قمع کر دیا۔ لیکن یونان مین جبتک خورشید پاشا سرعسکر عثمانی باغی علی پاشا کی مہم سے فارغ نہوا۔ باغیون کا زور بڑہتا گیا۔ چنانچہ یونان کے اکثر شہر یکے بعد دیگرے باغیون نے فتح کر لیے اور مسلمانون کو ہر ایک جگہہ نہایت سنگدلی سے قتل کیا گیا۔ انکی عورتون کو بے حرمت کیا گیا۔ کنواری لڑکیون کی عصمت مین خلل ڈالا گیا معصوم بچون کو قصابون کی طرح ذبح کیا گیا۔ ہزارون عورتون بوڑہون کو نشانہ گولی بنایا گیا۔ یہہ تمام حالات سُنکر قسطنطنیہ مین جوش پہیل گیا۔ اور یونانی باشندون کے مارنے پر مسلمان مستعد ہوگئے مگر شیخ الاسلام نے یہہ کہکر "کہ ان بے گناہون کو مارنا اسلام کے برخلاف ہے" بچا لیا۔ ہان قسطنطنیہ کا یونانی بطریق خفیہ سوسائٹی کے تعلق کے جرم مین پہانسی دیا گیا جسپر یونانیون اور یورپ کے باقی عیسائیون کا جوش اور بڑہ گیا۔ خورشید پاشا جب باغی علی پاشا کو قتل کر چکا۔ تو بغاوت یونان کے رفع کرنے پر متعین ہوا جسنے کئی ایک فتوحات سے باغیون کا قافیہ تنگ کر دیا۔ مگر یونانیون کے ساتھہ چونکہ جزائر ایونین کے پرجوش عیسائی شامل ہوگئے تہے اور ممالک یورپ سے انگلستان تک کے عیسائی مجاہد باغیون کی مدد پر آگئے تہے۔ اور خورشید پاشا کی فوج متواتر لڑائیون کے سبب سے بہت کم ہوگئی تہی اور جدید کمکی فوج کافی نہین پہونچ سکتی تہی اس لیے باغیون کا پلڑا بہاری رہنے لگا۔ اور خورشید پاشا خود زخمی ہوکر فوت ہوگیا۔ سلطان محمود نے محمد علی پاشا کو امداد کے لیے لکہا جسنے فوراً اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کو ۲۵ ہزار قواعددان فوج اور دو سال کا سامان رسد دیگر ۶۳ جنگی جہازون کے ساتھہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۸۲۴ء کو روانہ یونان کیا جسنے پہلے تو کریٹ کے باغیون کو مغلوب کیا۔ اور پہر ترکی بیڑے کے ساتھہ ملکر مجمع الجزائر کے باغیون کی بحری طاقت کو معدوم کر دیا۔ اور پہر ابراہیم پاشا بارہ ہزار قواعددان فوج کے ساتھہ موریا مین داخل ہوگیا۔ اور یونانیون کو شکست فاش دی۔ اور ناوارینو وغیرہ مشہور مقامات چند ماہ مین فتح کر لیے۔ ابراہیم پاشا کے داخلہ موریا کے وقت ہی رشید پاشا وزیر اعظم ترکی بہی شمالی یونان مین داخل ہوگیا تہا جسنے قلعہ مسولانگی کو مصری فوج کی مدد سے سخت معرکہ کے بعد فتح کر لیا۔ محمد علی پاشا نے اور گیارہ ہزار فوج مصر سے روانہ کی تہی۔ ابراہیم پاشا نے موریا کو اور رشید پاشا نے یونان کے مشہور شہر تہیبس کو فتح کر لیا۔ اور سنہ ۱۸۲۷ء کی وسط تک خشکی اور سمندر پر باغیون کی طاقت ہر ایک جگہہ تقریباً معدوم ہوگئی۔ اور باغیون کی قطعی پامالی مین کوئی شک نہ رہا تہا۔ کہ تین عیسائی سلطنتین۔ روس۔ انگلستان فرانس۔ باغیون کی حمایت پر میدان مین نکل آئین۔ اور سلطان کو فتح سے فائدہ نہ اٹہانے دیا۔

ان چہہ سالون کی بغاوت یونان مین زار سکندر اول تو اس واسطے خاموش رہا کہ ابتدا مین تین

قزاقی کرتا تہا۔ اور علی نے بہی وہی آبائی پیشہ اختیار کیا۔ اور سلطنت عثمانیہ کی ملازمت اختیار کرنے کے بعد خود سر زمینداروں اور علاقہ ایپائرس کے قزاقوں کی بیخ کنی مین عمدہ کام کیا۔ اور سلطنت سے مورد اکرام ہوا۔ یونان کی لڑائی ۱۸۰۰ء مین بہی خوب شجاعت دکہائی اسٹرلز کی لڑائی مین بہی اپنی بہادری کے صلہ مین پاشا کے درجہ تک ترقی کر گیا اور تہسلی اور یونان کے قزاقوں اور سرکشوں کا بہی قرار واقعی انتظام کیا۔ ریاست وینس کی بربادی پر جب بحیرۂ ایڈریاٹک کے مشرقی سواحل فرانس کو ملے تو اس نے موقعہ پاکر قصبہ بٹرنٹو اور بندر پریولیسا کو فتح کر لیا سنہ ۱۸۰۲ء مین ایک سیمی کوہستانی قبیلہ سولیان کو تباہ کر کے سلطنت عثمانیہ کے ایک قدیمی زبردست دشمن کو تباہ کیا اور متعدد نیم قزاقوں کا بہی یہی حال کیا۔ اس دولتمند پاشا نے ۱۸۱۹ء مین قصبہ پرجیا انگریزون سے خرید لیا جنکے ساتہ اسکی گہری دوستی تہی ان تمام کامیابیوں پر اترا کر علی پاشا خودسری کا دم بہرنے لگا۔ اور فرانس اور انگلستان سے اپنے علیحدہ تعلقات قائم کرنے لگا سلطنت کے عام مشکلات دیکہ کر جو ایشیا اور افریقہ مین زیادہ ظہور مین آرہی تہین۔ اور دار الخلافہ سے دور ہونے کے سبب جلد دور نہین ہوسکتی تہین۔ علی پاشا نے خراج اور فوجی کمک دینے سے بہی انکار کر دیا۔ اسپر وہ باغی قرار دیکر خورشید پاشا کو فوج جرار دیکر خشکی کی طرف سے اور امیر البحر نے سمندر کی طرف سے حملہ کیا ایسے وقت مین علی پاشا نے انگلستان سے مدد کی درخواست کی جس نے اپنی جبلی عادت کے مطابق کمزور اور زوال پذیر دوست سے منہ پہیر لیا علی پاشا نے جو ایک مستغنی شخص تہا اب عیسائی رعایا کو بہڑکانا شروع کیا اور سلطان کا ایک جعلی فرمان اس مضمون کا مشتہر کر دیا، کہ عنقریب تمام عیسائی سلطانی حکم سے قتل کیئے جائینگے،، یہ سنکر یونانی جو پہلے ہی بہرے بیٹہے تہے بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ اور تمام عیسائی ترکون کے مقابلہ پر کہڑے ہوگئے اس نمک حرام کو تو کئی لڑائیون کے بعد قتل کیا گیا جسکا سر کاٹ کر دار الخلافہ کے آق میدان مین ناظرین کی عبرت کا باعث بنایا گیا لیکن جن عیسائیون کو اسنے بغاوت کا سبق پڑہایا تہا۔ وہ اسلام کے لیے سخت خطرناک ثابت ہوئے اس بغاوت کا اثر صرف یونان تک ہی محدود نہ رہا تہا۔ بلکہ جہان جہان یونانی موجود تہے وہین خفیہ مجلسین قائم کی گئین اس خفیہ سوسائٹی نے اپنی علیحدہ خفیہ زبان پوشیدہ علامتین اور پیرائے پوشش و دیگر رسوم مقرر کر رکہی تہین اسکے ممبرون کے سات درجے تہے اخیر مین ان سے قسم لیجاتی تہی "کہ مین اپنے مذہب اور وطن کے لیے لڑون گا"۔ ان لوگون نے روپیہ نہایت فیاضی سے چندہ مین دیا۔ اور اسی چندہ سے ایک بیڑہ جہازات بہی تیار کر لیا۔ مارچ ۱۸۲۱ء کو پیٹراس کی اسقف اعظم نے عام اعلان کر دیا "کہ صلیب کی بادشاہی کا وقت آگیا ہے"۔ اور چند دنون مین اس پادری جرمانوس کی ماتحت دس ہزار باغی جمع ہوگئے اور دیہات ملحقہ کے مسلمانون کو تہ تیغ کر دیا یہ بغاوت ایک ہی مقررہ تاریخ کی گئی تہی۔ چنانچہ یونان مولڈیویا اور الشیا۔ مالڈیویا مین علم بغاوت بلند کر کے ایک ہی دن مسلمانون کو ذبح کرنا شروع کیا

خاص رسوخ و نفوذ تھا۔ اب نپولین کی قید سے تمام خدشے جاتے رہے اور یورپین سلاطین مین سے کوئی بھی مشرق مین انگلستان کا مدمقابل نہ تھا۔ اور ہندوستان کے مرہٹہ اور ٹیپو سلطان جیسے متعدد اور مدبر مخالف فنا ہو چکے اور جلیل القدر راجاؤن اور نوابون نے انگلستان کی شاہنشاہی کے سامنے سر تسلیم خم کر لیا تھا۔ ہندوستان کی شاہنشاہی ہی خود سلطنت عثمانیہ سے کم نہ تھی۔ پس اب انگلستان زر و دولت کے علاوہ وسعت ممالک مین بہت بڑھ گیا تھا۔ اسکو مشرق مین زمانہ گذشتہ کیطرح اب سلطان کی کچھ پرواہ نہ تھی اور سلطان اندرونی اور بیرونی مشکلات مین بھی مبتلا تھا اور دن بدن کمزور ہوا جاتا تھا۔ اس لیے مذہبی تعصب قدیمی رفاقت کے حقوق وفاداری پر غالب آگیا۔ علاوہ اس کے انگلستان کے اس جد و جہد کی ایک اور پولیٹیکل وجہ بھی تھی اسکو اب سلطان کی دوستی کی صرف اس لیے ضرورت تھی کہ ہندوستان کے رستہ مین مشکلات واقعہ نہ ہون اور بحیرہ روم اور قلزم مین کوئی بحری طاقت مزاحمت کرنے کے قابل نہ رہے۔ محمد علی پاشا نے فرانسیسی معلمون اور انجینئرز کے ذریعہ اپنی بحری طاقت کو خوب مضبوط کر لیا تھا۔ اور اسکا بیڑا یونان اور مجمع الجزائر کے متفقہ بیڑے کو تباہ کر کے یورپ مین اپنی بحری مہارت کی دھاک بٹھا چکا تھا۔ عثمانیہ بیڑا اس کے علاوہ تھا جس سے بھی اسی رستہ ہندوستان کے بارہ مین خطرہ تھا۔ پس انگلستان اپنی ذاتی اغراض کے لیے مصری اور ترکی بیڑے کی طاقت معدوم کرنا چاہتا تھا تاکہ اس کے رستہ مین کوئی رکاوٹ نہ رہے اور ہندوستان کے علاوہ وہ بھی مصر مین بھی کچھ حقوق حاصل کر لے۔ محمد علی کی طرف سے انگلستان کو بہت خطرہ تھا یہی جوانمرد تھا جسنے انگریزون کو اسکندریہ سے نکالا تھا۔ اسکی فوج یورپین طرز پر قواعد دان اور آراستہ تھی اور ایشیا مین وہ وہابیون کے معرکہ مین اپنی شجاعت کا سکہ بٹھا چکا تھا۔ اور بغاوت یونان مین یورپ کے اندر بھی اسکی فوجین اپنی مہارت جنگی کے جوہر دکھا چکی تھین۔ پس اس نو دولت پر جوش بہادر عقلمند سے انگلستان کو ویسا ہی خطرہ تھا جیسا کہ نپولین سے اس لیے محمد علی پاشا کی بربادی کے لیے ہمیشہ انگلستان منصوبہ سوچتا رہتا تھا۔ جو خوش قسمتی سے بغاوت یونان مین اس کے ہاتھ لگا۔ گو انگلستان کی بحری طاقت بہت مضبوط تھی لیکن اکیلے اسکو حوصلہ نہ پڑا۔ کہ مصری اور ترکی بیڑے سے مقابلہ کرے اور دوم اس غرض سے کہ دیگر سلاطین یورپ خصوصاً روس کچھ مزاحمت نہ کرے عیسائیون کی امداد و ہمدردی کا طوفان برپا کیا گیا۔ اور اپنی پولیٹیکل غرض کو یونان کی آزادی کے ارادہ مین مخلوط کیا گیا اور ترکون کے جور و ظلم اور یونانیون کی قدیم عظمت کے فسانہ سنا کر یورپ کو برانگیختہ کیا گیا۔ یہہ ایسا جادو تھا جسکا اثر انگلستان فرانس و روس مین کارگر ہوا۔ اور اسیطرح تین سلطنتون نے متفق ہو کر عثمانیہ اور مصری بیڑے کو بغیر کسی عہد شکنی کے برباد کیا۔ روس پر ہمین کوئی افسوس نہین وہ ترکی کا جانی دشمن اور رقیب تھا مگر انگلستان جو [illegible] اور

باغی کامیاب ہوتے رہے اور کل یونان پر قابض ہو گئے۔ لائق افسرون اور روپیہ کی امداد روس برابر پہنچتی رہی اور انگلستان جو ترکی کی دوستی کا دم مارتا تہا وہ بہی کچھ اسی خیال سے کہ باغی بہ تعداد کثیر کامیابی سے مقابلہ کر رہے ہین اور انگریزی مجاہد جان و مال سے باغیون کا حوصلہ بڑہا رہے ہین۔ اور زیادہ تر اس خیال سے کہ یونان جو روس کا ہم مذہب ہے زار روس کی حمایت مین نہ آجائے فرانس کا بادشاہ جو نپولین کے بعد تخت نشین ہوا تہا۔ انگریزون کا دست گرفتہ تہا۔ وہ اکیلا کچھ بہی نہ کر سکتا تہا۔ بظاہر یونانیون سے علیحدگی ظاہر کرتے رہے۔ ورنہ سکندر اول زار روس یا انگلستان کو ترکون سے کوئی ہمدردی نہ تہی مگر جون ہی مصری فوج نے باغیون کا قلع قمع کرنا شروع کیا اور بغاوت کو دبا لیا۔ تو تینون سلطنتین کہلم کہلا ترکی کے مخالف ہو گئین اور ابراہیم پاشا جسنے فتح یونان کے وقت فوج مین نہایت ضبط رکہا تہا۔ اور کسی قسم کا جور و ظلم نہین ہونے دیا تہا اسپر ملک کی بربادی کا الزام لگایا گیا۔ جب ثبوت مین کوئی واقعہ نہ ملا تو اور کئی الزامات لگائے گئے جسکا جواب با معنی معقول تیار ہا۔ جب کوئی بہانہ مداخلت نہ ملا تو موجودہ جنگ کو اپنے تجارتی فوائد کے لیے ضرر رسان بتا کر روکنا ضروری بیان کیا اور خواہ مخواہ بلا اعلان جنگ دول ثلاثہ کے بیڑے بندر ناوارینو مین اسلامی بیڑے پر حملہ آور ہوئے جبکہ ابراہیم پاشا ناوارینو مین موجود تہا ترک جو لڑائی کے لیے تیار نہ تہے گہبرا گئے۔ لیکن پہر بہی چار گہنٹہ تک مردانہ مقابلہ کرتے رہے جب تمام جہاز تباہ ہو گئے تو طاہر پاشا ترکی امیر البحر تو دشمن کے جہازون کے حلقہ کے درمیان سے صاف بچ کر نکل گیا اور قسطنطنیہ اس حادثہ کی خبر جا پہونچائی۔ اس فریبانہ جنگ مین مسلمانون کا بہت نقصان ہوا چنانچہ صرف مصری ملاح چہہ ہزار قتل ہوئے تہے اور انگلستان کی مہربانی سے اسیطرح عثمانیہ بیڑا تباہ ہو گیا اور یونان کی آزادی کا سلطان سے مطالبہ کیا جسکو کہ غیور سلطان نے نہ مانا جب تک کہ روسی دو سال کی متواتر لڑائیون کے بعد ایڈریا نوپل نہ پہونچ گئی جسکا ذکر آگے کیا جائے گا۔

انگلستان کی پالیسی

عیسائی رعایا کی علانیہ امداد پر انگلستان کا اسطرح مقابلہ پر آنا بلکہ خود زار کے پاس اپنے وزیر ڈیوک آف ولنگٹن کو سینٹ پیٹرز برگ روانہ کرنا اور باغیون کی امداد مین سب سے بڑہکر جوش دکہانے کا یہہ پہلا واقعہ ہے اور اسکے بعد جو سلطنت عثمانیہ مین دول یورپ ملکر قطع برید کے لیے دخل دیتی رہین اور نقصان پہونچاتے رہے اسکا بانی اور موجد یہی انگلستان ہے۔ اسکے پیچہے گو انگلستان ترکی کی ہوا خواہی کا دم بہرتا رہا۔ یا ثالث بالخیر بنکر توسط کرتا رہا تو اسکی بڑی بہاری وجہ یہہ تہی کہ اسکا قدیمی رقیب فرانس پوری طاقت کے ساتھ جیتا جاگتا۔ اور مشرق مین انگلستان کی اغراض کو نقصان پہونچانے کے واسطے ہر وقت مستعد تہا۔ اور مشرق مین جو اسلامی ملک تہا اس مین سلطان ترکی کا

کسقدر مشکلات پیش آئین نظام جدید کی تکمیل کیجائے چنانچہ اس غرض کے لیے اُس نے شیخ الاسلام بہی قاضی زادہ طاہر آفندی کو مقرر کیا جو سلطان کا ہم خیال تہا وزیر اعظم سلیم پاشا بہی اس اصلاح کا دل سے مؤید تہا۔ اور اہم عہدون پر بہی وفادار امرا مقرر کیے گئے۔ ینگچریون کا آغا حسین آفندی مقرر ہوا جسپر کہ سلطان کو بہت کچہ بہروسہ تہا سب سے بڑہ کر سلطان نے توپخانہ کا چارج ابراہیم کے سپرد کیا جو سلطان کا وفادار ملازم اور ینگچریون کا جانی دشمن تہا۔ اور اس مطلب کے لیے چودہ ہزار توپچی خاص قسطنطنیہ مین جمع کر لیے اور متعدد اور مناسب موقعون پر توپین رکہی گئین۔ علاوہ اس کے ایشیا کی وفادار سپاہ کو سکودرہ مین جمع رکہا گیا۔ ان تمام انتظامون سے فارغ ہو کر سلطان نے سنہ ۱۲۴۱ھ مطابق ۱۸۲۶ء کو انتظام جدید کو شروع کر دیا اور شیخ الاسلام کے مکان پر وزیر اعظم نے ملکی اور جنگی عہدہ دارون کی مجلس منعقد کی اور فرمان سلطانی بڑہ کر سنایا جسمین سابقہ جاہ وجلال اور عظمت وشوکت دکہا کر موجودہ کمزوری وزوال کا باعث جدید فوجی نظام کا نہ ہونا بتایا گیا۔ اور ینگچری فوج کی عام بے انتظامی اور سرکشی کا ذکر کیا۔ فرمان کے سنانے کے بعد خود سلیم پاشا نے ایک مفصل تقریر مین موجودہ فوج کی بد نظمی۔ اور عیسائیون کی چیرہ دستی کے حالات سنا کر حاضرین کو شرم دلایا۔ اور اس شرمناک حالت سے نکلنے کی مندرجہ ذیل تجاویز پیش کین۔

(۱) ینگچریون کے حقوق صرف انہین لوگون تک محدود رہین گے جو اب تک زندہ ہین۔ جو شخص مرجائے اسکی اسامی تخفیف کی جائے گی۔

(۲) ینگچریون کی ۵۱ پلٹنین ہین ہر ایک پلٹن سے ڈیڑہ ڈیڑہ سو آدمی منتخب کر کے فرنگستانی فنون جنگ اور قواعد سکہلائے جائین۔

(۳) آیندہ ترقی باضابطہ ہوا کرے۔ سفارش وغیرہ کا کچہ لحاظ نہ رکہا جائے۔

(۴) فوجی ملازمون کو عمدہ اور نمایان خدمات کے صلہ مین علیحدہ پینشن بہی دی جایا کرے گی۔

جملہ حاضرین نے باتفاق ان تجاویز کو منظور کیا۔ اور تمام ملکی اور جنگی افسرون کے دستخط کرائے گئے شیخ الاسلام نے فتوی جاری کر دیا کہ جو شخص ان احکام کی مخالفت کرے گا یا فساد برپا کرنے کی کوشش کرے گا اسکو سخت سزا دیجائے گی۔ اس تجویز سے سلطان نے اب آیندہ مخالفت کرنے والون کے لیے ایک شرعی اور قانونی حجت ہاتہ مین لے لی مفسد ینگچری بہلا کب ماننے والے تہے اس جلسہ سے تیسرے روز ہی فساد پر آمادہ ہو گئے اور وزیر اعظم شیخ الاسلام اور اپنے آقا کے مکانات لوٹ لیے اور رات بہر شرابین پیتے رہے افسوس کہ یورپین وضع اور فنون حربیہ کو تو کفر جانتے تہے اور مے خوری اور بدکاری کو حلال مانتے تہے یہ ہے جہالت وتعصب جس سے کہ مسلمان نفع اور ضرر مین تمیز نہ کر سکے اور ذلیل ہو گئے۔ وزیر اعظم نے بہاگ کر سلطان کو خبر دی جو پہلے ہی

راستی کا ہمیشہ مدعی رہا ہے۔ مورخین افسوس کرتے رہینگے کہ سلطان نے کبھی اسکی مشرقی فتوحات مین کوئی رکاوٹ نہین ڈالی تہی اور اسکو ہمیشہ تجارتی اور پولیٹیکل مراعات دیتا رہا۔ ملکہ الیزبتھ کے عہد مین جبکہ انگلستان ابہی شیرخوار بچہ تہا۔ اور وہ ترکی کے مقابل کوئی حقیقت نرکہتا تہا۔ فرانس جیسی زبردست سلطنت اور صدیون کے رفیق کے علی الرغم انگلستان نے پاؤن سلطنت عثمانیہ مین جما دیے تہے اور ہمیشہ اُسکے مشورون کو بنظر وقعت دیکھتا رہا اور اسکی عزت یورپ مین بڑہاتا رہا۔ آج وہی انگلستان روس سے بڑہ کر مخالفت مین حصہ لیتا ہے۔ یہہ ہے یورپ کی دوستی جس نے ایشیا کے سادہ لوح طبائع کو ہمیشہ مضطرب رکہا ہے۔

ینگچریون کا قتل

نظام جدید کا خیال تو سلطان سلیم کے عہد مین پیدا ہوا تہا۔ اور یورپین طریقہ پر جدید فوج بہی بہرتی ہونے لگی تہی۔ جو ینگچریون کی جہالت اور بعض ارکان دولت کی شرارت کے سبب رک گئی اور سلطان سلیم ثالث اسی جرم مین ناقدر شناس قوم کے ہاتہہ سے معزول اور پہر مقتول ہوا تہا سلطان محمود کو سلطان سلیم ثالث نے زمانہ نظربندی مین ان تمام ضرورتون سے آگاہ کردیا تہا۔ کہ جن سے ترقی ملک و ملت متصور تہی۔ سلطان محمود نے بہی آغاز سلطنت مین چاہا کہ یورپ کے آئین جنگی کو رواج دے مگر مفسد ینگچریون نے متعصب اور بے سمجہ علما کے بہکانے سے جو اس نظم جدید کو تشبہ بالکفار جانتے تہے عام بلوہ کردیا جسمین بیر قدار جیسے خیرخواہ روشن دماغ وزیراعظم کے علاوہ اور کئی ارکان سلطنت آگ اور تلوار کی نذر ہوگئے اور اصلاح مذکور ترک کرنی پڑی۔ ینگچری فوج گو مذہبی جوش مین سرشار تہی اور وہ عیسائیون کے سخت دشمن تہے اور کبہی وہ یورپ کے لیے سوہان جان تہی مگر اب عرصہ سے اُسکا نکما پن ظاہر ہوچکا تہا۔ تمرد و سرکشی کے علاوہ جو سلاطین اور وزرا اور دیگر افسرون کی عدول حکمی کرتے رہتے تہے۔ وہ یورپ کی فوج نظام کے مقابلہ مین کئی دفعہ شکستین پاچکے تہے۔ حالانکہ تعداد مین کچھ کمی نہ تہی۔ سامان جنگ بافراط ہوتا تہا۔ قومی جوش بہی برقرار تہا۔ مگر صرف قواعد جنگی کے نہ جاننے سے ہزارون مسلمان ہلاک ہوتے رہے۔ اور عیسائی پیرو سلطنت عثمانیہ متاصل ہوتی رہی۔ سلطان محمود کے عہد مین ہی جہان کہین لڑائی ہوئی اس ینگچری فوج نے سوائے جاہلانہ جوش کے کوئی مفید کارروائی نہ کی بغاوت یونان مین جہان مال اگ گئے لیکن بغاوت فرو نہ ہوسکی۔ اور سلطان کو ایک ماتحت صوبہ سے درخواست امداد کرکے اپنی کمزوری کو دنیا پر ظاہر کرنا پڑا۔ اور مصری قواعد دان فوج نے یونان پہونچتے ہی لڑائی کا نقشہ بدل دیا۔ اور باغیون کو تلوار کے آگے رکھ لیا۔ اور جو کام کہ سلاطین عثمانیہ نہین کرسکتی تھی وہ ان کا ایک باجگذار پاشا نہایت عمدگی سے سرانجام کرسکا۔ اس لیے عالی ہمت سلطان نے ارادہ کرلیا کہ خواہ

لیکن بعد مین اسکی اولاد ضرور کامیاب ہوتی رہی جنگ کریمیا مین بہادر عمر پاشا کی ماتحت تھوڑا عدد ان فوج نے ڈینوب کے معرکون مین کچہ کم شجاعت نہین دکہائی۔ اور روسیون کی صدیون کی آئینی فوج کو چنے چبا کر عثمانیہ فوجی عظمت کو تازہ کردیا محاربہ روم و روس ۱۸۷۷ء مین گو آخر روسیون کا پلہ بہاری رہا مگر غازی عثمان پاشا نے مٹھی بہر جماعت کے ساتہہ محض مہارت جنگی اور قوانین حرب کی عمدہ تعلیم و تجربہ کے سبب میدان پلونا پر لاکہون روسیون کو صرف روکا ہی نہین بلکہ چند ماہ تک نقصان کثیر کے ساتہہ شکستین دیتا رہا۔ اگر خود زار نہ پہونچ جاتا اور تمام روسی طاقت کو اسی ایک عثمانی شیر کے مقابلہ پر خرچ نہ کرتا تو ولی عہد تک تمام روسی جرنیل ناقابل ثابت ہوچکے تہے۔

اس فن حرب کی عمدگی کی بدولت ادہم پاشا نے یونان کو ایک ہفتہ کے اندر رسیدہ کر لیا اور اسی جنگی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے کہ آج یورپ کی بڑی بڑی سلطنتین تن تنہا سلطان کے عساکر منصورہ کے مقابلہ سے جی چراتی ہین۔ اس لیے اس اصلاح کا سہرا سلطان محمود کے سر پر ہے اور وہ ہر طرح آل عثمان کے چیدہ اور نامور سلاطین مین شمار ہونے کا مستحق ہے۔

جنگ روس

سلطان محمود جو اپنے عہد کے ۱۸ سال متواتر کوششون کے بعد کامیاب ہوا تہا اب ہمہ تن فوجی تیاری مین مصروف ہوگیا۔ اپنا کل وقت ہمت طاقت فوجی انتظام پر خرچ کرنی شروع کی ۱۸۲۶ء کے ختم ہونے سے پہلے ہی اُس نے تیس ہزار فوج یورپین طریقہ پر قائم کر لی۔ اور دوسرے برس وہ ایک لاکہہ بیس ہزار فوج تیار کرنیکا عزم رکہتا تہا اسکا ارادہ تہا کہ وہ جدید طریقہ پر ڈہائی لاکہہ فوج تیار کرے اگر اسے مہلت ملتی تو ضرور کامیاب ہوجاتا کیونکہ اصلاح کی مخالفت ینگچری فنا ہوچکے تہے متمرد سرکش پاشا قتل کیے گئے تہے وہابی اور مملوک برباد ہوگئے تہے یونان کے باغی گو برسر فساد تہے مگر فاتح ابراہیم پاشا اور رشید پاشا یونان کے حصہ کثیر پر قابض تہے اس لیے اب سلطان محمود کو فوج کی درستی اور بہرتی مین کوئی مزاحمت نہ تہی بقول عیسائی مورخین اگر سلطان محمود کو چند سال تک اطمینان کے ساتہہ فوجی انتظام کی درستی کا موقعہ ملتا تو ضرور وہ اسقدر فوج تیار کر سکتا کہ روس یا کسی اور دشمن سے اسکو خطرہ نہ تہا مگر روس نے جب دیکہا کہ سابقہ پرجوش ینگچری خود سلطان اپنے ہاتہہ سے تباہ کر چکا ہے۔ اور جدید فوج مین زیادہ تر نوجوان لڑکے ہین۔ اور وہ بہی ابہی نوآموز اسلیے اس موقعہ کو جنگ کے لیے مفید خیال کیا۔ اور ینگچریان کی بربادی سے دو ماہ بعد ہی سلطان پر مطالبات کا زور ڈالکر جنگ کا بہانہ ڈھونڈنے لگا۔

باغیان یونان کا بیڑا انگلستان نے ۱۸۲۴ء سے اٹہایا ہوا تہا۔ اور ترکی سے باغیون کو مراعات دلانے

تیار بیٹھا تھا۔ اُسنے فوراً لحق شریف کے نکالنے کا حکم دیدیا شیخ الاسلام کے فتوی کے مطابق ینگچری باغی تو تھے ہی مُسلمان جوق در جوق لوائے محمدی کے نکلتے ہی ینگچریون کے برخلاف ہتھیار اُٹھا کر امیر المومنین کے گرد جمع ہونے لگے۔ ادہر توپخانہ باسفرس کی محافظ فوج اور ایشیا کے سپاہی اور وفادار فوج جمع ہونے لگی ۱۵ جون ۱۸۲۶ء کی صبح کو جب باغی ینگچری محلسرا سلطانی اور اتمیدان کی طرف بڑھنے لگے ابراہیم نے گولون کی بوچھاڑ شروع کردی۔ اور ہونا شروع کیا۔ باغی توپخانہ کا مقابلہ نکر سکے اور اتمیدان کو ہٹ گئے۔ جہان کچھ عرصہ ثابت قدمی سے لڑتے رہے مگر توپون نے باغیون کو یہان سے بہی نکالدیا اور بہاگ کر اپنے بارکون مین پناہ گزین ہوئے۔ جہان نہین اژدہائے آتشین نے متواتر گولہ باری سے ینگچریون کو معہ بارکون کے اُڑادیا۔ اور ایکسم ہی ینگچری زندہ نہ جانے دیا۔ اور اس حادثہ مین دس ہزار ینگچری مارے گئے۔ اور قسطنطنیہ اس مفسد گروہ سے صاف ہوگیا۔ اس حادثہ مین لوائے محمدی علیہ الصلوۃ السلام مدبر اور دوراندیش سُلطان نے خود شیخ الاسلام کے ہاتھ مین دیا تھا۔ جسکے گرد پچاس ہزار مُسلمان جمع ہوگئے وزیر سلیم پاشا ساتھ تہا۔ اور سُلطان جھروکہ مین سے نظارہ کرتا تھا۔ اسکے بعد سُلطان نے علماء کو بلاکر اُن مقتول سلاطین عثمانیہ کے کپڑے دکھائے۔ جو اُن سرکش ینگچریون کے ہاتھ سے وقتاً فوقتاً تیغ ظلم سے قتل ہوتے رہے تھے۔ اور ان مظلوم سلاطین کے قصاص کے بارہ مین دریافت کیا جواب ملا کہ ہر ایک سلطان کے خون کے بدلے ہزارون باغیون کا قتل جائز ہے پس سلطانی حکم تمام ممالک محروسہ کے ینگچریون کے قتل مین صادر کیا گیا۔ اسطرح جہان کہین ینگچری تھے سلطنت عثمانیہ کے ہر ایک صوبہ مین قتل کیئے گئے۔ اور اسیطرح تین ماہ کے عرصہ مین چالیس ہزار ینگچری ہلاک کیئے گئے۔ اور ایک ایسے زبردست گروہ کو جو خود غرضی اور جہالت کے سبب سے سلاطین آل عثمان کے لیے مار آستین بن رہا تھا۔ اور کئی مفید اور اصلاحون کو ہونے نہین دیتا تہا۔ اور سلطنت کی بربادی کے سامان مہیا کررہا تہا۔ ہمیشہ کیلئے معدوم کیا گیا۔ اور آیندہ سلاطین کی زندگی کو ان درندون کے ہاتہ سے بچایا گیا۔ اور حاجی بکطاش کے طریقہ کے تین پیران طریقت کو پھانسی دیا گیا۔ جو ینگچریون کے حامی تھے۔

سلطان نے فرمان جاری کرکے ینگچری فوج کا نام سلطانی دفتر سے محو کردیا اور جدید فوج کا نام عساکر منصورہ رکھا۔ سپہ سالار حسین پاشا بنایا گیا۔ یورپین وردی فوج کو دی گئی عمامہ کی جگہ ترکی ٹوپی پہنائی گئی۔ اور نئی فوج یورپین نظام کے موافق بہرتی کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور آیندہ ترقی کا میدان صاف کیا گیا۔ سلطان محمود گو کوئی اور بہاری فتح نہ کرسکا بلکہ یونان کی آزادی سے سلطنت کا ایک حصہ کم ہوگیا مگر جدید نظام کی اصلاح کی خدمت اس نے ایسی کی کہ باوجود دیگر ناکامیابیون کے وہ عثمانیہ خاندان کا لائق مدبر الو العزم سلطان شمار ہوتا ہے۔ اگرچہ یورپ کے نیک نیت سلاطین نے سلطان محمود کو اس مفید اور عالی شان درخت اصلاح کا پہل کہانے نہ دیا

اور باوجودیکہ عدم مداخلت یونان کا وعدہ کرچکا تہا - اور اسی وعدہ کی بدولت معاہدہ آق کرمان مین صرف کاغذی دباؤ سے ہی بہت کچہ فائدے حاصل کرلیے تہے -

لیکن خودغرض زار نکلس نے وعدہ خلافی کرکے ترکی کے برخلاف سرتوڑ جنگی تیاریان شروع کردین اسکو یقین تہا کہ سلطان ڈرکر مقابلہ پر نہ آئیگا - لیکن سلطان محمود نے جو بیشمار مشکلات مین مبتلا تہا - اور جسکی مشکلات کو دیکہکر اسباب پرست لوگ ترکی کی بربادی کا اس دفعہ کامل یقین کرچکے تہے - مقابلہ پر کہڑا ہوگیا - ۴۸ ہزار قواعددان فوج کے علاوہ ایک لاکہہ فوج جاگیرداران اور مجاہدین کی مقابلہ روس پر روانہ کی گئی - افسوس کہ عام مسلمانون نے اصلاحات کی مخالفت کے سبب اس ضروری جنگ مین سلطان کا ساتہہ سرگرمی سے ندیا - مگر مقابلہ پر یورپ مین سلطانیہم ایک لاکہہ ۵۸ ہزار اور ایشیا مین ۴۶ ہزار قواعددان فوج روانہ کی باوجود اس قلیل فوج کے ترکون نے بہادرانہ مقابلہ کیا سلسٹریا کے محاصرہ مین روسیون کو شکست ہوئی - اور تریلہ کے معرکہ مین فتح پائی - اور دریائے ڈینوب سے اتر کر وارنہ کا محاصرہ کیا گیا - اور خود زار نکلس ہی کمان لینے کے لیے میدان جنگ مین پہونچ گیا - اور شوملہ کی فتح کے لیے روانہ ہوا - عثمانیہ سپہ سالار حسین پاشا نے باوجود قلیل فوج کے روسی جنرل اڈیگر کو شکست دیکر ہٹا دیا اور اُدہر سے ناامید ہوکر وارنہ کے محاصرہ پر زور دیا گیا اور خود یہان زار موجود تہا فوج کے دل بڑہا رہا تہا - ترکی امیر البحر نہایت شجاعت سے جان پر کہیل کر روسی جہازون کے حلقہ مین سے بزور شمشیر گذر کر وارنہ رسد پہونچانے مین کامیاب ہوگیا - اور وزیر اعظم بہی بیس ہزار فوج مدد کے لیے لے کر آرہا تہا - کہ مگر آہ یوسف پاشا نائب وارنہ نے بطمع زر شہر روسیون کے حوالہ کردیا - اور خود زار کے پاس چلا گیا - جسنے اس غداری کے عوض مین اسکو کریمیا مین بیش بہا جاگیر دیدی - اور سلیم پاشا وزیر اعظم مدد نہ پہونچانے اور وارنہ فتح ہوجانے کے جرم مین معزول اور جلاوطن کیا گیا - اور عزت پاشا وزیر اعظم ہوا - یورپ مین دونون فریق مساوی رہے روسیون نے وارنہ فتح کیا - تو ترکون نے شوملہ اور سلسٹریا سے مار کر روسیون کو ہٹا دیا - ایشیا مین جہان قواعددان فوج بہت کم تہی نتیجہ برعکس رہا - اور بحیرۂ اسود کے شرقی ساحل کے بندر اناپہ اور پوتی - قارص فتح ہوگئے - اور قصبہ اخالت زک پر تیس ہزار ترکون کو شکست دیکر ایشیاء کوچک کا راستہ صاف کرلیا -

یورپین میدان کی ناکامیابی کی ذلت مٹانے کے لئے زار نے سنہ ۱۸۲۹ء مین سابق سپہ سالار کو معزول کرکے جدید سپہ سالار مقرر کیا جسنے رشید پاشا کو ایک سخت خونخوار جنگ کے بعد شوملہ کو ہٹا دیا - اور رشید پاشا نے شوملہ بچانے کے لیے کوہ بلقان کی محافظ فوج کو بہی شوملہ بلا لیا - اور بلقان کے درے بے حفاظت رہ گئے روسی سپہسالار دس ہزار فوج شوملہ کے مقابل چہوڑ کر اور رشید پاشا کو محاصرہ کے دہوکہ مین ڈال کر کوہ بلقان عبور

کی ناکام کوشش کرچکا تہا۔

انگلستان کی یہ کوشش اسلیے ہی تہی کہ جزائر ایونین کی قربت اور ہمسائگی کے سبب وہ یونان مین اپنا اڈا جمانا چاہتا تہا اور یہی وجہ تہی کہ کسی سلطنت نے اسوقت انگلستان کا ساتہہ ندیا۔ مگر جب زار سکندر اول دسمبر ۱۸۲۵ء مین مرگیا۔ اور اُس کا چہوٹا بہائی زار نکلس اول تخت نشین ہوا۔ تو وہ جوانی کی ٹرنگ اور فتوحات کی امنگ مین اپنے ہم مذہب عیسایون کی حمایت کی آڑ مین ترکی کے برخلاف کہڑا ہوگیا۔ انگلستان خدا سے اس موقعہ کو چاہتا تہا وہ جہٹ روس سے مل گیا اور اُس کے مطالبون کی تائید کرنے لگا۔

معاہدۂ آق کرمان اور روسیون کی بدعہدی

زار روس معاہدہ تجارت کے چند مہمل الفاظ کا مطالبہ کرنے لگا اور فوجی تیاریون مین مصروف ہوگیا سلطان محمود جو پرانی فوج کو اپنے ہاتہہ سے ضائع کرچکا تہا۔ اور جدید فوج نو آموز اور بہت قلیل تہی اس لیے مصلحت وقت کے موافق مطالبات ماننے پر مجبور ہوگیا۔ عیسائی صوبجات ولیشیا، اور مالڈیویا کی رعایا کو کئی ایک رعائتین دی گئین اور روسی نگرانی کو تسلیم کیا گیا۔ اسی طرح کئی ایک مضر شرائط سلطان کو ماننی پڑین اور درپردہ یونان مین عدم مداخلت کا وعدہ کیا گیا۔

گو روس نے ایک قطرۂ خون گرائے بغیر محض باتون ہی باتون مین وہ تمام مادی فائدے حاصل کرلیے جو اسکندر اول کو ہزارون جانین اور کروڑون روپے خرچ کرنے سے ہی حاصل ہوئے تہے مگر انگلستان کا الو سیدہا نہ ہوا اس لیے اُس نے یونان کی حمایت مین سرگرمی دکہا کر بدعہد روس کو پہر اپنے سے کانٹہہ لیا۔ پہر دیگر سلاطین کو یونان کو آزادی دلانے کی ترغیب دینے لگا۔ فرانس کے سوا جو اُس کے اشارے پر چلتا تہا اور کسی سلطنت نے ساتہہ نہ دیا اس لیے۔ روس انگلستان۔ فرانس کے متفقہ بیڑے نے یونان کے بندرگاہ ناوارینو پر مصری اور ترکی بیڑے کو بالکل پامال کردیا جسکا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔ مگر یونان کے اندرونی ملک پر ترکون کا قبضہ بدستور موجود تہا۔ اور سلطان دول ثلاثہ کی درخواست آزادی یونان کو نہین مانتا تہا۔

سلطان محمود کے پاس جنگی بیڑا کوئی تہا ہی نہین۔ اور بخلاف اس کے روسیون کے پاس بحیرہ اسود اور بحیرہ روم مین ضرورت سے زیادہ جہازات تہے۔ سلطان کے پاس بری فوج بہی کم تہی سابقہ فوج ہلاک کی گئی۔ اور جدید ابہی تیار نہ ہوئی تہی۔ جدید اصلاحات کے سبب علاقہ کے نادان مسلمان سلطان محمود سے نفرت کرتے تہے اور اُن سے کسی مدد کے ملنے کی امید نہین ہوسکتی تہی ان تمام واقعات پر خیال کرکے زار نکلس اول نے اپنے قدیم دشمن کی پامالی کا اس سے بہتر اور کوئی موقعہ نہ دیکہا۔

صوبہ کی آمدنی کے علاوہ فرانس کو اپنی گرہ سے بہی کچہ دینا پڑتا ہے مگر کچہ ہو دولاکہہ مربع میل کا رقبہ سلطنت عثمانیہ سے جدا ہوگیا ہے۔

محمد علی پاشا کی بغاوت

محمد علی پاشا کی قومی اور ملکی خدمات کا ذکر وہابیون اور یونانیون کے محاربات مین لکہا جاچکا ہے اپنے آقا امیرالمومنین کے برخلاف باغیانہ افعال کو وہ بہادرانہ ہی کیون نہ تہے مگر ہماری اس کتاب کے نفس مضمون سے خارج ہین اور اور ایک مسلمان منصف ایسے حالات لکہنے اور سننے سے بغیر افسوس کیے نہین رہ سکتا۔

مگر ہم ان حالات کو بطور اختصار صرف اس لیے لکہتے ہین کہ ناظرین کتاب پر سلاطین یورپ کی پالیسی جو وہ مسلمانون سے برتتے رہے ہین واضح ہوجاے اور سلطنت عثمانیہ کے مشکلات کا اندازہ ہوسکے۔

محمد علی پاشا جو ابتدا مین ہی سینہ زوری سے والی مصر گیا تہا۔ اور بابعالی نے مجبوراً اُسکو اپنا جائز گورنر تسلیم کیا تہا اپنی انتظامی لیاقت اور خاص شجاعت سے دن بدن بڑہتا گیا۔ یورپین اصول پر فوج جدید بہرتی کرلی جس فوج نے وہ وہ کام کیے جو خاص سلطانی فوج نہ کرسکی تہی۔ وہابی جو ۷۵ سال سے عرب مین کوس لمن الملکی بجا رہے تہے وہ اسی قواعددان فوج کے ہاتہون سے تباہ ہوئے اور سلطانی سکہ بٹہایا گیا۔ یونان مین جو کام عثمانیہ فوج تین سال مین نہین کرسکی تہی وہ کام محمد علی کی فوج نے چند ماہ مین کر دکہایا۔ ان واقعات سے محمد علی کو عثمانیہ فوج کا ناکارہ پن معلوم ہوگیا اور سلطانی رعب اُس کے دل سے اُٹہہ گیا۔ مشہور علی پاشا اور سلیمان پاشا حاکم بغداد وغیرہ کے خودمختارانہ مقابلون نے بہی محمد علی کے دل مین خیال آزادی پیدا کیا یہہ تمام پاشا کوئی معقول برجستہ فوج نہ رکہتے تہے اسلیے سلطانی فوج کے ہاتہون مقہور ہوگئے مگر محمد علی کی فوج اس نقص سے خالی بلکہ عثمانیہ فوج سے برتر وعالی تہی۔ علاوہ اس خیال کے اُس نے دیکہہ لیا تہا کہ باوجود اس کے کافی اور معقول امداد کے یونان کو سلطان قابو مین نہین رکہہ سکا اور صدیون کا مطیع فرمان صوبہ آزاد ہوگیا۔ اور الجزائر کا خالص اسلامی صوبہ بغیر جنگ وجدل فرانس کے قبضہ مین چلا گیا۔ اور سلطان کمزوری کے سبب کچہ بہی نہین کرسکتا جابر روس سلطنت عثمانیہ کے ابتدائی دارالسلطنة ایڈریانوپل مین نشان فتح گاڑ چکا اور ذلیل شرائط منوا چکا اور چند زرخیز صوبون سے سلطانی تسلط اُٹہا ہے اور الجزائر کی فتح کے ساتہہ ہی فرانس عربون کو تمام ترکون سے آزادی دلانے کا اشتہار دے چکا ہے اور ان مشکلات مین عیسائی ہی نہین بلکہ خود مسلمان رعایا بہی اصلاحات جدیدہ کے سبب سلطان کو کافر تک کہنے مین دریغ نہین کرتی اور بوسنیا۔ اور البانیہ کے پرجوش مسلمان سلطان کی مخالفت مین جم کر ڈٹ رہے ہین عام رعایا سلطان کی کسی تجویز کی دل سے تائید نہین کرتی

کر گیا اور محض فاتحانہ رعب سے ایڈریانوپل جیسے شہر میں جس میں ایک لاکھ باشندون کے علاوہ دس ہزار سلطانی فوج بھی موجود تھی بیس ہزار فوج کے ساتھہ قابض ہو گیا۔ اور بغیر اس کے کہ روسی فوج کی حقیقت اور جمعیت کو معلوم کیا جائے سفرائے دول نے جو ہمیشہ ایسے موقعون پر ترکی کو ڈرا دھمکا کر عیسایون کے فائدہ کے خیال سے مخالف کے شرائط کے ماننے کا دوستانہ مشورہ دیا کرتے تھے اس دفعہ بھی آ در رائے سلطنت اور سلطان کو سمجھانے لگے کہ سلطنت کا فائدہ اسی مین ہے کہ صلح کی جائے نالائق باب عالی بھی اصلیت سے بے خبر تھا سلطان بزور ڈپنے لگا ہر چند سلطان نے انکار کیا۔ مگر جب دیکھا کہ ارکین سلطنت مین سے کوئی بھی اسکی تائید نہین کرتا۔ تو مجبوراً التوائے جنگ کے لیے وکلائے روسی کیمپ مین روانہ کیے گئے۔

اور انگلستان اور پرشیا کی وساطت سے عہدنامہ ۱۴ ستمبر ۱۸۲۹ء پر فریقین کے دستخط ہو گئے۔ اس عہدنامہ کے رو سے والشیا اور مالڈیویا۔ سرویا مین سلطان کا اقتدار نہ رہا۔ اور روسی اقتدار وہان جم گیا۔ قلیل مقدار کا خراج تجویز ہوا مسلمانون کو ڈیڑہ سال کے اندر اپنی املاک فروخت کر کے ہجرت کر جانیکا حکم دیا گیا۔ ایشیا کے فتوحات مین بندر۔ انا پہ۔ پوٹی۔ اخالت۔ زک۔ وغیرہ روسیون کے پاس رہے اور دریائے ڈینوب کے دہانہ کے جزائر بھی روسیون نے لیلیئے بحیرۂ اسود مین روسیون کو جہازرانی کی اجازت دی گئی اور بھی کئی ایک رعائتین حاصل کی گئین۔ اور پچاس ہزار پونڈ تاوان جنگ مقرر ہوا۔ اس شکست کے بعد سلطان محمود نے جو ابتک یونان کو اندرونی انتظام مین ہی خود مختاری نہین مانتا تھا بہ ہزار رنج وغم آزاد تسلیم کرنا پڑا جو آج انہین نیک نیت دول کی بدولت سلطان محمود کے پوتے سے خم ٹھونک کر میدان مین نکل چکا ہے اور سزا پا چکا ہے اور باوجود شکست کے دول یورپ کی مہربانی سے تہسلی ہضم کر چکا۔ اور کریٹ کی فکر مین ہے۔

الجزائر پر فرانسیسی قبضہ

نپولین کی قید کے بعد فرانسیسی اقتدار بحیرۂ روم سے معدوم ہو گیا تھا۔ اور انگریز مجمع الجزائر پر قابض اور اسٹریا وینس اور اٹلی جینوا پر متصرف تھی انگریزون کا یونان کے نوخیز دولت پر غالب آجانا ممکن تھا اور روسی عہدنامہ ایڈریانوپل سے بہت کچھ فائدے اٹھا چکے تھے مگر فرانس کو ان تمام تگ ودو مین کچھ نہ ملا اس لیے۔ اس کے منہ مین پانی بھر آیا۔ اور کمزور ترکی کے علاقہ پر تنزلہ گرایا۔ ترکی کے ماتحت صوبہ الجزائر پر ۴ جنوری سنہ ۱۸۳۰ء کو حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ اور سلطان بعد مسافت اور بحری کمزوری کے سبب کچھ نہ کر سکا وہان کے غیور باشندے دیر تک مقابلہ کرتے رہے اور محب قوم عبدالقادر آزادی ملک کے لیے فرانسیسیون سے پنجہ چباتا رہا اور گو اس غاصبانہ قبضہ کو قریباً پون صدی گذر گئی ہے لیکن وہان کے باشندے ابھی پوری طور سے مطیع نہین ہوئے اور اس زرخیز

ابراہیم نے اپنی زبردست توپخانہ کی مدد سے زک دی سلطان نے رشید پاشا کو ساٹھہ ہزار فوج دیکر روانہ کیا جو قلیل
مگر قواعددان مصری فوج اور جری اور تجربہ کار ابراہیم پاشا کے ہاتھہ چند گھنٹون کی لڑائی کے بعد بمقام قونیہ قید
ہوگیا۔ اور اس وزیر اعظم کے قید ہونے کے بعد ابراہیم کے لیے ایشائے کوچک کے منتہائی مقام اسکودرہ پہنچنے
مین کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ اگرچہ رشید پاشا کی باقیماندہ فوج ابراہیم سے ملگئی تھی اور اس سے سلطان محمود سے لوگون کی عام
ناراضگی ظاہر ہوتی تھی۔ مگر خود آل عثمان کی یادگار سلطان محمود کی جگہہ ایک لبانوی نودولت کا قسطنطنیہ پر تسلط جمانا
محض خیال ہی خیال تھا۔ رہا وزارت کا خیال وہ خود مختار حکومت مصر سوڈان۔ نوبہ۔ حجاز اور جدید اور مقبوضہ
علاقہ کو چھوڑکر وزارت عثمانیہ کو جو بستر دن مالا تہی۔ اور محمد علی سے زیادہ لائق اور بہادر بیسیون وزرا کے سر قلم
کرا چکے تھے کسیطرح پسند کرتا تھا۔ بہرحال وہ عثمانیہ سلطنت کے ایشیائی علاقہ کو دبوچا چاہتا تھا۔
اور یہی امر زار روس کو جو دو دفعہ قبل ازین ترکون کو ایشیا مین شکست دیکر آیندہ میدان کے لیے اس علاقہ کو ایک
مفید جولانگاہ تصور کر چکا تھا۔ اور طرابزون تک روسی تلوار کی چمک دکھا چکا تھا اسکو محمد علی جیسے پرجوش بہادر
فاتح مسلمان کی یکامیابیان سنکر بوسیدہ اور کمزور سلطنت کی جگہہ ایک جوان دولت اور ضروریات زمانہ سے واقف
زبردست پالیٹیشن کی رقابت سخت ناگوار گذری اُس نے یقین کر لیا کہ محمد علی جسنے خلیج عمان واقعہ ایشیا سے لیکر
بحیرۂ ایڈریاٹک واقعہ یورپ تک اور خط استوا سے لیکر آبنائی باسفورس تک اپنی بہادری کے ڈنکے بجادی
ہے اسلامی اتحاد کا باعث ہوکر روسی مطالب کے حصول مین سد راہ ہوگا اس لیے ان ذاتی اغراض کے خیال
سے سلطان محمود کی خدمت مین فوجی امداد پیش کی۔ اور محمد علی کی قومی بغاوت نے غیور سلطان کو اس درخواست کے
ماننے پر مجبور کر دیا۔

فرانس جو ابتک محمد علی کا مشیر اور خیر خواہ تھا اور جسکی فوج مین فرانسیسی بہ تعداد کثیر ملازم تھے اور انہین فرانسیسیون کے
ذریعہ اُس نے اپنی فوج کو قواعد اور فنون جنگ سکہلائے تھے اور محمد علی کی کامیابیان دیکھہ دیکھہ کر سلطنت عثمانیہ کے
زوال اخیر کے متوقع بیٹھے تھے روسی امداد کے پیش کرنے سے چونک گئے اور سمجھ گئے کہ اب محمد علی کی کامیابی
پر جو فرانسیسی مطالب وابستہ تھے وہ تو حاصل ہونے سے رہے سلطنت عثمانیہ کے حدود سے بھی بوریا بندھنا لپیٹنا پڑے
گا اور روسی اقتدار کے بڑھنے سے فرانسیسی دال نہین گلنے کی۔ اور اسی بہانہ سے روس ڈارڈنلز سے
بے خوف وخطر نکلکر بحیرۂ روم کا مالک اور سلطنت عثمانیہ کی بعیدی صوبجات واقعہ افریقیہ پر ایک نہ ایک دن
متصرف ہو جائے گا۔ جہان الجزائر کے قبضہ سے اُسکو ٹیونس اور طرابلس غرب وغیرہ پر آسانی سے
قابض ہونے کی قوی امید ہوگئی تھی۔ اُن اغراض نے فرانس کو بھی بہ تقلید روس سلطان کی خدمت
مین امداد پیش کرنے پر مجبور کر دیا۔ رہا انگلستان اول تو اُسکو روس کی مداخلت ترکی کے لیے ہی

ان حالات پر غور کرنے سے اُنکو اپنی سلطنت وسیع کرنے کا خیال پیدا ہوا اور اُسنے دل مین ٹہان لیا کہ قبل اس کے کہ ایشیائی صوبجات پر کوئی اور یورپین سلطنت قبضہ جمانا چاہے مین خود ہی بسم اللہ کر دون۔ یہہ عذر لنگ کہ عبداللہ پاشا گورنر عکا اور محمد علی پاشا کی ذاتی مخالفت کے سبب جو چند کاشتکار ان مصر کے شام چلے جانے کے سبب زیادہ بڑہ گئی تہی محمد علی نے شام پر حملہ کر دیا بالکل فضول ہے ان شکایت کا انتظام باب عالی کی معرفت ہو سکتا تہا اور ماتحت صوبون کے ہر ایک معاملہ متنازعہ کا فیصلہ سلطان کے اختیار مین تہا بلا اطلاع سلطان شام پر فوج کشی کرنا سلطانی اختیارات کو ملیامیٹ کرنا اور اپنے آپ کو آزاد خود مختار تصور کرنا تہا۔ پس شام کی فوج کشی کے وہی اسباب ہو سکتے ہین جو ہمنے اوپر درج کر دیے ہین ہان یہہ فوج کشی ملک اور قوم خصوصاً سلطنت عثمانیہ کے لیے سخت مضر تہی۔ اسلام مین بغاوت ایک قابل غفر جرم ہے جسکا ارتکاب محمد علی سے ہوا۔ اس شرعی جرم کے ذیل مین بے وفائی نمک حرامی غداری سب کچہ سما سکتی ہے۔ اگر محمد علی جیسا کار آمد امین خیر خواہ سلطنت تہا اسیطرح رہتا تو سلطان محمود جدید اصلاحات مین کامیاب ہو جاتا اور سلطنت یورپ کی دست اندازیون سے کسی قدر بچ جاتی۔

مگر محمد علی نے قوم غداری کے میدان مین قدم رکہکر سلطنت کی مشکلات کو اور زیادہ بڑہا دیا۔ مگر منتقم حقیقی نے اسکی تیسری پشت مین ہی اس بے وفائی کا پہل دیدیا جبکہ اولاد کی موروثی سلطنت کے لیے اُس نے نمک حرامی کا داغ بدنامی اُٹہا کر امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین سے مقابلہ کیا اور ہزارون مسلمانون کے خون کی ندیان بہا کر خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنا تہا اسی اولاد آج مسلمان سلطان کی جگہہ ایک غیر مسلم کے سامنے بے دست و پا ہو رہی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یورپ کی پالیسی

محمد علی پاشا جسکا بہادر بیٹا ابراہیم اور قواعد دان فوج بغاوت یونان مین اپنی شجاعت اور انتظامی قابلیت کا سکہ یورپ مین بٹہا چکا تہا ۱۸۳۲ء مین بیس ہزار فوج لے کر شام پر حملہ آور ہوا۔ غزہ۔ یافا۔ حیفا۔ کو فتح کرتا ہوا عکا کا محاصرہ کیا۔ اور کئی ہفتون کے بعد عبداللہ پاشا نے تنگ سے مایوس ہو کر شہر حوالہ کر دیا اور عبداللہ قید کر کے محمد علی کے پاس مصر بہیجدیا۔ اور دمشق کے قریب ہان کے گورنر علی پاشا کو شکست دیکر دمشق پر قابض ہو گیا۔ اور پیش قدمی کرتا ہوا حمص پہونچا جہان محمد پاشا کی بیس ہزار فوج کو خونخوار معرکہ کے بعد شکست فاش دی اور کل سامان جنگ وغیرہ کے علاوہ پانچ ہزار قیدی بہی ہاتہ آئے۔

یہ اطلاع پاتے ہی سلطان محمود نے ۳۶ ہزار فوج حسین پاشا کو دیکر روانہ کیا جسکو انطاکیہ کے نواح مین

روسی مداخلت سے فرانس اور انگلستان سخت گھبرا گئے تھے۔ اور انکی گھبراہٹ حق بجانب ہی تھی۔ سلطان کی نیم رضامندی کی حالت مین ہی روس نے دس ہزار فوج اسکودرہ مین اتار دی اور ۲۴ ہزار فوج دریائے پروتھ سے عبور کرآئی روس کا اس قدر سرعت سے ترکی مین فوج بھیجنا اور باسفرس پر قبضہ کر لینے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اُس نے مصری فوج کے فاتح سپہ سالار ابراہیم پاشا کو جتلا دیا ہے کہ ایشیا کے حدود سے آگے یورپ مین تم قدم نہین رکھہ سکتے ترکی کا یورپین علاقہ عیسائی شاہنشاہ روس کا حق ہے۔ اس خیالی تقسیم نے ہی فرانس اور انگلستان کو چونکا دیا۔ اور انہون نے روسی امداد اور مداخلت کے نقصان جتا کر محمد علی کے مطالبات ماننے پر سلطان کو رضامند کر لیا۔ اور سلطان نے ۵ مئی ۱۸۳۳ء کو دمشق حلب عکا محمد علی کو دینا منظور کر لیا اور جنگ ختم ہو دول ثلاثہ کی دوستانہ امداد اور مشورے سے ترکی کو کوئی فائدہ نہ پہونچا۔ ان خود غرض دوستون نے زرخیز ایشیائی صوبہ باغی کو دلا دیے اور خود بھی خالی نہ رہے روس نے اور پولیٹیکل فوائد کے علاوہ قاف کا علاقہ دبا لیا اور باسفرس پر اپنا استحقاق جما لیا۔ فرانس نے الجزائر کے ناجائز غصب کو اور انگلستان نے عدن کے مخالفانہ قبضہ کو شیر مادر بنا لیا۔ اور ترکی کو جسکی حفاظت کے لیے دعوےٰ دیا گیا تھا مضمحل کر دیا۔

سلطان محمود نے محمد علی سے فارغ ہو کر کئی نوجوان افسر فوجی تعلیم کے لیے یورپ کے ملکون کو روانہ کیے اور اندرونی انتظام ملک مین مشغول ہو گیا محکمہ پولیس مقرر کیا گیا۔ سڑکون کی تعمیر شروع ہو گئی۔ مگر پھر محمد علی نے رکاوٹ پیدا کر دی اور سابقہ کامیابیون سے دلیر ہو کر اُس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مزار مقدس سے ترکی پہرہ اٹھوا دیا اور اپنا پہرہ بٹھلا دیا۔ اور خراج دینے سے بھی انکار کیا۔ چونکہ یہ حرکت حقوق خلافت کے منافی اور عرب سے سلطنت عثمانیہ کے اکھاڑنے کی صریح نشانی تھی اس لیے سلطان نے جون ۱۸۳۹ء کو محمد علی کو باغی قرار دیکر حملہ کا حکم دیدیا۔ امیر البحر احمد فیض تو ۳۰ جہازات کا سالم بیڑا لے کر محمد علی سے جا ملا اور یہی حشر محمد پاشا سر عسکر عثمانی کا خشکی کی لڑائی مین ابراہیم کے مقابلہ پر ہوا ترکی فوج کی کئی پلٹنین اور رسالے بطمع زر مصری فوج سے جا ملے مگر اس شکست کی خبر پہونچنے سے پہلے ہی سلطان محمود ۱۹ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ کو ۵۵ سال کی عمر اور ۳۲ سال کی حکومت کے بعد فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سلطان عبدالمجید بن سلطان محمود خان

سلطان محمود خان کے بعد اسکا بڑا بیٹا سلطان عبدالمجید خان ۱۶ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اور تمام انتظام خسرو پاشا وزیر اعظم کے سپرد کر دیا۔ اور مشکلات پر خیال کر کے محمد علی کی حکومت کو موروثی طور

معرض معلوم نہ ہوتی تہی - بلکہ وہ اس حریص و لالچی سلطنت کے ارادون سے جو ہیر اعظم کے ذریعے انگریزی مقبوضات ایشیا کے برخلاف رکہتی آتی تہی بخوبی واقف تہے اور اس مخلت کی تہ مین سلطنت عثمانیہ کی بربادی کے ساتہہ ہی ہندوستان کے رستہ کو مخدوش اور انگلستان کی اغراض کا معدوم ہونا خیال کرتے تہے -

اسکے علاوہ وہ محمد علی کی ترقی کو بہی انگلستان کے مطالب و مقاصد کے منافی جانتے تہے اسی محمد علی نے انگریزون کو اسکندریہ سے نکالا تہا اور فرانسیسیون کو فوج مین رکہہ کر فرانس کو بہ نسبت انگلستان اچہا جانتا تہا -

محمد علی کی جہازی طاقت اور بری فوج قواعددان سے انگریزون کو سخت کہٹکا ہو رہا تہا - عدن کا قبضہ جو وہان کے شیخ سے انگریزون نے بلا منظوری سلطان دہوکے سے لیا تہا اسکی مزاحمت اسی سال نذیش محمد علی نے کی تہی اور عمل وارث اور مالک سلطان کی طرف سے معمولی اعتراض کرنے کی جرأت بہی نہ ہوئی تہی - ایک مصر کی گورنری انگلستان کے لیے کئی مشکلات کا باعث ہو رہی تہی شام اور حجاز کی حکومت سے جسکا محمد علی مدعی تہا ہندوستان کے رستہ مین اور مصیبتین برپا ہو جاتین - اور زیادہ طاقت ہونے سے یہ اولوالعزم شاید انگریزون کے لیے اور کیا کیا آفت برپا کرتا - پس ان پولیٹیکل اغراض نے انگلستان کو محمد علی کے برخلاف و سلطان کی مدد پہ ہتہیار اٹہانے پر مجبور کیا - ورنہ ان تینون سلطنتون مین سے کوئی بہی سلطنت عثمانیہ کی خیر خواہی کے لیے میدان مین نہ آتی وہ جانتی تہی کہ سلطنت عثمانیہ کا ایک نہ ایک دن زوال پذیر ہوتا لازمی ہے جسکے زوال پر دول یورپ کو ہی فائدہ پہنچ جائیگا - مگر محمد علی کی جدید سلطنت کا توڑنا آسان نہین ہوگا -

محمد علی کی بغاوت مین ان سلاطین کا دخل دینا ان وجوہات سے تہا جو اوپر بیان کی گئین ہین - اس کے عہد پر مین دست اندازی کا ترکی عموماً میدان ڈ - اور وقتاً فوقتاً ترکی کو نقصان پہونچتا رہا - ان تمام شکستون کا الزام سلطان محمود پر نہین آسکتا - اس کے مجرم خدا اور رسول کے سامنے وہ متعصب علما تہے جنہون نے اسلام کو اس قدر تنگ خیال اور محدود تصور کر لیا ہوا تہا کہ محض قوانین جنگ اور وردی کی تبدیلی سے ایک شخص نے بیدار مغز سلطان کو کافر و بدعتی رو در رو کہدیا تہا - اور عام ملک و فوج مین سلطان کی نفرت اور مخالفت بڑہائی تہی اور فوج کو ناکارہ بنا دیا جسکا نتیجہ آج یہہ نکلا کہ ایک ماتحت صوبہ کے مقابلہ پر بہی ٹہیرنا مشکل ہو گیا - اور وہ وزیر اعظم جو یورپ کی لڑائیون اور بغاوتون مین بہت کچہہ نام پا چکا تہا - اسی نکمی فوج کی بدولت قید ہو کر مصر پہونچ گیا -

افسوس کہ سلطان محمود نے انہین اصلاحات کے اجرا کے لیے رستہ نکالنے کے واسطے روس کے ذلیل شرائط پر پیچہا چہوڑایا تہا - مگر محمد علی روس سے بہی زیادہ دشمن ثابت ہوا اس نے اصلاحات کو ہی نرد کا بلکہ یورپ کو دخل و دست اندازی کرنے کا حوصلہ دیا اور سلطان کی موت کا سبب ہوا -

بلکہ غنیم کے ملک مین جاکر بھی نشان فتح گاڑ سکتے ہین۔

سُلطان نے تخت نشین ہوتے ہی فرمان تنظیمات جاری کردیا تہا۔ اور جنگی اور ملکی اصلاحات کو صولاً شایع کردیا تہا۔ فوج دو حصون مین تقسیم کی گئی ایک نظام جو نوکری پر حاضر مامور بخدمت ہون دوسری ردیف جو نظام کی میعاد پوری کرچکے ہون۔ اور گہرون کو واپس کردیے گئے ہون۔ اور بوقت ضرورت گہرون سے بلائے جاسکتے ہون۔ فوج نظام کی خدمت کی میعاد ۵ سال اور ردیف کی ۷ سال مقرر کی گئی۔ فوج ردیف مقررہ وقتون پر فوجی مشق اور قواعد کے لیے اپنے اپنے ضلع کی چہاؤنیون مین حاضر ہوا کرے۔ اور ہر ایک مسلمان کی فوجی خدمت جبریہ اور لازمی رکہی گئی اس عمدہ قاعدہ سے کل مسلمانون کو باقاعدہ فوج بنا لیا گیا۔ اور یہہ نتیجہ اسی فرمان کا ہے کہ آج سلطان عبد المجید خان کے خلف الرشید امیر المؤمنین عبد الحمید خان سلمہ اللہ المنان کے پاس بہی فوج یورپ کی ہر ایک طاقت سے زیادہ ہے۔ عیسایون کو بہی عثمانیہ فوج مین اختیاری طور پر بہرتی ہونے کا حکم دیا گیا۔ مگر عقلمند عیسایون کو کیا غرض تہی کہ ایک مسلمان سلطان کی فوجی ملازمت اختیار کرکے اسکی فوجی طاقت کو بڑہائین اور عیسائی بہایون کے مقابلہ مین تلوار اٹہائین اسلیے عیسایون نے اس حکم سے عثمانیہ فوج کو کچہ فائدہ نہ پہونچایا یہ خیال درست نہین کہ سابقہ اور موجودہ سلطان نے عیسایون کے لیے جبریہ فوجی کا حکم کیون نہین صادر کیا۔ اگر ایسا کوئی حکم دیا جاتا تو مفسد عیسائی رعایا جو پہلے ہی ترکون پر ناکردہ گناہ کے الزامات لگاتے رہتے ہین اور کیا کیا بہتان نہ لگاتے اور ممکن نہین کہ ترکی کی عیسائی رعایا ہندوستانیون کی طرح اپنی گورنمنٹ کی خدمات وفاداری سے بجا لاتی ہندوستان اور یورپ کے لوگون مین زمین وآسمان کا فرق ہے پس اعتراض فضول ہے کہ عیسایون سے جبریہ خدمت کیون نہین لی جاتی۔ بلکہ سلطان کی پالیسی قابل تعریف ہے عیسائی رعایا ترکی کا جنگی عنصر ہونے کے بغیر ہی بغاوت و فساد کرتے رہتے ہین اگر فوج مین بہی انکا حصہ معتد بہ موجود ہو تو معلوم نہین کہ کیا کیا مشکلات پیش آئین اور فوج مین اگر عیسائی بہرتی ہون تو اعلی عہدون پر پہونچکر مسلمانون کو انکی ماتحتی مین کام کرنا پڑتا ہے۔ جس سے ترکون کی قومی اور مسلمانون کی مذہبی جوش مین اسیطرح کمی آجاتی جسطرح کہ ہندوستان کی مغلیہ فوج کو ہندو راجپوتانہ کی ماتحتی اور آمیزش سے قومی جوش سے اس ضروری اصلاح فوجی کے علاوہ محاصل کی تشخیص اور وصول کے مفید قواعد جاری کیے گئے۔ مقدمات فوجداری وغیرہ کی تحقیقات مطابق شریعت اقدس کرنے کا حکم دیا گیا۔ ہر ایک شخص کو اپنی جائداد کے انتظام کرنے کا اختیار ملگیا۔ اور مجرمون کی جائداد کو ضبطی سے مستثنی کیا گیا جسکا اثر مجرمون کے بیگناہ وارثون تک پہونچتا تہا۔ اور اسی قسم کے اور قوانین جاری کرکے جملہ رعایا کو بلا تمیز قوم ومذہب مستفید ہونے کا موقعہ دیا گیا۔ اور انگریزون اور فرانسیسیون کی دوستی پر زیادہ اعتبار کیا گیا۔ اور انہین کے ذریعہ فوج کو فنون جنگ سے ماہر کیا گیا۔ اور جن قواعد کے اجرا مین سلطان سلیم کی جان اور سلطان

سے مصر اور شام پر تسلیم کر لیا۔ مگر بعد ہی انگلستان فرانس پروشیا آسٹریا نے یقین کر لیا۔ کہ محمد علی جسکے ساتھہ سابقہ لڑائی مین احمد فیضی سالم بہادر ایسے کراور محمد پاشا کی کئی پلٹنین اور رسالے کہلم کہلا جا ملے تہے۔ اور اسکی قواعد دان فوج بہاری کامیابی دکہا چکی تہی مسلمانون مین جنگجو لڑنے والون کے پہلے ہی کمی تہی ایسا شخص اپنے پیارے وطن یورپ کا خیال چہوڑ سکتا ہے جبکہ اُس کے البانوی بہائی یورپ مین بہادر جانباز موجود ہون اس لیے جملہ سلاطین یورپ نے محمد علی کی ترقی روکنے کے لیے اتفاق کر لیا۔ اور سلطان عبد المجید کو صلح کرنے سے روک دیا۔ اور اس معاملہ مین زیادہ سرگرم انگلستان تہا۔ کیونکہ سب سے پہلے انگلستان ہی کو ہندوستان کے رستہ مین مشکلات واقع ہونے کا اندیشہ تہا۔ اس لیے انگریزی بیڑے نے چند ترکی اور آسٹرین جہازون کے ساتھہ ۲۹ اگست سنہ ۱۸۴۰ع کو بیروت پر گولہ باری شروع کر دی۔ اور نو ہزار فوج ترکی خشکی پر اتر گئی۔ مصری گورنر بیروت خالی کر کے ابراہیم پاشا کو ملا۔ اور رعایا جوق در جوق اپنے خلیفۃ المسلمین کا عثمانی علم دیکہکر مصریون کے خلاف ہو گئی اور بڑے بڑے شہر اور ساحلی بندر خود بخود ترکون کے قبضہ مین آگئے۔ ۳ نومبر سنہ ۱۸۴۰ع کو عکا کا محاصرہ کیا گیا جہان محمد علی نے میگزین گولا بارود بکثرت جمع کیا ہوا تہا۔ مگر چند گہنٹون کی گولہ باری سے قلعہ کا میگزین اُڑ گیا۔ اور ساتہہ ہی نصف فوج مصری کا صفایا ہو گیا۔ اور باقی نصف فوج نے ہتہیار ڈالدیے اور عکا پر فاتحین نے تصرف کر لیا۔ عکا کی فتح سے محمد علی کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور انگریزی امیر البحر تمام متفقہ بیڑا لے کر اسکندریا کو چلا۔ محمد علی جسنے سلطان کی ماتحتی کی حالت مین انگریزون کو اسکندریا سے نکلا تہا۔ اب انگریزی امیر البحر کی دہمکی سے ڈر گیا اور صرف مصر کی موروثی گورنری پر ہی رضامند ہو گیا۔ اور سلطان نے کسی قدر رد و قدح کے بعد مصر کی حکومت محمد علی اور اسکی اولاد مین موروثی مان لی اور خراج لینا منظور کیا اور ۱۰ مئی سنہ ۱۸۴۱ع کو عہد نامہ لکہا گیا اور دول یورپ کی عام رائے سے سلطان کو اختیار دیا گیا۔ کہ وہ صلح کے وقت کسی اجنبی طاقت کے جنگی جہازون کو باسفورس سے گذرنے نہین دینگے اور اس شرط کی نگہداشت کا ذمہ سلاطین یورپ نے اپنے ذمہ لے لیا اور ترکی مین مداخلت کا رستہ نکال لیا۔

عام اصلاحین

سلطان عبد المجید خان کی خوش قسمتی سے محاربہ مصر سے سنہ ۱۸۵۳ع تک اُسکو کسی بیرونی محاربہ مین شامل نہ ہونا پڑا۔ اور اس ۱۵ سال کے عرصہ مین اُس نے اپنے باپ کی شروع کردہ اصلاحات کو مکمل کر لیا۔ جسنے جنگ کریمیا مین بہادر عمر پاشا کے ماتحت ترکی شجاعت کے جوہر دکہا کر مخالفین پر ثابت کر دیا کہ ترکی فوج یورپ کی کسی سلطنت کی فوج سے کم نہین اگر اُسکے افسر دیانتدار تجربہ کار وفادار فنون جنگی سے ماہر ہون تو وہ صرف اپنا ہی بچاو نہین کر سکتے

یک ہوئے فرانس پریسیڈنڈنٹ نے ۱۸۵۱ء مین بابعالی سے سابقہ فرامین کی تعمیل کی درخوست کی سلطان نے جو روس
سے بیزار ہورہا تہا مسلمان اور عیسائی عہدہ دارون کی مشترکہ کمیشن مقرر کی کہ کاغذات متعلقہ دیکہہ کر فریقین کے دعاوی
کا فیصلہ کرے کمشن نے فرانس کے حقوق کو درست تسلیم کرکے بنابر رفع فساد یہہ فیصلہ کیا کہ یونانی کنیسہ مقام صعود مین اور لاطینی
کنیسہ مریم مین داخل ہوا کرین اور سلطان نے اُس کے مطابق حکم دیدیا فرانس تو باوجود حق تلفی کے مان گیا مگر روس
نے جو لڑائی کے لیے بے تاب ہورہا تہا۔ اور سرحدون پر فوجین اور بیڑے جمع کر رہا تہا منظور نہ کیا۔ اور خاص
سفیر کے ذریعہ سلطان سے مطالبہ کیا کہ فواد پادشاہ وزیر خوارجیہ برطرف اور ترکی کی تمام عیسائی رعایا کو جو
کلیسیا یونانی کے پیرو ہین اسکی مذہبی حمایت مین تسلیم کیا جائے۔ یہہ مطالبہ صرف اس لیے تہا کہ سلطان
کو کبھی تسلیم نہ کرے گا۔ اور لڑائی کا بہانہ ملجائے گا۔ چنانچہ سلطان نے ان مطالبات کے ماننے سے صاف
انکار کردیا۔ اور زار روس نے ۲۶ جون ۱۸۵۳ء کو مذہبی جنگ کا اعلان دیدیا اور روسی فوج ۳ جون ۱۸۵۳ء کو
مالڈیویا مین داخل ہو گئی۔ دول یورپ نے صلح سے فیصلہ کرنا چاہا مگر روس کے قبضہ صوبجات ڈینوب ور سینہ
زوری سے عام مسلمان اور علماء مین جوش پہیل گیا۔ اور بصورت التوائے جنگ سلطان کو معزولی کی دہمکی بہی دی گئی جسپر
ترکی گورنمنٹ نے بہی جہاد کا اعلان دیکر فوجین سرحد کو بہیجنی شروع کین اور انگریزون اور فرانسیسون کے دو دو جہاز
بہی ڈارڈنیلز مین داخل ہوگئے۔ دریائے ڈینوب کی ترکی افواج پر عمر پاشا مقرر ہوا جو اصل مین ہنگری
کا باشندہ تہا۔ اور ۲۸ سال کی عمر مین مسلمان ہو کر عثمانیہ ملازمت مین داخل ہوا تہا اور مختلف عہدون
پر رہ کر سلطان عبدالمجید خان کا بحالت ولیعہدی اتالیق رہ چکا تہا اور مصری فوج اور ڈرلیشیا۔ بوسینا
ارمینا کے باغیون کے مقابلہ مین خدمات نمایان ظاہر کرچکا اور بغداد کی گورنری کا اعزاز بہی پاچکا تہا۔ اس
بہادر نے جارحانہ پہلو اختیار کیا۔ اور خود دریائے ڈینوب سے عبور کرکے روسیون پر حملہ کیا۔ ستی
۴ نومبر ۱۸۵۳ء کو بمقابلہ اولٹی نتزا اور ۵ روز کو بمقام سالی ٹسٹ روسیون کو پے درپے دو فاش شکستین
دین جس سے ترکون کے حوصلے بڑہ گئے اور ترکی فوج کی جنگی مہارت کا روسیون کے دلون پر رعب بیٹھ گیا
اور اسیطرح ایشیا مین سلیم پاشا روسیون کو متواتر شکستین دیتا ہوا خاص روسیون کے مضبوط قلعہ سنٹ
نقولا پر قابض ہوگیا۔ انگلستان اور فرانس کے جنگی بیڑے آکر باسفرس کے بندر بیکوس مین پہنچ گئے تہے۔
مگر پہر بہی مصالحت کے درپے رہے مگر زار روس سے کچھ پیش نہ جانے دی ایشیا اور یورپ کی بڑی شکستون کا
داغ بدنامی مٹانے کے لیے روسی امیرالبحر کو عثمانیہ بیڑے کی تباہی کرنے کا اشارہ کیا گیا جسنے کوہرا اور دہند سے
فائدہ اٹہا کر ترکی بیڑے کو جو بندر سینوب مین مقیم تہا ناگہانی حصوں سے جا لیا اور لگاتار گولہ باری شروع کردی
ترک اگرچہ مقابلہ کے لیے تیار نہ تہے مگر پہر بہی چار گہنٹہ تک نہایت شجاعت سے لڑتے رہے اور جبتک

محو کی آبرو گئی تھی وہ خوش قسمت اور اینہ اقبال سلطان عبد المجید خان کے ہاتھ سے پورا ہوا۔
سلطان عبد المجید نے تعلیمی کونسل قائم کی اور یونیورسٹی قائم کرکے ابتدائی مدارس کا سلسلہ بڑھا دیا اور جنگی طبی زرعی کالج قائم کیے اس زمانہ مین بھی سلطنت عثمانیہ کو اندرونی بغاوتین پیش آتی رہین۔ شام کے اسماعیلیون اور عیسائیون مین جھگڑے اور دول یورپ خصوصاً فرانس کا دخل دیکر عیسائیون کو چند خود مختارانہ اختیارات دلانے گورنران ہرزگوینا کے مفسدانہ شرارت یونان کی بےادبانہ جرأت۔ البانیہ والون کے بعض تنظیمات خصوصاً بھرتی فوج کے برخلاف بغاوت کو سلطنت عثمانیہ دباتی رہی۔ مگر اس ترقی کو دیکھکر روس انگارون پر لوٹ رہا تھا۔ اور دل مین کہتا تھا۔ کہ جس سلطنت کے حصے بخرے زار سکندر اول کے عہد سے ہوچکے ہوئے ہین وہ کیون اسطرح زور پکڑ رہی ہے وہ چاہتا تھا کہ کسیطرح اس اصلاحی انتظام مین ہرج واقعہ ہو۔ اور میرا مطلب پورا ہوا۔ وہ موقعہ کا منتظر تھا۔ آخر اسکا منشا پورا ہوگیا۔ اور موقعہ نکل آیا۔ جسکا آگے بیان کیا جاتا ہے۔

جنگ کریمیا

روس ترکی کی فوجی اصلاح دیکھہ دیکھہ کر پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ اور اس اصلاح کے روکنے کے لیے آمادگی ظاہر کرچکا تھا۔ ولیشیا اور مالڈیویا کے ایام بغاوت مین ۶۰ ہزار فوج روانہ کردی۔ مگر باب عالی کی صلح آمیز پالیسی نے چند رعائتین عیسائی رعایا کو دیکر لڑائی کو ٹالدیا۔ ہنگری کے محبان وطن جو روس اور آسٹریا کا مقابلہ کرنے کے بعد ترکی مین پناہ گزین ہوئے تھے روسیون اور آسٹریا والون کی متواتر فہمائش اور طلب کے باوجود واپس کیے گئے اور نہ ترکی سے نکالے گئے۔ اور روس لڑائی پر آمادہ ہوگیا۔ مگر اسوقت وزراء انگلستان ترکی کے دلی خیرخواہ تھے۔ مدد پر آمادہ ہوگئے اور ترکی نے بھی جنگی تیاریون اور متواتر نامہ و پیغام سے مخالف کو خاموش کرلیا۔ اب مقامات متبرکہ شام کا مسئلہ چھڑ گیا۔ سلطان سلیمان اعظم کے عہد سے فرانس کو چند رعائتین عطا ہوئین تھین اور اسوقت یورپ کی سلطنتون سے صرف ایک فرانس ہی تھی جسکو ترک اپرا (شاہنشاہ) کا درجہ دیتے تھے۔ اور روس سے اتحاد رکھتے تھے بعد مین رفتہ رفتہ فرانس کا رسوخ بہت بڑھ گیا۔ اور مقامات متبرکہ مین رومن کیتھلک عیسائیون نے لیے امتیازی حقوق حاصل کرلیے اور یہ فوقیت فرانسیسیون کو صدیون تک حاصل رہی۔ جون ہی روس کا اقتدار بڑھا کلیسیا یونانی کے پادریون نے اکثر حقوق غصب کرلیے ۱۸۰۸ء مین قبر مسیح علیہ السلام کا گرجا جل گیا۔ اور یونانیون نے تعمیر کیا جسکی بدولت کل مقامات متبرکہ یونانی کلیسیا کے پادریون کے قبضہ مین آگئے چونکہ ان دنون مین فرانس کی گورنمنٹ کمزور تھی اور روسی طاقتور تھے اس لیے فرانس کی شکایات پر توجہ نہ کی گئی مگر جون ہی فرانس مین جمہوری سلطنت قائم ہوئی اور تمام قوم کے خیالات

اُسکی بہی فوج کو صریح ذلت شکست کے الزام سے بچا لیا - اور روسی ڈینوب سے جان بچا کر کریمیا پہونچ گئے -

جہان روسیون کی حالت نازک ہو رہی تہی - متحدہ افواج نے جسکی تعداد سات ہزار تہی کریمیا مین داخل ہو کر ۲۰ ستمبر کو بمقام آلما جہان فریقین مین سخت لڑائی ہوئی روسیون کو شکست دی اور سباسٹوپل کا راستہ صاف ہو گیا لیکن انگریزی او فرنچ سپہ سالارون کی غلطی سے جنہون نے فوراً سباسٹوپل پر حملہ نہ کیا روسیون نے سباسٹوپل کو بہت مضبوط کر لیا - بالاکلاوا پر ۲۵ اکتوبر کو انگریزون اور روسیون مین خونریز معرکہ ہوا جسمین انگریزی بہادرون نے جانون پر کہیل کر اور دو تہائی رسالہ کٹوا کر میدان جیت لیا - اور دکہلا دیا کہ انگریز اپنے قومی نشان یونین جیک کی عزت برقرار رکہنے کے لیے روسیون سے زیادہ سرگرم ہین -

روسیون نے ساٹہہ ہزار فوج کے ساتہہ آنکر ان کو انگریزی چہاؤنی پر ناگہانی حملہ کیا - مگر افواج متحدہ نے جو وقت پر پہنچ گئی تہین سخت جنگ کیا طرفین کی فوج کثیر ہلاک ہوئی اور روسیون کو شکست ہوئی - مگر باوجود ان شکستون کے افواج متحدہ سباسٹوپل کو محصور نہ کر سکین روسیون کو امداد فوج اور رسد میگزین برابر پہنچتا رہا - اسلیے دول متحدہ کو اور فوج کی ضرورت پڑی - سارڈینیا نے دول متحدہ سے اتحاد کر لیا اور ۲۶ جنوری ۱۸۵۵ء کو پندرہ ہزار فوج کریمیا بہیجدی جسنے اس معرکہ مین خوب داد مردانگی دی ڈینوب کے معرکہ کو آسٹریا کی مداخلت نے عملاً بند کر دیا تہا روسی فوج کا حصہ کثیر کریمیا بلا لیا گیا تہا - اسلیے بہادر عمر پاشا بہی فارغ ہو کر ۱۸۵۵ء مین ۲۵ ہزار فوج لیکر کریمیا پہونچ گیا - اور آسٹریا نے جس صریح ذلت سے بچانے کے خیال سے روسی اور ترکی فوج مین حائل ہو کر ولیشیا پر قبضہ کر لیا وہ پورا نہ ہو سکا - عمر پاشا کے آتے ہی لڑائی کا نقشہ بدل گیا - اور اس بہادر اور مدبر سپہ سالار نے ساحل پر اترتے ہی بمقام یوپاٹوریا روسی فوج کو تاریخ ۱۶ فروری ۱۸۵۵ء کو شکست فاش دی - اور پہر سباسٹوپل پہونچ کر ایسی تجاویز کین کہ سباسٹوپل واقعی محصور ہو گیا - ۲ مارچ کو زار نکلس دفعتہً مر گیا - اور اُسکی جگہہ اُسکا بیٹا اسکندر ثانی ۳۷ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا - آسٹریا کے مشورہ سے صلح کے واسطے وانیا مین وکلا طرفین جمع ہوئے - مگر نوجوان زار کے غرور نے کچہہ فیصلہ ہونے نہ دیا - دول متحدہ نے محاصرہ پر زیادہ زور دیا - سارڈینیا نے اور پینتس ہزار فوج بہیجدی فرانس نے جسکی وجہ سے یہہ لڑائی ہوئی تہی ایک لاکہہ تک اس جنگ مین فوج بہیجی تہی - روسیون نے بہی سباسٹوپل کو بچانے مین کمال مردانگی دکہائی - ۲۲ مئی کی رات کو روسیون نے شہر سے نکلکر افواج متحدہ پر دو شبخون مارین مگر نقصان کثیر اُٹہا کر بسپا کیے گئے - اسکے بعد افواج متحدہ نے کرچ اور مینی قلعہ کو مسمار کر دیا - اور متحدہ بیڑے نے بحیرہ آزاف پر قابض ہو کر ٹاگن روگ کو توپون سے اڑا دیا - اور ترکون کو بحیرہ اسود کے مشرقی ساحل کے

غرض انکا کل بیڑا تباہ نہ ہوگیا مقابلہ سے نہ ہٹے صرف ایک دخانی کشتی سلامت نکل گئی جسنے قسطنطنیہ اس حادثہ کی خبر جا پہونچائی۔ قصبہ سنہوب کی گولہ باری سے پانچہزار بے گناہ ہلاک کیے گئے۔ ترکی امیر البحر عثمان پاشا زخمی ہو کر قید ہوگیا۔ اور سباسٹوپول پہونچکر فوت ہوگیا۔ یہہ ہولناک خبر سنکر انگریزی اور فرانسیسی بیڑا سلطان کی درخواست پر ۴ جنوری ۱۸۵۴ء بحیرۂ اسود مین داخل ہوگئے اور روسی بیڑا محفوظ بندرگاہون مین پناہ گزین ہوا۔ انگلستان کا وزیر لارڈ ایبرڈین زار روس کا دوست تہا۔ اس وجہ سے پہر صلح کا سلسلہ ہلایا گیا۔ مگر دیگر وزرا برخلاف تہے اور دول عظام نے جو تجاویز زار روس کے پاس روانہ کین اسکو زار نے نامنظور کیا۔ اور ثابت ہوگیا کہ باوجودیکہ سلطان عیسائی رعایا کو پوری آزادی دیتا ہے پہر بہی زار بعوض لڑائی کے ارادہ سے باز نہین آتا۔ اس سے زار کا دلی منشا کہل گیا کہ وہ ترکی کی فتح سے ملک وسیع کرنا چاہتا ہے اور چونکہ اس وقت اپنے ہم مذہب عیسائیون کو وہ کچہہ برانگیختہ کرے گا۔ اسکو اپنی کامیابی کی امید پختہ ہے۔ انگلستان اور فرانس ایسے حریص کی فتوحات عالمگیری کو یورپ خصوصاً اپنے لیے مضر خیال کرتی تہین اسلیے ترکی کے ساتہہ ملکر اسکا زور توڑنے کا اسکو شوق لگ گیا۔ اور اس اتحاد مین ریاست سارڈینیا بہی شامل ہوگئی متحدہ بیڑون نے ایک طرف سے بحیرۂ بالٹک مین داخل ہو قلعہ بوماسنڈ پر قبضہ کرلیا۔ اور روسیون کے مشہور بندرگاہ کران سٹاٹ کی ناکہ بندی کرلی مگر جس امید پر یہہ بیڑا بہیجا گیا تہا۔ وہ اس سے پوری نہ ہوئی۔

دریائے ڈینوب کی تمام فوج بری عمر پاشا کی ماتحت تہی۔ عمر پاشا نے بمقام ویدن ڈینوب کو عبور کرکے روسیون پر کامیاب حملے کیے روسیون نے عمر پاشا کو کلافت سے نکالنے کی بہت کوشش کی لیکن بہادر عمر پاشا نے جلدی ہی روسیون کو مار کر ہٹا دیا۔ اور سلسٹیریا کا محاصرہ روسیون نے فوج کثیر سے کرلیا۔ مگر تین ماہ کے متواتر حملون اور سخت خونریزی کے باوجود دلائق اور شجاع موسی پاشا کی مہارت جنگی کے سامنے عاجز آکر محاصرہ اٹہا لیا۔ اور ہزار جوان کٹوا کر ڈینوب پار ہوگئے۔ اور نامور سپہ سالار عمر پاشا نے روسیون کو تلوار کے آگے رکہہ لیا تہا اور قریب تہا کہ یہہ جوان مرد روسیون کو بزور شمشیر صوبجات ڈینوب سے نکال دے کہ آسٹریا نے اپنی فوج صوبہ ولیشیا اور مالڈیویا مین بہیجدی اور تا اختتام جنگ فریقین کو صوبجات مذکورہ سے فوج نکالنے کو کہا گیا روس کی فوج تو غاصبانہ طور سے مقیم تہی۔ اور جلدی عمر پاشا کے ہاتہون وہان سے نکلنے والی تہی اور ترک مالکانہ طور سے داخل ہونے والے تہے۔ جنکو بدنیت آسٹریا نے روک دیا۔ اور فتح سے فائدہ نہ اٹہانے دیا۔ اور ترکی اور اس کے رفقا اس خیال سے کہ کہین آسٹریا علانیہ روس کی مدد پر نہ نکل آئے۔ خاموش رہے۔ آسٹریا نے اسطرح ترکون سے روسیون کا پیچہا چہوڑا دیا۔ جنکو کہ آخرکار کریمیا مین متحدہ فوج۔ انگریزی فرانسیسی اطالین۔ ترکی سے اپنا بچاؤ کرنا ضروری تہا

(۲) دریائے ڈینوب پر کل اقوام کو جہاز رانی کا استحقاق حاصل رہے گا اور ہر سلطنت دریائے ڈینوب کے دہانے پر دو دو چھوٹے جنگی جہاز رکھنے کی مجاز ہوگی۔

(۳) ڈینوب کے ڈیلٹا کا علاقہ اور صوبجات ڈینوب ترکی کے حوالہ کیے جاوینگے۔

(۴) دریائے ڈینوب مین کل اقوام یورپ کو جہاز رانی کا حق حاصل ہوگا۔ تجارتی جہازون کے سوا جنگی جہاز داخل نہین کیے جاوینگے۔ روسی اور ترکی کو بحیرۂ اسود مین صرف دس دس چھوٹے جنگی جہاز رکھنے کی اجازت ہوگی۔ اور کوئی جنگی قلعہ نہین بناوینگے۔ وغیرہ

جنگ کریمیا کے نتائج

(۱) روس کی بحری طاقت محدود کی گئی۔ اور بحیرۂ اسود مین روس کی طاقت گھٹائی گئی۔ مگر اس سے صرف ترکی کا ہی فائدہ نہ تھا۔ بلکہ دول متحدہ کا ترکی سے زیادہ فائدہ نکلا جس اندیشہ سے انگلستان اور فرانس نے روسیون سے جنگ کیا تھا وہ ہمیشہ کے لیے معدوم ہوگیا۔ بحیرۂ اسود کی اس بحری رکاوٹ نے روسیون کی ان امنگون پر پانی پھیر دیا جو وہ بحیرۂ روم کے متعلقہ سواحل کی نسبت رکھتے تھے اور اپنے ہم مذہب یونانیون کے ذریعہ بہت کچھ کامیابی کی امید کرتے تھے۔ اس سے انگلستان فرانس کے لیے شمالی افریقہ کا وسیع میدان ایک احد ملکیت بن گیا۔

(۲) روس کو ضرور بحیرۂ اسود کی بندش نے بحیرۂ روم کی طرف سے تو مایوس کر دیا۔ مگر اس نے بحری طاقت کی کسر بری فوج کے ذریعہ نکال لی۔ اور ایشیا کے کمزور مسلمان خود انہین کے مغلوب کرنے سے کوہ ہندوکش تک اور دوسری طرف پورٹ آرتھر تک روسی جھنڈا گاڑ دیا۔ گویا کریمیا کی شکست سے روسیون کو کوئی نقصان نہ پہونچا بلکہ انکی اولوالعزمی نے اپنی فتوحات کے لیے ایسا راستہ نکال لیا۔ کہ جسمین یورپ کی نسبت بہت ہی کم مشکلات پیش آئین پس یہ کہنا بیجا نہین کہ اس شکست نے روس کو مسلمانون کی صدیون کی آزادی پسند قومون کا شاہنشاہ بنا دیا۔ اور روس نے اسلامی دنیا کو جسکے مشہور مظفر منصور سلاطین دنیا کے ہر ایک حصہ مین اپنے فتوحات کے نشان گاڑ چکے تھے عیسائیون کی ماتحت کر دیا۔

(۳) دریائے ڈینوب کے نیوٹرل رکھنے یعنے تمام قومون کو جہاز رانی کے اختیارات دینے سے بھی یورپ کے عیسائیون کا فائدہ تھا۔ اور سلطانی اقتدار گھٹانے کا باعث تھا۔

(۴) تمام قومون کے دو دو جنگی جہاز ڈینوب کے دہانہ پر رکھنے سے بظاہر تو روس کی رکاوٹ دکھائی گئی تھی۔ لیکن ترکی اس شرط سے ایک عام آماجگاہ بن گئی اور تمام قومون کو مداخلت کا حق حاصل ہوگیا۔

(۵) صوبجات ڈینوب پہلے ہی ترکی کے تھے اور بہادر عمر پاشا روسیون کو مار کر ان علاقون سے نکال چکا تھا۔ اباعث کرم و آشتی کا مقابلہ تھا۔ ان صوبجات مین عدم دست اندازی کی شرط کی جیسے نگہداشت کی گئی۔

بندرانا پہ کو فتح کر لیا۔ اور تفاقات کے چرگون نے روسیون کے برخلاف بغاوت کردی فرنچ فوج کے جدید سپہ سالار نے زیادہ سرگرمی سے کام شروع کیا۔ اور جون کو دہاوا کرکے دو تین مورچون کو بنوک سنگین فتح کر لیا۔ انگریزی اور فرانسیسی فوجون نے قلعہ ایدان اور قلعہ مالاکوف پر علیحدہ علیحدہ حملے کیے لیکن ۳ ہزار آدمی کٹوا کر ہٹا دیے گئے۔ ۱۶- اگست کو اطالین فوج نے قصبۂ تراکتر مین روسیون کو فاش ہزیمت دی اور افواج متحدہ نے ۸۷۴ توپون دن شہر اور مورچون پر گولے برسانے شروع کیے جس سے ایام محاصرے مین ۱۸ ہزار روسی گولون سے ہلاک کیے گئے مگر نقصان اور شدت محاصرے کے باوجود روسیون نے شہر کے بچانے مین گمان تہور اور شجاعت سے کام لیا۔ اور بکمال سربازی دکہا مخالف کے حملون کو روکتے رہے اور ۳۲۶ دن تک مقابلہ پر ڈٹے رہے دول متحدہ کی ہر ایک فوج نے مقابلۂ قلعہ شکنی اور فن محاصرہ کے خوب جوہر دکہائے چنانچہ صرف فرانسیسون نے پچاس میل لمبی خندقین اور ۴۰۰ فٹ لمبی سرنگین تیار کر لین اور روسیون کی سخت آتشبازی کے باوجود جسکی لوگون کو آواز ۶۲-۶۲ میل تک سنائی دیتی تہی پر جوش فرانسیسی اپنی خندقون کو اسقدر بڑہاتے گئے کہ مالاکاف صرف ایک سو فیٹ کے فاصلہ پر رہ گیا تہا۔ اور محاصرین فوج نے فقط ایک دن مین ستر ہزار گولے شہر پر پہینکے تہے ۸ ستمبر ۱۸۵۵ء کو فرانسیسی مالاکوف اور ایدان کے مورچہ پر ٹوٹ پڑے۔ فرانسیسی تو مالاکوف پر قابض ہو گئے اور انگریز کچہ دیر کے لیے ہٹا دیے گئے روسیون نے مالاکوف کے لینے کے لیے کئی پے در پے حملے کیے مگر ہر دفعہ فرنچ فوج سے نقصان اُٹہا کر پسپا ہوتے رہے۔ اور سباسٹوپل فتح ہو گیا۔ روسی سب بیڑون کو آگ لگا کر۔ اور شہر خالی کرکے شمال کی طرف ہٹ گئے اور قلعہ عنا کوف کو بہی وہ خود منہدم کر گئے۔ اور قلعہ کلبرن کو بہی متحدہ بیڑے نے فتح کر لیا۔ کریمیا اور ڈینیوب پر تو روسیون کو ہر طرف سے زکین ملین لیکن ایشیا مین انکو کچہ کامیابی ہوتی رہی۔ بہادر عمر پاشا سباسٹوپل کے فتح ہوتے ہی ایشیا کو روانہ ہو گیا مگر اسکے پہونچنے سے پہلے ہی قارص کی فوج نے بہوک اور فاقہ سے تنگ آکر قلعہ روسیون کے حوالہ کر دیا تہا۔ اب آسٹریا جو اپنی عزت کو قائم رکہنا چاہتا تہا اور جانتا تہا کہ عمر پاشا فتح قارص کا نشہ روسیون کے دماغ سے فوراً اتار دیگا۔ اور چونکہ ایشیا مین کہین بہی آسٹریا یا کسی اور عیسائی سلطنت کی حدود نہین ملتی اور دست اندازی کا کوئی موقعہ نہین بخلاف اسکے کہ ترک اپنے ہم مذہب مسلمان تاتاریون اور علاقہ قاف کے باشندون سے بہت کچہ امداد کی امید کہہ سکتے ہین ایسے وقت مین جبکہ خاص یورپ مین روس شکست پر شکست پا رہا ہے ایشیا مین عمر پاشا کی کامیابی یقینی اور روسی اقتدار کے کہوئے جانے کی امید واثق ہے ان خیالات نے آسٹریا کو صلح کا سلسلہ ہلانے پر مجبور کیا۔ اور مغرور زار نے دول متحدہ کی شرائط پیش کردہ کو مان لیا۔ اور ۳۰ مارچ ۱۸۵۶ء کو باضابطہ عہدنامہ پر دستخط ہو گئے جسکی ۳۴ شرائط تہین ان مین بڑی بڑی شرطین یہ تہین۔

(۱) روس صوبجات ڈینوب کی حمایت کے استحقاق اور اُسکی اندرونی معاملات کی مداخلت کو چہوڑ دے۔

محمد بن عون ابھی قسطنطنیہ سے نہیں آیا تھا۔

نائق پاشا یہ خبر سنتے ہی جدہ پہونچ گیا۔ اور مفسدین کو قید کر کے دار السلطنۃ قسطنطنیہ میں اس حادثہ کی خبر پہونچا دی گئی۔ اور تسکین فتنہ کے بعد ادائے حج کے لیے واپس مکہ میں چلا گیا۔ اور ایک گورنر جو انتظام کر سکتا تھا وہ کر گیا۔ مجرم قید کیے گئے فتنہ فرو ہو گیا۔ امن و امان قائم ہو گیا۔ سلطان کو خبر دی گئی جسکے حکم آنے پر مزید کارروائی منحصر تھی۔ مگر انگریز جو جنگ کریمیا کی امداد کے سبب سلطان کو بندۂ زر خرید سمجھتے تھے اور ترکوں کو عضو معطل جانتے تھے سلطانی حکم کی کب انتظار کر سکتے تھے۔ فوراً انگریزی جنگی جہاز جدہ پہونچ گیا۔ اور سلطانی علاقہ اور رعیت پر گولہ باری شروع کر دی۔ اور بیس ۳۰ گھنٹہ کی گولہ باری سے جدہ کی آبادی کو مسمار اور سیکڑوں بیگناہ بندگان خدا ہلاک کیے گئے۔

اور باقی باشندگان جدہ بھاگ گئے۔ نامق پاشا کو مقام منی اپر خبر پہونچ گئی۔ مراسم حج سے فارغ ہو کر نامق پاشا نے علما، امرائے تجارتی مجلس مقرر کر کے مشورہ کیا۔ سوداگروں نے کہا کہ ہمارے پاس اس قسم کے شناور موجود ہیں جو پانی کے اندر ہی اندر جا کر جہاز کو غرق کر سکتے ہیں۔ اور انتقام لے سکتے ہیں۔ نامق پاشا نے جو یورپ کی بحری طاقت سے واقف تھا کہا کہ اگر ایک جہاز غرق کر دوگے تو ایک کی جگہہ دس اور دس کی جگہہ سو جہاز آجائیں گے اس لیے یہ رائے ٹھیک نہیں ہے۔ عربوں نے کہا کہ اعلان جہاد دیا جائے صرف قبائل حجاز مثلاً صفدیل۔ ثقیف حرب۔ غامد۔ زہران عسیر۔ میں سے ہی لاکھوں مجاہد جمع ہو سکتے ہیں جو انگریزوں کو اس تعدی کا مزہ چکھا سکتے ہیں کیونکہ یہ ذلت عرب ہرگز گوارہ نہیں کر سکتے۔ مآل اندیش نامق پاشا نے جو باب عالی کی کمزوری اور انگلستان کے رسوخ سے بخوبی واقف تھا کہدیا کہ بے شک پرجوش اہل حجاز اس سے بھی زیادہ جمع ہو سکتے ہیں اور عیسائیوں کو جدہ سے مار کر نکال سکتے ہیں لیکن انگریزی جہاز جدہ سے ہٹ کر دیگر بلاد عثمانیہ پر آفت لائیں گے۔ اور سلطنت عثمانیہ کو حفاظت ملک کے لیے مجبوراً جنگی مشکلات میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ اور اجتماع قبائل کیلئے کچھ مدت لگے گی۔ اور ہمکو حضور انتظام کرنا منظور ہے۔ جو نرمی ملاطفت سے کرنا چاہیے آخر یہہ تجویز قرار پائی کہ نامق پاشا چند علما اور تجار جدہ کے ہمراہ انگریزی جہاز کے کپتان کے پاس جدہ میں جائے اور صلح سے فیصلہ کرے۔ نامق پاشا معہ رئیس العلماء شیخ جمال۔ شیخ عمر۔ شیخ صدیق۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ محمد جاد اللہ۔ شیخ سید السادات۔ شیخ محمد بن اسحاق بن عقیل وغیرہ اور سوداگران جدہ کو ہمراہ کپتان مذکور کے پاس گئے اور بعد بحث مباحثہ قرار پایا کہ اس فساد کی تحقیقات کیجائے اور مفسدین کو سزا دی جائے۔ اور سلطان کی خدمت میں اطلاع دیجائے اور جواب کی انتظار کی جائے۔

ماہ محرم سنہ ۱۲۷۵ھ میں سلطان عثمانیہ۔ انگلستان۔ فرانس کے مشترکہ کمیشن تحقیقات مقدمہ کے لیے جدہ پہنچ گئی۔ اور اُسنے جسطرح ہو سکا نرمی و گرمی سے عوام کی اظہارات سے مفسدین جدہ کے جو خلاف نتیجہ نکالا عبد اللہ محتسب اور شیخ آمودی تو عین بازار جدہ میں لوگوں کے روبرو قتل کیے گئے اور بارہ شخص اور جدہ کے باہر مارے گئے

وہ آیندہ ذکر کیا جائے جسکا ہولناک نتیجہ جنگ روم و روس ۱۸۷۷ء نکلا۔

بہرحال ترکی کو سوا اسکے اور کچھ فائدہ نہ پہونچا کہ اُس کے مہیب دشمن کو بیس سال تک اور اپنے ارادون مین ناکام رہنا پڑا۔ اس جنگ کریمیا کے سبب سے فرانسیسیون اور انگریزون نے الجزائر اور عدن کے غاصبانہ قبضہ کو شیر مادر قرار دے لیا۔ اور سلطان کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا الجزائر کے تجربہ نے فرانسیسیون کی جرأت کو بڑھا دیا اور بعد مین ٹیونس سے بھی سلطانی اقتدار کھو دیا گیا۔ اور طرابلس (ٹریپولی) بیچارا کب سے حریفون کی نگاہ حسرت جاری ہے اور مراکو کی صدیون کی آزاد اور بہادر سلطنت یورپ کی حرص و آز تختہ مشق بن رہی ہے۔ ادھر عدن کے گمنام بندر کی برائے نام قبضہ نے آج انگریزی پنجہ تمام ساحلی قبائل اور شیوخ پر ڈال دیا ہے اور سلطانی اعتبار کو گھٹا دیا ہے جسکا اثر وسط عرب تک پہنچ چکا ہے پس جنگ کریمیا مین گو ترکون نے کمال مردانگی دکھائی اور بہادر عمر پاشا نے ہر ایک میدان مین فتح پائی مگر فتح کا فائدہ ترکی کو تو کچھ نہ ملا بلکہ نقصان اٹھایا اور فائدہ بھی مغلوب روس کو نہیں بلکہ اپنے دوست غالب فریق ترکی سے دوستی کی یہہ مثال دنیا کی کسی قومی تاریخ مین نہین ملتی جو یورپ کی مہذب سلطنتین دکھاتی ہین اسی اثنا مین سلطان عبدالمجید خان سے غلامون کی تجارت کے روکنے کا فرمان جاری کرا دیا گیا جس سے مکہ مین سلطانی فوج کے برخلاف مکہ والون نے تلوار اٹھائی اور مسلمانون مین کشت و خون ہوتی رہی ہندوستان کے غدر ۱۸۵۷ء مین سلطان نے بذریعہ اشتہار مسلمانان ہندوستان کو وفاداری کی ہدایت کی اور انگریزی گورنمنٹ کی اطاعت مین ثابت قدم رہنے کی تاکید کی۔

فساد جدہ

اسی جنگ کریمیا مین امداد دینے کے سبب جس کا فائدہ ترکی کو کچھ نہ ہوا۔ انگریزون اور فرانسیسیون کا اسقدر غرور بڑھ گیا کہ غلامون کی تجارت جسکی ممانعت کا حکم سلطان نے دیدیا تھا۔ اور مکہ والون اور تمام عربون کو سلطان نے ناراض کر لیا تھا۔ انگریزی اور فرنچ قونسلون نے زیادہ دلیر ہو کر عرب جیسے ملک مین خود ہی دست اندازی شروع کر دی عرب جو خود سلطانی عمال کی کارروائیون کو بھی برا جانتے تھے عیسائیون کی دست اندازی کو کب گوارہ کر سکتے تھے۔ یہہ حکم ۱۲۷۳ھ مین جاری کیا گیا تھا۔ ابھی یہہ نفرت اور مخالفت جاری ہی تھی کہ ۱۲۷۴ھ مین جدہ کی ایک مسلمان تاجر نے جو انگریزی علم کا نشان اپنے جہاز پر گاڑا کرتا تھا عثمانیہ نشان نصب کر دیا۔ انگریزی ایجنٹ (کونسل) نے تاجر مذکور کو منع کیا۔ لیکن وہ باز نہ آیا کونسل نے خود جہاز پر جا کر عثمانیہ بیرق اتار دی اور انگریزی بیرق نصب کر دی بقول بعض عثمانیہ بیرق کو پاؤن سے روند ڈالا جو اسلامی خلافت اور امارت کی صریح ہتک تھی مسلمان اور عرب کب گوارہ کر سکتے تھے۔ کونسل پر ٹوٹ پڑے اور انگریزی کونسل کو قتل کر دیا۔ اور باقی یورپین کونسل اور تمام عیسائی مارے گئے اور لوٹ گئے۔ جدہ کا گورنر نامق پاشا اسوقت مکہ مین تھا اور شریف مکہ محمد بن عون ستر سال کی عمر مین اٹھائی ماہ پیشتر مر چکا تھا اور قائم مقام شریف مکہ اسکا بیٹا علی پاشا تھا اصلی شریف مکہ عبداللہ بن

مین مداخلت کرنے اور دبانے کا خوب گر ہاتھ لگ گیا ۔

جدہ کی مداخلت نے جو خاص عرب اور عرب بھی اس حصے مین جو خاص تقدیس کا کمال رتبہ رکھتا تھا عیسائیون کو دلیر کردیا جدہ کے فساد کے بعد ۱۸۶۰ء مین شام مین جبل لبنان کے مارونی عیسائیون اور دروس مسلمانون مین خانہ جنگی شروع ہوگئی اور دروس لوگون کو غلبہ ملا اور دمشق کے فساد مین بھی چند عیسائی قتل کیے گئے ۔ اس داب کی دفعہ دوسرا رفیق فرانس میدان مین نکل آیا اور دیگر شاہان انگلستان ۔ روس ۔ پرشیا ۔ آسٹریا کے صلاح و مشورے سے شام مین فوج بھیجدی سلطان تمام یورپ کو جو قیام امن کیلیے بیقراری ظاہر کر رہا تھا روک نہ سکا ۔ مگر گورنر شام کو قیام امن کیلیے تاکید کردی اور اس نے فرانسیسی فوج پہنچنے سے پہلے ہی مفسدون کو سزا دیکر قرار واقعی انتظام کرلیا ۔ اور مغرور فرانسیسیون کو جب کوئی حجت نہ ملی تو اپنا سا منہ لیکر پندرہ جون ۱۸۶۱ء کو واپس چلے آئے اور ترکی کے دوست فرانس کا وار خالی گیا مگر عیسائیون کو کئی حقوق ملگئے اسی امداد کریمیا کا مضر نتیجہ جو سلطنت عثمانیہ کے حق مین پیدا ہوا ۔ وہ غیر سلطنتون کا قرضہ تھا ۔ جسکی چاٹ لت اسی مین شروع ہوی اور یورپین دول کی مداخلت کا باعث ہوئی جسنے سلطنت کو اس سے زیادہ مضمحل کردیا جو صدیون کے محاربے مین نہو سکی تھی ۔

باوجودیکہ سلطان عبد المجید خان کے عہد مین آمدنی ۱۶ کروڑ روپیہ اور خرچ دس کروڑ روپیہ تھا ۔ مگر اس یورپین قرضہ کی جونک ایسی چمٹ گئی کہ ترکی کے بدن مین خون کا ایک قطرہ تک رہنے نہ دیا ۔ اسی قرضہ نے مصر کو ہاتھ سے کھو دیا خدا کا شکر ہے کہ سلطان عبد الحمید خان سلمہ اللہ تعالی نے بہت کچھ سبکدوشی کرلی اور عثمانیہ بنک اور نوٹون کے اجرا اور ایک صیغہ کی عمدہ نگرانی اور انتظام مالی کفایت شعاری اور جدید آمدنی کے محکمون کے قیام سے بہت کچھ انتظام کرلیا ہے جنکو دیکھکر یورپین سلطنتین جدید اخراجات کا بوجھ سلطان کے سر پڑنے کے لیے کوئی نکوئی شرارت کھڑی کردیتی ہین فساد شام سے چند ماہ بعد سلطان عبد المجید خان ۱۷ ذیقعدہ ۱۲۷۷ھ کو چالیس سال کی عمر اور ساڑھے بارہ سال سلطنت کے بعد فوت ہوگیا ۔

اس سلطان نے مسجد نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کی جدید تعمیر کی جو چار سال مین ختم ہوی ۔ جو دنیا مین ایک بے نظیر عمارت شمار ہوتی ہے میزاب کعبہ مین بھی اسی سلطان کی یادگار ہے ۔ اور بھی حرمین شریفین مین کئی ایک عمارتین بنوائین مگر سلطان کی ذاتی تن پرستی اور آرام طلبی سے یورپین سلطنتون کا رسوخ بہت بڑھ گیا ۔ اور وہ اسقدر دلیر ہوگئے کہ ادنی ادنی باتون پر بگڑ بگڑ کر فوجین بھیجنے لگے اور دھوکہ دینے لگے جسکا انسداد بھی سلطان حال نے کیا ہے اور اس قسم کی بعض دھمکیون کی پرواہ نکرکے اپنے حقوق پر اڑا رہا ۔

قاضی جدّہ اور چند اور معزز مشائخ کو جلا وطن کیا گیا۔ اور عیسائیون کے نقصان مال کی قیمت کثیر سلطنت عثمانیہ سے لی گئی
کریمیا کے جنگ مین اگرچہ چند روزہ سلطان کی عزت قائم رکھی گئی تو خاص اسلامی ملک عرب اور حرمین شریفین کے دروازے
پر سلطانی اعزاز کو نقصان پہونچایا گیا۔ اور مشائخون کے قتل و جلاوطنی سے آیندہ کے لیے رعب بٹھایا گیا۔ کہ انگریزی
غصہ سے انکو سلطان وغیرہ کوئی نہین بچا سکتا اور نہ انکا سلطان انگریزی مطالبات کو رد کر سکتا ہے یہ واقعہ عہدنامہ
پیرس ایک سال بعد کا ہے۔

نامق پاشا نے عربون کو جہاد سے اس لیے روکا تھا کہ سلطنت عثمانیہ ابھی روس کی لڑائی سے فارغ ہوئی تھی اور
انگریزون سے رفاقت بھی وہ تازہ مشکلات کا باعث خود نہین بننا چاہتا تھا اگرچہ پرجوش عرب بہ تعداد کثیر مقابلہ پر جمع ہوجاتے
مگر سلطنت عثمانیہ کی تواعددان فوج جلدی مدد پر نہین آسکے گی۔ اور انگریزی جہاز فوراً موقعہ پر پہونچ جائینگے۔
یہہ تمام مشکلات یکسر برآ پڑین گیں۔ اور سلطان عبدالمجید جو انگریزون کے ہاتھہ مین کٹھہ پتلی ہے۔ میری کارروائی سے
کبھی متفق نہین ہوگا۔ پس نامق پاشا نے گورنری کی حیثیت سے جو مناسب تھا انتظام کردیا۔ ہان اگر نامق پاشا عرب
مین اعلان جہاد ہونے دیتا اور عرب لاکھون کی تعداد مین انگریزی فوج کے سامنے آجاتے تو لڑائی تو ہونی ہی
نہین تھی بہرحال انگریزون کو معلوم ہوجاتا کہ سرزمین حجاز مین کسی غیرمسلم سلطنت کا پاؤن جمنا محالات سے
ہے بہرحال نامق پاشا خدا بھلا کرے جسنے ایک بڑی بھاری مشکل سے انگلستان اور ترکی والون کو بچا لیا۔ اور
سلطان نے بھی گورنری وفادار رعایا مین سے چند معزز اشخاص کو انگلستان کی دوستی کی بھینٹ چڑھا دیا۔ مگر
دونون سلطنتون کو ایک محاربہ عظیم سے ہٹا لیا۔ ایسی ہی امن پسند پالیسی اُسکے مدبر فرزند سلطان عبدالحمید خان
سلمہ اللہ تعالی کی ہے جسنے سرحد عقبہ اور طابہ کے معاملہ مین ایک زٹل جنگ کو ٹال دیا۔

رومانیا کی خود مختاری

اسی سال ان رفقا نے ایک اور مہربانی کی کہ عہدنامہ پیرس مین جو شرط رکھی گئی تھی کہ ولیشیا اور مالدویا کی صوبجات
مین روس کبھی قسم کی مداخلت نہین کرے گا۔ اور سلطان کی شاہی حقوق کی نگہداشت تمام سلاطین یورپ کرینگے
رد کیے ایما پر دونون صوبون کا ایک صوبہ بنام رومانیا مقرر کیا اور وہان کا گورنر جرمن شاہزادہ بنا دیا۔ اور چالیس
ہزار پونڈ سالانہ خراج برائے نام مقرر کرکے سلطان کے جملہ اختیار سے یہہ صوبہ آزاد کیا گیا۔ اور عہدنامہ
برلن مین یہہ خراج بھی اٹھا کر رومانیا کو بالکل آزاد کردیا۔ اور جو کام ابتک باوجود صدیون کی کوششون کے آسٹریا
اور روس سے نہین ہوسکا تھا۔ وہ ان رفقا کی دوستی اور یورپ کی نیک نیتی سے پانچ سال بعد سلطنت عثمانیہ
سے حاصل کیا گیا۔ اور فتح کریمیا کا ترکون کو خوب پھل ملا۔ اور اسکے بعد یورپ کی تمام دول عظام کو بالاتفاق ترکی

کے حالات سے بہی غافل ہوگیا کہ نہر سویز کا معاملہ بلا اطلاع سلطان اسمعیل پاشا والی مصر نے خود بخود طی کر دیا۔

مصر کے خدیو

محمد علی بانی خاندان خدیو جسکا حال اوپر لکھا گیا ہے سنہ ۱۲۶۵ھ مین ۴۵ سال کی حکومت کے بعد فوت ہوگیا اسکی جگہہ بہادر ابراہیم پاشا بحکم سلطان والی مصر ہوا۔ ابراہیم پاشا قریبًا ایک سال تک زندہ رہا اسکی جگہہ عباس پاشا ولد طوسون پاشا ولد محمد علی مقرر ہوا۔ جو دادا اور چچا کی طرح لایق نہ تہا۔ اور سنہ ۱۲۷۰ھ مین مقتول ہوا جسکی جگہہ سعید پاشا بن محمد علی مقرر ہوا۔ اور سنہ ۱۲۷۹ھ مین فوت ہوا۔ اور اسکی جگہہ اسمعیل ولد ابراہیم ولد محمد علی والی مصر ہوا یہی اسمعیل سلطان عبدالعزیز خان کے عہد مین گورنر مصر تہا اسی اسمعیل نے بلا اجازت سلطان نہر سویز کی تعمیر کا ٹہیکا ایک فرانسیسی ٹہیکیدار ایم ڈی لیپ کو دیدیا تہا باب عالی کی تحریر پر اسمعیل نے سلطان سے باضابطہ اجازت حاصل کرلی اور سلطان کو زیادہ خوش کر کے والی کے معمولی خطاب کی جگہہ خدیو مصر کا موروثی خطاب بہی لے لیا اور دوگنا خراج دینا منظور کر کے قاعدہ وراثت خدیو کو تبدیل کرا لیا۔ کہ آیندہ باپ کی جگہہ بیٹا ہی خدیو ہوا کرے افسوس کہ سلطان عبدالعزیز خان کی نادانی اور اسماعیل کی حریصانہ پالیسی نے مصر کو نہ ترکی کے کام کا چہوڑا اور نہ اسمعیل کا خاندان عزت کے ساتہہ فائدہ اوٹہا سکا۔ اسمعیل نے اپنے خاندان کے دیگر وارثان کو محروم کیا۔ خدا نے اس کی اولاد کو ایک غیر مسلم قوم کا دست نگر بنا دیا اور جو نہر بلا اذن سلطان عبدالعزیز خان پر پڑا تہا۔ اسی سے اسمعیل بلکہ خود مصر تباہ ہوا۔ بہ تقلید سلطان اسمعیل نے بہی سیاحت یورپ کی اور یورپ والون نے اسکو قرضہ مین بہی داب لیا جس قرضہ کی آڑ مین آج مصر نیم تن در گور یا نیم تن در زندگی کا نمونہ بن رہا ہے اور خود اسمعیل بہی سنہ ۱۲۹۶ھ مین معزول ہوا۔ اور اسکی جگہہ توفیق پاشا خدیو مصر ہوا جسمین باپ دادا کی کوئی بہی وصف نہ تہی۔ اسی کیوقت مین انگریزی فوجین مصر مین داخل ہوئین اور رفتہ رفتہ تمام مصری مقامات پر انگریز قابض ہوگئے موجودہ خدیو عباس پاشا لائق اور زمانہ شناس ہے اور مصریون مین بیداری کے آثار پائے جاتے ہین۔

روسی سازشین

سلطان عبدالعزیز خان کا وزیر اعظم عالی پاشا نہایت مدبر اور سلطان کے نزدیک معتبر کہنا تہا اسی دور اندیش وزیر نے دول یورپ کی ریشہ دوانیون کے خیال سے طرابلس الغرب کے موروثی گورنر عبداللہ ترکمان کو معزول کر کے صوبہ کو براہ راست عثمانیہ سلطنت مین شامل لیا۔ ورنہ یہہ صوبہ بہی ٹیونس و الجزائر و مصر کی طرح غیرون کا تختہ مشق بنجاتا۔ اسی وزیر نے دول یورپ کی رعایا مقیم حدود ترکی کے مفسدانہ کاروائیون کے نقصان پر

سُلطان عبد العزیز خان

سُلطان عبد المجید خان کے بعد اُسکا چہوٹا بہائی عبد العزیز خان تخت نشین ہوا جسنے شروع شروع مین تو قابلیت دکہائی اول عربون کو جو فساد جدہ مین قید کئے گئے تہے رہا کر دیا۔ رشوت خوار اور خائن عہدہ دارون کو موقوف کیا۔ اجنبی لوگون کو بنادر وغیرہ کا اجارہ دینے کا قاعدہ منسوخ کر دیا اور اپنی متشرع حرکات سے مسلمانون کی امیدون کو تازہ کیا۔ سُلطان عبد المجید خان کی کل عورتون کو جنکی تعداد چھ سو تک پہنچ گئی تھی۔ عدت کے بعد نکاح کرنے کی اجازت دیدی سامان حرب کی فراہمی اور درستی افواج مین بہت توجہ کی۔ اور کامیاب بہی ہوا جنگی جہازات کی بہی کافی تعداد مہیا کر لی۔ اُسکے عہد مین کریٹ کی پہلی بغاوت شروع ہوئی۔ اور یونان بہی مقابلہ پر آنے لگا۔ مگر عالی پاشا کی مستعدی اور دول یورپ کے منع کرنے سے باز آگیا۔ اور کریٹ کے عیسائیون کو چند رعایتین دیکر بغاوت فرو کی گئی۔ اسی اثنا مین کریٹ کے عیسائیون کی رعایتون کو دیکھکر دیگر سلاطین یورپ کی تحریک سے سرویا نے بہی باغیانہ مطالبہ کیا کہ سرویہ کے قلعون سے ترکی فوج ہٹائی جائے اور لڑائی کی تیاری کر دی ترکی کے مشہور رفقا فرانس اور انگلستان کے سمجہانے سے سلطان نے سرویا کے جنگی قلعون کو ترکی فوج سے خالی کر لیا۔ اور پانچسو سال کا محکوم صوبہ آزاد کر دیا جسکا بڑے نام صلح عہدنامہ برلن مین اڑایا گیا۔

اسی سال سلطان عبد العزیز خان نے یورپ کی سیر کی اور یہہ پہلا سُلطان عثمانیہ ہے جو یورپ کی ہوا کہانے گیا اور ایسی ہوا کہائی کہ ؎

کلاغے تگ کبک در گوش کرد تگ خویشتن را فراموش کرد۔

کا مصداق بنگیا یورپ کے شکاریون نے اس شکار کے پہانسنے کے لیے طرح طرح کے اختراعات سے کام لیا۔ اور تہ با مستقل مزاج سلطان ایسا پہنسا کہ دین و دنیا کو کہو بیٹہا یورپ کی عام نمائش نے آرائش عیاشانہ تکلفانہ مین محو ہو گیا ترکی اصل رازکو نہ سمجہ سکا واپس آنے پر دار السلام قسطنطنیہ کو بہی یورپ کا رنگ دینے لگا۔ اور اس قدر فضول خرچ ہو گیا کہ جو سلطان ابتدائے سلطنت مین اپنا ذاتی وظیفہ مقررہ کا بہی بہت سا حصہ استحکام سلطنت پر خرچ کرتا تہا۔ اب اُس وظیفہ سے جو گنی رقم بہی اُسکے روزمرہ کے اخراجات کے لیے کافی نہوتی تہی۔ اور سیاحت یورپ کی طفیل عیاشی کا یہہ عالم ہو گیا کہ جو سلطان تخت نشینی کے وقت تقریبًا کل کنیزون کو آزاد کرکے صرف ایک بیوی رکہنے کا منشا ظاہر کر چکا تہا۔ اب اُس کی کنیزون کی تعداد ایک ہزار تک پہونچ چکی تہی۔ افسوس وہ سلطان جو تمام روئے زمین کے مسلمانون مین اتحاد و یک جہتی پیدا کرنے کا خیال رکہتا تہا اور جسکے ایما سے جزائر۔ محیط مراکو۔ زنجبار۔ اور کاشغر تک تحریک بہی کیجا رہی تہی۔ اسی یورپ مین صاحب ازخودرفتہ ہو گیا کہ خاص سلطنت

آن ڈٹایا۔ اور انگلستان جو ابتک اتحاد ثلاثہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا وہ بھی ترکی کے مخالف ہو گیا اور چالاک سفیر کا جو مطلب تھا پورا ہو گیا۔ اور تمام عیسایون کو سلطان کے برخلاف برانگیختہ کر دیا باوجود اسقدر خرابیون کے سلطان بیدار نہ ہوا اور اسی سفیر پر اعتبار کرتا رہا۔ اس سے سلطنت کے خیر خواہ ہونے ۷ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۷۶ء کو اسے معزول کر دیا گیا۔ اور پانچ روز بعد اسکی لاش بیجان پائی گئی جو معزول کنندہ جماعت کے ہاتھ سے کیا گیا تھا۔

اس سلطان نے ۴۸ سال عمر پائی اور ۱۶ سال ۴ ماہ سلطنت کی۔

سلطان عبدالعزیز خان کی معزولی کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ ارکین سلطنت مدحت پاشا محمود پاشا داماد و شیخ الاسلام خیر اللہ آفندی نوری پاشا حسین عونی پاشا سر عسکر شامل تھے حسین عونی پاشا کو تو سلطان عبدالعزیز خان کے سالے (خیر یوزہ) حسن چرکس نے معہ چند اور وزرا کے طپنچہ سے قتل کر دیا اور باقی کو سلطان حال عبدالحمید خان نے قلعہ طائف واقعہ حجاز میں قید کر دیا تھا۔

سلطان مراد خان ابن عبدالمجید خان

سلطان عبدالعزیز خان کے بعد اسکا بڑا بھتیجا سلطان مراد خان پنجم تخت نشین ہوا۔ جو نہایت مستعد معاملہ ہوتا تھا۔ مگر پھر دیوانہ ہو گیا۔ اور تین ماہ بعد شعبان سن مذکور میں معزول کیا گیا۔

سلطان عبدالحمید خان سلمہ اللہ المنان

سلطان مراد خان کے بعد اسکا چھوٹا بھائی امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ بن سلطان عبدالمجید خان شعبان ۱۲۹۳ھ کو ۳۴ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ جبکہ عیسائی رعایا برسر پیکار رہتی سلطنت عثمانیہ ایک سخت خونخوار جنگ مین مبتلا ہونے والی تھی مخالف جنگی تیاریان اعلی پیمانہ پر کر رہے جنگ سے روکنے والون کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا سلطنت عثمانیہ یورپ مین قرضہ کے بار گران کے علاوہ اندرونی ... مین مبتلا تھی ارکین سلطنت سلطانی اختیارات گھٹانے کے درپے تھے۔ اور کافی زور رکھتے تھے۔
سلطان عبدالعزیز خان معزول و پھر مقتول ہو چکا تھا۔ سلطان مراد خان جب وزرا کا ہم آہنگ ہوا تو تھوڑے کے عرصہ مین ہی خلل دماغ کی واقعی یا غیر واقعی بہانہ سے تخت سے اتار گیا۔ سلطان عبدالحمید خان سلمہ نے بھی ان واقعات کو مد نظر رکھکر شروع شروع مین وزرائے سلطنت کی درخواست تقرری پارلیمنٹ کو مان لیا پارلیمنٹ ایک ایسا دل کش لفظ ہے کہ ہر ایک شخص کو بادی النظر مین مرغوب معلوم ہوتا ہے

خیال کرکے روسی رعایت کو منسوخ کرنے کی کوشش کی کہ جسکے اجنبی رعایا کو باوجود سنگین جرائم کے ترکی عمال باز پرس نہین کرسکتے تھے ابہی خط وکتابت جاری تہی کہ یہہ فرزانہ وزیر ۱۸۶۹ء مین مرگیا - اور ترکی مین ایسا کوئی بارسوخ ارکان سلطنت مین نرہ گیا جو سلطان کو سنبہال سکتا - اسکے بعد جلدی ہی ۱۸۷۰ء مین فرانس کو پرشیا سے شکست ہوئی اور وہ یورپ مین کسی دخل دینے کے قابل نرہا - ترکو کے مشہور دشمن مسٹر گلیڈسٹون کی کوشش سے معاہدہ لندن ۱۸۷۱ء کے روسے از روس کو بحیرہ اسود مین وہ تمام حقوق مل گئے جو جنگ کریمیا مین ترکی نے ہزارون جانین قربان کرکے اور کرورون کا قرضہ یورپ سے اٹہا کر ہٹائے تہے -

سلطان یہہ حالت دیکہکر کہ فرانس تباہ ہوگیا اور مدد کے قابل نہین رہا - اور انگلستان روس کی ہواخواہی کا دم بہرنے لگا ہے وہ بہی روس کی دوستی کی طرف جہکا - جس سے روسی سفیر کا رسوخ بڑہ گیا - اور سلطان کی مزاج پر حاوی ہوگیا اور مشورے دینے لگا - دوسری طرف عیسائی رعایا کو بہڑکانے لگا -

عالی پاشا کی جگہہ محمود اور معزول شدہ محمود کی جگہہ بغداد کا گورنر مدحت پاشا ۱۸۷۲ء مین وزیر اعظم ہوا جسنے سلطان کو فضول خرچی سے روکنا چاہا - اور اسی جرم مین برخاست ہوا - اور رشدی پاشا وزیر اعظم ہوا - اسی اثنا مین روسی سفیر کے ورغلانے سے سلطان عبدالعزیز خان نے وراثت کے قدیم قاعدہ کو تبدیل کرنا چاہا - اور پہلے جو شخص خاندان عثمانیہ کے ذکور مین سے عمر مین بڑا ہو وہ تخت نشین کیا جاتا تہا - اس قاعدہ کو منسوخ کرکے اپنے بہتیجے کی جگہہ اپنے بیٹے یوسف عزیز الدین کو ولی عہد کرنا چاہا جس سے مسلمان اور مخالف ہوگئے ۱۸۷۳ء مین روس - آسٹریا - جرمن - نے سلطان عثمانیہ کے بعض علاقون کو ہضم کرنے کے واسطے اتحاد ثلاثہ کرلیا - اور ترکی کی عیسائی رعایا کو بغاوت پر آمادہ کیا - چنانچہ ۱۸۷۵ء مین ہرزی گوفنا اور پہر مانٹی نگرو کے عیسائیون نے مسلمانون کو قتل کرنا اور لوٹنا شروع کیا اور پہر بوسینا کے باغیون نے بہی یہی وتیرہ اختیار کیا - بابعالی نے غازی مختار پاشا کو قیام امن کے لیے مقرر کیا جسنے جلدی ہی فساد رفع کردیا مگر دول ثلاثہ کو یہہ کب منظور تہا نیک نیت وزیر آسٹریا نے بذریعہ چٹہی مراسلہ تمام دول یورپ کو اس امر مین متحد کرلیا کہ باغی عیسائیون کو خاص رعائتین دلائی جاوین جسکو بنظر رفع فساد بابعالی نے منظور کرلیا - مگر مطلب تو اور تہا رعائتون کا تو صرف بہانہ تہا نہایت ہوشیار چالباز پرنس بسمارک وزیر اعظم جرمن نے دول یورپ کو لکہا کہ جو رعائتین باغی عیسائی مانگتے ہین وہی دلائی جاوین چونکہ اس سے سلطنت کی حکومت کا خاتمہ تہا بابعالی نے نامنظور کین اور یورپ کو بہانہ مل گیا تیسری سلطنت روس نے بلگیریا کے عیسائیون کو ترکی کے مقابل پر اٹہا دیا ۱۸۷۶ء مین بلغاری عیسائیون نے مسلمانون کے قتل عام سے خون کی ندیان بہادین مذکورہ بالا روسی سفیر کے مشورے سے نادان سلطان نے بجائے باقاعدہ فوج کے غیر آئینی فوج اور مسلمان باشندون کو باغیون کے مقابلہ پر مقرر کیا جنہون نے عیسائیون سے دل کہول کر انتقام لیا جس سے تمام یورپ کا متعصبانہ جوش

طرح ہتھیار نرکہے بلکہ صفون کو چیر کر نکلنے کی تجویز کی ایک طرف سے خود اور دوسری طرف سے اپنے نائب ادہم پاشا کو نکلنے کا حکم دیا ادہم پاشا تو وقت مقررہ پر نہ نکلسکا مگر غازی عثمان چند رفیقون کے ساتھ شمشیر بکف پلیونا سے نکل آیا اور روسیون کی مقابل صفون کو چیرتا ہوا چند مورچون سے نکل گیا۔ مگر روسیون کی کثیر فوج اور غضبناک آتشبازی نے غازی عثمان پاشا کو زخمی کرکے قید کرادیا۔ اور شاہ روس کے پاس پہنچایا گیا۔ جہان اسکا اعزاز شایان کیا گیا غازی عثمان پاشا کے حالات مین کئی زبانون مین علیحدہ علیحدہ ضخیم کتابین لکھی گئی ہین جن سے بہتر اور مفصل حالات راقم بیان نہین کرسکتا۔

غازی عثمان پاشا کے قید ہوتے ہی روسیون کے لیے رستہ صاف ہوگیا۔ اور بلقان کے درون مین ترکون نے کسیقدر مزاحمت کی مگر روسیون کا ٹڈی دل فاتحانہ قدم بڑھاتا ہوا ایڈریانوپل پہونچ گیا۔ اور سلطان صلح پر مجبور ہوگیا عہدنامہ برلن لکھا گیا جسمین نیک نیت دول یورپ نے سرویا، رومانیا، سانٹی نگرو کو آزاد کرادیا۔ اور بوسینا ہرزی گوینا اسٹریا کے حوالہ کیا گیا۔ اور ایک اور جدید عیسائی ریاست بلگیریا مین قائم کی گئی۔ اور ترکون کو کوہ بلقان کے جنوب مین دہکیل دیا۔ اور ڈینوب اور بلقان کی قدرتی رکاٹین اور حفاظت گاہین جو ایک صدی تک دشمن کے حملون کو روکتی رہی تہین اس عہدنامہ کے رو تمام سلطنت عثمانیہ کے قبضہ سے نکل گئین اسطرح دشمن نے اب ترکی کے لیے قسطنطنیہ کے لوہا لاٹھ فصیلون کے سوا اور کوئی مامن یورپ مین نہین چھوڑا پانچسو سال پیشتر یورپ مین جسقدر علاقہ عثمانیہ تہا وہی اب رہ گیا ہے اور سلطان مراد خان اول سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ اور سلیمان اعظم وغیرہ کے فاتحانہ کارنامون کو خاک مین ملا دیا گیا ہے۔ اسی عہدنامہ مین بظاہر تمام آزاد شدہ صوبون کو سلطنت عثمانیہ کا باجگذار رکہا گیا۔ مگر مشہور ہے کہ اب تک ایک کوڑی بہی خراج کی ادا نہین کی گئی یہ جدید ریاستین فوجی تیاریون مین برابر مصروف ہین اور جسطرح کہ ہسپانیہ کی اسلامی گورنمنٹ کے لیے ایک دو عیسائی ریاستین ہی یورپ کی امداد سے باعث زوال ثابت ہوئی تہین اسیطرح شاطران یورپ نے اب چند عیسائی ریاستین ساحل ڈینوب پر کہڑی کردی ہین جن مین قومی جوش اور حب وطن کمال درجہ کا پیدا ہو رہا ہے اور اندرونی انتظام کے ساتہہ ہی فوج کی ترقی مین مصروف ہین اگر یہی حالت رہی تو یہہ آزاد شدہ صوبے ایکدن متحدہ طاقت سے سلطنت عثمانیہ کے مدمقابل ہونے کی کافی طاقت رکہین گے اور علاوہ اسکے سلاطین یورپ کی دست اندازی سے معلوم نہین کہ اور کیا کیا نتائج نکلین بہرحال یورپ نے ایسے سامان پیدا کردیے ہین کہ اگر سلاطین یورپ خود کچہ بہی نکرین تو بہی سلطنت عثمانیہ کو ان صوبجات کے دبانے یا اپنے انکو بچانے کیلیے امن کی حالتمین بہی کئی لاکہہ فوج نظام خاص یورپ مین ہروقت تیار اور لیس رکہنی پڑے گی اور یہہ فوج کسی اور حصہ ملک مین کام نہین دیسکے گی بس یہہ کروڑون کا خرچ دوامی آخر سلطنت کو زیربار کریگا۔ یا اور مفید کامون کیطرف متوجہ ہونے دیگا سلطان نے جب کبہی ذرہ بہی اسی فوجی انتظام مین کوتاہی کی یورپ کی یہہ سپوت فوراً میدان مین خم ٹہونک کر نکل آئینگے اگر کامیاب رہے تو بہتر ورنہ یورپ اد ہمکے گا اور اسمین شک نہین کہ ڈینوب کی ریاستین

لیکن ترکی مین جہان عیسائی رعایا کا عنصر زیادہ ہے وہان پارلیمنٹری حکومت فائدہ بخش نہین بلے اختیاری کے عالم مین عیسائی ترکون کو جنسے چاہتے ہین اگر پارلیمنٹ ہو گئی جسمین کہ ضرور عیسائی ممبر لینے پڑینگے۔ تو عیسائی ممبر پارلیمنٹ شاطران یورپ کے اشارے سے معلوم نہین کہ کیا کیا مشکلات پیدا کرین گے بس ترکی مین پارلیمنٹ کا موضوع درست نہین ہان اگر عیسائی رعایا پر اعتماد ہو جو ایک صدی کی متواتر کامیابیون سے دلیر ہو کر ترکون کو یورپ سے نکالے بغیر آرام نہین لینا چاہتے تو پارلیمنٹ ترکی کے لیے مفید ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ سلطان عبد الحمید خان غازی نے پارلیمنٹری حکومت کو چلنے نہین دیا۔

یہ معترضہ تھا جو بیچ مین آگیا۔ غرضیکہ سلطان عبد الحمید خان کو سخت مشکل وقت مین تخت ملا تھا ایسی نازک حالت مین خواہ کیسا ہی مدبر دلیر ہوتا ہمت ہار دیتا۔ اگرچہ اس سلطان کو دول یورپ کی ریشہ دوانیون سے آرام نہین ملا اور ترکی کو بہت کچھ مادی نقصان پہونچ چکا ہے۔

روسی جنگ ۱۸۷۸ء

اس سلطان کی تخت نشینی سے پہلے سلطان صوبجات سرویا اور مانٹی نگرو نے یکم جولائی ۱۸۷۶ء کو اعلان جنگ کر چکا اور متواتر شکستین پا کر دفع الوقتی کے لیے معافی کی درخواست کر کے پیچھا چھوڑا چکا تھا۔ کہ روس خود میدان مین نکل آیا اور ایشیا اور یورپ دونون طرف سے حملہ آور ہوا ایشیا کی حملہ آور فوج کے مقابلہ مین غازی احمد مختار پاشا حال عثمانی کمشنر مصر بھیجا گیا۔ جسنے بکمال دلاوری سے روسیون کو روکے رکھا۔ اور یورپ مین جہان سکندر ثانی کا ولی عہد اور پھر خود زار فوج کثیر کے ساتھ سرگرم کارزار تھا غازی عثمان پاشا رحمۃ اللہ علیہ اپنی شجاعت کا جوہر دکھاتا اور دشمن کو ہر قدم پر چنے چبواتا رہا جسکا مفصل حال معزز کارخانہ وطن لاہور کی تالیفات مین درج ہے۔ یہان اسکی تفصیل کی گنجائش نہین ہے کتاب محاربات پلیونا دیکھنی چاہیے۔

بنیعہ جنگ کی سستی اور ایک دو جرنیلون کے تغافل بلکہ بے ایمانی سے غازی عثمان پاشا کو مدد نہ پہونچ سکی۔ اور وہ بہادر چند ماہ تک نہین چند ہزار بہادرون کے ساتھ میدان پلیونا مین صولت شیرانہ کے ساتھ اس کہنہ دیدہ اور بہادر جرنیلون کو ولیعہد روس تک شکست دیکر پلیونا مین بھوک اور پیاس کی جملہ شکایات اٹھا کر بھی ثابت قدم رہا۔ اور آخر شاہ روس اگر ینڈ ثانی نے خود کمال ہاتھ مین لی مگر کئی دفعہ زک کھائی۔ اس مین شک نہین کہ اگر غازی عثمان پاشا کی فوج کو فاقہ مجبور نہ کرتا تو روس کی تمام جنگی تدبیرین اس تجربہ کار ترکی جنرل سے خاک مین ملادی تھین مگر انسان اناج کا کیڑا مشہور ہے۔ کب تک بھوک کی تکلیف برداشت کر سکتا ہے جب خوراک نے بالکل جواب دیدیا اور مدد کے پہونچنے سے مایوسی ہو گئی تو پھر بھی نامردون کی

محمد توفیق پاشا ولد اسمعیل پاشا کی خدمتین مالی اصلاح کی تجویز پیش کی جسکا اجرا مجوزین اصلاح خصوصاً انگریزون پر ہی
موقوف تھا۔ محمد توفیق پاشا نے جسنے اپنے باپ کا انجام دیکھہ لیا تھا۔ اور جسپر انگریزی رعب چھاگیا تھا۔ تمام
آمدنی کے صیغے یورپین لوگون کے ہاتھہ مین دیدیے جسپر مصریون کو اجنبی لوگون کی دست اندازی شاق گذری اور ۱۲۹۵ھ
مین عرابی پاشا ایک جنگی افسر اور توفیق پاشا خدیو مصر کے درمیان جھگڑا اٹھہ کھڑا ہوا۔ اور انگلستان کو فوجی مداخلت
کا موقع ملگیا جھٹ پٹ انگریزی فوج مصر پہونچ گئی۔ اور عرابی پاشا کو شکست کے بعد قید کرکے سیلون (لنکا)
بہیجدیا گیا۔ اور انگریزی فوج تا قیام امن وامان کی شرط پر مصر مین مقیم ہوگئی جو متغلبانہ دوامی قبضہ کی
صورت اختیار کرتی جاتی ہے سوڈان پر انگریزی قبضہ براہ راست ہے اور خدیو کی شراکت محض برائے نام ہے ممباسہ
ریلوے شمال کیطرف بڑہتی جارہی ہے ایک ایک دن مصر تک پہونچ جائے گی اور اسوقت یہہ مصری طلسم توڑ
دیا جائے گا۔ جنگ دوم روس ۱۸۷۸ء عیسوی سے انگلستان نے تو یہہ فوائد حاصل کرلیے۔

(۲) فرانس نے سنہ ۱۸۸۱ء مین ٹونس واقعہ شمالی افریقہ پر قبضہ کرلیا۔ فرق اتنا ہے کہ انگلستان نے دوستی کے لباس
مین اور فرانس نے فوجی داؤ سے دونون اسلامی ملک چھین لیے فرانس نے بظاہر تو عرب قبیلہ خمیر کی سزادہی کے
بہانہ سے فوجین ساحل پر دہوکہ سے اتار دی جس بہادر قبیلہ کو توپون کی مدد سے تہ تیغ کیا گیا اور ٹونس پر صلح
سے قبضہ کرلیا۔ اور چند روز فساد کے رفع کرنے کے لیے عام یورپین پالیسی کے مطابق ٹونس کے سابقہ حاکم
(بی) کو ہی بدستور حکمران رہنے دیا مگر تمام حکمون پر فرانسیسی عہدہ دار مقرر کیے گئے۔ اور فرانسیسی قرضہ کی انتظام وصولی
کا بہانہ بنایا گیا۔ اسیطرح سلاطین آل عثمان کا شاہنشاہی اقتدار شمالی افریقہ سے اٹھا گیا۔ اب صرف صوبہ طرابلس
الغرب ٹریپولی سلطنت عثمانیہ کے ماتحت رہ گیا ہے جسپر اٹلی اور فرانس کا کام کوششین کرچکا ہے۔

سلطان کی یہہ خاموشی مجبوراً تھی۔ وہ ایک خونخوار جنگ سے ابھی نجات پاچکا تھا۔ وہ ان یورپ کے بھیڑیون سے اپنے
اپنے افریقی گلہ کو بچا نہین سکتا تھا کیونکہ ترکی کی بحری طاقت اس سے پچاس سال پہلے جنگ یونان مین اس فرانس
انگلستان روس وغیرہ کے ہاتھ [illegible] چلی تھی رہی سہی جنگ کریمیا مین ضائع ہوئی اور بغیر بحری طاقت کے
افریقہ مین ترکی کوئی امداد پہونچا نہ سکتی تھی۔ پہلے سلطان کو خاموش رہنا پڑا لیکن سلطنت عثمانیہ کی قسمت
مین اور صدمات لکھے تھے آرمینا کے عیسائی جو صدیون سے مزہ کی زندگی بسر کررہے تھے اور بلاتمیز قوم و
مذہب سلطنت کے اعلیٰ اعلیٰ نمبرواریون کے عہدون پر ممتاز تھے۔ انکو یورپ کے گماشتون نے آزادی کی داستانین
سناسنا کر بغاوت پر آمادہ کردیا جسکو ترکون نے فوراً دبا لیا۔ مگر ترکون پر ناکردہ گناہ ومظالم کے الزام لگائے
گئے اور یورپ کے عوام کو تعصب کا بھوت بنایا گیا۔ انگلستان جہان اسوقت مسٹر گلیڈسٹون مخالف اسلام
کا خوب طوطی بول رہا تھا ترکون کی مخالفت مین زیادہ حصہ لیتا رہا جسکی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ وہ قبضہ مصر

ضرور سلطنت عثمانیہ کا مقابلہ کرینگے اگر روس کو جنگ جاپان پیش آجاتا۔ اور ترکی جنگ نامین ایسی زندگی
کا ثبوت ندیتی تو مدت کا یہہ معرکہ ہو رہتا۔ مگر ایک ننھے یونان کی بچاس سالہ جنگی تیاریون اور جوش و ولولہ کو ترکون نے دو
ہفتہ مین ملیامیٹ کر دیا اور یورپ کو دکہلا دیا کہ ترک ایسے کمزور نہین ہوگئے کہ کسی جدید سلطنت سے یونان ہو یا کوئی اور
بازی نہ جیت سکتی ہون۔ جاپان نے یورپ کے شیر روس کو بری اور بحری لڑائیون مین ایسا ایسا نیچا دکہلایا کہ روس تو
مدت تک ہوس جہانگیری کو کہو بیٹھا ہے اور یورپ کو بہی زرد اور شیا خطرے کی خواہین آنے لگین ہین۔ اور ایشیا
کی قومین بہی بیدار ہوگئی ہین اور سچی حب الوطنی اور حقیقی سرفروشی جو فتح و شکست کا اصلی راز ہے معلوم ہو گیا ہے۔
اس جنگ کا اثر ترکون پر خاص طور سے پڑا ہے ان وجوہات سے سلطان کو فراغت حاصل ہوئی اور جنگی نظم و نسق مین
بہت کچہ ترقی حاصل کر لی جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔ یورپ مین روس کو علاقہ بظاہر نہ ملا مگر درحقیقت یہہ تمام صوبے
روس کے اشارے پر چلنے والے ہین جو انکو آزادی دلانے والا ہے ایشیا مین عہدنامہ برلن کے رو سے
ترکی کا بہت سا علاقہ مثلاً قارص۔ باطوم۔ آردہان وغیرہ روسیون کو دیے گئے۔ اور اسیطرح ایشیا مین
بہی سلطنت عثمانیہ کا رقبہ گہٹایا گیا۔ علاوہ اسکے خرچہ جنگ کا اسقدر بوجہ سلطنت عثمانیہ پر ڈالا گیا کہ باوجود بیس
سالون کے اقساط ادا کرنے کے ابہی رقم کثیر باقی ہے۔
یہ تو روس نے نقصان پہونچایا جسنے علانیہ جنگ کیا۔ اب ہا انگلستان و فرانس جو ترکی کی دوستی کا دم بہرتے تہے۔
بہلا وہ کب خاموش رہ سکتے تہے انگلستان نے بابعالی کو عثمانیہ تخت کی حفاظت کے سبز باغ دکہلانے شروع کیے۔
اور ضرر رسید اور کمزور بابعالی سے جزیرہ سائپرس (قبرس) کا قبضہ ۱۲۹۶ھ مین بادائے خراج سالانہ مدت
مقررہ کے لیے باتون ہی باتون مین حاصل کر لیا۔ اور جسطرح کہ عدن کے قبضہ سے بحیرۂ قلزم کے جنوبی کلید کو ہاتہ مین
لے لیا تہا اسیطرح سائپرس کے قبضہ سے بحیرۂ قلزم کے شمالی کلید کو لے لیا۔ اسمین سلطنت عثمانیہ کا تو کچہ فائدہ نہوا
لیکن انگلستان نے بغیر ایک قطرۂ خون گرائے ایک ایسے اسلامی جزیرہ پر قبضہ کر لیا جو ارض مقدس نام کی سبز
اور اسلامی ممالک کی مفید جز و صدیون سے چلا آتا تہا۔ علاوہ اس کے انگلستان کو بحیرۂ شام مین ایک ایسا
سٹیشن ملگیا جس سے وہ صرف ہندوستان کے رستہ کی ہی حفاظت نہین کر سکتا۔ بلکہ وہ ترکی کی ایشیائی علاقہ
خصوصاً شام اور ارض مقدس پر کسی خاص وقت مین آسانی سے حملہ آور ہو سکتا ہے۔ اور ترکی اور مصر کے لیے
بغلی گہونسے کا کام دے سکتا ہے چنانچہ اس سے تہوڑی دیر بعد ہی اسماعیل خدیو مصر سیاحت یورپ کے نتیجے
ساختہ یورپ کا فریفتہ اور شاہ کاران یورپ خصوصاً انگلستان کا قرضدار ہو گیا تہا۔ اسی قرضہ کے سبب سے معزول
کیا گیا۔ اور سلطان عبد الحمید خان کو طوعاً و کرہاً ماننا پڑا۔ اسماعیل پاشا اسی سال ۱۲۹۶ھ مین مع عیال معزول
ہوکر اٹلی بہیجا گیا۔ اور مصر پر انگلستان کا رعب بیٹھ گیا۔ اور انگلستان نے اپنی رشتہ پالیسی کے مطابق جدید مصر

دنیا مین ترکی کی زندگی کی پہر دوبارہ امید ہوگئی۔ اور یورپ جسنے ترکی کو اسقدر نیم جان خیال کر لیا تہا کہ ایک یونان جیسی چہوٹی سی ریاست کو بہی ترکی کے مقابلہ کے لیے کافی سمجہ لیا تہا اب ہوش مین آگیا کہ ترکون مین قومی جوش اور انکے بزرگون کے بہادرانہ اوصاف بدستور موجود ہین اور وہ یورپ مین اپنی ہستی کو عزت کے ساتہ قائم رکہنے کی ابہی قابلیت رکہتے ہین سلطان اگر حوصلہ نہ ہارے تو وہ خشکی کی لڑائی مین ہر ایک سے مقابلہ کر سکتے ہین اور اپنی مضبوط و مربوط جنگی طاقت سے ہر ایک مخالف سے سینہ سپر ہونیکے قابل ہین اسی فتح سے اسلامی دنیا مین سلطان کی عظمت بہت بڑہ گئی اور محبان ملت کو مایوسی کے بعد امید بندہ گئی ۱۸۷۸ء کے جنگ روم و روس کے بعد اگرچہ کئی زرخیز علاقہ ترکی سے جدا ہو گئے مگر سلطان عبد الحمید خان سلمہ نے فوجی انتظام کی درستی سے اسقدر جرار و قواعد دان فوج مہیا کر لی ہے کہ وہ خشکی کی لڑائی مین یورپ کے اتحاد سے بہی نہین ڈرتا۔ اور ہر ایک سلطنت کی خشکی کی دلیری سے مقابلہ کر سکتا ہے اور اس نظام فوجی نے باقی ممالک عثمانیہ کو مخالفون سے بچا لیا ہے اور یہہ بہت بڑا فایدہ ہے جس سے مسلمانون مین تازہ جنگی روح پہونکی گئی اور یورپ کی فوری امیدون پر پانی پہر گیا۔

بغاوت کریٹ

یورپ نے خشکی کی طرف سے کہسیانا ہوکر اب بحری علاقہ کی طرف توجہ کی جہان سلطان جنگی بیڑے کی کمی کے سبب یورپ کا مقابلہ نکر سکتا تہا۔ کیونکہ سلطان ممدوح الشان نے ابہی خشکی سے بری فوج کا انتظام کیا تہا۔ بحری فوج کے لیے نہ اسقدر وقت ملا نہ روپیہ موجود تہا اس لیے یورپ نے اس بحری کمزوری سے فائدہ اٹہانے کے لیے عیسائیان کریٹ کو بغاوت پر آمادہ کر دیا اور جب بغاوت کو ترکون نے دبا لیا۔ تو روس۔ انگلستان۔ فرانس۔ اٹلی کے متحدہ بیڑے کریٹ پر چڑہ آئے اور سلطان نے مجبور ہوکر کریٹ ایک عیسائی گورنر کے ماتحت رہنا قبول کر لیا۔ اور گورنر شاہ یونان کا بیٹا بنایا گیا۔ اور اسطرح کریٹ ضمناً یونان سے ملحق کیا گیا۔ اور کریٹ سلطان کا باجگذار صوبہ کہا گیا۔ اور مسلمانان کریٹ سے ہر طرح عمدہ سلوک کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ مگر مسلمانون کو جلدی ہی اپنا صدیون کا پیارا وطن چہوڑنا پڑا جو عیسائیون کی ظلم و سفاکی سے جلا وطنی کی سخت مصیبتین برداشت کر رہے ہین۔ اگر ترکی کی بحری طاقت جلد مضبوط نہ ہوئی تو کریٹ یونان سے باضابطہ ملحق ہو جائے گا اور مقدونیہ کے روزمرہ کے فسادات اسبات کی کافی دلیل ہین کہ یہہ تمام منصوبے یونان کو فائدہ پہونچانے کیلئے کیئے جا رہے ہین۔

فساد مقدونیہ

کریٹ سے فارغ ہوکر اب مقدونیہ کے عیسائیون کو اٹہایا گیا۔ اور ترکون پر بے انتظامی کا الزام لگایا گیا جرمن کے سوا

سے یورپ کی توجہ کو ہٹا کر کسی اور قومی و مذہبی حمایت کی طرف متوجہ کرکے مصر کے غاصبانہ قبضہ کو یورپ کے دلون سے بہلانا اور ترکی کو ایک تازہ مصیبت مین مبتلا کرکے قبضہ مصر کو شیر مادر بنانا چاہتا تہا تاکہ وہ اس جدید مصروفیت سے مصر کے تخلیہ کے سوال کو اٹہانے کے قابل نہ رہے۔

مسئلہ آرمینا پر بہت زور لگتا رہا مگر سلطان عبد الحمید خان سلمہ نے حوصلہ ہارا اور مطالبات یورپ سے صاف انکار کرتا رہا۔ روس اس معاملہ مین انگلستان سے متفق نہ تہا جسکی وجہ کوئی ترکی کی خیر خواہی نہ تہی بلکہ صرف اس خیال سے کہ آرمینا کا علاقہ ایشیا، روس سے ملحق تہا جسکو وہ کبہی نہ کبہی چہیننے کی امید رکہتا تہا۔ اگر آرمینا مین کوئی جدید ریاست بنجاتی جسطرح عیسائی صوبجات ڈنیوب مین سے باوجود لاکہون جانین ضائع کرنے کے سلاطین یورپ نے بظاہر اسکو کوئی علاقہ غصب کرنے نہین دیا اسی طرح آرمینا کی یہہ جدید ریاست اسکے دست تصرف سے نکل جاتی۔ اور روس کا میدان حرص محدود ہوجاتا اور یہہ جدید ریاست بہی کریٹ کی طرح عام یورپ کی نگرانی مین آجاتی اور انگلستان وغیرہ کو صدود روس پر کارروائی کرنے کا موقعہ مل جاتا۔ مگر روس ایسا کہان کا نادان تہا اسلیے وہ علیحدہ ہوگیا اور ترکی پر مفت کا احسان رکہہ دیا اور باقی دول بہی جنکو براہ راست کوئی فائدہ نہ پہنچ سکتا تہا۔ ڈہیلے ہوگئے۔ اسلیے اکیلا انگلستان بہی خاموش ہوگیا۔ اور آرمینا بچ گیا اور شاطران یورپ کا یہ وار خالی گیا۔

جنگ یونان

یہان سے فارغ ہوکر مقدونیہ کا معاملہ چہیڑ اگیا۔ اور سلطان نے بحری طاقت کی کمی کے سبب پہلی یونان کو دیکر پیچہا چہوڑایا اور اندرونی انتظام کے لیے وقت نکالنے کے واسطے جنگ کو ٹالدیا۔ مگر یورپ کے نیک نیت سلطنتین سلطان کو کب فارغ البال ہوکر انتظام سلطنت کرنے دیتی تہین۔ یونان کو بہڑکا دیا اور جس یونان نے صدیون ترکون کا نمک کہایا تہا کئی ناجائز مطالبہ کرنے لگا۔ غیور سلطان نے انکار کردیا اور جلد باز یونان نے جسکو اپنی فتح کا یقین کامل تہا ۱۸۹۷ء مین لڑائی شروع کردی اور یورپ کے تمام ملکون سے مجاہدین اور روپیہ اور ہتہیار نہ تعداد کثیر مدد کو پہونچ گئے۔ مگر ترکون کو جنکو باب عالی کی کمزور پالیسی نے بدنام کر رکہا تہا۔ مارشل ادہم پاشا کے ماتحت دو ہفتہ ہی مین شکست پر شکست دیکر یونان کی تمام امیدون پر پانی پہیر دیا اور دول یورپ نے یہہ دیکہکر کہ چند دنون ہی مین یونان پر عثمانی پریرہ لہرانے والا ہے جہٹ دخل دیدیا اور سلطان کو یونان کی درخواست صلح قبول کرنے پر مجبور کیا۔ اور باوجود فتح یونان کی ابتدائی چہیڑ چہاڑ کے ترکی کو نہ خرچہ جنگ دلایا گیا جسکا کہ ترکی کو ہر طرح استحقاق تہا اور نہ کوئی مفید علاقہ سلطان نے یورپ کی عام لڑائی سے بچنے کے لیے ملحق کیا اگر یونان کو کامیابی ہوتی تو ترکی کو ہر طرح نقصان پہنچایا جاتا۔ اگرچہ ترکی کو اس فتح سے کوئی مادی فائدہ نہ پہونچا۔ لیکن اخلاقی فائدہ بے شمار ہوا

جسکا خمیازہ سلطان عبدالحمید خان ثانی کو بہگتنا پڑا۔ اب ہم اس سلطان کے عہد کی ملکی ترقی اندرونی انتظام کا مختصر حال لکھتے ہین اس سلطان کے عہد مین جسقدر علمی تجارتی صنعتی۔ زرعی۔ ترقی ہوئی ہے اسکا مفصل حال ہماری فاضل مورخ مولوی انشاء اللہ خان صاحب اوڈیٹر اخبار وطن لاہور کی تالیفات سے مطالعہ کرنی چاہیے جس سے بہتر راقم نہین لکھ سکتا اور نہ ان حالات کی اس کتاب مین گنجایش ہے۔ اور نہ یہہ کتاب ان حالات کیلیے موضوع ہے مگر ہم بہت اختصار کے ساتھہ اس سلطان کی ان کارنامون کا ذکر کرتے ہین کہ جن سے ملکی فوائد متصور ہین اور جس سے قوم و ملت کی ترقی کی امید ہو سکتی ہے۔

جب سلطان عبدالحمید خان ثانی تخت نشین ہوا تہا۔ تو اسوقت ارکان سلطنت کی حالت یہہ تہی کوئی وزیر روس کے اشارے پر چلتا تہا اور کوئی انگلستان کے ہتہ چڑہا ہوا تہا دول یورپ نے یہہ کہا تہا کہ سلطان برائے نام ہے وہ وزرائے سلطنت کو جسطرح ہو سکتا تہا قابو کر لیتے تہے زبردست ارکین دربار دو سلطان معزول اور ان مین سے ایک کو مقتول ہی کر چکے تہے اس سلطان نے قابو پاتے ہی مدحت پاشا وزیر اعظم۔ داماد محمود پاشا شیخ الاسلام نوری آفندی کو جلاوطن کر کے اپنی سلطانی طاقت کا سکہ جما لیا۔ اور تمام صیغون کے کام کی نگرانی اپنے ہاتہہ مین لے لی۔ اس جلاوطنی سے سفراے یورپ کو وزرائی سے براہ راست کام نکالنے کی کوئی توقع نہ رہی اور ارکین سلطنت کو بہی کان ہو گئے اور دول یورپ کی طرفداری کو بہی چہوڑ دیا۔ یہہ ایک بڑی انتظامی فتح تہی جلالت مآب سلطان عبدالحمید خان کی تخت نشینی سے ۲۵ سال پیشتر سے لیکر خزانے کا بہت سا حصہ تعمیر محلات و دیگر غیر ضروری کامون پر صرف کیا جاتا تہا اس سلطان نے ان مسرفانہ اخراجات کی جگہہ اجراے ریلوے۔ تعمیر مدارس شفاخانجات جنگی و صنعتی کارخانجات۔ خرید جدید اسلحہ جنگی جہازون پر خرچ کرنا شروع کیا۔ ذاتی اخراجات مین معقول کمی کر دی مجلس سلطانی جو اندر کا اکہاڑا بنا ہوا تہا اس مین قابل تعریف اصلاح کر دی اور ہر ایک مفید عام کام کہولکر جیب خاص سے چندے دیے اور ترکون کو فائدہ بخش عطیات کا رستہ دکہلایا مغربی تعلیم کے لیے جرمن اور فرانس سے پروفیسر منگائے گئے۔ آرٹس میڈیکل۔ انجنیرنگ۔ ملٹری۔ زراعتی کالج کہولے گئے اس سلطان کے عہد مین اب تک ہر ایک قسم کی تین ہزار سات سو مدارس کہل گئے ہین۔ خط و کتابت اور آمد و رفت کی وسائل مین سہولیت پیدا کی گئی ہے قسطنطنیہ سے بلگیریا۔ وائنا ہوتی ہوئی سلسلہ ریلوی مغربی یورپ سے ملایا گیا۔ دوسری لائن سالونی کا تک اور وہان سے سرویا تک نکالی گئی ہے۔ ایشیا مین حلب و بیروت تک دمشق سے ساحل بحیرۂ روم تک اور بغداد ریلوے کوہ طارس تک تا حال بن چکی ہے سب سے مفید حمیدیہ حجاز ریلوے ہے جو دمشق سے حرمین شریفین تک نکالی گئی ہے اور امید ہے کہ اسی سال مین مدینہ منورہ تک پہونچے گی۔ اور پہر مکہ معظمہ اور جدہ تک تجویز ہے۔ اگر سلطان عبدالحمید خان کی عمر نے وفا کی تو اس کی

جسنے کریٹ کے معاملہ مین بہی علیحدگی اختیار رکہی تہی یہان بظاہر علیحدہ رہا۔ اور دیگر سلطنتون نے سلطان پر بہت زور دیا کہ مقدونیہ کے عیسائیون کو خاص عاتین دیجائین جو سلطانی اختیارات کے منافی تہین سلطان نے برابر انکار کیا جسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ دول یورپ نے سلطان کی جرءت کو دیکہہ کر آخیری شرط یہہ پیش کی کہ پولیس مقدونیہ مین اعلی افسر تمام دول یورپ سے لیے جائین جسکو سلطان نے بصد اکراہ منظور کیا۔ اور آیندہ بغاوتون کے لیے مقدونیہ مین بیج بو لیا۔

ضرور سلطان نے اسوقت ایک عالمگیر جنگ سے یورپ کو بچایا۔ مگر یہہ بچاؤ عارضی ہے۔ بکرے کی مان کب تک خیر منائے گی اگر سلطان بدستور اپنے ارادے پر قائم رہتا اور جرمن کے منافقانہ مشورے سے یورپ کی دست اندازی پولیس کو بہی نہ مانتا تو ممکن تہا کہ آرمینا کی طرح بازی جیت جاتا سلطان نے ضرور کمزوری دکہائی اور یہہ کمزوری خواہ جرمن کے زہریلے مشورے سے ہوئی یا کسی وزیر کی جبن آمیز رائے سے بہرحال ترکی کو اسسے ضرور نقصان پہونچا اور مقدونیہ مین بغاوت کے مدارس کہول دیے گئے جنمین انہین دول یورپ کے عہدہ داران کی معرفت باعتنا نہ تعلیم ہوتی رہے گی۔

اور جس جنگ سے آج باب عالی نے پہلو بچایا ہے وہ آیندہ اس سے بہی زیادہ خوفناک صورت مین اپنا منظر دکہائیگا اور بلغاری اور یونانی جنگی گروہون کی مفسدانہ تاخت و تاراج اس بات کا پیش خیمہ ہے کہ بہت جلد سلاطین یورپ یہ حجت اٹہانے والے ہین کہ چونکہ مقدونیہ کا انتظام قابل طمینان نہین۔ اور رعایا کی جان و مال معرض خطر مین ہے اس لیے بجائے ترکون کے کسی عیسائی گورنر یا ریاست کے متعلق ہونا ضروری ہے اسوقت باب عالی کو اپنی غلطی پر پچتانا پڑے گا مگر سلطان کی مستعدی اور سرگرمی دیکہہ کر کچہہ اطمینان ہوتا ہے کہ سلطان اب اس آنیوالے منحوس دن کے لیے ہر طرح سے تیار ہے اور ترک بے طابی کے ساتہہ اس جنگ کی انتظار کر رہے ہین۔

اسی جنگی ولولہ کا نتیجہ ہے کہ عقبہ اور طابہ کے معاملہ مین سلطان نے دنیا کو دکہلا دیا کہ وہ خشکی پر انگلستان جیسے مقتدر اور وسیع سلطنت سے مقابلہ کرنے کے لیے ہر طرح تیار ہے چونکہ بظاہر یہہ معاملہ مصر اور ترکی کا تہا جسمین کہ ابہی تابع و متبوع کا تعلق موجود ہے علاقہ متنازع خواہ ترکی کیطرف یا مصر کی طرف سلطان کا چندان نقصان نہ تہا اس لیے ترکی اور مصری کمشنرون کے ذریعہ حد بندی ہوگئی اور معاملہ نبٹ گیا۔ مگر یورپ کے جنگی مبصرون نے صاف طور سے کہدیا کہ اگر انگلستان جہازون کی کثرت کے سبب ترکی کے چند جنگی خانون اور چہوٹے چہوٹے بندرگاہون پر قبضہ کرسکتا ہے تو اندرون ملک مین بڑہ کر ترکون کی بڑی فوج سے جسکی تعداد انگلستان سے موقعہ جنگ پر دگنی ہوسکتی ہے کبہی بہی بازی جیت نہین سکتا۔ جو سلطان عبد الحمید خان کی قابلیت کا بین ثبوت ہے جسنے کہ فوج نظام اور ردیف کی تعداد ۱۵ لاکہہ تک پہونچادی ہے۔ اور ترکی کو یورپ کی ہر ایک متحدہ سلطنت کی ٹکر کا بنا دیا ہے۔ مگر خواہ کسقدر خوشامد کریں آیندہ نسلون کے سامنے سلطان عبد الحمید خان اس الزام سے بری نہین ہوسکتا کہ اس کے عہد مین بہت سا علاقہ سلطنت عثمانیہ سے جدا ہوگیا گو یہہ علیحدگی اٹل تہی اور اس کا مادہ ایک صدی سے پک رہا تہا

بہادر ترکون سے عمدہ کام لیکر ہر ایک دشمن کا منہ پھیر سکتا ہے۔ خدانخواستہ اگر بزدل ملکدان ہوا تو خیر نہین ہوگی۔ سلطان المعظم کی بیدار مغزی، جفاکشی تدبیر و دانش حکمت عملی کو مدبران یورپ تک مان گئے ہین۔ وہ یورپ کے محض کاغذی دباؤ مین نہین آتا۔ وہ یورپ کی ہر ایک پالیسی کو تدبیر سے توڑنے کی کوشش کرتا ہے اور اکثر کامیاب ہوتا ہے۔ آجکل ایران و ترکی کا جھگڑا درپیش ہے۔ مگر سلطان عبدالحمید خان کی اسلامی محبت اور ایران کے معاملہ فہم محبان وطن کی کوشش سے امید ہے کہ دونون اسلامی سلطنتین اس ڈیڑھ صدی کے ادھورے معاملہ کو بطور خود فیصلہ کرینگی اور یورپ کے ناخواندہ مہمان انجنئون کے چکمون مین نہ آئین گے۔

سلطان عبدالحمید خان ثانی کے عہد مین ایک نیگ ترکش پارٹی کے نام سے ایک جماعت موجود ہی جو پارلیمنٹری حکومت کے جاری ہونے اور سلطانی اختیارات کے مٹانے کے درپے ہے وہ فرانس و امریکہ انگلستان وغیرہ کی ترقی کو دیکھکر اسکی وجہ پارلیمنٹری طرز حکومت کو قرار دیتے ہین اور اس مین شک نہین کہ پارلیمنٹ سے ہر ایک فرد رعایا کو سلطنت سے خاص تعلق ہو جاتا ہے اپنے آپ کو شریک سلطنت جان کر تن من دھن سے دریغ نہین کرتا۔ مگر افسوس کہ وہ فرانس امریکہ وغیرہ کی ایک قوم ایک مذہب کا مقابلہ ترکی کے متضاد اجزا اور شوریدہ پشت عیسائی رعایا سے نہین کرتے جنکا مدعا صرف ترکون کو یورپ سے نکالنا ہے اگر ایسے ملک مین جہان گورنمنٹ اور رعایا کی قوم و مذہب مین اختلاف ہو اور مختلف قومین آباد ہون تو انگلستان جسکو اپنی پارلیمنٹری حکومت پر فخر ہے ہندوستان کو جسکی ہندو رعایا عرصہ ۲۲ سال سے پکار کرتے کرتے شورش و فساد پر اترائی ہے کیونکہ نہین سیلف گورنمنٹ کے اختیارات دیتی اور ہندوستانیون مین سے کسی کو ممبر پارلیمنٹ نہین بناتے اس قدر شورش کے بعد بمشکل انڈیا کونسل مین دو ہندوستانی ممبر لیے گئے ہین جو اس قدر انگریز ممبرون کے مجارٹی کے سامنے آٹے مین نمک کی مثال ہونگے۔

وزرائے انگلستان صاف کہہ رہے ہین کہ جو چیز انگلستان کے لیے مفید ہے وہ ہندوستان کے لیے فائدہ بخش نہین ہو سکتی۔ اگر گورنمنٹ انگلشیہ جیسی آزاد خیال کی یہہ دلیل صحیح ہے تو سلطان عبدالحمید خان ثانی کا انکار بھی قابل پذیرائی ہے جسکی عیسائی رعایا بے دست و پا ہندوستان کی نسبت سرکش متمرد جنگجو مسلح ہے۔ اور یورپ کے شہ پر دن بدن بکھیڑے کرتی رہتی ہے اور ترکی کو بہت کچھ نقصان پہنچا چکی ہے۔ اور ترکی کے مقابلہ پر آ سکتی ہے۔

پارلیمنٹ قائم ہونے پر عموماً آبادی کے تناسب سے ضلعہ وار ممبر لیے جائینگے اور یورپین ترکی مین عیسائی آبادی زیادہ ہے انکے ممبر بھی زیادہ ہونگے۔ ایشیائی ترکی کے مسلمان ممبر گو زیادہ ہونگے لیکن عام علومات کے نہ ہونے کے سبب سے نہ تو دلچسپی لینگے اور نہ عیسائی ممبرون کی معقول تردید کر سکینگے اور جسطرح ہندوستان کی کمیشون

مآل اندیشی پر یقین ہے کہ یہہ لائن یمن کی جنوبی حدود تک کبھی وسیع ہوجائے گی جس سے عرب کی تمام بغاوتون کا قلع قمع ہوجائے گا اہل یورپ کو عرب مین فریب کا جال پہیلانے موقع کم ملے گا۔ نہر سویز کی جنگی وقعت کم ہوجائے گی اگر یورپ جنگی جہازون سے ارض مقدس حجاز کو دہمکی دے سکتا ہے تو سلطان حجاز ریلوے کے ذریعہ حسب ضرورت فوج وغیرہ موقعہ پر پہنچا کر مخالفون کی آرزون کو خاک مین ملا سکتا ہے۔

پس یہہ کہنا بیجا نہین ہوگا۔ کہ اگر سلطان سلیم اول نے مقدس علاقہ حجاز کو سلطنت عثمانیہ مین شامل کرکے اپنی اولاد کے لیے معزز اور متبرک خطاب خادم حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کا حاصل کیا تہا تو اسکے لائق جانشین سلطان عبدالحمید خان ثانی نے حجاز ریلوے کے اجراء سے اس ممتاز عزت کو موجودہ خطرات سے بچاکر سرزمین عرب کو خالص اسلامی ملک کہلانے کے قابل بنادیا ہے سلطان سلیم اول فاتح اور سلطان عبدالحمید خان ثانی محافظ کہلا سکتا ہے اس نازک زمانہ مین موجودہ علاقہ کا بچانا ہی ایک فتح عظیم ہے یہہ ریلوے لائن عام مسلمانان عالم کے چندہ سے بن رہی ہے جسکی ابتدا خود سلطان المعظم نے رقم کثیر دیکر کی تہی۔ اور سلطانی سپاہ و رعایا و حجاج کے علاوہ دیگر ملکون کے مسلمانون ہندوستان وغیرہ سے بہی چندہ روانہ کیا گیا۔

اس عقلمند سلطان نے مالی صیغہ کی درستی مین کمال ترقی کر دکہائی ہے۔ سلطان عبدالعزیز خان کے عہد مین قرضہ کا سود بہی ادا نہ ہوسکتا تہا۔ اور یورپ مین ترکی دیوالیا شمار ہوتی تہی۔ وہ قرضہ اب ساڑہے تین فیصدی سود سے تبدیل کیا گیا ہے جو سود کہ یورپ کی بڑی سے بڑی مالدار سلطنتین ادا کرتی ہین۔ اور یورپ کی بعض سلطنتین اس سے زیادہ شرح کا سود دیتی ہین جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یورپ کے بازارون مین ترکی کی ساکہہ قابل اعتبار ہے جو سلطنت کے مالی انتظام کی عمدگی کے سوا قائم نہین ہوسکتی باوجودیکہ فوج نئے سر سے مرتب ہوئی ہے جدید اسلحہ سے مسلح کی گئی ہے کروڑون روپے کے جنگی جہاز اور سامان حرب خریدا گیا ہے۔ مگر سلطنت کے بیرونی قرضہ مین کوڑی کا اضافہ نہین ہوا۔ اور یورپ کے کارخانہ دار سلطان سے فرمائشین حاصل کرنے کے لیے باہم سخت رقابت سے کام لے رہے ہین۔ قومی عثمانیہ بنک اور عثمانیہ نوٹون کے اجراء سے یورپ کی جیبون سے کروڑون روپیہ نکلوالیا۔ یہہ سب کچہ سلطان المعظم کی اعلی بیدار مغزی اور اسلامی معاشرت پر کاربند ہونے کا نتیجہ ہے۔

سلطان المعظم عام اتحاد اسلامی سے بہی غافل نہین مگر یورپ کی ریشہ دوانیون سے معذور رہے آجکل مقدونیہ مین یورپ فساد کا جال پہیلارہا ہے اصلاحات کی بجبر و اکراہ سلطان سے منظور کرائی گئی ہے۔ جسکا نتیجہ کشت وخون اور باغیون کے حوصلہ افزائی نکل رہا ہے خیر کچہ ہو قرائن سے پایا جاتا ہے کہ غالباً سلطان عبدالحمید خان ثانی کی زندگی مین کوئی محاربہ عظیم پیش نہ آئیگا۔ مگر اُس کے بعد فوراً یورپ ٹوٹ پڑے گا اگر اسوقت کا سلطان اولوالعزم قوی دل ہوا۔ تو سلطان عبدالحمید خان نے استعد جنگی سامان جمع کردیا ہے کہ وہ

اور موجودہ[1] سلطان المعظم کی عمر و ہمت مین برکت دے اور انکو اپنے ارادون مین کامیاب کرے ۔ آمین ۔

ثم آمین بہ برکت طٰہٰ و یٰسین

فالحمد للہ رب العلمین ۔

قد تم الجزو الاول و یلیہ جزء الثانی

ناظرین؟ سلطنت عثمانیہ کے ذیل مین جملہ سلاطین ترکی کا حال لکھا گیا ہے جو اس کتاب کی اصلی مدعا سے جو دیباچہ مین عرض کیا گیا ہے ۔ کچہ دور معلوم ہوتا ہے لیکن بوجوہات ذیل لکھنا پڑا ۔

(۱) تمام مسلمانون کی نگاہین سلطان ترکی کی طرف لگی ہوئی ہین اس کی خاندانی تاریخ کا علم اہل اسلام کے لیے ضروری ہے ۔

(۲) عروج و زوال کے صریح اسباب جسقدر سلطنت عثمانیہ کی تاریخ مین ملتے ہین اور کسی تاریخ اسلامی مین نہین مل سکتے ۔ جن اسباب کا جاننا مسلمانون کے لیے ازبس لازمی ہے ۔

(۳) یورپ کی اول تمام پالیسیون اور حکمت عملیون کا تاریخ عثمانیہ سے بخوبی پتہ لگتا ہے ۔ جو وہ مشرقی موقون سے عمل مین لاتی رہی ہے ۔

(۴) گذشتہ مشکلات ترکی کے جتانے سے یہہ بہی غرض ہے کہ موجودہ مشکلات دیکھہ کر مسلمان مایوس نہ ہوں ۔

(۵) مسلمان تمام حال کو پڑھکر آئندہ اپنی ترقی کا راستہ تلاش کریں :۔

نوٹ اب صرف ہندوستان اور افغانستان کے بہادروں کے حلات باقی ہیں جو انشاءاللہ تعالٰے دوسرے[2] حصہ میں شائع ہو کر ہدیہ ناظرین ہونگے ۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین ؕ

الراقم

کرم الٰہی صوفی مصنف کتاب ہذا

[1] یہ اشارہ معزول سلطان عبد الحمید خان ثانی کی طرف ہے لیکن آخر ۱۹۰۹ء میں ینگ ٹرکش پارٹی کے غلبہ کی بدولت سلطان مذکور معزول ہو گئے ۔ اب ان کے بھائی سلطان محمد خامس مسند نشین خلافت ہیں خدا اون کو خوش رکھے :۔

[2] یہ حصہ بھی طیار ہو چکا ہے ۔ ملاحظہ ہو ۔ اشتہار بر صفحہ نمبر ۵۲۰ :۔

مین مسلمان ممبرون کا وجود ہندیون کے مقابلہ مین کچھ مفید نہین ہے یہی حال ہوگا اگر عیسائی ممبرون کی تعداد
زیادہ کی گئی تو یورپ کو سنگہ اڑانے اور متعصبانہ جوش بڑہانے کا زیادہ موقعہ ملے گا۔ اور عیسائی ممبر عزت دول کی تعلیم
وتلقین سے مشکلات کا پہاڑ کہڑا کر دینگے۔ اور جبتک کہ تمام جنگی اور ملکی عہدے بلا تمیز قوم و مذہب عیسائیون کو نہ دیے
جاینگے وہ آرام نہین کرینگے اسی صورت مین اگر سپہ سالار عیسائی ہو تو اُس سے کسی یورپین سلطنت کے مقابلہ مین جانباری
کی امید کہان تک ہو سکتی ہے۔ ماتحت عہدے پر کام آتا اور بات ہے۔ اسی طرح اگر وزیر اعظم عیسائی مقرر کیا جائے تو
اسلامی سلطنت کے کیا کام آسکتا ہے اگر ترکی مین کہین ایسا نقشہ جمایا گیا تو ترکون کی خالص اسلامی حمیت کو سخت
نقصان پہنچے گا۔ اور جسطرح ہندوستان کے مسلمانون کے قومی جوش کو اکبر اعظم کی مضر اسلام پالیسی نے نقصان
پہنچایا تہا اور ہندو سپہ سالارون کے ماتحت مسلمانون سے کام لے کر اسلامی عصبیت کو خاک مین ملایا گیا۔ وہی
حالت ترکون کی ہوگی۔

غرضیکہ ینگ ترکش پارٹی اجرائے پارلیمنٹ کی خواہش مین غلطی پر ہے۔ ہان اگر پارلیمنٹری اور خودمختار حکومت کے
بین بین ہو جیسا کہ عہد خلافت راشدہ مین تہا۔ اور سلطان بہی اپنے آپ کو محض امین بیت المال تصور کرے
اور شریعت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام پر کاربند ہو۔ اخبارون کو آزادی دی جائے اور قرن اولی کی طرح عام مسلمانون
کی رائے کی قدر کی جائے تو مفید ہے شریعت کو چہوڑ کر یورپ کی تقلید سلطنت کو کچہ فائدہ نہین پہونچا سکتی۔
بلکہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے فضائل سے محروم رکہکر اولی الامر منکم کی زبردست فلاسفی کے فوائد سے دور
پہینکدے گی سلطان عبدالحمید خان ثانی نے یورپ کی جو ضروری انتظامی باتین تہین لے لی ہین سب سے
نہایت ضروری یورپ کی قواعد جنگ و اسلحہ تہے جو اس سلطان کا جد امجد سلطان محمود خان مرحوم جاری
کر چکا تہا اور اسکے بعد کے سلاطین نے اسکو بڑہایا اور سلطان عبدالحمید خان نے اس انتظام کو مکمل کر دیا
قومی بنک کو جاری کر دیا۔ ریلوے کو وسعت دی۔ تعلیم پر زیادہ توجہ کی۔ اگر ینگ ترکش پارٹی کے مطالب
مفید سلطنت یا حد اعتدال سے تجاوز نہ ہوتے تو سلطان المعظم ضرور مان لیتا۔ مگر اسی پارٹی مین بجائے اطاعت
کے سرکشی کا مادہ زیادہ موجود ہے پہر سلطان کس طرح متمرد گروہ کا زور بڑہنے دے سکتا ہے جنکی رائے کا
فایدہ تو شاید حاصل ہو مگر موجودہ انتظام مین خلل آنے کی قوی امید ہے اور یورپ جو ایسے موقعون کو تاڑ رہا
ہے بے انتظامی کی حالت مین حصے بخرے کرنے کو تیار ہو جائے گا۔ اور جسطرح ینگچری فوج کی بربادی پر
سلطان محمود خان مرحوم کو ملکی اور مالی نقصان اٹہانا پڑا تہا وہی حال پہر ہوگا۔

اسلیے ترکی کی بہتری اسی مین ہے کہ کوئی اندرونی انقلاب پیدا نہ ہو اور موجودہ انتظام ہی مکمل اور مقتدر
بنایا جائے پس پارٹی مذکور کی کارروائی مفید سلطنت دکہائی نہین دیتی۔ خدا تعالی سبکو راہ راست دکہائے

تذکرۂ بہادرانِ اسلام حصہ دوم الملقب بہ اصلاحِ امت (بزبانِ اُردو)

مصنفہ مولوی کرم الٰہی صاحب صوفی دنگوی مصنف سوانح عمری خالد بن ولید و حصہ اول کتاب ہذا

جیسا کہ حصہ اول کے آخر میں وعدہ کیا گیا تھا حصہ فاضل مصنف نے شاہان اسلام ہند و افغانستان سے غلط اتہامات دور کرانے اصلی اور صحیح وقعات قوم کو دکھانے۔ ترقی او تنزل کے حقیقی اسباب سے آگاہ فرمانے ہندو اور مسلمانوں کی فی مابین غلط فہمیاں دور کرا کر گلے ملانے اور آئندہ ترقی کا یقینی راستہ بتانے کو لکھا ہے:۔

سب سے پہلے مسلمانوں کے ابتدائے حملہ سندھ کے واقعات سے شروع کر کے ابو العاص عامل یمن کے حالات پر روشنی ڈال غازی اسلام محمد بن قاسم کی الوالعزمانہ خدمات کو واضح طور پر بیان کر جنید بن عبد الرحمٰن کی خدمات ابو مسلم خراسانی کے حالات دکھاتے ہوئے خلفائے اسلام امویہ و عباسیہ کی امداد پر فتح ہند پر اخوت اسلامی کا سبق سکھلا خاندان غزنویہ کے ۔۔۔ لکھے ہیں چنانچہ افغانوں اور ہندوؤں کے قدیم معرکوں سے شروع کر کے سبکتگین اور راجہ جیپال کے تعلقات لکھکر فخر اسلام ابین الدولہ یمین الملۃ سلطان محمود غزنوی کے مفصل اور مکمل حالات حوالہ قلم کئے ہیں نیز سلطان سے وہ کل الزامات دور کر دئے گئے ہیں جو مخالفین نے از راہ تعصب اس پاک نفس سلطان پر لگا رکھے تھے اور اس کے حملات ہند کے اسباب اور کسی کو جبر مسلمان نہ کرنے کی تاریخی شہادتیں پیش کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ اسکے ماتحت تو ہندو فوج بھی خدمات بجالاتی اور جانبازی دکھاتی تھی اور فردوسی کا قصہ لکھکر ثابت کیا گیا ہے۔ کہ سلطان موصوف کوئی لالچی طماع اور بد عہد شخص نہ تھا۔ غرض کیا کیا لکھیں سب قسم کے اعتراضات کا جو یورپینوں نے کئے یا کسی اور نے شافی جواب دئے گئے ہیں اسکے بعد سلطان کے حالات پیش کر کے خاندان غوری کی تاریخ لکھی گئی ہے اول غوریوں اور غزنویوں کے تعلقات پر روشنی ڈالکر سلطان شہاب الدین معز الدین غوری کے حالات ہند کے متعلق پوری تشریح سے خامہ فرسائی کیگئی ہے اور اس بے نظیر سلطان پر سے بھی شکست و فتوحات کے کل وہ اتہامات دور کر دیئے گئے ہیں۔ جو فن تاریخ سے ناواقف لسبب عناد کر دیا کرتے ہیں اس کے بعد خاندان غلامانِ ہند کا حال شروع کر کے سلطان قطب الدین ایبک اور اس کی شان و شوکت و بختیار خلجی اور اس کی فیل افگنی خوارزم شاہ اور چنگیز خاں کے معرکے رضیہ بیگم کی خدمات سلطان ناصر الدین محمود کا بابرکت زمانہ اور الوالعزم سلطان بلبن کا حسن انتظام اور اس پر سے الزامات کے جواب دیکر خاندان بلبنی کے حالات مفصل دکھلا کر خاندان خلجی کے حالات بالاستیعاب درج کئے گئے ہیں۔ چنانچہ جلال الدین خلجی کے ابتدا سے لیکر بادشاہ بننے تک کے حالات اور سلطان علاء الدین کی بے نظیر فتوحات۔ حسن انتظام قحطوں اور بدعنوانیوں کے انسداد کی تدابیر اور سلطان کی پولیٹیکل لیاقت اور حسن صوفیا کے توسط سے ہندوستان میں شروع عہد اسلامیہ سے لے کر آخیر عہد خلجی تک اشاعت اسلام کی خدمت سرانجام پائی ان کے سبق آموز مفصل حالات اور اس خاندان کے آخری حکمرانوں کا حال اور اسلامی عہد کی علمی۔ صنعتی۔ حرفتی۔ تجارتی۔ تمدنی۔ معاشرتی۔ زراعتی۔ سیاسی ایجادی ترقیات۔ اور ہندوؤں پر اسلامی تہذیب کے اثرات کا حال لکھکر اس حصہ کو ختم کر کے حصہ سوم کا اعلان درج کیا گیا ہے جس میں تغلق لودی اور عظیم الشان خاندان مغلیہ کے حالات درج ہونگے۔ کاغذ لکھائی اور صحت چھپائی نہایت اعلےٰ ہے۔ تقطیع ۲۰×۲۶ کلاں صفحات ۴۸۴:۔

قیمت صرف دو روپے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عکر
محصولڈاک ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴ر

علاوہ خرچ ہوگا

المشتہر

عبد الرحیم و عبد الرحمٰن پسران مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم تاجران کتب مسجد چینیانوالی لاہور

اعلان

ناظرین باتمکین کی خدمت بابرکت میں التماس ہے۔ کہ ہم نے یہ کتاب محض مسلمانوں میں مردہ اخوت کو زندہ کرنے دوبارہ اسلامی حقیقی روح پھونکنے غفلت اور ادبار کی کالی گھٹا کو دور کرنے نکبت و ذلت کا حکمی علاج بتانے اور ترقی کا حقیقی راستہ دکھانے ضلالت سے بچانے کو طبع کرایا ہے اور اپنے اسلاف صلحا کے کارنامے دکھا کر ان کی مشکلات کو صاف ظاہر کر کے وہ علاج اور نسخے بھی لکھ دئے ہیں جو کہ وہ ایسی حالتوں میں استعمال کرتے کل قوم کو بلاتے اور مسلمانوں کو گرتی ہوئی متنزلزل حالت سے دوبارہ تازہ روح پھونک کر توانا و تندرست کر کے تلافی مافات کر لیتے۔ پس اے میرے پیارے برادران اسلام اگر آپ کی خواہش ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ غفلت اور بے اعتنائی دور ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی دیگر اقوام عالم کی طرح عزت کی زندگی بسر کریں اگر آپ کی تمنا ہے کہ یقینی طور پر موجودہ انحطاط کے بواعث پر اطلاع ہو اور ساتھ ہی نکبت و ذلت و خواری کے دفعیہ کا حقیقی صراط مستقیم قوم کے غمخواروں کو معلوم ہو جائے۔ اور اے دردمندان اسلام اگر آپ آرزومند ہیں کہ اپنی اولادوں کے لئے موجودہ نکبت اور ذلت کی جگہ خودداری سیلف ہلپ۔ اعلاو رفعت۔ سچا اسلامی جوش۔ ہمت مردانہ۔ اخوت اسلامی۔ اسلامی پابندی ورثہ میں دیں اور اگر اے دوستو آپ کے دل میں یہ اُمنگ ہے کہ ہم نہیں تو ہماری اولادیں وہ کام کر کے دکھائیں جو کہ اسلام کی حقیقی عزت کے شایانِ شان ہیں۔ تو میں بلا کسی ذاتی غرض اور سچ عرض کرتا ہوں۔ کہ بے لوث ہمدردی سے کہہ رہا ہوں کہ ضرور ایک دفعہ اس کتاب کا جو کل تواریخ اسلام کی ورق گردانی کر تالیف کی گئی ہے مطالعہ فرماویں۔ اور اپنی عزیز اولاد بھی جن کی بہبودی کے ہم دل سے خواہاں آرزو ہوتے ہیں محروم نہ رکھیں نیز احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ ارادہ تو یہی تھا کہ غازیانِ ہندوستان و افغانستان کے حالات بھی اسی حصہ میں درج کر دئے جائیں مگر چونکہ اب یہ حصہ کافی ضخیم ہو چکا ہے اور ہندوستان و افغانستان۔ برادران اور اسلامی خادموں کے حالات خود قریبًا اس کل حصہ کے برابر ہیں۔ اس لئے یہی مناسب سمجھا۔ کہ ان دونوں جلیل القدر ملکوں کے حالات خاص اہتمام سے علٰحدہ شائع کئے جائیں لہٰذا احباب سے اُمید ہے کہ یہ حصہ دیکھ کر خود بخود دوسرے حصہ کو بھی طلب فرما کر اپنے خادم کو ممنون و مشکور فرماوینگے :-

آپکا خادم عبدالرحیم پسر مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم تاجر کتب

لاہور مسجد چینیاں والی